رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

الحکم

نمبر ۱ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل برفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہماری احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کی مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ۹ فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو سہ ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے اور ہم ہفتہ وار ارشاد کر [illegible] مفت تقسیم کروایا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں [illegible] ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی چھپا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد خواہش جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ ینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سینکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازاربند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ازاربند ۸ر سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ پراندے ۴ر سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ سیج بند ۲ روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈورے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لیکر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند

مالکان احمدیہ ایجنسی

کٹرہ باگھ سنگھ۔ ہاتھی دروازہ امرتسر۔ پنجاب

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ناظرین کو نیا سال مبارک ہو۔

سالگذشتہ کے واقعات پر ریویو کرتے ہوئے ہمیں اندیشہ ہے کہ عام حالت ملک کے لحاظ سے اور بوجہ اون بلیات کے جو طاعون اور خوفناک شکلوں میں نمودار ہوئیں ہمیں اپنی ناظرین کو بہت سے پر درد واقعات دکہانے پڑیں گے۔ گو یہ ہم جانتے ہیں کہ جنکو ہم آفات اور بلیات سے تعبیر کرتے ہیں در اصل وہ ہی اللہ تعالی کی شان رحیمی کے کا ایک کرشمہ ہیں جسکے کنہ اور کیفیت سے وہ لوگ اطلاع پاتے ہیں جنکے دل ظلمانی حجابوں سے نکل آئے ہوں تاہم ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس فرض کو کسی دوسرے اشو تک ملتوی کریں۔

جدید وایسرائے۔ ہم نہایت مسرت اور بہجت سے ظاہر کرتے ہیں کہ ۱۸۹۹ء کے آتے ہی ہمارے جدید وایسرائے صاحب **لارڈ کرزن** تشریف لے آئے۔ چہہ ماہ حال کو آپ نے اپنے عہدہ کا باضابطہ چارج لے لیا۔ انڈیا کی **ٹیکس** گذار رعایا امید کرتی ہے کہ آئندہ ۵ سال تک جس وایسرائے کے ساتھ انکی قسمتیں وابستہ ہیں اسکی **معاملہ فہمی**۔ دور اندیشی اور **سلیم الفطرتی** عام لوگوں کے لئے ایک برکت کا موجب ہوگی۔ ہم عام مسلمانوں کی طرف سے عموماً اور اُس پاک گروہ جس کا مشن اس وقت دنیا میں امن اور صلح کاری پہیلانا اور پاکیزگی اور پاک باطنی کی تعلیم دینا ہے) کی طرف سے خصوصاً لارڈ اور لیڈی کرزن صاحبہ کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔

ہم اپنے محتشم ناظرین کی خدمت میں جنوری ۱۸۹۹ء کا پہلا اشو اموعودہ نمبر کی صورت میں پیش کرتے ہیں اگر وہ اس کاغذ کو پسند فرما دیں تو ہمیں اطلاع دیں۔ تاکہ آئندہ کے لئے یہی کاغذ رکہا جاوے اور اگر سفید کاغذ پسند کریں تو سفید کر دیا جاوے ہمارے اپنے خیال میں یہ کاغذ مضبوط ہے اور علاوہ ہمارے مخدوم شیخ **عطا محمد** صاحب کی تجویز کے متعلق انکے خطوط ہمارے پاس پہونچے ہیں مگر تاہم امید سے بہت کم اس لئے ہم اس نمبر کو نمونتہً پیش کر کے چاہتے ہیں کہ وہ ناظرین براہ کرم اطلاع دیں جو معمولی اور رسمی کاغذ پر اخبار لینا چاہتے ہیں اور اُن احباب کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں جو اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر اخبار لیں گے۔

اکثر احباب ہم سے دریافت کرتے ہیں کہ اخبارات میں جو خبر گشت کر رہی ہے کہ مرزا صاحب اور محمد حسین بٹالوی کے نام حفظ امن ضمانت کے لئے نوٹس جاری ہوئے ہیں اسکی اصل حقیقت کیا ہے۔ ہم اپنے ناظرین کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی سا امر ہے۔ محمد حسین بٹالوی نے کچہہ عرصہ ہوا مرزا صاحب کے اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے شایع ہونے پر شیخیت نمائی کے طور پر ایک چہری رکہہ لی تہی اور اکثر لوگوں کو دکہاتا پہرتا تہا۔ اس پر ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نے اُس کی چہری کو دیکہہ کر رپورٹ کر دی کہ نقض امن کا اندیشہ ہے مرزا صاحب اور محمد حسین سے ضمانت لی جاوے اس پر صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع نے بہادر دسمبر کو نوٹس جاری کئے ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء پہلی تاریخ پیشی تہی بدون کسی کارروائی کے مقدمہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا۔ محمد حسین نے جو وکیل کیا جاتا ہے مسلمانوں سے چندہ لے کر کیا تہا اس نے اپنی کسی معروفیت کیوجہ سے ۵ جنوری ۱۸۹۹ء کی تاریخ تبدیل کرا لی اور اب مقدمہ کل ۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے اجلاس میں پیش ہوگا اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے۔

یہ مقدمہ ایک بڑی دلچسپی سے دیکہا جا رہا ہے اور پبلک میں مختلف قسم کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ ہم نہ تو ضرورت سمجہتے ہیں اور نہ مناسب کہ اُس کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے دیں مقدمہ ایک دور اندیش حاکم مجاز کے سامنے ہے بعد کل کارروائی کے ہمارا حق ہوگا کہ ہم اُس پر رائے زنی کریں۔ ہاں اتنا کہدینا شاید بے محل نہو گا کہ مرزا صاحب کی اشتہارات مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء اور رسالجات **کشف الغطاء** وغیرہ کا مطالعہ ہمارے بیدار مغز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اصل معاملہ کی تہ تک پہونچنے کے لئے بہت مدد دیں گے۔

مسلمانوں اور گورنمنٹ کی توجہ طلب

عام اہل اسلام اور گورنمنٹ عالیہ کے حضور ہم ایک عنود طلب امر پیش کرنا چاہتے ہیں کہ توجہ کی سبیل کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ

محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعتہ السنہ۔ گورنمنٹ عالیہ کو آجتک یہ بتلاتا رہا کہ مہدی خلیفتہ اللہ آنیوالا کوئی نہیں اور مسلمانوں کے اُس گروہ کے سامنے جو اہل حدیث کہلاتا ہے اور جسکا ایڈووکیٹ اور سرگروہ ایڈیٹر مذکور ہے اقرار کرتا رہا بلکہ عام مسلمانوں کیطرح خونی مہدی کے نہ ماننے والے پر کفر کے فتوے لگاتا رہا اب جبکہ اُنکی وہ تحریریں جنمیں مہدی کے وجود سے انکار کیا ہے علماء اہل حدیث نے اُس پر خارج از اہل سنت ہونیکا فتوی دیا عام مسلمانوں اور گورنمنٹ کو ایسے شخص کے وجود سے

پاک شاعری

فی المحبتہ امام الزمان سلمہ اللہ الرحمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی تو ہے سننے والا دعا کا ؛
؛ خشوع و خضوع ابتہال التجا کا ؛
الا یا ربنا افتح لنا بین قوم ؛
؛ معزز ہمیں فیصلہ ہے خدا کا ؛
پڑے مار ذلت کی ظالم کے اوپر ؛
؛ بڑہے مرتبہ صاحب التقا کا ؛
مرے پیارے احمد کی کاٹو جو رشتہ ؛
؛ وہ ہے کاٹنے والا حبل خدا کا ؛
یہاں اس مغضوب و ضالین نہیں ہے ؛
؛ میں ہوں طالب دید راہ ہدا کا ؛
صراط کہ ہے صفت مستقیم ؛
؛ مقدم وظیفہ ہوا اھدنا کا ؛
اطاعت محمد کی۔ احمد کی بیعت ؛
؛ ازل میں تہا اللہ نے جس کو تاکا ؛
میں سو جان و دل سے ہوں احمد کا عاشق ؛
؛ مسیح زماں اور امام الورا کا ؛
ہزاروں ہی بیگانوں سے رشتے کاٹے ؛
؛ خدا جانے ہوں یک تن آشنا کا ؛
تصور شب و روز رہتا ہے تیرا ؛
؛ عجب ہی کہنچا آنکھہ پر ایک خاکا ؛
ترا ذکر در اصل ہے ذکر خالق ؛ ؛
؛ بچا یو! کہ مشرک ہوا میں خدا کا ؛
ترے ید قدرت میں دل ہے یہہ میرا ؛
؛ ٹہکانا نہیں کوئی اب ماسوا کا ؛
تو چاہے جدہر پہیر دے میرے احمد ! ؛
؛ مقلب تو ہی ہے کلید خدا کا ؛
تو احمد وہ ہے جسنے رد کا قلم کو ؛
؛ بہلا کون ہے اب ترے جا بجا کا ؛
قلم سے گرے روشنائی کے قطرے ؛
† ؛ معصفر ہوا رنگ تیری قبا کا ؛

شہادت بہی اسپر صحابہ نے دی ہے ؛
؛ یہہ کیسا کرشمہ ہے رب العلا کا ؛
ولا شک فیہا ولا ریب فیہا ؛
کہ خادم ہوں میں خادم میرزا کا ؛
ہر سطور قرآں میں حق وعدہ بالی ؛
؛ ازل میں تہا اللہ نے جس کو تاکا ؛
اٹھو خواب غفلت سے بیدار ہو کر ؛
؛ زمانہ یہہ آیا ہے اب ابتلا کا ؛
کیا مرگ عیسےٰ کو قرآن سے ثابت ؛
؛ کہ جہگڑا تہا امت میں یہہ اس بلا کا ؛
بصیرت کی کہولو! ذرا دل سے آنکہیں !! ؛
؛ نظارہ کرو بندۂ حق نما کا ؛
عتیق! اب ذرا تہام لیجے قلم کو ؛
کہ مضمون لکہنا ہے خذ ما صفا کا ؛

دیگر

محط آدم نزاد افتادہ آلہی درجہاں ؛
ہیچ شخصے نیست کامل ہم زخورد و ہم کلاں
آدمیت نیست اندر ہر کس این ناکساں
صورت انسان لیکن خوئے ایشاں چوں سگاں
بیخبر از قول و فعل اصفیائے کاملان ؛
پا در آب و گل بنہادہ ایں ہمہ مثل خراں
نازیانہ پُر ادب گر ساق ایشانرا زدند ؛
مے زجنبانند گوشے از جہول ایں ظالماں
بندگان مرخدا را ایں سگاں عوعو کنند
بد نہاد و بد سرشت و بد زبان و بدگمان
نور خورشید الٰہی مے درخشد تحت و فوق ؛
بین دلیر و قبل و بعد و در زمین و آسمان
گر نشانِ نوزاد جوئی نمایم مر ترا ؛
مے درخشد چوں قمر آن از منارِ قادیاں
آں امام الوقت ہست و پیشوائے راہ حق
رہنمائے دین احمد ہادی دورِ زماں
اسم او اسم مبارک ابن مریم مے نہند
آں غلام احمد ہست و میرزائے قادیاں
گر کسے آرد شکے در شان او آں کافر است
جائے او باشد جہنم بے شک و بے گماں

[illegible]

دیگر

السلام اے مہدی فرخندہ فال ؛
السلام اے صاحب الوقت و حال
السلام اے رہنمائے راہ حق ؛
السلام اے ہادی ذو المجد و عال
والسلام والصلوٰۃ ہم درود ؛
بر تو بادا اے صاحب عز و جلال
واز خدائے ذو الکرم حق آمد ہست
باطلاں رسوا شدہ از انفعال
ان جاء الحق وزہق باطل
ان باطل کان زاھق فے الزوال
مبطلاں در رنگ شیطاں آمدند ؛
حق پسنداں صبغتہ اللہ الفعال
سرنگون و خیرہ شد لیلا لوی ؛
سربلند و ہوشیار آن اہل حال
تبتی از کوہ در آمد سرنگوں ؛
قادیانی در رسیدہ بر جبال
ایں زشلی ثراثر عنا لبیار گو
آں محمد خوش زباں شیریں مقال
ایں ہمہ چوں تودہ گل آمدند ؛
آں یکے پُر نور و روشن چوں ہلال
ایں ہمہ چوں خر بنہادہ پا بگل
آں نشستہ بر براق ذو الجلال
ایں ہمہ چوں طفلیتاں چوں سگ شدند
آں چو انساں پُر ز دانش و پُر کمال
بوئے از باغ محبت نشنوند ؛
در مشامے پنبہ کردہ از ملال
قایل آں مہدیٔ ملت نیستند ؛
صوت منکر مے کشند ایں خر شتال
بر سر دنیائے جیفہ مے جہند
مے ندا گفتند ایں اسلام ملت ذلال
والسلام الف الف والسلام ؛
من عتیق عاجزی کل حال

نعت شریف

---

† یہہ ایک کشف کیطرف اشارہ ہے جو سُرمہ چشم آریہ میں درج ہے۔ ایڈیٹر

شیشۂ دل صاف صاف اب حق نما ہونے کو ہے
عاشق روئے محمد با خدا ہونے کو ہے

دل مرا آپے سے باہر یا جدا ہونے کو ہے
کچھ گذر گا مخدا اب یا خدا ہونے کو ہے

کشتئ عمر رواں اب آشنا ہونے کو ہے
ناخدائے روح انساں با خدا ہونے کو ہے

فتح باب دین ہوگا جب ہوا کسر الصلیب
وعدۂ معہود ربی اب وفا ہونے کو ہے

کل مذاہب پر ہوا دین الٰہی کا ظہور
ظلمت کفر اُٹھ گئی کشف الدجیٰ ہونے کو ہے

حضرت خیر الامم کیسے عظیم الخلق ہیں
کافروں سے تو جفا۔ ان سے وفا ہونے کو ہے

لات و عزّے گر گئے۔ اور کعبۃ اللہ بچ گیا
مجھکو شوق دیدن اُم القریٰ ہونے کو ہے

یا محمد لطف ہے اسم مبارک میں یہہ کیا
ہر زباں عام سے صل علیٰ ہونے کو ہے

نو بادہ سے سوز جام جسم ہو جلد تر
مجلس مولود احمد ساقیا ہونے کو ہے

یا عتیق کل شیئ ھالک الا وجھہ
یعنے دایم ہے وہی جو بالقا ہونے کو ہے

راقم
خاکسار خواجہ عبد الستار عتیق قصوری

اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

اس میں یہہ بیان ہے کہ پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا وترھقھم ذلۃ آج پوری ہوگئی۔ اس پیشگوئی کا حاصل مطلب یہی تہا کہ فریق ظالم نے فریق مظلوم کو جس قسم کی ذلت پہنچائی ہے اُسی قسم کی ذلت فریق ظالم کو پہنچیگی اور ضرور پہنچیگی کوئی اُسکو روک نہیں سکتا سو وہ ذلت فریق ظالم کو پہنچ گئی

آج میں اُس خدائے قادر قدوس کے ہزار ہزار شکر کے بعد جو مظلوموں کی فریاد کو پہنچتا اور سچائی کی حمایت کرتا۔ اور اپنے پاک کلمات کو پورے کرتا ہے عام مسلمانوں اور دوسرے لوگوں پر یہہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ جو میں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کے مقابل پر اُس کی بہت سی گالیوں اور بہتانوں اور دجال کذاب کافر کہنے کے بعد اور اُس کی اس پلید گندہ زبانی کے بعد جو اُسنے خود اور اپنے دوست محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کے ذریعے سے میری نسبت کی تہی۔ ایک اشتہار بطور مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو لکہا تہا۔ اور اُس میں فریق ظالم اور کاذب کی نسبت یہہ الہام تہا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا وترھقھم ذلۃ۔ یعنے جس قسم کی فریق مظلوم کو بدی پہنچائی گئی ہے اُسی قسم کی فریق ظالم کو جزا پہنچیگی۔ سو آج یہہ پیشگوئی کامل طور پر پوری ہوگئی۔ کیونکہ مولوی محمد حسین نے بدزبانی سے میری ذلت کی تہی۔ اور میرا نام کافر اور دجال اور کذاب اور ملحد رکہا تہا۔ اور یہی فتوے کفر وغیرہ کا میری نسبت پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے لکہوایا۔ اور اسی بنا پر محمد حسین مذکور کی تعلیم سے اور خود اس کے لکہوانے سے محمد بخش جعفر زٹلی لاہور وغیرہ نے گندے بہتان میرے پر اور میرے گہر کے لوگوں پر لگائے سو اب یہی فتوے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں بلکہ خود محمد حسین کے اُستاد نذیر حسین نے اُسکی نسبت دیدیا۔ یعنے یہہ کہ وہ کذاب اور دجال اور مفتری اور کافر اور بدعتی۔ اور اہل سنت سے خارج بلکہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اس فتوے کا باعث یہہ ہوا کہ محمد حسین مذکور نے تمام علماء پر اپنا عقیدہ یہہ ظاہر کر رکہا تہا کہ وہ اُن کی طرح اُس مہدی موعود کا منتظر ہے۔ جو بنی فاطمہ میں سے خلیفہ ہوگا۔ اور کافروں سے لڑیگا۔ اور مسیح موعود اُسکی مدد کے لئے اور اُس کی خونریزی کے کاموں میں ہاتہہ بٹانے کے لئے آسمان سے اُترے گا۔ اور اُس نے علماء کو یہہ بہی کہا تہا کہ پہلے میں نے غلطی سے ایسا خیال کیا تہا کہ مہدی کے آنے کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔ مگر مینے اب اُس قول سے رجوع کر لیا ہے۔ اور اب میں پختہ اعتقاد سے جانتا ہوں کہ ایسا مہدی ضرور آئیگا۔ اور عیسائیوں اور دوسرے کافروں سے لڑیگا۔ اور اُس کی تائید کے لئے عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے اُترینگے۔ تا دونوں ملکر کافروں کو مسلمان کریں یا مار ڈالیں۔ یہہ اعتقاد اسوقت محمد حسین نے مولویوں میں جوش پہیلانے کے لئے ظاہر کیا تہا جبکہ اُسنے میری کافر ٹہرانیکے لئے ایک فتوے لکہا تہا۔ اور بیان کیا تہا کہ یہہ شخص مہدی موعود کے آنے سے اور اُسکی لڑائیوں سے منکر ہے۔ لیکن جب ان دنوں میں محمد حسین کو گورنمنٹ سے زمین لینے کی ضرورت پیش آئی۔ تو اُسنے پوشیدہ طور پر* ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انگریزی میں ایک فہرست شایع کی جسمیں اُسنے گورنمنٹ کو اپنا یہہ احسان جتلایا ہے کہ میں اس مہدی موعود کو نہیں مانتا جسکے مسلمان منتظر ہیں۔ اور وہ تمام حدیثیں جہوٹی ہیں جنمیں اس کے آنے کی خبر ہے۔ اور اُس کی بدقسمتی سے اس انگریزی فہرست کی مسلمانوں کو اطلاع ہوگئی۔ اور لوگوں نے بڑا تعجب کیا کہ یہہ کیسا منافق ہے کہ اپنی قوم کے آگے مہدی موعود کے آنیکے بارے میں اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کو یہہ سناتا ہے کہ میں اس اعتقاد کا مخالف ہوں۔ تب میں نے اسکے بارے میں ایک استفتاء لکہا اور فتوے لینے کے لئے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کے سامنے پیش کیا۔ تب مولویوں اور نذیر حسین اُس کے اُستاد نے بہی وہ استفتاء پڑہکر اسی طرح محمد حسین کو کافر اور دجال ٹہرایا جیسا کہ مجہے ٹہرایا تہا۔ اور اُسی طرح ذلت کے الفاظ اُسکی نسبت لکہے۔ جیسا کہ محمد حسین نے میری نسبت لکہے تہے۔ سو وہ اُسی طرح ذلیل کیا گیا۔ جیسا کہ اُسنے جہوٹے فتووں سے مجہے ذلیل کیا تہا۔ سو اسطرح پر یہہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ یہہ سچ ہے کہ میں ایسے خونی مہدی کو نہیں مانتا۔ کہ جو تلوار سے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا چاہے گا۔ اور نہ ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا میں قایل ہوں جو ناحق اس خونریزی میں شریک ہوگا اور مینے دلایل قویّہ سے ثابت کر دیا ہے کہ یہہ اعتقاد خونی مہدی کا اور ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا سراسر جہوٹ اور لغو اور بے اصل ہے۔ اور قرآن اور حدیث سے سراسر مخالف ہے ہر ایک سوچ سکتا ہے کہ اس منافقانہ کارروائی سے جو محمد حسین گورنمنٹ کو تو کچہہ کہتا رہا اور پوشیدہ طور پر لوگوں کو کچہہ کہتا رہا۔ کامل درجہ پر اُسکی ذلت ہوگئی ہے۔ اور مولویوں کی طرف سے وہ بڑے خطاب بہی اُسکو مل گئے ہیں جو سراسر ظلم سے اُسنے مجہے دیئے تہے۔ یعنے ہر ایک نے اُسکو کذاب اور دجال سمجہہ لیا ہے

* اصل عبارتیں مفصل اشتہار میں درج کی گئی ہیں جو عنقریب شایع ہوگا۔ منہ

❀ یہہ شخص یعنے محمد حسین اپنے تئیں اہلحدیث علماء کا سرگروہ اور ایڈوکیٹ ظاہر کرتا ہے۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ جو گروہ کا اعتقاد ہو وہی سرگروہ کا ہو۔ چنانچہ وہ خود بہی رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵ - جلد ۱۳ میں مہدی خونی کی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ منہ

رہا یہہ امر کہ اب گورنمنٹ عالیہ اسکی نسبت کیا رائے رکھتی ہے سو ہماری دانا گورنمنٹ اسطرف توجہ سے سوچ سکتی ہے کہ ایسا منافق جسنے گورنمنٹ کے سامنے یہہ جہوٹ بولا کہ میں یہہ کارروائی کر رہا ہوں کہ خونی مہدی کے آنیکے خیالات لوگوں کے دل سے مٹا دوں - اور مولویوں کو یہہ لکھہ لکھہ کر دیتا رہا کہ اس اعتقاد پر پختہ رہو کہ مہدی خونی فاطمہ کی اولاد کو ضرور آئے گا - اور کہتا رہا کہ جو شخص یہہ اعتقاد چہوڑتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے . ایسے منافق کے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے؟ اور کون فائدہ اسکے وجود سے گورنمنٹ کو پہنچ سکتا ہے؟

پہر دوسری خیانت جو اسکی ذلت کا موجب ہے یہہ ہے کہ اسنے گورنمنٹ پر یہہ ظاہر کیا ہے کہ میں سلطان روم کو خلیفہ برحق نہیں سمجہتا . کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے - اور پہر اپنی اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۲ - سطر ۶ میں میری مخالفت کے لئے مسلمانوں کو یہہ تعلیم دی ہے کہ حضرت سلطان المعظم مسلمانوں کے مذہبی پیشوا اور خلیفہ برحق ہیں ان سے استغنا موجب کفر ہے - اب اس جگہہ اسنے سلطان روم کو خلیفہ برحق مان لیا - اور انگریزوں کی سلطنت کی نسبت اسی صفحہ میں یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ اُن کی اطاعت پولیٹیکل نظر سے یعنے محض منافقانہ طور پر اور مصلحت وقت کے لحاظ سے کرنی چاہیے . مگر مذہبی نظر سے اپنے دلی اخلاص سے صرف سلطان ہی واجب الاطاعت ہے ؛" اس تقریر میں اُس نے یہہ خیانت کی ہے کہ جو مذہبی آزادی اور جو مذہبی فوائد ہمیں سلطنت انگریزی سے پہنچے ہیں - ان سب کا انکار کر دیا ہے اور سرکار انگریزی کے ایک ثابت شدہ احسان کا خون کر دیا ہے اور یہہ نہیں سوچا کہ سکہوں کے وقت میں جب ہمارے تمام دینی فرایض رکے گئے تہے اور مذہبی احکام کے بجا لانے میں ہر وقت جان اور مال اور عزت کا اندیشہ تہا - یہانتک کہ بلند آواز سے بانگ نماز دینے سے مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تہے .

اُسوقت سلطان روم کہاں تہا ؟ آخر انگریز ہی ہے جو ہمارے چہوڑانے کے لئے عقاب کی طرح دور سے آئے اور صدہا دینی روکوں سے ہمیں آزادگی دی - یہہ بڑی بدذاتی ہوگی کہ ہم اس سے انکار کریں کہ گورنمنٹ انگریزی کے وجود سے دینی فائدہ ہمیں کچہہ بھی نہیں پہنچا ہے بلکہ سلطان روم سے زیادہ پہنچا ہے . اس گورنمنٹ کے آنے سے ہم اپنے فرایض مذہبی آزادی سے ادا کرنے لگے . ہمارے مذہبی مدرسے کہل گئے - ہمارے واعظ خوب تسلی سے وعظ کرنے لگے پیشتر کے وقت کسی ہندو کو مسلمان کرنے سے اکثر خون ہو جاتے تہے صدہا مسلمان اسی وجہہ سے قتل کیے گئے . بلکہ آگ میں جلائے گئے - اور درندوں کے آگے ڈالے گئے - اب انگریزی عملداری کا جہنڈا ہمارے ملک میں کہڑا ہونے سے ہزارہا ہندو مسلمان ہو گئے - ہزارہا دینی کتابیں شایع ہو گئیں اور مسلمانوں نے اعلے درجہ تک دینی علوم میں ترقی کی - اور ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اسکی تلاش کرنا عبث ہے . اب کسقدر ناشکری بلکہ بدذاتی ہوگی کہ ہم ان تمام احسانوں کو اندر ہی اندر دبا دیں اور اس شکر کا اقرار نہ کریں جو انصاف کی رو سے ہمیں کرنا لازم ہے - کیا یہہ سچ ہے کہ انگریزی سلطنت سے ہمیں آزادی اور دینی فائدہ نہیں پہنچا ؟ ہرگز سچ نہیں - پہر محمد حسین کا یہہ قول کہ وہ یہہ تمام احسانات سلطان روم کی طرف منسوب کرتا ہے . کسقدر بے انصافی اور ظلم پر مبنی ہے - وہ لکہتا ہے کہ ہم لوگ انگریزوں کی اطاعت محض پولیٹیکل نظر سے کرتے ہیں - اور ورنہ دینی حمایت اُن کی طرف سے کچہہ بہی نہیں - یہہ سب سلطان کی طرف سے ہے " یہہ دونوں فقرے اسکے ایسے بُرے اور گندے اور فتنہ انگیز ہیں کہ اگر میرے مونہہ سے بہی نکلتے تو میں ضرور اپنے اوپر فتوے دیتا کہ میں نے سرکار انگریزی کے بیشمار دینی احسانوں کے مقابل سخت ناشکر گذاری اور نمکحرامی کا کلمہ استعمال کیا ہے - ان لوگوں نے اسی بناء پر مجہہ کو کافر ٹہہرایا تہا جبکہ میں نے سلطان روم کے مقابل پر گورنمنٹ انگریزی کے احسانات کو ترجیح دی تہی جس کی نسبت **سید احمد خاں صاحب** کے سی - ایس - آئی نے اپنے علیگڑہ انسٹیٹیوٹ گزٹ معہ تہذیب الاخلاق ۲۴ جولائی ۱۸۹۶ء میں میری گواہی دی تہی .

اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ حیادار آدمی کے لئے یہہ ذلت بہی کچہہ تہوڑی نہیں کہ گورنمنٹ کے سامنے جہوٹ بولا اور اپنی قوم سے بہی اپنی نسبت کافر اور کذاب اور مفتری کا فتوے سُنا . سو بلا شبہہ وہ الہامی پیشگوئی اُس پر پوری ہو گئی . . . . جس میں لکہا تہا کہ فریق ظالم اسی قسم کی ذلت دیکہیگا جو اسنے فریق مظلوم کی کی - اب ذیل میں مولویوں کا وہ فتوے جس میں مولوی نذیر حسین محمد حسین کا استاد بہی شامل ہے . لکہتا ہوں اور ناظرین پر انصاف کا انصاف چہوڑتا ہوں کہ میرے الہام ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو غور سے پڑہکر خود گواہی دیں کہ خدا تعالے نے کیسے یہی الفاظ محمد حسین کی نسبت مولویوں سے کہے جو منہ سے نکالے جو محمد حسین نے میری نسبت کہے تہے . اور یہی معنے اس الہامی فقرہ کے ہیں کہ جزاء سیئۃ بمثلہا منقول فتوے کو شامل ہذا ہے

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان
۳۰ جنوری ۱۸۹۹ء

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص مہدی موعود کے آنے سے جو آخری زمانہ میں آئے گا اور بطور ظاہر و باطن خلیفہ برحق ہوگا - اور بنی فاطمہ میں سے ہوگا . جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے قطعاً انکار کرتا ہے - اور اس جمہوری عقیدہ کو جس پر تمام اہلسنت دلی یقین رکہتے ہیں سراسر لغو اور بیہودہ سمجہتا ہے - اور ایسا عقیدہ رکہنا ایک قسم کی ضلالت اور الحاد خیال کرتا ہے کیا ہم اسکو اہلسنت میں سے اور راہ راست پر سمجہہ سکتے ہیں - یا وہ کذاب اور اجماع کا چہوڑنے والا اور ملحد اور دجال ہے . بینوا توجروا .

المرقوم ۹ دسمبر ۱۸۹۸ء مطابق ۱۵ شعبان المبارک ۱۳۱۶ھ
السایل المعتصم باللہ الاحد مرزا غلام احمد
عافاہ اللہ و اید

الجواب

(۱) جو شخص عقیدہ ثابتہ مسلمہ اہلسنت و جماعت سے خلاف کرے تو وہ صریح اور بیشک اس آیت کریمہ کے وعید کا مستحق ہے .

قال عز من قایل و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جھنم - و ساءت مصیرا

قال صلی اللہ علیہ و سلم من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ احمد و ابو داؤد

قال صلی اللہ علیہ و سلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

قال صلی اللہ علیہ و سلم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ و من شذ شذ فی النار رواہ الترمذی - اور جمہور اہلسنت اس پر متفق ہیں

کہ مہدی علیہ السلام اخیر زمانہ میں تشریف لا دینگے۔ اور بنی فاطمہ سے ہونگے۔ اور انکے ہاتھ سے دین غالب ہوگا۔ اور ظاہری باطنی خلافت کریگا۔

حررہ عبدالحق الغزنوی تلمیذ مولوی عبداللہ غزنوی

(۳) ارباب مہدی موعود و نزول عیسے ابن مریم رسول اللہ و خروج دجال اکبر احادیث متواترہ وارد اند۔ و برین است اجماع اہلسنت وجماعت منکر احادیث متواترہ کافر و مخالف اہلسنت وجماعت مبتدع و ضال و مضل ہست۔ فقط

عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما

(مہر)

(۴) اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ ایسا شخص جس کا ذکر سوال میں مندرج ہے مبتدع اور دایرہ اہلسنت وجماعت سے خارج ہے۔ کما حررہ المجیب وانا عبداللہ الغنی ابومحمد زبیر غلام رسول الحنفی والقاسمی عفی عنہ

(۴) جو کچھ مولوی عبدالحق صاحب نے جواب میں لکھا ہے میرا اس سے اتفاق ہے۔ ایسے آدمی کے ملنے والوں سے پرہیز چاہیئے ونشست برخاست ترک کرنی چاہیئے

احمد اللہ عفی عنہ امرتسری (مہر)*

(* یہہ مہر انجمن تائید الاسلام امرتسر کی ہے جسکے ممبر ۳۰۰ کے قریب علماء اور رئیس وغیرہ ہیں۔)

(۵) علمائے عظام کا جواب صحیح ہے۔ بیشک شخص مذکور السوال ضال اور مضل ہے اور اہلسنت سے خارج ہے

فقیر غلام محمد البگوی عفا عنہ امام مسجد شاہی لاہور بقلم خود

(۶) امام مہدی علیہ وعلی آبائہ الصلوۃ والسلام کا قرب قیامت میں ظہور فرمانا اور دنیا کو عدل وانصاف سے پُر کرنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔ اور جمہور امت نے اسے تسلیم کیا ہے۔ اس امام موصوف کے تشریف لانے کا انکار صریح ضلالت اور مسلک اہلسنت والجماعۃ سے انحراف کرتا ہے۔

عن عبداللہ بن مسعود۔ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاتذہب الدنیا حتے یملک العرب رجل من اہلبیتی یواطی اسمہ اسمی رواہ الترمذی وابوداؤد وفی روایۃ لہ قال لولم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتے یبعث اللہ فیہ رجلا منی او من اہلبیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا۔

مشکوۃ شریف قال العلامۃ التفتازانی فی المقاصد قد وردت الاحادیث الصحیحۃ فی ظہور امام من ولد فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا یملاء الدنیا قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ العبد المذنب مفتی محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

(۷*) یہہ شخص مذکور سوال مفتری کذاب وضال ومضل وخارج اہلسنت سے ہے۔ الراقم سید محمد نذیر حسین بقلم خود (مہر)

(۸) الجواب صحیح وصواب

محمد یعقوب

(۹) جو عقیدہ خلاف اہلسنت والجماعت ہو وہ اہل اسلام کے نزدیک کسطرح معتبر ہوسکتا ہے۔

فقیر حشمت العلی عفی اللہ عنہ

(مہر)

(۱۰) صح الجواب

حمزۃ النقوی الدہلوی غفرہ اللہ القوی

مہر سید محمد عبدالسلام غفرلہ

مہر سید محمد ابوالحسن

مہر محمد عبدالغفار ابولیسار

مہر ابوالحسن محمد اسمعیل

مہر خلیل الرحمن المنان غفرلہ

* (یہہ مواہیر دہلی کے علماء کی ہیں۔)

(۱۱) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے اور احادیث نبی صلعم کا منکر ہے۔

العبد النحیف محمد وصیت علی مدرس مدرسہ حسین بخش صاحب (مہر)

(۱۲) اصاب من اجاب محمد شاہ عفی عنہ (مہر)

(۱۳) جو شخص کہ احادیث صحیحہ سے اور اجماع سے انکار کرے۔ اُس کی ضلالت اور گمراہی میں کچھہ شک نہیں کیونکہ سینکڑوں حدیثوں سے امام مہدی علیہ السلام کا آنا اخیر زمانہ میں ثابت ہے اور یہہ شخص کذاب اور دجال ہے۔

فقط محمد یونس مدرس مدرسہ مولوی عبدالاحد صاحب

(مہر)

(۱۴) الجواب صحیح۔ فتح محمد مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

(مہر)

(۱۵) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے۔ عبدالغفور مدرس مدرسہ حسین بخش (مہر)

(۱۶) جو شخص حضرت مہدی علیہ السلام کے وجود باجود کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ایسے مخشوش الرائے یاوہ گو عبدالدنیا کے کلام کا اعتبار نہیں۔ ایسا شخص منکر احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسکا مقام نار ہے۔

محمد عبدالغنی

(۱۷) واقعی یہہ شخص مخالف حدیث نبوی کے عقیدہ رکہتا ہے ایسے شخص کا مقام بلاشک نار ہے۔ کیونکہ یہہ فعل اہل بدعت کا ہے

محمد ہدایت اللہ عفی عنہ

(۱۸) جو شخص امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرتا ہے۔ وہ گمراہ ہے۔ اور احادیث صحاح کا منکر ہے۔ مثلاً ترمذی وغیرہ میں یہہ حدیثیں موجود ہیں۔ عبداللہ خان کہیرالونی بقلم خود

(مہر)

(۱۹) الجواب الصحیح واقعی حدیث نبوی صلعم کا منکر ہے۔ اور ایسے عقیدہ کا شخص کذاب لوگوں میں سے ہے۔

مولوی محمد عبدالرزاق خلف حاجی خدابخش المتخلص ناچیز۔ ساکن قصبہ خورجہ ضلع بلندشہر

(۲۰) الجواب اقول وباللہ التوفیق معلوم ہو کہ انکار ظہور امام مہدی سے جیسے احادیث میں ہے اور سلفاً وخلفاً اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے صرف ضلالت اور گمراہی ہے اور یہہ انکار کسی دجال کا کام ہے۔ فقط واللہ یہدی من یشاء الے صراط المستقیم دستخط الراقم عبدالعزیز عفی عنہ لودہیانوی

* [illegible] انجمن حمایت الاسلام لاہور [illegible]

امام الزمان کی ڈایری

یکم جنوری ۱۸۹۹ء الحمدللہ حضرت اقدس [illegible] ومخلصین مقیم قادیان بخیریت ہیں

جب معمول نماد [illegible] باجماعت ہوئی۔ قبل از نماز عشاء حضور نے فرمایا کہ رات یعنے ۳۱ دسمبر ۱۸۹۸ء کی شب کو الہام ہوا "السہیل البدری"۔ پہر فرمایا کہ سہیل وہ ستارہ ہے جسکو ولدالزناکش بہی کہتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو تکوئی کیڑے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ ابوالفضل نے اسی ستارہ کی نسبت لکہا ہے۔ ع

ولدالزناکش آمد چو ستارۂ یمانی

[illegible]

۲ رجنوری ۱۸۹۹ء } خدا کا فضل ہے کہ حضرت امام ہمام مع جمیع خدام مع الخیر ایناسش ہیں۔

حسب معمول پنجگانہ نماز با جماعت ہوئی ۔ ۸ بجے دن کے آپ ایک کثیر التعداد احباب کی ہمراہ سیر کو تشریف لے گئے۔ اثناءے راہ میں فرمایا کہ یہہ تکالیف اور ایذائیں جو مخالف کبھی پنڈ بانیوں کے رنگ میں۔ اور جھوٹ اور افتر اسے بھرے ہوئے اشتہاروں کے ذریعے ۔ اور کبھی گورنمنٹ اور حکومت کو خلاف واقع اور محض جھوٹی باتیں بیان کرنے سے بدظن کرکے ہم کو پہنچاتے ہیں اگر ہماری اپنی ہی ذات تک محدود اور مخصوص ہوتی ہیں تو خداتعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہم کو ذرا بھی خیال نہ ہوتا کیونکہ ہم تو قربانی کے بکرے کی طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر وقت تیار ہیں۔ مگر اسکا اثر ہماری قوم پر پہنچتا ہے۔ اور بعض لوگ ابھی ایسے کمزور بھی ہیں۔ جو ابتلا برداشت نہیں کر سکتے۔ اسلئے ہمنے مناسب سمجھا ہے کہ ان کل حالات کو چھاپ کر گورنمنٹ کے پاس بھیجدیں۔ کیونکہ اگر ہم خاموش رہیں تو ادہر مخالف ریشہ دوانیاں کرتے ہیں۔ پہر اسکا اثر اچھا نہیں پڑتا۔ چونکہ ہمارے دل صاف ہیں۔ اور ہم بدباطن لوگونکی طرح نفاق۔ اور مداہنت سے کام نہیں لیتے۔ اسلئے ہم کو کامل امید ہے کہ یہہ رسالہ کشف الغطاء گورنمنٹ عالیہ کو ہمارے حالات اور ہمارے تعلقات سے اطلاع دیگا۔ اور ہمارے ہر دو دست کے پاس بطور سارٹیفکیٹ کے دیگا۔ آج بھی دو آدمیوں نے بیعت کی۔

۳ رجنوری ۱۸۹۹ء } الحمد للہ! آج بھی خداتعالیٰ کے لئے انت اسلاں سے امام صاحب اور حضور کی پاک جماعت نے حصہ لیا اور شکرگذاری کے سجدے کئے۔ چند روز پیشتر سے محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے کسی مصلحت سے مہدی کے انکار پر کوئی مضمون کبھی لکھا تھا۔ مگر اپنے ہم پیشہ مولویوں کے سامنے اس مسئلہ سے رجوع کا اقرار کیا۔ اور یہہ اقرار ضروری تھا۔ ورنہ وہاں کا گروہ اور ایڈووکیٹ کیونکر ہو سکتا تھا۔ بہرحال محمد حسین کی انگریزی فہرست اتفاقاً مل گئی تھی جسمیں گورنمنٹ کے سامنے اس خدمت کا گویا احسان جتلایا تھا۔ اسپر حضرت عزیز جماعت نے ایک استفتا تیار کیا ہوا تھا۔ کہ جو شخص مہدی خلیفۃ اللہ کے آنے کا انکار کرے۔ اُسکے حق میں علماء دین متین کیا فتوے دیتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب گوڑیانی یہہ استفتا لیکر۔ امرتسر۔ لاہور۔ دہلی گئے تھے۔ چنانچہ آج وہ فائز المرام واپس آئے۔ اور علماء نے ایسے شخص کی تکفیر کا فتویٰ دیا۔ الحمد للہ! آج حضرت اقدس کی ۱۷ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار والی پیشگوئی بالکل پوری ہو گئی اور جزاء سیئۃ بمثلہا کا الہام سچا ثابت ہوا۔ اب اس پیشگوئی کا انکار کرنا عقلمندی نہیں۔ اور ایسا ہی آئندہ انتظار خلاف دانشمندی والحمد للہ علیٰ ذالک

۴ رجنوری ۱۸۹۹ء } کل مقدمہ کی تاریخ ہے اسلئے گورداسپور جانے کے لئے آج ہی روانہ ہونا مناسب سمجھا گیا تھا۔ بعد نماز ظہر حضرت اقدس نے نو آدمیوں کو ساتھ جانے کا حکم دیا۔ حضور تو پالکی میں بیٹھکر براہ راست گورداسپور روانہ ہوئے۔ اور باقی مخلصین جنکو حکم ہوا تھا براہ بٹالہ روانہ ہوئے۔ خداتعالیٰ کا کمال احسان ہے کہ امام صاحب اور خدام حضور بہمہ وجوہ شادان و فرحاں ہیں۔

۵ رجنوری ۱۸۹۹ء } آج گورداسپور میں نماز فجر جماعت کے ساتھ پڑہی گئی۔ احباب سچے اخلاص اور محبت کے جوش میں لودہیانہ کپورتھلہ۔ امرتسر۔ لاہور۔ شملہ۔ جموں۔ بدوملی وغیرہ مقامات سے آکر جمع ہو گئے تھے۔ اور جماعت میں سو کے قریب آدمی شامل ہوئے۔ بعد نماز صبح مولوی قطب الدین صاحب بدوملی نے مندرجہ ذیل اعتراض کیا۔

(سوال)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کتفین مبارک کے درمیان جو مہر نبوت تبلائی جاتی ہے ۔ لوگ کہتے ہیں کہ رسولی کی طرح تہی۔ اُس کی اصل حقیقت کیا ہے؟

(تقریر حضرت اقدس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے متعلق جو اعتراض کیا جاتا ہے ہمارے خیال میں یہہ ایک فروعی بات ہے ۔ مگر میں یہہ بات اپنے سچے جوش اور اخلاص سے کہتا ہوں کہ میرا ایمان یہہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی نشان نبوت کو رسولی وغیرہ الفاظ سے نسبت دینا ایک مومن اور سچے مسلمان کا کام نہیں ۔ یہہ گستاخی اور شوخی ہے جو کفر کی حد تک پہنچ جاتی ہے ۔ ہم کو ایسے معاملات میں زیادہ تفتیش اور چھان بین کی ضرورت نہیں کہ وہ مہر نبوت کیا تہی ؟ اور کیسی تہی ؟ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق میں اللہ تعالےٰ نے بیشمار نشانات بین اور واضح طور پر رکھے تہے۔ اُن میں سے ایک مہر نبوت بہی تہی اصل بات یہہ ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے انبیاء علیہم السلام کو ایسی ہی نسبت ہے جیسی کہ ہلال کو بدر سے ہوتی ہے ہلال کا وجود ایک تاریکی میں ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنے کمال کو پہنچ کر بدر بنجاتا ہے ۔ تو وہ بدر اپنی پہلی حالت ہلال کا مثبت اور مصدق ہو جاتا ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو پہلے نبی اور انکی نبوتوں کے پہلو مخفی رہتے۔ اب سوچو اور تبلاؤ کہ کیا موجودہ اناجیل سے انسان طریق توحید کا پتہ لگا سکتا ہے ۔ ہم کیسی حیران کرنے والی بات ہے کہ خداتعالیٰ کا نبی اُسکی توحید کو قایم کرنے آیا کرتا ہے یا اپنی خدائی منوانے ؟ پس اب موجودہ انجیل نے یہی نہیں کہ طریق توحید کو گم کیا۔ بلکہ ساتھ ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی رسالت اور نبوت کو اڑا دیا۔ اور چہ جائے کہ وہ خدا یا ابن خدا بنتے۔ اون کو نبی کے درجہ سے بھی گرا کر معاذ اللہ بہت بُرے درجہ کا آدمی بنا دیا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات نے آکر اُن کی تعلیم کو زندہ کیا۔ اور خود مسیح کی اپنی ذات اور وجود کے لئے مسیحائی کی کہ اُس کو مُردوں سے نکالکر اُس زندگی میں داخل کیا جو اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندوں اور رسولوں کو دیجاتی ہے۔ تعلیم وہی کامل ہو سکتی ہے جو انسانی قوےٰ کی پوری مربی اور متکفل ہو نہ یہہ کہ ایک ہی پہلو پر واقع ہوئی ہو۔ انجیل کی تعلیم کو دیکھو کہ وہ کیا کہتی ہے ۔ اور اُسکے بالمقابل قوے کیا تعلیم دیتے ہیں انسانی قوےٰ اور فطرت خداتعالیٰ کی فعلی کتاب ہے پس اُسکی قولی کتاب جو کتاب اللہ کہلاتی ہے ۔ یا اُسے تعلیم الٰہی کہو اُسکی ساخت اور بناوٹ کے مخالف اور متضاد کیونکر ہو سکتی ہے؟ الحاصل اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو انبیاء گذشتہ کے اخلاق۔ ہدایات۔ معجزات اور قوت قدسیہ پر اعتراض ہوتے مگر حضور نے آکر اُن سب کو پاک ٹھہرایا۔ اسلئے آپ کی نبوت کے نشانات سورج سے زیادہ روشن ہیں۔ اور بے انتہا اور بیشمار ہیں۔ پس آپکی نبوت یا نشانات نبوت پر اعتراض کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ دن چڑھا ہوا ہو ۔ اور کوئی احمق نابینا کہدے کہ ابھی رات ہے ۔ میں پہر کہتا ہوں کہ دوسرے مذاہب تاریکی ہی میں رہتے۔ اگر ابتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے ایمان تباہ ہو جاتا اور زمین لعنت اور عذاب الٰہی سے تباہ ہو جاتی۔ اسلام منبع کی طرح نور ہے جسنے دوسروں کو بھی تاریکی سے نکالا ہے ۔ توریت کو پڑھو تو بہشت اور دوزخ کا پتہ ہی ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔ انجیل کو دیکھو تو توحید کا نشان نہیں ملتا۔ اب بتلاؤ کہ اسمیں تو شک نہیں کہ یہہ دونوں کتابیں

---

* دریں چہ شک ہے حضور کا ارشاد ہے ؎ گئے باید مرا یک ذرّہ عزت ہائے این دنیا * منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را * ایڈیٹر

اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہیں اور ہیں۔ لیکن ہمیں کونسی روشنی مل گئی ہے سچی روشنی اور سچی معرفت کیلئے لئے معلوم ہے وہ اسلام ہی میں ہے ۔ تو یہ بھی تو دیکھو کہ جہاں سے قرآن کو کہولو وہاں ایک شمشیر برہنہ نظر آتی ہے کہ شرک کی جڑ کاٹ رہی ہے ایسا ہی نبوت کے تمام پہلو ایسے صاف اور روشن نظر آتے ہیں کہ اس سے بڑہکر ممکن نہیں ۔ ختم نبوت کو ایسا سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں تک دلایل اور معرفت طبعی طور پر ختم ہو جاتے ہیں وہ وہی حد ہے جسکو ختم نبوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اسکے بعد ملحدوں کی طرح نکتہ چینی کرنا بے ایمانوں کا کام ہے ہر بات میں بینات ہوتے ہیں۔ اور اُن کا سمجھنا معرفت کاملہ اور نور ایمان پر موقوف ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ایمان اور عرفان کی تکمیل ہوئی۔ دوسری قوموں کو روشنی نہ پہنچی۔ کسی اور قوم کو متین اور روشن شریعت نہیں ملی۔ اگر ملی تو کیا وہ عرب پر اپنا کچھ بھی اثر ڈال سکتے ۔ عرب سے وہ آفتاب نکلا کہ اُس نے ہر قوم کو روشن کیا ۔ اور ہر بستی پر اپنا نور ڈالا۔ یہہ قرآن کریم ہی کو فخر حاصل ہے کہ وہ توحید اور نبوت کے مسئلہ میں کل دنیا کے مذاہب پر فتحیاب ہوسکتا ہے ۔ یہہ فخر کا مقام ہے کہ ایسی کتاب مسلمانوں کو ملی ہے ۔ جو لوگ حملہ کرتے ہیں۔ اور تعلیم و صداقت اسلام پر حملہ کرتے ہیں وہ بالکل کور باطنی اور بے ایمانی سے اور بے علمی سے ۔ مثلاً کثرت ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے بہت عورتوں کی اجازت دی ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی ایسا دلیر اور بہادر ہے ان معترضین سے جو ہمکو یہہ دکھلا سکے ۔ کہ قرآن کہتا ہے ضرور ضرور ایک سے زیادہ عورتیں کرو۔ ہاں یہہ ایک سچی بات ہے ۔ اور بالکل طبعی امر ہے کہ اکثر اوقات انسان کو ضرورت پیش آجاتی ہے ۔ کہ وہ ایک سے زیادہ عورتیں کرے ۔ مثلاً عورت اندہی ہوگئی یا کسی اور خطرناک مرض میں مبتلا ہوکر اس قابل ہوگئی کہ خانہ داری کے امور سرانجام نہیں دے سکتی ۔ اور مرد از راہ ہمدردی یہہ بھی نہیں چاہتا کہ اُسے علیحدہ کرے ۔ یا رحم کی خطرناک بیماریوں کا شکار ہوکر مرد کی طبعی ضرورتوں کو پورا نہیں کرسکتی ۔ تو ایسی صورت میں اگر نکاح ثانی کی اجازت نہو تو بتلاؤ کیا اس سے بدکاری اور بد اخلاقی کو ترقی نہوگی؟ پہر اگر کوئی مذہب تشریعت کثرت ازدواج کو روکتی ہے تو یقیناً وہ بدکاری اور بد اخلاقی کی موید ہے ۔ لیکن اسلام جو دنیا سے بد اخلاقی اور بدکاری کو دور کرنا چاہتا ہے اجازت دیتا ہے کہ ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرے ۔ ایسا ہی اولاد کی

خواہش پر جبکہ لاولد کے لیے مرگ کے خاندان میں بہت سے تنازعات اور کشت و خون ہونے تک نوبت پہنچ جاتی ہے ایک ضروری امر ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں اسلئے کرے کہ اولاد پیدا کرے ۔ بلکہ ایسی صورت میں نیک اور شریف بیبیاں خود اجازت دیدیتی ہیں۔ پس حقیقت میں غور کرو کہ یہہ مسئلہ صاف اور روشن نظر آئیگا ۔ عیسائی کو تو حق ہی نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ پر نکتہ چینی کرسکے ۔ کیونکہ اُن کے مسلمہ نبی اور ملہم بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بزرگوں نے سات سات سو اور تین تین سو بیبیاں کیں اور اگر وہ کہیں کہ وہ فاسق فاجر تہے ۔ تو پہر اُن کو اس بات کا جواب دینا مشکل ہوگا کہ اُن کے الہام خدا کے الہام کیونکر ہوسکتے ہیں ۔ عیسائیوں میں بعض فرقے ایسے بھی ہیں جو نبیوں کی شان میں ایسی گستاخیاں جایز نہیں رکہتے ۔ علاوہ ازیں انجیل میں صراحت سے اس مسئلہ کا بیان ہی نہیں کیا گیا ۔ لنڈن کی عورتوں کا زور ایک باعث ہوگیا کہ دوسری عورت نکریں۔ پہر اسکے نتایج خود دیکھہ لو کہ لنڈن ۔ اور پیرس میں عفت اور تقوے کی کیسی قدر ہے ایسا ہی دوسرے مسائل غلامی اور جہاد پر بھی اُن کے اعتراض درست نہیں ۔ کیونکہ توریت میں ایک لمبا سلسلہ ایسی جنگوں کا چلتا ہے ۔ حالانکہ اسلام کی لڑائیاں ڈیفنسو (دفاعی) تہیں۔ اور وہ صرف دس سال ہی کے اندر ختم ہوگئیں میں دعوے سے یہہ کہتا ہوں کہ یہہ مسائل اُن کی کتابوں میں نکال سکتا ہوں ۔ اور ایسے ہی میرا دعوے ہے کہ تمام صداقتیں قرآن کریم میں موجود ہیں ۔ اگر کوئی مدعی ایسی صداقت پیش کرے کہ وہ قرآن میں نہیں میں اُسے نکال کر دکہانے کو تیار ہوں ۔ اسلامی شریعت نے وہ مسائل لیئے ہیں جو طبعی اور فطرتی طور پر انسان کے لئے مطلوب ہیں اور جو ہر پہلو سے اُسکے قویٰ کی تربیت کرتی ہیں اُن پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا ۔ ہاں! اسلام کو جو اعتراض غیر مذاہب پر ہیں وہ اُن کا جواب نہیں دے سکتے ۔ پس میں پہر کہتا ہوں کہ بڑی باتوں کو استخفاف اور استہزا کی نظر سے نہ دیکہیں ۔ استہزا سے کفر کا اندیشہ ہے ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا ادب اور خوف ہونا چاہیئے ۔ ہر ایک عارف ان باتوں کے ہزار ہا جواب دے سکتا ہے ۔ کیا ہم چہروں میں ایسی علامات نہیں ہوتیں ۔ جنکو دیکہکر ہم ایک سعید اور شقی ۔ بدمعاش اور خوش اطوار میں تمیز کرسکتے ہیں ۔ اور پہچان لیتے ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکہا ہے کہ ایک شخص نے

آپکو دیکہکر کہا کہ یہہ جہوٹوں کا مونہہ نہیں ۔ اب وہ کونسا نشان تہا جو جہوٹوں میں ہوتا ہے ۔ اور آپ میں نہ تہا ۔ ایک امتیاز تو تہا جسکو بصیرت والا انسان دیکھہ سکتا ہے ۔ ایسا ابلہ اور احمق کون ہے ۔ جو نیک اور بد کو چہرہ سے دیکھکر تمیز نہیں کرسکتا مومن کا چہرہ اور ہر عضو اُسکو ایک امتیاز بخشتا ہے ۔ اور اُس کے باخدا ہونے پر دلالت کرتا ہے ۔ پہر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت میں ایک خصوصیت ہو تو بتلاؤ اس سے کیا استبعاد لازم آتا ہے ۔ سب کچھہ ممکن ہے ۔ بالآخر یاد رکہو کہ یہہ ایک فروعی بات ہے ۔ ہم کو ضرورت نہیں کہ اِن باتوں میں پڑیں ۔ اصول پر بحث ہونی چاہیئے ۔ اصول کے اثبات پر فرع خود ہی ثابت ہوجاتی ہے ۔ ایمان لانا ضروری ہے اُسکی کیفیت اور کنہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا ضروری نہیں ۔ دشمن اگر گفتگو کرے تو ہم اُس کو روک سکتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اور اُسکی صفات پر ملائکہ اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام وغیرہ امور ایمانی پر ایمان لانا ضروری ہے ۔ اور ان سب باتوں کا ماننا اصول ہے ۔ اور باقی امور ان پر متفرع ہیں ۔ اور یہہ سب صفائی کے ساتھہ ثابت شدہ صداقتیں ہیں ۔ تعلیم اسلام ایسی تعلیم ہے کہ ہر قوت کو اعتدال اور عین محل پر رکہتی اور تربیت کرتی ہے ۔ اور عظیم الشان معجزہ ہے ۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ۔ دوسری تعلیمیں ایسی نہیں کسی کا ناک نہیں تو کسی کے کان نہیں ہیں ۔ غرض وہ ناقص اور ادہوری ہیں ۔ مکمل خلقت تعلیم اسلام ہی کی ہے توحید صفات باری تعالیٰ ۔ نبوت اور اخلاق فاضلہ تکمیل نفس وغیرہ ضروری امور جنکا انسان محتاج ہے ۔ وہ ایسے کامل اور روشن طور پر بیان ہوئے ہیں کہ اُن میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں پڑتی ۔ باقی امور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کہاتے تہے ۔ کتنے بڑے نوالے لیتے تہے؟ ان جہگڑوں میں پڑنے کی مومن کو کیا ضرورت ہے؟ مدار نجات ان باتوں پر نہیں ہے ۔ ایسی باتیں جو اثر کے طور پر لکہی گئی ہیں ۔ اگر وہ نبوت حقہ کے خلاف نہیں بلکہ مشابہ ہیں تو ایمان لائیں ۔ ورنہ تاویل کریں ۔ کچھہ ضرورت نہیں کہ اُس پر چان اور چنیں کرکے لمبی اور فضول بحثوں میں پڑیں ۔

ختم نبوت کے متعلق میں یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ خاتم النبیین کے بڑے معنے یہی ہیں کہ نبوت کے امور کو آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا ۔ یہہ تو موٹے اور ظاہر معنے ہیں ۔ دوسرے یہہ معنے ہیں کہ کمالات نبوت کا دایرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا ۔ یہہ سچ اور بالکل صحیح ہے کہ قرآن نے ناقص باتوں کا کمال کیا ۔ اور نبوت ختم ہوگئی ۔ اس لئے

الیوم اکملت لکم دینکم کا مصداق اسلام ہوگیا۔ غرض یہ نشانات نبوت ہیں۔ ان کی کیفیت اور کنہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جو دل صاف اور روشن ہیں۔ اور وہ ثابت شدہ صداقتیں کہلاتی ہیں)۔ ان باتوں میں مومن کو ضروری نہیں ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی مخالف اعتراض کرے تو ہم اس کو روک سکتے ہیں۔ اگر وہ بند نہ ہو تو ہم اس کو کہہ سکتے ہیں کہ پہلے اپنے جزوی مسائل کا ثبوت دے۔ الغرض مہر نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نشان نبوت میں سے ایک نشان ہے جس پر ایمان لانا ہر مسلمان مومن کو ضروری ہے۔

(اسکے بعد ایک اور سوال کیا گیا جسکا جواب حضرت اقدس نے دیا بوجہہ عدم گنجایش اسکو دوسرے اشیو پر ملتوی کرتے ہیں)

دس بجے حضرت اقدس مع احباب کچہری ضلع کی طرف تشریف لے گئے لوگوں کا اژدحام اور انبوہ اس کے مرجع خلائق ہونے کا ثبوت دیتا تھا۔ بارہ بجے تک حضور وہیں تشریف فرما رہے۔ ۱۲ بجے کے ساتھ ہی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے بلاکر اطلاع دی کہ مقدمہ ۱۱ر جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوگیا ہے۔ حضرت اقدس نے مع احباب اسی میدان عدالت میں کھانا تناول فرمایا اور پہر مخلصین کی کثیر تعداد کے ہمراہ فرودگاہ پر تشریف لائے۔ اور نماز ظہر و عصر ادا کی۔ بعد ازاں العبد بندگان عالی معہ چند احباب بسواری یکہ براہ راست دارالامان کو روانہ ہوئے۔ اور باقی خدام حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ کے ہمراہ بسواری ریل براہ بٹالہ دارالامان کو چلے۔

گورداسپور ریلوے سٹیشن کا نظارہ

دو بجتے بجتے ریلوے سٹیشن گورداسپور پر حضرت اقدس کے خدام کی ایک کثیر تعداد بغرض روانگی جمع ہوگئی محمد حسین بٹالوی بہی چند آدمیوں کی ہمراہ پلیٹ فارم پر آپہنچے۔ اور یہہ بتلانے کے لئے کہ آپ ایک بڑے انفلوئینشل آدمی ہیں۔ ویٹنگ روم میں جاگہسے۔ کبہی اندر جاتے اور کبہی باہر آتے۔ غرض ادہر ادہر پہرتے رہے تہوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ بہی تشریف لے آئے۔ سٹیشن پر بعض عمائد اور مقامی حکام بہی کسی تقریب سے موجود تہے۔ مولوی نور الدین صاحب نے ان کے سامنے ایک مختصر سی تقریر کی جو حضرت اقدس کی صداقت پر مشتمل تہی اسکو تجربہ شدہ اور مشاہدہ میں آئی ہوئی

حیرت انگیز دلایل سے مدلل کیا۔ خود ہم سے ایک معزز افسر پولیس سے مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔ جبکہ ہمارے ایک دوست نے ان سے ہم کو انٹروڈیوس کرایا۔

(افسر پولیس)۔ ایڈیٹر صاحب! اصل بات کیا ہے؟

(ایڈیٹر الحکم۔ یعنے ہم)۔ جناب بندہ! اصل یوں ہے کہ یہہ تو ایک استمراری عادت اللہ ہے کہ جب کوئی کبہی کوئی مامور من اللہ یا بہلا آدمی دنیا میں آکر اہل زمین کی اخلاقی کمزوریوں اور روحانی بیماریوں کا علاج کرنا چاہتا ہے تو کوئی نہ کوئی انسان بالمقابل اٹھکر اس پر نکتہ چینی کرتا۔ اور اس کی مخالفت کا شور مچاتا ہے۔ اور اس کی ہزارہا نظیریں دنیا میں موجود ہیں۔ ظلمت اور نور کا مقابلہ ہم رات دن دیکھتے ہیں چنانچہ میرزا صاحب نے بہی جب دنیا کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا تو ایسی طبیعتیں جو مخالفت حق کا مادہ رکہتی تہیں۔ مخالفت کے لئے جوش میں آئیں۔ اور اپنی ممکنہ طاقتوں سے انہوں نے کوشش کی کہ مرزا صاحب کو نیچا دکہائیں۔ مگر خدا جسکے ساتھ ہو وہ ذلیل نہیں ہوسکتا غرض مرزا صاحب کو ہر میدان میں کامیابی ہوتی رہی۔ چونکہ آپنے صرف اس مقدمہ کے متعلق استفسار فرمایا ہے میں اس لمبے سلسلے میں پڑنا نہیں چاہتا۔ اول اول جو لوگ مرزا صاحب کے مخالف تہے محمد حسین نے جو اسوقت ایک فریق مقدمہ ہے۔ مرزا صاحب کی تصدیق کی اور اپنے رسالجات میں اپنی ذاتی واقفیت اور علم کی بناپر مرزا صاحب کو اپنے دعاوی میں راستباز اور خیر خواہ اسلام ثابت کیا۔ اور مخالف مولویوں کے مخلوں اور اعتراضوں کا مبسوط جواب دیا۔ یہانتک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں بہی ظاہر کیا کہ یہہ شخص یعنے مرزا صاحب اور ان کا خاندان ہمیشہ سے ارادتمند اور فرمان پذیر ہے بلکہ وہ خدمات اور خوشنودی مزاج کے پروانے بہی اپنے رسالے میں شایع کئے جو حضرت مرزا صاحب کے بزرگوں کو اس امداد کی وجہہ سے جو انہوں نے عین طوفان بے تمیزی یعنے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران میں دی تہی ملے تہے۔ الغرض ایک عرصہ تک وہ ان کا مصدق اور مؤید رہا۔ پہر بعض نفسانی خواہشوں کی وجہہ سے اسنے مخالفت کی اور آجتک مخالفت کر رہا ہے مرزا صاحب چونکہ شروع سے ایک گوشہ نشین اور خلوت گزین آدمی ہیں۔ انہوں نے ان باتوں پر جو مخالفوں کی طرف سے

ہوتی رہیں ہمیشہ صبر کیا ہے۔ اس شخص نے جب مخالفت میں کامیابی نہ دیکہی اور دلائل و براہین سے غالب نہ آسکا۔ تو پہر اپنی تحریروں میں ایسے الفاظ استعمال کیے جو مرزا صاحب اور ان کے دوستوں کی ازالہ حیثیت عرفی تک پہنچے۔ چونکہ ادہر سے کوئی کارروائی نہ تہی۔ اسلئے اور لوگوں کو شامل کرکے بہیڑ بازی کو حد تک پہنچایا۔ اور فحش حملے کیئے گئے قوم کو تو اسلئے بہڑکایا کہ یہہ شخص مہدی اور مسیح ہونے کا مدعی ہے۔ اور کسی خونی مہدی کا منکر ہے۔ اور اسطرح پر ایک فتوے طیار کرایا۔ جسمیں لکہا کہ مرزا صاحب واجب القتل ہیں۔ اور ان کے مال و اسباب اور بیویاں چہین لیجاویں وغیرہ وغیرہ اب آپ ہی خیال فرماویں کہ اس سے اصل غرض کیا تہی۔ ادہر گورنمنٹ کو باوصفیکہ خود مقر تہا کہ یہہ شخص گورنمنٹ کا وفادار اور عقیدت کیش خاندان کا ممبر ہے۔ یہہ بتلایا کہ وہ باغی ہے یا کیا کچہہ؟ ان ساری اذیتوں اور تکلیفوں پر بہی صبر کیا گیا۔ آخر میری معرفت ہمارے دوستوں نے چاہا کہ مرزا صاحب سے کہا جاوے کہ مباہلہ (جو مسلمانوں کے نزدیک حق و باطل کا آلہی فیصلہ ہے اور جو ایک قسم کی دعا ہے) محمد حسین سے کریں۔ مرزا صاحب نے اپنے دوستوں کی اس درخواست کو منظور کیا اور فرمایا کہ محمد حسین سے منوالو۔ ہم طیار ہیں۔ غرض محمد حسین کو خطوط لکہے گئے۔ اور بذریعہ اخبار اطلاع دی گئی۔ آٹہہ صد روپیہ تک سچے کے لئے انعام تجویز کیا۔ مگر کوئی جواب نہ دیا۔ اور کوئی جواب آیا تو ایک گندی گالیوں سے بہرا ہوا اشتہار۔ مرزا صاحب اگر چاہتے تو استغاثہ کرکے عدالت سے فیصلہ چاہتے۔ مگر انہوں نے خدا سے فیصلہ چاہا۔ اور دعا کی کہ اے اللہ! جہوٹے کو ذلیل کر۔ اگر میں جہوٹا ہوں تو مجھے ذلیل کر وغیرہ وغیرہ تو پہر ان کو الہام ہوا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا۔ یعنے ظالم نے مظلوم کو جس قسم کی بدی پہنچائی ہے۔ اسی قسم کی ذلت پہنچیگی۔ غرض یہہ لفظ صاف ہیں سب سے اول محمد حسین نے مرزا صاحب کی تذلیل یوں کی تہی کہ یہہ شخص جاہل ہے۔ اور علوم عربیہ سے ناواقف ہے۔ گو اسکے بعد مرزا صاحب نے متعدد کتابیں نظم و نثر عربی میں لکہیں۔ مگر ان الہامات میں التعجب لامری بہی ایک الہام تہا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک عالم آدمی جو اپنے علم و فضل پر نازاں اور غرہ ہو۔ اگر ایسی غلطی کہائے۔ جو ایک معمولی طالب علم بہی نہ کرسکے تو اسکی کتنی بڑی ذلت ہے۔ اسپر افسر موصوف نے فرمایا بالکل ٹہیک ہے

ہم نے اسپر کہا کہ التعجب لا مری کا الہام جب شایع ہوا تو محمد حسین نے یہہ اعتراض کیا کہ دیکھو خدا کا الہام بھی غلط ہوتا ہے التعجب من امری چاہیئے - اور اس غلطی کو بڑے شد و مد سے بیان کیا گیا۔ اسپر جناب مرزا صاحب نے فی الفور بذریعہ اشتہار قواعد نحو کی رُو سے اور اہل زبان کے کلام سے ثابت کیا کہ لٰ جو التعجب کا صلہ ہے فصیح ہے - مِن فصیح نہیں - چنانچہ حماسہ مشہور شاعر کے پانچ شعر اور نحو کی کتابوں کی مثالوں سے - اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حدیث اسلام سے ثابت کیا - اور ایک مبسوط اشتہار نورِ حق خلعت کے عنوان سے شایع کیا اور ثابت کیا کہ یہہ پیشنگوئی پوری ہوئی - اب آپ خیال فرماویں کہ کیا یہہ جزاء سیئة بمثلہا ہے یا نہیں؟

(افسر پولیس) ہاں ہے -

(ایڈیٹر) - پھر اس شخص نے سب سے بڑا زور مرزا صاحب کے فتوے کفر کی طیاری میں لگایا تھا - چنانچہ شمالی ہندوستان میں پھرتا رہا - اور فتوے کفر کو طیار کرایا - گو غیر مقلدین پر پہلے سے کفر کا فتوے تھا - مگر اب اس رنگ میں بھی اس کو ذلت پہنچتی تھی - چنانچہ محمد حسین کی ایک انگریزی فہرست جو ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو اُسنے وکٹوریہ پریس لاہور میں طبع کرائی - کسی طرح مسلمانوں کو مل گئی - جس میں گورنمنٹ کے سامنے اپنی خدمات کا اظہار کیا ہے - اور اپنے رسالہ کے حوالجات دیئے ہیں - منجملہ اور باتوں کے ایک یہہ بھی ہے کہ مہدی کے آنے کے خیال کو غلط ثابت کیا ہے - (لفظ اور ہوں گے مطلب یہی ہے) حالانکہ اپنے آپکو طبقہ اہل حدیث کا سرگروہ بتلاتا ہے - اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے - اور اہل حدیث اس بات کو صحیح نہیں سمجھتے وہ خلیفہ مہدی کے قایل ہیں کہ وہ آئے گا - بلکہ اسی بنا پر مرزا صاحب پر کفر کا فتوے دیا گیا - القصہ وہ تحریر میرزا صاحب کے پاس پہنچی - جسپر اُنہوں نے استفتاء تیار کیا - اور اُن عالموں سے ہی فتوے حاصل کیا - جنہوں نے مرزا صاحب کو کافر ٹھہرایا تھا - انہوں نے اُسکے حق میں بھی وہی فیصلہ دیا - چنانچہ وہ فتوے یہہ ہے (فتوے دکھایا گیا) یہانتک کہ آپ دیکھتے ہیں نذیر حسین جو اُسکا اُستاد اور شیخ الکل کہلاتا ہے - آپ دیکھیئے اُسکے دستخط بھی موجود ہیں

اس ذلت سے یہہ پیشنگوئی بالکل پوری ہوگئی - یہہ بات گورنمنٹ خود سمجھ لیگی کہ اس شخص کا وجود کیسا ہے - ایک طرف تو مہدی بننے والے کو کافر ٹھہراتا ہے - اور اُن مولویوں اور لوگوں کا امام اور سرگروہ بنتا ہے جو مہدی کے آنے کے منتظر ہیں کہ وہ آکر لڑائیاں کریگا - دوسری طرف گورنمنٹ کو جتلاتا ہے کہ میں نے اس عقیدہ کو باطل ثابت کیا ہے - یہہ کیسی خطرناک حالت ہے - اور ہم کو ان باتوں سے کیا - خود زمانہ فیصلہ کردیتا ہے کہ حق پر کون ہے - نفاق اور مداہنت سے آدمی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

(افسر پولیس) یہہ فتوے مکمل چھپ جاوے - تو مجھے ضرور بھیجدیا جاوے

(ایڈیٹر) بہت بہتر!

اسکے بعد ہم افسر مذکور سے رخصت ہوکر آگئے - اور مولوی صاحب سے اُن کا انٹروڈیوس کرایا اور پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے - گاڑی بھی آپہنچی تھی - اُن عمائد اور مقامی حکام سے جن سے کہ مولانا مولوی نورالدین صاحب نے گفتگو کی تھی - محمد حسین نے بھی بایں خیال کہ مبادا کوئی یہہ نہ سمجھلے کہ اسکو کسی نے پوچھا نہیں - اُن سے گفتگو کی - اور یوں کہا کہ اُسنے ۲۰۲ علماء اسلام اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا - مگر اُنہوں نے قسم نہ کہائی - نہیں تو اُن کا بھی فیصلہ کردیتا - میں نے پستول کے لئے درخواست دی ہے - اور جس روز لاٹ صاحب گورداسپور میں تھے - میں یہاں آیا تھا - اور درخواست دے گیا تھا - کمشنر صاحب سے بھی اسی لئے ملا تھا کیونکہ میں پھرتا رہتا ہوں - کبھی لاہور - کبھی بٹالہ کبھی لودہیانہ - کبھی شملہ - اسلئے کل پنجاب کے لئے اگر لائیسنس لینا ہو تو صاحب کمشنر سے درخواست کی جاتی ہے - الخ

اُن عماید اور حکام میں سے ایک نے جو پولیس کے عہدہ دار تھے محمد حسین سے کہا کہ ہاں میں نے بھی آپکو دیکھا تھا - جب آپ کمشنر سے ملے تھے - محمد حسین نے کہا - ہاں!!!

(عہدہ دار پولیس) کیا آپکے بھی مرید ہیں؟

(محمد حسین) یہہ سلسلہ تو اُن کا ہے میرے مُرید نہیں - میں تو واعظ اسلام ہوں اور اسی لیئے پھرتا رہتا ہوں -

چونکہ ہم بھی اسی مجمع میں تھے - گو محمد حسین نے جھینپتے اور جھجکتے ہوئے یہہ لفظ نکالے - مگر کہا کہ میں واعظ اسلام ہوں -

اسپر ہمنے نوٹ بک نکال کر اس فقرہ کو نوٹ کیا - تو عہدہ دار مذکور نے جو ہم سے واقف نہ تھا کہا - کیا نوٹ کیا ہے؟

(ایک شخص) یہہ اخبار کے ایڈیٹر ہیں - ایڈیٹروں کا یہی کام ہے -

(عہدہ دار پولیس) آپ کا کونسا اخبار ہے اور کہاں سے نکلتا ہے؟

(ہم) اخبار "الحکم" جو قادیان سے نکلتا ہے اس اخبار کے ساتھ مرزا صاحب کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں - نہ وہ منیجر ہیں نہ ایڈیٹر - نہ مالک - یہہ اخبار پہلے امرتسر سے نکلتا تھا - اور میں عرصہ سے جنرلیسٹک لاین (اخبار نویسی کے سلسلہ) میں کام کرتا ہوں محمد حسین مجھے خوب جانتا ہے -

(عہدہ دار پولیس) کیا یہہ سچ ہے کہ مرزا صاحب کا پیری مریدی کا سلسلہ ہے؟

(ہم) بیشک! یہہ سچ ہے - میرزا صاحب کے مرید ہیں - اور وہ ایسے واعظ اسلام نہیں جو در بدر مارے پھریں - (اسپر ایک قدرتی قہقہہ لگا) - اسی اثناء میں کوئی امرتسری جو محمد حسین کا رفیق ہے - بولا - اوہو! یہہ ضرورت کے لئے ہے - مرزا صاحب کو جب گھر بیٹھے سب کچھ ملجاوے اُن کو باہر نکلنے کی کیا ضرورت ہے؟

ہم نے کہا یہی تو خدا کا فضل ہے - پھر اُسی سلسلہ میں ہمنے کہا کہ مرزا صاحب کے مرید کوئی معمولی آدمی نہیں بڑے بڑے عالم - وکیل - تعلیم یافتہ - ایم اے - بی اے - ڈاکٹر گورنمنٹ عالیہ کی معتمد عہدہ دار - اکسٹرا اسسٹنٹ تحصیلدار وغیرہ - اور بڑے بڑے رئیس -

ابھی یہہ تقریر ہو ہی رہے تھے کہ گاڑی نے روانگی کا وہسل دیا اور ہم دوڑ کر سوار ہوگئے -

الاصیلی سے حاصل کی۔ شاعری اور انشا پردازی میں اُسکو خاص ملکہ حاصل تہا۔ اور اسی بنیاد پر وہ غرناطہ کے گورنر ابوسعید عثمان بن عبد المومن کا سکریٹری ہو گیا تہا۔ پہر ایک خاص سبب سے جسکو ہم آگے چلکر بیان کریں گے ملازمت کو ترک کیا اور حج کا ارادہ کیا۔ وزیر لسان الدین بن الخطیب نے لکہا ہے کہ اس کے اور اس کے چند ہمعصر ادیبوں اور انشا پردازوں کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی اس سے اسکی کمال انشا پردازی اور شاعری کا ہمکو اقرار کرنا پڑتا ہے۔

ابن جبیر کو شاعری اور انشا پردازی کے علاوہ حدیث میں جو توغل تہا اس کا اندازہ اس بات ہو سکتا ہے کہ اُس نے اس فن کی تکمیل کے لئے ہزاروں میل خشکی اور تری کا سفر کیا۔ ہم اس کے شیوخ اور تلامذہ کے نام آگے چلکر گنوائیں گے۔ یہاں صرف یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اسکو فلسفہ اور طبیعات سے نفرت تہی۔ چنانچہ ہم اس مقام پر اُس کے چند اشعار اس مضمون کے نقل کرتے ہیں ؎[1]

قد ظهرت فی عصرنا فرقة ظهورها شؤم علی العصر
لا تقتدی فی الدین الا بما سن ابن سینا و ابو نصر

یعنے ہمارے زمانہ میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جو زمانہ کے لئے منحوس ہے۔ اس فرقہ کے لوگ دین میں ابن سینا اور ابو نصر فارابی کے سوا کسی کی بات نہیں مانتے۔

ضلت بافعالها الشنیعة طائفة من هدی الشریعة
لیست تری فاعلا حکیما تفعل شیئا سوی الطبیعة

یعنے ایک گروہ ہے جو اپنی بدکاریوں کے سبب سے شریعت کی سیدھی راہ سے بھٹک گیا ہے۔ اس گروہ کے لوگ طبیعت یعنے نیچر کے سوا کسی فاعل حکیم کے قائل نہیں ہیں جو دنیا میں ذرا بھی دخل دیسکے۔

اس میں شک نہیں کہ ابن جبیر کو فلسفہ اور طبیعات سے جو نفرت تھی اسکا باعث یہ تہا کہ اس زمانہ میں افریقہ کے شمال اور اندلس کے مشرق میں مرابطین کی حکومت پھیل گئی تھی اور انکو فلسفہ اور طبیعات کے پڑھنے والوں سے خاص عداوت تہی۔ منصور اور مامون جو اس خاندان کے نامور فرمانروا ہوئے انھوں نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر فلسفیوں اور حکیموں کو قتل کیا یا قید کیا یا جلاوطن کر دیا اُس زمانہ سے ملک اندلس سے فلسفہ اور اہل فلسفہ کا نام و نشان مٹ گیا۔ اور جو لوگ بچے کھچے رہگئے وہ اُس کی خفیہ تعلیم دیتے تہے۔ مگر یہ جرأت کرنی بہی خطرناک تہی۔ اس لئے عام طور پر فقہ و حدیث اور ادب کا چرچا باقی رہگیا تہا۔

اسکی شادی وزیر ابوجعفر الوقشی کی بیٹی عاتکہ سے ہوئی۔ جسکی کنیت ام المجد تہی۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتا تہا۔ اور جب سبتہ میں جو شمالی افریقہ کا بندرگاہ ہے اس نے وفات پائی تو ابن جبیر کے دل پر نہایت صدمہ ہوا۔ اور اُس نے کئی مرثیے لکہے۔ پھر حج کے ارادہ سے مکہ کو چلا گیا۔ مصر میں پہونچکر اُس نے ابن الخطیب کو جو سبتہ میں قاضی ہو کر آیا تہا یہ اشعار لکہے ؎[2]

بسبتة لی سکن فی الثری وخل کریم الیها اتی
فلو استطیع رکبت الهوا فزرت بها الحی والمیتا

یعنے سبتہ میں میرا ایک دوست زمین میں دفن ہے اور ایک بزرگ دوست اسمیں آیا ہے۔ اگر میرا قابو چلتا تو ہوا پر سوار ہوتا اور سبتہ میں ایک زندہ اور ایک مردہ کی زیارت کرتا۔

ابن جبیر جسطرح اپنے گھر والوں کے ساتھ محبت سے پیش آتا تہا اسی طرح وہ اپنے دوستوں کے ساتہ اخلاق اور مروت کا برتاؤ کرتا تہا۔ اور انکی مطلب برآری سے خوش ہوتا تہا۔ علامہ مقری نے نفح الطیب میں مصنف کتاب ملتمس کی زبانی یہ روایت بیان کی ہے کہ میری بڑی آرزو تہی کہ غرناطہ کا قاضی ابو محمد عبد المنعم مجھے اپنی دامادی میں قبول کرے۔ میں نے ابن جبیر سے سفارش کرائی اور شادی ہو گئی۔ مگر چند روز کے بعد مجھ میں اور میری بیوی میں ایسی ناچاقی ہوئی کہ میں طلاق دینے پر مجبور ہوا۔ میں نے اس کام کے لئے بھی ابن جبیر کو تکلیف دی کہ وہ قاضی سے کہہ سنکر میری نجات کرا دیں۔ ابن جبیر نے کہا میری غرض تم دونوں کے نکاح سے سوائے اسکے کچھہ نہ تہی کہ میں تمہاری رضامندی حاصل کروں اور اب تم دونوں میں جدائی کرانا بھی نہیں چاہتا۔ لیکن چونکہ تم اسی میں خوش ہو اس لئے میں اس کام میں بھی کوشش کرونگا۔ یہ کہکر وہ گھر سے باہر نکلے اور قاضی سے کہہ سنکر فیصلہ کرا دیا میں نے دونوں دفعہ ابن جبیر کے چہرے پر غور کیا تو اسپر کوئی علامت احسان جتانے یا ناگوار گذرنے کی نہیں پائی اس کام سے فراغت پاکر وہ میرے مکان پر آئے اور دروازہ کھٹکایا۔ میں نے دروازہ کھول دیا۔ وہ گھر میں چلے آئے اور ایک تھیلی جس میں سو دینار تھے میرے سامنے رکھدی اور کہا بہائی اس شادی کا باعث میں ہی ہوا تہا اور مجھکو ذرا بھی شک نہیں ہے کہ اس شادی میں تم کو اتنے ہی مال کا خسارہ ہوا ہوگا جتنا کہ اس تھیلی میں ہے۔ اگر تم اسکو قبول کرو تو میری خوشی کا باعث ہوگا۔ میں نے کہا جناب میں آپ سے اس بات کے کہنے میں ذرا شرم نہ کرونگا کہ اگر میں اس روپیہ کو قبول کرتا ہوں تو مجھکو اندیشہ ہے کہ یہ بھی اسی طرح برباد ہو جائے گا جس طرح میں نے اپنے باپ کا ترکہ جوانی میں غارت کیا۔ میں نے صاف صاف کہدیا اور مجھکو یقین ہے کہ اس کے بعد آپ اصرار نہیں کریں گے۔ ابن جبیر میری بات سنکر مسکرائے اور یہ کہکر اٹھہ کھڑے ہوئے کہ تمہیں احسان سے بچنے کے لئے اچھا حیلہ ہاتہہ آیا۔ فقط ؎[3]

[1] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۷۱۶۔

[2] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۷۹۳

[3] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد دوم صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱۔

خطبہ (موعظت) نمبر ۲

جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۸ء کو بروز جمعہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد امین وآلہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال ھل علمتم مافعلتم بیوسف واخیہ اذ انتم جاھلون۔ قالوا ءانک لانت یوسف قال انا یوسف وھذا اخی قد من اللہ علینا انہ من یتق ویصبر فان اللہ لایضیع اجر المحسنین۔ قالوا تاللہ لقد آثرک اللہ علینا وان کنا لخطئین۔ قال لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الرحمین۔

یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا کیا تمکو معلوم ہے کہ تم نے یوسف اور اُسکے بھائی سے کیا کرتوت کی تھی جبکہ تم اسکی عظمت کو نہیں پہچانتے تھے اور تمہیں اس کا انجام معلوم نہ تھا؟ انھوں نے کہا ایں! کیا تو یوسف ہے؟ یوسف نے جواب دیا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہم پر احسان کیا ہے (اور یہ کوئی نرالی اور انوکھی بات نہیں) اسکی سنت اور عادت یونہی ہے کہ وہ صبر کرنے والے اور متقی پر احسان کرتا ہے یا یوں کہو کہ یہ اُس کا پختہ قانون ہے کہ وہ محسنوں کے اجر کو ضایع نہیں کرتا۔ اس آیت میں غور کرنی چاہیئے ایک طرف تو ایک چھوٹا بھولا بھالا بچہ ہے اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو نحن عصبہ کہتے ہیں یعنی جنکو اپنی طاقت وقوت پر بھروسا ہے اور اپنی پر شوکت جماعت کے اتحاد باہمی پر ناز ہے۔ لیکن باوجود اس بات کے ایک ضعیف اور مسکین بچہ۔ ناتوان بچہ۔ اس متکبر رعونت والی جماعت کو کیسی ذلت کا روزبد دکھاتا ہے۔ وہ کیا بات ہے کہ ایک ناتوان اور بے کس بچہ تو عزت اور عظمت اور جلال کی کرسی پر بیٹھتا ہے اور اسکو معدوم اور تباہ کرنے والی رعونت مجسم جماعت نحن عصبہ کہنے والا گروہ ذلت کا لباس پہنکر اُسی کے سامنے آتا ہے۔ خداتعالےٰ نے کیوں اس بچہ کی مدد کی اور جماعت کو ذلیل کیا؟ بے شک یہہ امر غور کرنے کے قابل اور فکر کے لایق ہے۔

اُن حاسدوں نے جو آج ذلیل ہوکر یوسف کے سامنے کھڑے ہیں اس معصوم اور بے خبر بچے میں کیا قصور دیکھا تھا؟ وہ کونسا جرم اور کاٹ دینے والا گناہ تھا جو اس بھولے بچے سے سرزد ہوا کہ انھوں نے اُسکی ہلاکت کا زبردست اور خطرناک منصوبہ گانٹھا؟ کوئی تاریخ بتلا نہیں سکتی کہ وہ کوئی مقصور تھا۔ ہاں صادق تاریخ خدا کی بے عیب کتاب میں ان کا اپنا اعتراف اور اقرار موجود ہے کہ وہ اسکے جرم کو ان لفظوں میں ظاہر کرتے ہیں کہ احب الیٰ ابینا منا یعنے ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ بھاتا اور پیارا لگتا ہے۔ بس یہی بڑا جرم تھا کہ باپ اُسکو پیار کرتا تھا۔ خداتعالےٰ کی عزیز اور حکیم کتاب میں جو یہ واقعات درج ہیں اس لئے نہیں کہ وہ کوئی قصہ کہانی ہے نہیں نہیں بلکہ اس لئے کہ ہر ایک شخص ان واقعات پر غور کرکے خداتعالےٰ اُس عادت مستمرہ کو سمجھ لے جو راستبازوں اور اُسکے برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کیونکر خدا کا محبوب اور مقبول بندہ جسے وہ پیار کرتا ہے دشمن کوتاہ بین کی نظر میں کانٹا سا کھٹکنے لگتا ہے چنانچہ اس مقام پر یوسف کا کوئی گناہ نہیں جس پر اُسکے بھائی اُسکو وہ جانکاہ صدمہ پہونچاتے میں برسر حق ہوں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ وہ باپ کا عزیز اور چہیتا ہے۔ اور خود بھائی مانتے ہیں کہ وہ ہماری نسبت عزیز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے محبوب کے لئے ضرور ہے کہ ابتداءً وہ حاسدوں اور بدخواہوں کی نظر میں کھٹکے اور اُنکے بُرے اور ناپاک منصوبوں کا آماجگاہ ہو۔ اس فقرہ نے دکھا دیا کہ راستبازوں اور مامورین کا یہی قصور ہوتا ہے کہ وہ خدا کی نظر میں عزیز ہوتے ہیں۔ احب الی ابینا منا میں غور کرنے سے عیاں ہوتا ہے کہ ان الفاظ ہی میں اُن ناعاقبت اندیشوں کے ملزم کرنے کی مدلل اور موجہ وجہ موجود ہے۔ باپ کا ایک کو چن لینا اور کنار محبت وایثار میں پرورش کرنا اُنکے لئے قرینہ مرجحہ اور حجت قویہ تھی کہ وہ اس ایثار کو عزت ووقعت کی نگاہ سے دیکھتے اور سرتسلیم اسکے آگے نواتے۔ اس لئے کہ باپ یعقوب سا باپ تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے وجود میں ایک راست باز بے غرض لوث دنیا سے پاک اور صادق امین انکو نظر آتا یا آنا چاہیے تھا۔ کیا ہم اس بات کے یقین کرنے کی کوئی کوئی وجہ پاتے ہیں کہ وہ اپنے باپ کو خودغرض مکار بے تمیز اعتقاد کرتے تھے۔ کس قدر ضرور اور حق تھا کہ وہ معًا اپنے نفسوں میں گمان کرتے کہ باپ کے ایثار میں لازمًا اسباب اور اسرار ہونگے اور ایسے باریک در باریک مصالح ہونگے جنکو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ پر نادانوں نے ہوائے نفس کو ایثار پر مقدم کرلیا۔ احب الی ابینا منا کے الفاظ خدا نے اُنکے مونہہ سے نکلوا کر ایک وجہ بتادی ہے کہ کیوں راست باز اور محبوب خدا کے دشمن مورد الزام ہوسکتے ہیں۔ اس علیم وحکیم خدا کے کلام میں ایسا نظام ہے کہ کوئی لفظ اور جملہ حکیمانہ باتوں سے خالی نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یوسف کو پیار کے لئے انتخاب کرلینا قطع نظر اور دلائل اور بینات کے جو اُسوقت کچھ بھی نہوں اور نہ تھے یوسف کی ہزار خوبی کے بیان کرنے کا ناطق وکیل ہے۔ مگر بہرحال کوئی جمال کوئی ادا ظاہری تو وہ بھی دیکھ سکتے تھے اور قائل بھی ہوں گے جو خود ان میں موجود نہ تھی۔ یہ ایک بدیہی بات تھی۔ عرب میں ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی رسالت کا اظہار کیا تو احمقوں نے ظاہر حالت کو دیکھکر کہا۔ لولا انزل ھذا القرآن علیٰ رجل من القریتین عظیم۔ یعنے کیا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہ گیا تھا کہ اُسپر قرآن نازل ہوتا۔ یہ تو چاہیے تھا کہ مکہ یا طائف کے کسی عظیم الشان آدمی پر نازل ہوتا۔ یہ ایک بندھا ہوا قانون الٰہی ہے کہ جب جب کوئی مامور دنیا میں آتا اور وہ پکار پکار کے کہتا ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے آیا ہوں تو ناخداترس اور کوتاہ نظر لوگ جلدی کرکے کہہ اٹھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر فلاں عزت واقتدار میں ممتاز ہے وہ مامور ہونا چاہیے تھا۔ جسطرح یوسف کی محبت کو بھائی اور ناعاقبت اندیش بھائی دیکھ نہیں سکتے تھے۔ عرب کے زندہ کرنے والے نہیں بلکہ کل دنیا کو زندہ کرنے والے ہادی کامل علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی کو سنکر یا یوں کہو کہ محبوبیت کا خلعت ان پر دیکھ کر حاسد بھائیوں نے ویسا ہی شور مچایا۔ آج اس زمانہ میں بھی یوسف کے بھائیوں کے مثیل اور لولا انزل کہنے والوں کے ہم خیالوں کے پیٹ میں وہی حسد بل ڈالتا اور انہنے

والے راستباز کی مخالفت اور بیجا عداوت کے لئے ابھارتا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ قادیان جیسے ایک گاؤں کا رہنے والا جہاں نہ توسیع معلومات کا ذریعہ نہ تبادلہ خیالات کے وسائل نہ مختلف علوم و فنون کے تذکرے ہیں۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ایک شخص کو خدا نے پیار کیا اور بہتوں سے چن کر مسیح موعود کے اعزاز سے ممتاز فرمایا۔ وہ یوسف کیطرح باپ کی نظروں میں عزیز اور پیارا سمجھا جانے لگا اور ہم جو نحن عصبۃ کے مصداق ہیں اس اعزاز سے محروم ہیں۔ بہتیرے اخوان یوسف کی طرح حسد کی آگ سے بھنک کر جلتے اور تجویز کرتے کہ کیوں مسیح موعود کا پیارا خطاب شیخ الکل کو نہ دیا گیا؟ کیوں مجددیت اور خلافت حقہ کی پگڑی کسی محمد حسین وغیرہ کے سر پر نہ رکھی گئی یہی ایک بات ہے جو انکو اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ وہ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ کیا خدا تعالے کا انتخاب کسی میونسپل کارپوریشن یا لوکل باڈی کا انتخاب ہے کہ بذریعہ ووٹ (رائے) کسی میر مجلس کو منتخب کرے؟ ایسا ہرگز نہیں وہ آسمان و زمین کا مالک کل جو پورا اقتدار اور اختیار اور معاً حکمت و علم کامل رکھتا ہے آسمان پر بدون کسی مشورہ اور صلاح کے اپنی ذاتی حکمت اور علم سے جسکو چاہتا ہے مجتبیٰ کرتا اور مصطفےٰ بنا کر خلافت کا تاج اسکے سر پر رکھدیتا ہے۔ پس اُس خدا کا منتخب کرنا انسانوں کے لئے کافی دلیل ہونی چاہیے تھی جیسے کہ یوسف کے بھائیوں کے لئے یہی بڑی حجت تھی کہ باپ نے یوسف کو چن لیا ہے وہ باپ جو اپنی راستبازی میں مشہور بیجا پاسداری اور ضد کے ناپاک صفات سے متصف نہ تھا۔ جس کا تجربہ وسیع۔ خیالات انجام بین تھے۔ خدا کا انتخاب اور اجتبیٰ یہی ہے کہ وہ منتخب شدہ برگزیدہ خود کہتا ہے کہ میں خدا تعالے کی طرف سے آیا ہوں۔ یوسف کا بھولا پن اُسکی خوبصورت ادا اور آن باریک نگاہ سے دیکھنے کے قابل ہے۔ خبیر و بصیر خدا کا خلیفہ یعقوب تو شروع سے جانتا تھا مگر کیا وہ اس جمیل و شکیل بچہ کا حسن و جمال فوق العادہ کافی عذر خواہ نہ تھا کہ وہ مخالفت اور حسد بیجا کا نشانہ نہ بنایا جاوے میں مان لیتا ہوں کہ چودھویں صدی کے روحانی خلیفہ کے مجتبیٰ اور منتخب ہونے پر اگر مخالف تیز نگاہ نہیں رکھتا۔ بصیرت کی آنکھ سے دلائل کو نہیں دیکھ سکتا اور بیجا حسد اور عداوت نے اسکی آنکھوں کا نور چھین لیا ہے تو کیا اُسکا پاک چال چلن۔ اُس کا خیرخواہ دین ہونا۔ اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے سچی غیرت۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ناصحانہ دلسوزی اور ہمدردی اور ان سب پر قبل از دعوی مسیح موعود براہین احمدیہ کا مولف ہونا کیا یہ شکل یہ آن بان کافی دلیل اور سچا وکیل نہ تھی کہ اُسکی تکذیب سے مونہہ بند کیا جاتا جیسے یوسف کا جمال اسکے باپ کی نظروں میں عزیز ہونے کی دلیل روشن اور قرینہ قویہ تھا۔ اسی طرح براہین احمدیہ کے مولف کا جانی۔ مالی۔ لسانی اور حالی طور سے خیرخواہ دین اور ناصر اسلام ہونا تو راس المخالفین اپنے مونہہ سے مان چکا تھا خود اُسکے ہی الفاظ اور اسکے مونہہ کی باتیں اسکے ملزم کرنے کو حجت قوی اور قرینہ قویہ ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ اب کوئی عذر باقی نہیں رہا حجت تمام ہو چکی۔ احمق نادان کہتا ہے کہ ایسے اختلافات والتباسات ہیں کہ بالکل ظلمت ہے اور حق و باطل مخلوط ہے حق کو کیونکر تمیز کریں؟ یہ بالکل غلط بات ہے۔ خدا تعالے جو حق کا حامی اور معاون ہے اور جو بالطبع چاہتا ہے کہ حق بلند ہو کبھی بھی پسند نہیں کرتا کہ التباس ہو۔ معمولی سکوں کے لئے تو معیار ہوں اور کھوٹے کھرے سونے اور ملمع چیزوں کے پرکھ کے لئے کسوٹیاں موجود ہوں اور حق و باطل کے امتیاز کے لئے کوئی بھی معیار نہ ہو اور سچائی کے لئے ہاں روحانی باتوں کے لئے جو انسانی زندگی کی غایت اور مقصود ہیں کوئی معیار نہ ہو۔ دوستو یاد رکھو! ہماری فراستوں نے مغالطہ نہیں کھایا اس سے قبل ہزاروں ہزار عالموں کو ہم نے دیکھا کسی کی نسبت ہمارا نیک گمان تھا اور کسی کا ہماری نسبت حسن ظن تھا۔ کسی کے ہم مرید تھے اور کوئی ہمکو پیشوا سمجھتا تھا پھر کس بات نے علی وجہ البصیرۃ ہمکو بتلا دیا کہ یہ مسیح موعود کا دعوی کرنے والا مجدد اپنے دعوے میں سچا ہے اور ضرور ضرور خدا تعالے ہی کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے؟ کیا اگر کوئی مابہ الامتیاز اور معیار نہیں تو یہ سب کے سب لوگ جنمیں بڑے بڑے عالم نکتہ رس فاضل شامل ہیں جو اپنی قوم میں ممتاز اور مشار الیہ ہیں نابینا ہیں؟ ایسا نہیں اگر ان خدمات کو جو اُس نے اسلام اور اہل اسلام کی بہی خواہی اور غیرت کے جوش میں کی ہیں جنکا اعتراف یوسف کے بھائیوں مخالفوں کو بھی ہے چھوڑ دیا جاوے تو اسکے علاوہ ایک اور عظیم الشان قرینہ اور حجت ہے جس سے راستباز کی صداقت اور سچائی کا پتہ لگ جاتا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد کہ قد لبثت فیکم عمرا من قبلہ کوئی سمجھ کے آدمیوں ادنی امیوں اور سطحی خیالات والوں تک کو مان لینے پر مجبور کر دیتا ہے **ناعاقبت اندیشو!** سوچو تو سہی! یہ دعوی بڑا ہوا ہے کیا اب ہم نے افترا کیا ہے؟ اس سے پیشتر چالیس برس تک جو عمر کا ایک بڑا حصہ ہے اور جذبات اور نفسانی جوشوں کا زمانہ ہے اور فی الحقیقت جوش شباب ہر قسم کے عہد و پیمان راستی کا رہزن ہوتا ہے الا ما شاء اللہ کا زمانہ ہے اور تمہارے نزدیک ہیں بالاتفاق **آمین اور مامون** ثابت ہوا تو کیا اب اس آخری حصہ زندگی میں جبکہ عادتاً نفسانی جذبات اور جوش کم ہو چکتے ہیں مفتریانہ زندگی بسر کر دیگا قیاس میں بھی یہ بات نہیں آسکتی یہ دلیل ایک مسکت دلیل ہے ان لوگوں کے لئے جو گردیش کی زندگی جانتے ہیں اور اس بات کا علی راوس الاشہاد رسالوں اور اشتہاروں میں اقرار کر چکے ہیں کہ ہم **مولف براہین احمدیہ کے حالات سے جسقدر واقف ہیں اور کوئی کم ہوگا**۔ باوجود ایسے اقراروں اور اعترافوں کے پھر بھی اُسکو **مفتری اور کذاب** کہنا کیا اپنی ہی افترا اور کذب کا پتہ دینا نہیں ہے؟ کیا وہ جو اپنی زندگی ایچا پیچیوں سے بسر کرتا ہے؟ ذرا سی بات پر آپے سے نکل جاتا اور پاؤں سے اُکھڑ جاتا غصہ اور غیظ کی آگ میں جلتا اور اندر ہی اندر ابلتا ہے ذرا بھی نہیں سوچ سکتا کہ میں اس قابل نہیں **مسیح موعود** ہو سکوں؟ پھر جبکہ وہ موعودیت کے مدعی کے حالات سے واقفیت تامہ کا اظہار کر چکا اور خدمات متعلقہ خیر خواہی اسلام کا اعتراف اور اعلان کر چکا اب اس دعوی مسیح موعود پر **مفتری** کا شور مچانا کون سی دانشمندی تھی اس میں شک نہیں کہ یہ دعوی کہ میں خلیفہ ہو کر آیا ہوں میں مسیح کے نام سے آیا ہوں ایک نظری بات تھی مگر اُس کا عام **چال چلن** اور اسکی **مالی جانی لسانی حالی** مسلمہ خدمات

مشاہیر اسلام کے سفرنامے

حضرت ابن جُبیر کا سفرنامہ

یہ امر تمام قوموں کے نزدیک تسلیم شدہ ہے کہ مسلمانوں کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ اور اس سیر و سیاحت کی بیت جماعت میں زیادہ تعداد اُن بزرگوں کی ہے جنکی غرض سیر و سیاحت سے علم کا حاصل کرنا یا اصلاح نفس ہوتی تھی۔ اور تمام علوم کا مقصد علم دین تھا اور باقی علوم صرف اس دنیا اور آخرت میں مستفی اور عزیز کر دینے والے علم کے مکمل کرنے کی غرض سے پڑھے جاتے تھے۔ جہاں کسی علم کا ماہر سُن پاتے صرف سچی ارادت اور خالص طلب کو ساتھ لیکر چل دیتے۔ آگے پڑھانے والے بھی ایسے کہ ماں باپ سے زیادہ ہمدرد اور زیادہ غمخوار اور اس بات کے بہت بڑے حریص کہ اگر اُن کا بس چلے تو بنی نوع میں سے کسی کو بھی اس نعمت عظمیٰ سے بے نصیب نہ رہنے دیں۔ ایسے متعلموں اور معلموں کی خالص نیتوں کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ وہ متعلم اپنے اور اپنے بعد کے زمانے کے لوگوں کے علم اور عمل دونوں باتوں میں امام اور مستند بنتے تھے۔ برخلاف زمانہ حال کہ اول تو علم کا شوق ہی جاتا رہا۔ اگر ہے تو صرف انگریزی علوم کا جس کے اخراجات اسکی تعلیم گاہوں کے بہت وحد اور کثیر المصرف ہونے کی وجہ سے اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ غریب اور اوسط درجہ کے لوگ تو اسکو حاصل کر ہی نہیں سکتے اور وہ بھی اپنی ذات کے واسطے اور محض دنیا کے واسطے۔ لیکن علم دین کے حاصل کرنے کے واسطے جنکی تعلیم گاہیں بھی قریب اور صرف بھی قلیل تقریبًا بالکل کوشش نہیں کرتے بلکہ بالکل بے فکر اور بے پروا ہیں۔ اے بزرگوں اور دوستوں کی پیاری اولاد! علوم انگریزی کے ساتھ تمہاری ایسی محبت اور ایسی دل چسپی اور علم دین کی طرف سے ایسی بے پروائی اور بے فکری تمہارے لئے یاد رکھو خیر کا باعث نہیں ہے بلکہ سخت خطرے اور اندیشے کا باعث ہے اور اس خطرے اور اندیشے کے پیدا ہونے کا زمانہ اور وقت کوئی بعید نہیں۔ کسی سچے خیر خواہ نے کیسا اچھا کہا۔ بروز حشر شود ہمچو روز معلومت۔ کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور۔

ناظرین کی عبرت کے واسطے حضرت ابن جبیر کا سفرنامہ جو رسالہ معارف میں درج کیا گیا ہے نقل کیا جاتا ہے۔

ابن جبیر کا نام محمد اور کنیت ابو الحسین ہے۔ مؤرخ لسان الدین ابن الخطیب نے احاطہ ہمانیۃ من تاریخ غرناطہ میں اس سلسلہ کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ محمد[۱] ابن احمد[۲] بن جبیر[۳] بن سعید[۴] بن جبیر[۵] بن سعید[۶] بن جبیر[۷] بن محمد[۸] بن عبد السلام[۹] بن جبیر[۱۰] الکنانی مگر علامہ مقریزی نے مصر کی تاریخ المقفی میں یہ سلسلہ درج کیا ہے۔ محمد[۱] بن احمد[۲] بن جبیر[۳] بن محمد[۴] بن جبیر[۵] بن سعید[۶] بن جبیر[۷] بن سعید[۸] بن جبیر[۹] بن سعید[۱۰] بن جبیر[۱۱] بن محمد[۱۲] بن مروان[۱۳] بن عبد السلام[۱۴] بن مروان[۱۵] بن عبد السلام[۱۶] بن جبیر[۱۷] الکنانی۔ پہلے سلسلہ سے ابن جبیر بن عبد السلام بن جبیر الکنانی کی نویں پشت میں اور دوسرے سلسلہ سے سولھویں پشت میں قرار پاتا ہے۔ بہرحال یہ امر مسلم ہے کہ وہ اسی عبد السلام بن الکنانی کی اولاد میں ہے جو اُسکے آبا و اجداد میں سب سے پہلے ملک اندلس میں داخل ہوا تھا۔ لسان الدین ابن الخطیب نے عبد السلام کی نسبت تصریح کی ہے کہ وہ سنہ ۱۲۳ ہجری میں بلج بن بشر القشیری کی فوج کے ساتھ جو بنو امیہ کی طرف سے اندلس کا گورنر تھا اسپین میں آیا اور شذونہ میں اترا۔ اندلس کے فتح ہونے کے بعد عرب کے بہت سی قبائل اطراف ملک میں پھیل گئے تھے۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ قبیلہ بنو کنانہ کے اکثر لوگ طلیطلہ اور اس کے نواح میں آکر آباد ہوئے تھے۔ انہیں سے قاضی ابو الولید اور وزیر ابو جعفر اور ابن جبیر اس قبیلہ کے مشہور اعیان اور علما میں شمار ہوتے ہیں[۱]۔

ابن حزم کے بیان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ابن جبیر کے اسلاف بھی طلیطلہ یا اس کے نواح میں کبھی آباد ہوئے تھے۔ اس لئے ہم ابن خطیب کی روایت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ابن جبیر کو بعض مورخوں نے بلنسی الاصل لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی ولادت بلنسیہ میں ہوئی تھی۔ اور مقریزی نے تو صاف یہ لکھدیا ہے کہ وہ بلنسیہ میں پیدا ہوا تھا۔ اسکے ساتھ ہی مقریزی نے اور دوسرے مورخوں نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ "ابن جبیر نے اپنے باپ احمد بن جبیر سے فن حدیث شاطبہ میں حاصل کیا ہے"۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جبیر کے بزرگ پہلے شذونہ میں پھر بلنسیہ میں اور پھر شاطبہ میں آباد ہوئے۔ شاطبہ صوبہ بلنسیہ کا ایک شہر ہے جو بلنسیہ کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ ابن جبیر کے باپ احمد بن جبیر نے بلنسیہ کو چھوڑ کر اسی شہر میں سکونت اختیار کی تھی اور یہاں کے رئیسوں اور عالموں میں شمار ہوتا تھا[۲]۔

ابن جبیر کی ولادت بلنسیہ میں جو اسپین کے مشرق میں سمندر کے کنارے پر واقع ہے سنہ ۵۴۰ھ میں ہوئی اور جب اس کا باپ بلنسیہ کو چھوڑ کر شاطبہ میں آیا تو اُسکو اپنے ساتھ لے آیا ہوگا۔ ابن جبیر نے اس شہر میں فن حدیث اپنے باپ سے حاصل کیا۔ اُس وقت شاطبہ زیبائی اور خوشنمائی اور آب و ہوا کی لطافت کے لحاظ سے مشہور تھا ایک شاعر کہتا ہے[۳]

نعم ملقی الرحل شاطبة ۔ لفتی طالت به الرحل
بلدة اوقاتها سحر ۔ وصبا فی ذیله بلل
ونسیم عرفه ارج ۔ ودیاض غصنها ثمل
ووجوه کلها غرر ۔ وکلام کله مثل

یعنے جوان آدمی کے ٹھہرنے کے لئے جس کو سفر کرتے مدت گذر گئی ہو شاطبہ نہایت عمدہ مقام ہے۔ وہ ایک ایسا شہر ہے جس میں ہر وقت صبح کا وقت ہوتا ہے اور صبا کا دامن تر رہتا ہے۔ نسیم خوشبو آمیز چلتی ہے اور باغوں میں درختوں کی شاخیں مستانہ جھومتی ہیں۔ تمام لوگوں کے چہرے چمکتے ہیں اور اُنکی بات بات ضرب المثل ہے۔

باوجود اس کے ابن جبیر نے غرناطہ میں رہنا پسند کیا اور اُسکو شاطبہ پر ترجیح دی کیونکہ اُسوقت غرناطہ علم و فضل کا مرکز تھا اور اس میں بڑے بڑے علماء و فضلاء رہتے تھے اور منظر کی خوبی و خوشنمائی کے لحاظ سے تو شاطبہ کو اُس سے کچھ نسبت نہیں تھی۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے[۴]

غرناطة ما لها نظیر ۔ ما مصر ما الشام ما العراق
ما هی الا العروس تجلی ۔ وتلك بالجملة الصداق

یعنے غرناطہ کے ساتھ کوئی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتا نہ مصر نہ شام نہ عراق۔ وہ ایک دلہن ہے جو منظر عام میں جلوہ افروز ہے اور یہ تمام ملک اُسکی رونمائی کی نذر ہیں۔

غالبًا یہیں رہکر اس نے قرات حدیث فقہ ادب اور شاعری میں کمال پیدا کیا۔ فن قرات ابو الحسن بن ابی العیش سے۔ عربیت اور ادب ابو الحجاج بن یسعون سے۔ حدیث اور فقہ ابو عبد اللہ بن عروس اور ابو عبد اللہ

[۱] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۱۸۵۔

[۲] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۷۶۲۔
[۳] ״ ״ ״ ״ صفحہ ۱۱۴۔
[۴] ״ ״ ״ ״ صفحہ ۹۴۔

صفحوں کی ترتیب میں غلطی ہو گئی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

جس سے علماء پنجاب و ہندوستان دینی و اخلاقی فائدہ حاصل کرسکتے ہیں

اے علماء پنجاب و ہندوستان خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کر کر آپکو معلوم ہو کہ اس وقت اس خدا نے جو سچائی کو پسند کرتا اور نفاق اور جھوٹ سے نفرت کرتا ہے آپ لوگوں کے لئے بڑا عمدہ موقعہ دیا ہے کہ آپ اس فتوے پر نظر کر کے جو آپنے ۱۵ شعبان ۱۳۱۶ کے استفتاء کے پیش ہونیکے وقت دیا ہے آیندہ اس طریق کو اختیار کریں جو تقویٰ اور دیانت اور امانت کے مناسب حال ہے۔

اس امر کی تفصیل یہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ جو آپ لوگوں کا سرگروہ کہلاتا ہے کئی سال سے مجھے مہدی معہود کا منکر قرار دیکر کیسی بدگوئی اور بدزبانی کی کارروائی میری نسبت کر رہا ہے۔ یہانتک کہ اب اسنے گالیوں اور طرح طرح کے افتراؤں اور تہمتوں کو انتہا تک پہونچا دیا اور میری توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور ایک شخص محمد جعفر زٹلی نام کو کئی قسم کی طمع دیکر اس بات کیلئے مقرر کیا کہ وہ اس بات کا برابر سلسلہ جاری رکھے کہ طرح طرح کے گندے اشتہار گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت جاری کرے۔ پس جب یہ سلسلہ گالیوں اور بدزبانیوں اور بیجا تہمتوں کا کمال تک پہونچ گیا اور ہر ایک طرح سے میری بے عزتی اور توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوشش کی گئی اور اب تک برابر بلا ناغہ یہ سلسلہ جاری رہا اور بار بار اشتہاروں اور خطوط کے ذریعہ سے مباہلہ کی درخواست بھی کی گئی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ ناپاک کارروائی محمد حسین اور اسکے رفیقوں کی کسی فتنہ کی موجب نہ ہو اور میرے گروہ کو اس سے اشتعال پیدا نہ ہو اسلئے میں نے اپنی جماعت کو گورنمنٹ میں ایک میموریل بھیجنے کی صلاح دی تا گورنمنٹ کی طرف سے انتظام اس گندی کارروائی کے انسداد کیلئے کوئی حکم جاری ہو۔ اور اسطرح سے ایک مظلوم فرقہ اپنا انصاف پاکر خاموشی اختیار رکھے۔ لیکن گورنمنٹ کیطرف سے اس میموریل کا صرف اسقدر جواب آیا کہ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرنی چاہیے۔ اور اس جواب کا یہ نتیجہ ہوا کہ محمد حسین اور رفیق محمد بخش نے اپنی بدگوئی کے اشتہار شایع کرنے میں اور بھی ترقی کی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عدالتوں میں نالش کرنا ہمارا طریق نہیں ہے۔ سو انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی اور گندہ زبانی سے میری نسبت گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہار شایع کرنے شروع کر دیے اور اسپر جعفر زٹلی محمد حسین کی ایما سے مباہلہ پر بھی زور دیتا رہا چنانچہ کئی اشتہار مباہلہ کیلئے بھیجے اور ہمارے دلکو بار بار دکھایا۔ چونکہ ان فتنہ انگیز تحریروں کے بد اثر کا اندیشہ تھا اسلئے میں نے ان فتنوں کو روکنے کی غرض سے یہ مصلحت سمجھی کہ مباہلہ کیطور پر نہایت نرم الفاظ میں ایک اشتہار لکھوں۔ سو میں نے ایک اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو شایع کیا اس اشتہار کا خلاصہ مطلب صرف ایک دعا تھی یعنی یہ کہ ہم دونو فریق میں سے جو ظالم ہے خدا اسکو ذلیل کرے۔ اور اس دعا پر ایک الہام ہوا تھا جسمیں ارادہ الٰہی ان الفاظ سے بتلایا گیا تھا جزاء سیئۃ بمثلھا وترھقھم ذلۃ یعنے جس فریق ظالم کیطرف سے فریق مظلوم کو کوئی بدی پہونچی ہے اسی قسم کی بدی فریق ظالم کو پہونچیگی۔ سو یہ پیشگوئی محمد حسین کے حق میں بہت جلدی پوری ہوگئی کیونکہ پیشگوئی کا اصل مطلب اس شخص کو ذلت پہونچانا تھا جو کاذب اور ظالم ہو۔ اور الہام الٰہی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اسی قسم کی ذلت اسکو پہونچیگی جو اسنے پہونچائی ہو۔ سو یہ الہام کامل طور پر ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء کو پورا ہوگیا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے شایع کرنیکے بعد تاریخ مذکورہ میں محمد حسین کی یہ ایک خیانت آمیز کارروائی پکڑی گئی کہ اسنے محض دروغگوئی کی رو سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہ یقین دلایا کہ وہ اس مہدی کے آنیکا منکر ہے جو بنی فاطمہ میں سے آئیگا اور کافروں سے لڑیگا اور اس بارہ میں زمین کی طمع کیلئے ایک تحریر انگریزی میں ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو شایع کی اور اسمیں گورنمنٹ کو اپنا یہ احسان جتایا کہ میں مہدی کے آنیکی تمام حدیثیں غلط سمجھتا ہوں اور پہلے سے گورنمنٹ کو یہ دھوکہ بھی دے رکھا ہے کہ میں اہل حدیث کا سرگروہ ہوں لیکن میرا اور انکا ایک عقیدہ ہے اور ادھر پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کو یوں خراب کیا کہ انکو بار بار یہی سبق دیا کہ مہدی معہود ضرور آئیگا اور وہ خلیفہ وقت اور صاحب السیف والامر ہوگا۔ اور بار بار انکو یہی کہتا رہا کہ میرا اور تمہارا مہدی کے بارہ میں عقیدہ ایک ہے۔ اور میں اس مہدی کا قائل ہوں جو تلوار کے ساتھ دین کو پھیلائیگا اور خلیفۃ المسلمین ہوگا اور اسی بنا پر اس نے میری تکفیر کیلئے استفتاء طیار کر کے شور قیامت برپا کیا۔ سو جب مولوی محمد حسین کا اس قسم کا رسالہ مجھے دستیاب ہوا تو اسی وقت میں نے سمجھ لیا کہ اب اس بنا پر پیشگوئی اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کامل طور پر پوری ہوگئی۔ تب میں نے بلا توقف اسی تاریخ یعنے ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء کو ایک استفتاء لکھا اور علماء پنجاب اور ہندوستان سے یہ فتویٰ طلب کیا کہ ایسا شخص جو مہدی کے وجود کا منکر ہے اسکے حق میں تمہارا کیا فتویٰ ہے۔ سو نذیر حسین دہلوی اسکے استاد نے جیسا کہ مجھے کذاب دجال مفتری لکھا تھا ایسا ہی بلا توقف محمد حسین کی نسبت فتویٰ دیدیا کہ وہ کذاب دجال مفتری ہے۔ اور مولوی عبد الجبار غزنوی نے اسکی نسبت یہ فتویٰ دیا کہ وہ کافر اور گمراہ اور ضال مضل ہے۔ اور عبد الحق غزنوی نے اپنی فتویٰ میں اسکو جہنمی اور گمراہ ٹھہرایا۔ اور مولوی احمد اللہ امرتسری نے اپنی فتویٰ میں عبد الحق سے اتفاق کیا مگر اسقدر زیادہ لکھا کہ ایسے گمراہ کے ساتھ میل ملاقات اور نشست برخاست جائز نہیں۔ لدھیانہ اور لاہور کے مولویوں نے بھی ان فتووں سے اتفاق کیا۔ اور مولوی عبد اللہ صاحب پروفیسر لاہور نے بڑی سند و مدرسی حدیثوں کے حوالہ سے اس خیانت پیشہ کی خبر لی۔ اور مولوی عبد العزیز لدھیانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد یعقوب دہلوی اور دیگر علماء نامدار نے جیسا کہ ایسے شخص کی سزا تھی بڑی شد و مد سے فتوے لگائے ہیں اور تمام علماء کے فتووں کا خلاصہ یہی ہے کہ انہوں نے اس خیانت پیشہ اور مہدی معہود کے منکر کو کافر دجال بے ایمان مفتری کذاب جہنمی دائرہ اسلام سے خارج گمراہ ضال مضل اور ایسا ہی دوسری الفاظ سے یاد کیا۔ اور اسطرح پر اس پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا کہ جو میں نے اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کی تھی۔

اب میں ان تمام مولویوں کو جنہوں نے منکر مہدی معہود کی نسبت یہ فتویٰ دیا ہے یہ نیک صلاح دیتا ہوں کہ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ انپر منافقانہ طریق کا کوئی دھبہ نہ لگے اور انکی دیانت اور امانت اور تقویٰ اور دینداری میں فرق نہ آوے تو وہ بلا توقف ایک جلسہ کر کے محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو اس جلسہ میں بلا دیں اور اسکو صاف طور پر کہدیں کہ آجتک تم ہم سب پر یہ اپنا اعتقاد ظاہر کرتے رہے کہ تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ تم اس مہدی معہود کے قائل ہو جو بنی فاطمہ میں سے آئیگا اور لڑائیاں کریگا اور دین کو پھیلائیگا۔ اور اب تمہاری نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ تم نے زمین لینے کی طمع سے گورنمنٹ کو یہ احسان جتلانا چاہا ہے کہ تم ان تمام حدیثوں کو جو مہدی معہود کے بارے میں آئی ہیں جھوٹی سمجھتے ہو اور تم نے صریح طور پر ایک انگریزی فہرست مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں مہدی کی حدیثوں کی نسبت لفظ **موضوع** لکھکر اپنا عقیدہ انکار مہدی ظاہر کر دیا ہے۔ اب یا تو صاف طور پر اپنا توبہ نامہ چھاپ کر شایع کرو تا گورنمنٹ عالیہ کو بھی تمہارے اندرونی حالات معلوم ہوں اور یا اس بات کو مان لو کہ [illegible]

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے، خالص ممیرہ فی ماشہ عـ۵ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتھر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص معضلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ یعنی اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - معضلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک مددگار مدرسی دولامل کی آنکھوں پر پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف وشفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بصد شکرگذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان [illegible] کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم ممیرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم [illegible] سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہاری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان [illegible] شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان - ۶ مارچ ۱۸۹۰ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو لاہور کے الائنس بنک میں [illegible] اگر جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۲ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۷ جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو، اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں، اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ ہر ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ۱۲ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور ہم ہفتہ وار ڈھائی ہزار چھاپکر مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار ضروری متعلق فتویٰ کفر

شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مولوی عبد الحق غزنوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور مولوی سید نذیر حسین دہلوی وغیرہ نے ایک استفتاء پر اپنے دستخط اور مہروں سے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جو شخص مہدی معہود کے آنے سے منکر ہو کہ جو قریش میں سے ظاہر ہوگا اور ظاہری اور باطنی خلافت سے سرفراز ہوگا وہ جہنمی اور کافر اور کذاب اور مفتری اور اہل سنت سے خارج اور ضال اور مضل ہے اور یہ فتویٰ مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت تھا کیونکہ اس نے حال میں انگریزی میں ایک رسالہ حکام کے دکھلانے کے لئے شائع کیا ہے اور بمقام لاہور وکٹوریہ پریس میں وہ رسالہ چھپا ہے اور ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو پوشیدہ طور پر شائع ہوا ہے۔ اس رسالہ میں محمد حسین صاف طور پر لکھتا ہے کہ مہدی معہود کے آنے کی حدیثیں سب کی سب نادرست اور موضوع اور غلط ہیں اور اس طرح گورنمنٹ کو یہ جتلاتا ہے کہ میں مہدی موعود کا منکر ہوں۔

اب مولوی عبد الحق غزنوی نے ایک اشتہار نکال کر اپنی قدیم گندی عادت کے موافق حضرت مرزا صاحب کو بہت گالیاں دی ہیں کہ استفتاء میں محمد حسین کا نام ہم نے ظاہر نہیں کیا۔ اور اس سے مطلب ان کا یہ ہے کہ اگر معلوم ہوتا کہ محمد حسین کیلئے یہ فتویٰ [illegible] کیا ہے تو اسکو دجال کذاب کہتے اشتہار سے اگر یہ [illegible] تو یہی کہ محمد حسین منافقانہ طور پر اگرچہ یہی کہتا رہا کہ [illegible] ہوں اور محض گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کے لئے نفسانی اغراض کی وجہ سے حکام پر انکار مہدی ظاہر کرتا رہا۔ ورنہ کیا وجہ کہ محمد حسین کی نسبت۔۔۔ مولوی عبد الحق نے کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا [illegible] تاکہ محمد حسین [illegible] اس عقیدہ کی وجہ سے خوش نہیں ہے بلکہ [illegible] اپنے اشتہار میں سوال کرنے والے کو دجال اور بے ایمان قرار دیتا ہے حالانکہ سائل نے صورت سوال کے بیان کرنے میں کوئی خیانت نہیں کی۔ اگر محمد حسین کے اس عقیدہ میں شک ہو تو اسکے انگریزی رسالے کو جو وکٹوریہ پریس میں چھپا ہے کسی سے لیکر یا لاہور جا کر دیکھ لینا چاہیئے۔ عبد الحق کا یہ اشتہار اس بات پر کافی دلیل ہے کہ وہ تقویٰ اور حق پسندی سے کچھ سروکار نہیں رکھتا۔ سائل کو اس نے دجال اور بے ایمان قرار دیا۔

[illegible] سمجھ سکتے ہیں کہ جن لوگوں کے فتووں کا یہ حال ہے کہ اگر [illegible] ہو تو فی الفور اسپر کفر کا فتویٰ لگا دیں اور اگر دوست ہو تو باوجود اسی اعتقاد کے اسکا ایماندار کہتے رہیں وہی لوگ [illegible] ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو حدیث تحت [illegible] ہیں جسکو حضرت علی سے بیہقی نے روایت کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ سائل کا کیا گناہ ہے جس نے صورت مسئلہ صحیح طور پر بلا کم و بیش کی ہے۔ ایسے سائل کو کیوں دجال اور بے ایمان کہا جائے بلکہ بے ایمان اور دجال تو ایسے مولوی ہیں جنکا فتویٰ ایک ہی صورت سوال میں اپنے دوستوں کی نسبت کچھ اور ہے اور دشمنوں کی نسبت کچھ اور۔ خدا ایسے مولویوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ بالآخر ہم عبد الحق اور اس کے محرک عبد الجبار سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ لوگوں کی یہی دیانت اور ایمانداری ہے کہ باوجودیکہ محمد حسین کے انگریزی رسالہ کا پتہ دیدیا اور دوسرے اشتہار میں اُس رسالہ کی عبارتیں بھی لکھدیں پھر بھی آپ نے درندگی کے دانت سائل کو دکھلا کر اور اس بھلے مانس سے دریافت نہ کیا کہ تمہارا کیا حال ہے کہ مہدی کے بارے میں ہمکو تو کچھ کہتے ہو اور گورنمنٹ پر کچھ ظاہر کرتے ہو۔ جبکہ محمد حسین کی تحریر کا صاف صاف ثبوت دیا گیا تھا تو اُلٹے سائل پر زباندرازی کرنا اور گالیاں دینا کن لوگوں کا کام ہے؟ انصاف پسند لوگ خود سوچ لیں۔ فتویٰ پوچھنے کے وقت سائل زید ہو یا بکر ہو اس سے دیانتدار مفتی کو کیا کام ہے۔ ان باتوں پر تو اُن لوگوں کی نظر ہوتی ہے جو فتویٰ فروش ہوتے ہیں نہ فتویٰ نویس ان لوگوں کی دیانت کا یہی نمونہ کافی ہے۔ مولوی عبد الحق اور مولوی عبد الجبار غزنوی خوب یاد رکھیں کہ اس طریق تزویر سے انکی کبھی مخلصی نہیں ہوگی اور ایسے اشتہاروں سے جو سراسر دجل اور خیانت سے بھرے ہوئے ہوں انصاف پسند لوگ کبھی خوش نہیں ہونگے بلکہ سب پر کھل جائیگا کہ یہ اس زمانہ کے مولوی اس ملّا کی طرح ہیں جسنے محض شرارت سے چند بے گناہ لوگوں کی نسبت ایک سخت فتویٰ دیا تھا مگر جب معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا بھی اُن لوگوں کا شریک ہے تب فتویٰ کو بہت نرم کر دیا اور آسان صورت پر بدل دیا۔ یہ کیسا نابکار عذر ہے کہ ہمکو یہ اطلاع نہیں دی گئی کہ یہ فتویٰ محمد حسین کی نسبت طلب کیا گیا ہے۔ کیا اس تقریر سے کچھ اور بھی سمجھا جاتا ہے کہ تمام غصہ اور سیاپا اسوجہ سے ہے کہ اگر خبر ہوتی کہ محمد حسین کی نسبت فتویٰ ہے تو اسکو دجال اور کافر ہرگز نہ کہتے۔ ظاہر ہے کہ یہ طریق دیانت دار مولویوں کا نہیں ہے۔ ایسا دنیا میں کون ہے کہ اس قسم کے عذرات سے یہ سمجھ لیگا کہ یہ مولوی صاحب کیا صورت سوال پر فتویٰ ہوتا ہے یا یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ یہ فتویٰ کسکی نسبت طلب کیا گیا ہے۔ مفتی کیلئے نہ سائل کے نام کی ضرورت ہے نہ اُس شخص کے نام کی ضرورت جسکے بارہ میں استفتاء ہے۔ مفتی تو صورت مسئلہ پر نظر کریگا اور نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے موافق فتویٰ لکھے گا۔ پس یہ ایک قسم کی بددیانتی کی ہے کہ اس پر غصہ کیا گیا ہے کہ محمد حسین کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ چپ رہتے۔ اب بجز اسکے اور کوئی طریق صفائی کا نہیں کہ محمد حسین کو ایک عام جلسہ میں بلا دیں اور وہ رسالہ ایک انگریزی خوان اسکے روبرو پڑھایا جاوے اور اگر انکار کرے تو مالک مطبع سے حلفاً پوچھیں کہ کس نے یہ چھپوایا ہے اور کس نے شائع کیا ہے۔ غرض ایمان اور دیانت سے کام لیکر پوری تحقیقات کریں۔ پھر اگر اُس کی صفائی ثابت ہو تو یہ اشتہار چھاپ دیں کہ وہ انگریزی رسالہ ایک مجمع میں پڑھا گیا اسمیں محمد حسین کیطرف سے یہ تحریر پائی نہیں گئی کہ مہدی موعود کی آنیکی تمام حدیثیں غلط اور نادرست اور موضوع ہیں اور وہ عبارتیں صحیح ترجمہ کے ساتھ مشتہر کر دیں۔ اور اگر اس رسالہ سے ثابت ہو کہ محمد حسین نے کسی نفسانی طمع کی غرض سے مہدی معہود کے آنے سے درحقیقت انکار کیا ہے اور اسکے متعلق کی حدیثوں کو موضوع قرار دیدیا ہے تو اس سے توبہ نامہ لکھا دیں اور وہ توبہ نامہ چھاپ کر شائع کر دیں اور اگر یہ بھی نہ کر سکیں تو بالآخر یہ شائع کر دیں کہ ہم اپنے فتویٰ پر قائم نہیں اور ایسے اعتقاد کے شخص کو کافر اور دجال کہتے نہیں۔ غرض اب بیہودہ باتوں سے نجات نہیں فتویٰ پنجاب اور ہندوستان میں شہرت پا چکا ہے اور محمد حسین کا انگریزی رسالہ بھی شہرت پا چکا ہے جب تک دیانت سے محمد حسین سے دریافت کر کے اور اسکی تحریر کیرا اشتہار نہیں دیا جائیگا تب تک ایسی تحریریں خواہ عبد الحق کی طرف سے شائع ہوں اور خواہ عبد الجبار کی طرف سے انکو اور بھی رسوا کرتی ہیں اور انکی دیانت کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور ان قابل شرم تحریروں سے صاف طور پر ہر ایک شخص سمجھتا ہے کہ یہ آخری زمانہ کے مولوی کس قماش کے آدمی ہیں۔ مگر کیا عبد الحق یا اسکے دوسرے ہم جنسوں پر امید ہو سکتی ہے کہ وہ انصاف اور دیانت کو مد نظر رکھ کر پوری تحقیق سے لوزنگ شدوں کی طرح محمد حسین کی کوئی کہلی کہلی تحریر لیکر اشتہار شائع کر دیں گے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ امید ہرگز نہیں لہذا پبلک کو اسوقت یہ [illegible] کا موقع ہے کہ ان مولویوں کے تمام فتووں [illegible]

بقیہ خطبہ نمبر ۲

خدا تعالیٰ کی مصلحت اور گورنمنٹ بے تمیز گورنمنٹ نہیں اس نے مجھکو نہیں چنا۔ اُسکو نہیں چنا۔ کسی بنے ہوئے شیخ الکل یا خانہ ساز پیر طریقت کو برگزیدہ نہیں کیا۔ کیوں؟ وہ اس قابل نہ تھے۔ یوسف کیوں عزیز بنتا ہے؟ باپ کا لاڈلا اور چہیتا اور باقیوں میں سے ممتاز کیوں ہوتا ہے؟ اسکی ظاہری خوبیوں اور شمائل کے علاوہ وہ نہاں در نہاں علم تاویل الاحادیث اور وہ شوکت ہے جو حضرت یعقوب کو نظر آتی ہے کہ وہ بادشاہ مصر ہونے والا ہے اور یہ سب اسکے آگے ہاتھ جوڑنے والے ہیں۔ اب یہی لوگ اپنے درمیان کے راستباز کے پسندیدہ شمائل اور فضائل کا اعتراف کرتے اور پاک کاموں کو دیکھتے ہیں مگر گہری اور دوربین نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ افسوس یہ لوگ انسانوں کی شکلیں تو ہیں مگر اندر ممسوخ ہیں۔ چاہیے تھا کہ اپنے بھائی پر نیک گمان کرتے اور اسکے ایثار پر حسد نہ کرتے خدا تعالےٰ نے عائشہ صدیقہ پر افک باندھنے والوں کو تہدید و توبیخ کے پیرایہ میں یہی فرمایا کہ کیوں سنتے ہی تم نے اپنے بھائیوں اور بہنوں کی نسبت نیک گمان نہ کیا اور خود بخود فیصلہ کر نہ لیا الخبیثات للخبیثین یعنی ناپاک الزام کے مورد ناپاک زندگی بسر کرنے والے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ پاکوں کے حق میں پاک باتیں کہنی مناسب ہیں۔ اللہ اللہ! ایسے شخص کو آخرکار کذاب دجال اور مفتری کہا جس سے پہلے مان چکے تھے کہ وہ اسلام کی خدمتمیں بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شخص ہے اور جو براہین میں دعوی کر چکا ہے "فقد لبثت" الخ کیا ظلم عظیم ہے۔ الغرض موعود کے ماننے کے لئے یا یوں کہو اسکے محبوبین کو قبول کرنے کے لئے قرینہ قویہ موجود ہے۔ ہم دعوے سے چیلنج کر کے کہتے ہیں کہ کیا یہ نادان مخالف ہمارے سید و آقا! امام کا کوئی جرم بتا نہیں سکتے اور کبھی گواہی نہیں دے سکتے کہ اس نے کسی زمیندار کی زمین کو ضبط کیا ہو؟ یا شراب خانہ میں جاکر وہ کبھی شامل ہوا ہو؟ یا کسی اور بری اور ناپاک صحبت میں شریک رہا ہو؟ وہ کہہ کیونکر سکتے ہیں جبکہ انکے اعتراف اسکی صلاح و تقوی کی نسبت موجود ہیں۔ تو بس اس کا جرم وہی ہے جو یوسف کا تھا کہ وہ باپ کی نظروں میں عزیز ہو گیا ہے۔ مگر وہ نادان دیکھ لیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی نظروں میں کسی چالاکی اور پالیٹکس سے عزیز نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا اصل الاصول یہی یوسف علیہ السلام کے اس قصہ میں خدا تعالیٰ نے خود اسی صدیق یوسف کے مونہہ سے نکلوایا ہے۔ اور بطور قاعدہ کلیہ کے بتلا دیا ہے کہ کون اللہ تعالےٰ کی نظر میں عزیز ہو سکتا ہے؟ یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی اس نوازش اور احسان عظیم کی وجہ بتلاتے ہیں کہ انہ من یتق ویصبر فان اللہ لایضیع اجر المحسنین۔ اللہ تعالیٰ متقی اور صابر کے اجر کو ضایع نہیں کرتا۔ متقی اور صابر کو آیت کے آخر میں محسن کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ قیاس چاہتا تھا کہ یوں ہوتا فان اللہ لایضیع اجر المتقین والصابرین۔ مگر محسنین کے ارشاد سے واضح کر دیا کہ اتقاء اور صبر انسان کو احسان کے درجہ تک پہونچا دیتا ہے یا یوں کہو کہ صفت احسان سے تقویٰ اور صبر پیدا ہوتا ہے۔ احسان کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی ہے کہ عبادت کرنیوالا اللہ تعالیٰ کو دیکھے یا کم از کم یہ یقین ہو کہ اللہ تعالےٰ مجھے دیکھتا ہے پس کوئی شخص متقی اور صابر نہیں ہو سکتا جب تک وہ احسان کی صفت حاصل نہ کرے۔ اس اصول نے قیامت تک بشارت دیدی اور ڈرا بھی دیا۔ میری روح میں اسوقت ایک خاص لذت اور جوش ہے اور دل چاہتا ہے کہ ایک ایک لفظ کے وہ معارف بیان کروں جو اسکی ترکیب میں خدا تعالےٰ کے فضل سے مجھے اسوقت نظر آتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ خطبہ اسکا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں اپنے احباب سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ بہر نمط صبر اور تقویٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ممتاز کیا ہے۔ قیامت تک یہ اصول مومنین کے لئے ہو گیا ہے۔ میں اس خیال میں آج سوچتا رہا کہ صبر کے کیا معنے ہیں بہت سی باتیں حل کرنے کے لئے پیدا ہوئیں مگر میں نے ایک عرصہ دراز کے تجربہ اور غور کے بعد قرآن کریم کے حل لغات اور ادراک حقایق کے لئے حضرت امام زمان علیہ السلام کی طرز زندگی کو بہترین ذریعہ پایا ہے مجھے اس اصول سے مزا آیا ہے اور میں امام کے فعل کو اپنے لئے تفسیر اور خطا نہ کرنے والی ڈکشنری پاتا ہوں۔ میں نے امام کی طرز زندگی ہی میں صبر کے معنے سوچے تو معلوم ہوا کہ صبر کے معنے عظیم الشان ہونے چاہییں اسلئے کہ نبوت کے مقامات عالیہ میں فتح باب کی کلید صبر ہی لکھا ہے۔ شہوات پر صبر کرنا مصیبتوں اور دکھوں پر صبر کرنا چھوٹی بات ہے۔ خدا کے راستباز بندے صدیق اور مامورین کی طبیعت ایسی نہیں ہوتی کہ انکو شہوات کی طرف کشاں کشاں لیجائے اور پھر ذرا انکو صبر کرنا پڑے میرے نزدیک صبر کی حقیقت ہے بار رسالت کے اٹھانے کے لئے ہر قسم کے فتن اور ابتلا و امتحان کو بطیب خاطر سہنا اور اپنی عزت و زندگی کے لوازم بقا کی کوئی بھی پروا نہ کرنا۔ کیا اس زمانہ میں امن اور چین کی زندگی بسر نہیں ہو سکتی؟ بیشک ایسی تالیفیں ہو سکتی ہیں کہ کسی کو کچھ کہنے کا موقعہ نہ ملے کوئی نکتہ چینی اور انگشت رکھنے کی جگہ نہ ہو لکھنے والے کا قلم اسکے ماتحت ہو مگر میں کبھی نہیں مانتا کہ وہ روح اور اسکے جذبات پر سبقت لیجاوے بڑے بڑے لوگ اعلاء کلمۃ اللہ میں ہزار ہا پس و پیش دیکھتے ہیں۔ اگر کسی انجمن برائے نام حمایت اسلام کا مثلاً کوئی رافضی پریسیڈنٹ ہے تو بڑی احتیاطیں کرتے ہیں کہ مبادا کوئی کلمہ اسکے خلاف نہ نکل جائے۔ پس ایسے کور فطرت مداہن جیفہ دنیا کو پسند کرنے والے صابر کہلا سکتے متقی بن سکتے یوسف کی طرح محسود اخوان ہو سکتے سیدنا ابراہیم علیہ السلام مبطلوں کو کہہ سکتے ہیں کہ انا برآؤ منکم الآیہ۔ اسی لئے تو وہ خدا سے نصرت نہیں پا سکتے۔ یہ حقا عظیم نصرت و تائید الہی ہر اروں کا حصہ ہوتا ہے کہ وہ مداہنہ سے پاک اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسکے اعلاء کلمہ میں پہلے ہی سے یہ مان لیتے ہیں کہ پاش پاش کیوں نہ ہوں! بال بچے ذبح کئے جاویں تو بھی وہ اظہار حق سے رک نہیں سکینگے۔ اس کا بال بال پکارتا ہے کہ

> نمی باید مرا یکذرہ عزتہائے ایں دنیا
> منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را
> ہمہ در دور ایں عالم امان و عافیت خواہند
> خلاف من کہ میخواہم برائے یار ذلت را

وہ دنیا اور اسکی جھوٹی عزتوں کی جہاں پرواہ نہیں کرتا وہاں اسے دنیا اور اسکی خود تراشیدہ ذلتوں کا بھی خیال نہیں ہوتا بلکہ اس کا عمل خود بتا دیتا ہے کہ وہ ان اشعار مذکورہ کے کہنے میں بالکل راستباز ہے اور موتوا قبل ان تموتوا پر اس کا عمل ہے۔ یہ ایک راز الٰہی ہے کہ وہ بیچ جاوے اور اس ذلت سے

عزت اور ہلاکت سے زندگی پاجاوے مگر وہ ایسی حالات میں روح کے پورے جذب اور جوش سے ان تمام مصائب اور آلام کو اٹھانے کو بطیب خاطر طیار ہوتا ہے۔ کیا وہ گولمول تحریریں شایع نہیں کرسکتا کہ جس سے مخالفوں کو بھی خردگیری کا موقع نہ ملے اور موافق بھی خوش ہوجاویں مگر وہ اسکو پسند نہیں کرتا وہ اعلائے کلمہ اس میں نہیں دیکھتا اور ایک عارضی اور نمایشی دکھ کی پرواہ فطرتاً نہیں کرسکتا۔ پس یہ صبر ہے خواہ کتنے ہی مصائب اور دکھ پہونچیں مگر وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے پھیلانے اور اظہار کے لئے انکی پرواہ نہیں کرتا۔ پس وہ کامیاب ہوجاتا ہے۔ ایک طرف تو وہ یوسف کی طرح یکہ و تنہا ہے اور دوسری طرف بدخواہ حاسد بھائیوں کی ایک جماعت جنکو اپنی شوکت و طاقت پر گھمنڈ اور ناز ہوتا ہے دعوے سے محض عصبہ کہتے ہیں۔ مگر وہ ایک کامیاب ہوجاتا ہے کیوں؟ اس کا صبر اور اتقاء اللہ تعالیٰ کی نظر میں اسکو محبوب بنا دیتا ہے اور اسکے خلاف میں کیسی ہی جماعت کیوں نہ ہو کامیاب نہیں ہوتی۔

مولوی اور پیرزادے کہلانے والے اعلاء کلمۃ اللہ کے قابل نہیں کیونکہ انکو برادری کے اصولوں سوسائٹی کے قواعد ابنائے جنس کی ملامتوں کا اندیشہ اور بڑے بڑے لوگوں کی خاطرداریاں اجازت نہیں دیتیں کہ حق کہیں وہ قوم سے کچھ کہتے اور حکام سے منافقانہ طور پر کچھ کہتے ہیں قوم اور اپنے مولویوں کے طبقہ میں تو مہدی کے آنے کا اعتراف کرتے اور **خونی مہدی** کا انتظار کرتے ہیں اور صلحکاری اور امن پھیلانے والے مدعی مہدی کا انکار کرتے اور کفر کا بلکہ **قتل** کا فتویٰ دیتے ہیں۔ لیکن گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کے لئے چند بیگہ زمین کی خاطر چند پرچے چھپواکر اپنی خدمات کے ذیل میں مہدی کا انکار کرتے ہیں اور دھوکہ دیکر گورنمنٹ کو ایک طرف قوم کو دوسری طرف مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں تکلف اور آرام چاہتے ہیں عزت کے خواہشمند ہوتے ہیں مگر اس جاہ طلبی اور عزت کی خواہش سے ذلت نکلتی ہے خدا کا مامور دنیا کی ذلت کی پرواہ نہیں کرتا وہ قومی خطاب کا خواہشمند نہیں۔ اسے خدا خود خطاب دیتا ہے۔ غرض سنت اللہ اسی طرح پر چلی آئی ہے۔ وہ جو یوسف کی بدخواہ تھے اور ذلت چاہتے تھے خود ہی ذلیل ہوئے اور وہ عزیز مصر ہوگیا۔ پھر بالآخر پھر اپنی جماعت کی طرف خطاب کرکے کہتا ہوں کہ اتمام حجت پوری ہوچکی جنہوں نے تسلیم نہیں کیا انکا معاملہ خدا سے ہے مگر ہم نے تو سمجھ لیا اور پرکھ کر مان لیا ہے۔ ہم بڑے ذمہ وار ہیں اگر ہم خدا تعالےٰ سے نصرت چاہتے ہیں اور ضرور چاہتے ہیں تو چاہیئے کہ صابر اور متقی بنجاویں۔ اللہ تعالےٰ صادقوں کی ذلت چاہنے والوں کو عزیز نہیں بناتا خدا تعالےٰ مجھے اور آپ سب کو متقی اور صابر بناوے اور وہ کامیابیاں دکھلائے جو متقیوں اور صابروں کو دیجاتی ہیں۔ آمین۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر پانزدہم

سورۃ البقرہ رکوع (۴)

رکوع ۴ کے عام مطالب اس رکوع میں اللہ تعالےٰ نے **انعمت علیہم** کی تفسیر شروع کی ہے اور اسکو ایک سعید اور راستباز کے قصہ کے پیرایہ میں بیان فرماتا ہے اور یہ اس لئے کہ مثال کے لباس میں ایک بات اچھی طرح سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ اور اس رکوع میں امور مندرجہ ذیل پر اللہ تعالےٰ نے بحث فرمائی ہے۔

(الف) دنیا میں جب کوئی کام اللہ تعالےٰ کیا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اسکی اطلاع ملاء اعلیٰ کے رہنے والے پاک روحوں کو جنہیں ملائکہ کہتے ہیں دیجاتی ہے۔

(ب) اللہ تعالےٰ شروع سے انسان کی اصلاح اور تہذیب نفس کی خاطر عین ضرورت کے وقت کوئی خلیفۃ اللہ فی الارض مقرر کرتا رہا ہے جو خاص طور پر دبستان الٰہی کا ہی تعلیم یافتہ ہوتا ہے۔

(ج) خلیفۃ اللہ فی الارض کو **بسطۃ فی العلم** کا تاج پہنایا جاتا ہے اور اسکے معلومات کو عظیم الشان وسعت دیجاتی ہے۔

(د) تسبیح و تقدیس الٰہی موجب ازدیاد **علم** ہے پس توسیع علم کے لئے ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس میں بدرجہ غایت معروف ہو۔ اور یہی راز ہے **رب زدنی علما** میں اور بسطۃ فی العلم جو خلیفۃ اللہ کو ملتی ہے اسمیں بھی یہی ستر ہے۔

(ہ) جو شخص خلیفۃ اللہ ہوکر آتا ہے نفس الامر میں وہی اس قابل ہوتا ہے کہ خلیفۃ اللہ کہلائے کیونکہ اللہ تعالےٰ **علیم** اور **حکیم** ہے۔ اسکی صراحت دوسرے مقام پر ہے جہاں فرمایا **واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ**۔

(و) ملائکہ اور سعید لوگ اسکے ساتھ ہوجاتے ہیں اور اسکی اطاعت سے فائز المرام ہوتے ہیں۔

(ز) خلیفۃ اللہ کی مخالفت اور بھی مخالف کرنے کے لئے کوئی ناپاک روح ضرور طیار ہوجاتی ہے مگر آخر کار اس جنگ میں وہ پاک روح مظفر و منصور ہوجاتی اور **خدا تعالےٰ** سے دور ہلاکت مجسم **روح** شقاوت کا نتیجہ پاتی اور ہلاک ہوتی ہے۔ گویا یہ ایک سنت اللہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ بھلوں اور بدوں میں جنگ ہوتی ہے

(ح) پہلا گناہ جو دنیا میں پھیلا وہ تکبر سے شروع ہوتا ہے۔ متکبر انعام الٰہی کی قدر کرنے کے ناقابل ہوکر مورد انعام اللہ نہیں ہوسکتا۔

(ط) خلیفۃ اللہ کو ایک عظیم الشان جہاد اول اپنے نفس سے کرنا پڑتا ہے اور اسے ظالم **لنفسہ** ہونا پڑتا ہے۔ بدون اس کے وہ **اورثنا الکتاب** کا مصداق نہیں ہوتا۔

(ی) شیطان یا خبیث روح کبھی بھی مومن پر قابو نہیں پاسکتی۔

(ک) انسان اس زمین ہی میں مرتا اور جیتا ہے۔ آسمان پر یا کسی اور جگہ بہ این جسد العنصری نہیں جا سکتا۔

(ل) خدا تعالیٰ ہی کا فضل انسان کو بچا سکتا ہے۔

(م) ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کی ہدایت کا سلسلہ دنیا میں جاری ہے۔

(ن) راستباز ہمیشہ ہر میدان میں کامیاب ہونگے اور شریر مکذب ناکام و نامراد رہیں گے۔

اب ہم قرآن کریم سے اس قصہ کو بیان کرتے ہیں۔

واذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا

ویسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك و نقدس لك قال انی اعلم ما لا تعلمون ٥

یعنے جبکہ تیرے رب نے بتلا دیا ملائکہ کو کہ میں الارض میں ایک خلیفہ ٹھہرانے والا (مقرر کرنے والا) ہوں تو انھوں نے یہ عرض کیا۔ (یہ عرض کرنا خلیفہ کے تقرر پر تھا کیونکہ خلیفہ کا وجود باوجود تو اصلاح خلق کے لئے اور مفسدوں۔ شریروں۔ خونریزوں کی شرارتوں کے روکنے کے لئے ہی ہوتا ہے پس ملائکہ نے اسکے مطابق عرض کیا کہ کیا تو نے کسی قوم مفسد اور خونریز کو مجرم قرار دیدیا ہے تو ہم بھی اس خلیفہ اللہ کے ناصر و معین بنجاویں کیونکہ ہم بھی تو تیری تحمید و تسبیح و تقدیس ہی چاہتے ہیں پس تیرے خلیفہ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہوجائیں تو جناب باری نے فرمایا کہ اس خلیفہ کے بنانے میں اور اور حکمتیں بھی ہیں جنکی تمکو خبر تک نہیں۔

قال سے بزبان گفتن مراد نہیں | قال سے یہ مراد نہیں ہے کہ زبان (جو ایک مضغۂ گوشت ہے) سے ہی کہا جاوے۔ بلکہ کلام سے ہی جبتک اس کے بعد تکلیما بیان نہ ہو بزبان گفتن ضروری مراد نہیں ہوتی اسلئے قال کے معنے ہیں بتلا دیا۔

ربك میں نکتہ | اس مقام پر اللہ تعالے نے واذ قال ربك فرمایا۔ ہو سکتا تھا کہ اذ قال الهك فرماتا۔ اصل یوں ہے کہ رب اللہ تعالی کی وہ صفت ہے جسکے تقاضا سے تمام چیزوں کی بلا امتیاز ذی روح و غیر ذی روح عرش سے لیکر فرش تک تربیت اور تکمیل ہو رہی ہے۔ اور چونکہ تقدم طبعی اس صفت ربوبیت کو حاصل ہے اس لئے خدا تعالی نے اللہ جو ایک ذاتی نام ہے اسکے بجائے رب کا لفظ استعمال فرمایا جو تکوین عالم کا مقتضی ہے۔

ملائکہ | ملائکہ سے مراد اگر وہ مخلوق لی جاوے جو اپنی تحمید اور تقدیس کی وجہ سے روحانیت کے اعلی مدارج طے کر چکے ہوں اور سفلی اور ارضی باتوں سے ممتاز ہو کر علوی اور آسمانی سلسلہ میں شامل ہوں تو بظاہر کوئی مشکل نہیں رہتی اس صورت میں یہ مراد ہوگی کہ الارض کے پہلے عارف باللہ لوگوں کو اللہ تعالے نے بالہام الہی یہ مژدہ سنایا کہ تم میں ایک خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اور یہ ایک عام قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی مامور من اللہ دنیا میں نازل ہوتا ہے اسوقت علی العموم لوگوں کو قبل از وقت اس کے آثار و اظلال کا پتہ ملتا ہے۔ رویائے صحیحہ اور مختلف ذریعوں سے آنے والے خلیفۃ اللہ کی بشارتیں ملتی ہیں۔ جیسے آفتاب نکلنے سے پہلے ہی اسکے آثار معلوم ہو جاتے ہیں۔ یہی سنت اور طریق روحانی دنیا میں جاری ہے۔ یعنے آدم علیہ السلام کے خلیفہ ہونے سے پیشتر مختلف پیرایوں میں صلحاء اور اتقیاء پر جو الارض میں رہتے تھے اسکی بعثت کی بشارت دی۔ لیکن اگر ملائکہ سے وہ نفوس قدسی مراد ہیں جو ایک دوسری قسم کی مخلوق ہے جنکو فرشتے کہا جاتا ہے تو اس صورت میں ضروری ہوگا کہ ہم ملائکہ کے ثبوت پر مختصر سی بحث کریں۔

ثبوت ملائکہ | ملائکہ کے ثبوت پر ہم اس وقت کوئی طویل بحث نہ کرینگے بلکہ مختصر طور پر اسکو بیان کریں گے۔

اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ نظام جسمانی میں ہم خدا تعالے کا ایک بندھا ہوا قانون دیکھتے ہیں کہ کسی نہ کسی توسط اور توسل کے ذریعہ ہم خدا تعالی کا ہر ایک فیض حاصل کرتے ہیں۔ گو یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ اس فیض کے حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے اندر بھی قویٰ رکھتے ہیں لیکن وہ قوی بدون امداد و توسط خارجی بیکار محض ہیں جیسے آنکھ اپنے اندر ایک روشنی اور نور رکھتی ہے لیکن وہ نور اور روشنی کچھ کام نہیں دے سکتی جبتک کہ آفتاب کی روشنی اسکی ممد و معاون نہ ہو۔ اسی طرح کان کے اعصاب شنوائی کی ایک حس رکھتے ہیں لیکن ہوا کے بدون دوسری آوازیں ہم تک پہونچ نہیں سکتیں۔ پس جبکہ نظام اور حواس کی تکمیل کے لئے یہ قانون الہی ہے تو روحانی نظام میں تو بدرجہ اولی یہ قانون کام کر رہا ہے پس نظام روحانی اور جسمانی بالائی میں علل متوسط کا نام ملائکہ رکھا جاتا ہے اور علل متوسط کے رکھنے سے اللہ تعالے کو انسان کے معلومات کا وسیع کرنا مقصود ہے ورنہ اللہ تعالے کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں کسی شئے کی حاجت نہیں۔

جاعلٌ | بنانے والا ہوں جیسے فرمایا جعل الظلمات والنور۔ جعل کے معنے ٹھہرانے اور مقرر کرنے کے بھی ہیں اور اعتقاد کرنے کے بھی آئے ہیں جیسے وجعلوا الملائكة الذين هم عباد الرحمن اناثا۔ غرض یہاں جعل کے معنے مقرر کرنے اور ٹھہرانے کے ہیں۔

فی الارض | الارض پر الف لام تخصیص کا ہے کیونکہ تسکے چلکر اسی رکوع میں جہاں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہے وہ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جس مقام پر آدم علیہ السلام خلیفہ بنائے گئے تھے وہ کوئی اور ملک تھا اور جہاں انکو ہجرت کر کے جانا پڑا وہ کوئی اور سرزمین تھی۔ اور اسکی توضیح اور بھی ہو جائے گی جب اُس جنت کی تحقیقات ہوگی جہاں آدم علیہ السلام رکھے گئے تھے۔

خلیفہ | خلیفہ کے معنے ہیں کسی قوم کے پیچھے آنے والا یا کسی قوم کو پیچھے چھوڑنے والا جیسے جعلناکم خلائف فی الارض سے ثابت ہے۔

مامور من اللہ کو بھی خلیفہ کہتے ہیں اور سلطان اعظم بھی خلیفہ کہلاتا ہے جیسے لیستخلفنهم فی الارض سے معلوم ہوتا ہے۔

خلیفہ کے لفظ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ بین الحق والباطل فیصلہ کرے اور لوگوں کے تنازعات باہمی کو نپٹائے جیسے فرمایا یا داؤد انا جعلناك خليفة فی الارض فاحكم بين الناس بالحق۔ یعنے اے داؤد ہم نے تمکو زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس لوگوں میں صحیح صحیح فیصلہ فرما۔

اور مخلوقات کو بھی کبھی خلیفہ کہتے ہیں اس لئے بعض صحابہ بھی خلیفہ کہلاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں روحانی اور جسمانی نظام کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور حکم تھے اس لئے خلیفہ کہلائے۔ انکی نسل جاری ہوئی اور قائم رہی اس لئے بھی خلیفہ تھے۔ اُنسے پیشتر دنیا میں بعض شریر النفس قومیں بن۔ جن۔ طم۔ رم وغیرہ آباد تھیں۔ چونکہ وہ اُنکے پیچھے بلحاظ زمانہ آنے والے تھے اس لئے انکو خلیفہ فرمایا۔ اس مقام پر امام کا لفظ نہیں فرمایا جسکی وجہ کچھ تو مذکورہ بالا امور پر نظر غور کرنے سے معلوم ہو سکتی ہے اور کچھ خلیفہ اور امام میں جو فرق ہے اسکو ہم اس مقام پر بیان کرینگے جہاں امام کا لفظ آیا ہے (انشاء اللہ تعالے)

فی الارض خلیفہ سے کون مراد ہے | اس پر بہت بحث کی گئی ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک مخلوق انسانی مراد ہے جن میں سے آدم ایک [illegible]

کے نزدیک خلیفۃ اللہ فی الارض سے مراد ایک شخص واحد مراد ہے جو سیدوں کا مورث اعلی ہے اور آدم (علیہ السلام) کے نام سے موسوم ہے۔

الغرض

اللہ تعالے نے ایک خاص ملک اور سرزمین آدم علیہ السلام کو دینی اور دنیوی امور میں حکم بنانے کی اطلاع الہاما بشارت کے طور پر ملائکۃ اللہ کو یا اس سرزمین کے صلحا و اتقیا کو دی۔

اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک۔ حضور! کیا اسکو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں خونریزیاں اور فتنہ پردازیاں کرے گا اور ہم تو جناب کی ذات کو جو جمیع صفات حسنہ کی جامع اور تمام بدیوں سے منزہ ہے پاک سمجھتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔

آدم علیہ السلام کے قصے پر کسی نافہم نے بہت سی ناپاک اور گستاخانہ اعتراض کئے ہیں جن کا جواب تصدیق میں کافی طور پر دیا گیا ہے۔

اس لئے ہم اُن اعتراضوں پر توجہ ہی نکریں گے بلکہ جسقدر ممکن ہے ان آیات کے ترجمہ کو ایسے طریق پر کرنے کی کوشش کرینگے کہ کوئی اعتراض وارد نہ ہو اور وہ قرآن شریف کے منشاء کے خلاف بھی نہ ہو۔

پہلی توجیہ اگر آیت کے وہ معنے کئے جاویں جو اوپر بیان کئے تو بھی کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔ وہ صلحاء چونکہ ایک محدود علم رکھتے تھے اس لئے وہ **اتجعل فیہا** بول اٹھے لیکن اللہ تعالے نے **انی اعلم مالا تعلمون** کہکر اُنکی غلطی انپر ظاہر کی اور بوجوہات قویہ انپر اپنی وسعت علم ثابت کی جیسا کہ آگے آئیگا۔

دوسری توجیہ چونکہ خلیفۃ اللہ کی بعثت اُسوقت ہوتی ہے جب کہ دنیا میں فساد اور سفک الدم ہو یعنے جب دنیا میں خونریزیاں اور فتنہ پردازیاں ہونے لگتی ہیں ایسے وقت میں جب انھوں نے بعثت آدم علیہ السلام کی خبر سنی تو انھوں نے کہا کہ کیا دنیا میں کوئی مفسد اور خونریز ٹھہرایا گیا ہے یعنے کوئی شریر النفس قرار پاگیا ہے جسکی سرکوبی اور استیصال کے لئے کوئی مامور من اللہ ہوتا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو ہم بھی مامور من اللہ کی امداد کیلئے طیار ہوجاویں اور یہ ایک طرز کلام ہے شاہانہ درباروں میں اپنی خدمات پیش کرتے وقت حمد وثنا ہی کیا کرتے ہیں۔

سرسری نظر

حالات مقدمہ

جو مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے اجلاس میں زیر دفعہ ۱۰۷ دائر ہے اور جس میں حضرت اقدس جناب مرزا صاحب اور محمد حسین بٹالوی بطور فریق ثانی ہیں عام طور پر نہایت دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے۔ ۱۱ر جنوری ۱۸۹۹ء کو مقدمہ مذکورۃ الصدر گورداسپور میں باجلاس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب پیش ہوا۔ مرزا صاحب کی طرف سے مسٹر براون صاحب اور مولوی فضل الدین صاحب لاہور سے اور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور سے اور مولوی شیخ علی احمد صاحب لوکل پلیڈر بطور پیروکار پیش ہوئے محمد حسین کی طرف سے بھی دو وکیل پیش ہوئے۔ جنمیں ایک صاحب بہادر لاہور سے آئے تھے اور دوسرے صاحب گورداسپور ہی کے وکیل تھے۔ مقدمہ کی روئداد ہم کسی اگلے نمبر میں شایع کرینگے۔

۱۱ر جنوری کو جناب مرزا صاحب۔ محمد حسین ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ۔ انسپکٹر پولیس گورداسپور کے بیانات ہوئے اور مقدمہ ۲۷ر جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا جو بمقام دہاریوال پیش ہوگا۔

جیسا ہم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ ہم مقدمہ کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے ابھی جینا قبل از وقت سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس سے پیشتر ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ کے وقت بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کو اصلیت تک پہنچنے کے لئے یہ بات پیش کی تھی کہ وہ اس معاملہ پر کامل توجہ فرماویں کہ مرزا صاحب اور عام مولویوں کے درمیان بنائے مخاصمت کیا ہے؟

بہرحال ہم کو امید ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر اس معاملہ پر پوری توجہ فرماوینگے۔ ہمکو یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ صاحب موصوف نہایت متانت اور غور سے کام کرتے ہیں۔

آسمانی نشان

ہمارے محترم مخدوم جناب مولوی عبدالکریم صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ جناب میرزا صر نواب صاحب دہلوی نبیرہ خواجہ میر درد صاحب مرحوم نے لیکھرام پشاوری کی پیشگوئی اور اُسکے کل واقعات کو نہایت سلیس اور لطیف اردو میں نظم کیا ہے کل واقعات کا نقشہ ایسے لطیف طور پر کھینچا ہے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں اور زبان ایسی صاف اور پاکیزہ ہے کہ اسکے متعلق مصنف کا دہلی نژاد ہونا ہی کافی شہادت ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ رسالہ لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھایا جائے کیونکہ اس میں خدا تعالی کی عجیب در عجیب قدرتوں اور اسرار پر بحث کی گئی ہے۔ مصنف صاحب کو اس رسالہ کے چھپوانے کے لئے تحریک کی گئی ہے۔ اس لئے ہمارے احباب جسقدر جلدیں اس رسالہ کی خریدنا چاہیں اطلاع دیں تاکہ اسی انداز کے موافق طبع ہونا شروع ہو۔ قیمت فی کاپی ۲ر ہوگی۔ تمام درخواستیں میرے نام آنی چاہییں۔

عبدالکریم سیالکوٹی حال وارد قادیان

مسیح موعود

اس نام کا ایک فارسی منظوم رسالہ مولوی نور احمد صاحب لودی ننگل نے حال میں تصنیف کیا ہے۔ جس میں بہت سی لطیف مضامین پر بحث کی گئی ہے اور نہایت ہی عمدہ اور نرالی طرز پر حضرت اقدس کے مسیح موعود ہونیکا ثبوت دیا ہے۔ جو صاحب جسقدر جلدیں خریدنا چاہیں اطلاع دیں قیمت فی جلد ۱ر۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے کرم فرما جناب خواجہ یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کو شروع سال ہی خانبہادر کا خطاب عطا ہوا۔ خواجہ صاحب امرتسر کے مسلمان رئیسوں میں ایک سربرآوردہ رئیس ہیں اور خانبہادر شیخ غلام حسن صاحب مرحوم کے بعد انکا دم غنیمت ہے۔ خواجہ صاحب بڑی تجربہ کار اور کریم و ہمدرد روزگار آزمودہ بزرگ ہیں۔ ہمکو بہت خوشی ہوگی اگر اب تیسری میونسپلٹی میں خواجہ صاحب وائس پریزیڈنٹ قرار دیئے جاویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پنجاب اور ہندوستان کے اُن مولویوں کی ایمانداری کا نمونہ جنہوں نے میری نسبت کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ خاصکر مولوی نذیر حسین دہلوی اُستاد شیخ ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے تقوے اور دیانتداری کی حقیقت اور ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کا گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو صریح جھوٹ بول کر سخت دھوکہ دینا۔ اور اُسکے گروہ کی اس قابل شرم کارروائی سے اُس میری پیشگوئی کا پورا ہونا

جو

اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کیگئی تھی

یعنے یہہ پیشگوئی کہ

جزاء سیئۃ بمثلھا وترھقھم ذلۃ مالھم من اللہ من عاصم

یعنی

فریق ظالم کو اُسی قسم کی ذلت پہنچیگی جو اُسنے فریق مظلوم کو پہنچائی ہو۔

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

اس بات سے تو ہم کو بہت خوشی ہوئی کہ مولوی نذیر حسین دہلوی اور عبد الجبار غزنوی اور عبد الحق غزنوی اور رشید احمد گنگوہی۔ اور دوسرے علماء اُن کے ہم مشربوں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو جسنے مہدی خونی کے آنے کی نسبت حضور گورنمنٹ عالیہ میں اپنا انکار ظاہر کیا۔ بوجہہ اُسکے اس عقیدہ کے اسکو کذاب اور مفتری اور دجال اور کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج اپنے فتووں میں لکھا۔ اور اسطرح پر اُس کو ذلیل کرکے ہماری وہ پیشگوئی پوری کی۔ جو اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کی گئی تھی۔ اور نیز اُن احادیث نبویہ کو بھی پورا کیا جو آخری زمانہ کے بارے میں ہیں۔ اور اپنے طریق عمل سے اُن کی صحت پر گواہی دیدی۔ مگر اس دوسری بات کے خیال کرنے سے ہمیں رنج بھی ہوا کہ ان لوگوں کے یہہ فتوے دیانت اور ایمانداری پر مبنی نہیں بلکہ یہود کے علماء کی طرح اپنی نفسانی اغراض اور تعصبات اور کینہ وری پر مبنی ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کی یہی کارروائی اُنکے حالات باطنی پر کافی گواہ ہے جو ہمارے **استفتاء** مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء میں ان سے ظہور میں آئی۔ ان سے یہہ فتوے طلب کیا گیا تھا کہ اُس شخص کی نسبت آپ لوگ کیا فرماتے ہیں جو اس **مہدی** کے آنے کا منکر ہو جس کی نسبت آپ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی خلیفہ ہوگا۔ اور بذریعہ لڑائیوں کے دین کو غالب کریگا تو ان مولویوں نے اپنے دلوں میں یہہ خیال کرکے کہ ایسے اعتقاد کا پابند تو یہی شخص یعنے یہہ عاجز ہے۔ محض شرارت کی راہ سے یہہ تجویز کی کہ آؤ اب بھی اس فتوے کی رو سے اسکو کافر اور دجال اور مفتری قرار دیں۔ تب فی الفور یہہ گندے اور پلید فتوے لکھ مارے۔ اور اگر اُن کو پہلے سے خبر ہوتی کہ یہہ **استفتاء** شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کے لئے لکھا گیا ہے۔ تو ہرگز یہہ فتوے نہ دیتے۔ اب اس حقیقت کو سنکر کہ وہ شخص جسکی نسبت فتوے طلب کیا گیا تھا ان کا دلی دوست محمد حسین ہے۔ جس قدر اُن کو ندامت ہوگی اُسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یہی علمائے دین اور حامیان شرع متین ہیں جنکی دیانت پر لوگ بھروسہ کئے بیٹھے ہیں۔ اور جنکی نسبت عوام خیال کرتے ہیں کہ وہ دین کے پیشوا اور دیندار بلکہ شیخ الکل ہیں۔ اب خدائے غیور کی غیرت نے ان سب کے پردے پھاڑ دیئے۔ خدا کے الہام میں ایک فقرہ یہہ بھی تھا کہ **شاھت الوجوہ**۔ سو پورا ہوگیا۔

اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کی بعض خفیہ تحریریں ہمارے ہاتھ آگئی ہیں جنمیں وہ **گورنمنٹ** کے سامنے زمین لینے کی طمع سے یہہ بیان کرتا ہے کہ **جس مہدی قریشی کی لوگوں کو انتظار ہے جو اُن کے زعم میں خلیفۂ ظاہر و باطن ہو گا۔ اُس مہدی کے بارے میں جسقدر حدیثیں ہیں وہ سب موضوع اور غلط اور نادرست ہیں۔ یعنے میں ان کو نہیں مانتا۔ دیکھو محمد حسین کی فہرست انگریزی**۔ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء جس کو ابھی محمد حسین نے **پوشیدہ** طور پر شایع کیا ہے اور **گورنمنٹ عالیہ انگریزی** کو یہہ جتلانا چاہا ہے کہ میں اس **مہدی** کے آنے سے **منکر ہوں**۔ سو محمد حسین کا یہہ وہ عقیدہ ہے **جسکے** لئے مولویوں سے فتوے طلب کیا گیا تھا۔ اور اُنہوں نے اس عقیدہ والے کو **کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری** قرار دیا۔ اور بلا تعامل کی پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا۔ محمد حسین نے نہایت پوشیدہ طور پر یہہ اپنا عقیدہ گورنمنٹ پر ظاہر کیا تھا۔ مگر خدا نے اُسکا پردہ پھاڑا۔ یہہ شخص یعنے محمد حسین دوسرے مولویوں کو بھی کہتا رہا ہے کہ میں تمہارا ہی ہم عقیدہ ہوں۔ اور گورنمنٹ پر یہہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ میں ان حدیثوں کو نہیں مانتا۔ اور ظاہر ہے کہ دو **مختلف اور متناقض عقیدے** ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے لہٰذا یقیناً یہی سچ ہے کہ جو عقیدہ اُسنے اب انگریزی رسالہ میں گورنمنٹ کے سامنے ظاہر کیا ہے **یہی اسکا عقیدہ ہے** سو اسکی رو سے **کفر کا فتوے** اُس پر **لگ گیا**۔ کیونکہ جبکہ **محمد حسین کے نزدیک وہ تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے متعلق ہیں موضوع اور غلط اور جھوٹی ہیں۔ جیسا کہ وہ بطور احسان نمائی کے گورنمنٹ برطانیہ پر ظاہر کرتا ہے۔ تو بلا شبہ اس منافق کا یہی مذہب ہے کہ ایسا مہدی ہرگز نہیں آئے گا۔ تو اس صورت میں اُن مولویوں کا یہہ فتویٰ اُس پر بلاشبہہ وارد ہو گیا کہ وہ کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری اور دائرۂ اسلام سے خارج** ہے۔ لیکن ایک قلمی تحریر جو مولوی **احمد اللہ امرتسری** سے میرے ایک دوست کو ملی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس فہرست انگریزی سے پہلے مولوی محمد حسین نے مولوی احمد اللہ کے آگے ایک تقریب پر اشارۃً یہہ ظاہر کر دیا تھا جس سے یہی معنے نکلتے تھے کہ اب میں نے اعتقاد انکار مہدی سے رجوع کر لیا ہے ٭ یہہ تحریر جو مولوی احمد اللہ صاحب سے ملی ہے ثابت کرتی ہے کہ یہہ شخص بہت ہی **فریبی** اور **دھوکہ دہ** آدمی ہے۔ کیونکہ اس رجوع کے بعد پھر اس نے یہی اعتقاد انکار مہدی گورنمنٹ پر ظاہر کیا۔ اور ثابت ہوا

٭ اس جگہہ ہم رقعہ دستخطی مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو اطلاع ناظرین کے لئے ذیل میں لکھتے ہیں جسمیں مولوی احمد اللہ صاحب نے محمد حسین کے عقیدہ مہدی کی نسبت بدظن ہوکر اُس سے دریافت کیا تھا۔ وہ رقعہ یہہ ہے۔ "۱۹ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ کے مطابق ۵ مئی کو میرے سامنے مولوی محمد حسین صاحب نے میرے پاس صاف ظاہر کیا کہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کا معتقد ہوں (یعنے اب معتقد ہو گیا ہوں۔ مانتا ہوں جو وہ سوا حضرت مسیح علیہ السلام کے ہیں۔ جن کے بعد حضرت مسیح آدیں گے۔" (منہ)

تمام تحریریں گورنمنٹ انگریزی کو دہوکہ دینے کے لئے اُسنے شایع کی ہیں - اس خیال سے کہ گورنمنٹ ایسے لوگوں کو خطرناک سمجھتی ہے جو ایسے مہدی کے آنیکا اعتقاد رکھتے ہیں - لیکن بلاشبہ اُسنے یہہ سخت فریب کی کارروائی کی ہے - اور یہہ اُن شریف اور نیک طینت انسانوں کا کام نہیں ہے جن کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے - ہاں ہم یہہ بہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ سچا اور صحیح اعتقاد یہی ہے کہ ایسے مہدی کے آنے کی نسبت کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی - اور جس قدر صحاح ستہ میں حدیثیں لکہی گئی ہیں اُن میں سے کوئی بہی جرح سے خالی نہیں - اور اگر جاہل اور بے وقوف اور خاین اور نام کے مولوی جو دیانت اور ایمانداری اور راستگوئی سے خالی ہیں - ایسی مرفوع اور مجروح حدیثوں کے رد کرنے والے اور ایسے مہدی کی نسبت کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری ہونیکا فتویٰ دیں - جیسا کہ نذیر حسین اور عبد الجبار اور رشید احمد اور عبد الحق وغیرہ نے فتوے دیا تو یہہ فتوے محض بددیانتی کی راہ سے ہے - لیکن محمد حسین نے جس پیمانہ سے ہمیں ناپ کر دیا تہا خدا نے وہی پیمانہ اُسکی ذلت کے لئے اُسکے آگے رکہا - تا الہام جزاء سیئۃ بمثلہا کامل طور پر پورا ہو جائے - غرض محمد حسین کو صرف یہی سزا نہیں ملی کہ اُسکے دوستوں نے ہی اُسکا نام کافر اور دجال رکہا - بلکہ جس تعدی اور زیادتی کے ساتہہ میری نسبت اُسنے فتوے دلائے تہے - اسی طرح فتویٰ دینے والوں نے اسکے ساتہہ بہی اپنے فتووں میں تعدی اور زیادتی کی - تا دونوں پہلو سے مثل کی شرط پوری ہو جائے جو الہام جزاء سیئۃ بمثلہا میں پائی جاتی تہی۔

اب اُن مولویوں کے لئے جنہوں نے یہہ فتویٰ دیا کہ مہدی معہود کے انکار کرنے والا کافر اور دجال اور مفتری اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے - بہتر طریق یہہ ہے کہ ایک جلسہ کرکے اُس جلسہ میں محمد حسین کو طلب کریں - پہر اگر وہ صاف طور پر اقرار کرے کہ وہ بہی اُس خونی مہدی کے آنے کا منتظر ہے جو اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے پہیلائیگا - تو اُسکی دستخطی تحریر لیکر چہپوا دیں - اور یاد رکہیں کہ وہ ہرگز ایسی تحریر نہیں دیگا اگرچہ یہہ لوگ اُسکو ذبح کر دیں - کیونکہ یہہ اُسکے دنیوی مقاصد کے برخلاف ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو پہر گورنمنٹ کو کیا موہنہ دکہلاوے ؟ بہی تو وہ لکہہ چکا ہے کہ وہ تمام حدیثیں جہوٹی ہیں تو پہر اب اُنکو صحیح کیونکر بناوے - لہذا ممکن نہیں کہ ایسا کرے بس اگر کچھ علماء جو اُسکو کافر اور دجال اور مفتری اور جہنمی ٹہہرا چکے ہیں بغیر ایسی تحریر شایع کرانے کہ اُس سے اختلاط رکہیں اور حسب منشاء اپنے فتووں کے اُسکو کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری نہ سمجہیں - اور اُسکی ملاقات سے پرہیز نہ کریں - تو پہر یہہ خود دجال اور مفتری ہیں - لیکن ہم نہایت نیک نیتی سے گورنمنٹ عالیہ کو اس بات کیطرف توجہہ دیتے ہیں کہ وہ محمد حسین کے چال چلن سے خبردار رہے - اور اُسوقت تک اُسکی حالت کو قابل اعتماد نہ سمجہے جب تک وہ اُن مولویوں سے جو ایسے خطرناک مہدی کے منتظر ہیں - کلی علیحدگی اختیار نہ کرے - گورنمنٹ عالیہ سمجہہ سکتی ہے کہ کیسا ان لوگوں کا خطرناک عقیدہ ہے - کہ ایسے خونی مہدی کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں - اور کذاب اور دجال اور مفتری نام رکہتے ہیں - اور میں گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ محمد حسین مذکور کا یہہ کہنا کہ میں ایسے مہدی کے آنیکا قایل نہیں میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجہتا - بالکل منافقانہ پیرایہ میں ہے - اور وہ انکار مہدی میں سراسر منافقانہ طریق اختیار کرتا اور گورنمنٹ کو دہوکہ دیتا ہے یہی وجہہ ہے کہ گورنمنٹ دیکہہ لیگی کہ یہہ فتوے جو **منکر مہدی** کی نسبت مولویوں نے لکہا ہے - یہہ محمد حسین کی نسبت ہرگز جاری نہیں کیا جاوے گا کیونکہ وہ درپردہ فی الفور اُن کو کہدے گا کہ میں اُس خونی مہدی کے آنے کا قایل ہوں - اور یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسقدر اختلاف کے ساتہہ کہ وہ مہدی کے آنے سے انکاری ہو اور وہ لوگ اُسکو کافر اور دجال کہیں اور مفتری اور کذاب اور جہنمی اُس کا نام رکہیں اور پہر اُن کا باہمی میل ملاقات جاری رہے - بجز اس صورت کے کہ درپردہ ایک ہی اعتقاد پر متفق ہوں وہ تو فتوے میں یہہ بہی لکہہ چکے ہیں کہ ایسے آدمی کے ساتہہ کہ اُس خونی مہدی کے آنے کا منتظر نہیں میل ملاقات ہرگز جایز نہیں - کیونکہ وہ کافر ہے - غرض اب اگر اسکے بعد مولوی محمد حسین کے تعلقات اُن مولویوں کے ساتہہ قایم نہ رہے - اور میل ملاقات سب ترک ہو گیا - اور ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے - تب تو اس بات کو مان لیا جائیگا کہ محمد حسین کا گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یہہ ظاہر کرنا کہ میں اُس مہدی کا آنا نہیں مانتا جو بزعم اہل حدیث خلیفہ اور بادشاہ ہوکر آئیگا - اور سخت لڑائیاں کریگا درست اور صحیح ہے - لیکن اگر محمد حسین مذکور کا میل ملاقات اُن فتوے دینے والوں سے موقوف نہوا اور بدستور باہم شیر و شکر رہے تو پہر گورنمنٹ عالیہ کو یقینی اور قطعی طور پر سمجہنا چاہیئے کہ اُن کے باہمی تعلقات قایم ہیں - اور یہہ سب اُس خونی مہدی کے منتظر ہیں۔

اور عام مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کرکے اُن مولویوں کے ایسے چال چلن پر غور کریں کہ یہہ ان کے کشتیبان کہلاتے ہیں - اور سوچیں کہ کیا ایسے لوگوں کی پیروی کرکے کسی نیکی کی امید ہو سکتی ہے - اب ذرا فتوے ہاتھ میں لیکر نذیر حسین کو پوچہیں کہ کیا ہم محمد حسین کو کذاب دجال مفتری کہیں - پہر عبد الجبار کے پاس جائیں اور اُس سے دریافت کریں کہ کیا آپ کے فتوے کے مطابق محمد حسین کو ہم کافر قرار دیں ؟ اور پہر عبد الحق غزنوی کو بہی اُسی جگہہ مل لیں اور اُس سے پوچہیں کہ کیا تمہارے فتوے کی رو سے ہم محمد حسین کو جہنمی اور ناری کہا کریں - اور پہر ذرا تکلیف اُٹہا کر اُسی جگہہ امرتسر میں مولوی احمد اللہ صاحب کے پاس جا ملیں - اور اُن سے دریافت کریں کہ کیا یہہ سچ ہے کہ آپ کا فتوے عبد الحق کے فتوے کے مطابق ہے ؟ کیا ہم آیندہ محمد حسین کو جہنمی کہا کریں ؟ اور کیا ہم آیندہ محمد حسین کی ملاقات چہوڑ دیں ؟ اے مسلمانو! یقیناً سمجہو کہ یہہ وہی مولوی ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے - تم ان کو اسی نمونہ سے شناخت کر لوگے - کہ بعد اسکے جو اُنہوں نے شیخ محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو کافر اور دجال اور مفتری اور جہنمی قرار دیا - پہر کیا حقیقت میں اُس کو ایسا ہی سمجہتے ہیں - یا وہ صرف دکہانے کے دانت تہے ؟

اب میں وہ استفتاء جس پر ایسے شخص کے کافر اور دجال ہونے کی نسبت مولویوں نے فتوے لکہے ہیں گورنمنٹ عالیہ کے گوش گذار کرنے کے لئے ذیل میں میں لکہتا ہوں - تا کہ گورنمنٹ کو یاد رہے کہ یہہ لوگ ان خیالات کے آدمی ہیں فقط

الراقم

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

(۱۰ جنوری ۱۸۹۹ء)

(اسکے بعد وہ فتوے درج کیا ہے جسکو ہم پہلے نمبر میں درج اشاعت کر چکے ہیں - ایڈیٹر)

پس اگر ہم محمد حسین کی طرح یہہ اعتقاد رکہیں کہ ہم صرف پولیٹیکل طور پر اور ظاہری مصلحت کی لحاظ سے یعنے منافقانہ طور پر انگریزوں کے مطیع ہیں۔ ورنہ دل ہمارے سلطان کے ساتھ ہیں کہ وہ خلیفۃ الاسلام اور دینی پیشوا ہے۔ اسکے خلیفہ ہونے کے انکار سے اور اس کی نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ تو اس اعتقاد سے بلاشبہہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے چہپے باغی۔ اور خداتعالےٰ کے نافرمان ٹہھرینگے۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ ان باتوں کی تہہ تک کیوں نہیں پہنچتی۔ اور ایسے منافق پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے؟ کہ جو گورنمنٹ کو کچھہ کہتا ہے اور مسلمانوں کے کانوں میں کچھہ پہونکتا ہے۔ میں گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ غور سے اس شخص کے حالات پر نظر کرے۔ کہ یہہ کیسے منافقانہ طریق پر چل رہا ہے۔ اور جن باغیانہ خیالات میں آپ مبتلا ہے۔ وہ میری طرف منسوب کرتا ہے۔

بالآخر یہہ بہی لکہنا ضروری ہے کہ جسقدر اس شخص نے مجہے گندی گالیاں دیں اور محمد بخش جعفر زٹلی سے دلائیں اور طرح طرح کے افتراء سے میری ذلت کی۔ اس میں میری فریاد جناب الٰہی میں ہے۔ جو دلوں کے خیالات کو جانتا ہے۔ اور جسکے ہاتھ میں ہر ایک کا انصاف ہے میں خدا سے یہی چاہتا ہوں کہ جس قسم کی میری ذلت جہوٹے بہتانوں سے اس شخص نے کی۔ یہانتک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں مجہہ باغی ٹہھرانے کے لئے خلاف واقعہ باتیں بیان کیں۔ وہی ذلت اس کو پیش آوے۔ میرا یہہ ہرگز مدعا نہیں ہے کہ بجز طریق جزاء سیئۃ بمثلھا کے کسی اور ذلت میں یہہ مبتلا ہو۔ بلکہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں یہی چاہتا ہوں کہ جو کچھہ میرے لئے اسنے ذلت کے سامان کئیے ہیں۔ اگر میں ان تہمتوں سے پاک ہوں تو وہ ذلتیں اس کو پیش آویں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہہ گورنمنٹ بہت حلیم اور حتے المقدور بہت چشم پوشی کرنے والی ہے۔ لیکن اگر میں بقول محمد حسین باغی ہوں یا جیسا کہ میں نے معلوم کیا ہے خود محمد حسین کے ہی باغیانہ خیالات ہیں۔ تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کامل تحقیقات کرکے جو شخص ہم دونوں میں سے درحقیقت مجرم ہے اس کو قرار واقعی سزا دے تا ملک میں ایسی بدی پہیلنے نہ پاوے۔

حفظ امن کے لئے نہایت سہل طریق یہی ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے نامی مولویوں سے دریافت کیا جائے کہ یہہ شخص جو ان کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے اسکے کیا اعتقاد ہیں؟ اور کیا جو کچھہ یہہ گورنمنٹ کو اپنے اعتقاد بتلاتا ہے اپنے گروہ کے مولویوں پر بہی ظاہر کرتا ہے؟ کیونکہ ضرور ہے کہ جن مولویوں کا یہہ سرگروہ اور ایڈووکیٹ ہے انکے اعتقاد بہی یہی ہوں جو سرگروہ کے ہیں۔

بالآخر ایک اور ضروری امر گورنمنٹ کی توجہہ کے لئے یہہ ہے کہ محمد حسین نے اپنی اشاعۃ السنہ جلد ۱۸۔ نمبر ۳۔ صفحہ ۹۵ میں میری نسبت اپنے گروہ کو اکسایا ہے کہ یہہ شخص واجب القتل ہے پس جبکہ ایک قوم کا سرگروہ میری نسبت واجب القتل ہونے کا فتوےٰ دیتا ہے تو مجہے گورنمنٹ عالیہ کے انصاف سے امید ہے کہ جو کچھہ ایسے شخص کی نسبت قانونی سلوک ہونا چاہئیے۔ وہ بلاتوقف ظہور میں آوے۔ تا اسکے معتقد ثواب حاصل کرنے کے لئے اقدام قتل کے منصوبے نکریں۔

۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء

راقم خاکسار مرزا غلام احمد
از قادیان

نوٹ*: محمد حسین نے اس قتل کے فتوے کے وقت یہہ جہوٹا الزام میری پر لگایا ہے کہ گویا میں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اسلئے میں قتل کرنے کے لائق ہوں مگر یہہ سراسر محمد حسین کا افترا ہے جبحالت میں مجہہ دعوےٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے مجہہ مشابہت ہے تو ہر ایک شخص سمجہہ سکتا ہے کہ میں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو برا کہتا تو اپنی مشابہت ان سے کیوں بتلاتا؟ [illegible] میرا برا ہونا لازم آتا ہے۔ منہ

دلچسپ چٹہیان
(نمبر ۹)
ایک شیعہ سے خط و کتابت

سوال اول

معنی اہلسنت والجماعت کیا ہیں۔ یہہ کب سے اختراع ہوا؟ جناب خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بہی اہل سنت والجماعت تہے۔ یا آنحضرت صلعم سے اس کی تصدیق پر کچھہ وارد ہوا ہے؟

جواب

اہلسنت والجماعت کا کلمہ چند الفاظ کا مجموعہ ہے جسمیں پہلے اہل کا لفظ ہے۔ یہہ لفظ اہلبیت میں بہی موجود ہے۔ ہمیں ضرور ہے کہ ایک شیعہ انسان اس لفظ کو خوب جانتا ہوگا بہرحال اسکے معنے ہیں صاحب۔ اور والا۔ اہلبیت کے معنے گہر والا۔ صاحب خانہ۔ پس اہل کے معنے معلوم ہوئے کہ صاحب اور والا کے ہیں۔ دوسرا السنۃ کا لفظ ہے۔ السنۃ السیرۃ والطبیعۃ ومن اللہ حکمہ وامرہ ونہیہ (قاموس اللغۃ) کلینی کے اصول صفحہ ۳۴ و صفحہ ۳۵۔

علی عن محمد بن عیسےٰ عن یونس عن حماد عن ابی عبد اللہ (جعفر صادق) علیہ السلام قال سمعتہ یقول ما من شیٔ الا وفیہ کتاب او سنتہ۔ (۵۱)

عن سماعۃ عن ابی الحسن موسیٰ علیہ السلام قال قلت اکل شیٔ فی کتاب اللہ او سنۃ نبیہ آگے اسکے کلینی صفحہ ۴۰ میں ہے عن امیر المومنین علی علیہ السلام۔ السنۃ سنتان سنۃ فی فریضۃ الاخذ بہا ہدی وسنۃ فی غیر فریضۃ الاخذ بہا فضیلۃ وترکہا الی غیر خطیئۃ

تیسرا لفظ السنۃ میں ال ہے جو عہد کا ہے۔ جس کے باعث السنۃ کے معنے سنت اللہ بلکہ سنت النبی کے ہوئے۔ چوتہا لفظ واو ہے (اہل السنت والجماعۃ) اسکے معنے ہیں اور۔ پانچواں لفظ الجماعۃ ہے۔ جماعۃ کے معنے گروہ اور اکٹہے لوگوں کے ہیں۔ یہہ لفظ جماعۃ کا قرآن کی اس آیت میں ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

(باقی آئندہ)

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے، خالص میرہ فی ماشہ عہ؎ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلوالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

١ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلوالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ یعنی اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے
راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

٢ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلوالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

٣ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بلکہ ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہسپتال اسسٹنٹ کوٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

٤ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -
دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان
٦ مارچ ١٨٩٦ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو لاہور کے الائنس بنک میں مارچ ١٨٩٨ء کو جمع کیا گیا ہے -

---

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

نمبر ۲ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جن سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل برفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجادیں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو کثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ۴ نیصدی کے حساب سے خریدلیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے اور ہم ہفتہ وار اسقدر ہزار چھاپکر مفت تقسیم کردیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

حکمت جواہرات سے بہتر ہے (سلیمانؑ)

ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور صادقوں کے ساتھ ہو (القرآن)

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں۔ (النبی الامی فداہ ابی و امی)

بدبختی مفلسی اور گناہ کا ماخذ شراب ہے (خلیفہ عمرؓ)

شراب انسان کو شیطان کے ساتھ ملانے کا رستہ ہے (باوا فرید)

خدا نے ہم کو ایسی طاقتیں دی ہیں جنکے ذریعے سے ہم کامل خوشی کے چشموں تک پہنچ سکتے ہیں۔ (جیفرسن)

منافقت یہ ہے کہ باطن ظاہر کے خلاف ہو۔ طمع فقر ہے۔ اور بےغرضی غنا۔ (خلیفہ عمرؓ)

خوش رہنے کے دو طریق ہیں۔ یا وسایل آمدنی کو وسیع کرو۔ یا اخراجات کم (فرینکلن)

حضرت داؤد سے ایک شخص نے پوچھا کہ کون شخص سب سے زیادہ بہشت کا مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا جو سچ بولتا ہے۔

جب کسی معاملہ میں اپنی غرض ہوتی ہے یا دوسرے کی رعایت منظور ہوتی ہے تو سچائی کا خون ہو جاتا ہے۔

اگر دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارے میں **حق الیقین** تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالیٰ سے کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص۔ اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ **زندہ خدا** اُس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے (جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود)

خدا سے صلح کر دینی پرہیزگاری سے کام لو۔ آسمان اپنی غیر معمولی حوادث سے ڈراتا ہے۔ دنیا بعد لوٹنے انداز کر رہی ہے۔ مبارک وہ

ڈائری حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

تتمہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء۔ بقیہ تقریر حضرت اقدس سلمہ اللہ

(سوال مولوی قطب الدین) اور روح کا جو تعلق قبور سے بتلایا گیا ہے۔ اُسکی اصلیت کیا ہے؟

(جواب از امام الزمان) اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ ارواح کے تعلق قبور کے متعلق احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ ہاں یہ دوسرا امر ہے کہ اُس تعلق کی کیفیت اور کنہہ کیا ہے؟ جس کے معلوم کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ البتہ یہ ہمارا فرض ہو سکتا ہے کہ ہم ثابت کر دیں کہ اس قسم کا تعلق قبور کے ساتھ ارواح کا ہوتا ہے۔ اور اسمیں کوئی محال عقلی لازم نہیں آتا۔

اور اسکے لیے ہم اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت میں ایک نظیر پاتے ہیں۔ درحقیقت یہ امر اسی قسم کا ہے۔ جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض امور کی سچائی اور حقیقت صرف زبان ہی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اسکو ذرا وسیع کر کے ہم یوں کہتے ہیں کہ **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقے رکھے ہیں۔ بعض خواص آنکھہ کے ذریعے معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض صداقتوں کا پتہ صرف کان لگاتا ہے۔ اور بعض ایسی ہیں کہ حس مشترک ہی اُن کا سُراغ چلاتا ہے۔ اور کتنی ہی سچائیاں ہیں کہ وہ مرکز قلب یعنی دل سے معلوم ہوتی ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے صداقت کے معلوم کرنے کے لئے مختلف طریق اور ذریعے رکھے ہیں۔ مثلاً **مصری** کی ایک ڈلی کو اگر کان پر رکھیں تو وہ اسکا مزہ معلوم نہ کر سکینگے اور نہ اسکے رنگ کو بتلا سکینگے۔ ایسا ہی اگر آنکھہ کے سامنے کرینگے تو وہ اسکے ذائقہ کے متعلق کچھہ نہ کہہ سکیگی۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنے کے لئے مختلف قوے اور طاقتیں ہیں۔ اب آنکھہ کے متعلق اگر کسی چیز کا ذائقہ معلوم کرنا ہو اور وہ آنکھہ کے سامنے پیش ہو تو کیا ہم یہ کہینگے کہ اس چیز میں کوئی ذائقہ ہی نہیں۔ یا آواز نکلتی ہو۔ اور کان بند کر کے زبان سے وہ کام لینا چاہیں تو کب ممکن ہے۔ آجکل کے فلسفی مزاج لوگوں کو یہہ بڑا دہوکہ لگا ہوا ہے کہ وہ اپنے عدم علم کی وجہہ سے کسی صداقت کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ روزمرّہ کے کاموں میں دیکھا جاتا ہے کہ سب کام ایک شخص نہیں کرتا

بلکہ جداگانہ خدمتیں مقرر ہیں۔ سقہ پانی لاتا ہے۔ دہوبی کپڑے صاف کرتا ہے۔ باورچی کہانا پکاتا ہے غرضکہ **تقسیم محنت** کا سلسلہ ہم انسان کے خود ساختہ نظام میں پاتے ہیں۔ پس اس اصل کو یاد رکھو کہ **مختلف** قوتوں کے ہی کام ہیں۔ انسان بڑے قوے لیکر آیا ہے۔ اور طرح طرح خدمتیں اسکی تکمیل کے لئے ہر ایک قوۃ کے سپرد ہیں۔ نادان فلسفی ہر بات کا فیصلہ اپنی عقل خام سے چاہتا ہے۔ حالانکہ یہہ بات غلط محض ہے۔ تاریخی امور تو تاریخ ہی سے ثابت ہونگے۔ اور خواص الاشیاء کا تجربہ بدوں تجربہ صحیحہ کیونکر لگ سکیگا۔ امور قیاسیہ کا پتہ عقل دیگی۔ اسیطرح پر متفرق طور پر الگ الگ ذرائع ہیں۔ انسان دہوکہ میں مبتلا ہو کر **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنے سے تب ہی محروم ہو جاتا ہے جبکہ وہ ایکہی چیز کو مختلف امور کی تکمیل کا ذریعہ قرار دے لیتا ہے۔ میں اس اصول کی صداقت پر زیادہ کہنا ضروری نہیں سمجہتا۔ کیونکہ ذرا سے فکر سے یہہ بات خوب سمجہ میں آجاتی ہے۔ اور روزمرّہ ہم ان باتوں کی سچائی کو دیکھتے ہیں۔ پس جب روح جسم سے مفارقت کرتا ہے یا تعلق پکڑتا ہے تو ان باتوں کا فیصلہ عقل سے نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو فلسفی اور حکماء ضلالت میں مبتلا نہ ہوتے۔ اسیطرح پر قبور کے ساتھہ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے یہہ ایک صداقت تو ہے مگر اسکا پتہ دینا اس آنکھہ کا کام نہیں یہہ **کشفی آنکھہ** کا کام ہے کہ وہ دکہلاتی ہے۔ اگر محض عقل سے اس کا پتہ لگانا چاہو تو کوئی عقل کا پتلا اتنا ہی تبلائے کہ روح کا وجود بہی ہے یا نہیں؟ ہزار اختلاف اس مسئلہ پر موجود ہیں اور ہزار فلاسفر دہریہ مزاج موجود ہیں جو منکر ہیں۔ اگر نری عقل کا یہہ کام تہا تو پہر اختلاف کا کیا کام ہے؟ کیونکہ جب آنکھہ کا کام دیکھنا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ زید کی آنکھہ تو **سفید چیز** کو دیکھے اور بکر کی ویسی ہی آنکھہ اُس **سفید چیز** کا ذائقہ بتلاوے۔ میرا مطلب یہہ ہے کہ نری عقل روح کا وجود ہی یقینی طور پر نہیں بتلا سکتی۔ چہ جائیکہ اُس کی کیفیت اور تعلقات کا علم پیدا کر سکے۔ فلاسفر تو روح کو ایک سبز لکڑی کی طرح مانتے ہیں اور روح فی الخارج اُن کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔ یہہ **تفاسیر** روح کے وجود اور اُسکے تعلق وغیرہ کی **چشمہ نبوت** سے ملی ہیں۔ اور نرے عقل والے تو دعویٰ ہی نہیں کر سکتے۔ اگر کہو کہ بعض فلاسفروں نے کچھہ لکہا ہے تو یاد رکہو کہ اُنہوں نے منقولی طور پر **چشمہ نبوت** سے کچھہ لیکر کہا ہے۔ پس جب یہہ بات ثابت ہوگئی کہ روح کے متعلق علوم چشمہ نبوت ہی سے ملتے ہیں

تو یہہ امر کہ ارواح کا قبور کے ساتھہ تعلق ہوتا ہے۔ اُسی چشم سے دیکھنا چاہیئے اور کشفی آنکھہ نے بتلایا ہے کہ اس تودہ خاک سے روح کا ایک تعلق ہوتا ہے اور السلام علیکم یا اھل القبور کہنے سے جواب ملتا ہے۔ پس جو آدمی اُن قوتوں سے کام لے جن سے کشف قبور ہو سکتا ہے وہ اُن تعلقات کو دیکھہ سکتا ہے۔

ہم ایک بات مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ ایک نمک کی ڈلی۔ اور ایک مصری کی ڈلی رکھی ہو۔ اب عقل محض اُن پر کیا فتوے دے سکیگی۔ ہاں! اگر اُن کو چکھینگے تو دو جداگانہ مزوں سے معلوم ہو جاویگا کہ یہہ نمک ہے اور وہ مصری ہے لیکن اگر حس لسان ہی نہیں تو نمکین اور شیرین کا فیصلہ کوئی کیا کریگا؟ پس ہمارا کام صرف دلایل سے سمجہا دینا ہے آفتاب کے چڑہنے میں جیسے ایک اندہے کے انکار سے فرق نہیں آسکتا اور ایک مسلوب القوۃ کے طریق استدلال سے فائدہ نہ اُٹہانے سے اُس کا ابطال نہیں ہو سکتا اسی طرح پر اگر کوئی شخص کشفی آنکھہ نہیں رکھتا تو وہ اُس تعلق ارواح کو کیونکر دیکھہ سکتا ہے؟ پس اُسکے انکار سے محض اسلئے کہ وہ دیکھہ نہیں سکتا۔ اُسکا انکار جایز نہیں ہے۔ ایسی باتوں کا پتہ نری عقل اور قیاس سے کچھہ نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ! اسلیئے انسان کو مختلف قوتیں دیئے ہیں۔ اگر ایک ہی سب کام دیتا تو پھر اسقدر قوتوں کے عطا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بعض کا تعلق آنکھہ سے ہے اور بعض کا کان سے۔ بعض زبان سے متعلق ہیں۔ اور بعض ناک سے۔ مختلف قسم کی حسیں انسان رکہتا ہے۔ قبور کے ساتھہ تعلق ارواح کے دیکھنے کے لیئے کشفی قوت اور حس کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہہ ٹھیک نہیں ہے تو وہ غلط کہتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک کثیر تعداد کروڑہا اولیاء و صلحاء کا سلسلہ دنیا میں گذرا ہے اور مجاہدات کرنے والے بیشمار لوگ ہو گذرے ہیں۔ اور وہ سب اس امر کی زندہ شہادت ہیں۔ گو اُسکی ہمیت اور تعلقات کی وجہہ عقلی طور پر ہم معلوم کر سکیں یا نہ۔ مگر نفس تعلق سے انکار نہیں ہو سکتا۔ غرض کشفی دلایل ان ساری باتوں کا فیصلہ کئے دیتے ہیں کان اگر دیکھہ نہ سکیں تو اُن کا کیا قصور؟ وہ اور قوت کا کام ہے ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھہ ضرور ہوتا ہے۔ انسان میت سے کلام کر سکتا ہے۔ روح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے جہاں اُسکے لئے ایک مقام ملتا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں بھی اسکی گواہی موجود ہے یہہ مسئلہ عام طور پر مسلمہ مسئلہ ہے بجز اُس فرقہ کے جو نفی بقائے روح کرتا ہے۔ اور یہہ امر کہ کس جگہہ تعلق ہے؟ کشفی قوت خود ہی بتلا دیگی۔ جیسا لو حسب (عالم طبقات الارض) بتلا دیتے ہیں کہ یہاں فلاں دہات ہے۔ اور وہاں فلاں کان ہے۔ دیکھو اُن میں یہہ ایک قوت ہوتی ہے جو ان امور بتلا دیتی ہے پس یہہ بات ایک سچی بات ہے کہ ارواح کا تعلق قبور سے ضرور ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اہل کشف توجہہ سے میت کے ساتھہ کلام بھی کر سکتے ہیں۔ اور اوہام اور اعتراضوں کا سلسلہ تو ایسا لمبا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔

دلچسپ چٹھیان

ایک شیعہ سے خط و کتابت

(نمبر ۱)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور اہلبیت میں سے اس لفظ کے متعلق ابن عباسؓ سے یوں مروی ہے عن بن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من راہی من امرہ شیئا یکرمہ فلیصبر علیہ فانہ من فارق الجماعۃ شبرا فمات الامات میتۃ جاھلیۃ دیکھو قسطلانی جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۳۔

وعن مسروق قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یحل دم امرء مسلم یشہد ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ الا باحدی ثلاث النفس بالنفس والثیب الزانی والمارق من الدین التارک الجماعۃ

ان احادیث صحیحہ سے صاف معلوم ہوتا ہے جو شخص سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع اور آپ کے قوانین کا پابند ہو اور وہ اس جماعت کا ساتھہ دیوے جسکی نسبت اللہ کریم نے فرمایا ہے فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ وہ اہلسنت والجماعۃ ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی چونکہ اپنے پاک اقوال پر عمل کرنے والے تھے۔ اور سنت الہیۃ کے سچے پابند تھے (جنکا ذکر سنۃ اللہ میں ہے) اور ایک عظیم الشان جماعت مومنین و مسلمین کے پاک سردار تھے۔ اور وہ جماعت آپکی بھی وہ جماعت تھی جسکا ذکر قرآن کریم میں اللہ تعالے جلشانہ نے فرمایا ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم الی الآخرۃ۔

پس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہلسنت والجماعۃ تھے اور ضرور رہتے۔ اور اُسدن سے تھے جس دن سے السنۃ کے اہل اور ایک جماعت کے سردار ہوئے۔ یعنے صاحب ہوئے۔ بات مشکل ہے تو اُس قوم کو ہے جس نے اپنا نام خلاف قرآن اور حدیث کے شیعہ رکھہ لیا ہے کیونکہ اگرچہ یہہ لفظ قرآن کریم میں کہیں اچھے معنوں میں آیا ہے۔ جیسے وان من شیعتہ لابراھیم میں۔ مگر اچھے معنوں میں نہیں آیا۔ غور کرو۔ اللہ کریم فرماتا ہے ثم لننزعن من کل شیعۃ ایہم اشد علی الرحمن عتیا۔ اور فرماتا ہے ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیء اور پھر فرماتا ہے ان فرعون علی فی الارض وجعل اھلہا شیعا

پس اس پاک لفظ کو چھوڑکر جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ جہاں فرمایا سماکم المسلمین کوئی اور لفظ اپنے لئے مقرر کرلینا جسکا ثبوت اہل اسلام کے لیئے قرآن میں موجود نہیں۔ نہ تصریحًا نہ کنایۃً۔ اور پھر کسی دوسرے پر اعتراض کرنا کیسی غلطی ہے پس خواہ مخواہ وقت کو ضایع مت کرو۔

سوال دوم

خلافت جناب رسالتماب امور دینی سے ہے یا دنیوی سے ہے؟

جواب

انبیاء علیہم السلام ہمارے دنیا و دین دونوں کی اصلاح کے لیئے دنیا میں تشریف لاتے ہیں۔ اور آپکے جانشین خلیفۃ الاتقیاء بھی رضوان اللہ علیہم چونکہ اُس پاک جماعت کے قایم مقام ہوتے ہیں اسلئے وہ بھی ہمارے دین و دنیا دونوں کی اصلاح فرمایا کرتے ہیں اللہ کریم فرماتا ہے

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا۔ مگر حیرت ہے کہ اس سوال کا فائدہ کیا ہوا؟

سوال سوم

احادیث ذیل میں علماء اہل السنن کی کیا مراد ہے۔ حدیث الثقلین حدیث سفینہ۔ حدیث من کنت مولاہ۔ حدیث منزلۃ حدیث الثقلین میں تمسک و حدیث سفینہ سے کیا یہی مراد ہے کہ اصول و فروع میں انکے افعال کہیں حجت نہ سمجھے جائیں سوائے ان کے خاص علی مرتضےٰ کے لیئے انا مدینۃ العلم و علی بابہا ارشاد فیض بنیاد جناب پیغمبر صلعم ہے باوجود اسکے ان کے اقوال بالتمول راوی غیر معتبر سمجھے گئے ہیں کیا باعث ہے؟

جواب

علمائے تسنن نے صحابہ کرام اور تابعین عظام اور تبع تابعین علیہم الرضوان

کرو، ظاہر ہی رہ گئی ہے۔ اور وہ تبلا کے لئے ہے ورنہ کیا وہ جانتی نہ تھیں کہ قرآن کریم میں اللہ کریم فرماتا ہے۔ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ۔ پس بتول کو بحکم قرآن مہاجر و انصار کا اتباع چاہیئے تھا۔ اور ظاہر ہے کہ مہاجر اور انصار تو سب ابوبکرؓ کی اطاعت میں تھے پھر کوئی مسلمان کس طرح کہہ سکتا ہے کہ رسول کی بیٹی خلاف حکم الٰہی اس اطاعت سے باہر ہو گئیں۔

حضرت بتول کی طرف سے بھی ایک عذر معقول ممکن ہے جس کی نظیر جناب علی کے قول و فعل سے پائی جاتی ہے

سوال ششم

مسئلہ قرطاس میں قول حضرت عمرؓ حسبنا کتاب اللہ کے معنے میں جناب ختمی مآب سے سوء ادبی واقع ہوئی یا نہ؟

جواب

خود اہلبیت نے کاغذ کے لکھنے سے مضایقہ کیا تھا۔ اور جناب عمرؓ کو جو نسبت اہلبیت سے محبت اور اخلاص و پیار تھا۔ ان کا ساتھ دیا۔ دیکھو بخاری کتاب المرض والطب۔ باب قول المریض قوموا عنی۔ عن ابن عباسؓ قال لما حضر رسول اللہ صلعم وفی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب فقال النبی صلعم ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی۔ فقال عمر ان رسول صلعم قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختلفوا فمنھم من یقول قربوا یکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ ومنھم من یقول ما قال عمرؓ۔ اور اس میں وجہ یہہ تھی کہ جناب سرور عالم نے ابوبکر کے لئے تحریر کا انتظام اس سے پہلے اختیار فرمایا تھا۔ لقد ھممت اواردت ان ارسل الی ابی بکر وابنہ فاعھد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ ویدفع المومنون الخ دیکھو بخاری جلد رابع صفحہ ۲۰۲ کتاب الاحکام باب الاستخلاف

اسی طرح جناب عباسؓ کو جناب علیؓ پہلے منع فرما چکے تھے دیکھو بخاری باب مرض النبی صلعم۔ حضرت عباس جناب امیر کو فرماتے ہیں اذھب بنا الی رسول اللہ صلعم فلنسالہ فیمن ھذا الامر ان کان فینا علمنا ذلک وان کان فی غیرنا علمناہ فاوصی بنا فقال علی انا واللہ لئن سالناھا رسول اللہ صلعم فمنعناھا لا یعطیناھا الناس بعدہ وانی واللہ لا اسالھا رسول اللہ صلعم۔ تو صریح ہے کہ حضرت عمرؓ کا قول میں بنا پر مبنی تھا کہ رسول اکرم صلعم نے ... [illegible]

اور لن تضلوا کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور حضرت عمر تاڑ گئے کہ قرآن پر عمل کی تاکید فرماتے ہیں کیونکہ قرآن کریم ہی ضلال اور گمراہی سے بچانے والا ہے جیسے فرمایا مولیٰ کریم نے یبین اللہ لکم ان تضلوا اللہ بیان فرماتا ہے کہ گمراہ نہ ہو جاؤ۔ پس حضرت عمر نے آپ کا ارادہ سمجھ کر اصل منشا کی تصدیق کر دی۔ کہ حسبنا کتاب اللہ اور یہہ فرمانا عمر کا قرآن مجید کے مطابق تھا جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب تتلی علیھم۔ اسی واسطے نبی کریم نے آئندہ سکوت فرمایا اور جناب امیر علیہ السلام اور جناب عباس سب خاموش ہو گئے اگر یہہ امر نہ ہوتا تو جناب علی یا حضرت عباس عمر کو دھکے دیکر نکال دیتے۔ اور لکھوا لیتے۔ پس بات یہہ تھی جس پر سب نے سکوت فرمایا۔ گو بعض نا اہلوں کے لئے حسب فرمان ابن عباس رزیہ کل الرزیہ ہو۔

سوال ہفتم

احراق قرآن اور تصرف بیت المال حضرت عثمان سے کیونکر وقوع میں آیا۔

جواب

عثمان رضی اللہ عنہ انسان تھے نبی معصوم نہ تھے۔ ان صحابہ کرام کے حق میں اللہ کریم فرماتا ہے لاکفرن عنھم سیاٰتھم۔ پھر جنکی سیئات اور خطاؤں کو اللہ تعالیٰ معاف کرانے کا ذمہ وار ہے اُن پر طعن کرنے والا اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرے۔ پھر یہہ بات بھی غلط ہے کہ عثمان نے قرآن کو جلایا۔ بلکہ اُنہوں نے تو قرآن کی بہت خدمت کی۔ چنانچہ اب تک اُن کو جامع القرآن کہا جاتا ہے۔ قرآن کی حفاظت اللہ تعالیٰ کا کام ہے پھر اللہ تعالیٰ کی محفوظ چیز کو کون جلا سکتا۔ یہہ مفتریات ہیں اور بس۔ بیت المال پر تصرف خلیفہ کا کام ہے پھر حسب مصلحت اُس نے بیت المال کو خرچ کیا تو کیا مضایقہ کیا کوئی مخالف عثمان کہہ سکتا ہے کہ جناب علی نے اس بارہ میں عثمان سے مطالبہ یا استفسار کیا اگر علی نے نہیں کیا تو آج کون ہے جو نکتہ چینیاں اور طعن کرتا ہے

سوال ہشتم

مسئلہ لفظ حریر جو کتب احناف میں موجود ہے کیا باعث ہے؟

جواب

یہہ ایک لمبا سوال ہے جسکے پوچھنے میں ایک بازاری لچا بھی ... سے مضایقہ کرتا ہے۔ نعوذ باللہ ... سکتا ہے ملت حنفیہ اور ایسا

خیر و سعادت کی فلاسفی

اس بات کے بیان میں کہ خیر و سعادت کیا چیز ہے جسکو نیک انسان اپنی ذات کا اصلی مقصود سمجھتا ہے

دانشمند لوگ اور روشن رائے فرزانہ اپنے متواتر تجربوں کی بنا پر اس امر کو ایک کلیہ قاعدہ سمجھتے ہیں کہ ہر ایک فعل سے ایک غرض ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کام کی ایک غایت پس نفس انسانی کے کمال کے لئے بھی ایک خاص غرض ہے اور بڑی چھان بین سے ثابت ہوا ہے کہ اُس کے کمال سے اُس کی سعادت غرض ہے اور یہہ بات بھی ضروری ہے کہ اُسکو سعادت کے حاصل کرنے سے خیر بھی میسر ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں یہہ امر قرین مصلحت ہے کہ پہلے خیر و سعادت کی فلاسفی پر گفتگو کیجاوے۔ تاکہ اُس کی واقفیت سے اُسکے حاصل کرنے کی کوشش اور سعی کی جاوے۔ اور اُس کے خلاف سے احتراز کیا جاوے۔

پرانے زمانہ کے ایک نامی گرامی حکیم ارسطاطالیس نے جو ہمارے زمانہ کی نسبت دو ہزار دو سو ستر برس پہلے ہو گذرا ہے۔ اپنی کتاب مقولات عشر نام کا آغاز جو علم اخلاق کے باب میں ہے ایسی عمدہ بحث سے کیا ہے۔ ہمارے عہد کے مشہور حکمار میں سے اکثروں مثل طامسن جیکب وغیرہ نے اس مشہور و معروف فیلسوف کی رائے کو قابل تسلیم اور پذیرائی کے لائق تصور کیا ہے۔ بلکہ مذکورہ رائے کو پسند کر کے اس پر اور عمدہ عمدہ دلائل لکھی ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ دانشمندی کا شیوہ اور زیرکی کا تقاضا اسی امر پر موقوف ہے کہ ہر ایک امر کے آخر یا انجام کا اول فکر ہو۔ اور فکر کا آخر عمل کا اول۔ جیسا کہ ہر ایک صنعت اور فن میں یہی دستور ہے۔ چنانچہ بڑھئی جب تک کہ میز یا چوکی کے فائدے کو خیال میں نہیں لاتا۔ اُس وقت تک اپنے فکر کو عمل کی حالت میں نہیں لاتا اسی گولڈن رول پر شیراز کا ایک مشہور حکیم سعدی جو علم اخلاق گرامی قدر تصنیفات کا مصنف ہے کہتا ہے۔ اے مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست۔ ہم اُسی بڑھئی کے عمل کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ یہہ امر تجربہ کی محک پر کامل العیار ثابت ہو چکا ہے

کہ جب تک اسکا عمل انجام کو نہیں پہنچا۔ جوکی یا میز کا فائدہ جو کاریگر کا مکہ ہے۔ اول ظہور پذیر نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس دلیل کو قایم کر کے۔ اور پرانے زمانہ کے حکیم کی رائے سے مطابقت کر کے ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح سے دانشمند انسان تاوقتیکہ خیر و سعادت کا تصور جو نفس انسانی کے کمال کے نتیجے ہیں۔ اپنے ذہن میں نہیں کرتا۔ اُسکے حاصل کرنے میں دلسوزی کو کام میں نہیں لا سکتا اور سچ ہے کہ جب تک ان اخلاق کو حاصل نکیا جاوے خیر و سعادت کا حاصل کرنا محال بلکہ ناممکن کے قریب قریب ہے۔

ہر چند ایک فیلسوف **فرفوریوس** نام جو اس زمانہ کی نسبت ایکہزار چہہ سو چالیس سال پیشتر اس غدار دنیا پر تہا۔ ارسطاطالیس کی رائے سے مخالفت کرتا ہے مگر زمانۂ حال کے فیلسوفوں **اسٹریلی** وغیرہ نے بدلایل اس مخالفت کی تطبیق دی۔ اور اس باب میں فرفوریوس کے انتخاب کو جو کہ نے اکثر نامی گرامی حکیموں کی تجربہ کاریوں سے کیا ہے۔ معتبر سمجہا ہے۔ چنانچہ اس گروہ کی تحقیقات سے جو بہت سرگرمی اور دلسوزی سے کی گئی ہے۔ یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ **خیر** چار قسم پر ہے۔

اولاً خیر شریف:۔ اور اس سے یہہ مراد ہے کہ اسکو ذاتی شرف بذاتہ حاصل ہو۔ اور اور خیر اسی خیر شریف کے باعث اُسکو حاصل ہوں۔ اور اور خیر سے اس مقام پر عقل اور حکمت سے مراد ہے۔

ثانیاً خیر ممدوح:۔ اس سے یہہ غرض ہے کہ جسکے حاصل ہونیسے شخص موصوف ستایش و تعریف کے قابل ہوتا ہے پُرانے اور نئے زمانے کے حکیموں نے اس امر کو بہی تسلیم کیا ہے کہ یہہ چار فضیلتیں ہیں۔ حکمت۔ شجاعت۔ عفت عدالت۔ اور خیر ممدوح ان چار عناصر کا گویا نتیجہ یا روح ہے۔

ثالثاً۔ خیر بالقوۃ:۔ اس سے یہہ مُراد لی گئی ہے کہ کمال کے اکتساب حصول میں قابلیت اور استعداد رکہتا ہو

رابعاً خیر نافع:۔ اس سے تین امر مندرجہ حاشیہ مراد ہیں

۱۔ تونگری ۲۔ قوت ۳۔ شوکت	اسمیں بہی کچہہ شبہہ نہیں کہ متاخرین میں سے بعض دانشمندوں نے خیر کی تقسیم دو طور پر کی ہے اول **خیر تام**۔ دوم **خیر غیر تام**

خیر تام اُنکے نزدیک وہ ہے جب کسی کو حاصل ہو تو اُسمیں زیادتی منصور نہ ہو۔ جیسا کہ اپنے پروردگار کی رضا اور مشیت پر رہنا جس سے زیادہ کوئی امر فوقیت نہیں رکہتا۔ اور **غیر تام خیر وہ ہے** کہ وہ حاصل ہو کر دوسری خیر کا وسیلہ ہو۔ چنانچہ بدن کی صحت اور مرض کا دُور کرنا۔ اور مال کا موجود ہونا جس سے جسمانی اور روحانی فضیلتوں کا حاصل کرنا مقصود ہے۔ بہرحال یہہ تقسیم بہی پسند کے قابل ہے۔

جہانتک تحقیقات کے سلسلے کو طول دیا جاتا ہے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر زمانہ میں فیلسوفوں کو **سعادت** کی تحقیق و تدقیق میں بہت کچہہ اختلاف ہے بحث کے قابل اس عالی دماغ گروہ کے نزدیک یہہ امر ہے کہ آیا **سعادت تام** انسان کو اُسکے ایام حیات میں میسر ہوتی ہے یا بعد نیست و نابود ہونے اُسکے جسم فانی کے ملتی ہے۔ چنانچہ جن زیرک فیلسوفوں نے سعادت کو نفسانی فضایل پر موقوف رکہا ہے وہ یوں کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ یا انسانی روح کو جب تک کہ بدن سے تعلق ہے۔ جسمانی امور یعنی کہانے پینے سے اُسکو چارہ نہیں۔ اور اس حالت میں اُسکو اس وجہہ سے کہ **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنے اور معلوم کر لینے سے ایک پردہ حایل رہتا ہے **سعید مطلق** نہیں کہہ سکتے۔ اور جب بدن سے مفارقت کرلے تب **جسمانی کدورت** سے فارغ ہوکر **انوار الٰہی** کے قابل ہو جاتا ہے۔ اسوقت اس عظیم مرتبہ کے لایق اور قابل ہو جاتا ہے۔ کہ اوسپر **عقل یا عقیل** کا نام استعمال میں لاویں۔ اور بیشک اُسکو سعید مطلق ہی کہینگے نہیں تو سعید مطلق نہیں کہہ سکتے۔ مگر پرانے زمانے کے فیلسوفوں کا ایک مشہور گروہ یعنی **ارسطاطالیس فیثاغورث** اور **سقراط** اور خصوصاً **پلیٹو** (افلاطون) کہتا ہے کہ یہہ امر دقیق فکر اور خورده دان عقلا کے نزدیک بہت ناپسند ہے کہ انسان اس **فانی جہان** میں جو **غیر فانی جہان** کا نمونہ ہے طرح طرح کے فضایل اور علمی و عملی کمالات سے موصوف ہو کر **ناقص کہلائے۔ اور خالی رہے!** آیا ہوسکتا ہے کہ یہہ خاکی پتلا خاک میں مل جاوے۔ تب یہہ حسنہ افعال اور حمیدہ اعمال اُس سے منقطع ہو جاویں! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ صحیح امر یوں ہے کہ انسان کی **سعادت** کے درجے اور مرتبے بہت ہیں۔ اور اُسکی دلسوزی اور سرگرمی کے موافق اُسکے حین حیات میں رفتہ رفتہ علمی و عملی فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں۔ یہانتک کہ اعلیٰ درجہ تک پہنچتا اور **سعادت تامہ** حاصل کر لیتا ہے اور جب یہہ خاکی پُتلا اپنی **ذاتی خاصیت** کے سبب سے خاک برابر ہو جاتا ہے۔ تب وہ **ابدی فضایل** جو ابدی اور **غیر فانی روح** کے نتایج ہیں اور اپنی اصلی خاصیت کے باعث زایل اور برباد نہیں ہوتے بلکہ ابدالآباد تک لازوال روح کے ساتہہ قایم رہتے ہیں۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

فٹ نوٹ { یہہ مضمون جسم خدا ہمیں توفیق دے

تو دو صور تو ہمیں کہنا چاہتے ہیں۔ ایک تو یہی طرز جو فلسفیانہ رنگ رکہتا ہے۔ اور دوسرا طریق اس مضمون کے لکہنے میں ہم وہ رکہنا چاہتے ہیں جو **صوفی ازم** کا معراج قرار دیا جاتا ہے۔ بظاہر یہہ بڑے دعوے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ اور **فی الحقیقت** ہم اپنے اندر وہ **تاب و طاقت** نہیں پاتے کہ ایسے بار عظیم کے اُٹہانے کا حوصلہ کریں۔ مگر تاہم اللہ تعالے کے فضل پر بہروسہ کرکے اسکو شروع کیا ہے اور اُسی سے اُمید ہے کہ وہی ختم کراویگا ~~ع~~ **آغاز** کردہ ام تا رسانی با تمام۔

ہم اپنے **فرزانہ مزاج** اور روشن رائے ناظرین کو بہی توجہہ دلانا چاہتے ہیں کہ وہ بہی اسمضمون پر **قلم** اُٹہائیں۔ اور اپنے نادر اور گرانقدر **خیالات** کو ظاہر کریں۔ ہماری آرزو پوری ہوگی اگر ہم اپنے اس مضمون پر بطور **ریویو** بعض تحریریں حاصل کرنے کے قابل ہو سکینگے!!!

(ہیمیرز اڈیٹر)

مختصر نوٹ اور خبریں

۱۰ جنوری کا **الحکم** جس کاغذ پر شایع کیا گیا ہے اُسکے متعلق ہم ناظرین کو اطلاع دے چکے ہیں کہ جو اس کاغذ پر اخبار لینا پسند نہیں کرتے بلکہ معمولی سفید کاغذ پر اخبار کی خریداری پسند کرتے ہیں وہ ہم کو اطلاع دیدیں تاکہ اُن کے لئے اُسی معمولی کاغذ پر چہاپنے کا انتظام کیا جاوے۔ ہم ایسے خطوط کا اخیر جنوری تک انتظار کرینگے۔ اُسکے بعد شروع فروری سے مجوزہ کاغذ پر اخبار شایع ہوا کرے گا۔ جو صاحب اس کاغذ کو پسند کرتے ہوں۔ اُنکو لازم ہے کہ وہ ہم کو اپنی رائے سے اطلاع بخشیں ؁

عباد الرحمٰن

نمبر (ثالث) ۳

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم مورخہ [illegible])

پچھلے دو نمبروں میں ہم نے عباد الرحمٰن کی دو صفتوں پر بحث کی ہے اور آج اسی سلسلہ میں تیسری صفت پر بحث کرتے ہیں۔

عباد الرحمٰن کی تیسری صفت والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم ان عذابہا کان غراما انہا ساءت مستقرا ومقاما۔

(پھر عباد الرحمٰن کی ایک یہ بھی صفت ہے) کہ ان کی دعا یہ ہے کہ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے! اس کا عذاب تو دائمی ہلاکت ہے۔ وہ دوزخ تو بُری ٹھہرنے کی جگہ اور برا مقام ہے۔

اس آیت کو پہلی آیتوں سے کیا تعلق ہے؟ قرآن کریم کے اس رکوع پر غور کرنے والا ممکن ہے یہ کہہ دے کہ عباد الرحمٰن کی صفات کا تو بیان شروع کیا تھا یعنی ان اخلاق فاضلہ کا سلسلہ چھیڑا تھا جو ایک کامل انسان میں ہونے چاہییں۔ لیکن ضمناً اس دعا کا ذکر کیوں کر دیا؟ جبکہ آگے ہم دیکھتے ہیں کہ پھر وہی سلسلہ ان اخلاق فاضلہ کے اظہار کا چلتا ہے جیسے والذین اذا انفقوا الآیہ۔ اگر غور اور سلامت طبع سے نظر کیا جائے تو اس آیت کا پہلی آیت سے ایسا لطیف تعلق معلوم ہوگا کہ اس کے سوا اور کوئی آیت یہاں موزوں ہی نہ ہوتی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایک منظم اور مرتب کلام ہے اور اپنی تفسیر آپ اپنے اندر رکھتا ہے اس لئے اوپر نظر کرو تو اسی آیت کی تفسیر موجود ہے والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما یعنی عباد الرحمٰن اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام ہی میں راتیں گذار دیتے ہیں۔ اب رب کے حضور راتیں کیونکر بسر کرتے ہیں اس کا جواب اس آیت میں موجود ہے۔ یعنی سجدے اور قیام محض نشست و برخاست کے طور پر نہیں کرتے بلکہ ان سجود و قیام میں ان کے پر سوز دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ اے رب ہمارے ہم سے جہنم کے عذاب کو دور کر دے جو ایک دائمی ہلاکت ہے اور جو بری جگہ اور مصیبت کا گھر ہے۔

سجود و قیام میں دعا کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا مغز اور روح چونکہ دعا ہی ہے اس لئے سجدہ اور قیام اور قعدہ غرض ہر رکن میں دعا کرنی چاہیے۔

سورہ فاتحہ پر نظر اس کے علاوہ ہم ایک اور بات بھی اس موقع پر اسی آیت کے تعلق پر کہنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ **ام الکتاب** یعنی سورہ فاتحہ کا نقشہ قرآن کریم کے ہر ایک مقام پر موجود ہے اگر سورہ فاتحہ کی ترتیب واضح طور پر ذہن نشین ہو جائے تو قرآن کریم کے اکثر مقامات پر جو ترتیب طبعی کے مشکلات پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری رائے میں ان کا حل بخوبی ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس مقام کی صراحت مزید کے لئے ہم اپنے ناظرین کو سورہ فاتحہ کی ترتیب کی طرف لے جاتے ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین - ایاک نعبد وایاک نستعین

اس خیال سے کہ یہ امر خوب طور پر سمجھ میں آ جائے ہم نے ہندسوں کے نشان دے دیئے ہیں **ایاک نعبد** جہاں سے عبادت کی بنا پڑتی ہے اور دعا چونکہ بجائے خود ایک عبادت ہے (اس سے کوئی نادان یہ نہ سمجھ لے کہ عبادت کا ذکر کیا ہے نہ دعا کا دعا ضمناً شامل ہے) وہ الحمد للہ کے بالمقابل پڑا ہوا ہے۔ اور **استعانت** کا سلسلہ یا ہم اس کی توضیح کر کے یوں کہہ سکتے ہیں کہ **دعا** کا سلسلہ علی الخصوص اللہ تعالیٰ کی صفت رب العالمین کے محاذ پڑا ہوا ہے اور یہ ایک باریک بحث ہے کہ **عبادت - استعانت - ہدایت** کے تعلقات باہمی کیا ہیں؟ جو اس مضمون میں ہم بیان نہیں کر سکتے۔

بہرحال اس ترتیب میں جو ایک طبعی اور فطرتی نظام اپنے اندر رکھتی ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ **ایاک نستعین** یعنی استعانت کا دریا رب العلمین کے منبع اور چشمہ سے نکلتا ہے۔

پس اب اس مقام پر ذرہ تدبر سے نگاہ کرو تو معلوم ہوگا کہ اس آیت کو پہلی آیت سے کیسا لطیف تعلق ہے۔

نکتہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن کریم کے مختلف مقامات پر جہاں جہاں دعا کی تعلیم ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگی گئی ہے وہ علی العموم **ربنا** ہی کہہ کر مانگی گئی ہے جیسے ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا وغیرہ۔

اس میں یہی راز معلوم دیتا ہے کہ دعا استعانت ہے اور استعانت کا سلسلہ رب العالمین سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک ربوبیت تامہ کا پرتو نہ ہو اعانت کہاں سے لے سکتا ہے۔

ہم پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ میں جیسا کہ رب العالمین کے بالمقابل ایاک نستعین پڑا ہوا ہے۔ اس مقام پر بھی اسی ترتیب سے کام لیا گیا ہے۔ ایاک نعبد کے بالمقابل اس مقام پر **والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما** موجود ہے اور ایاک نستعین کے بجائے **یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم** وارد ہے۔ ہم بہ تغیر الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ آفتاب وہی ہے مگر مطلع اور ہے شمس تو وہی ہے مگر فانوس دوسرا ہے۔

والذین یبیتون لربہم میں تو جہاد بالنفس کی تعلیم فرمائی ہے کیونکہ قانون قدرت یہی ہے کہ اگر کسی قوت کو بیکار چھوڑ دیں گے تو وہ زائل ہو جاتی ہے۔ اس لئے عبادت الٰہی کے لئے اپنے اندر ایک مستعدی پیدا کرنی چاہیے۔ جو عباد الرحمٰن میں ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ انسان تکمیل اور تبلیغ اور سچی تربیت کا محتاج ہے اور اس میں استعانت تعاون کی روح خود کام کر رہی ہے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا پس جیسے خود اس کی آرگنیزیشن (بناوٹ) اسی استعانت کی طرف توجہ دلاتی ہے اس لئے وہ یہی استعانت رب العالمین ہی سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہی ایک صفت ہر ایک فعل کو کامل کرتی ہے۔ پس وہ یبیتون لربہم کے فعل میں بدرجہ کمال تب ہی پہنچ سکتا ہے جب کہ یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم اس کے اندر سے بطور افواہ نہیں بلکہ ایک اخلاص اور جوش کے رنگ سے

دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

کا مصداق ہو کر نکلے۔

اس امر کا اظہار بھی اچھا ہوگا۔ نامناسب نہ ہوگا کہ چونکہ عباد الرحمٰن پر جب اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا کامل پرتو پڑتا ہے تو اسکو ایک نور مکالمہ الٰہیہ کا ملتا ہے اور رب کی صفت کے تحت میں رحمان کی صفت کام کرتی ہے۔ لہٰذا اس نور اور کلام پاک کے حاصل کرنے کے لئے استعانت رب العالمین ہی سے ہونی چاہیئے۔

اس دعا میں کیا راز ہے؟

جب یہ تعلق بخوبی سمجھ میں آگیا تو اسکے بعد دوسرا خیال جو انسان کے دل میں گذر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ عذاب جہنم سے بچنے کے لئے دعا کیگئی ہے۔ کوئی اور دعا جو دنیوی آسایش یا دینی معارف سے واقفیت تامہ کے متعلق ہوتی نہ کی جاتی؟

ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ معرفت الٰہی کا یہ ایک باریک راز ہے۔ جبتک انسان میں پوری عبودیت اور تذلل پیدا نہ ہو وہ مورد انعامات الٰہیہ نہیں ہو سکتا۔ اس امر کو ہم نے "قرآن کریم پر لطیف نوٹ" والے مضمون میں بھی اور اسی مضمون کے ابتدا میں بھی مختصراً بیان کیا ہے کہ جیسے ایک بیج کو نشو و نما پانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ بخاک پیوست ہو کر اسی کا رنگ و روپ دھارن کرے۔ اسیطرح پر کسی انسان کو بازور ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ کامل عبودیت جو ایک قسم کی نیستی ہے اپنے اندر پیدا کرے تاکہ ربوبیت تامہ کا پرتوہ پڑ کر اسکو سرسبز کر دے۔ کیونکہ ربوبیت اپنی ذات میں اپنے فیضان کے لئے عدم محض یا مشابہ بالعدم کو چاہتی ہے۔

پس عبد الرحمٰن بھی چونکہ اپنے مقام پر پہونچکر ایک خاص نور حاصل کرتا ہے اس لئے جب تک کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کھو یا نہ جاوے اس مرتبہ کو حاصل نہیں کرسکتا۔ اور اس عبودیت تامہ کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی غناء ذاتی سے ہر آن لرزان و ترسان رہے۔ ان ساری باتوں کے علاوہ یہہ دعا انسان کی تمام خواہشوں اور آرزوؤں کی جامع بھی ہے۔ کیونکہ یہ بات ہم نے کئی بار لکھی ہے اور یہ ایک فیکٹ ہے کہ بہشتی یا جہنمی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔

پس عذاب جہنم سے بچنے کی دعا کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک قسم کی بدی اور بدردی سے محفوظ رکھے کیونکہ ہر ایک قسم کی تکلیف اور مصیبت عذاب جہنم کا ایک شعبہ ہے۔ اس دعا میں تمام اخلاق فاضلہ کے لئے دعا ہے کیونکہ غصہ۔ غضب۔ کینہ۔ ریا۔ کذب۔ شہوت۔ بخل۔ جبن وغیرہ جو بدترین اخلاق رذیلہ ہیں وہ سب کی سب ایک قسم کی آگ جو آتش جہنم کا نمونہ ہوتی ہے انسانی دل پر جو مرکز قویٰ ہے بھڑکاتے ہیں اور انسان کی راحت جسم ہو کر تکلیف ہی تکلیف رہ جاتی ہے لہٰذا اس دعا میں بظاہر عذاب جہنم سے بچنے کے لئے دعا ہے۔ لیکن جہنم کے لفظ کی تہہ میں وہ تمام اسباب اور امراض موجود ہیں جو جہنم کو پیدا کر دیتے ہیں۔ ہر ایک دکھ اور مصیبت اپنے اسباب کا نتیجہ ہوتا ہی اور جہنم بھی ایک نتیجہ ہے افعال بد کا۔

اب اس دعا کا مضمون ایک سلیم الفطرت انسان خوب سمجھ سکتا ہے کہ اسکے صاف معنے یہی ہیں کہ اے رب العالمین ہمکو تمام ہجوم افکار سے جو جہنم کا نمونہ ہیں اور تمام بد افعالیوں اور بری کرتوتوں سے جو جہنم کا باعث ہیں نجات دے یعنے سکھ عطا فرما۔ یا یہ کہو کہ اعمال حسنہ اور افعال صالحہ کی توفیق عطا کر۔ (اللہ تعالیٰ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو یہ توفیق عطا کرے اور سچا سکھ نصیب کرے۔ آمین)

اسکے بعد اس عذاب جہنم کی فلاسفی شروع ہوتی ہے۔ یعنے ان اسباب کو بیان کیا ہے جو ایک طرف جہنم اور دوسری طرف جنت پیدا کرتے ہیں جسکو ہم انشاء اللہ اگلے نمبر میں بیان کرینگے۔

(باقی چوتھے نمبر میں)

مولوی عبد اللہ ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور و سکریٹری انجمن مستشار العلما اور مولوی غلام محمد صاحب بگوی نے نہایت دور اندیشی اور انصاف سے کام لیکر آخر یہ لکھدیا کہ جو استفتاء در بارہ **منکر تہدید** ہم نے دیا ہے اس جواب دینے میں کسی قسم کا دھوکہ اور فریب نہیں کھایا ہے اور میرے نزدیک اسوقت بھی استفتائے مذکور کا یہی جواب ہے الیٰ آخرہ۔ ایسا ہی مولوی غلام محمد صاحب بگوی امام مسجد شاہی لاہور نے صاف لکھدیا ہے کہ اسمیں کسی شخص کا کسی قسم کا دھوکہ نہیں۔ اب غزنوی عبد الحق مع اہل فتویٰ دیتا ہے پھر اسے دھوکہ بتلاتا ہے ذرہ غور کرے اور ان مولویصاحبان سے پوچھے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

کامیابی

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے عنایت فرما مولوی محمد علی صاحب ایم اے پروفیسر اورینٹل کالج لاہور امتحان ایل ایل بی میں کامیاب ہوئے۔

طرابلس الغرب کے عربی اخبار الترقی نے صنعت و حرفت کی تعلیم کی جو ضرورت اپنے ملک میں محسوس کی ہے۔ اُسے اُسنے مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔

"چونکہ یہاں کے مدارس رشدیہ میں (یہہ مدارس یہانکے مڈل اور ہائی مدارس کے مشابہ ہیں) دیگر مضامین علمی کے علاوہ صرف ریاضی سکہائی جاتی تہی۔ صناعیہ اور زراعیہ تعلیم کا کوئی انتظام نہ تہا۔ غرباء اپنی اولاد کو ان مدارس میں تعلیم نہیں دلا سکتے تہے۔ کیونکہ وہ اگر اپنی اولاد کو چہوٹی عمر میں اپنی اپنی حرفت جن پر اُن کی معاش منحصر ہے نہ سکہائیں تو پہر بڑے ہوکر نہیں سیکہہ سکتے۔ اسلئے اُن کو مدارس میں نہیں بہیج سکتے تہے۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ ہر جگہہ غربا کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اسطرح گروہ کثیر تربیت و علوم سے محروم رہتا تہا۔ جو امر پستی و ذلت کا سب سے بڑا باعث ہے۔ یہہ حرمان ہمارے ملک کے لئے سخت بدنصیبی تہی۔ مہذب ممالک میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں یہہ حالت ہو۔ اور جس میں غرباء کے بیٹوں کے لئے اُن کے حسب حال کتابی و علمی تعلیم کے ساتہہ ہی صنعت و زراعت سکہانے والے مدارس نہوں۔ پس ہمارے گورنر جنرل نے غرباء کے حال پر رحم کہاکر مکتب صنایع کے جاری کرنے پر کمر باندہ لی۔ تاکہ وہ علوم متداولہ سے بہی بہرہ یاب ہوں اور ساتہہ ہی اپنی اپنی دستکاریوں میں بہی علمی اصول کے مطابق مہارت پیدا کر سکیں۔ جنہیں اُن کو پہلے صرف اُسی قدر مہارت ہوتی تہی جو محض طبیعت اور فطرت کی راہ نمائی سے پیدا ہو سکتی ہے۔"

ہم یہہ خواہش ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ لاریب اسوقت قومی اور ملکی افلاس کے اسباب میں ایک سبب عظیم صنعتی امور اور اُن کی تعلیم سے کمال بے رغبتی اور عدم توجگی ہے جس کا مسلمانوں کو علی الخصوص ضرورت ہے۔ جہاں ہم مسلمانوں کی تعلیم [illegible] کو اس ضروری امر کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت سمجہتے ہیں ہم ایک سچی دلسوزی اور ہمدردی سے اپنے مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس منتظمہ کو خاص طور پر متوجہ کرتے ہیں کہ وہ اس امر پر غور کریں کہ [illegible] صنعتی تعلیم کی کسقدر ضرورت ہے۔

ہم اس واقعہ پر زیادہ وضاحت سے بحث کرنے کو طیار ہونگے۔ اگر ہماری واجب الاحترام کمیٹی میں اس سوال پر غور شروع ہوئی جس کی ہم امید کرتے ہیں

ہمارے ناظرین کو شاید اس امر کی اطلاع نہو کہ فاتح سوڈان سردار کچنر نے خرطوم میں ایک عظیم الشان کالج قایم کرنے کا ارادہ کیا ہے جسکے لئے چندہ کیا گیا۔ اور صاحب موصوف کو پوری کامیابی ہوئی۔ یہہ تو ایک ظاہر امر ہے کہ اُس کالج کے اجراء سے کیا منشاء ہو سکتا ہے۔ اور اُسکے پروفیسر اور مدرس کون لوگ ہونگے۔ اسکا جواب ہم دو لفظوں میں دینا چاہتے ہیں۔ عیسائیت اور عیسائی۔ اسپر [illegible] کے نو مسلموں نے ایک عام جلسہ کرکے ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ خرطوم کے مجوزہ کالج میں مسلمان مدرس اور پروفیسر مقرر کئے جائیں۔ اگر عیسائی مدرس رکہے گئے تو سوڈانیوں کو اپنے لڑکے اُس میں بہیجنے سے بہت کچہہ تامل ہوگا۔ مصر۔ ٹرکی۔ ہندوستان۔ اور خود انگلستان میں مسلمان تعلیمیافتگان بکثرت موجود ہیں۔ اور اُن میں سے حسب منشاء انتخاب کیا جاسکتا ہے اس ریزولیوشن کی ایک نقل ہمراہ چٹہی مجوزہ کالج کے پاس بہیجی گئی ہے

حبل المتین کا نامہ نگار بہی ہمارے اس بیان کی تصدیق کرتا ہے کہ قسطنطنیہ میں اس انگریزی کالج کی تجویز سے بہت بے چینی اور تردد پیدا ہو رہا ہے اور وہاں کے اکثر عالی ہمت مسلمان سوڈانی مسلمانوں کو مسیحانہ یا غیر مذہبی تعلیم کے بد اثروں سے محفوظ رکہنے کے لئے خرطوم میں ایک اسلامی مدرسہ قایم کرنیکی تجویز کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اہل جرمنی کا بہی وہاں ایک جرمن مدرسہ قایم کرنیکا منشاء ہے۔

مقبوضات بعیدہ کی کثرت اور بحری

اقتدار کے لحاظ سے سولہویں و سترہویں صدی عیسوی میں ہسپانیہ کو دیگر دول پر وہی امتیاز حاصل تہا جو آجکل انگلستان کو حاصل ہے۔ رفتہ رفتہ اُسکا اقتدار اور مقبوضات کم ہونے شروع ہوگئے۔ حتیٰ کہ امریکہ سے شکست کہانے کے بعد اُنیسویں صدی کی [illegible] ہسپانیہ کے پاس اب کوئی بعیدی مقبوضہ یا نو آبادی نہیں رہگئی۔ الہ آباد کا نیم سرکاری انگریزی اخبار اس تنزل کے اسباب کو بالوضاحت بیان کرکے تحریر کرتا ہے کہ ہسپانیہ کے عروج و تنزل کی تاریخ بزبان حال انگلستان کو مندرجہ ذیل نصیحتیں کرتی ہے۔

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری سلطنت قایم رہے تو اپنی بحری طاقت کو کم ہونے نہ دینا۔ پادریوں کو اُن کے کوتوں کی خواہ کیسی ہی تراش ہو اپنی حکومت میں ہرگز دخل نہ دینے دو۔ نسلوں کے اختلاط و تناسل (یعنے بالخصوص انگریز مردوں کی محکوم اقوام کی عورتوں سے شادی) کو روکتے رہو۔ اور بالآخر اسے کبہی فراموش نکرو کہ فی الحقیقت انگلستان کے صناع انگریز تاجر اور انگریز انجنیر ہی انگریزی عظمت کے بڑے عنصر ہیں"

ان کے علاوہ ہسپانیہ کی افتاد سے ایک اور سبق حاصل ہو رہا ہے۔ جو ہم انگریزوں کے لئے یہاں ہندوستان میں باقی کل سبقوں سے زیادہ قیمتی ہے ہسپانیہ اپنی محکوم رعایا کے ساتہہ علی العموم نامنصفانہ برتاؤ کرتی تہی۔ وہ اُن کی گویا سوتیلی ماں تہی۔ اور بالخصوص ایسے مقدمات میں جو غالب اور مغلوب قوم کے افراد کے درمیان ہوں۔ اُس سے انصاف کی قطعًا توقع نہیں ہوتی تہی۔ پس پولیٹیکل حقوق سے قطع نظر کرکے جو ماتحت اقوام کو فاتح قوم کے برابر فی الفور عطا کر دینے ہرگز مناسب نہیں یہہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ جو سلطنت ہسپانیہ کیطرح برباد ہونا نہیں چاہتی۔ اُسے انصاف کے معاملہ میں بلا خوف و خطر کسی شخص کی خواہ وہ کسی قوم میں سے ہو۔ طرفداری نکرنا قطعًا لازمی ہے اور اُسپر فرض ہے کہ اگر وہ اپنے وجود کا قیام چاہتی ہے تو اپنی منصف مزاجی کے دعوے میں صادق بننے کی کوشش کرتی رہے۔ فی زماننا فوجی طاقت کے استحکام و اضافہ کے متعلق بڑی لمبی چوڑی تجویزیں کی جارہی ہیں۔ لیکن اسے کبہی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ہندوستان میں ہماری حکومت کے حقیقی استحکام کا دار و مدار بالآخر خالص و مشفقانہ ملکی انتظام پر ہی منحصر ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ پاؤنیر کی یہہ قابل قدر نصیحت اُن انگریز حکام پر جن کے ہاتہہ میں ملک کی انتظامی اور جوڈیشل صیغوں کی عنان ہے۔ پورا پورا اثر کرنے سے خالی نہیں رہیگی۔

سمرنا کے صنعتی مدرسہ کے پرنسپل سعادتلو احمد مکی افندی نے بالعالی سے قصبہ کوکاریہ لی سے براہ اورلہ حیمۃ اور سفری حصار تک دخانی یا کہربائی طاقت سے چلنے والی ٹرموے بنانیکا اجارہ ملنے کی درخواست کی ہے۔ اور لکہا ہے کہ سرکاری

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے بلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے، خالص میرہ فی ماشہ عـــہ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ و عباندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگلے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دہکتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگہ ہی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ یعنے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بمعہ ثواب کا کام کیا ہے لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔

۶ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

تذکرہ

ابو بکر صدیق رضؓ

نام و حلیہ وغیرہ - عبد اللہ ابن ابی قحافہ - عام فیل سے دو برس بعد پیدا ہوئے - جسم مبارک دُبلا تہا - آنکہیں ذرہ اندر بیٹھی ہوئی تھیں - خوبصورت تھے - اور چہرہ کسیقدر گول تہا اور فصیح اللسان تھے -

عام باتیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو برس چھوٹے تھے - آزاد مردوں میں سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق فرمائی - اور اوروں کو ترغیب دلائی آپ عشرہ مبشرہ اور اصحاب کبار میں داخل ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال ایمان کی وجہ سے صدیق کہلاتے ہیں - وسیع الاخلاق تھے - حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے اسقدر محبت تھی کہ غار میں جب آپ تشریف لے گئے تو جناب ابو بکر رضؓ کے سوا دوسرا کوئی ساتہہ نہ تہا - اسی وجہ سے آپ کو یار غار بھی کہتے ہیں - تمام لڑائیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آپکے جسم مبارک کی گویا سپر ہوا کرتے تھے - اشاعت اسلام کے لئے اپنا کل اثاث البیت خرچ کر دیا - مسلمانوں کی ہمدردی اور غمخواری میں ہمیشہ محو رہتے تھے - آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اور عظیم الشان تعلق بہی تہا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ مطہرہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کا فخر آپ ہی کو تہا - حضرت ابو بکر صدیق کی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث عام طور پر مشہور ہے کہ انبیاء کے بعد ابو بکر کے سوا کسی دوسرے پر سورج نے طلوع اور غروب نہیں کیا -

خلافت اور وفات - سنہ ۱۱ھ ربیع الاول کے مہینے میں آپ حسب وعدہ الٰہی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوّل خلیفہ امت ہوئے اور مسلمانوں نے آپ کے ہاتہہ پر بیعت کی - دو برس تین مہینے نو دن خلافت کے فرائض ادا کر کے جمادی الثانی کے مہینے میں ترسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی - آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں اہل ارتداد کو نہایت حکیمانہ طور پر سیدھا کیا - اور عرب کے باہر دین اسلام کے پھیلانے میں کامیابی حاصل کی - آپ رسول الثقلین کے پہلو میں دفن ہوئے - ایکسو بیالیس حدیثیں آپ سے مروی ہیں -

ابو بکر باقلانی

(ابو بکر باقلانی) محمد ایک بڑے متکلم کا نام ہے - جنہوں نے ابو الحسن الاشعری کے مسلک کو اختیار کیا - الملل والنحل آپکی مشہور کتاب ہے ۴۰۳ھ میں بمقام بغداد وفات پائی -

ابو بکر رازی

(ابو بکر رازی) احمد بڑا حکیم اور طبیب تہا حکیم رازی بہی اسکو کہتے ہیں - ۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے - تحصیل علم کے واسطے عراق - شام - مصر اور اندلس میں گئے تھے - بغداد میں بیمارستان کے مدیر اور طبیب رہے تھے - علم کیمیا - طب ریاضی اور ہیئت کے اندر آپ نے بہت خدمتیں کی تھیں - ان فنوں میں آپ کی بہت سی تالیفات ہیں - مرض چیچک پر اوّل ہی اوّل جو رسالہ لکہا گیا وہ ابو بکر رازی ہی کی تصنیف ہے - ابن رشد اور ابن سینا کی تالیفات کی طرح انکی کتابوں کا بھی لیٹن میں ترجمہ ہوا ہے اور یورپ کے دار العلوموں میں مدت تک وہ پڑھائی گئی ہیں - ۳۲۰ھ میں وفات پائی - انکی بہت مشہور کتاب کا نام (الحاوی) ہے جو تیس جلدوں میں ہے - اور علم طب کی سب شاخوں پر اس میں بحث کی ہے -

تاریخی اور علمی باتیں

بلنسیہ

بلنسیہ جسکو آجکل یورپ کے نقشوں میں والنشیا لکہتے ہیں اسپین کا مشہور شہر ہے جو اس کے مشرق میں سمندر سے ۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - وادی الکبیر جو اسپین کا مشہور دریا ہے اور جسپر پانچ پل بنے ہیں اسکے شمال میں لہریں مارتا ہوا سمندر میں جا ملتا ہے - دریا کا منظر نہایت عجیب ہے - اسکے دونوں کناروں پر سرسبز درخت جھوم رہے ہیں - اور دریا کا نیلگون پانی ان کے درمیان سے گذرتا ہے - بلنسیہ اسپین کے دار الحکومت شہر مڈرڈ سے جسکو مسلمانوں کے عہد حکومت میں مجریط کہتے تھے ۱۹۰ میل کے فاصلہ پر جنوب مشرق میں آباد ہے - شہر کے گرد ایک فصیل ہے جو ۳۰ فٹ بلند اور ۱۰ فٹ چوڑی ہے اور اسمیں آٹھ دروازے ہیں جن سے شہر میں داخل ہوتے ہیں شہر کے باہر کی عمارتیں خوشنما اور منظر دلکشا ہے - مگر اندر کے مکانات اونچے اور تاریک ہیں - بازار تنگ اور اُسمیں دور تک سڑکیں پیچ و خم کے ساتہہ چلی جاتی ہیں - آجکل اس شہر میں شیشے لوہے اور ریشم اور کتان کی صنعت جاری ہے - اور ریشم - شراب انگور اور زعفران کی تجارت ہوتی ہے - نارنگیاں تو اس کثرت سے ہوتی ہیں کہ ایک فصل میں انکے ۱۶۲۳ جہاز دوسرے ملکوں کو روانہ ہوتے ہیں ہر سال تین ہزار جہاز اس بندرگاہ میں آتے ہیں[1]

بلنسیہ نہایت قدیم شہر ہے - جس کو ادیتانہ قوم نے آباد کیا تہا - اگرچہ پومپئی نے اسکو ویران کر دیا تہا مگر کچھ عرصہ کے بعد از سر نو آباد ہوا - مسلمانوں نے سنہ ۷۱۴ء میں جب اس کو فتح کیا تو اسپر قوم گاتھ حکمران تھی - سنہ ۱۰۹۴ء میں عیسائیوں نے اس شہر پر حملہ کیا اور وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا -

[1] بنیس جیوگرافکل ڈکشنری -

لشتین کی فوج نے دوبارہ اُسکو پامال کیا مگر ۱۲۳۸ء میں اسپین کے عیسائی حکمران اُسپر ہمیشہ کے لئے قابض ہو گئے [1]

سلمانوں کے عہد حکومت میں بلنسیہ ایک صوبہ تھا اور اس کا دارالحکومت شہر بلنسیہ نہایت آباد و پر رونق و شاندار اور فضل و کمال کا مرکز تھا۔ تاریخ۔ جغرافیہ اور ادب اور رجال کی کتابوں کے ہزاروں صفحے الٹ جاؤ ہر جگہ بلنسیہ کے باغوں۔ سیرگاہوں اور عمارتوں اور وہاں کے علماء اور شعرا کے تذکرے پاؤگے۔

آجکل کی طرح اُس زمانہ بھی شہر کا بیرونی حصہ نہایت پر فضا اور آباد تھا اور سمندر کی سطح پر آفتاب کے چمکنے سے یہ حصہ نہایت منور تھا مگر اس کا اندرونی حصہ صفائی کے نہ ہونے سے تنگ و تاریک تھا اور اس میں پسوؤں اور مچھروں کی کثرت تھی اور ہر طرف کوڑیوں کے ڈھیر نظر آتے تھے۔ چنانچہ غرناطہ کا ایک مشہور شاعر ابوجعفر بن مسعدہ کہتا ہے

ہی الفردوس فی الدنیا جمالا ۔ لساکنہا مکدرہا البعوض

یعنے بلنسیہ اپنے جمال اور لطافت کے لحاظ سے رہنے والوں کے لئے دنیا میں بہشت ہے مگر اس میں مچھروں کی مصیبت ہے۔ ایک اور شاعر کہتا ہے۔

رقص البراغیث فیہا ۔ علی غناء البعوض

یعنے بلنسیہ میں مچھر گیت گاتے ہیں اور پسو ناچتے ہیں [2]

اندلس کا ایک اور شاعر ابن ہمیر کہتا ہے۔

بلنسیۃ بلدۃ جنۃ ۔ وفیہا عیوب متی تختبر

فخارجہا زہر کلۃ ۔ وداخلہا برک من قذر

یعنے بلنسیہ بہشت ہے اور اگر جاکر دیکھو تو اس میں کچھ عیب بھی ہیں۔ باہر کا حصہ تو پھولوں سے چھایا ہوا ہے مگر اندر کثافت کے حوض ہیں [3]

اُس زمانہ میں بلنسیہ کے باہر باغات کی کثرت تھی۔ ہر طرف سبزہ زار لہلہاتے اور چشمے لہراتے تھے اس حصہ میں رصافہ اور منیۃ المنصور دو نہایت مشہور سیرگاہ تھے۔ اُنکے درمیان سے نہریں گذرتی تھیں اور نہروں پر پل تھے۔ جہانتک نظر کام کرتی تھی زعفران کے سنہری کھیت یا نارنگیوں کے ہرے بھرے درخت نظر آتے تھے۔ ایک مورخ نے لکھا ہے کہ بلنسیہ رصافہ اور پل کے اعتبار سے رونق اور لطافت میں بغداد کے ساتھ ہمسری کرتا تھا۔ اور سبزہ زاروں اور باغوں اور چشموں کی کثرت سے مطیب الاندلس یعنے اسپین کا سیرگاہ کہلاتا تھا [1]

اسپین کے شاعروں نے بلنسیہ کے شاندار منظر کی تصویر اپنے اشعار میں کھینچی ہے۔ مگر جن کو عربی زبان کی شاعری کا مذاق نہیں ہے وہ اشعار کی اصلی آب و تاب اور لطافت سے محروم رہیں گے اس لئے ہم انکے مضمون پر اکتفا کرتے ہیں۔

بلنسیہ کا شاعر ابن زقاق کہتا ہے "انصاف کی بات تو یہ ہے کہ بلنسیہ اپنی خوبیوں کے لحاظ سے تمام شہروں پر سبقت لیگیا ہے۔ میرے اس دعوے کی دلیل خود بلنسیہ ہے جس کا جمال آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہے۔ اسکو خدا نے حسن کا خلعت پہنایا ہے۔ اور اسپر دریا اور سمندر نقش و نگار ہیں۔"

بلنسیہ کا تاجدار مروان کہتا ہے "بلنسیہ ایک نوجوان معشوق ہے اور سندس سبز کا لباس اسکے زیب تن ہے اگر تم اس کے پاس جاؤ تو وہ اپنے تئیں پھولوں اور شگوفوں میں چھپا لیتا ہے۔

بلنسیہ میں کبھی کبھی قحط ہو جاتا تھا اور سرحد کے عیسائی آئے دن اسپر حملہ کرتے تھے۔

ابوالحسن بن حریق اس بات کا اشارہ کرتا ہی اور کہتا ہے بلنسیہ ہر قسم کے حسن کا مرکز ہے اور یہ بات مشرق و مغرب میں مسلم ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اس میں قحط کی آفت برپا ہوتی ہے اور تلواروں اور برچھیوں کا مینہ برستا ہے تو اس سے کہدو کہ بلنسیہ بہشت تو ہے مگر قحط اور جنگ کی دو مصیبتوں کی اوٹ میں ہے۔

ابن زقاق اپنے وطن کی تعریف اسطرح کرتا ہے وہ بلنسیہ بہشت بریں ہے اسمیں انگور کی بیلیں جھک پڑی ہیں اور رحیق اور سلسبیل کے چشمے جاری ہیں اور آب حیات کا چشمہ تو رات دن بہتا ہے۔

بلنسیہ کا شاعر علی بن احمد رصافہ کے جلسوں کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے اٹھو اور جام کو گردش میں لاؤ۔ تمام باغ شگوفوں کا ریشمی لباس پہنے ہوئے ہیں جنکو موسم بہار کے بادلوں نے تیار کیا ہے۔ مجلس محبوب کے چہرے سے جو چودھویں رات کے چاند کی مانند ہے آسمان کی طرح چمک اٹھی ہے آفتاب نے اپنا پیراہن زعفرانی کر لیا اور زمین کا سبز لباس شبنم سے تر ہو گیا۔ نہر کہکشان کی مانند ہے جسکے گرد یاران ہمشرب چمکتے ستاروں کی مانند ہیں [1]

آجکل کی طرح اُس زمانہ میں بھی ریشم کے کیڑے یہاں پرورش کئے جاتے تھے۔ اور انکو سوداگر یہاں سے دور دور تک لے جاتے تھے۔ ایک خاص قسم کا کپڑا بھی یہاں طیار ہوتا تھا جو نسیج بلنسی کے نام سے مشہور تھا اور شمالی افریقہ میں بہت فروخت ہوتا تھا [2]

بلنسیہ تاریخ میں علم و فضل کے اعتبار سے بہت نامور شہر ہے اور اس میں بیشمار شعرا اور علما ہو گذرے ہیں۔ یہاں کے مسلمان عام طور پر مذہب کے سچے اعتقاد کے پکے دوستی کے پورے۔ فیاض اور مہمان نواز اور علم دوست تھے۔

اس موقع پر ہم ایک مجمل فہرست ان نامور عالموں اور شاعروں کی درج کرتے ہیں جو بلنسیہ کے مردم خیز زمین سے پیدا ہوئے [3]

سعد الخیر۔ المتوفی ۵۴۱ھ۔ حدیث کی تلاش میں چین تک سفر کیا بغداد میں امام ابو حامد غزالی سے فقہ حاصل کی۔ ادب ابو زکریا تبریزی سے سیکھا ابن عساکر۔ ابن سمعانی۔ ابو موسیٰ المدائنی۔ علامہ ابو الفرج بن جوزی جو فن حدیث کے امام ہیں انہی کے شاگرد تھے۔ بغداد میں امام احمد بن حنبل کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

ابو المطرف بن عمیرہ۔ ولادت ۵۸۲ھ وفات

---

[1] دائرۃ المعارف [2] نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۱۰

[3] معجم البلدان (بلنسیہ)

[1] نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۰۷ و ۱۱۰ و جلد دوم صفحہ ۴۹۱

[1] یہ اشعار معجم البلدان اور نفح الطیب کے مختلف مقامات سے لئے گئے ہیں۔

[2] نفح الطیب جلد اول صفحہ ۹ و جلد دوم صفحہ ۴۹۱

[3] یہ فہرست نفح الطیب کے مختلف مقامات سے ماخوذ ہے۔

۶۵۸ھ۔ مشہور محدث ہیں۔ ادب اور انشاء میں خاص ملکہ تہا۔ سلاطین بنوحفص اور موحدین کو اندلس کی تباہی پر امداد کی طلب کے لئے جو فصیح و بلیغ عریضے مسلمانوں نے بہیجے وہ اُن ہی کے قلم سے نکلے تھے مختلف مقامات میں قاضی رہے۔ علامہ ابن جوزی کے طریقے پر وعظ کہتے تھے۔ انکی تصنیفات یہ ہیں تاریخ جزیرہ شقر (شقر کا)۔ اختصار تاریخ ابن صلاۃ وغیرہ۔

ابو احمد جعفر الخزاعی ۔ المتوفی ۶۳۴ھ۔ مشہور محدث اور فقیہ ہیں۔

ابو عبد اللہ بن تعیش ۔ محدث

ابو العباس بن امیہ ۔ شاعر

ابن محرز ۔ ولادت ۵۶۹ھ وفات ۶۵۵ھ حدیث اور فقہ کے بہت بڑے عالم اور ادیب اور شاعر تھے۔

ابن حجاف ۔ شاعر

ثابت الخشنی ۔ المتوفی ۵۴۵ھ

ابو جعفر بن عبد الولی ۔ شاعر

ابو الحکم ۔ شاعر

ابن عمار ۔ شاعر۔ فقیہ۔ تونس میں عہدۂ قضا پر ممتاز تھے۔

ابن مغتفس ۔ المتوفی ۴۲۷ھ۔ شاعر۔ لغوی۔ ادیب مصر میں جا رہے تھے۔

ابن ہاجر ۔ ولادت ۵۲۰ھ وفات ۵۹۸ھ قاری۔ محدث۔ ۵۷۱ھ سے ۵۹۶ھ تک حدیث کی تلاش میں مشرق کا سفر کرتے رہے۔ تجارت کرتے تھے۔

ابن جبیر ۔ ولادت ۵۴۰ھ وفات ۶۱۴ھ تین دفعہ حدیث کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا محدث۔ شاعر۔ ادیب۔ انکا مفصل حال اس پرچہ میں اور آیندہ پرچوں میں ملے گا۔

ابن عبدون ۔ شاعر

علی بن احمد ۔ شاعر

ابن ہذیل ۔ ولادت ۵۱۷ھ وفات ۵۸۳ھ لغت اور حدیث کے نامور عالم تھے۔ ایک مدت تک مشرق کا سفر کرتے رہے۔

ابن سعد الخیر ۔ مشہور بدیہ گو شاعر

رصافی ۔ نہایت لطیف گو شاعر۔

بلنسیہ جو مسلمانوں کے عہد حکومت میں بطور ایک صوبہ کے تہا اس میں بہت سے قصبے اور قریے آباد تہے۔ جن میں سب سے مشہور قصبہ شاطبہ ہے جو خصوصیت کے ساتہ قرأت اور حدیث کا درس گاہ تہا۔ اور منظر کی لطافت اور خوبی کے لحاظ سے بھی بے نظیر تہا۔ یہاں کا کاغذ تمام اندلس میں مشہور تہا اور دور دور تک جاتا تہا۔ ۶۴۵ھ میں مسلمانوں کے ہاتہ سے نکل گیا۔[1]

ذیل میں ایک مختصر فہرست اُن مشہور علماء اور ادبا کی دیجاتی ہے جو اس قصبہ میں پیدا ہوئے۔[2]

رضی الدین ۔ ولادت ۶۰۱ھ وفات ۶۸۴ھ فن لغت کے مشہور اور مسلم استاد تہے۔ ابو حیان جو فن لغت اور نحو میں امام مانے گئے ہیں انہی کے شاگرد تہے۔

ابن عات ۔ ولادت ۵۴۳ھ۔ صحاح جوہری کی شرح کئی جلدوں میں لکہی۔ علم کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا۔ حدیث کے نہایت مشہور عالم تہے۔ ۶۰۹ھ میں جنگ عقاب میں شریک ہوئے اور میدان سے غائب ہو گئے۔

ابن حیاز ۔ المتوفی ۶۱۸ھ۔ محدث

ابو الحسن بن عبد الولی ۔ محدث

ابن لب ۔ المتوفی ۶۱۴ھ محدث القاہرہ میں حدیث کا درس دیتے تہے۔

ابن سراقہ ۔ ولادت ۵۹۲ھ وفات ۶۴۲ھ شاطبہ کے علما اور مشایخ صوفیہ میں سے ہیں۔ حدیث کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا۔

ابن یعقوب الخزرجی ۔ قاضی بجایہ۔ قضاۃ اور علما کے خاندان سے ہیں۔ اصول فقہ اور عربیت میں کامل تہے۔

ابن ثعلبہ ۔ المتوفی ۴۶۵ھ۔ محدث حدیث کے لئے مشرق کا سفر کیا۔

امام شاطبی ۔ ولادت ۵۳۸ھ وفات ۵۹۰ھ محدث فقیہ۔ نحوی اور فن قرأت کے امام ہیں حرز الامانی اور عقیلہ انکے دو منظوم رسالے فن قرأت میں ہیں جو نہایت مقبول ہوئے ہیں اور آجتک قاری انکو حفظ کرتے ہیں۔ ۵۷۲ھ میں مصر کا سفر کیا۔ قاضی فاضل نے مدرسہ فاضلیہ میں درس دیا جو القاہرہ میں ہے۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔ شاعر۔ نحوی۔ دمشق کے مدرسہ اقبالیہ میں درس دیتے تہے۔ سلطان صلاح الدین کی مدح میں قصائد لکہے۔

ابن ابی الربیع ۔ ولادت ۵۵۵ھ وفات ۶۴۲ھ۔ قاری۔ محدث اور صاحب تصنیف تہے

ابن سعادہ ۔ ۴۹۶ھ ولادت ۵۵۵ھ وفات۔ قاضی شاطبہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ فقہ۔ لغت۔ ادب۔ اور علم کلام کے عالم تہے۔ ۵۲۰ھ میں مشرق کے سفر کو نکلے۔

منصف بلنسیہ کے مضافات میں ایک قریہ تہا۔ طارق بن یعیش المتوفی ۵۴۹ھ یہیں کا نامور فقیہ اور شاعر تہا۔

بطرنہ بہی ایک قریہ تہا جہاں عیسائیوں اور مسلمانوں میں مشہور معرکہ جنگ برپا ہوا۔ ابن خزاز اسی قریہ کا مشہور شاعر اور المریہ کے فرمانروا ابن صمادح کا مداح تہا۔

اسی نواح میں ایک اور قریہ تہا جو منیطہ کے نام سے موسوم تہا اس قریہ میں کثرت سے علما اور شعرا پیدا ہوئے۔ اندہ بہی جو پہاڑوں میں رہے کا کانیں ہیں بلنسیہ کے مضافات میں شامل تہا۔ ابو جعفر احمد بن حسن القضاعی المتوفی ۵۹۸ھ جو اندلس کے مشہور سیاح ابن جبیر کے ساتہ ہمسفر رہے تہے اسی قصبہ کے محدث تہے اور انکو حدیث کے سوا ادب اور فن طب میں بہی کمال حاصل تہا۔ غرناطہ کے گورنر عثمان بن عبد المومن نے انکو اپنا سکریٹری بنالیا تہا۔

جزیرہ شقر جو ۶۳۹ھ میں مسلمانوں کے ہاتہ سے نکل گیا۔ بلنسیہ کے ساتہ حلقہ انتظام میں شامل تہا۔ ابن حاضر المتوفی ۶۳۹ھ اسی جزیرہ کے عالم تہے جنہوں نے حدیث کے لئے مشرق کا سفر کیا اور القاہرہ میں وفات پائی۔

---

[1] نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۰۳ و جلد دوم صفحہ ۷۶۷۔

[2] نفح الطیب کے مختلف مقامات سے ماخوذ ہے

مقدمہ کی ۲۷ر تاریخ

ہمارے ناظرین اس مقدمہ کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے جسقدر مضطرب اور بیقرار ہیں اُس کا اندازہ اُن خطوط سے ہو سکتا ہے جو ہر روز کی ڈاک میں آتے ہیں۔ یہانتک تو اجمالی طور پر سب کو معلوم ہے کہ ۱۱ر جنوری ۱۸۹۹ء کے بعد مقدمہ ۲۷ر جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا تھا اس لئے اب ۲۷ر تاریخ کے حالات کا جسقدر انتظار ہو سکتا ہے اُس کا اندازہ ہم زبان قلم سے بیان نہیں کر سکتے۔

اس سے پیشتر کہ ہم اپنے ناظرین کو ۲۶ر تاریخ کی صبح سے لیکر جبکہ حضرت اقدس سلمہ ربہ مع احباب ایک روز پیشتر سے دارالامان قادیان سے بغرض مقدمہ پیروی مقدمہ روانہ ہوئے ۲۸ر جنوری کی شام تک واپس قادیان میں لائیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کل کوائف اور حالات پر ایک پُر غور نظر کرنے کے لئے بطور اصول ایک دو ضروری باتوں کا اظہار کر لیں۔

صادق اور راستباز کی صداقت

اور راستبازی کا اللہ تعالیٰ دنیا میں مختلف طریق اور پہلوؤں پر ثبوت دیا کرتا ہے کیونکہ طبایع انسانی مختلف رنگوں پر پڑی ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو ہر ایک روح کی کامل ہدایت مقصود ہے اس لئے ہر ایک کی فطرت کی افتاد کا لحاظ رکھ کر بینات ظاہر ہوتے ہیں۔

بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ وہ صرف صادق کے اقوال کو ہی سنکر اُنکی صداقت کے قایل ہو سکتے ہیں بعض اُسکے کریکٹر کو اپنا خضر راہ قرار دے سکتے ہیں بعض اُن نشانات اور آیات کو دیکھکر گرویدہ ہوتے ہیں جو اُسکو دیجاتی ہیں الغرض صادق کی صداقت کے اثبات کیلئے مختلف معیار اور کسوٹیاں ہوتی ہیں اور وہ طبایع انسانی کے موافق ہوا کرتی ہیں۔

منجملہ اُن آثار کے ایک یہ بھی ہے کہ عام خلق اللہ کے دلمیں اللہ تعالیٰ اُسکی قبولیت اور محبت ڈال دیتا ہے اور یہ قبولیت اور محبت ایسے طریق پر ہوتی ہے کہ وہ دل اور روح جو اُسکی محبت میں مسخر ہوجاتی ہے کوئی وجہ اور دلیل اُسکی بظاہر نہیں بتلا سکتا اور یہ اس لئے کہ وہ فعل الٰہی ہوتا ہے جسکے اسرار پر انسان کہانتک پہنچ سکے جا سکتا ہے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ ایک سلیم الفطرت انسان جس کا کانشنس صحیح اور سلیم ہو اُس قبولیت سے ہی صادق کو پا سکتا ہے جو عام طور پر اُسکو حاصل ہوجاتی ہے اور خصوصیت سے اُسکی جماعت میں اُسکے لئے ایک وفاداری اور فرمانبرداری کے رنگ میں متشکل ہوتی ہے۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ قبولیت اور خصوصیت جو اُس کے لئے پیدا کیجاتی ہے ایک خاص اثر رکھتی ہے جبکہ وہ ایسے حال اور وقت پر ہو جبکہ ظاہر اسباب ایسے ہوں کہ وہ متروک القوم سمجھا جانے کو ہو یعنی بظاہر ایسے مشکلات اور مصائب سے اُسے سامنا ہو کہ غیر تو غیر احباب بھی اگر خدا تعالیٰ کا فضل اُنکو نہ تھامے الگ ہو سکتے ہوں۔

پس ان امور کو اپنے ذہن میں رکھکر ناظرین ہمارے ساتھ ہو لیں ہم اُنکو قادیان کی اُس مسجد سے لیکر جسکی نسبت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ من دخلہ کان امنا دھاریوال کے اُس خیمہ تک لیجاتے ہیں (جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے ۲۷ر تاریخ کو صرف ایک مقدمہ کی سماعت کے لئے لگا رکھا ہے) اور پھر وہاں سے اُنکو اُسی دارالامان تک واپس لاتے ہیں۔

دارالامان سے روانگی

۲۵ر جنوری ۱۸۹۹ء کی رات کو ہی حضرت اقدس نے علی الصباح روانگی کا حکم دیدیا تھا چنانچہ حسب معمول حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کے اہتمام میں روانگی کا انتظام ہوا۔ حضرت اقدس براہ راست بسواری پالکی دھاریوال کی طرف چلے حضور کے ہمراہ جناب سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی جو ایک روز پیشتر سے آپہونچے تھے بسواری یکہ روانہ ہوئے اور اکثر خدام والا پیادہ حضور کے ہمراہ چلے جناب مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب مع چند احباب کے حسب معمول براہ بٹالہ بسواری ریل پہونچنے کے لئے یکہ پر سوار ہوکر بٹالہ کو روانہ ہوئے۔

حضرت اقدس دارالامان سے ۲۶ر جنوری کو ۱۱ بجے کے قریب چلے اور بٹالہ کی طرف سے جانیوالے احباب ساڑھے آٹھ روانہ ہو چکے تھے بہرحال حضرت اقدس براہ راست بسواری پالکی اور دوسرے احباب بسواری ریل روانہ ہوئے۔

فرودگاہ

چونکہ دھاریوال ایک ایسی جگہ ہے جہاں خاص طور پر فرودگاہ کا انتظام کرنا کسی قدر وقت طلب تھا (گو ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس نے کوشش کرنی چاہی تھی کہ فرودگاہ کا وہیں انتظام کریں) اس لئے پہلے سے انتظام کرنا مناسب سمجھا گیا تھا چنانچہ چودھری نبی بخش نمبردار بٹالہ اور میاں عبدالعزیز پٹواری اور میاں جمال الدین و خیر الدین وغیرہ سیکھواں والے اس انتظام میں مصروف تھے اور اُنہوں نے موضع لیل میں جو دھاریوال سے قریباً ایک میل کے فاصلے پر ہے فرودگاہ کا انتظام کیا تھا جزاہم اللہ احسن الجزا۔

فرودگاہ کی مشکلات اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اونکا دور ہونا

باوجودیکہ فرودگاہ کے لئے بہت سی مخالفتیں کی گئی تھیں لیکن خدا تعالیٰ کے کمال فضل سے وہ ساری رکاوٹیں اور مشکلات دور ہوگئیں اور الٰہ بخش و گھسیٹا ساکنان لیل نے اُن پر زور اختلاف اور سر توڑ مخالفانہ کوششوں پر بھی ایک وسیع مکان فرودگاہ کے لئے طیار کیا چونکہ زمینداروں کے مکانات معمولی ہوتے ہیں اس لئے اُنہوں نے اوسکو مرمت کرکے خوب درست کیا اور اپنے طرز پر درست کرکے محبت اور صرف کے بعد طیار کیا اور ایسے فرش سے جو سردیوں کے موسم میں بہترین فرش ہو سکتا ہے سجایا اور ایک نیا دروازہ خاص اسی موقع کے لئے دیوار توڑ کر بنایا جس سے اوسکے اخلاص اور محبت کا پتہ لگ سکتا ہے یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ابھی تک اُس شخص کو مرزا صاحب سے تعلق مریدی نہیں ہے۔ غرض فرودگاہ کا انتظام ہو گیا والحمد للہ علیٰ ذالک۔

دھاریوال ریلوے سٹیشن پر احباب کا مجمع

جو احباب براہ بٹالہ بسواری ریل آئے تھے وہ کوئی ایک بجے کے قریب دھاریوال سٹیشن پر پہونچے سٹیشن پر اپنے دوست جو انتظام مکان کے لئے پہلے سے آگئے تھے موجود تھے۔ جس جوش مسرت اور فرط محبت سے اُنہوں نے احباب کو ریسیو کیا ہمارے خیال میں وہ خط و مزا کسی بڑے امیر الامرا کو استقبال میں نہ آتا ہوگا جو اس سادہ زمینداروں کے گروہ کو اپنے فقیرانہ ریسیپشن میں ہمارا خدا تعالیٰ کی قدرت نمائیوں کا لطف آتا تھا کیونکہ

فالف بین قلوبہم۔ کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دکھایا ہے۔ ادہر ریلوے سٹیشن پر ہمارے فریق مخالف کے ہی چند آدمی تھے اُن میں سے ایک آ آکر اور ضرورۃ الامام دکھا دکھا کر کہتا تھا کہ "میں مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھتا ہوں" "محمد حسین مہدی کا پہلے سے منکر ہے" "مجھے وہ تازہ اشتہار د جو ابھی نکلا ہے" غرض وہ اپنی بابکدستی اور لن ترانی سے اپنے آپ کو ایک بڑا ہوشیار اور مدبر سمجھتا تھا اور اپنی کتر بیونت سے بتلاتا تھا کہ میں تم کو ایک سادہ گروہ سمجھتا ہوں۔ بہرحال وہ اشتہار سٹیشن پر پڑھا گیا جسمیں عبدالحق غزنوی کے اوس اشتہار کی قلعی مولوی عبداللہ ٹونکی اور مولوی غلام محمد بگوی نے کھولی ہے کہ حصول فتوائے متعلقہ محمد حسین میں کوئی دہوکا اور فریب نہیں ہوا۔ القصہ وہاں سے چلے۔

لیل میں ڈیرہ۔ ہم پچیس ۲۵ تیس ۳۰ آدمی کے قریب تھے جب موضع لیل کے پاس پہونچے تو عورتیں بچے جوان بوڑھے جس پر شوق نگاہوں سے ہماری طرف دیکھ رہے تھے اوس کا بیان ہم الفاظ میں نہیں کر سکتے الغرض فرودگاہ مجوزہ میں پہونچے کچھہ دیر توقف کر کے وضو کیا اور نماز ظہر مولانا مولوی نورالدین صاحب نے پڑھائی۔ اور حضرت اقدس کی راہ تکنے لگے۔

لیل والوں کی دعوت۔ کہانے کے انتظام کے لئے جناب حکیم فضل الدین صاحب کہ اہتمام کرنے والے تھے کہ مالکان مکان نے نہائت منت سے جس سے اون کے جوش اور اخلاص کا پتہ لگ سکتا ہے آکر عرض کی کہ ہماری دعوت قبول کی جاوے چنانچہ اونکی دعوت منظور کی گئی اور اون کے عورت ومرد طیاری میں لگے۔ جس مکان میں ہم اترے تھے اوس کے ارد گرد عورتوں بچوں کا ایک ہجوم ہو ہوجاتا تھا۔

فرودگاہ منتقل ہوتا ہے اور مجبوری دعوت منظور نہیں ہو سکتی ابھی دعوت کرنیوالے سامان خریدنے ہی کو تھے کہ خبر آئی کہ جناب حضرت اقدس مع خدام والا موضع کہنڈہ میں رونق افروز ہو چکے ہیں اور وہیں قیام فرمایا ہے اور احباب کو وہیں بلایا ہے۔ اس خیال پر کہ شائد جناب کو اس فرودگاہ۔ مالکان مکان کی دعوت، اون کی سچی محبت اور اخلاص کا حال معلوم نہو مناسب یہہ سمجھا کہ عرض کیا جاوے اور بغرض تعمیل حکم سب نے اسباب اُٹھا کر باہر رکھ لئے اور مالکان مکان کو سامان دعوت کرنے سے روکا گیا۔

لیل سے کہنڈہ چلو۔ آخر حضرت اقدس کے ارشاد کے موافق لیل سے سب احباب موضع کہنڈہ کو روانہ ہوئے جو ایک میل سے کچھہ زیادہ فاصلے پر واقع ہے اور وہاں کوئی سوا تین بجے کے قریب جا پہونچے حضرت اقدس مع خدام والا پہونچ چکے تھے اور نماز عصر پڑھ چکے تھے۔

تبدیلی فرودگاہ کا باعث ناظرین! یہہ امر آپ کو تعجب میں نہیں ڈال سکتا بلکہ آپ کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا کہ فرودگاہ کیوں بدلی گئی۔ ہم لوگ تو بسواری ریل آئے تھے اور حضرت اقدس جیسا کہ معلوم ہے بسواری پالکی۔ یہہ امر مقرر شدہ تھا کہ مقام نزول لیل ہی ہوگا مگر حضرت اقدس کو راستہ میں رانی ایشر کور ساکنہ دہام سردار جیمل سنگہ کی بیوہ (بہو) کا خاص آدمی پیام لے کر ملا۔ کہ آپ میرے ہاں قیام فرما دیں وہ رقعہ ہم کو نہیں مل سکا بہرحال اوس نے نہایت اخلاص اور جوش سے حضرت اقدس کو وہاں ٹہرانا چاہا۔ اور حضرت اقدس نے منظور فرما لیا۔

اللہ تعالیٰ کے کام میں مصلحت ہے جب لیل سے روانہ ہو کر کہنڈہ آ پہونچے تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ "اللہ تعالے کے ہر کام میں مصلحت ہے چونکہ سنا گیا ہے کہ محمد حسین بھی وہیں اُترنے والا تھا اس لئے اچھا ہوا کہ ہم وہاں نہیں ٹھہرے ایسے لوگوں سے دور ہی رہنا اچھا ہے"

رانی ایشر کور کی نذر اور دعوت تھوڑی دیر کے بعد رانی ایشر کور نے اپنے اہل کاروں کے ہاتھ ایک تھال مصری کا اور ایک بادا موں کا بطور نذر پیش کیا اور کہلا بھیجا۔
بڑی مہربانی فرمائی میرے واسطے آپکا تشریف لانا ایسا ہی جیسے سردار جیمل سنگھ آنجہانی کا آنا۔ یہہ مطلب تھا اوس پیغام کا جو وہ اہلکار لائے اور دعوت کے لئے بھی کہا۔ حضرت اقدس نے نہایت سادگی اور اوس لہجہ میں جو اُن لوگوں میں خداداد ہوتا ہے فرمایا کہ اچھا آپ نے جونکہ دعوت کی ہے ہم یہ نذر بھی لے لیتے ہیں۔

رانی ایشر کور کا ضمناً تذکرہ اور اوسکی مہمان نوازی۔ رانی ایشر کور جو ایک بڑی لیئقہ اور منتظم عورت معلوم ہوتی ہے سردار جیمل سنگھ بکنڈہ والے کی بہو ہے اولاد نرینہ کوئی نہیں صرف ایک لڑکی ہے سندر سنگھ ایک لڑکے کو متبنے کیا تھا اوس کا بھی انتقال ہوا اوسکی یادگار دو لڑکے ہیں جو گیارہ اور آٹھہ سال کے ہیں کہا جاتا ہے کہ قریباً ڈہائی ہزار گھماؤں زمین کی مالکہ ہیں ہم رانی صاحبہ کے متعلق پھر کبھی لکھینگے غرض نہایت فراخدلی اور اخلاص کے ساتھہ دعوت کی گئی۔ اور ہر طرح سے مہمان نوازی کا پورا حق اپنے کد کے موافق رانی صاحبہ نے ادا کیا۔
اہلکاروں نے جس معرفت سے خدمت کی اونکی نیک نیتی کی دلیل ہے۔ مکان بہت وسیع۔ فرش سے آراستہ تھا۔ کھانا مکلف دیا اور ہر طرح سے آرام ملا خدا تعالیٰ اُس کو اِس عمل خیر کی جزائے خیر دیگا۔

ایک سائل۔ کھانا کھا چکنے کے بعد ایک سفید ریش شخص کی بابت عرض کیا گیا کہ وہ کچھہ عرض کرنا چاہتا ہے حضرت اقدس نے نہایت فراخدلی سے فرمایا ہاں۔ چنانچہ وہ شخص پیش ہوا۔ اور اوس نے اپنی درخواست منظوم پیش کی۔
حضرت اقدس نے فرمایا کہ **استقلال** سے اگر طبیب کا علاج کیا جاوے وہ بہت مہربان ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ فائدہ بھی دیتا ہے اس پر مولوی صاحب نے جنکا تذکرہ ہی موجود تھا فرمایا کہ اس کے لئے **عرق شیر** مناسب ہوگا بہر حال اگر آپ صبح کو قارورہ دکھائیں تو میں پھر غور کروں گا اس کے بعد حضرت **امام** نے دعا کے لئے ہاتھہ اُٹھائے اور سب اہل مجلس نے آپ کے ساتھہ دعا کی۔ **ان اللّٰہ یفعل ما یشاء**

بیعت۔ اس کے بعد منشی محمد علی پٹواری نہر نے درخواست بیعت کی جس پر حضرت اقدس نے اوس کو داخل بیعت فرمایا۔

کیا سفر میں روزہ رکھیں؟ اس کے بعد آپ سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ **فمن کان منکم مریضاً او علی سفر فعدۃ من ایام اخر** یعنے مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے اس میں امر ہے یہہ اللّٰہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جسکا اختیار ہو رکھہ لے جس کا اختیار ہو نہ رکھے میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہیئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھہ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھہ کر رکھہ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عدۃ من ایام اخر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔

اس پر مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ "مجھے بھی تو نقصان کو سمجھیں کچھہ روزے رکھنے چاہیئں"
(ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللّٰہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے اوسکی اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا یہ غلطی ہے اللّٰہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے)
اس کے بعد اکثر لوگ اپنے اپنے بستروں پر جا بیٹھے۔

اور احباب آتے ہیں رات کو جو گاڑی آئی ہر اوس میں کپورتھلہ۔ جالندھر۔ جہلم۔ لاہور وغیرہ مقامات سے اور بھی احباب کثرت سے آگئے۔ غرض ۲۶ کی رات اسی طرح ایک جلسہ کے طور پر گذری

۲۷ جنوری ۱۸۹۹ء

نماز صبح صبح کی نماز دو مختلف مکانوں میں بوجہ کثرت مردمان پڑھی گئی۔ اور بعد نماز ہی روانگی کا حکم ہوا۔
کیمپ کو چلو۔ سورج کی شعاعیں مشرق سے ابھی پورے طور پر نکلنے نہیں پائی تھیں کہ یہ قافلہ جس کا قافلہ سالار وہ **امام** تھا جو خدا تعالیٰ کا **مامور** ہو کر آیا ہے **کہنڈہ** سے کیمپ کو چلا۔ عام لوگوں کا انبوہ اور ہجوم ایک عجیب اثر ڈال رہا تھا۔ اور وہ **قبولیت** اور **محبت** جو لوگوں کو بتلا رہی تھی کہ لا ریب وہ خدا کی طرف سے ہے۔ الغرض آہستہ آہستہ معمولی رفتار سے دھاریوال کی طرف چلے جب ریلوے سٹیشن سے کوئی آدہ میل کے فاصلہ پر پہونچے تو سامنے موضع لیل سے کوئی چار یا پانچ آدمی نکلتے ہوئے دکھائی دئے
وہ دوڑتا ہوا کون ہے؟ اس گروہ میں سے کسی کی آنکھہ جو ادہر پڑی تو ایک آواز ہمارے کان میں پہونچی کہ وہ کون دوڑتا ہے؟ جس کا جواب اوسی آواز نے دیا کہ محمد حسین ہے جونکہ ریل گاڑی آ رہی تھی اس لئے محمد حسین ایک ریل صاحب کو [illegible] کر لینے کے لئے دامن اُٹھائے بھاگا جا رہا تھا۔
یہاں سے سبق لو۔ چونکہ صادق اور مامور من اللّٰہ ہر آن ایک راحت اور لذت میں ہوتا وہ غصہ اور بے صبری سے بیقرار نہیں ہو جاتا مگر کاذب دنیاں نہایت جوش اور سرگرمی سے بھاگتے ہیں مگر برودت اور استقلال کے رنگ میں جو حلاوت ہے کو

وہ لوگ جو خدا تعالیٰ سے نفرت نہیں پا سکتے جنکے لئے ہدایت دعا کے دروازے نہیں کھلتے وہ اپنے اندر ایک گھبراہٹ اور اضطراب پاتے ہیں اس لئے بے صبر ہو ہو کر ہر ایک کام کرتے ہیں یہ ایک نشان ہے مامور من اللہ اور صادق کی شناخت کا مبارک وہ جو اسے دیکھتا ہے اور اس سے سبق لیتا ہے۔ غرض ریلوے کی سڑک گذر کر کارخانہ [illegible] سے چلے۔ آپکے خدام کا گروہ دور تک [illegible] آ رہا تھا۔

[illegible] کارخانہ کی بعض لوگ کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ جب کارخانہ کے متصل سے گذرے تو بعض ملازم باہر نکل آئے۔ اور نہایت غور اور محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے اوس وقت نظارہ سے دل پر ایک خاص اثر ہوتا تھا۔ کارخانہ کے متعلق ذکر میں فرمایا۔ کہ اسکو کسی وقت دیکھنا چاہیئے دیکھی ہوئی چیز کچھ کام ہی دیتی ہے"

ایک شخص نے کہا کہ حضرت جیسے ایکبار دیکھا تو مجھے خدا تعالیٰ کی قدرت کا عجیب جوش آیا اور جب تک میں نے چار رکعت نماز نہ پڑھ لی صبر نہ آیا حضرت نے فرمایا اصل بات یہی ہے کہ یہ ساری باتیں اس سے میں کہ خدا اپنا جلوہ دکھا رہا ہے۔ دیکھو کیڑے تک کس قدر طاقتیں دی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تو ساری ہی طاقتیں اور قوتیں ہیں۔

آگے بہت سے آدمی کھڑے تھے اور ایسے طور پر گویا منتظر اور چشم براہ ہیں پاس پہونچے تو انہوں نے نہایت محبت اور جوش سے پکار کر کہا "السلام علیکم" جواباً ادہر سے بھی اوسی لہجہ کے ساتھ علیکم السلام کا آواز اُٹھا اور سننے والوں پر عجیب حالت طاری ہوئی۔

الغرض خراماں خراماں آپ جا رہے تھے اور زن و مرد ادہر اُدہر سے نکل نکل کر دیکھ رہے تھے ایک دیکھنے والے کو حیرت ہو سکتی تھی کہ وہ کیا بات ہے کہ لوگ محو نظارہ ہوئے ایک جوش سے بیقرار ہو ہو چلے آتے ہیں یہ خدا کا فضل تھا اور کچھ نہ تھا۔ اور وہ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔

ذرا اور آگے ڈاکخانہ کے متصل پہونچے تو کارخانہ کے ہندو مسلمان ملازم اور ڈاکخانہ کے کلرک دوڑ کر آگے آ گئے اور انہوں نے کیمپ کا پتہ بتلایا۔ اس راستہ میں حضرت اقدس نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کی ایک مبشر رویا بتلائی۔ غرض نہر کے پل پر پہونچے تو خیمہ نظر آیا۔

چپراسیوں اور اردلیوں نے ذوق شوق سے سلام دیا آپ آگے آگے جا رہے تھے اور یہانتک خلقت کا خاصہ انبوہ ہو گیا تھا۔ نہر کو دیکھ کر اور اوسکے ارد گرد درختوں کے نظارہ کو دیکھ کر فرمایا "کہ بہت اچھی جگہ ہے" الغرض خیمہ سے کوئی سو قدم کے فاصلہ پر فرش ہو گیا اور آپ بیٹھ گئے اور وفادار اور جانثار خدام کا گروہ ارد گرد حلقہ باندھ کر مودبانہ بیٹھ گیا ابھی چند منٹ ہی نہ گذرے ہوں گے کہ خلقت کے جھنڈ کے جھنڈ آنے شروع ہوئے اور چند ہی منٹوں میں کوئی تین چار سو آدمی جمع ہو گیا۔ یہاں تک کہ بعض احباب نے لوگوں کو ہٹانا چاہا تو انہوں نے کہا کہ

"اسیں جیارت کرن آئے آں تسی سانوں ہٹاؤندے ہو کم کاج چھڈ کے کتیاں کوہاں تے چلے آئے ہاں"

یعنے ہم کاروبار چھوڑ کر زیارت کے لئے آئے ہیں اور آپ روکتے ہیں۔

پھر کسی کو کچھ نہ کہا گیا اور یہ مجمع اس قدر بڑھا اس قدر بڑھا کہ حضرت کو بیٹھنا دشوار ہو گیا اسلئے آپ اٹھ کر ٹہلنے لگے ادہر ادہر نہر کی پٹری پر چہل قدمی کرتے تھے اور دو رویہ آدمیوں کی دیواریں تھیں کہ متحرک نظر آتی تھیں ہم حیران ہیں کہ کن الفاظ میں اس نظارہ کو دکھائیں۔

قریباً بارہ بجے کے صاحب بہادر نے آپکو طلب فرمایا خیمہ کے ارد گرد کوئی تین سو قدم کے اندر اندر ایک میلا لگا ہوا تھا خلقت کا ہجوم بڑھ رہا تھا اور دو ڈھائی ہزار تک نوبت پہونچ چکی تھی۔

عدالت کا کمرہ ۔ خیمہ میں جو عدالت کا کمرہ بنایا گیا تھا صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اونکا منشی اور کورٹ انسپکٹر اور ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ موجود تھے حضرت اقدس کی طرف سے حسب معمول مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر لاہور جناب مسٹر براؤن صاحب پلیڈر لاہور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور پیش ہوئے۔ محمد حسین آج ایک نئے قانونی شیر تیکر آئے تھے اور پہلے پیر وکار صاحب سے کسی شبہ ہو کر وجہ سے قطع تعلق کر لیا تھا یہ صاحب بہائی لال لاہور میں کام کرتے ہیں پیش ہوتے ہی بیشتر مسٹر براؤن صاحب پیروکار محمد حسین نے عذر پیش کیا کہ جدید ایکٹ کے رو سے ایک ہی وقت پر محمد حسین اور جناب مرزا صاحب کا مقدمہ سماعت نہیں ہو سکتا چنانچہ اس قانونی وجہ سے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے آئندہ تاریخ سماعت مقدمہ ۱۴ فروری ۱۸۹۹ء مقرر کی اور سب سے پہلے مرزا صاحب کا مقدمہ سننے کا حکم دیا۔ اور پھر از سر نو نیا نوٹس بھیجنے کا ارشاد فرمایا۔ گویا سابقہ کل کارروائی کالعدم ہی سمجھی گئی۔ اب پھر ۱۴ تاریخ سے اصلی معنوں میں مقدمہ شروع ہوگا۔

باہر کا نظارہ ۔ لوگ اسوقت تک اسقدر کثرت سے جمع ہو گئے تھے کہ کسی صورت میں اونکی تعداد چار ہزار سے کم نہ ہوگی۔

محمد حسین کا جمعہ ۔ اوپر یہاں محمد حسین چند آدمیوں کے ہمراہ درختوں کے نیچے ایک تھڑے پر بیٹھے۔ اور بار بار آوازیں آتی تھیں کہ جو مسلمان ہے آکر نماز پڑھ لے اس قدر گلا پھاڑ پھاڑ کر یہ آوازیں دیجاتی تھیں کہ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آ سکتی۔

غرض محمد حسین نے نماز کی طیاری کی مختلف روایتوں کی بنا پر اسکے ساتھ بارہ سے لے کر بیس تک آدمی تھے مگر محمد حسین کے شاگرد رشید علی محمد خیاط کے بیان کے موافق دو اور تین سو کے درمیان ہم اس بیان میں محمد علی ہی کے بیان کو گو وہ غلط ہے تسلیم کر لیں گے۔ غرض محمد حسین نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی اور نماز کے لئے طیاری کی۔

حضرت اقدس اور جمعہ کی نماز ۔ حضرت اقدس نے نماز جمعہ کے لئے طیاری فرمائی اون صفوف کی تعداد جو حضرت اقدس کے ہمراہ تھیں تعداد میں سترہ تھی اور ہر صف میں

بالاوسط ڈیڑہ سو آدمی تھے اور کل تعداد تین ہزار کے قریب تہی۔ لوگوں میں جو محبت اور جوش۔صدق اور اخلاص تہا اس سے معلوم ہوتا تہا کہ یہ اُس عزیز خدا کا کام ہے جو جسکو چاہے عزیز الملک بنادے۔

چونکہ روانگی کا بہی خیال تہا مولانا مولوی نورالدین صاحب خطبہ کے لئے کہڑے ہوئے جو خطبہ آپ نے پڑہا دوسرے موقعہ پر ہم نے درج کیا ہے۔خطبہ میں ایک خاص جوش اور اثر تہا صدہا آنکھیں تہیں جو رو رہی اور صدہا دل متاثر ہو کر اپنے آثار چہروں سے دکہا رہے تہے۔

خطبہ کے وقت تک کارخانہ کے مزدوروں کو بہی رخصت مل چکی تہی اور ہندو مسلمان بچے بوڑہے حلقہ باندہے ہوئے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تہے بیچ میں نماز ہو رہی تہی اور اردگرد حلقہ تہا۔ آخر نماز ادا ہوئی۔ پہر کارخانہ کے بعض انگریز بہی جوش زیارت سے بے تاب ہو کر چلے آئے اور اکثر لیڈیاں بہی آئیں جو اژدہام کیوجہ سے رسائی نہ پا سکیں انگریزوں نے آرزو ظاہر کی کہ مرزا صاحب اپنے دیدار فیض آثار سے اُن کو بہرہ مند کریں چنانچہ آپ سامنے آ کہڑے ہوئے اُس وقت جو نور آپ کے چہرہ پر تہا اُس کا نقشہ کہینچنا کسی مصور کا کام ہے۔مسرت مجسم بنے ہوئے تہے۔

عرصہ تک وہ انگریز دیکہتے رہے اور گویا محو ہو گئے۔ پہر نماز عصر کے لئے جماعت کہڑی ہوئی اور وہ چلے گئے۔ بعد ادائے نماز لوگوں کا انبوہ حد سے گذر گیا چلنے کو راستہ نہ ملتا تہا آخر عبادت علی نام ایک شخص نے کہا کہ حضور لوگ دور دور سے کاروبار چہوڑ کر آئے ہیں حضور اس پل پر کہڑے ہو کر سب کو زیارت کرا دیں چنانچہ آپ کہڑے ہوئے اور اُس شخص نے آغاز تکلم نے دیکہا کہ تین سو قدم کے اندر آدم زاد ہی نظر آتے تہے۔آپ چند منٹ وہاں کہڑے رہے اور پہر اُتر آئے اور چلے آئے اوسکے بعد لوگ کہنڈہ تک ہمراہ گئے۔

کہنڈہ سے روانگی۔حضرت اقدس تہوڑی دیر ٹہر کر کہنڈہ سے براہ راست دارالامان کو روانہ ہوئے اور حضور کے ہمراہ کوئی ستر اسی آدمی ہوں گے۔ اور ہم اور چند اور بہائی براہ ریل جانے کے لئے دہاریوال کو چلے۔ راستہ میں بیسیوں آدمی ملے جو دوڑے چلے آتے تہے۔ اور پوچہتے جاتے تہے کہ "سرکار" ابہی روانہ تو نہیں ہوئے۔ الغرض دہاریوال اور کہنڈہ کے درمیان لوگوں کا ایک تانتا سا لگا ہوا تہا۔ جس سے اوس قبولیت کا پتہ لگتا تہا جو خدا نے اس امام کو دی ہے

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

رپورٹ جلسہ سالانہ

آخر کار وہ رپورٹ جس کا ایک سال سے انتظار تہا شائع ہو گئی ۱۹۲ صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔مضامین کی نسبت ہم کو کچھہ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلواۃ والسلام کی تین زبردست اور عظیم الشان تقریریں ہیں جو گویا رپورٹ کی روح ہیں ان ہر سہ تقریروں میں تقوی کے مراتب۔ نماز کی فلاسفی۔ اخلاق فاضلہ کی کیفیت معجزات اور خوارق کی حقیقت کے علاوہ قرآن کریم کے صدہا معارف اور حقائق بیان فرمائے ہیں جو صرف دیکہنے سے تعلق رکہتے ہیں۔

پہر جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی دو زبردست تقریریں ہیں جنہیں قرآنی تحدیوں اور پیشگوئیوں کی فلسفی پر بحث کی گئی ہے اور قرآنی تعلیم اور ویدک کی بے مانندیت پر عجیب اور لطیف پیرایہ میں گفتگو ہے۔ اور اعجاز قرآنی پر ایک گہری نگاہ ڈالی ہے پہر جناب حکیم مولانا مولوی نورالدین صاحب مشہور فاضل واقف اسرار قرآنی کی ایک لطیف تقریر ضرورت خلافت پر ہے۔جسکے ضمن میں بے بہا معارف قرآن بیان فرمائے ہیں۔ آخر میں مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی کا فارسی قصیدہ اور مولوی قائم الدین بی اے کا عربی قصیدہ درج ہے۔شروع میں خاکسار ایڈیٹر کی طرف سے ایک انٹروڈکشن ہے جسمیں حضرت اقدس کی سترہ سالہ کارروائی پر ریویو کیا ہے۔

غرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہہ کتاب شروع کر کے ختم کئے بدوں چہوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ چونکہ کتاب کی طبع ہونے پر بایں وجہ کہ کتابت امرتسر کرائی جاتی تہی اور تمام ضروری سامان پریس کاغذ وغیرہ دوسری جگہ سے لانا پڑتا ہے خرچ امید سے زیادہ آ گیا ہے اس لئے قیمت ایک روپیہ رکہی گئی ہے۔ مگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ دُرّ بے بہا جو قرآنی معارف و اسرار ہیں اس قیمت پر بہی سستے ہیں جن احباب نے بہ نظر امداد کارخانہ

پچاس پچاس اور سو سو جلدیں خرید فرمانے کا وعدہ کیا ہوا ہے ہم کو امید ہے کہ وہ اپنے وعدہ کی طرف خیال فرمائیں گے۔

جن احباب کی درخواستیں ایک ایک دو دو جلدوں کے لئے آئی ہوئی ہیں ان کی خدمت میں اور خریداران اخبار کی خدمت میں رپورٹ بصیغہ وی پی روانہ ہو رہی ہے۔ ہم ایک بار اور کہنا چاہتے ہیں کہ رپورٹ کی متعدد جلدیں خریدنے والے احباب نے محض اعانت کارخانہ الحکم اور اشاعت مشن کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ چاہیگا تو اس امداد پر جو وعدے پورے ہونے کی صورت میں جس کی کامل امید کی جاتی ہے ہم کسی اور مفید کام کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ کیونکہ مالی مشکلات ہی بہم تریں مشکلات ہیں۔ تمام درخواستیں خاکسار ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئیں۔

خونی پھول۔ برسوں سے باغات وینگن واقع روم سرخ گلاب کے پھولوں کے لئے مشہور رہیں اور انہیں خوشبو بھی ایسی ہوتی ہے کہ تمام یورپ میں مشہور ہیں۔ اب کسی نے دریافت کیا ہے کہ پوپ روم کا مالی درختوں کو بجائے پانی کے خون سے سینچتا ہے لیکن ان میں بھی ایک درخت ایسا ہے جو صرف آدمیوں کی قبروں ہی پر سرسبز رہتا ہے اور انہیں مقامات پر جمتا ہے جہاں سخت خونریزی ہوئی ہے۔ ایسی ہی روایتیں پھولوں کی نیو مارکٹ میں مشہور ہیں۔ یہہ مقام ایک عجیب پرانی خندق کے لئے بہت مشہور ہے جو مخالفت جنگ کے لئے کھودی گئی تھی۔ اب یہہ خندق آدمیوں کی ہڈیوں سے بھری ہوئی ہے یہہ مقام ڈارلنگھم تک چھ میل لمبا ہے۔ اسی مقام بلیڈی فلاور (خونی پھول) ہوتے ہیں یہہ پھول پانچ یا چھہ پنکھڑیوں کا ایک نہایت سرخ یا عنابی ہوتا ہے اور جون جولائی کے مہینے میں بکثرت پھولتا ہے جس فصل میں یہہ پھول کھلتے ہیں صدہا آدمی گل چینی کے لئے آتے ہیں ؎

سب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

نواب لفٹننٹ گورنر برہما۔ سر فریڈرک فرائر صاحب کی نسبت جو رخصت پر ولائت تشریف لے جانے کی خبر تھی وہ غلط ثابت ہوئی ہز آنر ۲۷ جنوری کو کلکتہ سے رنگون کو روانہ ہوئے دوران قیام کلکتہ میں بہت سی ضروری باتوں کا گورنمنٹ ہند کے ساتھہ تصفیہ کر گئے ہیں۔ یہہ بات طے ہو گئی ہے کہ لوور برہما کے لئے ایک چیف کورٹ قایم ہوگی جس میں بالفعل تین جج ہوں گے اور سول افیسران برہما کی تنخواہیں پنجاب اور ممالک متوسط کے پیمانہ ہوں گی سب سے بڑا جھگڑا رنگون میونسپلٹی کے متعلق یہہ فیصل ہوا کہ ایک بڑی معقول آمدنی کی زمین جو گورنمنٹ نے ضبط کر لی تھی وہ میونسپلٹی کو واگزار کی گئی۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ نے ۲۰ لاکھہ روپیہ پبلک ورکس کے لئے سال رواں میں اور منظور کیا ہے اور برہما روبی مائن کمپنی کے کرایہ میں صاحب وزیر ہند ۲ لاکھہ روپیہ کم کر دیا کیونکہ چند سال سے کانہائے یاقوت میں منافع بہت کم رہا۔

برقی پیغام بغیر تار کے۔ یہ ہمارے زمانہ کی ایک عجیب ایجاد ہے جو ایک اٹلی کے باشندے سنگر کونی نے حال میں دریافت کی ہے اس کا مقصد یہہ ہے کہ نہ لوہے کی تاربلیوں پر کھڑے کیجائیں اور نہ اونکی لاگت اور نگرانی کا خرچ اٹھایا جائے بلکہ بغیر انکی مدد کے بھی برقی رو سے پیغام ایک مقام سے دوسرے مقام تک جا سکتے ہیں۔ برقی رو اس مشین کے ذریعہ سے باہر بھیجی جاتی ہے۔ اس آلہ کے بڑے بیلن میں ایک برقی مادہ ہی کام کرتی ہے اور اس کے محاذ میں پیتل کے چار گولے ہیں جنکے مابین چنگاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ بائیں ہاتھہ کا گولہ ایک تار کے ساتھہ ملا ہوا ہے جو بلند کنڈکٹر کی طرف جاتی ہے۔ پچھلے دنوں محل آسبورن میں جو حضور ملکہ معظمہ کا محل ہے اس مشین پر تجربے کئے گئے ہیں جبکہ حضور قیصرہ ہند کے پیغامات حضور پرنس آف ویلز کے پاس جو سمندر میں اپنے جہاز میں تفریحی سفر کر رہے تھے بھیجے جایا کرتے تھے۔

اعلان۔ اگر آپکو ریشمی وسوتی کمر بند اور ازار بند بہت عمدہ نہایت خوبصورت درکار ہوں تو اس پتہ سے بذریعہ وی پی طلب کریں۔ بمقام کلانور ضلع گورداسپور۔ شیخ غلام غوث و فضل الٰہی دوکاندار

پاک شاعری

مسدس از فیروز ڈسکوی برنظم حضرت اقدس در مدح قرآن شریف

کلام پاک خالق کی عجب عظمت عجب شاں ہے
کہ مثل مہر تاباں چرخ رفعت پر درخشاں ہے
نجوم آسماں کی طرح ہر اک نقطہ رخشاں ہے
مثال کہکشاں ہر ایک سطر اسکی نمایاں ہے
جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

کلام پاک ربانی ہے جگ میں گوہر یکتا
چمک میں آفتاب آسماں ہرگز نہیں ویسا
زمین و آسماں میں جگمگاتا نور ہے اُس کا
ہے اک اک لفظ میں اسکے عیاں اللہ کا جلوہ
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں غور کر دیکھا
بھلا کیونکر نہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

نہیں ایسا درخت پر ثمر اک باغ قدرت میں
جو خوشبو اس میں ہے ہرگز نہیں گلہائے جنت میں
یہ ہر اک پھول سے ہے بڑھ گیا خوشبو و نکہت میں
معطر ہو گئے سارے دماغ اس کی ہیں ساعت میں
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کہیں حق کے گلستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کہیں اس باغ و بستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کہیں اس نور تاباں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کہیں اس مہر رخشاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کلام پاک رحماں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

زمیں پر کوئی ہو نور صداقت یا فلک پر ہو
نہ اس خورشید تاباں سے کہیں وہ نور باہر ہو
حکیمان جہاں کا قول کوئی کتنا بڑھکر ہو
کلام پاک رحماں کے نہ پر ہرگز وہ ہمسر ہو
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

بشر کتنا لگائے زور اور کوشش کرے کتنی
مدد کو وہ بلائے ساتھ اپنے سب جہاں کو بھی
نہ اسکے قول کو نسبت کلام حق سے ہو اتنی
کہ نسبت آفتاب چرخ کو ذرہ سے ہو جتنی
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے

نظر آتا نہیں قرآن سا نور نظر ہرگز
نہ ایسا چشم دل کو ہے کوئی کحل البصر ہرگز
نظیر اس کی نہ کوئی لا سکے جن و بشر ہرگز
نہیں دنیا میں ایسا چاند کوئی جلوہ گر ہرگز
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اُسپہ آساں ہے

کلام حق کو کہنا افترا اور جعل اور جھوٹا
بلاشک ہے خدا کے عرش کو یہ قول لرزاتا
یہ ایسا بول تمکو بولنا ہرگز نہیں زیبا
کلام پاک کی تکذیب یوں کرنا نہیں اچھا
ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

مقابل میں کلام اللہ کے کیا توریت کی شاں ہے
یہ انجیل محرف کب کلام حق کے شایاں ہے
جو بید بے ثمر ہے اس میں کیا طاقت ہے کیا جاں ہے
تصرف ہے بشر کا اُن میں اور یہ قول رحماں ہے
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب بہتاں ہے

معارف اور حقائق میں فقط قرآن ہے یکتا
نظیر اسکی نہیں ممکن تصور میں کبھی اصلا
خدا کی ذات واحد کا نہیں جس طرح ہمتا
کلام پاک کا بھی کوئی ہمسر ہو نہیں سکتا
اگر اقرار ہے تمکو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اسقدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

خدا کے پاک قرآں سے جو منہ پھیرا ہے تم نے
جو اس بیبل محرف کو کلام حق ہو تم سمجھے
جو وید و ژند کو مانو کلام حق جہالت سے
مخالف ہو گئے تم جو کلام پاک رحماں کے
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے
محبت میں ہوا قرآں کے **فیروز** دیوانہ
یہی کہتا ہے ہر اک کو کہ ہے سچا یہ پروانہ
ہر اک کو چاہیئے اس شمع کا ہو جائے پروانہ
نہ پروا اسکی حق کو جسکو ہے کچھ اسکی پروا نہ
ہمیں کچھ کیں نہیں پیارو نصیحت ہے عزیزانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اسپہ قرباں ہے

نعت رسول مقبول ﷺ

مرے جسم اور جاں اندر محمد ہے محمد ہے
مرے روح و رواں اندر محمد ہے محمد ہے
جو انسانوں میں کامل ہے رسولوں میں جو افضل ہے
ہے قرآں جسکی شاں اندر محمد ہے محمد ہے
درود اُسپر کہیں شام و سحر انس و ملائک سب
زمین و آسماں اندر محمد ہے محمد ہے
مشام بلبل اسکی بوئے الفت سے معطر ہے
ہر اک گل بوستاں اندر محمد ہے محمد ہے
ہوا نور احد جلوہ پذیر ذات پاک احمد میں
نہاں اندر عیاں اندر محمد ہے محمد ہے
محمد بن نہ چھٹکارا نہ پھر گرچہ ہیں آوارہ
شفیع ہر دو جہاں اندر محمد ہے محمد ہے
عرب میں چین میں ایران و کنعاں روم و بربر میں
اور اس ہندوستاں اندر محمد ہے محمد ہے
کہا عیسیٰ نے سردار جہاں[1] انجیل میں جسکو
وہ سردار اس جہاں اندر محمد ہے محمد ہے[2]
محمد کی محبت میں سدا سرشار ہے **خادم**
مرے دل اور زباں اندر محمد ہے محمد ہے

ازخاکسار

خادم حسین بھیروی

تخلص خادم

---

[1] دیکھو انجیل یوحنا ۱۴ باب ۳۰ آیت۔
[2] دیکھو انجیل یوحنا ۱۶ باب ۱۱ آیت۔

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے خالص میرہ فی ماشہ عـ۸ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ سہ؍ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ یعنی اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں بھی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے
راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ میرے ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف وشفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعاگو ہے۔ بندہ بھی بصد شکرگذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور بڑے ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپتال اسسٹنٹ کوٹ گڈھ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔
دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر علی محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان۔
۲ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو انعام اکاؤنٹس بنک میں جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

نمبر ۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے متوجہ ہو جاویں اور سو سو ٹریکٹ ہم فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو سہ ماہ ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے۔ یہ ہم ہستہ وہ معاونین ہر ماہ چھاپکر مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تسوید درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پرانڈے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ازار بند ۸ سے لیکر ۱۰ روپیہ تک۔ پرانڈے ۴ سے لیکر ۱۰ روپیہ تک۔ سیج بند ۳ روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈورے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے لو۔ وہ ملسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام و پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد والٰہی بخش علاقہ بند

مین ایجنسی

کٹڑہ بھاگ سنگھ۔ ہٹی دوسرا۔ امرتسر۔ پنجاب

دنیا کا ہفتہ

سال گذشتہ کی بابت سررشتہ ڈاک کی سالانہ رپورٹ مظہر ہے کہ سال سابق کی نسبت ۲۶ ملین خطوط۔ پوسٹکارڈ اور پارسل پیکٹ اخبار وغیرہ ڈاک کے ذریعہ زیادہ تقسیم ہوئے یہہ اضافہ بحساب اوسط پنجاب میں سب سے زیادہ تہا اس کی وجہ یہی کہ سرحد کی طرف فوجیں بکثرت مقیم تہیں۔

مدینہ منورہ کی چار مساجد کے لئے سلطان المعظم نے جیب خاص سے ۱۸۱ ہزار قرش اعطا کئے ہیں۔

ملکہ قیصرہ نے مسلمانوں کی عرضداشت کا جواب بہیجا ہے کہ پرنس جارج کا تقرر مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت پر مشروط ہے۔

حضور سلطان المعظم کے حکم کے موافق شیخ الاسلام نے ماہ رمضان المبارک میں ۱۸۱ واعظوں کو جو قسطنطنیہ کے قرب وجوار میں وعظ کہنے کی غرض سے جاتے ہیں روپیہ تقسیم کیا ہے۔

نسیم آگرہ کا نامہ نگار جہانسی سے ایک عجیب مضحکہ خیز اور مسخرانہ کارروائی کی خبر دیتا ہے جو حسب ذیل ہے۔ ۵ر کو بازار میں ڈھنڈھورا پٹوایا گیا تہا کہ "بدر الدین خان پٹھان بادشاہ روم سے باغی ہو گیا ہے اور اس کے ہمراہ ۵ لاکھ باغی ہیں۔ قسطنطنیہ کو لوٹ لیا ہے اور لوٹ مچا رکھی ہے رعایا ہوشیار رہے اور اپنا خود بندوبست کرے" اس ڈھنڈھورے سے تمام شہر میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی گہر گہر کوئیں تالابوں پر اس کے چرچے ہو رہے ہیں دریافت سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت نے صرف اس غرض سے ڈھنڈھورا پٹوا دیا تہا کہ "بدر الدین وزیر بادشاہ روم بگڑ گیا ہے اور قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا ہے اور اس علاقہ میں لوٹ مار ہو رہی ہے۔ صاحبان ہند کو چاہیے کہ تشریف کو نہ جاویں اور اگر جاویں تو اپنا خود بندوبست و انتظام کر کے جاویں۔"

طاعون بمبئی میں اب پہر شدت سے بڑہنی شروع ہو گئی ہے ۲۵ر جنوری کو ۱۰۳ بیمار اور ۸۲ فوت ہوئے۔ پونا میں بہی پہر ایک پولیس کانسٹیبل اسی مرض کا شکار ہوا ہے جس کے بیمار ہونے کا کوئی خارجی سبب نہ تہا۔ میسور وغیرہ کی طرف اس تیزی میں بہت تخفیف ہو گئی ہے۔ کراچی میں کسی دن کوئی واقعہ ہو جاتا ہے۔ کلکتہ میں کوئی مشتبہ یا محقق کیس اس بیماری کا نہیں ہوا۔

نواب کرزن آجکل سرحدی مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔ قطعی فیصلہ غالباً کئی مہینوں تک نہیں کیا جا سکیگا۔

لفٹیننٹ گورنر برہما جو کلکتہ میں نواب وایسرائے کے مہمان رہے تہے ۲۸ر جنوری کو برہما کی طرف روانہ ہو گئے۔ دوران اقامت میں وہ کئی اہم معاملات کا رو در رو تصفیہ کر گئے۔ انہیں سے ایک برہما سول سروس کے ملازموں کی تنخواہوں کے اضافہ کے متعلق تہا۔ جو ملازموں کے حق میں طے ہوا ہے۔

نروانہ کیمبل ریلوے جو ۲۳ میل لمبی ہے۔ عنقریب عام آمد و رفت کے لئے کہل جائے گی۔ راجپوتانہ میں جودہپور۔ بیکانیر ریلوے کی دو شاخوں کی منظوری ملے گی۔ ایک لونکرانسر سے سورت گڈہ تک ہو گی جسکا طول ۶۳ میل اور خرچ بارہ لاکہ ۱۷ ہزار روپیہ ہو گا۔ دوسری گنگا سر سے پلانہ تک ۹ میل لمبی ۹۰ ہزار روپیہ کے خرچ سے بنائی جائے گی۔

گلگت اور پنجاب کے درمیان مانسہرہ سے جو ایبٹ آباد کے متصل ہے وادی کاغان اور چیلاس کے راستہ آمد و رفت جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اب تک راولپنڈی مری اور وادی جہلم کے راستہ گلگت کو آمد و رفت کی جا رہی ہے۔ پہلے راستہ سے حسن ابدال کی ریلوے سٹیشن سے گلگت تک ۲۹۰ میل کا اور موخر الذکر راستہ سے راولپنڈی سے گلگت تک ۲۹۰ میل کا فاصلہ ہے۔

نہر جہلم کی منظوری جسپر اب باقاعدہ طور پر کام شروع ہو گیا ہے نومبر ۱۸۸۸ء میں وزیر ہند کی طرف سے موصول ہو گئی تہی۔ مگر بوجوہات چند در چند اس پر کام شروع نہ ہو سکا۔ قحط کے دوران میں جنوری ۱۸۹۷ء میں اسپر امدادی کام شروع کیا گیا تہا۔ اور ۱۱ میل کی کہدائی ہو گئی تہی۔ نہر کا دہانہ ضلع گجرات میں بمقام مونگ رسول بنایا جائے گا۔ یہ نہر اضلاع گجرات اور شاہپور کے بنجر علاقہ کو سیراب کرے گی۔ خرچ کا اندازہ ۱½ کروڑ روپیہ لگا ہے اس نہر میں بہی نہر چناب کیطرح غالباً سرکاری زمینوں کی آبپاشی کو مقدم رکہا جائے گا+

ایڈیٹوریل

خیر و سعادت کی فلاسفی

(نمبر ۲)

سلسلے کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۳ جلد ۳؛

بعد اسکے وہی فرقہ کہتا ہے کہ اگرچہ سعادت کے معنے میں لوگوں کے عقیدے اور اُن کی رائیں مختلف ہیں۔ جیساکہ **فقیر آدمی** اپنی سعادت تو زندگی میں جانتا ہے اور **بیمار شخص** تندرستی میں۔ اور **قیدی** اپنی رہائی اور مخلصی ہی کا نام سعادت سمجھتا ہے۔ اور کریم انسان شہرت فیض میں۔ اور بخیل بہت سا مال جمع کرنے میں وغیرہ۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ جو ایک آدمی کے نزدیک سعادت ہے دوسرے کے نزدیک غیر سعادت ہے۔ اور یہہ سب سعادت کی جزیں ہیں۔ اور یہہ ایک مسلم بات ہے کہ غیر متناہی جزیں شمار تک نہیں پہنچتیں۔ جتنے کہ اُن کو ضبط میں لانا اور محصور کرنا انسان کے حوصلے اور مقدور سے باہر ہے۔ ہمارے زمانے کے کئی ایک فلاسفر ولیم کارلایل (جرمن) اور **ڈاکٹر ماڈویل** (امریکن) بیان کرتے ہیں کہ پرانے زمانے کے مشہور حکما نے سعادت کی جزوں کا ذکر کرکے زیادہ تر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا مباحث حکمت کو مناسب نہیں جانا۔ **تاہم** اوس عالی اور فیاض طبع گروہ نے معنی واحد کو جو کل جزویات کو شامل ہوں بیان کیا ہے۔ چنانچہ بالاتفاق اُن کا قول ہے کہ انسان کی سعادت یہہ ہے کہ **صحیح البدن اور سلیم الطبع کثیر المال والاعوان** و **صاحب اقبال** ہو نیز اُس کا ذکر جمیل آدمیوں کے درمیان مشہور اور عموماً اُس کے فضائل و احسان معروف ہوں۔ اور خصوصاً اپنی چندروزہ زندگی کے دنوں میں فرشتوں کی مانند ہر ایک جسمانی بدکرداری اور روحانی بداطواری سے پاک اور مبرا ہو کر واجب الوجود جل جلالہٗ و عم نوالہٗ کا قرب حاصل کرے۔ اس بزرگ فرقے نے ان معنوں کی شرح و تفصیل چہہ امروں میں کی ہے جسکا نام ہم استعارہ کے طور پر

خیر و سعادت کا ستۂ ضروریہ

رکھدیتے ہیں۔ اور وہ یہہ ہے

☞ **اولاً** محسوس بدن کی صحت جو **روح** کا آلہ ہے۔ **حواس** کی سلامتی پر موقوف و منحصر ہے۔ کیونکہ یہہ بات کسی دلیل اور برہان کی محتاج نہیں ہے کہ **روح** کی حرکتیں آلات کے بدون محال ہیں۔ اور یہہ بھی ثابت ہے کہ انسانی روح اس محسوس بدن میں آلات کے وسیلے سے تصرف کرتی ہے۔ اور یہہ بھی ایک مسلم امر ہے کہ وہ ادراک میں کسی کی محتاج نہیں۔ بلکہ یہہ صفت اُسکی بذات خود ہے۔ لہٰذا بدن کی صحت **سعادت کی جزو اعظم** ہے کیونکہ سعادت کے اسباب جو باقی ہیں بالاکتساب اسی کے وسیلے سے میسر ہوتے ہیں۔

ثانیاً۔ ذہن کی **صفائی اور فکر کی صحت** بھی اجزائے سعادت میں سے بڑے جزو ہیں۔ تاکہ مشورت اور صوابدید میں اُس کے افکار ایک دانشمندانہ پہلو رکھتے ہوں۔ اور صایب ہوں۔ جن کے وسیلہ سے وہ عقاید اور ادراکات میں خطا اور نسیان سے محترز ہو سکے۔

ثالثاً۔ مال کی کثرت اور موافق احباب کا بہم پہنچانا بھی **سعادت** کی بہت عمدہ جزو ہے۔ تاکہ اُن کے ذریعے سے **علمی اور عملی** فضیلتوں کا فیض انسان کو پہنچے اور پہنچائے۔ اسی وجہہ سے اکثر **نامدار اور اولوالعزم** حکیموں نے اپنی معتبر تصانیف میں بہت **دلسوزی** سے لکھا ہے کہ **فیلسوف حکمت** کی فضیلت کے اظہار میں تسلط اور **ملک داری** کا بالکل محتاج ہے تاکہ وہ ہر ایک چیز کو اپنے محل اور موقع پر قرار دے سکے۔ اس سے یہہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ مال و جاہ اور حکومت و ثروت اور غرور و تکبر کا باعث ہے۔ کیونکہ بادی النظر میں اگرچہ یہہ امر حق اور سچ ہے۔ الّا نادانوں اور احمقوں کی نسبت اور فیلسوف آدمی اُس ثروت کے سبب سے **فیضان کا چشمہ** جاری کرتا ہے۔

رابعاً۔ **اقبال** بھی سعادت کی عمدہ جزوں میں سے ایک جزو ہے۔ اور محتشم علیہم حکمار کے نزدیک **اقبال** کی تعریف یہہ ہے کہ صاحب اقبال کے مقصد اور مطلب اُسکے **صحیح فکر** اور **سلیم عقل** کے بموجب اور نیز اُس کے ارادے اور منشاء کے موافق ظہور میں آئیں۔ کیونکہ جب تک اُسکے دلی اور قلبی ارادے پورے نہوں گے تب تک **سعادت** کے اسباب کیونکر فراہم ہوں گے؟

خامساً۔ زندگی کی حالت میں اور بدن سے روح کے الگ ہونے کے بعد خاص و عام اور متفق و مختلف میں **مدح** اور **ستائیش** کا ہونا بھی **سعادت** ہی کی ایک جزو ہے۔ اگرچہ یہہ امر ظاہر بینوں کی نگاہ میں شاید قبولیت کی عمدہ وجہہ نہیں۔ مگر غور اور فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات اور ممات میں وہی شخص موصوف ہوتا ہے **جو دل سے بد کاموں کو ترک کرے اور نیکی کی طرف مایل ہو**۔ بعض لوگ اسکو سعادت کا جزو نہیں سمجھتے۔ بلکہ اسکا نتیجہ کہتے ہیں **الّا** واقعی یہہ جزو ہے۔ کیونکہ جس کو زندگی میں یہہ فکر رہیگا وہی **موت** کا فکر کریگا؛

(باقی تیسرے نمبر میں)

ستی کی رسم پر ایک یونانی مورخ ڈایوڈورس اپنی مشہور تاریخ میں کہتا ہے کہ ستی کی رسم قبل از مسیح ۳۰۰۰ برس پہلے سے رائج ہے۔

اس یونانی مورخ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندووں نے یہہ قبیح رسم یونانیوں سے لی ہے مگر الفنسٹن صاحب سفیر دربار انگلینڈ اس رسم کو وحشیانہ کہتے ہیں۔ ہندوستان میں اس رسم کی بابت کہاوتیں بنی ہوئی ہیں۔ چنانچہ جو لوگ اسکے موافق ہیں وہ یہہ کہتے ہیں ؎

اک دن باجے باجتے چلے پیا مولین
آج بجادت میں چلی پی کا بدلہ لیں
ستی کہڑی پکاری جو سنئیے کنتہ ملن
اولے کا تو بدلہ دیا جیا وہ دیجئے پران

اور جو اس رسم کے مخالف ہیں وہ یوں کہتے ہیں ؎

ستیاں کو ستیاں جلیں پیا کے نال
ست سرا ہیئے اُنکا جو جلیں بنہال بنہال

میری نوٹ بک سے چند باتیں

خوشی کی بات

سچی راحت تنہائی میں رہتی ہے۔ اور وہ دھوم دھام اور شور و غل کے مخالف ہے سچی راحت انسان کی اپنی حالت سے پیدا ہوتی ہے یا چند منتخب دوستوں سے ؛

شکست رہنے سے خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کوئی شکست آدمی یا عورت کبھی خوش نہیں رہی۔ انسان کے لئے صرف اتنا ہی جاننا بس ہے کہ اس دنیا میں **نیکی** سے اور صرف نیکی سے راحت ملتی ہے۔ جھوٹی راحت مثل سکہ قلب کے ہے کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے چل جاتا ہے۔ لیکن جب اسکا امتحان کیا جاتا ہے تو اسکا **کھوٹ** معلوم ہو جاتا ہے۔ جھوٹی خوشی کا بھی یہی حال ہے ؛

جوانی انسان کی خوشی کا زمانہ نہیں۔ کیونکہ اُسوقت انسان زیادہ خوشی کی امید میں **مایوسی** کا مضمحل چہرہ دیکھتا ہے۔ زیادہ عمر پر زمانہ کا ڈھنگ دیکھکر اپنی خواہشوں کو مناسب حد کے اندر لاتا ہے تب اسکا مزاج دھیما ہو جاتا ہے۔ اور زندگی کا لطف ملتا ہے ؛

خطاب بسوئے امید (از حالی)

بس اے ناامیدی یوں دل بجھا تو ! ؛ جھلک اے امید اپنی آخر دکھا تو !
ذرا ناامیدوں کی ڈھارس بندھا تو ! ؛ فسردہ دلوں کے دل آکر بڑھا تو !

ترے دم سے مردوں میں جانیں پڑی ہیں
جلی کھیتیاں تو نے سرسبز کی ہیں

بہت ڈوبتوں کو ترایا ہے تو نے ؛ بگڑتوں کو اکثر بنایا ہے تو نے
اکھڑتے دلوں کو جمایا ہے تو نے ؛ اُجڑتے گھروں کو بسایا ہے تو نے

بہت تو نے پستوں کو بالا کیا ہے
اندھیرے میں اکثر اُجالا کیا ہے

جبہ سرشار۔ جب کرامول نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو انگلستان کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا چنانچہ ہر ایک قسم کے جرائم کیواسطے قسم قسم کی عبرت انگیز سزائیں تجویز کیں۔ مدہوش شرابیوں کے واسطے بھی ایک خاص قسم کا لبادہ طیار کیا جسے **جبہ سرشار** کہتے تھے۔ اسکی بھی عجب کیفیت تھی۔ ایک بڑا پیپا جسکے اوپر کو ایک سر سا بنا ہوتا اور دونوں طرف دو سوراخ ہوتے تھے جنکے بیچ سے سر اور ہاتھ

چھوٹی چھوٹی سوانح عمریاں

اسماء۔ حضرت ابوبکر صدیق کی بڑی صاحبزادی کا نام ہے انکا لقب ذات النطاقین تھا۔ حضرت زبیر کی بیوی تھیں۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی (جن کو حجاج نے سنہ ۷۳ھ میں شہید کیا) والدہ تھیں۔ آپ بڑی عقیل و ذی رتبہ بی بی تھیں جو ایسی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی رات کو حضرت اسماء نے اپنی نطق یعنے لنگی کو پھاڑ کر اُسکے دونوں ٹکڑے سے پیغمبر خدا کے لئے اسواسطے نذر کئے کہ ایک ٹکڑہ کا دسترخوان بنایا جاوے اور دوسرا ٹکڑا مشکیزہ میں باندھ لیا جاوے۔ جس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے اسماء! اس لنگی کے عوض میں اللہ تعالےٰ تجھکو جنت میں دو لنگیاں عطا فرما دیگا۔ اسی وقت سے آپکا لقب ذات النطاقین ہو گیا۔ ایکسو برس کی عمر میں اپنے صاحبزادہ کے انتقال کے تھوڑے دن بعد رحلت کی۔

امامہ۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی تھیں ان کی والدہ مکرمہ کا نام حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھا اور والد کا نام حضرت ابو العاص بن ربیع ہے۔ جبکہ یہ بچی تھیں تو آنحضرت صلعم اس سے بہت محبت فرماتے تھے۔ مروی ہے کہ آپنے اپنے دوش مبارک پر انکو سوار کر کے نماز پڑھی ہے۔

ام ایمن۔ صحابیہ تھیں حبش کی رہنے والی تھیں۔ اسامہ ابن زید کی والدہ تھیں۔ ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد نے آزاد کر دیا تھا۔ اور عبد الحبشی نام ایک شخص سے انکا نکاح ہو گیا۔ ایمن نام ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اور اسی سبب سے آپ کو **ام ایمن** کہنے لگے۔ عبد الحبشی کے مرجانے کے بعد ان کا دوسرا نکاح زید بن حارث سے ہوا۔ اس نکاح سے اسامہ ابن زید پیدا ہوئے۔ رسول صلعم آپ کی بہت خاطر و مدارات فرمایا کرتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جب آپ بہت روئیں تو لوگوں نے پوچھا۔ کہ اتنا کیوں روتی ہو؟ کہا کہ یہ تو یقین تھا کہ ایکدن پیغمبر صلعم کو وفات ہوگی۔ مگر رونا اسپر آتا ہے کہ اب وحی کا آنا بند ہو گیا۔ آہ!

ابی ابن کعب۔ اصحاب کرام میں سے تھے بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ صحابہ میں سب سے زیادہ ماہر قاری سمجھے جاتے تھے ایکسو ساٹھ سے زیادہ حدیث آپ سے مروی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد خلافت میں سنہ ۳۰ ہجری کے بعد رحلت فرمائی ؛

معلومات اور نئی باتیں

ملکہ معظمہ کا پسندیدہ کھلونا — ونڈسر کے کھلونوں میں جنکی تعداد بیشمار ہے ملکہ معظمہ کو سب سے بڑھکر ایک کھلونا پسند ہے جسمیں فلک کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔ اس عجیب و غریب کھلونے میں نظام فلکی کو پورے طور پر ظاہر کیا ہے۔ اور فلکی محور اور آفتاب دکھایا ہے۔ اسمیں چاند کا بھی ایک نمونہ ہے جو زمین کے گرد گھومتا ہے اور کل ستارے مع چھوٹے سیاروں کے نہایت مناسبت کے ساتھ ظاہر کئے ہیں۔ کرہ فلکی کی صحیح کیفیت حاصل کرنے کے واسطے اس کھلونے سے بڑھکر کوئی اچھی چیز نہوگی اسمیں زمین کو اپنے محور اور آفتاب کے گرد گھومتی ہوئی دکھایا ہے۔ اور اس سے معمولی سیاروں کی مختلف جگہوں کی سچی حالت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ کل ایک گھڑی کی طرح چلتی ہے

کاغذ کے ڈبے

امریکا میں اب ٹین کی بجائے کاغذ کے ڈبے طیار ہونے لگے ہیں جن میں اشیائے خوردنی رکھی جاتی ہیں۔ کیونکہ ایک مدت کے بعد ٹین کے ذریعے سے اشیائے خوردنی میں سمیت پیدا ہوتی تھی۔ لہٰذا۔ اب یہ خوف نرہا۔

مقناطیسی بید

ایک مقناطیسی بید ایسا ایجاد ہوا ہے کہ جو لوگ رات کو یا ادر خطرات میں باہر جاتے ہیں۔ ان کے لئے نہایت ہی کارآمد چیز ہے۔ اگر انسان یا کوئی حیوان اس مقناطیسی بید سے لگ جاوے تو وہ فوراً زمین پر گر پڑتا ہے۔

کرسی کا استعمال

سنہ ۲۳۰۰ قبل مسیح مصر میں کرسیوں کا استعمال ہونا ثابت ہے۔ چین میں ۱۲۰۰ سال قبل مسیح۔ اور ہندوستان میں ۱۱۰۰ سال قبل مسیح
خانگی کرسیاں معہ تکیوں کے ہندوستان میں سنہ ۱۳۰۰ء میں مروج ہوئیں۔ روم میں ایسی کرسیاں سنہ ۷۰ء میں رائج ہوئیں ؛

سرسری نظر

مسلمان کون ہے

آنریبل ڈاکٹر سید امیر علی صاحب نے اس سوال کے جواب میں یہہ بیان کیا ہے :-

مسلمانوں کی تہیالوجی (علم الہیات) اور فلاسوفی کو بغور پڑھنے کے بعد میری جو رائے قائم ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ ایک سچا مسلمان ہونے کے لئے کسی شخص کو یہہ ضروری نہیں ہے کہ وہ منجملہ ان فرقوں کے جن میں مسلمان بدقسمتی سے منقسم ہو گئے ہیں کسی ایک خاص فرقہ یا مذہب کے ساتھہ اپنا تعلق رکھے۔ میں انکار کرتا ہوں کہ یہہ خیال کہ ایک شخص کو ایک سچا مسلمان ہونے کے لئے کسی خاص مذہب کا پیرو ہونا لازمی ہے۔ اِس ملک کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دل سے اُڑ چکا ہے اس لئے کہ اہل ہند کے اہل سنت والجماعت کے درمیان غیر مقلدی جو پھیلی ہوئی ہے وہ اس بات کی کافی دلیل ہے کہ وہ مذہب اربعہ میں سے جن میں سنی لوگوں کی تقسیم ہوئی ہے کسی ایک مذہب خاص کی پیروی کو اپنے اوپر لازمی نہیں سمجھتے۔ اسلئے میں انہیں باتوں کو زور کے ساتھہ دہراتا ہوں جو میں نے اپنی تحریروں میں بڑے بڑے ربانی علما اور فلاسفہ کی سند پر لکھی ہیں کہ جب کوئی آدمی اسلام کے فرائض۔ یا یوں کہیئے کہ خدا کی توحید پیغمبروں کی رسالت اور صوم و صلوۃ وغیرہ کی آیندہ پابندی کو قبول کر لے اُسپر اسلام کے کسی خاص فرقہ یا مذہب کی پیروی لازم نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں مندرجہ بالا رائے ایسی ہے کہ اسکے ماننے میں کوئی کلام نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن سوال کا جواب جیسا کہ سوال کے لفظ چاہتے ہیں اس بات سے کل الوجوہ کافی طور پر ادا نہیں ہوا۔ ایک دو سطروں میں اسکا مفصل جواب چونکہ ہم نہیں دے سکتے۔ اس لئے فی الحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جامع جواب اس سوال کے جواب میں پیش کر دیتے ہیں جو ہمارے ناظرین کے غور کے لئے کافی ہے۔ **المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ** - مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھہ اور زبان سے عام بنی نوع انسان کو عموماً۔ اور مسلمانوں کو خصوصاً کوئی تکلیف ہرگز نہ پہنچے ؛

عظیم الشان ٹمپرنس کانگرس

سنہ ۱۹۰۰ عیسوی میں بمقام لنڈن ایک عظیم الشان ٹمپرنس کانگرس ہونے والی ہے۔ اُس کی شراکت کی دعوت آرک بشپ آف کنٹربری کی طرف سے ہوگی۔ اس قسم کی کانگرس (جس کی غرض منشی اشیاء سے پرہیز کرنا ہے) اس سے پہلے سنہ ۱۸۴۶ء میں منعقد ہوئی تھی۔ مگر اسوقت وہ صرف انگلینڈ اور امریکہ کی اضلاع متحدہ کے ٹمپرنس رفارمرز کا ایک مجمع تہا۔ مگر اب کے جو جلسہ ہوگا اُسکو سارے جہان سے تعلق ہوگا۔ مسٹر کین جو ہند کی ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے صدر ہیں ضرور ہند کیطرف سے اس جلسہ میں وکالت کرینگے۔ اور گورنمنٹ ہند کی پالیسی آبکاری کی نسبت کوئی معقول اور مفید ریزولیوشن کانگرس کی طرف سے پاس کرائینگے۔ اچہا ہوتا اگر ہندوستان کی بعض سرگرم ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے ایڈووکیٹ بھی اس جلسہ میں شامل ہوتے !

مراکو کی اندرونی حالت بدستور مخدوش ہے۔ کہیں سُورہ پُشت قبایل آپس میں مشغول پیکار ہیں۔ کسی جگہہ سلطانی افواج باغیوں کی سرکوبی میں مصروف ہیں۔ دوسری طرف متعدد یورپین سلطنتیں ان نقصانات کے ہرجانوں کا مطالبہ کر رہی ہیں جو اُن کی رعایا کو امیر مراکو کی رعایا کے تاخت وتاراج سے پہنچے ہیں۔ افسوس! یہہ اُس ملک کی کیفیت ہے جسمیں معدودے چند یہودیوں کے سوا باقی کل مسلمان قومیں آباد ہیں۔ مگر وہ اپنے گرد وپیش کی یورپین سلطنتوں کی ترقی اور دیگر اسلامی ممالک کی بربادی ومحکومی سے بالکل بے خبر ہیں۔ اور بدستور قعر جہالت میں غرق اور خواب غفلت میں مدہوش پڑے ہیں۔ اور کچہہ ترقی کرنا تو درکنار خانہ جنگیوں سے اپنی حیوانی طاقت کو بھی دن بدن زیادہ کمزور کرتے چلے جارہے ہیں ؛

الجزائر میں جہاں کہیں کوئی نیا گاؤں مسلمانوں کا آباد ہوتا ہے۔ تو فرنچ گورنمنٹ اپنے خرچ سے ایک مسجد بنا کر اُسکا ایک امام اور ایک موذن اور ایک خادم مقرر کر دیتی ہے جس سے باشندوں کی خاص تالیف قلوب ہوتی ہے ؛

لارڈ کرزن اور مے نوشی ؛

اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ چند سال پیشتر لارڈ کرزن نے ایک موقع پر فرمایا تہا کہ مے نوشی قوم کی پوست پر ایک بدنما جذامی دہبہ ہی نہیں بلکہ ایک ایسا پہوڑا ہے جو لوگوں کی زندگانی کو کہاتا جاتا ہے۔ اور ایسے بُرے اثر پیدا کرتا ہے جو ایک سال میں یا کسی کی زندگانی کے ساتھہ نابود نہیں ہوتے۔ بلکہ بطناً بعد بطن اور نسلاً بعد نسل برابر جاری رہتے ہیں۔ اور آخر کار عسرت۔ خرابی اور گناہ کا ایک تودہ پیدا کر دیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ممدوح کو ٹمپرنس کاز کے ساتھہ بڑی بہاری ہمدردی ہے۔ پس ملک کی حالت پر غم کہانے والی سوسائیٹیاں اسوقت خاموش نہ رہیں۔ اور گورنمنٹ کی پالیسی متعلقہ مسکرات پر صاحب ممدوح کو توجہہ دلائیں۔ اور ملکی خیر سگالی اور ہیومنٹی کے حامی اخبار اُن سوسائیٹیوں کا ہاتھہ بٹائیں۔ ان سب پر ہم کو لارڈ موصوف سے ایسی حالتیں امید کرنی چاہیئے کہ وہ بنفس نفیس ہی اس بڑی بہاری لعنت سے اہل ملک کو چھوڑانے کے لئے اُس پالیسی پر توجہہ فرمائینگے جو اب تک گورنمنٹ آف انڈیا نے اسبارہ میں اختیار کر رکھی ہے۔

حضور ملکہ معظمہ نے کینیڈا کے مسلمانوں کی عرضی کے جواب میں لکہا ہے کہ شہزادہ جارج کی تقرری کی ایک شرط لازمی طور پر یہہ رکہی ہے کہ وہ مسلمانوں کے مذہب اور حقوق کی برابر نگہداشت اور احترام کرتا رہے۔

مصری اخبار المؤید لکہتا ہے کہ بزرگان سوڈان کا خیال ہے کہ عنقریب اُن کا ملک ویران ہو جاوے گا کیونکہ ملکی کاروبار از سرتاسر بالکل بند ہیں۔ خدام حریت اور آزادی کے زعم میں کاموں سے دست بردار ہیں۔ اسلئے یہہ مشہور ہے کہ وکالت انگریزی اور چندے سے غلامی کو داخل سوڈان رکہنا چاہتی ہے۔

طرابلس الغرب میں گذشتہ تین سال سے خاطر خواہ ترقی ہے۔ والی ریاست اپنی رعایا کے ساتھہ نرمی اور اخلاق سے پیش آتے ہیں مظلوموں کی دادگستری ہو رہی ہے

جس طرح ابنائے وطن کی تعلیم و تربیت جاری ہے۔ اسی طرح لشکری لوگوں کو عثمانی قواعد سکھائے جاتے ہیں۔ حال میں صنعت اور حرفت کے مدرسے بھی کھل گئے ہیں۔ اور سرکاری کتب خانہ بھی کھولا گیا ہے۔ ملک کے نامی گرامی امرا عمدہ عمدہ اور نادر نادر کتابیں تحفتہً روانہ کرتے ہیں*

علم طب کی نئی ترقی

ڈیلی کرانیکل لکھتا ہے کہ مقام مٹیاپولی واقعہ صوبجات متحدہ امریکہ میں اندنوں ایک عجیب وغریب جراحی تجربہ ہوا ہے جس میں ایک جانور کی آنکھ انسانی پپوٹے میں لگا لی گئی۔ اور نابینا کو نظر آنے لگا۔ تجربہ ایک اندھی عورت پر ہوا۔ جس کی ایک آنکھ پندرہ سال سے اور دوسری چھ سال سے بیکار تھی۔ تجربہ دیکھنے کے لئے بہت سے ڈاکٹر بلائے گئے تھے۔ جن کو پہلے تو اعتبار نہ آیا۔ مگر آخر کار قایل ہوگئے کہ واقعی حیرت انگیز کامیابی ہے۔ ایک آلہ کے ذریعے سے جو خاص طور پر اسی کام کے لئے بنایا گیا تھا اُس عورت کی آنکھ کے بعض حصے نکالے گئے۔ اور جانور کی آنکھ کے وہی حصے ڈالے گئے۔ پھر باحتیاط ڈھکنا ڈھانک دیا گیا۔ اور آنکھ پر پٹی باندھی گئی کہ روشنی باہر نہ نکل جاوے۔ ایک ہفتہ کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کی آنکھ کے اصلی ٹکڑے اور جانور کی آنکھ کے ٹکڑے باہم پیوست ہوگئے ہیں۔ نتیجہ میں اسقدر کامیابی ہوئی کہ اب دوسری آنکھ پر بھی عمل کیا گیا ہے جو ایک ہفتہ میں روشن ہوجاویگی*

ممالک ایشیا

ممالک ایشیا وافریقہ کے موجودہ یورپین سیاحوں کا بیان ہے کہ مسلمان ایسے ایسے کٹھن اور نامعلوم علاقوں میں پائے گئے ہیں۔ جہاں اُن کے موجود ہونیکا پہلے کسیکو نشان وگمان بھی نہ تھا۔ بنابریں وہ قیاس کرتے ہیں کہ روئے زمین پر مسلمانوں کی تعداد جیسا کہ عام خیال کیا گیا ہے بیس پچیس کروڑ ہی نہیں بلکہ کم از کم ۴۰ کروڑ ہے۔ وہ اس امر کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ وحشی سے وحشی علاقہ میں رہنے والے مسلمان بھی لامذہب وحشی ولسیوں کے مقابلہ پر کمال مہمان نواز پاکیزہ اور راستباز اور معاملہ کے صاف ہیں۔۔

نیویارک (امریکہ) سے جہاں پہلے ہی کئی برسوں سے روزانہ اخبار عربی شایع ہوتا ہے ایک اور عربی اخبار موسومہ حدیقۃ العالم شایع ہونا شروع ہوا ہے*

مصری اخبارات

مصری اخبارات مخبر ہیں کہ حبشیوں نے سوڈان کے سرحدی قصبہ قالابات پر چند سپاہی بھیجکر اپنا جھنڈا نصب کرا دیا تھا۔ جس سے فارغ ہوکر سپاہی واپس چلے گئے۔ مگر جب وہاں کے شیوخ نے کرنیل پارسنز کو اس امر کی اطلاع دی تو اُس نے ایک دستہ بھیجکر حبشی علم پھنکوا دیا۔ اور انگریزی علم نصب کرا دیا۔ احمد فضیل درویش گورنر قضارف کی آخری شکست کی بڑی وجہ یہہ تھی کہ امیر ابابکر جو سابق امیر دارفر کا بیٹا ہے اپنے دو ہزار ہمراہی لیکر مصری انگریزی فوج سے جا ملا تھا۔

معلومات

معلومات نے بالکل سچ لکھا ہے کہ اجنبی دشمنوں سے بڑھکر خطرناک اندرونی دشمن ہوتے ہیں اور اندرونی دشمنوں میں سب سے خطرناک وہ سرکاری ملازم اور عہدہ دار ہوتے ہیں جو اپنی جہالت وسفاہت یا خیانت وبددیانتی اور بیدردی سے رعایا کو آزردہ کرکے جمعیت قومی کو پراگندہ کرتے ہیں۔ یمن جیسے اہم اور زرخیز صوبہ میں آئے دن بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں۔ نہ معلوم کہ اس کا حشر کیا ہو؟

ایک فاضل

ایک فاضل نامہ نگار نے کریٹ کی مستقبلہ حالت پر مضمون لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل بیت میں عجیب نتیجہ ظاہر کیا ہے وہ لکھتا ہے

کریت یا اھل اوروبا لکم شرر
ومعظم النار من مستصغر الشرر

یعنے اے اہل یوروپ! کریٹ تمہارے لئے چنگاری ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ اکثر بڑی سے بڑی آگ ایک چھوٹی سی چنگاری سے پیدا ہوتی ہے۔

الجزایر کا سرکاری عربی اخبار خوشخبری سناتا ہے کہ مغربی سوڈان یا سنی گال کے دو زبردست مسلمان قبایل کی خانہ جنگی کا باہمی مصالحت سے تصفیہ ہوگیا ہے جس سے اُس علاقہ کے جو گو نام نہاد طور پر فرانسیسی دائرۂ اقتدار میں داخل ہے۔ مگر عملی طور پر وہاں کی اسلامی حکومت خود مختار ہے۔ اور کچھ عرصہ تک اغیار کی محکومی سے محفوظ رہنے کی امید ہوگئی ہے۔ لیکن اس کے برعکس اس ملک کے ایک اور آباد اور زرخیز علاقہ کے چند مسلمان قبایل میں خانہ جنگی ابھی تک برابر جاری ہے۔ جسکا نتیجہ کل کے لئے نامبارک ہونا یقینی امر ہے۔

الجزایر کے گورنر جنرل نے مصری اخبارات کا جنہوں نے اسکے نوجوان فرزند کی بیوقت موت پر تعزیتی پیغام ہمدردی بھیجا تھا۔ عربی مراسلہ کے ذریعے سے شکریہ ادا کیا گیا*

طرابلس الغرب

طرابلس الغرب کے شرقی حصہ میں کئی برسوں کے امساک باران سے باشندے نہایت تنگحال ہورہے تھے۔ پچھلے مہینے باران رحمت کے نزول سے تمام مصیبتوں کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ اور اس نواح کے باشندوں نے بھی بطیب خاطر فوجی تعلیم اور مشق شروع کردی ہے۔

قدردانی اسے کہتے ہیں

پرنس بسمارک نے اپنی زندگی کے حالات لکھکر ایک کارخانے کے حوالے کردیئے تھے کہ انہیں اُن کے مرنے کے بعد شایع کیا جائے۔ کارخانہ نے پہلے ایک لاکھ کتاب شایع کی۔ مگر اشتہار ملنے کی دیر تھی کہ چند ہفتوں میں ۳ لاکھ ۸ ہزار درخواستیں معہ قیمت (تقریباً ۱۲ لاکھ روپیہ) موصول ہوگئیں۔ یہہ کتاب جرمن زبان میں ہے۔ انگریزی اور کئی دیگر زبانوں میں بھی اسکا دنوں میں ہی ترجمہ شایع ہوگیا۔ اور یہہ ترجمے بھی ہر ملک میں اب تک ہزاروں بک چکے ہیں۔

مصری اخبارات

مصری اخبارات شکایت کرتے ہیں کہ انگریزوں نے پہلے ہی مصریوں کے قبضہ میں انتظام کے متعلق کونسی بات رہنے دی تھی کہ اب جو قدرے قلیل رہ گیا ہوا ہے اسکے بھی چھیننے کے درپے ہورہے ہیں۔ زیادہ نالاحنی اسلئے پیدا ہوئی ہے کہ مذہبی عدالتوں کو بھی وزارت معدلت عامہ کے ماتحت کردیا گیا ہے۔ صیغہ تعمیرات کا ایک یوروپین ملازم ۵۰۰ پونڈ کے ضمن میں ماخوذ ہے*

دنیا میں سب سے قیمتی دوائی موسومہ فیسوستیگما ہے۔ جو آنکھ کے معالجہ میں استعمال کی جاتی ہے اس دوا کی ایک سیر کی قیمت

ہمارے محتشم ناظرین!

حسب وعدہ آج کا اخبار دو مختلف کاغذوں پر شایع ہوا ہے۔ سفید اور خاکی۔ جن احباب کی اطلاع سفید کاغذ کے لئے آچکی ہے اُن کی خدمت میں سفید۔ اور جن کی اطلاع نہیں آئی اُن کی خدمت میں مجوزہ کاغذ پر ارسال کیا جاتا ہے۔ اس تبدیلی کاغذ سے اخراجات میں جو کچھ زیادتی ہوتی ہے ہم اسکے متعلق ایزادی قیمت کے سوال کو ناظرین ہی پر چھوڑتے ہیں۔ شیخ عطا محمد صاحب مجوز اصلاح کاغذ نے ڈبل قیمت دینے کا اظہار کیا تھا۔ مگر ہمارے خیال میں موجودہ کاغذ کی صورت میں ڈبل قیمت زیادہ ہے۔ اس لئے ہم خود ہی اس تجویز کے مخالف ہیں۔ قیمت میں زیادہ سے زیادہ ایزادی عہ کی ہونی چاہیئے۔ اسلئے خاکی کاغذ پر جو سفید کاغذ کی نسبت مضبوط اور گراں قیمت ہے اصحاب کو للعہ قیمت دینی چاہیئے۔ لیکن اس خیال سے کہ ہم کو کامل طور پر ایسے احباب کا اندازہ ہو جاوے۔ ہم فروری ۱۸۹۹ء کے کل نمبر اس کاغذ پر اسی شرح سے شایع کرینگے۔ اور تجویز کے پختہ ہو جانے کی صورت میں اُن سے بشرح للعہ قیمت لینگے۔ ورنہ وہی معمولی قیمت۔ ہاں! اگر ہمارے سب خریدار بالالتزام دو دو خریدار پیدا کر دیں تو ہم اسی موجودہ قیمت میں مجوزہ کاغذ پر اخبار دے سکتے ہیں۔ لیکن اسی صورت میں کہ ہر واحد کم از کم دو دو خریدار پیدا کرے۔

مقدمہ کی تاریخ ۱۴ر فروری ۱۸۹۹ء مقرر ہوئی ہے اور اس مرتبہ یہ مقدمہ بمقام پٹھانکوٹ پیش ہوگا۔ انشاء اللہ نتائج حالات سے اطلاع دیجائے گی۔

بغداد میں کافی بارش ہو جانے کے سبب غلہ کی گرانی جاتی رہی۔

عباد الرحمٰن

(نمبر رابع)

عبد الرحمٰن کی چوتھی صفت والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما ہ (اُن عباد الرحمٰن کی ایک یہہ بھی شناخت ہے) کہ وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ خطا کاری کے طور پر خرچ کرتے ہیں۔ اور نہ جایز موقع پر دینے سے دریغ کرتے ہیں۔ بلکہ میانہ روی اور پسندیدہ طریق کو اختیار کرتے ہیں۔

یہہ آیت اگر غور کیا جاوے۔ اخلاق فاضلہ کی جامع نظر آویگی۔ چونکہ قرآن کریم کی تعلیم کا منشأ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ ہے۔ اسلئے ہر مقام پر جہاں اللہ تعالےٰ کوئی تعلیم دیتا ہے وہاں یہہ دونوں پہلو مدنظر رکھے ہوئے ہیں ابھی آپ پچھلے نمبر میں پڑھ گئے ہیں کہ عبادت الٰہی کی تعلیم تھی اور معاً اُسکے ساتھہ ہی یہاں شفقت علیٰ خلق اللہ کی ہدایت ہے۔ غرض یہہ قرآن کریم کی تعلیم کا ایک خاص طرز ہے کہ وہ ان دونوں پہلوؤں کو جن کے بدون سچا ایمان اور اُسکے ثمرات مترتب نہیں ہو سکتے یکجا رکھتا ہے۔

خیر الامور اوسطہا عام طور پر یہہ بات مسلم اور مستند ہے کہ میانہ روی بہترین چیز ہے۔ اخلاق فاضلہ کی تعریف ہماری خیال میں اس سے بڑھکر نہیں ہو سکتی کہ وہ افراط اور تفریط دونوں سے مبرا ہو۔ بلکہ دونوں کے درمیانی نقطہ کا نام ہے۔ ایک خط مستقیم کی تنصیف جو مقام ہے وہی اخلاق فاضلہ کی تہائی جگہ ہے۔ جب تک انسان اُس مقام پر چل رہا ہے۔ وہ اخلاق فاضلہ سے موصوف ہے۔ اور ذرا ادہر یا اُدہر آگے چلا جاوے گو وہ صراط مستقیم ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں اخلاق فاضلہ کی حد سے متجاوز ہو جاویگا۔

صراط مستقیم کا درمیانی مقام وہی مقام ہے جہاں انسانی اخلاق فاضلہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ ہمارے اس بیان سے کوئی یہہ نہ سمجھ لے کہ پھر آگے ترقی نہ کرنی چاہیئے۔ نہیں! ترقی ضروری ہے مگر وہ ترقی پھر اور ناموں سے موسوم ہے جس شئے کا نام اخلاق فاضلہ ہم کہتے ہیں وہ وہی مقام ہے جو عین درمیانی مرکز ہے۔ اُس سے آگے دوسرے مدارج ہیں۔ جن کا ذکر اس مقام پر مطلوب نہیں۔

اس آیت کا منشاء عام ہے اس آیت میں انفقوا کے لفظ سے صرف مال ہی مراد نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ اسکو عام سمجھنا چاہیئے یعنے اسمیں تمام آداب متعلق گفتگو۔ متعلق خرچ مال۔ اور معاشرتی۔ اور تمدنی وغیرہ جمع کر دیئے ہیں۔ یعنے ہر ایک امر میں محل اور موقع اور مقدار مناسبہ کا لحاظ رکھتے ہیں۔ اسراف کے معنے خطا کاری کے ہیں۔ اور خطا کاری کم میں بھی ہوتی ہے اور زیادہ میں بھی۔ فضول خرچی اس سے مراد لینا ہماری رائے میں ٹھیک نہیں ہے کیونکہ فضول خرچی کا لفظ محض افراط کیلئے پڑا ہوا ہے۔ حالانکہ اسراف تفریط میں بھی ہو سکتا ہے۔

پچھلی دعا کے مطلب پر غور کرو!!! جسمیں بتلایا تہا کہ عذاب جہنم سے بچنے کے لئے جو دعا مانگی گئی ہے وہ تمام راحتوں اور سکھوں کی جامع ہے۔ اب اس آیت پر غور کرکے اُس دعا پر نظر کرو۔ کہ کیونکر سب سکھ حاصل ہو سکتے ہیں؟ مضمون کی طوالت کا اندیشہ نہو تو ہم بصراحت اس امر کو بیان کریں۔ مگر یہہ صاف بات ہے۔

عباد الرحمٰن کی پانچویں صفت ولا یدعون مع اللہ الٰہا آخر (اور وہ (وہ لوگ ہیں) جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھہ دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔

توحید ہی تمام اخلاق فاضلہ کا سرچشمہ ہے اس مقام پر پھر یہہ خیال پیدا ہو سکتا تہا کہ پھر ضمناً یہہ ذکر ولا یدعون مع اللہ الٰہا آخر کیوں لایا گیا ہے؟ پس غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ اخلاق فاضلہ جو والذین اذا انفقوا میں بیان فرمائے ہیں۔ اُن کے حصول کے لئے بھی ایک ذریعہ ہے کہ ولا یدعون مع اللہ الٰہا آخر

(نوٹ) سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۰

خطبہ (موعظت)

جو ۲۷ جنوری ۱۹۰۹ء کو بمقام ولوار تناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے تین ہزار سے زاید آدمیوں کے عظیم الشان مجمع میں بروز جمعہ پڑہا۔ وہو ھذا

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰہم انفسہم اولئک ہم الفاسقون لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ۔ اصحاب الجنۃ ہم الفائزون

یہہ کلمات طیبات جن کو میں نے ابھی پڑہا ہے۔ قرآن شریف کی آیتیں ہیں جو خدا تعالےٰ کا کامل کلام ہے۔ ان پاک آیتوں میں تاکید یہہ ہوئی ہے۔ کہ **یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ الی الآیۃ** لوگو! مومن کہلاتے ہو (اور تم اس بات کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ گندوں اور ناپاک لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ پاک ہے پس وہ قدوس خدا پاکیزگی اور طہارت چاہتا ہے) تو پھر اس دعوے ایمان کے ساتھہ متقی بنجاؤ۔ اور متقی بھی ظاہر کے نہیں۔ اسلئے نہیں کہ لوگ تمہیں متقی اور پرہیزگار کہیں۔ یا مجلسوں میں تمہاری تعریف کریں۔ نہیں نہیں!! **اتقوا اللہ**۔ اللہ تعالےٰ کے متقی بنو۔ متقی کے لئے یہہ ضروری باتیں ہیں۔

اولاً ہر ایک کام جب کرو۔ اُٹھتے۔ بیٹھتے۔ چلتے۔ پھرتے۔ دشمنی میں۔ دوستی میں۔ عداوت اور محبت میں۔ مقدمہ ہو۔ یا صلح ہو۔ غرض ہر حالت میں یہہ امر خوب ذہن نشین رکھو کہ نہیں معلوم موت کی گھڑی کس وقت آجاوے۔ وہ کونسا وقت ہوگا۔ جب دنیا سے اُٹھہ جاوینگے۔ اور اُس وقت ماں۔ باپ۔ بیوی۔ بچے۔ دوست۔ یار۔ کنبے کے بڑے بڑے ہمدردی کا دم بھرنے والے انسان۔ مال۔ دولت۔ غرض کوئی چیز نہوگی جو اُسوقت ساتھہ دے سکے اُسوقت اگر کوئی چیز ساتھہ جا سکیگی تو وہ وہی انسان کا عمل ہوگا۔ خواہ اچھا ہو خواہ بُرا ہو۔ اور جیسا عمل ہوگا ویسا ہی اُس کا پھل ملیگا۔

جیسے تم ہر روز دنیا میں دیکھتے ہو کہ ایک زمیندار گیہوں کے بیج بوکر جو۔ یا جو بوکر گنے کا پھل نہیں لے سکتا۔ پس اسی طرح پر جیسے عمل ہونگے۔ بدلہ اُن کے ہی موافق اور رنگ کا ہوگا۔ یہی سچی بات ہے کہ بھلے کام کا پھل دنیا اچھا اُٹھاتی ہے۔ پس یہہ بات ضرور ضرور یاد رکھو کہ جن کی خاطر انسان عداوتیں اور دشمنیاں کرتا ہے۔ اور مکر و فریب اور کیا کیا شرارتیں کرتا ہے۔ وہ اُس آخری ساعت میں اُسکے ساتھہ نہ جاوینگی۔ اکیلا ہی آیا ہے اور اکیلا ہی چلا جائیگا بادشاہوں کی بادشاہت۔ امیروں کی امارت۔ دوستوں کی دوستی۔ کنبہ۔ گھر۔ پڑوس۔ گاؤں اور سارے شہر کے رشتہ دار یہیں رہجاتے ہیں۔ پس ان ساری باتوں کو غور کرو۔ اور موت کے آنے والی۔ اور یقیناً آنے والی اور نہ ٹلنے والی گھڑی کا خیال رکھو۔ اور اس خیال کے ساتھہ ہی کل کا فکر آج کرو۔ اور اپنے اعمال کا محاسبہ اور پڑتال کرلو۔ کیونکہ نیک بدلہ تب ہی ملیگا جب کہ اعمال بھی نیک ہونگے ۔

ثانیاً۔ متقی کے لئے ضروری ہے کہ اُسکا ایمان سچا ایمان ہو۔ اور اُس کے عقاید نیک عقاید ہوں۔ اور پھر اسپر اعمال بھی نیک ہوں ایمان کے اصول صاف ہیں۔ قدوس اور پاک خدا قدوسیت چاہتا ہے۔ ناپاک انسان پاک ذات سے تعلق پیدا نہیں کر سکتا۔ تم اپنے اندر اس بات کو دیکھو کہ کیا کوئی بھلا مانس اور شریف پسند کرتا ہے کہ وہ بدمعاش اور بدنام آدمیوں کے ساتھہ ملے اور تعلق پیدا کرے پھر اس پر قیاس کرو کہ وہ خدا جو قدوسوں کا قدوس اور پاک ہے۔ جو تمام محامد اور خوبیوں کا مجموعہ اور سرچشمہ ہے کب پسند کر سکتا ہے کہ گندے اور ناپاک لوگ اُس سے تعلق رکھہ سکیں۔ پس اگر خدا سے رشتہ قایم رکھنا چاہتے ہو اور اُس کو خوش کرنا پسند کرتے اور ضروری سمجھتے ہو تو خود بھی پاک ہو جاؤ۔ اور اُس پر سچا ایمان لاؤ کہ تمام محامد اور تعریفوں اور خوبیوں کے لئے وہی ایک پاک ذات سزاوار ہے۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرتا اور شفقت اور پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ تم بھی اُسکی مخلوق کے ساتھہ سچی محبت اور حقیقی شفقت کرو۔ اور رحم اور ہمدردی کے ساتھہ ایک دوسرے کے ساتھہ برتاؤ کرو۔ میں پھر کہتا ہوں۔ سوچو اور غور کرو! کہ تقوے کے سوا فائدہ نہیں۔ خدا تعالےٰ نے صاف صاف لفظوں میں اس بات کو کھول کھول کر بیان کیا ہے کہ مغرب یا مشرق کی طرف مونہہ کرکے نماز پڑہنا ہی نیکی نہیں بلکہ سچا ایمان خدا کو مطلوب ہے۔ اسلئے اسبات پر ایمان لاؤ کہ وہ خدا قدوس ہے۔ تمام رحمتوں۔ بزرگیوں اور سچائیوں کا سرچشمہ ہے۔ اور اُسکے قرب کے لئے ضروری ہے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی اُن صفات کا پورا لحاظ رکھیں۔

خدا تعالیٰ کی صفت ہے کہ بدکار اور غافل بھی اوسکی ربوبیت سے فیض پاتے ہیں اور حصہ لیتے ہیں۔ پس تم بھی خدا کی مخلوق کے ساتھہ مہربانی۔ نیکی اور سلوک کرنے میں مسلم۔ غیر مسلم کی قید اُٹھا دو۔ اور تمام بنی نوع انسان سے جہانتک ممکن ہو احسان کرو۔ خدا رب العالمین ہے۔ یہہ بھی رحیم للعالمین ہو جاوے۔ پس یہہ تقوے ہے۔

ایسے لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جن کی نسبت فرمایا کہ **نسوا اللہ فانسٰہم انفسہم واولئک ہم الفاسقون**۔ یعنے جنہوں نے اُس رحمت اور پاکی کے سرچشمہ قدوس خدا کو چھوڑ دیا۔ اور اپنی شرارتوں چالاکیوں۔ ناعاقبت اندیشیوں غرض قسم قسم کی حیلہ سازیوں اور روباہ بازیوں سے کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ مشکلات انسان پر آتی ہیں۔ بہت سی ضرورتیں انسان کو لاحق ہیں۔ کھانے پینے کا محتاج ہوتا ہے۔ دوست بھی ہوتے ہیں۔ دشمن بھی ہوتے ہیں۔ مگر ان تمام حالتوں میں متقی کی یہہ شان ہوتی ہے کہ وہ خیال اور لحاظ رکھتا ہے کہ خدا سے بگاڑ نہو۔ دوست پر بھروسہ ہو۔ ممکن ہے کہ وہ دوست مصیبت کے پیشتر دنیا سے اُٹھہ جاوے یا اور مشکلات میں پھنسکر اس قابل نہ رہے

حاکم پر بھروسہ ہو تو ممکن ہے کہ حاکم کی تبدیلی ہو جاوے اور وہ فائدہ اُس سے نہ پہنچ سکے۔ اور اُن احباب اور رشتہ داروں کو جن سے امید اور کامل بھروسہ ہو کہ وہ رنج اور تکلیف میں امداد دینگے۔ اللہ تعالیٰ اُس ضرورت کے وقت اُن کو اسقدر دُور ڈال دیوے کہ وہ کام نہ آسکیں۔ پس ہرآن خدا سے تعلق نہ چھوڑنا چاہیئے۔ جو زندگی۔ موت۔ کسی حال میں ہم سے جدا نہیں ہوسکتا۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے خدا سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ تم دُکھوں سے محفوظ نہ رہ سکوگے اور سکھ نہ پاؤگے۔ بلکہ ہر طرف سے ذلت کی مار ہوگی اور ممکن ہے کہ وہ ذلت تم کو دوستوں ہی کی طرف سے آ جاوے۔ ایسے لوگ جو خدا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں وہ کون ہوتے ہیں۔ یہہ وہ فاسق۔ فاجر ہوتے ہیں۔ اُن میں سچا اخلاص اور ایمان نہیں ہوتا۔ یہی نہیں کہ وہ ایمان کے کچے ہیں۔ نہیں۔ اُنہیں شفقت علیٰ خلق اللہ بھی نہیں ہوتی۔

یاد رکھو۔ کبھی یہہ بات نہیں ہوسکتی کہ قدوس کے متبع اور چیلے ناکس ذلیل ہوں۔ نہیں۔ وہ دنیا میں قبر میں۔ حشر میں۔ جنت میں عیش اور سچا آرام پاتے ہیں وہ اُن لوگوں سے جو آگ میں جل رہے ہیں برابر نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ وہ لوگ جو سچے راستباز اور متقی ہیں۔ اور ہمیشہ سکھ پاتے ہیں۔ یہہ لوگ ہی آخرکار کامیاب ہونے والے ہیں "

میں پھر آخر میں کہتا ہوں کہ کامل ایمان کے بدون انسان اُس درجہ پر نہیں پہنچتا۔ کامل ایمان یہی ہے کہ اسمائے الٰہی پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالےٰ ظالم نہیں ہے کہ ایک ناپاک اور گندے کو ایک پاک مومن سے ملادے اور گندے کو عزت دیوے۔ پھر کامل ایمان میں سے یہہ بات ہے کہ اللہ تعالےٰ کے وسائط پر ایمان لاؤ۔ یعنے ملائکہ پر۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لاؤ۔ وفادار ہو۔ عسر و یسر میں قدم آگے ہی بڑھاؤ۔ اور جزا و سزا پر ایمان لاؤ۔ نمازوں کو مضبوط کرو۔ اور زکوٰتیں دو۔ غرض یہہ لوگ ہوتے ہیں جو متقی کہلاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ آپ کو اور مجھ کو توفیق دے کہ ہم متقی بنجاویں۔ یاد رکھو کہ دنیا سے وہی تعلق رکھو جو خدا چاہتا ہے۔ آخر جیتے راستبازوں ہی کی ہوتی ہے اللہ تعالےٰ مخفی در مخفی حالات کا واقف ہے۔ ہمیشہ اُسکے پاک قانون کے متبع بنو۔ اور ہر حالت میں رضائے الٰہی کے طالب رہو۔ اور اُس پاک چشمہ سے دور نہ ہو ٭ آمین۔

مولانا مولوی نور الدین صاحب اور ایک طالب علم

مدرسے سے ایک طالبعلم کو دینیات کا سبق یاد نکرنے کیوجہ سے مولانا ممدوح کے پاس شکایت ہوئی آپ نے اُسکو بلا کر فرمایا "مجھے شکایت پہونچی ہے کہ تم نے دینیات کے پڑھنے سے انکار کیا ہے ایک شخص یہاں موجود ہے (ایڈیٹر الحکم کی طرف اشارہ) اور وہ گواہ ہے اُس نے کسی طبیب کا پیغام بھیجا کہ اولاد ہونے کے لئے میں اُس کا علاج کروں مینے اُسکو یہی جواب دیا کہ مجھے دیندار اولاد کی ضرورت ہے محض اولاد مطلوب نہیں پس میں دین کے سوا کسی چیز کو پسند نہیں کر سکتا۔ مدرسہ کے اجزا سے اگر کوئی غرض ہے تو دینی تعلیم اس لئے اگر تم دینیات پڑھنا نہیں چاہتے تو فی الفور یہاں سے چلے جاؤ۔ مینے امام کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اس لئے کوئی شخص جو میرے ساتھ کوئی تعلق رکھتا ہے لیکن دین کو دنیا پر مقدم نہیں کرنا چاہتا میرا اُس سے کچھ تعلق نہیں رہ سکتا تم کو یہ خوب معلوم ہے کہ میں یہاں کسی دنیا طلبی کے لئے نہیں بیٹھا دین کے لئے آیا ہوں اور صرف دین کے لئے پھر تم دیکھو کہ باوجودیکہ کوئی نہیں جانتا میرے مولا کریم کے سوا کہ وہ مجھے کہاں سے دیتا ہے پھر مینے تمہارے اخراجات باوجود ایسی حالت کے مساکین فنڈ سے نہیں دلائی میں نے خود برداشت کئے پھر ایسی حالت میں بھی اگر تم دین کو حاصل کرنا نہیں چاہتے تو میں تم کو اپنے پاس قطعاً نہیں رکھ سکتا۔ یاد رکھو دنیا میں میں کسی ایسے شخص کو جو دین سیکھنا نہیں چاہتا ہرگز اپنے پاس اپنی ساتھ نہیں رکھ سکتا کیونکہ میرا ارادہ میرا خیال کچھ نہیں رہا میں اُسے دوسرے کے ہاتھ پر بیچ چکا ہوں۔ پس میں پھر کہتا ہوں کہ بیوی ہو لڑکی ہو کوئی ہو اگر اُسے دینیات کی خواہش نہیں تو مجھے اُس سے کوئی غرض رہ نہیں سکتی۔

پاک شاعری

شان احمد راکہ داند خدا وند کریم
آن چناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورتِ ربِ رحیم
بوئے محبوبِ حقیقی میدمد از روئے پاک
ذات حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمد نمے بینم دگر عرش عظیم
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار
صد بلا را میخرم از ذوق آں عین النعیم
از عنایاتِ خدا و از فضل آں دادار پاک
دشمن فرعونیانیم بہر عشق آں کلیم
آں مقام و رتبت خاصش کہ بر حق شد عیاں
گفتمے گر دیدے ملح درین راہی سلیم
در رہ عشق محمد ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

کا انسان مصداق ہو سکتا ہے ایک ایسی مہلک بلا ہے کہ اس سے نہ سچے علوم حاصل ہو سکتے ہیں اور نہ اخلاق فاضلہ جو سچے علوم کے آثار شیریں ہیں۔ یہہ امر ہماری کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ اور نہ اس پر کسی بحث کی ضرورت ہے۔ اُن قوموں کو جو ایک خدا کو چھوڑ کر بتوں کے چکر میں آئی ہیں یا تینتیس کروڑ کی پوجاری بنی ہیں۔ دیکھہ سکتے ہو۔ عباد الرحمن کی صفت چہارم میں اخلاق فاضلہ کی کیفیت بتلائی اور صفت پنجم میں اُنکے حصول کا گر بتلایا ہے۔ اکائی پر ہی بڑے بڑے علوم کا مدار ہے۔ ذرا غور کرو۔ اور بلند نظری سے کام لو۔ حساب۔ ہندسہ وغیرہ کی اصل کیا ہے؟

عباد الرحمن کی چھٹی صفت } ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔ اور وہ کسی ایسی جان کے قتل ناحق سے بچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو۔

قتل نفس مختلف پیرایوں اور طریقوں سے ہوتا ہے۔ اسقاط حمل۔ لڑکیوں کو مار ڈالنا۔ عام طور ادویات مانع حمل کا استعمال وغیرہ۔ سب صورتیں قتل نفس کی ہیں۔ پس عباد الرحمن کی یہہ بھی ایک خوبی اور صفت ہے کہ وہ ان باتوں سے دور رہتے ہیں

عباد الرحمن کی ساتویں صفت } ولا یزنون۔ اور کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔ اس مضمون کو قتل النفس والے حصے سے بہت بڑا تعلق ہے کیونکہ قتل النفس کے لئے انسان کو بُرے اور ناپاک منصوبے زناکاری کی حالت میں سوچنے پڑتے ہیں۔ تاکہ افشائے راز نہو۔

زنا کی مختلف قسمیں ہیں۔ آنکھہ کا زنا بدنظری ہے۔ زبان کا زنا گندی اور ناپاک باتیں ہیں۔ کانوں کا زنا یہی ہے کہ بدکاری کی داستانوں کا سننا۔ ایسا ہی ہر عضو کے متعلق زنا کا گناہ ہو سکتا ہے۔ مخالطت ناجائز زنا کی تکمیل کا نام ہے۔ پس یاد رکھو کہ مومن اور عبد الرحمن کی یہہ شان ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے محترز رہتے ہیں۔ کاش ! ہمارے مخالف قرآن کریم کے الفاظ پر نظر کر سکتے تو اُن کو معلوم ہوتا کہ قرآن کیسے لطیف پیرایہ میں مختصر طور پر ایک عظیم الشان مضمون بیان کرتا ہے (اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم) ؀

بعض نوٹس

لا تقف مالیس لک بہ علم } اُس سے بڑھ کر خطاکار انسان کون ہو سکتا ہے جو کسی نامعلوم واقعہ پر اپنی رائے ظاہر کرے اخبار وکیل نے ۳۰ جنوری کے اشیو میں ایک بڑی ذمہ داری کا نوٹ لکھا ہے جو "قوم کی بدبختی" کے عنوان سے لکھا گیا ہے اس کے اول حصے سے تو ہم متفق ہیں لیکن اُسکے آخری حصہ کے لئے وکیل کو اُس حصۂ آیت کی طرف توجہہ دلاتے ہیں۔ جو اس ریمارک کے عنوان میں ہم نے لکھی ہے فی الحال ہم اشارتًا ہی تبلیغ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اُمید کرتے ہیں کہ اخبار وکیل اُس ریمارک پر مزید غور کریگا۔ پھر اُسے معلوم ہو جائیگا کہ برسر حق کون ہے؟

ہاں ! ہم یہہ کہدینا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ قوم کی بدبختی اس سے بڑھکر کیا ہوگی کہ وہ اُس امام کو شناخت نہیں کرتی۔ جو اُسکی اصلاح کے لئے مامور ہو کر آیا ہے۔ اور اس عدم توجہی کے ذمہ دار وہ علماء ہیں جو قوم کی راہ میں ایک سد راہ ہو رہے ہیں۔ اور جن کے گھروں میں بجز کفر کے اور رکھا ہی کچھہ نہیں ؀

عبادت اسلام } لورپول کے ایک عیسائی اخبار کے کرسچن ایڈیٹر نے اعتراف کیا ہے کہ "عبادت کرنے میں مسلمان سب سے اول اور سب سے بہتر ہیں" اب سوال یہہ ہے کہ کیا ایک شخص ایک امر قابل تعریف کا اعتراف کر کے بھی اس سے احتراز کرتا ہے؟ لاریب جس شخص کا کانشنس بیدار ہو اُسکو تو سر تسلیم رکھدینے کے بدون چارہ نہیں۔ لیکن ہاں جس کا دل اور دماغ عداوت کے تاریک بخارے دھندلا گیا ہو وہ حق کو حق مان کر بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہی حال اس کرسچن کا معلوم دیتا ہے۔

بہر حال ہم اُسکے اس جملہ کو سلیم الفطرت اور سعید از لی اشخاص کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسلئے نہیں کہ ہم اس مقولہ کو سند دکہانا چاہتے ہیں نہیں بلکہ اسلئے کہ کم از کم عبادت اسلام کے طریق پر غور تو کیجاوے جو نور اور حقانیت اُسمیں ہے وہ خود ایک مستقل مزاج انسان کو اپنی جہلک دکہا سکتی ہے ؀

المنار مصری اخبار میں شعبان کے کسی اشو میں "**اصلاح دین**" کے عنوان سے ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے۔ ہم نے اُس آرٹیکل کو ایسے طور پر سنا ہے کہ گویا خود پڑہا ہے۔ اُسکا لُب لباب اور خلاصہ یہہ ہے کہ اصلاح دین جب ہو سکتی ہے کہ خلیفۃ المسلمین (بحیثیت سلطان روم) اس امر کی طرف توجہہ کرے اور اُسکی راہ یہہ ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک مجلس منعقد ہو۔ اور اختلافی مسائل کو چھوڑ کر متفق علیہ مسائل کو شائع کیا جاوے اور اس مجلس کا جنرل اجلاس ایام حج میں ہوا کرے۔ وغیرہ وغیرہ ؀

ہمارے خیال میں اول تو ایسی کسی مجلس کے انعقاد و قیام سے بالکل نا امید ہونا چاہئیے۔ اور اگر کوئی کمیٹی اس قسم کی ہو سکتی ہے تو ہم کہینگے کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے کچھہ بھی مفید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اسوقت مختلف ممالک اور مختلف شہروں میں متعدد اور مختلف کمیٹیاں اور مجلسیں مسلمانوں کی موجود ہیں۔ مگر سوال یہہ ہے کہ باوجود ادعائے اصلاح دین وہ کہاں تک اس مطلب اور مقصد میں کامیاب ہوئی ہیں۔ ہمارے اگلے اشیو میں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کا ایک خطبہ درج ہوتا ہے جسمیں اس مضمون پر ضمناً اور مختصر گفتگو ہے۔ المنار کا یہہ خیال جو اس آرٹیکل کی تہ میں ہے بیشک قابل قدر ہے۔ کہ وحدت ارادی مسلمانوں میں قائم ہو۔ لیکن جس طریق پر وہ اُسے قائم کرنا چاہتا ہے۔ وہ طریق نفاق اور ریا کے بڑہانے والا ہے جو اصلاح دین کی بجائے تخریب دین اور پھر اُس سے تخریب اہل اسلام کا موجب ہو سکتا ہے۔ وحدت ارادی کے پیدا کرنے کے لئے ہم کو اُس طریق اور سنت پر نظر کرنی چاہئیے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے

ہمارے پاس ایک عظیم الشان نظیر عرب کی کینہ توز اور جنگجو بیکار جسم قوم کی موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشتر جو حالت خیر نما عرب کی تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مگر اسکے بعد اُن میں الفت اور مروت کی روح کس ذریعہ سے پہونچی گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے آیا۔ اسی طرح پر دنیا میں مجلسیں اور سوسائٹیاں ہیں۔ اور رسم کہتے ہیں کہ باوجود ایک مجلس کہلانے کے ایک دل کا حکم رکھنے کے اُن میں دھڑا بندیاں۔ پارٹیاں ہیں۔ بظاہر ایک دوسری سے ملتی ہیں۔ لیکن دل میں منتظر موقع ہیں۔ پس ایسے مجمعے خواہ وہ سلطان روم کے زیر سایہ ہوں۔ خواہ شاہ ایران کی سرپرستی میں۔ ہماری رائے میں کبھی بھی وہ سرسبز نہیں ہو سکتے۔ جب تک اُن کا تعلق اُس روح کے ساتھ نہ ہوگا جو بلا واسطہ اُس ذات سے تعلق رکھتی ہے جو لاریب ایک ہی ہے ؎

خدا واحد خدا ہے۔ وہ توحید کو پسند فرماتا ہے پس وہ وحدت۔ وہ یگانگت جو خدا تعالیٰ کا منشاء اُسکی ذات بے ہمتا کا اقتضا ہے اُسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جس طرح وہ چاہتا ہے اور وہ وہی طریق ہے جو ابتدائے آفرینش سے چلا آیا ہے۔ اور اب بھی قایم ہے دنیا میں **ایک امام موجود ہے** جو دین کا خلیفہ ہو کر آیا ہے۔ پس اُسکے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنے سے وحدت کی روح پہونچ جا سکتی ہے۔ اور ہم اسکا تجربہ کرکے دیکھ رہے ہیں۔ اور صحابہ کرام کی ایک زبردست شہادت ہمارے پاس موجود ہے۔ پس اگر دنیائے اسلام میں وحدت انسانی کی ضرورت ہے اور ہم کہتے ہیں ہے اور ضرور ہے۔ تو یاد رکھو کہ اسکے لئے ایک یہی راہ ہے جو خود خدائے یکتا نے اپنے ارادے اور اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔

ہمارا ارادہ ہے کہ المنار کے اس آرٹیکل پر ذرا البسط کے ساتھ لکھیں ؎

بدعت کی تاریکیوں میں سُنت کی جھلک
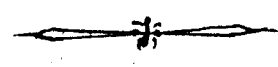
مصری المنار ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے لکھتا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ اب مسلمانوں کے ہر طبقے سے چند لوگ خواب غفلت سے بیدار ہونے لگے ہیں اور بتدریج اصلاح اور درستی کے زینے پر چڑھتے نظر آتے ہیں جس طرح بعض فضلا نے بدعتوں کا بیج بویا تھا اُسی طرح بعض شیوخ اُن پودوں کے قلع و قمع کی طرف متوجہ بھی ہو گئے ہیں امید ہے کہ لوگ ایسا ہی ایک دوسرے کی تقلید امور خیر میں کیا کریں گے ہم نے بارہا درج اخبار کیا ہے کہ مصری صلحا اور اولیا کی تقاریب مولود میں لگا تار بدعتوں کا مینہ برستا رہتا ہے مریضان مایوسی کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ رسم بد مصر سے ہرگز دور نہ ہوگی۔ ہم نے اس خیال کی تردید تحریر سے کی تھی۔ اب بعض فضلا نے قول سے اُس کا ثبوت بھی دے دیا ہے۔ گزشتہ ہفتہ میں ولی مشہور رسیدی دمرداش المحمدی قدس سرہ کے عرس کی تقریب پر ایک بڑا مجمع ہوا۔ اہل بدعت نے معمول قدیم کے موافق مسجد دمرداش کی اطراف و جوانب میں میراثیوں اور رقاصوں کے واسطے ڈیرے نصب کرنے اور ناجائز مجمع کی دھوم دھام کا انتظام کیا۔ دمرداشی طایفے کے استاد اکبر شیخ عبد الرحیم کا حکم ہوا کہ ڈیرے سب اکھیڑ دئے جائیں اور اہل بدعت سب نکال دئے جاویں۔ اس حکم کے ساتھ کسی کو چون و چرا کی طاقت نہ تھی۔ مصر میں یہ اول مولود عرس ہے جس میں منکرات کا کوئی بازار قایم نہ ہوا اور میراثیوں رقاصوں کا اکھاڑا نہ جما بلکہ دوسرے کھیل تماشوں سے بھی یہ عرس پاک اور طاہر رہا۔ جمعہ کی شب میں شیخ موصوف الیہ مع خلفا و مریدین اپنی خلوت سے جلوت میں آئے۔ جبکہ اہل اعتقاد اور تماشائیوں کا بڑا مجمع تھا۔ گروہ دمرداش کا لباس سب سفید اور پاک و صاف اور اُن کا مبارک جلسہ راگ بازی اور مزامیر سے معرا تھا۔ اگر دوسری شیوخ طریق بھی یہی راہ چلیں تو مناسب ہے۔

کریٹ کیلئے جو نیا علم تجویز ہوا ہے اس کا یہ نقشہ ہے ایک بڑی سفید صلیب پھر ہرے کو چار مساوی حصوں میں تقسیم کر رہی ہے دونوں نچلے اور اوپر کے دائیں حصہ کی زمین نیلگوں۔ اور چوتھے مربع کی زمین جس پر پانچ کرنوں کا ستارہ بنا یا گیا ہے سرخ ہے کرمٹی مسلمان اس علم کو ناپسند کرتے ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ اس سے ترکی سیادت کا اچھی طرح پتہ نہیں ملتا۔ یعنی ستارہ کے ساتھ ہلال بھی ہو جانا چاہیئے تھا۔

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ ے، خالص میرہ فی ماشہ عہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتھر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ یا ڈنڈ کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالکلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور وہ اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ہسپتال تاریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک دوکاندار مسی دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا لا پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان عظیم و ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز نہ کھو دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہسپتال اسسٹنٹ کوٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان دُرّانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر علی محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان -

۶ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو انعام کہ الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۶ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ال ۔ ے

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

نمبر ۶ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۰ر فروری سنہ ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مدد ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ پچاس فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار مضامین ہزار چھاپکر مفت تقسیم کردیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کریں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ ینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پرانے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ۱۲ر سے لیکر ۱۰ روپیہ تک۔ پانسے ۱۲ر سے لیکر ۱۰ روپیہ تک۔ ہے روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈبے جس قسم کے چاہیں فوراً بھیجے جائیں گے۔

۴۔ بدیائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے لوہ والنہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلیے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند
کمیشن ایجنٹ
کٹرہ بھاگ سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر پنجاب

عجیب و غریب و دلچسپ کتابیں ؟

مکافات عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلم کے ناول دیجر از دف سن (ذبیحہ گناہ) کا ترجمہ

اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجے کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلیٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں نے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا لوہا منوایا۔ مصنف والا تبار نے مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے۔ اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی متقن کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں رہا۔ ایک مسلمان۔ ترک **حلیم بے** اور یورپین لیڈی بلنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے بالمقابل دو یورپین **میسٹنگز** اور **مس موتا** کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جابجا **آیات قرآنی** کا حوالہ دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب **اسلامی ناول** کو پڑھ کر خوش ہو گا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات میں۔ کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس رسالہ نے عام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اسکی خریداری کیجیے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴ر

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں قیمت ۔

کلمات طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب و مفید ہیں۔ قیمت ۔

فیوض الحرمین۔ اسم بامسمیٰ کتاب ہے۔ قیمت ۔ ۱۰ر

منبع العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۔ ۱۰ر

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶ر

فخر البلاد۔ یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت ۔ ۔ ۴ر

عید المومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدر آباد دکن کی تالیف ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶ر

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سر سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا سر سید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴ر

مترجم دو دتاج لکھی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ار

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴ار

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۸ر

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ باید و شاید۔ حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سوانح عمری ہے مگر درحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف اور اس کے متعلقات کے بھی ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴ر

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پُر مضمون اور پُر مغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکے دلدادہ اور فدائی ہیں۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۱۴ر

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبد الرحمٰن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی مداح ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲ر

دیوان عزیز۔ یہ دیوان بھی منتخب استادانہ کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جس کا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵ر

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھیے اور مصنف کو داد دیجیے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ و صلِّ علیٰ قیمت ۔ ۔ ۳ر

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس امرتسر کے نام ہوں۔

میری نوٹ بک سے چند باتیں

محنت

کوئی چیز ایسی مضرت رساں نہیں جیسا کہ وقت کا فضول ضایع کرنا - کیونکہ انسان کا دل چکی کی مانند ہے کہ جسمیں اگر گیہوں پیسا جاوے تو آٹا ہو - اور خالی گہمائی جاوے تو اُسکا اپنا ہی نقصان ہو (مقولہ مدشل ہال)

میں کبھی یقین نہیں کرسکتا کہ کسی بیکار آدمی کو سچی خوشی حاصل ہوسکے - (لارڈ ڈربی)

فراست

ہم تو چاہتے ہیں کہ دوسرے فرشتہ بنجاویں - مگر اپنے آپکو فرشتہ بنانے کی کوشش نہیں کرتے -

فراست ایک قسم کا الہام ہے - اُس سے جبہی نبوت کا خیال ہوتا ہے - مومن کی فراست سے ڈرو -

فراست میں کوئی نہ کوئی خدائی بات ہے جو دل کے جملہ خاصیات سے بڑہکر ہماری بہبود کیونکو درست کردیتی ہے -

زندگی

انسانی زندگی کی نمود ایک ایسے بحر ذخار کیطرح ہے جو متواتر زور سے بہ رہا ہے

زندگی کی تکالیف پر غور کرنا دانا کا کام ہے - اور بات بات پر شک کرنا بیوقوف کا فرض ؛

نہ اپنی زندگی کو ایسا پیار کرو اور نہ اُس سے متنفر ہو - جتنی دن جینا ہے - پاکیزگی اور صلح کاری سے بسر کرو ؛

خطاب بسوئے صبر

اے صبر تجھکو آپ خدا نے بنایا ہے - رحمت نے اُسکی دودہ تجھکو پلایا ہے

پیغمبروں نے گود میں تجھکو کھلایا ہے - اے لاڈلے تو انکھوں نے سر پر بٹھایا ہے

اسواسطے اے صبر تو دُرِّ یتیم ہے ... باغ نشاط دہر میں باد نسیم ہے

اے صبر مقبلوں کا تو جاہ و جلال ہے - اے صبر منعموں کا تو مال و منال ہے

صاحبدلوں کا صبر ہی حسن و جمال ہے - تیغ ستم کے واسطے یہ صبر ڈہال ہے

خار مغیلاں جو گردا ہی کر گروا نہ جانیے ... قند و نبات کی ہی سی جس کا ذائقہ

ہر چند اسکو دیکھا ہی روز مشا میں - ایوب کیسے ہی دیکھا ہی اسکو لحاف میں

دیکھا ہے اسکو کعبہ نے طواف میں - مسجد میں معتکف ہے ہی اعتکاف میں

یہ نہ کہا گیا ہے ناگردعش سگاف کے ... نفرت مدام اسکو ہی لاف و گزاف سے

(احمد حسین)

چہوٹی چہوٹی سوانح عمریاں

ابی ایوب انصاری (خالد بن زید خزرجی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحاب کرام سے ہیں - جب حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تہی - تو مسجد اور حجرۂ مبارکہ تیار ہونے تک آپ کے ہی گہر میں رونق افروز رہے - آپ غزوۂ "بدر" "احد" اور "خندق" میں شریک رہے ہیں - حضرت معاویہ نے جبکہ سنہ ۵۰ ہجری یا ۵۱ھ میں قسطنطنیہ پر لشکر روانہ کیا تو حضرت خالد کو بہی تیمناً ساتہ کردیا تہا - جہاں پر بیمار ہوکر شہر پناہ سے باہر انتقال فرمایا - بہت سے برسوں کے بعد جبکہ سلطان فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا - تو حضرت شمس الدین ولی کے ذریعے آپکے دفن کا مقام قرار دیا گیا - حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے قریباً ڈیڑہ سو احادیث مروی ہیں ؛

ابو ذر غفاری - جندب بن جنادہ - اعلیٰ رتبہ کے صحاب کرام میں سے تہے - ذر عربی میں چہوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں - اور چونکہ آپکے صاحبزادہ کا قد و قامت چہوٹا سا تہا - اسلئے آپ (ابوذر) کے نام سے مشہور ہوگئے تہے جب مکہ فتح ہوا تو بنی غفاری جو ان کی قوم سے تہے ان کے افسر تہے - صداقت اور استقامت آپکی ضرب المثل ہیں - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت کے بعد شام کو چلے گئے - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک وہیں رہے - مگر حضرت معاویہ کی طرف سے شکایت ہونے کی بنا پر شام سے مدینہ منورہ کے پاس ربذہ گاؤں میں بہیجدئے گئے - جہاں پر سنہ ۳۲ھ میں بحالت غائت تنگی و افلاس وفات پائی - اتفاقاً اُس وقت پر عبد اللہ ابن مسعود کا وہاں گذر ہوا - جنکی طرف سے مراسم تدفین و تکفین ادا کی گئیں - حضرت ابوذر فرمایا کرتے تہے کہ اگر جہک کر تہک جانے تک نماز پڑہا کرو - مگر اُسکا فائدہ اُسوقت تک نہوگا جب تک آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ محبت پیش نہ آؤ !

ابو رافع - ابراہیم - جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تہے - ابو رافع کی بڑی خدمت یہ تہی کہ وہ جناب سرور کائنات کے اسباب سفر کو درست رکہا کرتے تہے - آپکا نکاح نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اپنی آزاد کردہ جاریہ (سلمی) سے کردیا تہا ؛

معلومات اور نئی باتیں

کرۂ زواہر :- شاہ ایران نے پیرس سے ایک کرہ منگوایا ہے جو بڑا ہی قیمتی ہے - اُسمیں کل ممالک جواہر سے دکہائے گئے ہیں - مثلاً اٹلی پکہراج کا - فرانس نیلم کا - انگلینڈ یاقوت کا اور روس ہیرے کا دکہایا گیا ہے - اور سمندر زمرد کے دکہائے گئے ہیں -

قدرتی سیاہی کا درخت :- نیوگرینیڈا میں ایک قسم کا درخت پیدا ہوتا ہے جس کو ایک مینٹ کہتے ہیں - اُسکا رس مثل سیاہی کے مستعمل ہوتا ہے - اس سے لکہے ہوئے حرف پہلے سرخ پہر سیاہ ہوجاتے ہیں - اور صفحہ قرطاس سے محو نہیں ہوتے -

ملکہ معظمہ کی پرائیویٹ ریلوے گاڑی کی قالین کی قیمت ۵۰ پونڈ ہے - پردے چاندی کے ڈنڈوں پر آویزاں ہیں اور ڈنڈوں پر چہوٹی چہوٹی سنہری مورتوں پر جنمیں ہر ایک کی قیمت دس گنی ہے رکہی ہوئے ہیں - دروازوں کے دستوں کی قیمت ۵۰ پونڈ ہے - کل ستون میں ۶۰۰۰ پونڈ کی لاگت آئی ہے

سن ہجری چونکہ قمری گردش کے حساب سے محسوب ہوتا ہے - اور اسی لئے عیسوی سن کی نسبت دس روز چہوٹا ہوتا ہے - یعنے ۳۶ سال کے بعد ایک سال کا فرق پڑجاتا ہے اس حساب سے ۲۰۹۵۸ سال کے بعد عیسوی اور ہجری سن برابر ہوجاوینگے اور ۲۳۰۱۰ سال بعد ہجری سن ہندوؤں کی سمت کے برابر ہوجاویگا ؛

نیا شہر :- آبشار نیاگرا کے کنارے پر علوم حال کے اصول پر ۲۵ میل مربع میں ایک شہر تیار ہوتا ہے جس میں روشنی اور گرمی قوت برقی کے ذریعے سے پہنچائی جاویگی - اور تہوڑے خرچ سے بہت سے آرام اور فوائد اس شہر کو پہنچینگے - جو شاید دنیا میں کسی کو میسر نہوں - کیونکہ جو قوت برقی اس روشنی اور گرمی کی بہم رسانی کے لئے درکار ہوگی وہ اس دریا کے عظیم الشان آبشار سے مفت حاصل ہوجایا کریگی ؛

ایک جدید قسم کا بلاٹنگ پیپر ایجاد کیا گیا ہے جو کاغذ سے سیاہی کے داغ دور کردیتا ہے ؛

دنیا میں سب سے گراں قیمت دوا لی فیٹو سگما ہے جو امراض چشم میں استعمال کی جاتی ہے - جس کی ایک سیر کی قیمت

خطبۂ موعظت

جو ۱۰ فروری سنہ ۹۹ء مطابق ۱۲ رمضان الکریم ۱۳۱۶ھ جمعہ کی المقدس کو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑہا۔

الحمد لله رب العالمين مالك يوم الدين والصلوة والسلام على رسوله الامين محمد وآله واصحابه اجمعين - اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويقيمون الصلوة ويوتون الزكوة ويطيعون الله ورسوله اولئك سيرحمهم الله ان الله عزيز حكيم ۝

مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسری کے رفیق اور مددگار ہوتے ہیں۔ اور پسندیدہ باتیں دوسرے لوگوں کو سکہاتے۔ اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔ نمازوں کو قایم کرتے ہیں۔ اور زکوۃ دیتے ہیں۔ اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا انجام یہہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ بہت جلد فضل کریگا۔ اور اُن کی کوششوں کو بامراد کریگا۔ اللہ تعالےٰ بہت عزت والا اور غیور خدا ہے۔ اُسکی باتیں بڑی پکّی ہیں اور وہ ٹلتی نہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اُس مضبوط اور مستحکم قاعدہ کو بیان فرمایا جو کسی قوم پر اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحم کے لئے اُس نے مقرر فرمایا ہے۔ وہ قوم وہ لوگ کیسے ہوتے ہیں؟ سب سے اوّل اور مہتم بالشان نشان اُنکا **ایمان** ہے۔ وہ مومن ہوں خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں۔ بضاعت ایمان رکہنے کی حالت میں اُن کی کامیابیاں اور برکات الہیّہ کا مورد بنانا اُس جنس کے لحاظ سے نہیں ہوگا جو عام طور پر اُن میں بطور امتیاز قایم ہے۔ بلکہ مساوات ہوگی۔

دوسرا نشان اُن کا یہہ ہے کہ صرف **ایمان** ہی نہیں بلکہ اُن کے باہمی تعلقات میں محبت اور موافقت ہو۔

ہم دیکہتے ہیں کہ اللہ جلشانہٗ نے اس دنیا کے نظام میں ایک یہہ ضروری بات رکہدی ہے۔ کہ وہ اتفاق باہمی اور نیک نیتی سے چلتا ہے۔ ایک دوسرے کی سچی اعانت اور حقیقی ہمدردی اور باہمی امداد سے کل انتظام وابستہ ہے جہاں اتفاق نہو۔ بلکہ پہوٹ ہو۔ دل اور زبان ایک نہوں ایک دوسرے کی جڑ کاٹنے کی فکر میں ہو۔ ایک بہائی دوسرے بہائی کی تذلیل اور تحقیر کے درپے ہو۔ وہاں اللہ تعالیٰ کا فضل اُسکی برکت نہیں آتی۔ بلکہ وہ جگہہ۔ وہ قوم۔ وہ جماعت جس میں پہوٹ اور نفاق ہے اُسکا نام و نشان اُٹھ جاتا ہے۔ اور وہ ذلیل و تباہ ہوکر خاک میں مل جاتی ہے۔

اس سے پیشتر اللہ تعالےٰ نے منافقوں کے نشان بیان فرمائے ہیں۔ اور وہ اُن صفات سے بالکل برخلاف ہیں۔ یعنے وہ باہم ایک دوسرے کے معاون اور سچے غمخوار نہیں ہوتے۔ اُن میں موافقت اور موانست باہمی حقیقی طور پر نہیں ہوتی۔ اُن کے دل اور۔ اور زبان اور ہوتی ہے۔ وہ کسی مجلس میں نیک بات سیکہنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نہ کسی کو کوئی بہلی اور پسندیدہ بات تبلاتے اور نہ بُری باتوں سے روکتے اور منع کرتے ہیں ایسے لوگوں کا نشان تبلایا کہ **اولئك هم الخاسرون** یہہ لوگ کامیاب نہیں ہونگے۔

چونکہ یہہ بات ضروری اور واقعی تہی کہ معلوم ہو کہ ایک جماعت واقعی سچا اتفاق رکہتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ہی کے لئے اُسکے دلوں میں اُلفت اور سچی محبت ہے۔ اور اُن میں نفاق کا کوئی شعبہ نہیں ہے۔ پس یہہ بات آسانی سے معلوم ہوگی۔ درخت اپنے پہل سے پہچانا جاتا ہے۔ لکائین کے درخت کے نیچے کہڑے ہوکر درخت کی بابت کسی منطقی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ گلے کی رگیں پہیلا پہیلا کر گفتگو کی حاجت نہیں۔ بلکہ اُسکا پہل ایک زبردست شہادت ہے۔ پس آسان بات ہے کہ اُسکا پہل چکہہ لیں۔ اسطرح پر اللہ تعالےٰ نے ایک پہل بتلایا ہے **اولئك سيرحمهم الله** یعنے آخری کامیابی دکہا دیگی۔ کہ وہ حقیقتاً مومن ہیں۔ اور تمام صفات موسومہ کے سچے مورد و موصوف ہیں۔ اور ایسے لوگ یقیناً اُن بدنتایج سے محفوظ رہینگے جو یقیناً بدکردار منافقوں کے شامل حال ہوا کرتے ہیں۔

اس اصول کی صداقت کے لئے ایک بڑی بہاری جماعت صحابہ کی شہادت موجود ہے۔ اگر کوئی شخص خیرگی اور بےحیائی سے یہہ کہے کہ ابوبکر صدیق کی پارٹی اور علی مرتضےٰ کے طرفداروں میں کوئی دہڑہ بندی نفاق۔ عداوت اور دشمنی تہی۔ اور وہ اپنے اس قول کی تصدیق کے لئے ہزارہا ہزار کتابیں بہی سند میں پیش کرے تو قرآن کریم جیسی زبردست سچی اور محکم و منفصل تاریخ کی شہادت کے سامنے جبکہ وہ اُسکو غلط تبلاتا ہے۔ اُن کی کچہہ وقعت اور حقیقت نہیں۔ اور ایسا دعوےٰ کرنے والا خدا سے نہ ڈرنے والا بیباک اور گستاخ انسان ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یقیناً یقیناً وہ وقت آتا ہے کہ وہ دکہا دیگا کہ مومن کون ہیں؟

مدینہ میں دو قسم کے لوگ تہے ایک منافق جن کی لئے کہا ہے **اولئك حبطت اعمالهم**۔ وہ بہی ہر ایک قسم کی تدابیر اور کوششوں سے کام لیتے ہیں۔ اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے واسطے کیا کچہہ نہیں کرتے ہیں؟ یہاں تک کہ ہر ایک قسم کے ناپاک اور گندے منصوبے فریب و مکر اپنے کام کی رونق کے لئے روا رکہتے ہیں۔ مگر نتیجہ وہی ہوتا ہے کہ وہ تمام مساعی اور کوششیں بےسود اور اکارت جاتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مہاجرین کی برگزیدہ گروہ سند خلافت پر بٹہا کر خدا نے فیصلہ کر دیا کہ حقیقی مومن کون تہے؟ اور اس نتیجۂ حقہ نے یہہ بہی ثابت کر دیا کہ وہ آمر المعروف ناہی عن المنکر اور مطیع اللہ و رسول کے تہے۔ اور اُس کی خلاف جو الزامات و مطاعن اُن کی طرف منسوب ہیں۔ ظالم دلوں کی خباثت باطنی کے سرجوش ہیں۔

ان امور کے لئے ہم کو کسی تاریخ کی شہادت پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم کو زبان سے کہنے کی حاجت نہیں اُن کی کامیابی نے اُن کے عملی نمونوں نے اس امر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زمانہ کی ابدی تاریخ پر لکہدیا ہے۔ کہ وہ **المومنون** والی جماعت تہی۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنے عظیم الشان فضل سے قیامت تک مہر لگا دی کہ واقعی مومن ہیں کیسا عظیم الشان ثبوت ہے اور کیا حیرت انگیز بات ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسیہ** کا ثبوت مشکل ہوتا۔ اگر ایسا اتفاق۔ ایسا اتحاد۔ اور ایسی یگانگت اُن جنگجو۔ تندخو قبایل کے درمیان پیدا نہوتی۔ دو قبیلے آپسمیں ملیں۔ اور پہر کشادہ پیشانی اور محبت سے ملیں۔ ممکن نہ تہا۔ مگر یہہ اُس **هادی - کامل هادی** صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسی** تہی جسنے اُن پر ایسا اثر کیا کہ اُن کی اس **فطرت** تک کو بدل دیا جو عادت کے بعد ہوگئی تہی۔ اور ایسا بدلا کہ **بعضهم اولياء بعض** بنا دیا۔ غرض ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ایک **اصول** اور گر تبلایا ہے جس سے کوئی **قوم** اور **جماعت** اُسکے حضور بامراد اور کامیاب ہونے کے قابل ٹہر سکتی ہے۔

میرا مطلب اسوقت ان آیات کے پڑھنے سے خصوصاً اپنی جماعت کو متوجہ کرکے ایک بات کا بیان کرنا ہے یہہ امر میں نے متعدد مرتبہ ابہی بتلایا ہے۔ کہ اس آیۃ میں کسی قوم کے فضل اور رحم کے وارث ہونے کے لئے ایک خاص اصول ہے۔ اُن کا پہلا نشان تو **ایمان** ہے یعنے سچا ایمان اپنے تمام لوازم کے ساتہہ پیدا ہو۔ تاکہ وہ **مومن** کہلا سکیں۔ ورنہ زبانی اور فرضی ایمان تو منافق میں بہی ہوتا ہے۔ نہیں۔

دوسرا نشان یہہ ہے کہ ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہوں۔ ایسے طور پر کہ گویا ایک دل ہو جاویں۔ اور ایک دوسرے کے فائدے اور زیان میں ایسے شریک ہوں کہ گویا وہ اُسکا ذمہ وار ہے۔ یہہ ایک عظیم الشان بات ہے جو ہم کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیے۔ **اسلام** کا اصل فضل اور برکت دنیا میں توحید پہیلانا ہے۔ اور وہ ہر معاملہ میں **اتحاد** اور یگانگت چاہتا ہے۔ عبادات۔ معاملات۔ معاشرت۔ تمدن غرض ہر بات میں اُسکا مقصود اور موضوع وہی **وحدت** ہی پس ایک خدا کو ماننے والے متفرق اور پراگندہ ہوں۔ اور ایک دوسرے کے ہمدرد اور رفیق نہوں۔ یہہ دشمن کا کام نہیں۔ یہہ اسلام کا منشا نہیں۔

تیسرا نشان یہہ ہے کہ دوسروں کو نیک باتوں کے مشورے دیتے اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔ یہہ بات جسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتے ہیں۔ باہمی سچی اُلفت اور سچے پیار سے پیدا ہوتی ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ کسی کا گہر جلتا دیکہہ کر دُور سے کہڑے تماشا دیکہتے اور ہنستے ہیں کہ ہمارا گہر دُور ہے مگر یاد رکہو کہ یہہ کامیابی کے لچہن نہیں ہیں۔ یہہ تو ذلت اور ادبار کے نشان ہیں۔

اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ **امر بالمعروف** **نہی عن المنکر** کے لئے اول باہم سچی خیر خواہی اور موافقت ہو۔ جیسا اپنی ذات خاص کے لئے کوئی بات چاہتا ہے ویسا ہی اپنے بہائی کے لئے چاہے تو یہہ توفیق ملتی ہے کہ **امر بالمعروف** کرسکے اور بری اور مکروہ باتوں سے روک سکے۔ آج ہر شہر اور قصبہ میں بڑی بڑی مجلسیں انجمنیں ہیں اُنکا پہلا اصول بدقسمتی سے یہی ہے کہ کسی کو ملامت نہ کی جاوے۔ یہہ دل آزاری سمجہی گئی ہے **شراب** پینے سے روکنا۔ **زناکاری** سے باز آنے کی ہدایت کرنا۔ ان باتوں سے اُن کو کچہہ سروکار نہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم اس طریق پر **ہردلعزیزی** پیدا کریں۔ اور اپنے **مقاصد** میں

کامیاب ہوں۔ اور پہر وہ مقاصد دنیوی فلاح اور بہتری کی بتلائے جاتے ہیں۔ **آہ! صد آہ!!!** ان لوگوں کی روح میں جب سچی تڑپ نہیں۔ وہ **سوز اور درد** اُن کے اندر پیدا نہیں ہوا جو قوم کو **قوم** بنانے کیلئے ضروری ہے تو اُن کی لمبی چوڑی **تقریریں** **اسپیچیں** **قومی مرثیے**۔ اور **نوحے** کیا کرسکتے ہیں؟ **دین** کی عزت اور عام خلق اللہ کی سچی بہلائی جو دین سے حاصل ہوتی ہے مقصود نہیں تو کچہہ بہی نہیں۔ ممکن ہے کہ اُس اتفاق اور ظاہری اتحاد کی وجہہ سے کچہہ آثار کامیابی کے دیکہیں سکیونکہ اللہ تعالٰے **مساعی کے اجر** ضایع نہیں کرتا۔ اور ہر فعل پر نتایج مترتب کرتا ہے۔ مگر آخر میں پہر وہی ناکامی وہی مایوسی اور ابدی اضطراب ہی۔ اللہ تعالٰے نے ایک **مجلس** قایم کی جسکا **صدر مجلس** وہ **کامل انسان** تہا جسکا نام **محمد رسول اللہ** ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اُس مجلس کا **نشان** یہی بتلایا ہے کہ وہ سچی خیر خواہی اور ہمدردی کے ساتہہ **یامرون بالمعروف** اور **ینہون عن المنکر** کی مجلس ہے اور یہہ امر بالمعروف اور **نہی عن المنکر** طبعی طور پر **فطرتی تقاضے** سے روح کی **تڑپ** اور **سوز** سے ہوتا ہے۔ اُس میں اپنے نفس کی خواہش اور جذبات کی آمیزش نہیں ہوتی۔ کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ دوسرے کو **امر بالمعروف** کرتے ہوئے سینہ میں یہہ بات پیدا ہو کہ میں اُس سے بہتر ہوں اور یہی **انا خیر منہ** اُس کی تذلیل اور تحقیر کا خیال دل میں پیدا کردے۔ پس یاد رکہو کہ اس فایز المرام ہونے والی جماعت کے اندر یہہ جذبات اور خیالات نہیں ہوتے۔ اُن کا **امر بالمعروف اور نہی عن المنکر** ایک روح کے تقاضے سے ہوتا ہے۔ **پس مبارک ہیں** وہ لوگ۔ **اور مبارک ہے وہ جماعت! جس کے** اندر یہہ **صفات** ہوں! **وقلیل ماھم**۔

اللہ تعالٰی ہی کے لئے بغض رکہنا۔ اور اُسی کیلئے حب رکہنا کہنے کے لئے آسان باتیں ہیں۔ مگر حقیقتاً اسکو وہی سمجہہ سکتا ہے جسکا سینہ **سکینت** کی برکت سے دہویا ہوا ہو۔ اور شرح صدر ہو چکا ہو۔

لوگ کہتے ہیں کہ وہ شخص جو مامور من اللہ کہلاتا اور امام ہونے کا مدعی ہے۔ اپنے مخالفوں کی طرح اُن کے حق میں سخت الفاظ بولتا ہے۔ اسمیں اور انہیں کیا فرق ہے؟ ہم اپنی فراست۔ دراز تجربہ۔ روح پاک کی

مدد سے اسباب کو دریافت کرسکتے ہیں۔ اور پہر علانیہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ **جوش نفس - غلبہ انتقام - حیوانی جذبات** اور **عداوت** کے تاریک غبار سے دب کر نہیں بولتا۔ بلکہ جب وہ اپنے **فرض منصبی** کے ادا کرنے کے لئے بیٹہتا اور قلم اُٹہاتا ہے۔ وہ محض اللہ تعالٰے کے لئے جو کچہہ بولتا ہے بولتا ہے۔ اُسکا ثبوت یہہ ہے کہ عام مجلسوں میں جب وہ بیٹہتا اور اُن مخالفوں کا ذکر سنتا یا کرتا ہے تو اُسکے چہرہ پر تغیرات۔ سوزش۔ اور جلن اور قبض کے آثار پیدا نہیں ہوتے۔ وہ نہایت فراخدلی سے اُن کی گندی اور ناپاک **گالیاں** جو ایک شریف دل انسان اپنے مونہہ سے نہیں نکال سکتا سن جاتا ہے مگر اُس سے اُسکے دل پر کوئی حیوانی جذبات کا اثر پیدا نہیں ہوتا۔ یہہ بعینہ اُس **مجسٹریٹ** کی طرح ہے جو جب اپنی کرسی عدالت پر بیٹہتا ہے تو کسی کو سزا دیتا ہے اور کسی کو ڈگری دیتا ہے۔ مگر گہر میں مجلسوں میں دوستوں سے جب ملتا ہے تو نہایت فراخدلی اور کشادہ پیشانی سے ملتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اُسنے صرف **ڈیوٹی** کو ادا کیا ہے۔ اپنے **جذبات نفس** کا غلام بنکر نہیں کیا۔ مگر میں ان مخالف مولویوں کو دیکہتا ہوں کہ کسی تقریب کی وجہہ سے نہیں۔ بے محل اور بے ربط گندے اور ناپاک ذکر کر رہے ہیں۔ اور چہرہ **متغیر** ہو ہو جاتا ہے گویا اندر ہی اندر کوئی بات کہا رہی ہے جسکے انتقام کے لئے یہہ باتیں کر رہے ہیں یہہ **صاف فرق** ہے۔ پس جسکے اندر **غلاظت** نہیں جو **سکینت** اور **استقلال** کے برف سے دہویا ہوا سینہ رکہتا ہے **شرح صدر** جسکا ہو چکا ہے وہ اپنی باتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ **امر بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** اُسکا حق ہے **مبارکی ہو اُس کو!** یہہ **تاج** اُسی کے **سر** پر سجتا ہے۔ کیونکہ خدا نے خود اپنے ہاتہہ سے اُسے **مسوح** کیا۔ اور حیوانی جذبات سے پاک صاف کر دیا۔ نور ہدایت۔ خیر خواہی۔ اور عام **ہمدردی** سے اُسے بہر دیا ۔

مگر میرے دوستو! یہہ تو بتلاؤ کہ کیا کوئی شخص جو عطر فروش کے پاس بیٹہتا ہے۔ وہ اُس خوشبوء میں سے کچہہ بہی حصہ نہیں لیتا؟ لیتا اور ضرور لیتا ہے! پس کیا یہہ ضرور نہیں کہ ہم امام کے پاس بیٹہنے سے اُس سے ایک ایسا تعلق پیدا کریں جو بچے کو ماں باپ سے ہوتا ہے۔ یا کسی عضو کو جسم کے ساتہہ ہے پہر اُس سے کچہہ حاصل نہ کریں اُسکے **اخلاق و عادات** سے حصہ نہ لیں؟ ضرور اور بہت ضروری ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو یاد رکہو اور پہر یاد رکہو کہ ہم نے اُس کو

پہچان کر بھی نہیں پہچانا!!

لہذا ہم کو ضروری ہے کہ ہم اسکے حصہ دار ہوں اور اُس کام کے لئے جیسا کہ میں پہلے کہہ آیا ہوں ایکدوسرے کے سچے خیر خواہ اور ہمدرد ہونا ضروری ہے۔ پھر اُس فرمان کے مصداق ہونگے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔

یاد رکھو کہ امر بالمعروف سے ہی خیر امۃ کہلا سکتے ہو، اور اُسکی توفیق تب ہی ملتی ہے جب کہ سچا اخلاص اور باہمی اتحاد ہو۔ بسا اوقات دہوکہ لگتا ہے کہ امر بالمعروف کرنیسے فساد عظیم ہوگا۔ یہہ شیطانی وسوسہ ہے جو سچے اخلاص کی راہ میں ایک پتھر ہو جاتا ہے۔ اسلئے اس سے بچو اور بچنے کا طریق یہی ہے کہ پہلے آپسمیں تعلقات ٹہیک ہوں۔ خانہ جنگی سے پرہیز ہو۔ اس سے ایک اور بڑا فضل اللہ تعالےٰ کا یہہ ہوگا کہ قیام نماز اور ایتاء زکواۃ کی توفیق ملیگی۔ اُس ہادی کامل پر بے انتہا درود ہو۔ نماز کا کیسا لطیف بدیع اور احسن طریق نکالا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ گوشۂ تنہائی میں عبادت کرنے سے دل میں نور اور جوش اور رقت پیدا ہو۔ اور اس مطلب کے لئے ایک اس گوشہ میں پڑا ہو اور دوسرا اُس کونے میں۔

مگر اُسنے وہی وحدت کی روح پہونکنے کے لئے عبادت کے طریقوں کو بھی کیسا ایک ہی مرکز پر رکھا ہے۔ پانچ وقت ایک مسجد میں اکٹھے ہوں۔ ملکر کیا ہوتا ہے۔ شانہ سے شانہ ملا اور پاؤں سے پاؤں۔ کیا غرض ہے یہی کہ باہم ولایت پیدا ہو۔ اتصال ہو۔ جسم میں بھی فرق نرہے تو بعضہم اولیاء بعض کے مصداق ہوں اور پھر خدا تعالےٰ کا رحم اور ہاتھ جماعت پر ہو۔

ہم بھی اللہ تعالےٰ کے رحم کے امیدوار ہیں۔ اب بھی اُسنے ایک مجلس قایم فرمائی۔ ہاں! خدا نما رمجلس مقرر کی ہے ایک فضل کا نشان۔ نور۔ صدر مجلس مقرر فرمایا ہے جس کی اطاعت اور محبت کے سبب سے ہم کو اُمید لگ گئی ہے کہ ہم بھی مسیح معہود اللہ کی شیرین آواز خدا سے سُن ہیں ور اُن ہی برکات کے وارث ہوں، کیونکہ خود خدا نے اپنی رحمانیت سے ایک نور ہم میں بہیجا ہے اور محض اپنے فضل سے نہ ہمارے کسی عمل سے اُس کی شناخت کی توفیق دی ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک،

پس اب ہم بھی اُس جماعت کی طرح جنکا معلم ہادی کامل تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے فضل اُسکے رحم کے امیدوار ہیں کہ آخرین منہم کی جماعت میں داخل ہونے کے باعث اُس رحم کے وارث ہوں!!!

یہہ آرزو ہے۔ یہہ تمنا ہے۔ لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ اسکے حصول کے لئے وہی گُر ہے کہ ایکدوسرے کے سچے ہمدرد اور غمخوار بنیں۔ اور اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول میں صدق دل سے قدم اُٹھاؤ۔ پھر اللہ تعالےٰ کا رحم۔ اُسکا فضل ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھکو اور سبکو اسکی توفیق دے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ اجمعین!!!

ایڈیٹوریل

خیر وسعادت کی فلاسفی

(نمبر ۳)

سادسًا۔ اس زندگی اور اسی جہان میں ہر ایک طرح کی بدکرداری اور بداطواری سے منزہ ومبرا ہو کر عالم بالا کے رہنے والوں کی مانند ذوالجلال والاکرام خدا کا قرب حاصل کرے اور یہہ امر ہمارے خیال میں بالکل بدیہی امر ہے کہ جب یہہ زندگی جواب دیدیتی ہے تب روح اپنے آلات کے بغیر فضیلتوں کا اکتساب نہیں کر سکتی۔ اور اسی جہت سے سعادت تام کا نام اُسپر صادق نہیں آتا۔

الغرض یہہ چھہ فضیلتیں جس انسان میں ہوں اُسکو کامل انسان اور سعید مطلق ایک معنی سے کہنا چاہئیے۔ ورنہ اللہ اللہ خیر سلّا۔ ہاں البتہ یہہ ممکن ہے کہ سعادت کے بعض امروں میں بقدر نقصان ایک نقص رہجائیگا۔ مگر سعادت کے طالب کو لازم ہے کہ اپنے تمام حواس وقوے کو حکمت کے قانون سے قوت عاقلہ کے تحت حکم رکھے۔ اور بہت احتیاط کرے کہ بامر اُسکی مخالفت حتی المقدور ظہور میں نہ آئے۔ اور اس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ انسان جب تک کہ اس عالم میں ہے حوال کے تغیر سے جو اندوہ کا موجب ہوتا ہے صحیح وسالم نہیں رہ سکتا۔ پس ہر حال میں جو بات لایق تر وفاضل تر ہو۔ حکمت کی رُو سے اختیار کرے یعنی مصیبت کے دنوں میں صبر کرے۔ اور تونگری میں سخاوت کرے۔ اور فقیری کے ایام میں تحمل کو کام میں لاوے تاکہ ہر حالت میں کامل سعید ہو۔ بلکہ نہایت مناسب اور واجب تو یہہ ہے کہ وقت شدائد جس قدر افعال جمیلہ انسان سے صادر ہوں زیبا تر ہیں۔ ڈاکٹر ہیری اسکات وغیرہم حکماء زمانہ نے اس شریف بحث میں بہت کچہہ چہان بین کی ہے۔ اور عمدہ نتایج نکالے ہیں۔ جنمیں سے ہم مختصر طور پر لکھتے ہیں۔

چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یہہ امر ہر طرح سے قابل پزیرائی ہے کہ انسان کو روحانی فضیلت جو فرشتوں کے مناسب حال ہے میسر ہو سکتی ہے۔ اور اُن کی رائے میں یہہ بات بھی بلاشبہہ **سچ** ہے کہ انسان کو جسمانی فضیلت بھی حاصل ہو سکتی ہے کہ جس میں وہ بہائم کے ساتھ ایک طور پر مشارکت رکھتا ہے۔ مگر چونکہ اُسکو چند مدت اس فانی دنیا میں بسر کرنا ہے۔ لہذا واجب ہے کہ اپنے بدل اوقات کو جسمانی فضیلت کے حاصل کرنے میں فتور اور قصور ظہور میں آنے بلکہ یوں چاہئیے کہ جسمانی فضیلت کو حاصل کرکے روحانی فضیلت کے حاصل کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو تاکہ جب اس ناپایدار عالم سے کوچ کرکے ابدی جہان کی طرف انتقال کرے۔ تب فرشتوں کی ابدی اور لازوال مصاحبت میں شامل ہو۔

پس ایسے بیدار مغز انسان کی نسبت جو جسمانی فضیلت کے حاصل کرنے کے بعد دل وجان سے روحانی فضیلت کے حاصل کرنے میں دلسوزی کو کام میں لاوے سعادت کا اطلاق جایز ہے۔

☞ **ہزارہا** دلایل سے یہہ بات پایۂ اثبات کو پہنچ چکی ہے کہ جب ایسا سعید انسان اس بے ثبات عالم سے غیر فانی جہان کی طرف رحلت کرتا ہے تو وہ بدنی سعادت سے بے پرواہ ہو کر ابدی نور کے مشاہدہ میں غرق ہو کر سعید کامل ہو جاتا ہے۔ اور اس امر پر پُرانے اور نئے زمانہ کے فیلسوف متفق ہیں کہ ہر ایک شخص جو جسمانی فضیلتوں میں تو لیاقت پیدا کرتا ہے۔ اور روحانی فضایل سے محروم ہے تو ایسے شخص کو بہائم سے نسبت دیتے بلکہ اُن میں سے شمار کرتے ہیں لاریب یہہ بات (امر) رد کرنے کے لایق نہیں کہ انسان کے واسطے خیر اور سعادت ایک چیز ہے۔ اور یہہ کہ اُسکو اُسکے حاصل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"احباب کا شکریہ"

اس خبر فرحت اثر پر جس قدر خطوط اظہار مسرت اور مبارک بادی کے پہونچے ہیں اُنکے متعلق مولنا ممدوح نے مندرجہ ذیل تحریر بغرض اندراج بھیجی ہے - (ایڈیٹر)

مکرمی اڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' - میں ان تمام احباب کا شکریہ کرتا ہوں جنہوں نے بلحاظ محبت اس خوشی میں میری شرکت کی اور انکا بھی جنہوں نے اس خوشی کا اظہار فرمایا جزاہم اللہ احسن الجزاء - آیندہ بھی وہ اپنی دعاؤں میں مجھے اور میرے بچہ کو نہ بھولیں - الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمعیل - ان ربی سمیع الدعاء - رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب - ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما -

آمین

ضمیمہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱ر فروری ۱۸۹۹ء

امور منزلیہ

اَلحمدُ للہِ وَالصّلوٰۃ والسّلام علی خاتم الانبیا محمد رسول اللہ

خداتعالےٰ کے محض فضل وکرم سے ۱۵ر فروری ۱۸۹۹ء جمعرات کی رات کو مطابق ۵ر شوال ۱۳۱۶ھ بوقت ۱ بجہ جناب مولنا مولوی **نورالدین** صاحب کے گھر میں **بیٹا** پیدا ہوا۔ خداتعالےٰ اس مولود کو مسعود دینی اور دنیوی برکتوں سے بہرہ مند کرے اور دین ودنیا کے حسنات کا سچا وارث اور اپنے پاک دین کا سچا خادم بنادے اور والدینؐ کے لئے **قرۃ العین** بنادے۔ ع ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

۲۲ر فروری ۱۸۹۹ء کو عقیقہ وختنہ مسنونہ کیا گیا۔ اور **عبدالحیّ** نام رکھا گیا۔ اللہم اجعلہ کاسمہ آمین

ہیچمدان ایڈیٹر۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان

فی الجملہ ہمارے مخلص ناظرین خیر اور سعادت کے اصلی مطلب کو بخوبی سمجھ گئے ہونگے۔ اور انکو معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ اسی امر کو نیک انسان اپنی ذات اور ہستی کا اصلی مقصود سمجھتا ہے۔ پس اس صورت میں ہم پر لازم ہے کہ بیجا تعصب کو راہ نہ دیں اور ان اصولوں میں جو مختصر طور پر لکھے گئے ہیں غور کریں اور غور کے بعد بڑی دلسوزی سے عمل میں لائیں۔ اب ہم اس مضمون کو اس نوعیت میں یہیں پر ختم کرتے ہیں۔ اور انشاءاللہ العزیز ایک یا دو ہفتہ کے وقفہ سے اسی مضمون پر صوفی ازم کے مذاق پر بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بالآخر ہم یکبار اور اپنے دقیقہ رس اور بالغ خرد ناظرین سے گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ انسانی ہستی کا مدعا اور مقصد یہی ہے۔ خواہ اُسے لفظوں کے اُدل بدل سے کسیطرح پر بیان کریں اسلئے اسپر دلچسپ مضامین لکھے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل اور احسان ہے کہ ہمارے الحکم کے ناظرین میں بڑے بڑے جید۔ وحید العصر علامہ روزگار فاضل موجود ہیں۔ اسلئے ہم مایوس نہیں کہ ہم کو اُنکی بیش بہا تحریروں کے شائع کرنے کا موقع نہ ملے۔

عباد الرحمٰن

(نمبر خامس ۵)

گذشتہ نمبر میں ہم نے عباد الرحمٰن کی پانچویں چھٹی اور ساتویں صفت کو یکجا بیان کیا ہے۔ چونکہ اس نمبر میں قبل ازیں کہ باقی صفات عباد الرحمٰن پر بحث کیجاوے اُن ضمنی امور پر بحث کرنی پڑیگی جو ان صفات ثلاثہ کے خلاف کرنے والے کے نتائج۔ اور پھر اُن نتائج بد کے محفوظ رہنے کے اسباب کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں لہٰذا ہم اُن صفات ثلاثہ پر پھر ایک نظر کرینگے۔ اور وہ یہ ہیں۔

والذین لایدعون مع اللہ الٰھاً آخر ولایقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولایزنون

یعنے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے۔ اور ایسی جانوں کے قتل ناحق سے بچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں۔ یا جن کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ہے۔ اور کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔

والذین لایدعون پر نظر۔ اور شرک پر مختصر ریمارک

اس آیۃ کا اول حصہ والذین لایدعون مع اللہ الٰھاً آخر ایک ایسا حصہ ہے کہ اسپر تدبر کرنے سے کئی ایک باتوں کا حل ہو جاتا ہے۔

اوّلاً اس میں شرک کی فلاسفی بتلائی ہے شرک کے معنے ہیں ”اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لئے وہ افعال ادا کرنا جو اللہ تعالیٰ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے صفات و اسماء کو دوسرے کے واسطے تجویز کرنا“ ہم سمجھتے ہیں کہ شرک کی عام اقسام میں ریا بھی ضمناً داخل ہے۔ بہرکیف یہاں شرک کیا ہے؟ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ (جو جامع جمیع صفات کاملہ اور منزہ تمام صفات رذیلہ و باطلہ سے ہے) کے ساتھ دوسرا الٰہ پکارا جاوے اور اس دعوت الٰہ ماسوی اللہ کی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی یہہ شرک فی العبادت کے رنگ میں ہوتا ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی اور کو شریک کرنا۔ شرک فی الطاعت یعنے اللہ تعالیٰ کے ماسوا کسی اور کو مطاع مان لینا۔ اور شرک فی المحبت غیر اللہ کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درجہ دینا۔ اور شرک فی المشیئۃ یعنے مشیئت الٰہی کے ارادہ کی طرح مخلوق کو بھی رکھ لینا یہہ اقسام شرک نفس الامر میں شرک فی العبادۃ کی شاخیں ہیں۔ اور انمیں ایک باریک فرق ہے جو مختلف شاخ میں ہوتا ہے۔ یہاں یہہ مضمون بالذات مقصود نہیں۔ اسلئے ہم مفصل بحث کو کسی دوسرے وقت پر بشرط توفیق الٰہی ملتوی کرتے ہیں۔

غرض وہ موحد دعوۃ اللہ میں غیر کو ساجھی نہیں بناتے۔

ایک نکتہ لایدعون مع اللہ الٰھاً آخر پر بڑی گہری نظر کے بعد ہمارے ذہن میں یہہ بات آئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اسم ذاتی اللہ ہے جس کے معنے یہہ ہیں کہ جو تمام محامد کا مستحق ہے وہ ہی اللہ ہے۔ اور دوسرے اسماء الٰہیہ جو صفات الٰہیہ کو بیان کرتے ہیں وہ اسی اسم اعظم کے مظہر ہیں۔ اور یہہ وجہہ ہے کہ نظام عالم اُن صفات الٰہی کے تحت میں ہے۔ اور وہ بلحاظ اپنی عمومیت کے کبھی کبھی اُن لوگوں کی صورت میں اپنی ایک جلوہ دکھا دیتے ہیں۔ جو کامل سعید ہوتے ہیں اور قرب الٰہی میں اعلےٰ مراتب پر پہنچ جاتے ہیں۔ جیسے مثلاً رحمۃ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی آیا ہے۔ اور ایسا ہی رؤف۔ رحیم۔ سمیع۔ بصیر۔ الغرض صفاتی اسماء دوسرے لوگوں پر بھی ایک معنے سے اطلاق پا سکتے ہیں۔ اور پاتے ہیں۔ پس ہمارے خیال میں اسجگہہ لایدعون مع اللہ الٰھاً آخر میں دعوۃ اللہ کے ساتھہ محبت الٰہ باطلہ کی نفی تبلا رہی ہے۔ کہ توحید کا اعظم اور افضل نشان یہہ ہے کہ ہر بدی سے منزہ اور ہر صفات پسندیدہ سے موصوف ہے جو ذات اللہ ہے۔ اُسکے رنگ میں کسی اور کو شریک نکیا جاوے۔ اس سے ایک پُرغور دل پتہ لگا سکتا ہے۔ کہ اللہ کے لفظ میں کسقدر عظمت اور عزت مقصود ہے۔

دعوت الٰہ باطلہ کے نتائج اور توحید الٰہی کی دلیل پر لطیف بحث

غیور خدا کبھی پسند نہیں کرتا کہ اُس کی صفات اور محامد کا مستحق اور لفظ اللہ کے ذاتی اور وصفی تقاضوں کا مورد کوئی اور ہستی اشاتاً یا کنایتاً بھی ہو۔ اسلئے اس دعوۃ سے بڑے بڑے فساد عظیم پیدا ہوتے ہیں اور یہہ امر بھی کچھہ کم قابل لحاظ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے قرآن کریم کے ایک مقام پر ابطال شرک کی دلیل ایک محکم دلیل فرمائی ہے لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ یعنے اگر زمین و آسمان میں ایک معبود برحق کامل صفات کے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ اور پاک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود ہو تو ایک فساد عظیم پیدا ہو جاوے۔ اس آیۃ پر جسقدر غور کروگے۔ یہی معلوم ہوگا۔ کہ یہہ امر تو محال مطلق ہے کہ دوسرا الٰہ ہو۔ پھر اسکے بیان کرنے کی کیا حاجت تھی؟ اسلئے ایک ظاہر بین یہہ اعتراض کریگا جو ہم نے استفہامی صورت میں حل کردیا ہے۔ کیونکہ اس دلیل سے ہم کوئی استفادہ ظاہر طور پر نہیں کرسکتے۔ عقاید کی کتابوں نے جو اس دلیل کی تنقیح کی ہے۔ اور مثالیں دے دے کر تبلایا ہے کہ توحید پر یہہ ایک کامل دلیل ہے۔ مثلاً ایک کشتی کے دو

صادق

اگر وہ خدا ہوں اور زید ایک شخص کی نسبت ایک خدا سکون کا ارادہ کرے دوسرا حرکت کا چونکہ ان دونوں میں سے آن واحد میں زید ایک فعل کر سکے گا اس لئے دوسرے کا ابطال لازم آیا۔ اور جو فعل کہ زید سے سرزد ہوگا۔ حرکت یا سکون اوس کا ارادہ کرنے والا غالب خدا ٹھہرے گا غرض اس قسم کی طویل بحثیں کی ہیں۔ جو اپنی جگہ اچھی ہونگی اور ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ہم کو ایک بات سمجھائی ہے۔ جس سے مندرجہ بالا اعتراض حل ہوجاتا ہے۔ ہم اوس کو ذرا فصاحت سے بیان کرتے ہیں۔

یہہ امر تو خوب ذہن نشین ہوسکتا ہے کہ اللہ ثانی کے ہونے سے فساد عظیم پیدا ہوجاتا ہے۔ یا کم از کم ہوسکتا ہے۔ چنانچہ دوسرے مقامات پر غور کرنے سے جہاں شرک کا ذکر آیا ہے یہہ بات خوب سمجھہ میں آسکتی ہے قرآن کریم نے شرک کے مختلف نام رکھے ہیں جو اس کے نتائج کے لحاظ سے ہیں۔ افترا اثماً عظیم۔ ضلالت۔ ظلم عظیم وغیرہ

اب ذرا دنیا اور اسکی حالت کی طرف غور کرو! کیا فساد عظیم ہورہا ہے یا نہیں؟ ماننا پڑے گا کہ بیشک کیونکہ مشاہدہ صحیحہ باطل نہیں ہوسکتا۔ ہزارہا ہزار انسان کیا دنیا میں بے سروسامان دربدر مارے نہیں پہرتے؟ کیا ایسے لوگ بکثرت نہ ملینگے؟ جن کا شیوہ جھوٹ اور افترا ہے۔ غرض ہم اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ دنیا کی حالت میں ایک فساد عظیم کا نمونہ نظر آتا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے آلہ ثانی کے ہونے کا۔ حالانکہ لوکان فیہما الہۃ اس کے خلاف صریح ہے۔ یعنی دوسرا آلہ ہونا ممکن ہی نہیں۔ اور بیشک یہہ سچ ہے۔ کیونکہ باایں ہمہ اقتدار وجلال اگر دوسرا آلہ ہوسکتا ہے تو پہر حقیقی اور زندہ آلہ وہ ہوگا نہ وہ جس کے راجیں دوسرا پیدا ہوسکے۔ لیکن یہہ بات بالکل ٹہیک ہے کہ کوئی اور آلہ اب ہو ہی سکتا۔ ازلی اور ابدی آلہ موجود ہے پہر اس آیتہ کے معنے کہ لوکان فیہما کیا ہوسکے؟

ہماری خیال میں اس آیتہ کے معنے وہی ہیں کہ دعوت ماسوے اللہ سے فساد عظیم برپا ہوتا ہے اور پہر لوگ لا یدعون مع اللہ الٰہاً آخر کے مصداق ہیں وہ اسی کرب۔ قلق۔ اور فساد عظیم سے بری۔ اور راحت کی گود میں پرورش پاتے اور بسم اللہ کے گنبد میں بسر کرتے ہیں۔ ہم اس امر کو پہر کہول کر کہے دیتے ہیں۔ کہ دنیا اور آخرت کی تمام تکالیف اور مصایب اور ہر ایک قسم کے فساد اور شر کا باعث یہی دعوت آلہ باطلہ ہوتی ہے جن کو خدائے عزیز کی غیرت کبھی پسند نہیں کرتی۔

اب یہہ مشاہدہ میں آئی ہوئی دلیل بالکل امر بدیہی ہے اور اسپر چون وچرا کرنے کی گنجایش نہیں۔ دنیا میں ذلت۔ محکومی اور ہر قسم کی جہالت۔ اختلاف۔ توہمات شرک ہی کے نتائج بد ہیں جو ہم اُن قوموں میں دیکھہ سکتے ہیں جو اس بلائے عظیم میں مبتلا رہیں۔

ہم ایک لفظ میں اس بحث کو فی الحال ختم کردیں گے کہ دنیا کی تمام بدیاں دکھوں کو پیدا کرتی ہیں اور تمام بدیاں باریک در باریک طور پر شرک ہی کے شعبے ہیں۔ اس مضمون پر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ایک مبسوط بحث کرنیکا ارادہ ہے اور وہ اپنے فضل سے شرک سے ہم کو اور ہمارے پڑہنے والوں کو محفوظ رکھے۔ آمین!!!

شرک کے دو خطرناک نتائج اس آیت میں لا یدعون مع اللہ الٰہاً آخر کے ساتھہ ہی قتل نفس اور زنا سے بچنے کا بہی ارشاد فرمایا ہے یعنی شرک کے نتائج کی آخری اور انتہائی حد قتل زنا تک پہنچتی ہے اسی لئے اس دعوت کے ساتھہ ہی اللہ تعالیٰ نے ان دو افعال ذمیمہ کا ذکر فرمایا ہے قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر اگر غور کیا جاوے۔ اور ایک کو دوسرے سے ملا کر سوچا جاوے تو نہایت ہی صفائی سے یہہ امر سمجھہ میں آسکتے ہیں۔ (باقی چھٹے نمبر میں)

مراسلات

غاصبان فدک

(ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اُس کی زلفوں میں سب اسیر ہوئے)

فدک کی بابت جیسا کہ مشہور ہے علاقہ خیبر میں یہودیوں کا ایک گاؤں تہا جو ہفتم سال ہجری میں صلحاً نصف پر بطور فے کے آنحضرت صلعم کے ہاتہہ آیا تہا۔ اسمیں کچھہ چشمے اور کہجوروں کے درخت تہے۔ دیکہو قاموس۔ لسان العرب۔ اور اُسکی آمدنی فے کے طور پر جیسا آیات سورۂ حشر ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل یعنے کہ جو فے رسول خدا صلعم کو حاصل ہوا۔ وہ خدا اور اُس کے پیغمبر اور اُسکے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے کام میں لانے کے لئے ہے) اُس خدائے پاک کا حکم تہا خود رسول صلعم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بہی تمام مستحقین پر تقسیم ہوتا رہا۔ نہ کسی خاص شخص پر۔ لیکن ہمارے شیعہ بہائی کہتے ہیں کہ فدک پر صرف جناب سیدہ علیہا السلام کا حق تہا۔ اور اُس کو خدا اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالکل ہبہ کر دیا تہا۔ اور بعد وفات جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جناب صدیق اکبر نے حضرت سیدہ سے غصب کرلیا۔ اسپر سیدہ نے دعویٰ کیا وغیرہ وغیرہ۔

اس دعوے کی اصلیت خدا جانے کہاں تک ہے کیونکہ خود شیعہ کی کتب اصول سے ثابت ہے کہ حضرت سیدہ شرعاً اس دعوے کی ہرگز مجاز نہیں تہیں۔ خیر اس غلط فہمی کا بار اس دعوے کی حامیوں کی گردن پر ہے۔ اسوقت ہم بالفرض تسلیم کرلیتے ہیں کہ جناب سیدہ نے اس دعوے کو ابوبکر صدیق کی حضور میں پیش کیا تہا۔ اور ابوبکر نے فدک کی واپس کرنیسے انکار کیا۔ لیکن جیسا کہ ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔ ابوبکر صدیق فدک کی واپس نہ کرنے میں حق پر تھے۔ اور بغیر اس انکار کے کوئی چارہ نہ تہا۔ کیونکہ فدک کے لفظ سے وہ یہودیوں کا گاؤں مراد نہیں اُسکے حدود اتنی وسیع ہیں کہ خلیفۂ اول کے وقت اسلامی ممالک میں داخل ہی نہ تھے۔ پہر وہ بیچارے کسطرح غیر سلطنتوں کے مقبوضات میں دست اندازی کرکے سیدہ کو راضی کرنیکی کوشش کرتے۔ لہذا ہمارے سنی بہائی آیندہ آگاہ ہوجاویں کہ فدک ایک گاؤں کا نام نہیں۔ بلکہ اُس کے حدود روایات ذیل میں ملاحظہ فرماویں۔

ملا باقر مجلسی جو ایک مشہور ترین علمائے شیعہ میں سے ہیں۔ اپنی کتاب بحار الانوار کی آٹہویں جلد کتاب الفتن طلا فدک کی حد بندی کی نسبت بہ سند عبد اللہ بن سنان

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ آپنی فرمایا کہ رسول صلعم حضرت فاطمہؓ کے گہر میں بیٹھے ہوئے تھی کہ جبرئیل علیہ السلام آئی۔ اور کہا ای محمد صلعم اُٹھو خدائی تبارک و تعالیٰ نے مجھ حکم دیا ہی کہ آپکی لئے اپنی پر سے فدک کی حدبندی کر دوں۔ آپ جبرائیل کے ساتھہ اُٹھہ کر چلے گئے۔ اور تہوڑی دیر میں لوٹ آئی۔ اور حضرت سیدہ کے پوچھنے پر آپنے فرمایا کہ جبرئیل نے میرے لئے اپنی پر دسے فدک کی حدبندی کر دی ہے

وہ حدبندی یہہ ہے جیسا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے خلیفہ عباسی ہارون رشید کے آگی فرمایا۔ جبکہ ہارون رشید نے حضرت موسیٰ کاظم سی کہا کہ آپ فدک لے لیجئے حضرت نے انکار کیا۔ اور جب کبھی ہارون رشید اُن سے فدک کے لئے کہتا تو وہ انکار ہی کرتے۔ آخر جب اُس نے بہت اصرار کیا تو آپنی فرمایا۔ میں اُسے نہ لونگا جب تک معہ حدود کے نہ دیا جاوے۔ ہاروں رشید نے کہا اچھا اُسکے حدود بتلاؤ۔ امامؑ نے فرمایا کہ اگر مینے اسکی حدود بتلائی تو تم ہرگز نہ دوگے۔ ہاروں رشید نے کہا قسم ہی تمہارے نانا کی۔ ضرور دونگا۔ تب امامؑ نے فرمایا۔ کہ پہلی حد اس کی عدن ہے۔ یہہ سُنکر ہارون رشید کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ پہر امامؑ نے کہا کہ دوسری حد اسکی سمرقند ہے۔ یہہ سُنکر ہارون رشید کا چہرہ تمتمانے لگا۔ پہر امامؑ نے کہا تیسری حد اسکی افریقہ ہے۔ یہہ سُنکر ہارون رشید کا چہرہ سیاہ ہوگیا پہر امامؑ نے فرمایا چوتہی حد اسکی سمندر کا کنارہ ہے۔ جو آرمینا سے ملا ہوا ہے۔ آجکل کے جغرافیوں میں اس سمندر کا نام بحیرہ اسود ہے۔ ان حدود میں مصر تمام روم۔ عرب۔ فارس۔ روسی ترکستان داخل ہوگئے ہیں۔ تب ہاروں رشید نے کہا۔ حضرت آپنے ہماری لئے تو کچھہ بہی نہ چہوڑا۔ امامؑ نے فرمایا۔ میں نے تم سے پہلی ہی کہہ دیا تہا اگر میں فدک کی حدود بتاؤنگا تو تم کبھی نہ دوگے۔ اسی پر ہاروں رشید نے امام کے قتل کا ارادہ کیا تہا۔ اس روایت کو لکھکر پہر ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ ابن بساط کی روایت میں پہلی حد اسکی عریش مصر۔ دوسری دومة الجندل۔ اور تیسری اُحد۔ اور چوتہی سمندر بیان کی تہی۔ اسپر ہاروں رشید نے کہا کہ یہہ تو سب دنیا ہی۔ اسپر امامؑ نے کہا کہ یہہ سب یہودیوں کی قبضہ میں تہا ابو ہالہ کے مرنے کے بعد۔ پس اسکو خدا اور رسول نے اپنی لئے بغیر جنگ و جدل کے کر لیا۔ اور خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت فاطمہؓ کو دیدو۔

ان روایات سی معلوم ہوا کہ غصب فدک کے مجرم نہ صرف ابوبکر صدیقؓ ہی ٹھہرے بلکہ اور لوگ بہی خصوصاً تمام شاہان مصر جنمیں سے اکثر خاندان شیعہ ہی تھے جیسے اسماعیلیہ وغیرہ۔ اور اسطرح تمام شاہان مملکت ایران جو آجتک مذہب تشیع کے پابند ہیں۔ تمام شیعہ کیا روسائی کرام اور کیا امرائے عظام اور کیا عوام۔ سب غاصب فدک ہیں اور جناب سیدہ رضکے غلمنے کے نیچی ہیں۔ صرف خلیفہ اوّل پر طعن غصب فدک کرنا شیعہ بہائیوں کی سراسر غلط فہمی ہے۔ سب شیعوں کو چاہیئے کہ اپنی اپنی مقبوضات سے دست بردار ہو کر اولاد فاطمہؓ کو جو آجکل عموماً افلاس میں مبتلا ہے۔ تقسیم کر کے روح پرفتوح حضرت سیدہؓ مسرور فرماویں۔ ورنہ اُن کے حقوق کو غصب کر کے خود مزے کرنا۔ اور اوروں کو مورد طعن و ملامت ٹھہرانا سراسر دہوکہ بازی پر مبنی ہے۔ فدک کے محاصل سے ہزارہا پشتوں سے فایدہ اُٹہاتے رہنا اور ڈکار تک نہ لینا۔ اور خالی محرّم کے دس دن ہائے حسین۔ ہائی حسین کرنے سے تلافی چاہنا خدا اور رسول اور اہلبیت علیہم الصلوٰة کو محض دہوکا دینا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ شیعہ لوگ کس طرح سی محب اہلبیتؑ کہلانے کے مُدعی ہیں؟ اور قیامت کے دن کس برتے پر رسول صلعم کو مونہہ دکہائیں گے؟ ؎

کہیں گے نشکوہ کیجے جبکہ دفتر ادہر ہمارے اُدہر تمہارے
تو کیا کیا گذریگی آہ دل پر ادہر ہماری اُدہر تمہارے

راقم خاکپا اہلبیت رسول الثقلین
خاکسار خادم حسین بہیروی

خدا تعالیٰ کی عجیب مخلوقات

افریقہ کے جنگلوں میں ہاتھی دانت کس طرح جمع کیا جاتا ہے؟

تا بردہ رنج گنج میسر نمی شود
مُزد آں گرفت جان برادر کہ کار کرد

قبل ازیں میں کسی آرٹیکل میں ایک قوم وکابنا کا ذکر بعدیہ ناظرین اخوان فی الدین کر چکا ہوں اور اب اس آرٹیکل میں بعض دوسری مخلوق خدا کا ذکر کرتا ہوں جنکے احوال مجھکو اپنی ایک دوست تاجر مسمی مراد بلوچی کے زبانی معلوم ہوئے ہیں اور بالکل سچے ہیں۔

سو واضح ہو کہ یہہ صاحب جنکا نام نامی مراد ہی اول اول انکی والد سے شہر ممباسہ میں میری ملاقات ہوئی تہی وہ اپنی محلہ بلوچ میں ایک الاں کہکے مشہور ہیں اور اُنکا اسم شریف تاج محمد ہے یہہ ایک قوم بلوچی کے یہاں رئیس ہیں جو عرصہ دراز سے اپنے اصل وطن بلوچستان اور اُس کے گرد نواح کو سلطان الوقت کے بعض جور اور تعدی سے تنگ آکر چہوڑ بیٹھے ہیں اور وہاں سی نقل مکانی کر کے مصر مشرقی افریقہ اور مسقط وغیرہ میں اپنی آبادیاں آباد کر لی ہیں اور مختلف قسم کے پیشہ کر کے اپنی گذران کرتے ہیں یہاں ممباسہ میں بہی انکا محلہ الگ آباد ہے زبان ان کی وہی مادری ہی مگر اکثر اب سواحلی ہو لی جاتی ہی اور بعض کی بالکل سواحلی ہی ہے۔ افریقہ کے اصلی باشندوں کے مقابلہ میں ان لوگوں کی آبادی ایسی نظر آتی ہے جیسے کالے سیاہ بادلوں میں چاند چونکہ ملاں تاج محمد صاحب انہیں سے ایک فارسی دان آدمی تہے۔ اس لئے ابتدا ۱۸۹۶ء میں بضرورت تعلیم انگریزی درمیان ممباسہ پر ایک شخص سی بحث ہوتے ہوئے انکی میری ملاقات ہوگئی۔ ایک دو ملاقاتوں میں جب زیادہ تعارف ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ ایک خلیق اور مہمان نواز آدمی ہیں۔ چنانچہ میں نے اُنکو کتاب آئینہ کمالات اسلام میں سے تبلیغ کا حصہ جو ہماری مہربان اخوان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ اللہ تعالیٰ کی فارسی میں ترجمہ کیا ہوا ہی اُنکو مطالعہ تبلیغ کی خاطر دیا جسکو پڑہ کر اُنہوں نے یہ رائے دی کہ اسمیں وفات مسیح ثابت کی گئی ہی اور قبل ازیں علمائے اسلام حیات مسیح کے قایل رہی مگر میں ایک کم علم آدمی ہوں پورے طور سی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگرچہ میری پاس اس مسئلہ ثبوت میں حضرت اقدس کی دوسری تصنیفات عربی و اردو کی موجود تہیں مگر بباعث نہ جاننے ہر دو زبان دیگر کے وہ اُنکے مطالعہ سی محروم رہی مگر تاہم وہ ہمیشہ ہم سے حضرت اقدس کا حال گاہے بگاہے دریافت کرتے رہتے ہیں۔ اور جب میں رخصت پر ہند واپس آیا تو اُنہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں سلام علیکم اور دعا کیلئے عرض کی تہی۔

اُنہیں کے فرزند ارجمند میاں مراد ہیں جو میرے دوست ہیں اور ابتک بارہ سفر افریقہ کے جنگلوں میں کر چکے ہیں مگر حال کا سفر اُن کا بڑی کامیابی کا ہوا۔

مورخہ ۱۵ اگست ۱۸۹۸ء کو جبکہ میں اپنے دفتر میں بیٹھا کام کر رہا تھا ۹ بجے کے قریب یہ دفتر کے سامنے آنکلے میں نے باہر نکلکر ملاقات کی۔ اور مزاج پرسی کے بعد بوقت قریب ۲ بجے جبکہ ہم سیر و ہتر خوان پر کہانا کہانے بیٹھے تو سب کے سوالات کے جواب میں مفصلہ ذیل کلام انکی زبان سے صادر ہوا۔ (اسکی نقل کیجاتی ہے۔ اور بلحاظ تنگی وقت کے سوال و جواب کی صورت کو ترک کیا جاتا ہے) وہو ہذا۔

ہمکو آج گہر سے نکلے ہوئے ۱۵ ماہ یعنے ایکسال اور تین مہینے ہوئے ہیں۔ چہہ ماہ سے ہمارا قافلہ برابر چل رہا ہے۔ صرف راستہ میں دو دن ایک جگہہ اور دو دن ایک جگہہ کل چار دن آرام کیا ہے۔ ہم پہرتے پہرتے حبشستان کے قریب جا نکلے یوگنڈا ہم سے ۳ منزل پر رہتا تھا کہ پہر ہم شمال کی طرف پہر گئے راستہ میں عجب عجیب لوگ اور قوم جنکو خدا نظر آئی۔ راستہ میں ایک پہاڑ ملا یا وہاں ایک قوم آباد تہی ہمنے چاہا کہ اُنکے پاس جاویں۔ مگر دوسرے تینیئر لوگ (جسقدر اقوام خدا کو نہ جاننے والی افریقہ میں ہیں انکو شینیئر ہی کہتے ہیں) نے ہمیں وہاں جانے سے منع کیا۔ اور کہا کہ اگر تم وہاں جاؤگے تو ایک بہی تم میں سے بچکر نہ آوے گا۔ یہہ لوگ آدم خوار ہیں۔ تمکو اجنبی جانکر کہا لینگے۔ اسلئے ہم اُسطرف نہیں گئے۔ صرف تین چار سو کوس تک ایسے لوگ پائے گئے جو ختنہ کراتے ہیں۔ اُس سے آگے سب بے ختنہ ہیں۔ رستے میں پانی کی سخت تکلیف رہی۔ ایک ایسے قطعہ میں جا نکلے جہاں چہہ دن برابر ہم کو پانی نہیں ملا۔ آخر تنگ آکر ہم نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی۔ بادل ہوا اور بارش ہوئی۔ اسی طرح ہر روز ہم دعا کرتے اور پانی برستا۔ (شاید قربانی کا ذکر بہی کیا کہ ہم نے بکری قربانی کی اور دعا کی تو پانی برسا۔ ٹہیک یاد نہیں رہا) ہمارے ساتہہ بکری اور گائے کا بہت بڑا گلہ تہا۔ اکثر اقوام ہم سے قحط کی شکایت کرتے تہے کہ اُنکے پانی نہیں برسا ہم تباہ ہو رہے ہیں۔ ایک جگہہ ہمنے نماز پڑہی تو شینیئروں نے ہم سے پوچہا کہ یہ کیا کیا۔ ہم نے کہا کہ خدا کی عبادت کی۔ اُنہوں نے پوچہا کہ خدا کیا ہوتا ہے۔ ہمنے اُن کو بتلایا اُنہوں نے کہا کہ ہم نہیں خدا کو مانتے ہماری بارش بند کی ہے ہمیں بارش پر یاد و۔ ہمنے اُن کو سمجہایا۔ مگر وہ نہ مانتے تہے۔ آخر ہمنے خدا تعالےٰ سے دعا کی اُسی وقت بارش برسی۔ اور وہ لوگ بہت خوش ہوئے۔

ایک دفعہ ہم ایسے قبیلہ کے ہاتہ میں پڑگئے کہ وہ ہمیں مارنے پر آمادہ ہو گئے تہے۔ ہمنے پوچہا کہ کیوں مارتے ہو ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ مرضی ہماری۔ تب ہم نے اپنی گردنیں آگے کر دیں اور کہا کہ بسم اللہ! ہمیں مارو! تب اُنکے دل میں رحم آگیا۔ اور اُنہوں نے ہم کو چہوڑ دیا۔

ہم بعض ایسے قطعوں میں پہنچے کہ وہاں جنگلیوں کی آبادی شل ملخ کے تہی۔ مگر سب ننگے۔ اور جسقدر اقوام ہمیں بالا پڑا وہ سب اللہ تعالےٰ کو نہیں جانتے تہے! گائے اور بکری وغیرہ یہہ لوگ نکاح کرتے ہیں۔ اپنی ماؤں اور بہنوں اور ملکوں سے مجامعت نہیں کرتے۔

بعض قطعوں میں زنجبیل۔ جو۔ گندم۔ دال کی پیداوار بکثرت دیکہی گئی۔ اور جواری تو ہر جگہہ پیدا ہوتی ہے۔

ماہ رمضان ہم کو اُن ایام میں آیا تہا جبکہ سخت گرمی تہی۔ اور پانی جنگل میں نہیں ملتا تہا۔ سو اُن ایام میں تو ہم روزہ نہیں گذار سکے۔ واپس ہو کر جو اب آئے ہیں اُن کی قضا کر دی ہے۔

ہمیں اپنی عزیز بہن کی وفات کی خبر سفر میں ملی تہی وہ میرے باپ کی بڑی پیاری لڑکی تہی۔ فارسی خوشنویس اور جانتی تہی۔ ہم اپنے باپ کی دو اولاد ہیں۔ ایک میں اور ایک میری بہن۔ ہاں اب میرا ارادہ زیادہ سفر کا نہیں اپنے ضعیف العمر باپ کی خدمت کرونگا۔ اور اس سال حج بیت اللہ کو معہ اُنکے جاؤنگا۔

دہوپ کی طپش کی سخت تکالیف اُٹہائی ہیں۔ الحمد للہ! کہ بیمار نہیں ہوئے۔ ہمارا ایک ہمراہی راستہ میں فوت ہوا۔

اب کی دفعہ دس گیارہ ہزار رطل (پونڈ) ہاتہی دانت لایا ہوں کوئی ۹۰ ہزار یعنے دس ہزار کم ایک لاکہہ روپیہ کی مالیت کا ہوگا۔ کُل خرچ ہمارا اس سفر میں بیس ہزار روپیہ ہوا ہے۔ ہم چار حصہ دار ہیں۔ ہمارے ساتہہ گائے اور بکری کا جو گلہ تہا۔ اسکو چونکہ ہمکو یہاں لانے کی اجازت نہ تہی۔ اسلئے رستہ میں فروخت کر آئے۔ گدہے بہت سارے تہے۔ راستہ میں محکمہ جنگی کے افسر نے ۱۲ ہزار روپیہ کو مول لئے۔ اُسنے چک دیا ہے ممباسہ جاکر روپیہ وصول کر لونگا۔ حبشستان کے قریب ہمنے گدہا ایک ایک دو دو روپیہ کو خریدا۔ روپیہ نہیں دیا۔ لوہے کی تار۔ جیسی تار خبر کے کہموں پر ہوتی ہیں۔ وہ ایک اور دو روپیہ کی قیمت کی اُنکو دیں۔ وہی ہم ممباسہ سے ہمراہ لیگئے تہے۔ یہاں فی گدہا ایکسو بیس روپیہ پر فروخت ہوتا ہے۔ اور قریباً اسی نرخ پر ہم بیچ دی آئے ہیں۔

اس خط کے اندر وہ گفتگو ہے جو ہمارے اور ہمارے دوست تاجر کے درمیان فارسی زبان میں ہوئی۔ اب ہم تجارت و طیاری قافلہ اور جنگل میں گذران کا طریق بدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

ممباسہ سے جسقدر لیگاری (قلی لوگ) سفر کے لئے داخل کئے جاتے ہیں۔ اُنکو سرکاری دفتر میں اپنا نام درج کرانا پڑتا ہے۔ اور سفر میں جسقدر عرصہ گذارنا ہو اُسی لحاظ سے مختلف تعداد روپیہ کی ہر ایک لگاری کے بدلہ میں سرکار کو رجسٹر لِسنس کی دی جاتی ہے اور ۱۰ روپیہ یا اس سے کم و بیش تنخواہ ماہواری فی لگاری دیجاتی ہے۔ تاجر لوگ شہر میں سے اسباب مثل لوہے پیتل اور تانبہ کی تار اور مختلف قسم کے کانچ کے موتی اور ریوت اور کپڑا خاص قسم کا جسکا نام گمٹی۔ کنبکی۔ ملی دنامی ہے خریدتے ہیں۔ ہر ایک لگاری کو اسکے اپنے سامان کے سمیت کل ۶۵ پونڈ وزن اُٹہونے کی اجازت سرکار کی طرف سے ہے۔ اگر اس سے زیادہ تاجر اٹہوائے تو وہ جرم گنا جاتا ہے۔ اور سرکار کی طرف سے ہر سو میل کے فاصلہ پر ایک صاحب افسر ضلع تعینات ہیں۔ اُن کا اختیار ہے کہ لگاری کے بوجہہ کا امتحان کریں۔ اور اگر اُنپر ظلم کے طور پر مقررہ وزن سے زیادہ ہو تو تاجر کو اس امر کے لئے تنبیہ کریں۔ یا اگر کوئی شکایت لگاریوں کی ہو تو اُسکو رفع کرادیں۔ وغیرہ۔

یہہ سب سامان لیکر تاجر کا قافلہ چلتا ہے۔ اور حفاظت جان کے لئے اُسکے ساتہہ گولی دار بندوقیں ہوتی ہیں۔ جنگلوں میں پہرتے ہوئے تاجر مختلف اقوام سے تبادلہ مال کرتا پہرتا ہے۔ اور اسطرح جنگل میں سے وہ ہاتہی دانت۔ گینڈے کا سینگ خریدتے ہیں۔ جنگلی لوگ تاروں اور موتیوں اور کپڑے کے معاوضہ میں ہاتہی دانت اور سینگ وغیرہ اشیاء دیدیتے ہیں اور اسی مال کے ذریعہ سے تاجران جنگلی اقوام سے جوار مکی۔ باجرہ۔ بکری وغیرہ خرید کر اپنی گذران کرتے ہیں۔

یوگنڈا کے باشندے کوڑیوں کو پسند کرتے ہیں چنانچہ وہاں کل تجارت کوڑیوں کی ہے۔ سرکاری خزانہ میں کوڑیاں جمع ہیں۔ اور ایک روپیہ کی سو۔ دو سو۔ ساٹہہ۔ اسی کے حساب سے موافق آمدنی کے بکتی ہیں۔ جنکو اُن سے خرید ہو بس کوڑیاں خریدے اور پہر ان سے بکری۔ دودہ۔ دانت وغیرہ سب اشیاء خرید سکتا ہے رات کے وقت جنگلی درندوں سے بچنے کے لئے ہر ایک قافلہ آگ جلاتا ہے یوگنڈا ریلوے ۲۰۰ میل تک طیار ہو گئی ہے اور کرایہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ کرایہ مسافر ہر سو میل کے لئے فی کس ۳ روپیہ درجہ سوم ۵ روپیہ درجہ دوم۔ ۸ روپیہ درجہ اول۔ رعایت اسباب ہمراہ مسافر اول درجہ میں ۵۰ پونڈ۔ دوم درجہ میں ۲۰ پونڈ۔ سوم درجہ میں ۱۰ پونڈ۔ کرایہ باربرداری ایک میل سے ۲۵ میل تک فی ہنڈرڈ ویٹ عمومی

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نرہے کوئی لاولد مضطر + اعنی ہر حق میں ہر بشر کے پسر + لعل دُور یتیم سے بڑھکر +

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار بشارت :- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جہوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جہوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت :- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بہی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکہوائے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ دیا جائیگا لو صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! یہہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد ہے۔

اس خادم الاطبا کو ۲۸ سالہ طبی تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر پنج خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو دہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر بہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیکہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بہی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بہی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جہوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈہا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دنیا کیمیا گر ہے۔ فرزند نرینہ لاکہوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گہر نہیں ہے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی کیلئے ٹکٹ بہیج کر منگوائیے جن لوگوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز مکمل ملحقہ ڈبیہ سے درج ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو۔	۵ه	۱۰	قولنج و گردی۔	صر	۱۹	لقوہ۔	عه	۲۸	ٹل اُترنا۔	صر
۲	جسکی اولاد چہوٹی مر جاوے۔	صر	۱۱	سوزاک۔	صر	۲۰	بہگندر۔	عه	۲۹	طول و عرض و عمق و داید۔	عه
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صر	۱۲	سرعت۔	عا	۲۱	ناسور۔	عه	۳۰	خضاب سالانہ۔	عا
۴	جسکا حمل ۶-۸ ماہ کا گر جاوے۔	صر	۱۳	جریان۔	عه	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	صر	۳۱	نزلہ و زکام۔	عا
۵	کمزوری۔	۵ه	۱۴	غلط کاری۔	صر	۲۳	اودہرنگ۔	۵ه	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی۔	صر	۱۵	گنٹھیہ۔	عا	۲۴	ضیق النفس۔	۵ه	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	عا
۷	تپ دق۔	۵ه	۱۶	سفیدی آنکھہ۔	عه	۲۵	لہیہ۔	صر	۳۴	بخار پیچہ زچہ تہائیہ و روزانہ۔	عه
۸	ضعف باہ۔	صر	۱۷	ضعف بصر۔	عا	۲۶	آتشک۔	صر	۳۵	ضعف ہضم۔	عه
۹	ضعف جگر۔	عا	۱۸	سبل۔	عا	۲۷	آتشک کل بدن۔	۵ه	۳۶	سم سام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں +

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور والاحیثیت لی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے - خالص ممیرہ فی ماشہ عـه روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ یعنی اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دہکتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - سدا قیم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف وشفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بعد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان تھوڑا ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپیشل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر علی خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان -
۶ر مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جو اہر سنگھ الائنس بنک میں ۔۔۔ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

نمبر | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ہر ماہ فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو ہر ماہ ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور ہم ہفتہ وار ضمائم الحکم چھاپ کر مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ لیکن اگر ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد خواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کردو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔ ؟
مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔
۲۔ ریشمی ازاربند، پاجامہ، پیچ بند وغیرہ ہر قسم اعلیٰ ہر قیمت کے ۔ا سے لیکر عہ، روپیہ تک۔ پٹکے عمدہ ہے سے لیکر عہ روپیہ تک۔ پیچے سے روپیہ سے لیکر عہ روپیہ تک۔
۳۔ زیورات میں ڈورے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے
۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔
۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکیگی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ انہی کے فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں ہمارے پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند
کمیشن ایجنٹ
کٹڑہ بانگہ سنگھ ہاتی دروازہ امرتسر پنجاب

عجیب و غریب دلچسپ کتابیں؟

مکافاتِ عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئیلم کے ناول دیجزادف سن (نتیجہ گناہ) کا ترجمہ
اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلےٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں نے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نور چمکایا۔ مصنف والا نژاد نے مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے۔ اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی مقنن کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں ۔ ایک مسلمان۔ ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی ملنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے بالمقابل مسٹر یورپین میسٹنگز اور مس مونا کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آزمعنا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جابجا آیات قرآنی [illegible] دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ [illegible] ہو گا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات ہیں کیفیت دیکھنی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس سال کے عام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اسکی خریداری کریں۔ قیمت - - - - - ۱۴ر

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں قیمت عہ

کلماتِ طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت عہ

فیوضِ الحرمین۔ اسم بامسمی کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ر

منہ العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۱۲ر

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ۶ر

فخر البلاد۔ یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت - - ۴ر

عیدالمومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدرآباد دکن کی تالیف ہے - - - - - - ۶ر

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا۔ سر سید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت - - - - - - ۱۴ر

منتر جم دود تاج الٰہی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت - - - - - - - ار

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ قیمت - - - - - ۱۴ر

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد - - ۸ر

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ باید و شاید حضرت موصوف رحمتہ اللہ علیہ سوانح عمری ہے۔ مگر درحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف

اور اُس کے متعلقات کے بھی ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت - - - - - - - .. ۱۴ر

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پُر مضمون اور پُر مغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکے دلدادہ اور فدائی ہیں۔ قیمت فی جلد - - - ۱۴ر

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی مداح ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد - - - - - عہ

دیوان عزیز۔ یہ دیوان بھی منتخب استادانہ کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جسکا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے قیمت فی جلد - - - - - - عہ

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھئے اور مصنف کو داد دیجئے ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ و صلی علیٰ قیمت .. - ۳ر

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس امرتسر کے نام ہوں۔

مکتوبات امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام ٭٭)

مخدومی مکرمی اخویم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!
عنایت نامہ پہنچا۔ بلاشبہ کلام الٰہی سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبہ سے عشق پیدا ہونا اور اہل اللہ کے ساتھ حبّ صافی کا تعلق حاصل ہونا یہ ایک ایسی بزرگ نعمت ہے جو خدا تعالےٰ کے خاص اور مخلص بندوں کو ملتی ہے۔ اور دراصل بڑی بڑی ترقیات کی یہی بنیاد ہے۔ اور یہی ایک تخم ہے جس سے ایک بڑا درخت یقین اور معرفت اور قوت ایمانی کا پیدا ہوتا ہے۔ اور محبت ذاتیہ اللہ جل شانہ کا پہل اُس کو لگتا ہے۔ فالحمدللہ ثم الحمدللہ! کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ نعمت جو راس الخیرات ہے عطا فرمائی۔ پھر بعد اس کے جو کسل اور قصور بجا آوری اعمال حسنہ میں ہو وہ بھی انشاء اللہ القدیر ان حسنات عظیمہ کے جذب سے دُور ہو جائیگا۔ ان الحسنات یذھبن السیئات۔ آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے جیسے آپ کے اخلاص نے بطور خارق عادت اسی زمانہ کے ترقی کی ہے۔ ایسا ہی جوش حب للہ کا آپ کے لئے اور آپ کے ساتھ بڑھتا گیا ہے۔ اور چونکہ خدا تعالےٰ نے نہ چاہا کہ اس درجہ اخلاص میں آپ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی شریک ہو۔ اسلئے اکثر لوگوں کے دلوں پر جو دعوئے تعلق رکھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے قبض وارد کی۔ اور آپ کے دل کو کھول دیا فھذا فضل اللہ ونعمۃ یعطی من یشاء ویھدی من یشاء ویضل من یشاء

حامد علی سخت بیمار ہو گیا تھا۔ خدا تعالےٰ نے اسکو دوبارہ زندگی بخشی ہے۔ جس وقت آپ تشریف لاویں اگر حکیم فضل الدین صاحب و مولوی عبد الکریم صاحب بھی ساتھ تشریف لے آویں تو بہت خوب ہوگا۔ آنمخدوم اپنی طرف سے ان دونوں صاحبوں کو اطلاع دیں کیونکہ گاہ گاہ ملاقات ہونا ضروری ہے۔ زندگی کا کیا اعتبار ہے۔

والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۹ر جولائی ۱۸۸۹ء

خطبہ موعظت

جو مولانا مولوی نورالدین صاحب نے یکم شوال ۱۳۱۶ ہجری بروز عید الفطر پڑھا

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ
امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین۔ واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئا۔ ولا یقبل منھا عدل ولا تنفعھا شفاعۃ ولا ھم ینصرون ..

اللہ تعالےٰ ہمارا مالک۔ ہمارا خالق ہمارا رازق کثیر اور بے انتہا انعام دینے والا مولا فرماتا ہے۔ کہ میری نعمتوں کو یاد کرو۔ انسان کے اندر قدرت نے ایک طاقت ودیعت رکھی ہے کہ جب کوئی اُسکے ساتھ احسان کرتا ہے۔ تو اُسکے اندر اپنے محسن کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ جبلت القلوب علیٰ حب من احسن الیھا اور ایسا ہی اُس آدمی کے اُسکے دل میں ایک قسم کی نفرت اور رنج پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے اُسکو کسی قسم کی تکلیف یا رنج پہنچے۔ اور یہ ایک فطرتی۔ اور طبعی تقاضا انسان کا ہے۔ پس اسی فطرت اور طبیعت کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ اس مقام پر فرماتا ہے کہ اللہ کریم کے احسانوں کا مطالعہ کرو۔ اور ان کو یاد کرکے اُس محسن اور منعم کی محبت کو دلمیں جگہ دو۔ اُسکے بیشمار اور بےنظیر احسانوں پر غور تو کرو کہ اُسنے کیسی منور اور روشن آنکھیں دیں جن سے وسیع نظارہ قدرت کو دیکھتے اور ایک حظ اُٹھاتے ہیں۔ کان دئیے جن سے ہر قسم کی آوازیں ہمارے سننے میں آتی ہیں۔ زبان دی جس سے کیسی خوشگوار اور عمدہ باتیں کہکر بجائے خود خوش ہو سکتے ہیں۔ ہاتھ دئیے کہ جن سے بہت سے فوائد خود ہم کو اور دوسروں کو پہنچتے ہیں۔ پاؤں دئیے کہ جن سے چل پھر سکتے ہیں۔ پھر ذرا غور تو کرو کہ دنیا میں اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ ادنیٰ سا احسان بھی کرتا ہے تو وہ اوسکا کسقدر ممنون ہوتا ہے۔ اور ہر طرح سے اُس احسان کو محسوس کرتا ہے مگر خدا تعالےٰ کے احسان جو کل دنیا کے احسانوں سے بالا اور بالا تر ہیں اور جو سچ پوچھو تو وہ احسان ہی دراصل اللہ تعالےٰ ہی کے احسان ہیں۔ جسنے یہ توفیق عنایت فرمائی۔ کوئی کسی کو نوکر کرا دیتا ہے۔ یا دعوت کرتا ہے یا کپڑا دیتا ہے۔ یہ سوچو تو سہی کہ اگر خداداد طاقتیں نہوں تو ہم کیا سکھ اُن سے اُٹھا سکتے ہیں؟ دعوت میں عمدہ سے عمدہ اغذیہ اور کہانے کو سامان ہوں۔ لیکن اگر منہ کا مرض ہو یا پیٹ میں درد ہو تو وہ کہانے کیا لطف دلسکتے ہیں اور اُن سے کیا مزہ اُٹھایا جاسکتا ہے؟ عمدہ سے عمدہ چیز بجز فضل الٰہی فایدہ اور سکھ نہیں دلسکتی۔ یہ روشنی جس سے ہزارہا سکھ اور فایدے پہنچتے ہیں۔ کس نے دی ہے؟ اُسی نے۔ جو نور السمٰوات والارض ہے۔ ہوا۔ پانی کسنے عطا فرمایا؟ اُسی منعم حقیقی کی نعمتوں اور برکتوں کا ایک شعبہ ہے۔ سرسبز کھیت اور باغوں میں پہل لگانا اُسکی نوازش اور عنایت ہے۔ غرض کل دنیا کی نعمتوں سے جو انسان مالا مال ہو رہا ہے یہ اُسکی ہی ذرہ نوازیاں ہیں۔ جسمانی نعمتوں اور برکتوں کو چھوڑ کر اب میں ایک عظیم الشان نعمت روح کے فطرتی تقاضے کو پورا کرنیوالی

نعمت کا ذکر کرتا ہوں۔ وہ کیا ہے؟ یہی اُسکا پاک اور کامل کلام ہے جس کے ذریعے سے انسان ہدایت کی راہ اور مصفا راہوں سے مطلع اور آگاہ ہوا۔ اور ایک ظلمت اور تاریکی کی زندگی سے نکلکر روشنی اور نور میں آیا۔ ایک انسان دوسرے انسان کی باوجود ہمجنس ہونیکے رضا سے واقف نہیں ہوسکتا۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کی رضا سے واقف ہونا کسقدر محال اور مشکل تھا۔ یہہ خدا تعالےٰ کا احسان عظیم ہے کہ اُسنے اپنی رضا کی راہوں کو بتلانے اور اپنی رضا اور امر ضیوں کو ظاہر کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ قائم فرمایا۔

انسان دنیا کے عجائبات اور خداداد چیزوں میں غور کرکے سکھ پاتا ہے۔ لیکن وہ ابدی اور دائمی خوشی جو خود اللہ تعالےٰ ظاہر کردے کیسی سچی ہوگی۔

کسقدر کاوش اور تکلیف سے جسمانی سکھ حاصل کرنے کیلئے انسان کپڑا اور غذا بہم پہنچاتا ہے۔ مگر ایک وقت آتا ہے کہ کپڑا پھٹ جاتا ہے۔ اور غذا کا فضلہ باقی رہجاتا ہے۔ روحانی نعمتیں ابد الآباد کی راحتیں ہیں۔ دنیا میں۔ مرنے میں جنت میں حشر و نشر میں ہمارے ساتھ ہیں۔ غرض خدا تعالےٰ کے دلچسپ انعامات سے انبیاء اور رسل کا بھیجنا ہے۔

گذشتہ ایام میں چونکہ رستے صاف نہ تھے۔ تعلقات باہمی مضبوط نہ تھے۔ اسلئے ایک ایک قوم میں نبی اور رسول آتے رہے۔ جب مشرق اور مغرب اکٹھا ہونے لگا۔ خدا کے علم میں وہ وقت خلط ملط کا آگیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا انبیاء علیہم السلام اور جسقدر رسول آئے فرداً فرداً قوموں کی اصلاح کے لئے آئے۔ اُن کا جامع اور راستبازوں کی تمام پاک تعلیموں کا مجموعہ قرآن کریم ہے۔ جو جامع اور مہیمن کتاب ہے۔ فیھا کتب قیمہ فرمایا۔

پھر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے لئے یہہ ایک مشکل پیش آتی تھی کہ اُن میں کوئی خلیفہ اور کوئی یاد دلانے والا ثابت ہوتا تھا۔ اسلئے لوگ بیخبر ہوجاتے تھے۔ اور قوم پھر جاتی تھی۔ مگر مولا کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دامن چونکہ الٰی یوم القیامہ وسیع کردیا ہے۔ اور آپکا ہی دعویٰ انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کا ہے اور ایسی مضبوط کتاب آپکو عطا فرمائی۔ ممکن تھا کہ لوگ بیخبر رہتے۔ اُسکی حفاظت کا انتظام بھی خود ہی مولا کریم نے فرمادیا۔ جیسے ظاہری حفاظت کیلئے قرآء اور حفاظ ہیں۔ ایسے ہی اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک سامان مہیا فرمایا۔ ہزارہا مذاہب اسوقت دنیا میں نظر آوینگے مگر جب دیکھا گیا تو انبیاء علیہم السلام کا ہی مذہب عمدہ پایا۔ کوئی درختوں کی پوجا کرتا ہے۔ کوئی پتھروں کے آگے سر جھکاتا ہے

افسوس انسان حیوان اور بیجان اشیاء کی پرستش کرتا ہے۔ اور پھر ایک اپنے جیسے کھانے پینے محتاج اور ناتوان انسان کو معبود مانتا ہے۔ ایسی صورت میں توحید کا پاک چشمہ مکدر ہوچکا تھا۔ اور قریباً توحید پرستی کا نام و نشان مٹ گیا تھا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس پاک چشمہ اور مبارک سلسلہ توحید کو قائم کیا اور پھر اُسکی تکمیل کی۔ ہر ایک قسم کی گندی اور ناپاک بت پرستی کو دور کردیا۔ اللہ تعالےٰ کے سوا اُسکے کسی اسم کسی فعل اور کسی عبادت میں غیر کو شریک کرنا۔ یہ شرک ہے۔ اور تمام بھلے کام اللہ تعالیٰ ہی کی رضاء کے لئے کرنے اُسکا نام عبادت ہے۔ لوگ مانتے ہیں کہ کوئی خالق خدا تعالےٰ کے سوا نہیں۔ اور یہہ بھی مانتے ہیں کہ موت اور حیات خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں اور قبضہ اقتدار و اختیار میں ہے۔ یہہ مان کر بھی دوسرے کیلئے سجدہ کرتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔ عبادت الٰہی کو چھوڑکر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے روزوں کو چھوڑکر دوسروں کے روزے رکھتے۔ اور خدا تعالیٰ کی نمازوں کی پرواہ نکرتے ہوئے غیر اللہ کی نمازیں پڑھتے ہیں اور اُن کے لئے زکوٰتیں دیتے ہیں۔ اوثان و اصنام باطلہ کی بیخ کنی کے لئے اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ انسان کی اوسط عمر ۶۰ – ۷۰ – ۸۰ پس اس عمر کا انسان پچھلی صدی کے حالات تو پہچان سکتا ہے - - - - - - -

- - - - - - - - یہہ احسان ہے اللہ تعالےٰ کا جو اسلام سے مخصوص ہے کہ بھولی بسری متاع اللہ تعالےٰ جیسے وقت ہوتا ہے۔ اُسکے لحاظ سے اُسکا یاد دلانے والا بھیجدیتا ہے۔ یہہ انعام ہے یہہ فضل اور احسان ہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لائے تھے اور جسکو ضروری کاموں میں سے ایک یہہ تھا۔ کہ کوئی شخص خدا تعالےٰ کی ذات کے سوا نہ کوئی ہمارا خالق نہ رازق نہ اُسکے سوا علیم۔ نہ محیی۔ نہ ممیت نہ سکھ دُکھ دینے والا ہے۔ بلکہ صرف خدا ہی ہے۔ جو سب کام کرنے والا ہے۔ سجدہ رکوع۔ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا ہو پکارنا ہو۔ یہہ سب کام اللہ تعالےٰ کے سوا نہو دوسرے کیلئے یہہ باتیں اصول ایمان تھیں جو ہم کو سکھائی گئیں۔ ملائکہ۔ کتاب اللہ۔ رسل۔ جزا و سزا پر ایمان لانا۔ تقدیر خیر و شر پر ایمان لانا۔ اپنے سب عقاید رضائے الٰہی بلکہ صرف

خدا ہی ہے جو سب کام کرنے والا ہے - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - - - -

ملائکہ پر ایمان لانا اللہ تعالےٰ کی کتابوں۔ اُسکے پاک رسولوں کو ماننا اور جزا و سزا پر ایمان لانا۔ اور اس امر کا ماننا کہ ہر چیز کا اُسنے اندازہ کیا ہے۔ یہہ ایمان کے اصول ہیں کہ اپنے سب عقاید کو رضائے الٰہی میں لگادینا ایک سچے مومن کا کام ہے۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرنا اپنے مال میں سے ایک معین حصہ یعنی زکوٰۃ کا ادا کرنا۔ یتیموں مسکینوں اور رشتہ داروں کی خبرگیری کرنا۔ رنج و راحت۔ بیماری۔ تندرستی۔ دُکھ سکھ غریبی امیری۔ مقدمہ۔ مقابلہ۔ عداوت و صلح۔ عداوت میں خدا تعالیٰ کی رضاء کو ہاتھ سے نہ دینا۔ یہہ اصول یہہ پاک اور مبارک اصول ممکن تھا کہ بھول جاتے۔ جسطرح اور قومیں اپنی کتابیں کھو بیٹھیں۔ لیکن یہہ خدا تعالےٰ کا فضل اُسکا کمال احسان ہوا کہ ایمان۔ عقاید۔ اخلاق فاضلہ کے سکھانے کے لئے اور اصلاح نفس اور تہذیب کیلئے وہ وقت پر اور عین ضرورت کے وقت پر اپنے پاک بندے پیدا کرتا رہتا ہے۔ بڑی بدقسمت ہیں وہ لوگ جنکو اُن بیدار کرنے والوں کی خبر ہی نہیں ہوتی۔ اور بڑے ہی بدقسمت ہیں وہ لوگ جنکو خبر تو ہوتی ہے مگر وہ اپنی کسی خطاکاری کے بُرے نتیجے کیوجہ سے اُسکو شناخت نہیں کرسکتے۔

غرض اس آیت میں خدا تعالےٰ اُس فطرت کے لحاظ سے جو انسان میں ہے ارشاد فرماتا ہے کہ میری نعمتوں کو یاد کرو۔ جو میں نے تم پر کی ہیں وانی فضلتکم علی العالمین بنی اسرائیل کو کہتا اور مسلمانوں کو سناتا ہے کہ اور میں نے تم کو دنیا میں ایک قسم کی بزرگی عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالےٰ کے حکموں پر چلنے والا آسمانی اور پاک علوم سے دلچسپی رکھنے والا جیسی زندگی بسر کرسکتا ہے اُس سے بہتر اور افضل وہم میں بھی نہیں آسکتی۔ منافق کا نفاق جب ظاہر ہوتا ہے تو اُسکو کیسی شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ جھوٹ بولنے والے کے جھوٹ کے ظاہر ہونے پر وعدہ خلافی کرنے والے کے خلاف وعدہ پر اُن کو کیسا دُکھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے مذہبی حیثیت سے اپنے پاک اور ثابت شدہ متین اور روشن عقاید اور اصول مذہب کے لحاظ سے کل دنیا پر فضیلت رکھتے ہیں۔ کیا خدا تعالےٰ کی حضور کوئی صرف عمرہ سے ہی افضل ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خدا تعالےٰ مخفی در مخفی ارادوں اور نیتوں کو جانتا ہے۔ اُسکے حضور نفاق کام نہیں آسکتا۔

بلکہ من جاء بقلب سلیم کام آتا ہے سلامتی ہو۔ انکار نہو۔ خدا سے بھی محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی اور خیر خواہی ہو۔ امر بالمعروف کرنے والا اور ناھی عن المنکر ہو۔ بدی کا دشمن بستبازوں کا محب ہو۔ خدا تعالیٰ سے غافل اور بے پرواہ نہو۔ یہ منشاء اسلام ہے۔ پس یاد رکھو کہ عقاید کے لحاظ سے دنیا میں بے نظیر اسلام ہے۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ ایمان کے لحاظ سے۔ اعمال کے لحاظ سے دنیا میں کوئی مذہب اسلام سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر میں یہہ بھی ساتھ ہی کہونگا کہ اسلام ہو۔ دعوے اسلام نہو۔ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن کا مصداق ہو۔ ساری توجہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف لگا دیوے۔ اور ایسے طریق پر کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے۔ یا کم از کم اتنا ہی ہو کہ اس بات کو کامل طور پر سمجھے کہ خدا مجھکو دیکھ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے انعام کو یاد کر کے سادھو دیکھکر کہ کیسی کتاب۔ کیسا مذہب اس نے عطا کیا ہے۔

دنیا کے مذاہب کی حفاظت کے لئے موید من اللہ نصرت یافتہ پیدا نہیں ہوتے۔ اسلام کے اندر کیا فضل اور احسان ہے کہ وہ مامور بھیجتا ہے جو پیدا ہونے والی بیماریوں میں دعا ولی کے مانگنے والا۔ خدا کی درگاہ میں ہوشیار انسان۔ شرارتوں اور بداوتوں کے بد نتایج سے آگاہ۔ بھلائی سے واقف انسان ہوتا ہے۔ جب غفلت ہوتی ہے اور قرآن کریم سے بیخبری ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں سے بھی بیدا ہو جاتی ہے تو خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفا پیدا کریگا۔ جس کے سبب سے کل دنیا میں اسلام فضیلت رکھتا ہے۔ یہہ امر مشکل نہیں ہوتا کہ ہم اس انسان کو کیونکر پہچانیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے۔ اسکی شناخت کے لئے ایک نشان بتلایا اور نشانوں کے خدا تعالیٰ نے یہہ مقرر فرمایا ہے کہ لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم۔ خدا فرماتا ہے کہ ہمارے مامور کی شناخت کیا ہے۔ اوسکے لئے ایک تو یہہ نشان ہے۔ کہ وہ ہولی لیری متاع جس کو خدا تعالیٰ نے پسند کیا ہے اُس سے لوگ آگاہ ہوں اور غلطی سے جو نکا اُٹھیں۔ اور اُسے چھوڑ دیں۔ اُسکو پورا کرنے کے لئے اُسکو ایک طاقت دیجاتی ہے۔ ایک قسم کی بہادری اور نصرت عطا ہوتی ہے اسباب کے قائم کرنے کے سبب جسکے لئے اُسکو بھیجا ہے۔ قسم قسم کی نصرتیں ہوتی ہیں۔ کوئی ارادہ اور سچا جوش پیدا نہیں ہوتا۔ جبتک کہ خدا تعالیٰ کی مدد کا ہاتھ ساتھ نہو۔ بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں اور ڈرانے والی چیزیں پیدا آتی ہیں۔ مگر

اللہ تعالیٰ اُن سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدل دیتا اور دور کر دیتا ہے۔ ایک معیار تو اُسکی راستبازی اور شناخت کا یہہ ہے۔

اب ذرا ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت پر غور کرو جب آپنے دعوت حق شروع کی تنہا تھے۔ جیب میں روپیہ نہ تھا۔ بازو بڑے مضبوط نہ تھے۔ حقیقی بھائی کوئی نہ تھا۔ ماں باپ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ چکا تھا اور ادھر قوم کو دلچسپی نہ تھی۔ مخالفت حد سے بڑھی ہوئی تھی مگر خدا کے لئے کھڑے ہوئے۔ مخالفوں نے جسقدر ممکن تھے دکھ پہنچائے۔ جلاوطن کرنے کے منصوبے باندھے قتل کے منصوبے کیئے۔ کیا تھا جو اُنھوں نے نکیا۔ مگر کس کو نیچا دیکھنا پڑا۔ آپ کی دشمن ایسے خاک میں ملے کہ نام و نشان تک مٹ گیا۔ وہ ملک جو کبھی کسی کے ماتحت نہ ہوا تھا آخر کس کے ماتحت ہوا۔ اُس قوم میں جو توحید سے ہزاروں کوس دور تھی توحید پہنچادی اور نہ صرف پہنچادی بلکہ منوادی خوف کے بعد امن عطا کیا۔ اُن کے بعد اُن کے جانشین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے۔ آپ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بھی نہ تھے۔ پھر کیونکر ثابت ہوا کہ خلیفہ حق ہیں۔ اُسامہ کے پاس بیس ہزار لشکر تھا اُسکو بھی حکم دیدیا کہ شام کو چلی جا۔ اگر اسامہ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ ۲۰ ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواح عرب میں ارتداد کا شور اُٹھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام و نشان نہ رہا تھا۔ سب کچھ ہوا۔ پر خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا۔ کہ رافضی بھی گواہی دے اُٹھا کہ اسد اللہ الغالب کو خوف کی وجہہ سے ساتھ ہونا پڑا۔ کیسا خوف پیدا ہوا۔ عرب مرتد ہوگئے۔ مگر سب خوف جاتا رہا۔ کیوں اسلیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ جب لوگ مامور ہو کر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہے۔ اُسکے ہاتھ کا تماشہ دکھلا دیتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔ یاد رکھو جسقدر کمزوریاں ہوں۔ وہ سب معجزات اور الٰہی تائید میں ہیں۔ کیونکہ ان کمزوریوں ہی میں تائید الٰہی کا ثمرہ آتا ہے۔ اور معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا کی دستگیری کیا کام کرتی ہے۔ امیر دولت کے گھمنڈ سے مولوی علم کے گھمنڈ سے۔ کوئی منصوبہ بازیوں اور حکام کے پاس آنے جانے کے گھمنڈ سے اگر کامیاب ہوتا ہے تو

خدا کے بندے خدا کی مدد سے کامیاب ہوتے ہیں۔ اُنکے پاس سرمایۂ علوم اور سفر کے وسایل نہیں ہوتے۔ مگر عالم ہونے کی لاف و گزاف مارنے والے اُن کے سامنے شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ اُسکے پاس کتب خانے اور لائبریریاں نہیں ہوتیں۔ وہ حکام سے جا کر ملتے نہیں۔ مگر وہ ان سب کو نیچا دکھا دیتے ہیں جو اپنے رسوخ۔ اپنے معلومات کی وسعت کے دعوے کرتے ہیں۔ برادری اور قوم اُسکی مخالفت کرتی ہے۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح اُنکو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ یہی ہمیشہ اُن کی پہچان ہوتی ہے۔

غرض راستباز اور مامور کی شناخت کے یہہ نشان خدا تعالیٰ نے خود ہی بیان فرما دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے انعام یاد دلاتا ہے۔ ہر ایک مخلوق مخلوق ہونے اچھی قوم میں پیدا ہونے کو دیکھو۔ مگر اسمیں شبہہ پڑیگا کہ اور بھی شریک ہیں۔ پھر عقاید کو دنیا کے مقابلہ میں رکھو۔ میں نے مذاہب کو بے تعصب ہو کر ٹٹولا ہے۔ بت پرستوں آریوں۔ براہموؤں کو دیکھا ہے جب ہم ایک خدا کے عقیدہ کو پیش کرتے ہیں تو کوئی مذہب بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ مانتا ہو۔ یہہ فخر اسلام اور صرف اسلام کو ہے۔ اسکے ساتھ کیا کوئی عقیدہ مل سکتا ہے۔ پھر انبیاء کو جنہوں نے چھوڑا۔ اور اپنے عقلی ڈھکوسلوں سے اُسے پانا چاہتے ہیں وہ ایک گڑھے میں گر رہے ہیں۔ ایک مشہور براہمو لیکچرار نے نہایت جوش سے اپنے لیکچر میں کہا کہ اے خدا! میں ہندوستانیوں کو تیرے پاس پہنچانا چاہتا ہوں۔ مگر وہ نہیں آتے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اُسکا یہہ فقرہ سنکر میں دعا میں لگ گیا۔ اور دعا کی کہ اے خدا تو میرے دل کو کھولدے پھر میں استقلال سے اوپر آیا اور کہا کہ میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپنے فرمایا کہ میں ہندوستانیوں کو خدا کی حضور پہنچایا چاہتا ہوں۔ میں تیار ہوں۔ مگر آپ اتنا فرما دیں کہ کیا آپ یقیناً یقیناً مجھے اسکی حضور پہنچا دینگے۔ چونکہ اُسکا انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان نہ تھا۔ گھبرا گیا۔ اور بولا کہ آجتک کی تحقیقات کے بھروسے پر پہنچا سکتا ہوں۔ مگر کل معلوم نہیں کہ کیا جدید بات پیش آوے لہذا یقیناً نہیں۔ اسپر میں نے کہا کہ ایک شخص ایک دعوے اور کامل شعور اور بھروسے سے کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی حضور یقیناً پہنچا سکتا ہوں تو پھر اُس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے یا آپ کی طرف۔ اُسکو شرمندہ ہو کر

کیسا بڑا اکرام ہے اُسکو ہی مانو!!! وہ شخص جو کامل بہرہ سے اور پورے یقین اور شعور سے خدا تعالیٰ تک پہنچا نیکا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اُس نے پہنچا دیا اور پہنچاتا ہے۔ اور پہنچاویگا۔ وہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیا وہ جو کہتے ہیں کہ دو ارب سال گذرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو کتاب دی۔ اور وہ آجتک ایک ہی ترجمہ پیش نکر سکے۔ اور اسپر بھی وہ اُسے کامل کہتے ہیں۔ کیا اُن کو شرم نہیں آتی؟ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان چند سال کے اندر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو مشرق اور مغرب میں پہنچا دیا۔

غرض انسان خوب مطالعہ کرے کہ اسلام سے بڑھکر نعمت اور عزت و شرافت کا موجب اور کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے پہلے بتلایا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں۔ آدمیوں کے انتخاب سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنینگے۔ اب اس زمانہ کے منعم علیہ پر غور کرو۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ مفسدہ باز اور مشرک ہے۔ عبادت میں سُست ہے۔ بھلا ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ ایک عابد اور موحد خدا کا پرستار کہلانے والا ممکن ہے ریاکار ہو مگر اللہ تعالیٰ اُسکے خلوص نیت اور صدق کو اپنی تائیدات اور نصرتوں سے ثابت کر دیتا ہے۔ پھر یہہ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ خوف کے وقت ہی وہ پرستار الٰہی ہو۔ نہیں! نہیں!! وہ جبکہ خوف امن سے بدل جاتا ہے وہ اُسوقت بھی سچا پرستار ہوتا ہے۔

الغرض ایمان بڑھانے کے لئے خدائے تعالیٰ کے انعام پر غور کرنے سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہے۔ ایمان۔ عقاید۔ اعمال۔ معاملات کے لحاظ سے بڑی عظیم نعمت اسلام ہے۔ اور پھر مسلمانوں سے وہ فرقہ جو خلفاء راشدین کے سلسلے کو مانتا ہے۔ اُن سے بڑھکر نہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اُن سے بڑھکر کوئی مؤید من اللہ نہیں۔

انسان اکیلی کسقدر زیادہ پڑھتا ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز گو چھوٹی اور مختصر ہی ہو۔ مگر اسمیں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ امام کے ماتحت اعمال میں کسقدر زیادتی ہوتی ہے۔ پس یہہ ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ جو خدا نے ہم کو دی ہے۔ مگر اس انعام میں اُن الفاظ کو بھی یاد رکھو کہ "دین کو دنیا پر مقدم کرونگا"۔ بڑی ذمہ داری کا وعدہ ہے۔ یہہ وعدہ کسی عام انسان کے ہاتھ پر نہیں۔ بلکہ امام کے ہاتھ پر نہیں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے وعدہ کرکے خلاف کرنے والا منافق ہوتا ہے۔ پس ڈرنے اور رونے کا مقام ہے۔ اور بڑے عزم و احتیاط کی ضرورت ہے

پھر اللہ تعالیٰ کے انعام یاد کرکے مومن اس بات کو سوچے کہ ایک وقت آتا ہے۔ واتقوا یوماً۔ ایک وقت آتا ہے کوئی دوست آشنا اپنا بیگانہ کچھ کام نہیں آتا۔ دنیا میں نمونہ موجود ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بھی اُس کی بیماری کو نہیں ہٹا سکتے۔ یہہ نمونہ اس بات کا کہ یہہ سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے وقت کوئی کام نہیں آتا۔ کسی کی سفارش اور جرمانہ کام نہیں آتا۔ اسلئے اُس دن کے لئے آج سے ہی تیار رہو۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل کو یاد کرکے محبت الٰہی کو زیادہ کرو۔ اور غفلتوں اور کمزوریوں کو چھوڑ دو۔ اور اپنے وعدوں پر لحاظ کرو۔ کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھینگے"۔ رنج و راحت عسر یسر میں قدم آگے بڑھائینگے اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بھائیوں سے محبت کرینگے پھر کہتا ہوں کہ یہہ بڑی خطرناک بات ہے کہ جو وعدوں کے خلاف کرتا ہے وہ منافق ہوتا ہے۔ جھوٹ اور وعدوں کے خلاف ورزی کرنے سے انسان کا انجام نفاق سے مبدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھکو اور آپکو اس سے بچاوے اور صدق اخلاص اور اعمال حسنہ کی توفیق دے!!! آمین!!!

مقدمہ کے مفصل حالات

آجتک جسقدر حالات متعلق مقدمہ ہم نے شایع کئے ہیں۔ وہ بالکل مجمل تھے۔ ابتدا میں ہمارا خیال تھا کہ مقدمہ کے کل حالات حسب معمول ہم ایک پمفلٹ کے ذریعے شایع کرتے۔ لیکن ناظرین کے شدید اشتیاق نے مجبور کیا کہ بذریعہ اخبار ہی اُن کو سردست شایع کیا جاوے۔ ہاں اختتام مقدمہ پر ممکن اور ضرورت ہوئی تو کوئی مختصر سا رسالہ اسپر لکھا جاویگا۔ وہ بھی اُس صورت میں کہ اگر خود حضرت اقدس جناب امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی ضرورت سمجھی۔ اسلئے ہم کل روداد کو زواید کو چھوڑکر درج کرتے ہیں۔ مقدمہ کی تاریخ تو دراصل اُس خط سے شروع ہوتی ہوئی سمجھنی چاہیئے جو مولوی عبد القادر صاحب لودہانوی نے بٹالوی کو اپنے قدیم تعلقات ہم مکتبی کی بناء پر مشتمل بر درخواست مباہلہ لکھا تھا۔ چونکہ وہ خط الحکم میں شایع ہو چکا ہے۔ اور ایسا ہی وہ اشتہارات جو بغرض مباہلہ شایع ہوئے درج ہو چکے اور ہمارے ناظرین ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار سے بھی مطلع ہو چکے جو مقدمہ ہذا کے لئے بطور بناء کے قرار دیا گیا ہے۔ اس اشتہار کے جاری ہونے پر ۳ دسمبر ۱۸۹۸ء کو محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نے ایک رپورٹ ارسال کی۔ اور محمد حسین نے ۵ دسمبر کو ایک درخواست حصول لائیسنس اسلحہ کی بمقام گورداسپور پیش کی۔ جس سے مقدمہ کی بناء قایم ہوئی۔

پس ہم اس وقت سے لیکر کل حالات مقدمہ نقل مسل سے لیکر شایع کرتے ہیں۔ وھوھذا

نقل مسل فوجداری

مقدمہ

سرکار بنام مرزا غلام احمد قادیانی و مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی

باجلاس مسٹر جی۔ ایم۔ ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

مرجوعہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء فیصلہ زیر تجویز۔ مثل بستہ قادیان۔

نمبر مقدمہ ۱/۲ جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

رپورٹ خاص تھانہ بٹالہ

جناب عالی! مرزا غلام احمد ساکن قادیان و مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ کے باہم ایکعرصہ سے تکرار مذہبی چلا آتا ہے۔ دونوں اپنی اپنی تائید اور مخالف کی تکذیب میں تحریرات دیگر چھاپہ و قلمی جاری کرتے رہتے ہیں۔ اور جوش مذہبی کے بہانہ سے ایسے اشتعال بخش الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے اُن کے دیکھنے والا لوگ کی جماعت کہ مریدان و معتقد آمادہ فساد ہو سکتے ہیں ہر دو کے حالات سابق وقتاً فوقتاً بذریعہ رپورٹ ہائے خاص گذارش حضور ہوتی رہی ہیں۔ دونوں نے یہہ طریقہ محض اپنی نام آوری اور فائدہ ذاتی کیواسطے اختیار کیا ہوا ہے

مقدمہ کا ذکر حضرت اقدس کے متعلق بطور خود سادینا مقدرہ ورنتائج ہوتی (ایڈیٹر)

کہ ان کی عزت اور فریق مخالف کی ذلت اُن کی جماعت میں پیدا ہو۔ اور اُن کے واسطے علاوہ شہرت کی دنیاوی فائدہ پہنچے جیسے کہ اتباک بذریعہ منی آرڈر وغیرہ رقومات کثیر پہنچ رہی ہیں۔ حال میں میرزا غلام احمد قادیانی نے مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ سے درخواست کی کہ وہ فیصلہ بحث مذہبی کا بذریعہ مباہلہ کرے۔ (یہہ اسلام میں ایک طریقہ دعا کا واسطے فیصلہ مبنی بر اللہ کے ہے۔ اور فریق کاذب پر اس فیصلہ کی رُو سے عذاب نازل ہوتا ہے)

مولوی محمد حسین نے مباہلہ تو منظور کیا۔ مگر میعاد نازل ہونے عذاب کی بجائے ایک سال مقررہ مرزا غلام احمد کے تین روز کے اندر اندر مقرر کی اور مرزا غلام احمد کیطرف سے بصورت فتحیابی مولوی محمد حسین کو ۲۵۰ روپیہ انعام دیا جانا مقرر کیا گیا۔ بجواب اسکے ایک شخص سید ابوالحسن تبتی وارد کوہ شملہ سنجولی نے ایک اشتہار تاریخ ۳۱ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو دیا کہ بصورت فتحیابی مولوی محمد حسین بٹالہ کے تحریر کیا کہ مرزا غلام احمد کا موہنہ کالا کیا جاوے۔ اُسکو ذلیل کیا جاوے اور اُس رسوائی کے بعد اُسکو گدھے پر سوار کرکے کوچہ بکوچہ ان چاروں شہروں میں پھرایا جاوے اور بجائے دینے انعام ۲۵۰ روپیہ کے صرف ۲۵۰ جُوتے اُن کے سر پر لگائے جاویں وغیرہ وغیرہ۔ اور اس اشتہار پر ملا محمد بخش لاہوری نے اپنی طرف سے کچھ نوٹ ازاد کیئے۔ جو درج اشتہار منسلکہ ہیں اور اس پر نشان سُرخی سے دیا گیا ہے۔ اس اشتہار اور نوٹوں کی بابت مرزا غلام احمد قادیانی اور اُسکی جماعت خیال کرتے ہیں کہ مولوی محمد حسین سکنہ بٹالہ نے بنام نہاد دوسرے شخص کیطرف سے یہہ اشتہار دلایا ہے۔ اور اب مرزا غلام احمد نے ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو ایک اشتہار جسکا عنوان یہہ ہے۔ کہ ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ برخلاف مولوی محمد حسین و ملا محمد بخش لاہوری و ابوالحسن تبتی کے جاری کیا جس کا اخیر یہہ ہے کہ مجھکو الہام ہوا ہے کہ ۱۳ ماہ کے اندر یعنے ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک یہہ تینوں اشخاص ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ اور اُس میں جو اُسنے دُعا کی۔ اور جو اُسکا جواب بذریعہ الہام کے معلوم ہوا اردو و عربی میں تحریر کئے ہیں۔ اس اشتہار کے جاری ہونے پر مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ کو سخت اشتعال اور خوف پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہہ اشتہار اپنی سابقہ عادت کے بموجب اسکی نقصان رسانی کا انتظام میعاد مقررہ کے اندر کرکے جاری کیا ہے۔ اور اسغرض سے مولوی محمد حسین مذکور نے ایک چھُری تیز دھاردار ساخت پھیرہ ضلع شاہپور خریدی ہے۔ اور ہر وقت اپنے پاس بغرض حفاظت خود رکھتا ہے۔ اور عام طور پر چھُری مذکور لوگوںکو دکھلاتا رہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے لیکھرام کی طرح میری ہلاکت کا انتظام کرکے اشتہار جاری کیا ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس پیشینگوئی کی صداقت کے واسطے وہ مجھے قتل کرائیگا۔ اسلئے واسطے اپنی حفاظت اور بمقابلہ دشمن کے چھُری ہر وقت اپنے ساتھہ رکھتا ہوں۔ اور ہر دونوں فریق میرے علاقہ میں آباد ہیں۔ اور اُن کے مریدوں معتقدوں کی ایک بڑی بھاری جماعت ہے جسمیں ہر طرح کے لوگ تیز مزاج وغیرہ شامل ہیں۔ اب صورت اس معاملہ کی بدانست کمترین یہانتک پہنچ گئی ہے کہ زیادہ تحمل مقتضی نہیں ہے۔ ضرور سخت اندیشہ نقض امن کا فریقین کیطرف سے ہے۔ اور اشتہارات علاوہ دلشکن درنج دہ اشتعال آمیز کلمات فریقین کیطرف سے روزمرہ سے اور دیکھے جاتے ہیں۔ اور ان کا چرچا عوام میں ہوکر ایک دوسرے فریق کی جماعت کی دلشکنی و اشتعال طبع کا باعث ہوتے ہیں حضور کو یاد ہوگا کہ جب مرزا غلام احمد مقدمہ حفظ امن پادری ہنری کلارک صاحب بہادر امرتسر سے بری ہوا تہا تو جناب مسٹر ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے زبانی اُسکو فہمائش فرمائی تہی کہ براے آیندہ ایسے اشتہار یا پیشینگوئی جس سے نقض امن کا اندیشہ ہو نہ دیا کرے۔ کچہہ عرصہ تک مرزا غلام احمد نے اسپر عمل کیا۔ اور خاموشی رکہی۔ اب پہر اسی طرح اشتہار بازی شروع کردی ہے۔ جو موجب نقض امن کا ہے۔ لہذا رپورٹ ہذا معہ ارسال حضور ہے۔ اشتہارات و اخبارات لف ہیں۔ جہاں اسکا ذکر درج ہے۔ اسپر نشان سُرخی سے دیا گیا ہے۔ اگر پسند رائے حضور ہو تو معرفت انسپکٹر صاحب اس امر کی خفیہ دریافت فرماکر فریقین کی ضمانت و مچلکہ حفظ امن کا انتظام فرمایا جاوے۔

تحریر یکم دسمبر ۱۸۹۸ء عرضی کمترین محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ

از پولیس گورداسپور اصل درخواست ہذا اخبارات و اشتہارات سے علیحدہ ہوکر بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بہیجی جاوے اور گذارش کیا جاوے کہ سال گذشتہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے برخلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری دائر کیا گیا تہا۔ مگر کسی وجہ سے وہ رہا ہوا۔ اور کپتان ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے جنکی عدالت میں یہہ مقدمہ سماعت ہوا تہا۔ حکم دیا تہا کہ آیندہ کے لئے مرزا غلام احمد ایسی پیشینگوئی نکرے۔ مگر اب پہر مسٹر اس حکم کے برخلاف کرنا شروع کیا ہے جس سے اندیشہ نقض امن کا ہے۔ ہماری دانست میں مرزا غلام احمد نے کپتان ڈگلس صاحب بہادر کے حکم اور وعدہ کے خلاف کیا ہے۔ اور ضرور نقض امن کو روکنے کے لئے فریقین کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ فریقین کی حفظ امن میں ضمانت لینی چاہیئے۔ کاغذات ہذا بصیغہ خفیہ مرسل ہوویں۔ بتحریر $\frac{۳}{۱۲}$ ۹۸ء۔ دستخط بحروف انگریزی

نقل درخواست

دربارہ حصول لائیسنس مولوی ابو سعید محمد حسین مشمولہ مسل

اجلاسی

مسٹر جی۔ ایم۔ ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور

سرکار دولتمدار بنام مرزا غلام احمد قادیانی و مولوی ابو سعید محمد حسین ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور۔

جرم زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

جناب عالی!

مرزا غلام احمد ساکن موضع قادیاں نے برخلاف مظہر سایل بدیں مضمون اشتہار دیا ہے کہ مولوی ابو سعید محمد حسین کو ۱۳ ماہ کے اندر ذلت کی مار اور رسوائی ہوگی جس سے مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ اپنی پیشینگوئی کو سچا کرنے کے لئے میری جان کو نقصان پہنچانے کی کوئی ناجائز تدبیر کریگا۔ لہذا درخواست ہے کہ مظہر سایل کو ایک پستول اور ایک بندوق کا حفاظت جان کے لئے کل احاطہ پنجاب کے واسطے لائیسنس دیا جاوے۔ کیونکہ مظہر کل پنجاب میں واسطے وعظ وغیرہ ضرورتوں کے دورہ کیا کرتا ہے۔ سوائے اسکے اندیشہ ہے کہ اُسکی جماعت میں سے کوئی دشمن نقصان پہنچاوے۔ عرضی فدوی مولوی ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ۔ ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور

۵ دسمبر ۱۸۹۸ء۔ دستخط ابو سعید محمد حسین

از پیشگاہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پیش ہوکر حکم ہوا کہ مرزا غلام احمد و مولوی محمد حسین برائے ۵ ماہ حال صدر میں طلب ہوویں۔ اہلمد کاغذات کو بطور خفیہ احتیاط سے رکہے $\frac{۵}{۱۲}$ ۹۸ء

نقل حکم

درمیانی معہ رپورٹ اہلمد اجلاسی مسٹر ایف ٹی ڈکسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر مجسٹریٹ ضلع گورداسپور۔ آج پیش ہوکر حکم ہوا کہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء کو مقدمہ ہذا پیش ہو۔ فریقین کو فہمایش کی گئی $\frac{۱۵}{۱۲}$ ۹۸ء۔ دستخط حاکم

جناب عالی کاغذات برائے ۵ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء پیش کرتا ہوں - دستخط اہلمد ۔

نقل حکم درمیانی

(واقعہ ۵ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء)

اجلاس مسٹر جی - ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

فریقین مرزا غلام احمد قادیانی اور ابو سعید محمد حسین تعمیل اس نوٹس کے حاضر ہوئے ہیں کہ جو ہمارے جانشین نے بنام پولیس اس غرض سے جاری کیا تھا کہ انکو ۵ دسمبر کے لئے پیش کیا جاوے مقدمہ ۵ جنوری تک ملتوی کیا گیا بمجرد فریقین کے ایک فریق کے وکیل مسٹر اوڈل نے بذریعہ تار ہم سے درخواست کی ہے کہ مقدمہ ۱۱ تاریخ تک ملتوی کیا جاوے انہوں نے یہہ بھی لکھا ہے کہ دوسرے فریق کا وکیل بھی رضامند ہے ہمنے مقدمہ کا التواء ۱۱ جنوری تک کیا ہے - کیونکہ ۱۲ کو ہم دورہ میں جاوینگے -

ایک نقل مندرجہ ذیل حکم کی زیر دفعہ ۱۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری فریقین پر تعمیل کیا جاوے کہ مرزا غلام احمد سکنہ قادیاں اور ابو سعید محمد حسین کچھ عرصہ سے آپسمیں سخت مذہبی مباحثہ کر رہے ہیں جسکا نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ سے مباہلہ کی درخواست کیجاوے - کہ اس شخص پر ذلت پڑے کہ جو غلطی پر ہو - ہر دو فریق کی تحریرات اس حد سے باہر چلی گئی ہیں کہ جسکو مباحثہ واجب کہا جاوے - ابو سعید محمد حسین کے فریق کے ایک ممبر سید ابوالحسن تبتی نے ایک اشتہار درباره مرزا غلام احمد سکنہ قادیاں کے جاری کیا گیا ہے کہ جو نہایت فحش ہے - اور ایک اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء میں مرزا نے خداوند کریم کے پاس صرف یہی درخواست نہیں کی کہ اس شخص کو جو غلطی پر ہو ذلیل کیا جاوے بلکہ اسکے مخالفان پر بھی - جو افواہیں لاہور میں قتل پنڈت لیکھرام کی نسبت مشہور ہوئی ہیں - عام طور پر روشن ہیں - خواہ وہ راست ہیں یا دروغ - لیکن ان سے مرزا غلام احمد سکنہ قادیان کو ہدایت ہونی چاہیئے تھی . کہ وہ اس قسم کے مباحثے سے پرہیز کرے جسمیں موت کی (یا جیسا کہ مقدمہ حال میں) ذلت کی پیشگوئی اسکے مخالفوں کی نسبت شامل ہو - ہماری رائے میں یہہ مناسب ہے کہ نقض امن کے روکنے کے لئے ہر دو اشخاص مندرجہ صدر سے ان کے اپنے مچلکے ایک ایک ہزار روپے کی برائے ایک سال واسطے رکھنے حفظ امن کے لئے جاویں - لہذا حکم ہوا کہ نامبردگان ۱۱ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو حاضر آویں - اور وجہ ظاہر کریں کہ کیوں ایسا حکم صادر نکیا جاوے - نقل اس حکم کی نوٹس کے ہمراہ برائے تعمیل بھیجی جاوے - تجویز ۵ [illegible] - دستخط حاکم

نقل حکم درمیانی بمقدمہ فوجداری

باجلاس مسٹر جی - ایم - ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

واقعہ ۱۱ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء بمقام گورداسپور

مولوی ابو سعید محمد حسین ساکن بٹالہ و مرزا غلام احمد ساکن قادیان فریقین حاضر ہیں - مسٹر ڈبلیو براؤن - شیخ فضل الدین - شیخ علی احمد و خواجہ کمال الدین وکلا منجانب مرزا غلام احمد حاضر ہیں - مسٹر اوڈل بیرسٹر و شیخ نبی بخش وکیل منجانب ابو سعید محمد حسین حاضر ہیں - مسٹر براؤن تسلیم کرتے ہیں کہ مندرجہ ذیل مشتہریات ان کے موکل نے جاری کیں (الف) اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء (الف) - (ب) اشتہار مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء (ب) - (ج) اشتہار مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء (ج) - (د) رسالہ کشف الغطاء (د) (ص) اشتہار مورخہ [illegible] جنوری سنہ ۱۸۹۹ء (ح)

نقل بیان مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ

بمقدمہ فوجداری اجلاس مسٹر جی - ایم ڈوئی صاحب مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

بیان مولوی محمد حسین ابو سعید ساکن بٹالہ - ایک فتویٰ تکفیر کا نسبت مرزا غلام احمد سنہ ۱۸۹۱ء میں میرے اخبار میں چھپا کہ مرزا غلام احمد کافر ہے اس فتوے کے لکھنے والے مولوی نذیر حسین تھے - اور اس فتوے پر اور مولویوں کی مہریں ہیں . میری مہر نہیں ہے - میں سائل تھا جواب انہوں نے دیا . تب سے ہمارا مذہبی بحث اسکے ساتھ ہوتا رہا - میں محمد بخش جعفر زٹلی ساکن لاہور کو جانتا ہوں اس کے ساتھ میری کوئی خاص دوستی نہیں - لیکن خط و کتابت دنیوی کام میں کبھی کبھی میری اس کی ہوتی ہے میں لاہور میں جاتا رہتا ہوں - کبھی کسی دوست کے گھر کبھی کسی دوست کے گھر رہتا ہوں اسکے گھر میں میں کبھی نہیں رہا - میرا Paper اشاعۃ السنہ وہاں چھپتا ہے - فقرے جو آپ مجھکو پڑھکر سنائے گئے یہہ میرے اخبار کا خلاصہ جو نمبر ۵ - جلد ۱۸ - اشاعۃ السنہ (الف) میں ہے اور جو اشتہار محمد بخش نے لاہور میں جاری کیا اسکے متعلق ہے - اصلی اشتہار میری خبر کے کاغذ میں نہیں چھپا یا مجھسے کوئی مشورہ لیا گیا - اور نہ مجھسے پوچھا گیا - پرچہ اشاعۃ السنہ (ج) نمبر ۳ - جلد ۱۸ میں سے جو فقرات متعلق میری حرکت پڑھکر سنائے گئے ہیں - وہ میری خبر کے کاغذ میں درج ہیں - پرچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۱۸ میں سے فقرات مجھکو پڑھکر سنائے گئے یہہ بھی میرے اخبار میں سے ہیں - پرچہ (ح) اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۱۶ میں سے چند سطور مجھکو سنائی گئیں یہہ میں نے اپنے اخبار میں چھپوائی ہیں - پرچہ [illegible] نمبر ۶ جلد ۱۸ اشاعۃ السنہ میں سے جو سطریں مجھکو سنائی گئیں یہہ میری خبر کے کاغذ میں چھپی ہیں میری خبر کے کاغذ میں وہ دجال اور کافر بے ایمان وغیرہ لکھا گیا ہے جیسے وہ مجھے کہتا ہے میں نے مولوی ابوالحسن تبتی کو دیکھا ہے وہ کبھی [illegible] رہتا ہے - کبھی لاہور - کبھی دہلی - آخیر مرتبہ میں [illegible] میں گیا تھا . یا قریب اسکے - اور چند روز وہاں رہا [illegible] وقت میں نے اس مولوی کو دیکھا تھا - اشتہار مورخہ ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء کی نسبت میرا اس کو [illegible] مشورہ [illegible] کہ جسمیں لکھا ہے کہ مونہہ کالا کیا جاوے اور گدھے پر پھرایا جاوے وغیرہ - میں جانتا ہوں کہ اس اشتہار کی نسبت کوئی ذکر اشاعۃ السنہ میں نہیں ہے اس اشتہار کی نقل ڈاک میں آئی تھی - اور دستی بھی ملی - جب پہلے ڈاک میں میرے پاس نقل پہنچی میں نے کوئی جواب سید ابوالحسن تبتی کو نہیں لکھا - اس اشتہار کی نسبت میں نے اخیر مرتبہ ۲۴ اکتوبر کو [illegible] میں اسکو دیکھا تھا - اسوقت تک اسنے مجھسے کوئی ذکر اس اشتہار کی نسبت نہیں کیا کہ میں کوئی ایسا اشتہار چھاپوں گا - سنہ ۱۸۹۷ء سے ایک چھری اپنی حفاظت کے واسطے اپنے پاس رکھتا ہوں - مجھکو یہہ خوف ہے کہ مرزا غلام احمد اشتعال دیگا - میری نسبت بھی اسی طرح سے جس طرح کہ دیگر لوگوں کی نسبت اسنے پیشینگوئیاں کیں - میں نے اس خوف سے ایک بندوق اور ایک پستول کے لئے لائسنس کی درخواست ۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو دی تھی - جو شامل مسل ہے - اور میں نے وہ درخواست دیکھلی ہے عبداللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام کی نسبت جو کچھ واقعہ ہوا اسکی وجہ سے مجھکو خوف ہے اور نسبت اشتہار (الف) مورخہ ۲۱ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء کے بھی مجھکو خوف ہے - دستخط ابو سعید محمد حسین

دستخط حاکم -

بیان ہمارے مواجہہ میں تحریر ہو کر سنایا گیا - سنکر درست تسلیم کیا - دستخط حاکم

نقل بیان مرزا غلام احمد ساکن قادیان

عبدالکریم سیالکوٹی میرا ایک مرید ہے۔ [illegible] ہمقدمہ چھاپا۔ اسمیں جو چند فقرات مجھکو پڑھکر سنائے گئے۔ وہ اس میری پیشینگوئی کی نقل ہے جو عبداللہ آتھم کی نسبت تھی۔ اس کا سبب یہہ تھا کہ عبداللہ آتھم نے مجھ سے تحریری درخواست کی تھی۔ اُن کی رضامندی اور تحریری درخواست پر میں نے یہہ پیشینگوئی کی تھی کیونکہ اُنہوں نے اصرار کیا تھا۔ عبداللہ آتھم کی درخواست جو میرے نام تھی وہ مقدمہ ڈاکٹر کلارک شامل ہے۔ دیکھی جاوے۔ جو [illegible] لیکہرام کی نسبت تھی۔ اور [illegible] لیکہرام کی رضامندی سے اور اُس کی تحریری درخواست [illegible] اس خاص پیشگوئی کی خاطر وہ پشاور سے آیا [illegible] بدزبانی کرتا رہا۔ اور تمام [illegible] پنڈت لیکہرام پانچ برس کے [illegible] کی تلاشی ہوئی۔ اور [illegible] مرنے کے بعد میں نے ایک اشتہار جاری کیا جو مجھکو اب پڑھکر سنایا گیا۔ جب مقدمہ ڈاکٹر کلارک [illegible] ہوا۔ اُس میں کپتان ڈگلس صاحب نے مجھے یہہ ہدایت دی تھی۔ اور میں نے ایک نوٹس پر دستخط کئے تھے پنڈت لیکہرام نے ایک اشتہار اپنی طرف سے میری نسبت دیا تھا۔ کہ تم تین برس میں ہیضہ کی بیماری سے مر جاؤ گے اور اسی پیشگوئی کو مجھ سے پہلے آپ شائع کیا تھا۔

دستخط مرزا غلام احمد بقلم خود

الحکم قادیان میں جاری ہوتا ہے۔ جو اس کا ایڈیٹر ہے۔ وہ میرے مریدوں میں سے ہے۔ اسمیں سے جو فقرہ حرف (ن) پڑھکر مجھکو سنایا گیا۔ وہ میرے مشورے سے جاری نہیں ہوا۔ مجھکو فرصت نہیں کہ میں ایسے معاملات دیکھ سکوں۔ میرے حالات کے لئے میری تصانیف دیکھی جاویں جو میری کتابوں میں ہیں۔ دستخط مرزا غلام احمد بقلم خود

دستخط حاکم

بیان ہمارے مواجہہ میں بعد تحریر سنایا گیا۔ سنکر درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نمبر ۵۶۴ گواہ استغاثہ باقرار صالحہ

میں بٹالہ میں ۱۸۹۳ء سے ڈپٹی انسپکٹر ہوں۔ کچھ بحث مذہبی ان پانچ سالوں میں برابر جاری رہا ہے۔ مولوی محمد حسین نے مجھکو چھری دکھلائی تھی۔ یہہ کہا تھا کہ آپنے سنا ہے کہ مرزا غلام احمد نے جو تیرہ مہینے کی میعاد کا اشتہار جاری کیا ہے۔ میں اس کو اپنی حفاظت کے واسطے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ بوجہ اسکے خوف کے کیا اسکے واسطے کچھ لائسنس کی ضرورت ہوگی؟ میں نے اُسکو کہا کہ میرے خیال میں یہہ معمولی چھری ہے۔ اور اسکے واسطے لائسنس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اُسوقت مولوی محمد حسین نے یہہ بھی ذکر کیا تھا کہ میں پستول اور بندوق کے لئے درخواست لائسنس کی کرونگا۔ الحکم قادیان میں چھپتا ہے۔ اور شیخ یعقوب علی اسکا ایڈیٹر ہے۔ مرزا غلام احمد کے اہتمام میں چھپتا ہے۔ میرے خیال میں جو کچھ اس میں چھپتا ہے وہ مرزا کی مشورہ اور ملاحظہ سے۔ اور اُن کی نگرانی میں چھاپا جاتا ہے۔ یعقوب علی اُسکے مکان میں رہتا ہے۔ اُسی سے کھانا کہاتا ہے۔ ان دونوں فریقوں کا جوش بڑا اشتعال انگیز ہے۔ اور دشمنی سالہا سال سے چلی آتی ہے۔ جب پنڈت لیکہرام مارا گیا اُسوقت بٹالہ میں مذہبی جوش بہت تھا۔ مولوی محمد حسین جو اندیشہ بتاتا تھا۔ میرے خیال میں وہ واقعی اندیشہ ہے۔ مجھکو اسواسطے خیال ہے کہ عام افواہ ہے کہ جو پیشین گوئیاں کی گئیں اُن کے پورا کرنے کے لئے کوششیں کی گئی ہیں۔ میرے نزدیک واقعی اندیشہ ہے (جرح مسٹر اورٹل پر کہا) محمد حسین کی نسبت میرے پاس کوئی رپورٹ نہیں ہوئی۔ کہ اس سے اندیشہ ہے۔ وہ کبھی کسی مقدمہ میں یا لڑائی میں شامل نہیں ہوا۔ یہہ دونوں اپنی اپنی جگہہ پیشوائے اسلام سمجھتے ہیں (جرح مولوی فضل الدین وکیل پر کہا) مرزا غلام احمد کی نسبت کسی آدمی کی طرف سے کوئی خاص رپورٹ تھانہ میں نہیں ہوئی کہ اسکی طرف سے خطرہ ہے۔ چند سالوں سے مرزا صاحب ہمیشہ قادیان میں رہتے ہیں۔ مرزا صاحب کا اپنا چھاپہ خانہ قادیان میں ہے سوائے اس الحکم کے چھاپے خانے کے۔ میرے سامنے مرزا صاحب نے کبھی مشورہ یا صلاح کسی امر کے چھاپے جانے کی نسبت یعقوب علی کو نہیں دی۔ میری آمدورفت قادیان میں اکثر زیادہ رہتی ہے ہفتے یا دوسرے ہفتہ جایا کرتا ہوں۔ جو اخبار یا رسالہ کبھی کبھی کو منگاتا تھا تو مجھکو یہہ خبر ملتی تھی کہ مرزا صاحب کو حکم ایڈیٹر دیتا ہے۔ میں نے الحکم میں ایڈیٹر کا یہہ اعلان نہیں دیکھا کہ مرزا صاحب کا اس رسالہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ ایک شکایت نسبت ایک کالنسٹبل حاکم علی کے الحکم میں چھپی تھی۔ اُسنے رپورٹ دی تھی کہ مرزا غلام احمد اور نظام الدین کے درمیان بابت تنازعہ ایک دیوار کے سخت اندیشہ فساد کا ہے۔ مولوی محمد حسین نے بعد اشتہار تیرہ ماہ کے مجھکو چھری دکھلائی تھی۔ مجھکو مقامی حالات کی وجہ سے یہہ خیال ہے کہ جب کبھی مرزا صاحب پیشینگوئی کرتے ہیں۔ تو اُس کی صداقت کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بقلم خود

دستخط حاکم

بیان گواہ ہمارے مواجہہ اور سماعت میں تحریر ہوکر سنایا گیا سنکر درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم۔

بیان سید شبیر حسین انسپکٹر پولیس باقرار صالحہ

میں ضلع ہذا میں انسپکٹر پولیس ہوں۔ میں لاہور شہر میں انسپکٹر پولیس تھا۔ قبل اسکے کہ ضلع ہذا میں آیا۔ پنڈت لیکہرام کے قتل کے وقت وہاں تھا۔ یہہ عام قوی شبہہ تھا کہ مرزا غلام احمد کا تعلق اس قتل میں تھا۔ جو فقرات اسوقت پڑھکر ہر دو فریق کو سنائے گئے ہیں اُن کے شائع ہونے کی وجہ سے کوئی شبہہ نہیں ہے۔ کہ نقض امن کا اندیشہ ہے نہ مرزا اور نہ مولوی محمد حسین خود کوئی ایسا فعل کریں گے۔ مگر وہ اپنے مریدوں کو اشتعال دینگے۔ (جرح مسٹر اورٹل بیرسٹر پر کہا) محمد حسین کی نسبت کبھی شبہہ نہیں ہوا کہ اُسنے یا اُسکے پیروی کنندوں نے اشتعال قتل دیا ہے۔ مجھکو اس ضلع میں آئے ہوئے تین مہینے ہوئے ہیں۔ مجھکو محمد حسین کی نسبت سب حال معلوم نہیں ہے مگر اسقدر معلوم ہے کہ اُسکے دوست اور مرید ہیں۔ جو جو کچھ وہ کہے کرینگے۔ میں یہہ نہیں کہتا کہ اسکے مرید ہیں۔ مرزا کے بھی مرید ہیں۔ (جرح مسٹر براؤن پر کہا) لاہور میں یہہ افواہ تھی کہ پیشینگوئی کو پورا کرنے کے لئے مرزا نے ایسا قتل کیا ہے۔ مجھکو کسی خاص کتاب کی بابت معلوم نہیں۔ لیکن اسقدر معلوم ہے کہ پنڈت لیکہرام اپنے مخالفوں کی نسبت کتابیں شائع کرتا تھا میں ذاتی طور پر

محمد بخش جعفر زٹلی کا دو تحفہ نہیں ہوں۔ لیکن اتنا سنا ہے کہ وہ ناجواشتہار دیا ہے۔ مولوی محمد حسین کا دوست ہے الہام کے تعلق شمس الدین اور تاج الدین کے گھر دنکی تلاشیاں ہوئیں۔ اور سیکرٹری انجمن کے مکان کی بھی تلاشی ہوئی تھی۔ وہ انجمن مرزا کے مخالف تھی

دستخط انسپکٹر پولیس

دستخط حاکم

بیان گواہ ہمارے مواجہہ اور سماعت میں تحریر ہو کر سنایا گیا۔ سنکر درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

نقل حکم درمیانی مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۸۹۹ء

مقدمہ فوجداری

باجلاس مسٹر جی۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

وکلائے ہر دو فریق چاہتے ہیں کہ مقدمہ کا التوا کیا جاوے اسلئے ۲۰ر جنوری ۱۸۹۹ء کو بمقام دھاریوال اب یہہ مقدمہ پیش ہووے۔ وکلا کو آج کی کارروائی کی نقل دیجاوے اور نیز فقرہ ملے کی نقل بھی دیجاوے کہ جو عدالت میں پڑھی گئیں۔ اور اگر ممکن ہووے تو وکلا اُن کا ترجمہ داخل کریں۔ چنانچہ وہ اسبات پر رضامند ہیں۔ تحریر ۱۱/۱/۹۹ ۔ دستخط حاکم

ابطال الوہیت مسیح ابن مریم

ذات باریتعالےٰ وحدہٗ لاشریک

باپ بیٹا۔ روح القدس۔ یہہ تین اقنوم خدائے واحد کے تین صفات یعنی ذاتی طاقتیں عیسائی مانتے ہیں۔ اور یہہ بھی کہتے ہیں کہ صفات ذات کا عین ہوتی ہیں اسلئے تینوں اقنوم ازلی و ابدی ہیں۔ اور تینوں پر خدائی کا اطلاق جائز ہے۔ اور ان تین صفات کے کام بھی جدا جدا ہیں۔ باپ کا کام خلقت کا پیدا کرنا اور فنا کرنا۔ بیٹے کا کام گنہگاروں کی نجات کا انتظام کرنا۔ روح القدس کا کام بندگان خدا کو ہدایت پر قایم رکھنا۔ یہہ تینوں اقنوم یعنے صفات خداوندی کا بیان ہے جو اوپر ہو چکا۔

اب حضرات عیسائی صاحبان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام جو شکم مریم صدیقہ سے پیدا ہوئے تھے جنکی پیدایش آج ۲۴ر اکتوبر کو ۱۸۹۸ سال ہوئے ہیں بشری میں مبتلا تسلیم کرتے ہیں۔ اور آب۔ خاک۔ آتش۔ باد۔ سے مرکب مانتے ہیں۔ اور روح ناطق بھی تمام ذیحیات کی طرح اُن کے خاکی وجود میں قبول کرتے ہیں۔ اب اس حادث وجود کا متحد ہونا وجود باری تعالیٰ سے کیونکر عیسائی صاحبان مانتے ہیں؟ آیا یہہ وجود عنصری محدود و محسوس حضرت عیسٰی علیہ السلام کا جسکا حادث ہونا خود عیسائیوں نے تسلیم کرلیا ہے ذات باری تعالےٰ کے وجود قدیم میں فنا ہو گیا تھا باین وجہہ اُن پر خدائی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ یا حضرت عیسٰے علیہ السلام کے وجود عنصری محدود و محسوس خدا کا نزول و حلول کو مان کر قدیم و حادث کو ایک مانا جاتا ہے۔ اور یہہ بھی فرمائیں کہ ذات باریتعالےٰ کا حلول و نزول عیسائی تسلیم کریں تو چاہیئے کہ مسیح ابن مریم پر باپ اور بیٹے اور روح القدس کا اطلاق جایز تصور کریں۔ اور جس طرح بیٹے کو مریم کا صاحبزادہ خیال کرتے ہیں اسیطرح باپ اور روح القدس کو بھی مریم کے بیٹے ٹھہرائیں شق ثانی۔ اگر ارشاد ہو کہ صرف بیٹے کا اقنوم مسیح کے وجود عنصری میں حلول و نزول ہوا تھا۔ اسلئے مسیح پر بیٹے کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ تو اس کے جواب میں گذارش ہے کہ اقنوم یعنے صفت خود عیسائیوں کا تسلیم شدہ امر ہے۔ اور یہہ بات مسلم الطرفین ہے کہ صفت اپنے موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔ اور نہ خدا کی ذات پاک میں قطع و برید کسی اہل کتاب کا مذہب ہے۔ پھر ایک اقنوم بیٹے کا خدا کی ذات سے علیحدہ ہو کر کہیں حلول و نزول ہو لیے پھرنا کیا معنے رکھتا ہے؟ ان صورتوں کے علاوہ اگر کوئی صورت عیسائیوں کو معلوم ہو جس سے حادث اور قدیم کی یکتائی ہو سکتی ہے تو براہ مہربانی بیان فرمائیں۔ مگر ثبوت اس مسئلہ کا خلاف عقل کا توریت اور صحف انبیاء علیہ السلام سے عنایت فرمائیں۔ کیونکہ مسئلہ خدا شناسی کا انبیاء کرام پر از جانب باری تعالےٰ منکشف ہوتا ہے۔ اور یہہ نہیں ہو سکتا اور انصاف بھی یہی ہے کہ مسئلہ خدا شناسی کے بارے میں انبیائے پاک کی جماعت کا اتباع چھوڑ کر کسی صیگیر یا جھوٹی قسمیں کہانے والوں کا اعتبار کرنا سراسر عقل سے باہتہ دہونا ہے۔

راقم کمترین الہ دین واعظ دعوت اسلام لودیانہ

دارالامان قادیان

۱۔ کچھ روز دن مطلع ابر آلود رہا۔ موسم میں تبدیلی کا رنگ کسیقدر ہو چلا ہے۔

۲۔ ہفتہ کی شام کو ہلال شوال المکرم نظر آیا۔ اور اتوار کو صبح ۹½ بجے کی قریب نماز عید ادا کی گئی بیرونجات سے بھی کچھ احباب آگئے تھے۔ کوئی آٹھہ نوسو کے قریب آدمی شامل نماز ہوئے۔ جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے خطبہ پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔ مولوی صاحب کا طرز بیان وسیع و مفیت۔ اسپر ایک سچا جوش اور حقیقی درد۔ یہی باتیں تہیں۔ جنہوں نے خطبہ کو بہت ہی موثر بنا دیا۔ کوئی سوا گھنٹہ کے قریب آپنے وعظ فرمایا۔ اور خیر و خوبی سے عید گذر گئی۔

۳۔ ۱۳ر فروری کو علے الصباح مقدمہ کی پیروی کیلئے حضرت اقدس معہ احباب دارالامان سے بٹالہ کو روانہ ہوئے۔ جہاں سے لبواری ریل پٹھان کوٹ کو تشریف لیگئے۔ مقدمہ کی تاریخ کے کل حالات اس ہفتہ ہم عدم گنجایش کے باعث درج اخبار نہیں کر سکے۔ انشاء اللہ آیندہ ہفتہ میں مقدمہ کی تمام کارروائی ہدیہ ناظرین کی جاویگی۔

۴۔ ۲۸ر جنوری ۱۸۹۹ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں تقسیم انعام کا جلسہ ہوا۔ جس کی مفصل روئداد دوسرے وقت پر ہم شایع کرینگے۔

۵۔ ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ جناب مرزا فضل بیگ صاحب قانونی بشیر قصور اپنے صاحبزادوں کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل کرانے کے لئے لائے ہیں۔

ضمیمہ اخبار الحکم قادیان ۳ر مارچ ۱۸۹۹ء عیسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

اپنے مریدوں کی اطلاع کے لئے

جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسروں کے لئے اعلان

جو کہ ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پر عدالت جے ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ میں دائر تھا بتاریخ ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء بروز جمعہ اس طرح پر اس کا فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آئندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دل آزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے کوئی کسی کو کافر اور دجال اور مفتری اور کذاب نہ کہے۔ کوئی کسی کو مباہلہ کے لئے نہ بلاوے اور قادیاں کو چھوٹے کاف سے نہ لکھا جائے اور نہ بٹالہ کو طا کے ساتھ اور ایک دوسرے کے مقابل پر نرم الفاظ استعمال کریں۔ بدگوئی اور گالیوں سے مجتنب رہیں۔ اور ہر ایک فریق حتی الامکان اپنے دوستوں اور مریدوں کو بھی اس ہدایت کا پابند کرے اور یہ طریق نہ صرف باہم مسلمانوں میں بلکہ عیسائیوں سے بھی یہی چاہیے"۔ لہٰذا میں نہایت تاکید سے اپنے ہر ایک مرید کو مطلع کرتا ہوں کہ وہ ہدایت مذکورہ بالا کے پابند رہیں۔ اور نہ مولوی محمد حسین اور نہ اس کے گروہ اہل حدیث اور نہ کسی اور سے اس ہدایت کے مخالف معاملہ کریں۔ بہتر تو یہی ہے کہ ان لوگوں سے بکلی قطع کلام اور ترک ملاقات رکھیں۔ ہاں جس میں رشد اور سعادت دیکھیں اسکو معقول اور نرم الفاظ سے راہ راست سمجھائیں اور جس میں تیزی اور لڑنے کا مادہ دیکھیں اس سے کنارہ کریں۔ کسی کے دل کو ان الفاظ سے دکھ نہ دیں کہ یہ کافر ہے یا دجال ہے یا کذاب ہے یا مفتری ہے گو وہ مولوی محمد حسین ہو یا اس کے گروہ میں سے یا اس کے دوستوں میں سے کوئی اور ہو۔ ایسا ہی کسی عیسائی اور کسی دوسرے فرقہ کے ساتھ بھی ایسے الفاظ جو فتنہ کو برپا کر سکتے ہیں استعمال میں نہ لاویں اور نرم طریق سے ہر ایک سے برتاؤ کریں۔ اور ہم مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں بھی عرض کرتے ہیں کہ چونکہ اس نوٹس پر انکے بھی دستخط کرائے گئے ہیں بلکہ اسی تحریری شرط سے عدالت نے اُن پر مقدمہ چلانے سے انکو معافی دی ہے۔ لہٰذا وہ بھی اسی طور سے اپنے گروہ اہل حدیث امرتسری لاہوری لدہانوی دہلوی اور راولپنڈی کے رہنے والے اور دوسرے اپنے دلی دوستوں کو بذریعہ چھپے ہوئے اعلان کے بلا توقف اس نوٹس سے اطلاع دیں کہ وہ حسب ہدایت صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپورہ اپنے فریق مخالف یعنے میری نسبت کافر اور دجال اور مفتری اور کذاب کہنے سے اور گندی گالیاں دینے سے روکے گئے ہیں۔ اور اس معاہدہ کی پابندی کے لئے نوٹس پر دستخط کر دیئے گئے ہیں کہ وہ آئندہ نہ مجھے کافر

کہیں گے نہ دجال نہ کذاب نہ مفتری۔ اور نہ گالیاں دینگے اور نہ قادیان کو چھوٹے کاف سے لکھیں گے اور
ایک حد تک اس بات کے ذمہ دار رہیں گے کہ انکے دوستوں اور ملاقاتیوں اور گروہ کے لوگوں میں سے
کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال نکرے۔ سو سمجھا دیں کہ اگر وہ لوگ بھی اس نوٹس کی خلاف ورزی کریں گے تو
اس عہد شکنی کے جواب دہ ہونگے۔ غرض جیسا کہ میں نے اس اعلان کے ذریعہ سے اپنی جماعت کے لوگوں کو متنبہ
کر دیا ہے مولوی محمد حسین کی دلی صفائی کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ وہ بھی اپنے اہل حدیث اور دوسرے مونہہ زور
لوگوں کو جو انکے دوست ہیں بذریعہ اعلان متنبہ کریں کہ اب وہ کافر دجال کذاب کہنے سے باز آجائیں اور دلآزار
گالیاں نہ دیں ورنہ سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے باز نہ آنے کی حالت میں پورا پورا قانون سے کام لیگی۔ اور
ہم تو ایک عرصہ گذر گیا کہ اپنے طور پر یہ عہد شایع بھی کر چکے کہ آیندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی
پیشگوئی نہیں کرینگے اور اس مقدمہ میں جو ۲۴ فروری ۱۸۹۹ کو فیصلہ ہوا ہمنے اپنے ڈیفنس میں جو عدالت
میں دیا گیا ثابت کر دیا ہے کہ یہ پیشگوئی کسی شخص کی موت وغیرہ کی نسبت نہیں تھی محض ایسے لوگوں کی غلط فہمی
تھی جنکو عربی سے ناواقفیت تھی۔ سو ہمارا خدا تعالے سے وہی عہد ہے جو ہم اس مقدمہ سے مدت
پہلے کر چکے۔ ہم نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ میں شیخ محمد حسین اور اسکے گروہ سے یہہ بھی درخواست
کی تھی کہ وہ سات سال تک اس طور سے ہم سے صلح کر لیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بد زبانی سے مونہہ بند
رکھیں اور انتظار کریں کہ ہمارا انجام کیا ہوتا ہے۔ لیکن اسوقت کسی نے ہماری یہ درخواست قبول
نکی اور نہ چاہا کہ کافر اور دجال کہنے سے باز آجائیں یہانتک کہ عدالت کو اب امن قائم رکھنے کے
لئے وہی طریق استعمال کرنا پڑا جسکو ہم صلحکاری کے طور سے چاہتے تھے۔

یاد رہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ کے وقت مجھے یہ بھی
کہا تھا کہ "وہ گندے الفاظ جو محمد حسین اور اس کے دوستوں نے آپکی نسبت شایع کئے۔ آپکو
حق تھا کہ عدالت کے ذریعہ سے اپنا انصاف چاہتے اور چارہ جوئی کراتے اور وہ حق اب تک
قائم ہے۔ اس لئے میں شیخ محمد حسین اور انکے دوستوں جعفر زٹلی وغیرہ کو مطلع کرتا ہوں
کہ اب بہتر طریق یہی ہے کہ اپنے مونہہ کو تھام لیں۔ اگر خدا کے خوف سے نہیں تو اس عدالت کے خوف سے جسنے یہ حکم
فرمایا اور یہ فہمایش کی اپنی زبان کو درست کر لیں اور اس بات سے ڈریں کہ میں مظلوم ہونے
کی حالت میں بذریعہ عدالت کچھ چارہ جوئی کروں۔ زیادہ کیا لکھا جاوے۔

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان **۲۶ فروری سنہ ۱۸۹۹**

انوار احمدیہ پریس قادیان

ہم لٹاتے ہیں آج لعل وگہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر + اعنی ہر حق میں ہر بشر کے پسر + لعل و گوہر قیم سے بڑھکر +

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار بشارت:- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت:- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و ہرجانہ لو۔ صحت کے طالب اولاد کے آرزومند اس دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطبا کو ہمہ سالہ طبی تجربات اور فقرا و کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر بعہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے سلیم) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضا مندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دنیا کسکو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب گھر نہیں۔ بربادہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی کے ۲ کا ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن بزرگوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا و رؤسا خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو۔	ے	۱۰	قولنج و دردی۔	صر	۱۹	لقوہ۔	عہ	۲۸	نل اُترنا۔	عہ
۲	جسکی اولاد چھوٹی مر جاوے۔	صر	۱۱	سوزاک۔	صر	۲۰	بھگندر۔	ے	۲۹	طول و عرض و عمق و دواید۔	صر
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صر	۱۲	سرعت۔	عہ	۲۱	ناسور۔	ے	۳۰	خضاب سالانہ۔	عہ
۴	جسکا حمل ۷۔۸ ماہ کا گر جاوے۔	صر	۱۳	جریاں۔	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	صر	۳۱	نزلہ و زکام	ے
۵	کمزوری۔	ے	۱۴	غلط کاری۔	صر	۲۳	اوہرنگ۔	ے	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی۔	صر	۱۵	گنٹھیہ۔	عہ	۲۴	ضیق النفس۔	ے	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	ے
۷	تپ دق۔	ے	۱۶	سفیدی آنکھ۔	صر	۲۵	لیپہ۔	صر	۳۴	بخار تجربہ نرچو تہائیہ و روزانہ۔	عہ
۸	ضعف باہ۔	صر	۱۷	ضعف بصر۔	عہ	۲۶	آتشک۔	صر	۳۵	ضعف ہضم۔	عہ
۹	ضعف جگر۔	عہ	۱۸	سبل۔	عہ	۲۷	آتشک گل بدن۔	ے	۳۶	سرسام	عہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی گرموں + ۲

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز مجسٹریٹ - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچپن سے لیکر بڑھاپے تک یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے، خالص ممیرہ فی ماشہ عـــہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ عـــہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے - **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ یعنی اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دہکتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور نہ اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳- جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنے ایک دوکاندار مسی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بلکہ ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم ممیرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

۴- جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی بصارت چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -
دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر علی محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان
۶ / مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو اہمدکر الاجنسی بنک میں بابت ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

عجیب غریب دلچسپ کتابیں؟

مکافاتِ عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلم کے ناول دیجزاوف سن (نتیجہ گناہ) کا ترجمہ اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلیٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نو رچمکایا۔ مصنف والا تزاد نے مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے۔ اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی معتقن کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں ہے۔ ایک مسلمان۔ ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی ملنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے بالمقابل دو یورپین میسٹنگز اور مس مونا کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جا بجا آیات قرآنی کا حوالہ دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنادیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ کر خوش ہو گا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات ہیں۔ کیفیت دیکھنی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس رسالہ کو عام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اُسکی خریداری کیجیئے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴ر

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں قیمت عہ

کلماتِ طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت عہر

فیوض الحرمین۔ اسم بامسمیٰ کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ر

منبع العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہی۔ قیمت ۱۰ر

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶ر

فخر البلاد۔ یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت ۔ ۔ ۴ر

عید المومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدرآباد دکن کی تالیف ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶ر

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائیٹر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا سرسید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴ر

مترجم دو دتاج الٰہی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ار

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴ار

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۸ر

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ باید و شاید حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سوانح عمری ہے مگر درحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف

اور اُس کے متعلقات کے ہی ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴ر

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پُرمضمون اور پُرمغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکے دلدادہ اور فدائی ہیں۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۴ر

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اُس کا مزہ چکھنا چاہو جو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی مداح ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عا

دیوان عزیز۔ یہ دیوان بھی منتخب ہے۔ استادانہ کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جسکا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھیئے اور مصنف کو داد دیجیے ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ و صل علیٰ قیمت ۔ ۔ ۳ر

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس امرتسر کے نام ہوں۔

جناب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس پنجاب کے توجہ طلب

ہم یہ امر معلوم کر کے بہت خوش ہیں کہ مسٹر ڈرٹن سمتھ صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کو پولیس پنجاب کی اصلاح اور رفع تکالیف کی نسبت بہت کچھ توجہ ہے۔ انہوں نے صاحبان ڈسٹرکٹ سوپرنڈنٹ بہادر پولیس پنجاب سے دریافت کیا ہے کہ سارجنٹان درجہ اول کو جو ترقی ڈپٹی انسپکٹر کی دیجاتی ہے تو اسکو قواعد پولیس کے مطابق گھوڑا اور وردی بنانے کیواسطے چار سو روپیہ تک خرچ کرنا پڑتا ہے اور اکثروں کو قرضہ لے کر کام چلانا پڑتا ہے ایسے آدمیوں کی امداد کیواسطے ایک فنڈ قایم کیا جاوے۔ یہ تجویز بہت ہی پسندیدہ ہے مگر یہ ترمیم ہونے کے لایق ہے کہ ڈپٹی انسپکٹر کو دو سو روپیہ کا گھوڑا رکھنا جو لازمی بنایا گیا ہے یہ قیمت گھوڑے کی اُسکی تنخواہ کے مقابلہ پر بہت زیادہ ہے زیادہ سے زیادہ ایک سو روپیہ کا گھوڑا ڈپٹی انسپکٹر کو رکھنا کافی ہے تحصیلداران و نائبان تحصیلدار جو اُنکے رتبہ اور اُنسے بڑھکر ہیں وہ اس مالیت تک بلکہ اس سے بہی کم قیمت کا گھوڑا لیکر کام چلاتے ہیں۔ پس ایسا ہی انکی واسطے اگر تعداد قیمت گھوڑے کی رکھنا ضروری ہو تو سو روپیہ کافی ہو ورنہ ایک گھوڑا اوسط درجہ کا رکھنا کافی ہے۔

دوسرا۔ پنجاب میں کورٹ انسپکٹروں کے پاس گھوڑے رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے انکو کہیں باہر جانے کا اتفاق نہیں ہوتا ہمیشہ صدر مقام ضلع میں رہتے ہیں۔ صدر کی وجہ سے سب شئے انکو گراں ملتی ہے اسوجہ سے اکثر زیر بار رہنا پڑتا ہے اگر انکو گھوڑے کے رکھنے سے معافی دیجاوے تو کوئی ہرج نہیں ہے

تیسرا۔ پہلور کے قلعہ کے متعلق بہی بعض امور اصلاح طلب ہیں۔ سب سے اول یہ امر کہ جو اُستاد یا سوپرنڈنٹ قلعہ تعلیم دیتے ہیں وہی اُنکے جوابات دیکھکر پاس کرتے ہیں۔ .... یہ دستور بند ہونیکے لایق ہے سوالات اُن افسروں کو دیکھنے چاہییے۔ جنکو قلعہ کے کام سے کچھ واسطہ ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور بعض اُمور عرض کئے جاوینگے۔ جنسے صاحب بہادر ممدوح کو امداد ملے۔ اور پولیس پنجاب کی اصلاح ہو۔

ابتلائے قرضہ

چند در چند وجوہ کے سبب پچھلے دنوں میں مَیں اپنا کوئی وقت قرضہ کے متعلق دعا کے واسطے خاص نہیں کر سکا جس کا ذکر مینے الحکم کے ایک پرچہ میں کیا تہا۔ مگر اب مینے اپنے احباب کے لئے اور اپنے لئے اور خصوصًا اُن دوستوں کے لئے جن کے خطوط مجھے معرفت ایڈیٹر صاحب ملے ہیں۔ یا جن کے خط نہیں آئے پر میں انکے حالات سے مطلع ہوں باریتعالے کی بارگاہ میں اپنی التجا لیجانے کے واسطے اوقاتِ خاص مقرر کئے ہیں۔ واللہ الموفق والمعین۔ میں اس عرصہ میں بہی تھوڑا بہت اس دعا میں مصروف رہا ہوں۔ اور اپنے بہائیوں کے نام خدائے رحمٰن و رحیم کے حضور میں نامبنامہ پہچاتا رہا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کے ذکر کئے بغیر بہی مَیں نہیں رہ سکتا کہ بعض دوستوں نے دعا سے مینے ایک بڑے بہاری قرضہ کے بہت سارے حصہ سے یک دفعہ محض فضل الٰہی سے نجات پائی ہے۔ ہزاروں ہزار درود اور سلام اور برکات اُس نبیوں کے سردار پر ہوں جسنے ہر ایک اندہیرے سے ہمیں بچایا اور ہر ایک طرف ہمکو ہدایت کی اور معزم (قرض) اور مأثم (گناہ گاری) کو اکٹھا کر کے دونوں سے پناہ مانگی اور سجدہ میں خاک پر سر رکھ کر کہا کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اور ہمیں بہی یہ دعا سکہلا گیا اور پہر ہزاروں ہزار صلواۃ و سلام و برکات اُسکے نایب اور ہمارے امام احمدؑ پر ہوں جسکے قدموں کے طفیل ہم سب کے دل ایک ہو گئے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ ہماری دعائیں ضایع نہ جائیں گی۔ اور ہم انکا پہل معجزانہ اثر کے ساتہہ کہائیں گے۔ والسلام

(دُعاگو)

نایاب اور قابل دید تصانیف

یادگارِ سعدی۔ ایشیا کے اس مشہور شاعر۔ مصنف حکیم مورخ اور صوفی کے حالات عمر اور اُسوقت کی تعلیمی و قومی حالت کا فوٹو۔ شیخ کے سارے کلام کا اردو خلاصہ و انتخاب اخلاقی درستی اور دینی و دنیوی بہبود کا ذریعہ روحانی جذبات اور دانشمندی کا دریا۔ چہوٹوں بڑوں غریب امیر کا رہنما جس ہندوستان کی آنکہ [illegible] بہارک گئی ہیں۔ ۴۰۰ صفحہ عہ

شاہنامہ ہند۔ امیر تیمور سے لیکر بہادر ظفر تک کی حالات جو مہاراجہ ایودہیا [illegible] رگہوبر جنگ بہادر نے شاہ ظفر کے حکم سے شاہنامہ فردوسی کی طرز پر فارسی نظم میں طیار کیا اور ایک قدیمی کتب خانہ سے لیکر چہاپا گیا ہے۔ دو جلد عہ

تاریخ دربار لاہور ۹۴ء۔ ۱۸۹۴ء کی وایسرایگل دربار کی مفصل کیفیت وایسرا اور انکی فارن سکرٹری لفٹنٹ گورنر پنجاب و مشہور والیانِ ریاست کی عکسی تصویر (فوٹو ہی صرف للہ کو ملتی ہیں) معلومات کا گنجینہ۔ ۸ر

مجموعہ نادرہ۔ دہے ہر دہات کے حل اور کشتہ کرنے اور ہر چیز کے صیقل کرنے اور ہر قسم کے داغ وغیرہ مٹانے اور جملہ انسانی ضروریات نادر نسخہ جات اور بیرتاثیر اعمال و تراکیب کا مجموعہ۔ ۸ر

گلشن سخن۔ سوانح۔ جلال امیر احسان یاس وغیرہ ایسے مشہور منتخب اُستادوں کی کلام کا انتخاب گلشن سخن سمجہو ایشیائی شاعری کا مایہ ناز۔ ۶ر

کلید دیوناگری۔ رجپوتانہ کی جملہ ریاستوں کی مروجہ زبان و تحریر سکہنے تنخواہ اُستاد حصول ملازمت و تعلق تجارت کا عمدہ اور نہایت فیض بہم

اسیغو [illegible] شریف۔ حضرت غوث اعظم کی تصنیف اور وظیفہ قبولیت [illegible] وغیرہ برکت کا گنجینہ بیانہمی قرآن شریف کی جملہ دعائیں معہ ترجمہ۔ ۲ر

مرقع [illegible]۔ اسلام کی کمالی و زوال اور موجودہ حالت کا دلفریب و دلپذیر فوٹو۔ ۲ر

مفصل فہرست مرئے ٹکٹ بہیجنے پر ارسال ہوگی مضبوط [illegible]

المشتہر دین محمد مہتمم صناع ہند [illegible] لاہور

خطبہ (موعظت)

جو ۳ر مارچ ۱۸۹۹ء کو مولنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحا قریبا ۵ ومغانم کثیرۃ یاخذونھا وکان اللہ عزیزا حکیما ۵

اللہ تعالیٰ بڑا خوش ہوا اُن مومنوں سے جب اُنہوں نے درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کی۔ خدا تعالیٰ نے اونکے دلوں کے ارادوں کو خوب معلوم کرلیا۔ پھر اُن پر **سکینت** نازل کی اور ایک عنقریب ہونیوالی فتح (فتح خیبر سے مراد ہی ایڈیٹر) کا انعام اُس پر مزید کیا۔ (اسکے علاوہ) اللہ تعالیٰ نے بہت سی غنیمتیں لکھدی ہیں (یا بہت سی غنیمتوں کا تمہارے لئے وعدہ کرلیا ہے) جنکو حاصل کریں گے اللہ تعالیٰ بہت زبردست **عزیز حکیم** خدا ہے۔

انسان کی اصلاحِ اخلاق اور تہذیب نفس کیلئے

اللہ جلشانہ نے عجیب عجیب راہیں اور مختلف طریق وقتاً فوقتاً اختیار کئے ہیں۔ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات شروع سے لیکر آخیر تک خواہ وہ فتح وظفر کے نمونے ہوں خواہ تکالیف ومصائب اور سخت خوفناک لڑائیوں کے ہنگامے غرض ہر رنگ اور ہر پہلو میں وہ انسانی زندگی کے لئے خضر راہ ہیں اور انسان کی اندرونی بیماریوں کے لئے ایسے **مجرب** اور شفابخش نسخے ہیں جو اللہ جلشانہ نے اپنے کامل فضل وکرم سے عطا فرمائے ہیں کہ کوئی اور نسخہ دنیا کے کسی مطب میں بجز ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی کے شفابخش نسخہ کے کبھی نہیں مل سکتا۔ جو انسان کی اندرونی امراض اور روحانی اسقام کا تریاق ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم النبیین ہونے کا یہی ایک سر ہے جسکو کوتاہ اندیش مخالف ابتک نہیں سمجھ سکے کہ آپ کی ذات ستودہ صفات پر اخلاق کے تمام شعبے ختم ہوچکے نہیں بلکہ کامل ہوچکے اب کوئی ایسی حالت منتظرہ تہذیب اخلاق کے لئے باقی نہیں جسکا پاک اور کامل نمونہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات زندگی میں موجود نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو زندگی کے ہر نشیب وفراز منزل میں چلنے کا موقع دیا تاکہ روئے زمین پر اور کل مخلوق پر یہ ایک حجت اللہ قائم ہو اور اسی لئے آپ کامل مکمل ٹھیرے قیامت تک اور پھر کل بنی نوع انسان کے لئے مقرر ہوئے۔ اگر کوئی شخص **مسیح** علیہ السلام کی رفتار زندگی سے اُن اعلیٰ درجہ کے پاک معاشرتی اصولونکو جو ایک انسان کو اپنی بیویوں کے ساتھ برتنے چاہئیں۔ اُن کے عملی نمونے سے سیکھنا چاہیے یا حکومت اور زبردست غلبہ کے وقت اپنے دشمنوں سے سلوک کرنے یا اخلاقی رعایت کا سبق لینا چاہیے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ اُس عاجز انسان کی زندگی میں جسکو ناعاقبت اندیش جلد بازوں نے **خدا** اور خدا کا بیٹا قرار دے رکھا ہے کوئی نمونہ اس قسم کا ملسکے پھر اُسکی تعلیم کو کامل اور اُسکو **ہادی کامل** کہنا اگر غلطی اور سخت غلطی نہیں تو کیا ہے۔ **مسیح** علیہ السلام کو جب ایسے واقعات اور حالات پیش ہی نہیں آئے کہ ایک زوجہ کے ساتھ معاشرت کا نمونہ اُن میں موجود نہیں تو سنت انبیاء کے موافق متعدد بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت کا نمونہ اُن میں کہاں مل سکتا ہے ہم کیا توقع کرسکتے ہیں کہ جیسے ایک خونخوار درندہ قوم کے مقابلہ میں جنہوں نے گھروں سے نکالا۔ قومی اور وطنی حقوں سے محروم کیا۔ قتل کے منصوبے باندھے اور بہت سے بیقصوروں کو قتل بھی کیا کامل ہادی رسول کریم صلعم نے غالب ومقتدر ہونے کی حالت میں مغفرت وعفو کا سلوک کرکے انسانی خلق کے کمال کا ثبوت دیا حضرت مسیح ظالم یہود کی شرارتوں کا کسی غلبہ کے وقت کیا انتقام لیتے۔ ایک انسان بشرطیکہ سلیم الفطرت ہو اور سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور انصاف رکھتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کو دیکھ کر کہ اب آپکے سامنے وہ دشمن ناعاقبت اندیش دشمن ہیں جنہوں نے آپکو وطن سے نکالا ہے کیسی کیسی اذیتوں اور تکلیفوں سے ستا ستا کر نکالا ہے اور کیسے خوفناک اور ناپاک منصوبے قتل کے کئے ہیں اور سازشیں کر کر کے رنج دیا ہے جائدادوں پر قبضہ کیا ہے اب اُسی مغلوب اور بیکس انسان کے سامنے جو جلال اور اقتدار کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ حاضر ہیں مگر یہ **اخلاق ومروت** کی سچی تصویر کیا اُسنے رنج وغصہ سے بےخود ہوئے ہوئے انسان کیطرح جوش انتقام میں اُن گردن زدنی کفار کو قتل کا فتویٰ دیتا ہے؟ نہیں بلکہ لاتثریب علیکم الیوم کہہ کر اُنسے درگذر فرماتا ہے۔ اب جس شخص کو ایسا موقع ہی نہ ملا ہو وہ اپنے **دشمنوں سے پیار کرو** کی تعلیم دیکر کیونکر کامل بن سکتا ہے؟ جبکہ ایسا نمونہ دکھلانے کا اُسے موقع پیش نہ آیا ہو۔

۱؎ فٹ نوٹ۔ حضرت مولانا صاحب نے اس مقام پر ایک لطیف اشارہ فرمایا ہے جس کو گو آپ کے آیندہ بیان نے واضح کردیا ہے۔ مگر تاہم اسکی زیادہ صراحت کے لئے ہم اسکو اسی جگہ بیان کردیتے ہیں۔ ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کو انک لعلی خلق عظیم کا عظیم الشان اور نایاب خطاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو کسی اور انسان کو دنیا میں نصیب نہیں ہوا۔ **اخلاق** کی آخری اور انتہائی حد تک انسان اُسی حالت میں پہونچ سکتا ہے کہ اُسکی زندگی مختلف قسم کے نمونے اپنے اندر رکھتی ہو۔ یہی وجہ تھی کہ اس ہادی کامل کو کبھی تکالیف ومصائب کا سامنا ہے تو کہیں صعبناک جنگوں اور ہنگاموں کا مقابلہ کہیں وہ ایک وقت میں غالب ہو دوسرے وقت میں مغلوب دشمن پر رحم فرماتا ہے اور کہیں ایک کمانڈر انچیف کی حیثیت سے ملٹری احکام نافذ فرماتا ہے کہیں معاشرتی قوانین بتلاتا ہے اور کہیں ایک اعلیٰ درجہ کا مدبر نبی بنا بیٹھا ہے۔ غرض حضور کے مختلف حالات اور واقعات آپکے انک لعلی خلق عظیم ہونے کے زبردست شاہد ہیں اور ایسے شاہد کہ مخالف بھی انکار نہیں کرسکتے۔ القصہ مولویصاحب ممدوح

ممکن ہے کہ وہ اپنے کمزور اور بے کسی کے دنوں میں ایسے فقرات اپنی زبان سے کہے لیکن اگر اُسے اقتدار اور اختیار ملے تو اُسے اُسی طرح پر سلوک کرنے کو آمادہ ہو جیسا اُنہوں نے کیا ہو۔ پس یہہ کامل **فضل** یہہ سچا **کمال** اُس ہادی کامل ہی کو عطا ہوا ہے جو انک لعلی خلق عظیم کا سچا مصداق اور مخاطب ہے۔

غرض بات یہ ہے کہ جس شخص کے بہت سے رشتہ دار ہوں۔ بیوی اور بچے ہوں۔ دوستوں کی جماعت کثیر ہو پھر اُس جماعت میں کوئی تو زہد خشک رکھتا ہو۔ کوئی فلسفی مزاج دلیر ہو۔ اور ایسا ہی اُنمیں کوئی فسق و فجور میں مبتلا ہو پھر اُن سے جو مختلف قسم کے لوگ ہیں دیکھیں وہ اُنسے کس قسم کا سلوک کرتا ہے۔ ایسا سلوک ہو کہ کسی کو نکتہ چینی کا موقع نہ ملے پس اگر کسی کی زندگی کی کتاب میں ایسا ورق تلاش کرنا چاہتے ہو۔ تو دنیا بھر کے بڑے آدمیوں کے حالات زندگی پڑھو پھر یہہ بات نہ ملے گی یہہ **بے نظیر قابل قدر** ورق اگر کسی لایف میں مل سکتا ہے تو وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **زندگی کی کتاب ہے** آدم سے لیکر مسیح علیہ السلام تک جسقدر نبی گذرے ہیں یہہ ابلغ اور اکمل نمونہ کسی کے حالات زندگی میں نہ ملیگا ہاں اگر ملے گا تو اُسی ہادی کامل کی سوانح عمری میں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ممتاز ہے۔

مکہ معظمہ کی تیرہ سال کی زندگی پر نظر کرو۔ اور بتلاؤ کہ کیا **صبر** اور **تحمل** کا کوئی شعبہ اور حصّہ ہے جو ان تیرہ سال کے واقعات میں آپسے ظاہر نہوا ہو۔ اُن خطرناک تکالیف اور مصائب میں ہی کہ آب و طعام بند نظر آتا ہے۔ قوم ایک طرف قطع تعلق کئے ہوئے قتل و اخراج پر آمادہ ہے۔ خاندان کے بزرگوں کا سایہ سر پر نہیں ایسی صورت میں ہی توکل اور کامل اعتماد علی اللہ کی **مجسم تصویر** بے قرار نہیں ہو ہو جاتی۔ گھبراہٹ اور بے صبری آکر اُس پر لرزہ نہیں ڈالتی بلکہ وہ **توکل** کی قوی حالت اور استقلال و برداشت کی زبردست قوت اپنے روح اور جسم میں دکھا رہا ہے۔ پھر ایک وقت آجاتا ہے کہ یہہ حالت بدل کر اُسی مکہ میں آپ اقتدار اور کامل اختیار سے آتے ہیں اب تقاضائے ہوا و ہوس نفس تو یہ ہے کہ اُن خونخوار اور کینہ توز دشمنوں کو تہ تیغ کردے مگر یہ **مجسم اخلاق سراپا تہذیب** علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن سے **مروت** اور کامل پیار سے پیش آتا ہے اونکی خطاکاریوں اور سفاکیوں کو دل سے بھول جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟ آپ کی تیرہ سال کی زندگی کے واقعات کیوں ایسے پیش آئے؟ اللہ تعالیٰ کی سنت لاتبدیل اور اُسکا قانون لاتحویل ہے اس لئے ان واقعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے سے دکھلا دیا کہ آیندہ جب کبھی انفراداً یا اجتماعاً ایسے واقعات کسی ایک انسان یا قوم کو پیش آویں تو وہ آپ کی **مبارک زندگی** سے سبق لیں اور اُسوقت اُس حسن سلوک سے کام لیں جو آپنے اپنے عملی نمونہ سے دکھایا۔ مکہ سے نکل کر جب مدینہ طیبہ میں آپ تشریف لاتے ہیں تو وہ زندگی ایک **شہنشاہ مقنن۔ مظفر و منصور** سلطان کی زندگی ہے لیکن اسوقت وہ جوش اور غرور کے نشہ میں سرشار نہیں اُس کے حرکات و سکنات ایسے نہیں کہ اُنہیں تمیز نہ ہو سکے۔ اس وقت بھی وہ **صبر و برداشت۔ عفو و حلم مروت و شجاعت** کا ایک اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ ہے اُس وقت وہ اُن لوگوں سے جنہوں نے قسم قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں دی تہیں ایک دل جلے اور کینہ توز وحشی کی طرح سلوک نہیں کرتا ہے انسان کی عام عادت ہے کہ اگر کوئی اُسکی ذرا سی توہین کرے اتنا محسوس ہی ہو جاوے کہ کسی نے خواہ آنکھ کے اشارے سے ہی کیوں نہو اُس کی ہتک کی ہے تو وہ جل کر کباب ہو جاتا اور آپے سے باہر ہو کر جوش انتقام میں جو کچھ کر گذرتا ہے ہر ایک شخص سوچ سکتا ہے مگر اِس رحمت عالم و عالمیان نے جو کچھ کیا اُس کو ایک دنیا نے دیکھا کہ وہ **کامل انسان** کی شان تہی پس رحم۔ کرم۔ عفو کی شان اگر ہم دیکھنی چاہیں تو وہ مسیح علیہ السلام یا کسی اور کی زندگی میں یہہ راہ کہاں ملیگی جب کہ پہلی ہی منزل غلط ہے کہ اُنکو وہ موقع یعنے مغلوبیت کے بعد کامل اقتدار کا نہیں ملا۔ پھر دیکھتے ہیں کہ ایک نہیں نو بیویاں کر کے اونکے ساتھ حسن معاشرت۔ کثیر اولاد کا باپ ہو کر پھر اُنہیں سے اکثروں کو اپنے ہاتھ سے قبر کی گود میں سپرد کر کے بہت سے دوستوں کی امیدگاہ ہو کر جنگ و جدل میں کمانڈر انچیف بن کر۔ کہیں مقنن اور مدبر ہو کر کہیں خدا پرستی کے اصول بتلا کر غرض ہر ایک معاملہ میں ایک کامل نمونہ اخلاق کا دکھایا ہے اور آپکی پاک اور کامل زندگی ایک سچی کتاب ہے جس سے ہر ایک سعادت مند انسان سبق لے سکتا ہے۔

پس غور کرو اور سوچو! کہ خدا تعالیٰ نے جو چاہا کہ اِس آخر میں کامیاب ہونے والے مظفر و منصور بادشاہ کو مصائب اور تکالیف کا نمونہ دکھا دے تو اس سے صرف اخلاق کی تکمیل مقصود تہی نہ اُنکی تکلیف دہی۔ اسی طرح پر جب کبھی خدا کے مامور اور راستباز بندے دنیا میں مصائب اور تکالیف کا بظاہر نشانہ ہوتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ وہ ہلاک کئے جاویں اُن کے پیسنے سے اُنکو غبار بنا کر اڑانا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ اس لئے کہ تا اُنکی خوشبو دنیا میں پھیلے۔ اور وہ صبر اور توکل کی عملی تعلیم دے سکیں اور نصرت الہی اور تائید کے موقع شناس بنیں۔ ہر ایک قسم کے اطمینان اور امن کے وقت میں بہت سے ہوتے ہیں کہ وہ دوستی اور غمخواری اور سچی وفاداری کا دم بھرتے ہیں مگر جب کہ اُنکے نفس اور ہوا کا مقابلہ ہو

اس بیان سے کہ آپ خاتم النبین تھے زیادہ تر غرض یہ ہے کہ وہ **ختم نبوت** کے اسرار میں سے ایک سر تکمیل اخلاق کو بیان فرماتے ہیں چونکہ نبی کی بعثت کی اصل غرض و غایت تہذیب اخلاق ہوتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر اخلاق کے تمام شعبوں کو اپنی عملی زندگی سے ثابت کر دکھلایا اور اُن کی تعلیم اور ہدایت زبان سے نہیں بلکہ اپنے نمونہ سے فرمائی۔ اور ایسی کامل طور پر کہ اُس پر ایزادی ممکن نہیں پس ان معنوں کے لحاظ سے بھی گویا آپ **خاتم النبیین** تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(ایڈیٹر)

نوامس کے خلاف کرنا اُنکے لئے ایک قسم کی موت نظر آتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو انسان کا خالق ہے اور جو جانتا ہے کہ کس مرض کے لئے کیا نسخہ مطلوب ہے اسی لئے دبائیں۔ زلزلے۔ قحط۔ جنگیں رکھی ہیں۔ اور اُنکے ساتھہ ہی آرام۔ فتح وظفر۔ صحت وفراغت نصرت اور کشایش کے دروازے بھی کھولدئے ہیں۔ ایسا ہی حال صحابہ کرام کے ساتھہ رہا۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی **اخلاق** کی ایک کامل کتاب ہے جسکا ایک ایک لفظ بہت ہی گرانقدر اور بیش قیمت ہی۔

یہہ آیت جو میں نے پڑہی ہے **راستباز** بندوں کی زندگی کی رفتار اور طرز کا ایک نمونہ ہے۔ ہم بہی اُسی زمرہ میں داخل ہیں جنکی گواہی آخرین منہم والی آیت دے رہی ہے اس لئے میری روح میں اکثر اوقات بہت تڑپ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمکو بہی ایسی توفیق دے کہ ہم بہی اُن پاک راستبازوں کا نمونہ ہوسکیں۔ کیسا عجیب نظارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے نکلتے ہیں ایک کثیر جماعت ہمراہ ہے اور ارادہ ہے کہ حج کریں گے ایک شاق اور دشوار گزار سفر کا اختیار کرنا اور پہر ایسی حالتمیں کہ پاس ہتہیار بہی کوئی نہیں صاف بتلا رہا ہے کہ حج ہی کا ارادہ ہے۔ غرض آپ روانہ ہوتے ہیں مگر کفار روکتے ہیں حالانکہ قوم کا عرف اور مسلم فرض تہا کہ وہ حج سے کسی کو نہ روکتی تہے مگر اس وقت وہ ایک قومی لا اور مسلم عرف کے خلاف کر رہی ہیں بہر حال مسلمانوں کے دلوں میں ایک بے چینی اور گہبراہٹ سی پیدا ہوتی ہے آخر اسی حیص بیص اور اثنا میں حضرت عثمان کو جنکا خاندان مکہ میں موجود تہا اور جو کسی حد تک مقتدر اور موقر بہی تہا اس لئے بہیجا جاتا ہے کہ اُنکی قتل کا اندیشہ نہیں اُنہوں نے جاکر کہا کہ ہم لڑائی کی نیت سے نہیں آئے۔ ادہر حضرت عثمان کا قتل مشہور ہوجاتا ہے اسوقت ایک مخلص دوست کا قتل اور بے وجہ قتل سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتہہ پر اپنی خونوں۔ اور اپنی آبروؤں اور جانوں کی بیعت کی اور نہایت انشراح صدر سے بیعت کی اس انشراح صدر کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے فعلم مافی قلوبہم۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے اندرونوں کو دیکہا کہ وہ بالکل بے لوث اور پاک ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کا سرٹفکیٹ

اُنکو مل گیا لقد رضی اللہ عن المومنین اسوقت بہی اللہ تعالیٰ کے خاص منشار سے ایک امام آیا ہے اور وہ بیعت لیتا ہے اور ہم نے بیعت کی ہے اُسکی ہاتہہ پر نہیں بلکہ اللہ کے ہاتہہ پر کیونکہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ کا الہام براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اب قابل غور امر یہہ ہے کہ وہ بات کیا تہی کہ اون لوگوں نے ہاتہہ دیا اور اُنکو رضی اللہ عنہم کا خطاب مل گیا؟۔ اور کیا ہم نہیں چاہتے کہ خوشنودی الٰہی کو حاصل کریں؟ کیوں نہیں بات یہی ہے کہ اُس وقت ایک نازک اور سخت ابتلا کا وقت تہا پس اون لوگوں نے نہایت انشراح صدر کے ساتھہ بیعت کی جسپر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُنکے دلوں کو تاکا اور اُنکو صاف اور پاک پاکر اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا۔

پس اگر ہم صرف ہاتہہ میں ہاتہہ دیکر اور گوشت کی زبان ہلاکر کہدیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکہیں گے اور رنج میں راحت میں عسر اور یسر میں قدم آگے بڑہائینگے تو یہہ کچہہ بہی نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اندرونوں پر نظر کرکے اُنکو صاف اور فراخ نہ پالے بات بنتی نہیں۔ دل کی ایک بات ہے جو خدا تعالیٰ کی پسندیدگی اور رضا کو کہینچ لاتی ہے۔ اور وہ وہی ہے جسکا ذکر دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ لن ینال اللہ لحومہا الی الآیۃ یعنے اللہ تعالیٰ گوشت اور خون کا بہوکا نہیں اُس کی رضا جوئی کے لئے جو چیز وقف ہونی چاہیئے وہ نیت ہے اللہ تعالیٰ کوئی جسمانی ہستی نہیں کہ جسمانی چیزوں کا خواہشمند ہو۔ میں نے بڑے غور اور فکر کے بعد اس آیت سے یہ سبق لیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ سب لوگ اُس پر غور کریں کہ جب تک ہم میں وہ حالت پیدا نہو کہ اپنی جان۔ مال۔ غیرت۔ آبرو بیوی بچے غرض ہر ایک چیز نہایت انشراح صدر کے ساتہہ امام الزمان کے حکم کے تابع نکر دیں نہ اس طور پر کہ گلے پڑا ڈہول بجاتے ہیں نہ اس لحاظ سے کہ ہوا و ہوس کا تقاضا ہے نہیں بلکہ سچی ارادت اور عقیدت صحیحہ کے جوش سے جو انشراح صدر کی مترادف ہے اُسوقت تک ہم اُس معزز خطاب لقد رضی اللہ کو حاصل نہیں کر سکتے خدا تعالیٰ مجہہ پر اور آپ لوگوں پر فضل کرے کہ ہم کو ایسا

ایمان نصیب ہو۔ احمق ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ سے بخل کو منسوب کرتے ہیں احمق ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ تیرہ سو برس پیشتر ہی خدا کا فیض ختم ہوچکا ہے اور اب وہ ایسے صندوقوں میں بند اور مقفل ہے کہ جسکی کلید ہی نہیں ملتی۔ یہہ بدگمان جہوٹے اور غلطکاری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آخرین منہم کا زمانہ دکہایا ہے۔ مسیح موعود کو بہیجا ہے کہ تا وہ اخلاق کے تمام مردہ شعبوں کو پہر زندہ کرکے دکہاوے۔ اوسی طرح پر تہذیب نفس کرے جیسے صحابہ کی ہوئی تہی۔ پہر یہ مبارک زمانہ آیا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کی سنت لا تبدیل اور لا تحویل ہے پس ضرور ہے تکالیف اور مصائب کا بہی سامنا ہو۔ نفس کے خواہشوں کے خلاف بہی ہو لیکن یاد رکہو کہ جسقدر مصائب اور تکالیف زیادہ آوینگی اُسیقدر تائیدات اور الٰہی نصرتیں زیادہ ہونگی۔ مصائب مصائب نہیں وہ معجزات ہیں اور خدا تعالیٰ کے **روشن ہاتہہ**۔

غرض اب آخرین منہم میں بہی وہ ہی خطاب لقد رضی اللہ کا ملنے والا ہے لیکن بدون فضل الٰہی ممکن نہیں۔ کیونکہ وہی عزیز و حکیم خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجہے اور آپ کو سچا اخلاص اور سچا ایمان نصیب کرے۔ اور ہر مشکل ومصیبت کے وقت ایک کامل انشراح صدر کے ساتہہ اپنی عجائبات قدرت دیکہنے کے قابل بنادے۔

اعلان

میرا لکچر جسکا عنوان ہے کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا اصلاح اور تجدید کی پورے ستر صفحوں پر بہت عمدہ خوشخط چہپکر طیار ہوگیا میرے پاس دوسو کاپی کے قریب ہے جس میں مفت تقسیم کرونگا اگر کسی کو مطلوب ہو تو ایک آنہ کا ٹکٹ سیالکوٹ میرے نام ارسال کرے

المشتہر - [illegible] (از قادیان)

گورنمنٹ پنجاب اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ و ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور کو توجہ دلائی گئی

(ہم امید کرتے ہیں کہ مندرجہ ذیل سطور جنکو ہم اپنی ایک خاص چٹھی کے ذریعہ مندرجہ بالا اتھارٹیز کے پاس بھیجتے ہیں توجہ تام سے ملاحظہ فرمائی جاوینگی)

یہہ امر غالباً گورنمنٹ پنجاب سے بھی پوشیدہ نہیں رہا ہوگا کہ پچھلے دنوں میں جو مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پر دائر تھا اُس کا آخری فیصلہ فریقین کے ایسے معاہدہ پر ہوا ہے جو قانونی طور پر خواہ اثر انداز ہو یا نہو کہ مولوی محمد حسین صاحب آئندہ خود اور اپنے دوستوں کو بھی ایسی تحریروں کی اشاعت سے باز رکھیں گے جو اس سے پیشتر اُنکی طرف سے حسب معمول گالیوں اور جناب مرزا صاحب اور اُنکے دوستوں کی شان میں گستاخیوں سے لبریز شایع ہوا کرتی تھیں۔ اور ایسا ہی جناب مرزا صاحب بھی جیسا کہ وہ کتاب البریۃ میں ظاہر کر چکے تھے آئندہ کے لئے ایسی پیشگوئیوں کی جو کسی کی ذلت یا موت کے متعلق ہوں بدون درخواست شایع نکریں گے۔ ہم صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اس فیصلہ پر نہایت اطمینان۔ اور مسرت ظاہر کرتے ہیں کہ کچھہ شک نہیں امن کے قایم رکھنے کے لئے یہہ ایک بہترین صورت ہے۔ مگر ہم ایک امر اُنکی خدمت میں پیش کر کے یہہ جتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ کیا محمد حسین کی طرف سے اس عہد کی خلاف ورزی شروع نہیں ہو گئی؟ کیونکہ بعد انفصال مقدمہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر جو ۲۵ و ۲۶ فروری کو لاہور میں ہوا۔ ایک پنجابی رسالہ چودھویں صدی دا جھوٹا مسیح سی حرفی [illegible] وغیرہ کے نام سے جو محمد حسین [illegible] عزیز شاگرد سعد اللہ لدھیانوی کی تصنیف ہے اور جو محمد حسین کے دوست ہدایت اللہ ساکن راولپنڈی کی فرمایش سے لکھا گیا ہے [illegible] ملا محمد بخش جعفر زٹلی نے عین جلسہ میں تقسیم اور فروخت کیا ہے۔ ہم نے خود ملا محمد بخش سے اُسکی دو کاپیاں لی تھیں بلکہ یہ لفظ بھی اُس نے ساتھہ ہی کہے تھے کہ "ساڈا ایہہ پہلا تحفہ اے" الغرض یہ پنجابی رسالہ جس پر کوئی تاریخ درج نہیں جو ہمارے خیال میں پریس ایکٹ کے رو سے خلاف ورزی قانون بھی ہے۔ نہایت گندے اور فحش الفاظ میں لکھا گیا ہے اور پھر ایک اشتعال اور جوش دلا یا ہے ہم نہیں جانتے کہ مرزا صاحب اس رسالہ پر کوئی ایکشن لیں گے یا نہیں غالباً وہ اپنی عادت کے موافق ان گندی گالیوں کو بھی سن کر بھی صبر ہی کریں گے اور وہ حکام تک اس بات کو پہنچانا بھی شاید پسند نکریں مگر ہم اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کے لئے گورنمنٹ پنجاب کو عموماً اور خاص کر اپنے ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس معاملہ پر توجہ کریں اور پوری توجہ کریں کیونکہ اس رسالہ کے ذریعہ سے جس کا ذمہ وار محمد حسین کو بوجوہات معقول ہونا چاہیے ایک قسم کا نقض عہد کیا ہے۔ اور وہ جواب دہ ہونا چاہیے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس معاملہ کو یونہی نہ چھوڑا جاویگا۔ ہم اس امر میں اپنے حکام ضلع کو کافی مدد دے سکتے ہیں کہ سعد اللہ کے ساتھہ محمد حسین کے بہت ہی گہرے تعلقات ہیں اور وہ اُس کو اپنا عزیز شاگرد لکھا کرتا ہے۔ اور اس کتاب کے محرک۔ اور شایع کرنے والے سب اس کے دوست اور رفیق ہیں پھر کیا وجہ ہے؟ کہ اسکو ذمہ وار قرار نہ دیا جاوے۔ (ایڈیٹر)

مولوی محمد حسن صاحب ساکن بھین۔ کو دعوت

کچھہ عرصہ ہوا ہی کہ چودھویں صدی راولپنڈی میں تذکرہ بالا مولوی صاحب کا ایک خط شایع ہوا تھا جسکا خلاصہ یہ تھا۔ کہ وہ وفات و حیات مسیح کے مسئلہ پر ایک عالمانہ و محققانہ بحث کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں بشرطیکہ اخبار مذکور ان مضامین کے لئے کچھہ صفحے مختص کر دے۔ لایق ایڈیٹر نے اس مناسب رائے کو منظور کیا مگر پھر ہم نے کسی کلرک کا خط اس مضمون کی خلاف شایع ہوا اور انہوں نے ایسی بحث کا شایع ہونا اخبار مذکور کے قومی اغراض اور مقاصد کے دور سمجھا۔ ہم بہت خوش ہوئے تھے کہ ایک ایسے مسئلہ پر جس پر فی الحقیقت اسلام اور عیسائیت کا فیصلہ ہے عالمانہ بحث شایع ہوگی مگر وہ خوشی مبدل بہ افسوس ہوگئی۔ وہ لوگ جو زبان سے تمدن یعافر وغیرہ وغیرہ الفاظ قومی اقومی اکے نعرے مارتے ہیں وہ اسلام کی زندگی کا راز سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہم اس مسئلہ کی اہمیت پر پھر کبھی بحث کریں گے سردست مولوی محمد حسن صاحب کو بشارت دیتے ہیں کہ وہ مضامین لکھیں الحکم نہایت فراخدلی سے بطور ضمیمہ ہفتہ وار چار صفحہ تک اُنکی نذر کریگا اور ساتھہ ساتھہ یا آخر میں جیسا مناسب ہوگا اپنے خیالات کا اظہار بھی کریگا۔ کہا جاتا ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب ایک فراخ حوصلہ آدمی ہیں اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ نہایت دیانت داری صافدلی سے اپنے خیالات ظاہر کریں گے اور اپنا مضمون بغرض اندراج دفتر الحکم میں بھیجدیں گے۔ اخبار چودھویں صدی کے ایڈیٹر سے ہم اسقدر التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنے اخبار کے ذریعہ اتنا شایع کر دیں کہ مولوی محمد حسن صاحب ساکن بھین کے خیالات جو چودھویں صدی میں شایع ہونے [تھے] اخبار الحکم قادیان میں شایع ہونگے۔ بالآخر ہم امید

اپنی قوم سے اپیل

ہمارے اکثر محتشم ناظرین کی عدم توجگی اور کم التفاتی مجبور کرتی ہے کہ مختصر سے الفاظ میں قوم کی خدمت میں اپیل کریں۔ اُن احباب کی توجہ نہایت سرعت کے ساتھہ ہماری پچھلی گذارشوں پر مبذول ہونی چاہیئے تھی جنہوں نے تاریخ اجرائے الحکم سے لیکر آج تک اُسکی قیمت واجبی ارسال کرنے میں کسیقدر تساہل سے کام لیا ہے۔ ہم تو نہیں کہہ سکتے کہ اُنکو یہہ خیال پیدا ہوا ہو کہ ہمکو سونا بنانا آتا ہے اس لئے اُنکی درمی امداد مطلوب نہیں۔ مگرلاریب اُنکی عدم توجگی خواہ کسی وجہ سے ہو ہمارے لئے بہترین نتایج پیدا نہیں کرسکتے۔

یہہ دیکھکر افسوس آتا ہے کہ مختلف قوموں اور فرقوں کے اخبارات جو شائستگی کا ایک نشان ہیں (بشرطیکہ وہ اوس اصول پر چلیں جو اُنکو اس نشان کا موضوع لہ بنا دیں) ہندوستان جیسے ملک میں بھی نہایت خوبی کے ساتھہ چل رہے ہیں۔ اور غیر ممالک کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ ابھی چند مہینے کا ذکر ہے کہ بریلی سے مکتی فوج کا ایک ارگن اردو زبان میں جاری ہوا تھا۔ ہم کو یہہ دیکھکر اپنی حالت پر کسیقدر افسوس ہی آیا کہ ان چند ہی ماہ کے اندر اُس کی اشاعت کیطرف اُن لوگوں نے جو ایک ایک وقت میں گداگری بھی کرتے ہیں یہانتک کوشش کی کہ صرف ضلع گورداسپور میں اُسکی ۴۸۴ کاپیاں فروخت ہوتی ہیں اور اضلاع کا ذکر ہی چھوڑ دو۔ اور پھر اردو زبان کے علاوہ اُسکو مالک اور ایڈیٹر کو ضرورت پڑی کہ ہندی میں بھی شایع کریں۔

غرض اسی طرح پر اخبارات چلتے ہیں اور وہ کوئی کام کر سکتے ہیں ورنہ عام طور پر قوم ذلت میں پڑے رہتے ہیں۔

ہماری قوم (اس سے مراد وہ گروہ ہے جو حضرت اقدس مرزا صاحب کے مریدین کا گروہ ہے) کو اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنے خیالات کے اظہار کے لئے بھی ایک اخبار کی ضرورت تھی اور وہ ضرورت ہم کہہ سکتے ہیں اپنے اصلی معنوں میں ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔ کیوں؟ اُسکی طرف جیسی چاہیئے توجہ نہیں کی گئی اور بدقسمتی سے یہہ سمجھا گیا ہے کہ شاید ہماری کوشش ہماری ہمت بدو سب کچھہ ہو جاوے مگر دوستو!

قوم بنتی ہے اپنی محنت سے

یہہ ایک سچا اور مسلم مسئلہ ہے۔ گو الحکم کا اجرا ہم نے قومی ضرورتوں مدنظر رکھہ کر ہی کیا تھا۔ مگر قوم کیطرف عدم التفات اُس کے مفید بننے میں ابھی تک ایک سد راہ ہے ہم پر اعتراض ہوئے کہ الحکم کا کاغذ اچھا نہیں۔ لکھائی گنجان ہے۔ وقت پر شایع نہیں ہوتا۔ مضامین کیطرف پوری توجہ نہیں کی جاتی وغیرہ وغیرہ ہم ان سب کے جواب میں اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ کیا یہہ سب باتیں مفت ہو سکتی ہیں؟ اگر کوئی راہ ہے تو ہمارے کرمفرما ہمکو اطلاع بخشیں تاکہ آئے دن کے تقاضاؤں سے اُنکو اور ہم کو مخلص ملے۔ کیا ہمارے اُن عالی دماغ احباب نے جو ہمکو قلمی امداد دے سکتے تھے ہمارا ہاتھہ بٹایا؟ یہہ ایک سوال ہے جسکا جواب اس وقت تک اُنکے ذمہ ہے اور بجز احدے اثنین ایک بھی نہیں جو اپنے آپ کو اس الزام سے بری کرسکے پھر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ بتلاؤ اسمیں کیا سراسر ہم ہی قصوروار ہیں؟ کہا جاوے گا کہ اجرت اور معقول معاوضے دیکر مضامین لیں بے شک یہہ ضروری امر ہے مگر روپیہ آئے تو کہاں سے۔

الحکم کی مالی رپورٹ بھی ہم چاہتے ہیں کہ ناظرین کو سنا دیں تاکہ اُنکو معلوم ہو جاوے کہ اس وقت اخبار بلحاظ مالی حالت کیسے کیا ہے اور آیا اُسپر ہمکو اب بھی توجہ کی ضرورت ہے یا نہیں اکتوبر ۱۸۹۷ء سے لے کر فروری ۱۸۹۹ء تک ۱۶ مہینے کے اندر کل خرچ جو صرف اخبار پر ہوا ہے لعما ۹۶۰ روپیہ ہے جسکی تفصیل ہمارے پاس موجود ہے اور ان ۱۶ ماہ کے اندر جو آمدنی صرف اخبار سے ہوئی ہے اُس کی تعداد کلہم اجمعین ۱۵۶۵ روپیہ ہے جسمیں ایک سو پچیس روپیہ کے قریب اشتہارات کی آمدنی ہے خریداران سے صرف ۳۳۲ وصول ہوئے ہیں۔ مندرجہ بالا اخراجات پورے کرنے لئے مطبع کو مختلف وقتوں میں مختلف اشخاص سے قرض لینا پڑا ہے جسکے ایک بڑے حصّہ کا ابھی تک وہ زیربار ہے۔ امرتسر سے اخبار قادیاں میں جسوقت منتقل کیا گیا تھا اُسوقت اُس کو ۵ ماہوار کی وہ آمدنی بھی تھی جو ایڈیٹر کی ذاتی محنت کیوجہ سے ہوتی تھی اور جو اس وقت لاہور میں ۲۲ ماہوار تک اگر ہیڈ کوارٹر لاہور میں تبدیل کیا جاتا بڑہ گئی تھی مگر مشیت ایزدی کے موافق وہ آمدنی جو ایک گرانقدر امداد تھی قادیاں میں ۵ سے گھٹ کر ۵ رہ گئی اور آخر بعض ضروری امور کیوجہ سے وہ بھی نہیں رہی اور صرف اخبار کے چلانے کے لئے اخبار کے خریداروں ہی کی طرف تاکنا پڑا۔

یہہ مالی مشکلات کا خاتمہ یہیں تک نہیں ہوا۔ بلکہ ۱۸۹۷ء کے اجلاس سالانہ میں جو دسمبر ۱۸۹۷ء میں ہوا جلسہ کی کل تقریروں کے چھاپنے اور شایع کرنے کا کام ہم نے لے لیا۔ نہیں بلکہ ایک ہمدرد قوم معین الحکم نے (جس نے

ہر طرح سے الحکم کو ایک بیش قیمت اور قابل قدر امداد دی ہے جزاہم اللہ احسن الجزا) محض اس خیال پر کہ الحکم کو ایک قسم کی مالی امداد پہونچے یہہ تجویز کی اور اُس رپورٹ کی ترتیب کا کام ہمکو دیا۔ اور اُسی جلسہ میں اکثر احباب کو اُسکی متعدد جلدوں کی خریداری کے لئے تحریک کی جنہوں نے اُسوقت نہایت فراخدلی اور فیاضی سے سو سو اور پچاس پچاس جلدوں کی خریداری کا وعدہ دیا چونکہ ہم اُس جلسہ خریداری رپورٹ میں موجود نہ تھے اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ شرائط خریداری مقرر ہوئے ہونگی مگر ہم عام طور پر کہہ سکتے ہیں اُس وقت محض امداد کے طور پر یہہ تجویز ہوئی تہی بہر حال رپورٹ کی ترتیب میں پہر اُس کے انطباع میں بعض مجبوریوں اور دقتوں کی وجہ سے اسقدر تاخیر ہوتی گئی کہ وہ جنوری ۱۸۹۹ء تک شایع نہو سکی ہم امید کئے بیٹھے تھے کہ جن احباب نے للہی جوش سے خرید کتب کے وعدے دئے ہوئے ہیں وہ اُسقدر جلدیں خرید لیں گے۔ اور اس طرح پر کارخانہ کو تمام زیرباریوں سے سبکدوشی ہو کر کام کرنے کا موقع ملیگا اور ان احباب کی عدم توجگی کا بہی گلہ کرنا نہ پڑے گا۔ جو ترسیل زرچندہ میں اپنی کسی کمزوری کیوجہ سے سست ہیں اور وی پی منگوا کر بہی انکار کر دیتے ہیں اور ایں ہمہ ہی تمام نقایص کا ذمہ وار ایڈیٹر ہی کو قرار دیتے ہیں۔ مگر ابہی اللہ تعالیٰ کے ارادے میں وہ وقت نہیں آیا۔ کہ ہم اپنے خیال کے موافق کام کرنے کے قابل ہو سکیں اس لئے بعض احباب کو رپورٹ کا بدیر شایع ہونا باوجودیکہ وہ جانتے تھے کہ اُسکی ترتیب کارے دارد اور اسپر اُسکی قیمت کا کسی قدر گراں ہونا باوصفیکہ اُن کو معلوم تہا اور ہے کہ قادیاں میں پریس کے اخراجات زیادہ پڑتے ہیں ایک معقول عذر انکار خریداری کا ہاتہہ آگیا۔ ہم کو اعتراف ہے کہ رپورٹ کی قیمت ایک روپیہ اُسکی بارہ چیزوں کی قیمت تاجرانہ نظر میں زیادہ

ہے مگر اُسکے مضامین کے لحاظ سے اور اُس خیال امداد کے لحاظ سے

تیغ بالاکن کہ ارزانی ہنوز کا معاملہ

بہرحال وہ رپورٹ جو احباب کی درخواستوں کے خیال پر طبع ہوئی تہی بجز چند کاپیوں کے بدستور پڑی ہے اس موقع پر ایک ظلم ہوگا اگر ہم اپنے چند مخلص معاونین کا شکریہ ادا نکریں جنہوں نے اُس جلسہ میں وعدہ کیا تہا بلکہ کسی کو معلوم بہی نہ ہوا تہا کہ اُنہوں نے خریداری رپورٹ کا وعدہ کیا ہے اور سب سے اول ایفاء وعدہ کرکے ہمکو شکرگزاری کا موقع دیا اور اپنے للہی جوش کا ایک نمونہ قائم کر دیا۔ ہمارے اُن احباب میں سے سب کے سرتاج چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ہیں جنہوں نے چالیس روپیہ کی کتابیں خرید فرمائی تہیں اور وعدہ دوران طبع کتاب میں دے چکے تھے اور وعدہ بجرد اشاعت پر اور پہر منشی نبی بخش صاحب کمپازیٹر شملہ ہیں جنہوں نے ۲۵ روپیہ کی کتابیں خرید فرمائی ہیں پہر ماسٹر قادر بخش صاحب لودہانوی ہیں جنہوں نے پانچ جلدیں حسب وعدہ خرید لیں اور چند احباب وہ ہیں جنہوں نے ایک ایک جلد کی درخواست کی ہوئی تہی اور خرید کر لی۔

الغرض ایسی حالت میں آپ ہی انصاف کریں کہ اخبار کی حالت کیونکر ترقی بخش ہو سکتی ہے۔ ان تمام امور کو زیر نظر رکہہ کر ہم چاہتے ہیں کہ اگر آپ لوگ واقعی طور پر اخبار الحکم کی ضرورت سمجھتے ہیں تو اُسکی ضرورتوں کا خیال بہی مدنظر ہونا ضروری ہے ورنہ آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی حالتوں میں اخبار کا جاری رہنا اور اُس کا ترقی کرنا معلوم اس لئے ہم نہایت ادب سے التماس کرتے ہیں کہ براہ کرم وہ احباب جو الحکم کے ساتھہ سچی دلچسپی رکھتے ہیں اور عملی طور پر کچھہ کرنا چاہتے ہیں وہ ہمکو اپنی اپنی رائے سے اطلاع دیں کہ اُنکے خیال میں اخبار کی بہتری کے

اسباب اور وسایل کیا ہیں؟ اور وہ اُن وسایل کے حاصل کرنے میں ہمکو کہانتک مدد دیں گے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس نمبر کے پہونچنے پر دوسرے اشو تک ہر ایک جگہ سے مفید خطوط حاصل کر سکیں گے۔

در مدح قرآن مجید و فرقان حمید

از خاکسار ابو یوسف

ہر طرف ہے نور افشاں نور اس قرآن کا
سارے عالم پر ہے جلوہ اس مہ تابان کا
جب سے عالم پر پڑا عکس اس خور انوار کا
مطلع الانوار ہے سینہ ہر اک انسان کا
دافع ظلمات کفراں ہے اسی کا ظل فیض
ہے اسی کا سایۂ الطاف نور ایمان کا
مخزن اسرار حق ہے اس کا ہر حرف لطیف
منبع جود و عطا ہر لفظ ہے فرقان کا
کیوں نہو بے مثل و بے مانند یہہ نور ہدیٰ
ہے کلام جانفزا یہہ حضرت رحمان کا
دی اُٹھا عالم سے شرک و کفر کی اسنے وبا
ورنہ تہا ہر اک کو خطرہ اپنی اپنی جان کا
یہہ سفینہ ہے جناب احمد مختار کا
اس میں جو بیٹھا اُسے کیا خوف ہر طوفان کا
کر دیا قایم ہے جب سے اپنے وحدت کا نشان
شرک و بدعت مٹ گیا جہنڈا گرا شیطان کا
مشرکوں کو بہی دیا توحید کا اِس نے سبق
آریہ بہی چھوڑنے پہلو لگے کفران کا
برہمو کو درہم و برہم کیا قرآن نے
کچھہ نہ تہا اُنکو نہیں اب عقل کے عرفان کا
اسکی سطوت سے بنے عیسائی بہی اب منطہری
مرتبہ گھٹنے لگا عیسیٰ کی بیجا شان کا
وہ خدا ابن خدا اب مظہر اللہ بن گیا
سطوت قرآن نے کھولا راز اس بہتان کا
واہ کیا سطوت ہے کیا ہے جلال سرمدی
کون کر سکتا ہے رد یارب تیری برہان کا
یاالٓہی تیرا قرآں ہے کہ ہے روح حیات
زندگی پاتا ہے قالب اس سے ہر بیجان کا

(دیکھو اس سے اگلا صفحہ)

... جھکاتے سر ہیں سارے علم وفن
ہے ہر اک مضمون اسی کے فضل اور احسان کا
فلسفے کا ہے یہی معیار طبعی کا محک
ہادی راہ ہے یہی خود فلسفی نادان کا
کس کو جرأت ہے کہ ہو اسکا مقابل یا حریف
سامنا کوئی بھلا کرتا ہے عالی شان کا
ہیں جو اجلاد محرف اور ہیں طومار جعل
کوئی بھی ان سے مقابل ہے نہیں قرآن کا
بالیقیں تورات اسکے سامنے تورات ہے
جال ہے انجیل جعل وجہل اور ہذیان کا
بید کہتے ہیں جو بیدی بے ثمر ہے شاخ بید
پتہ پتہ جہاں مارا پھل نہیں ایمان کا
ہے گر تنکا اس کے مقابل گھڑت از سر تا بپا
بالمقابل صدق کے رتبہ ہی کیا بطلان کا
بید ہے جو اصل وبن اسمیں نہیں جب برگ وبار
شاخ میں پھر پھل کی خواہش کام ہے نادان کا
یا الہی تیرا قرآں ہے کہ ہے باغ مراد
وصل گل پاتا ہے ہر اک بلبل اس بستان کا
کیا خبر یارب انہیں ایماں کے برگ وبار کی
بہرہ ہی جنکو نہیں اس تیرے جنستان کا
تیرے قرآں سے بھٹکا ہو گیا گمراہ وہ
ہو گر نتھی یا کوئی بیدی ہو پنڈت گیان کا
بد عیا اور بدھ نہیں ہے تیرے قرآں کے بغیر
بدھ نے بھی اب تک دیکھا منہ کسی بدھ دان کا
کھولدے آنکھیں الہی اپنے ان بندوں کی تو
بخشدے ان سبکو یارب مرتبہ ایمان کا
سایۂ احمدؐ کے نیچے سب کو تو آرام دے
دور کر ان سب سے یارب نائرہ نیران کا
نور احمدؐ سے تو کر پُر نور انکے جان ودل
شعلۂ آتش
دے انہیں رتبہ رسول اللہ کی پہچان کا
مصطفےٰ تیرا ہے وہ نور عنایت ایخدا
نور ایمان عکس ہے جسکے رخ تابان کا
شافع روز جزا ہے وہ شہ ختم الرسلؐ
مظہر اسرار ہے دریا ہے وہ عرفان کا
رحمتہ للعالمیں ہے سید الکونین ہے
کون ہے جسپر نہیں احسان اس سلطان کا

اس سے چلکے کر دیئے سب بوجہ اسرائیل کے
اس نے ہی رتبہ بڑھایا ناصریؑ کی شان کا
آریہ کو دی اسی نے وحدت خالق کی زیست
اس نے سکھوں کو سکھایا نام اک بھگوان کا
دین سمجھا اس نے سناتن دہرمیونکو غلطیاں
گھٹ گیا رتبہ اب انکی پستکوں کی شان کا
برہمو کو وحی حق کی رہنمائی اس نے کی
دیدیا اس نے پتا اک عیسیٔ دوران کا
دین حق کی زندگی کے واسطے زندہ نشان
حق نے بھیجا وہ غلام اس احمدؐ سلطان کا
مومنوں کا ہی بشیر اور دشمنوں کا ہی نذیر
وہ نمونہ ہے جناب شاہ انس وجان کا
دوستوں کو ہی مسرت دشمنوں کو ہی زوال
خاتمہ ہے اسکو ہاتھوں دشمن نادان کا
قادیاں میں وہ مسیحائے زماں نازل ہوا
ہے شگفتہ وہ گل نور گلشن رحمان کا
یا الہی مجکو بھی لے چل حضوری میں کہیں
ہو سبب کوئی مرے بھی درد کے درمان کا
یا الہی ہے مبارک کی یہی ہر دم دعا
قادیاں ہو میرا مسکن مسکن اس ذیشان کا

ندوۃ العلما کا چھٹا سالانہ جلسہ شاہجہان پور میں

جمیع حضرات اہل اسلام کی خدمتمیں عموماً اور علمائے کرام ومشایخ عظام کی خدمت میں خصوصاً التماس ہے کہ ۱۳-۱۴-۱۵- ذی قعدہ ۱۳۱۶ھ مطابق ۲۶-۲۷-۲۸ مارچ ۱۸۹۹ء روز یکشنبہ دوشنبہ سہ شنبہ کو شاہجہانپور میں ندوۃ العلما کا چھٹا سالانہ جلسہ قرار پایا ہے لہذا آپ سب حضرات ازراہ حمیت اسلامی اس جلیل القدر جلسے میں شریک ہوکر شوکت اسلام کو بڑھایئے اس جلسہ میں دور دور سے مشاہیر علمای کرام ورؤسای عظام تشریف لاکر اپنی مفید ودلچسپ تقریروں اور قومی صلاح وفلاح کی کارآمد تحریروں سے حاضرین کو محظوظ ومستفید فرمائیں گے جو صاحب تشریف لائیں وہ تاریخ معینہ سے تین روز قبل مولوی مسیح الزمان خان صاحب استاد حضور نظام دکن ورئیس شاہجہان پور کو مطلع کریں تاکہ اُن کے آرام وآسایش کا پہلے سے انتظام کیا جائے۔

الداعی
مجلس انتظامیہ ندوۃ العلما

مہتمم پولیس سٹیشن بٹالہ

بٹالہ پولیس سٹیشن کے مہتمم کے متعلق جسقدر شکایات آج تک ہمارے پاس پہونچی ہوئی ہیں ہم اب اُنکو روز روشن میں لانے والے ہیں - مزید تحقیقات اور تصدیق کی خاطر چند روز اور خاموش رہ کر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے اس لئے ہم اُن تمام لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں جو کسی قسم کی شکایت مہتمم پولیس سٹیشن بٹالہ کے متعلق رکھتے ہوں ہمارے پاس بھیجدیں انشاءاللہ ہم کو ضرورت نہ پڑے گی کہ اُنکے نام ظاہر کریں اور وہ ایک مخفی راز کی طرح رکھے جاویں گے۔

حالات مقدمہ

حسب معمول گذشتہ اشاعت سے آگے بذریعہ اخبار شایع ہوتے رہیں گے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوں گے۔

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر + اعنی ہر حق میں ہر بشر کے لیے + لعل دُرِّ یتیم سے بڑھکر +

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار بشارت: ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان نہ رکھتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں کے سبب طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی کے کام ہیں مرد میدان بن کر آئیں۔ بشرطیہ دعا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت: بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا کے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و ہرمانہ لو۔ صحت کے طالبو اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد ہے۔

اس خادم الانبیاء کو ۲۵ سالہ طبی تجربات اور فقراء کاملین ریاضین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر بہرہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے سوم) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیکہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کیمیاگراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں سو برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی کے ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن لوگوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا در پرہیز ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو۔	[illegible]	۱۰	قولنج و کدری۔	[illegible]	۱۹	لقوہ۔	[illegible]	۲۸	نل اترنا۔	[illegible]
۲	جنکی اولاد چھوٹی مرجاوے۔	[illegible]	۱۱	سوزاک۔	[illegible]	۲۰	بھگندر۔	[illegible]	۲۹	طول و عرض و عمق و داید۔	[illegible]
۳	جنکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	[illegible]	۱۲	سرعت۔	[illegible]	۲۱	ناسور۔	[illegible]	۳۰	خضاب سالانہ۔	[illegible]
۴	جسکا حمل ۶۔۵ ماہ کا گر جاوے۔	[illegible]	۱۳	جریان۔	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	[illegible]	۳۱	نزلہ و زکام۔	[illegible]
۵	کمزوری۔	[illegible]	۱۴	غلط کاری۔	[illegible]	۲۳	ادھرنگ۔	[illegible]	۳۲	تسہیل ولادت	[illegible]
۶	مرگی۔	[illegible]	۱۵	گنٹھیہ۔	[illegible]	۲۴	ضیق النفس۔	[illegible]	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	[illegible]
۷	تپ دق۔	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ۔	[illegible]	۲۵	لیہہ۔	[illegible]	۳۴	بخار تپ جو تھایہ و درد زنانہ۔	[illegible]
۸	ضعف باہ۔	[illegible]	۱۷	ضعف بصر۔	[illegible]	۲۶	آتشک۔	[illegible]	۳۵	ضعف ہضم۔	[illegible]
۹	ضعف جگر۔	[illegible]	۱۸	سبل۔	[illegible]	۲۷	آتشک گل بدن۔	[illegible]	۳۶	سرسام	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں +

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز [illegible] - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ [illegible] خالص ممیرہ فی ماشہ [illegible] روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۱۲؍ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص عارضہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - [illegible] مقامات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے طیار کیا ہے جس کا اثر [illegible] مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکن لاہور پر کیا ہے [illegible] آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے [illegible] تھے - آنکھیں ہمیشہ سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں [illegible] تھا - اس کی بینائی میں اسقدر فرق آگیا [illegible] نہیں پڑھ سکتی تھی - اور [illegible] اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳- جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک دکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بعد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان عظیم و ثواب کا کام کیا ہے لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم ممیرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپتال اسسٹنٹ کوٹ گڈہ - ڈسپنسری شملہ

۴- جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی باری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان -

۶ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو تریبا [illegible] ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے الائنس بنک میں [illegible] سنہ ۱۸۹۹ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

نمبر ۱۸ | قادیان دارالامان والامان مورخہ ۱۷ مارچ سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجادیں۔ پھر ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہماری احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو مدد دیتے جاویں اور سو سو ٹریکٹ ۱۰ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو سہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور ہم چند دو ہزار چھاپکر مفت تقسیم کر دیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں علاوہ ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد ہاتھیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواستیں ہوں۔

اپنے بھائیوں کیلئے بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کر دو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟
مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ازاربند ۸/ سے لیکر ۱۰/ روپیہ تک۔ پراندے ۴/ سے لیکر ۱۰/ روپیہ تک۔ سیج بند ۱/ روپیہ سے لیکر ۱۰/ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈھپے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے لو روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند
کمیشن ایجنٹ
کٹرہ بھگ سنگھ ہاتھی دروازہ **امرتسر - پنجاب**

عجیب و غریب دلچسپ کتابیں؟

مکافات عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلیم کے ناول دیجز اوف سن (ذنیجہ گناہ) کا ترجمہ
اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلےٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نوز چمکا یا۔ مصنف والا تراد نے مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی معترض کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں ہے۔ ایک مسلمان۔ ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی بلنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کامل معلوم ہوتا ہے بالمقابل دو یورپین میٹنگز اور مس مونا کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ **لائق مترجم** نے جابجا آیات **قرآنی** کا حوالہ دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً **ہر مسلمان** اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ کر خوش ہو گا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات ہیں کیفیت دیکھنی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس رسالہ نے تمام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور یا تھوں یا تھہ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اُسکی خریداری کریں۔ قیمت - - - - - - ۱۴/

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں قیمت ۱۲

کلمات طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت ۱۲

فیوض الحرمین۔ اسم بامسمیٰ کتاب ہے۔ قیمت ۱۰/

منہ العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۱۰/

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت - - - - - - ۶/

فخر البلاد یعنی تاریخ بغداد و اسد و۔ قیمت - - ۴/

عید المومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدر آباد دکن کی تالیف ہے - - - - - - ۶/

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا سر سید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت - - - - - - ۱۲/

مترجم دود تلج لکھی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت - - - - - - ۱۱/

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ قیمت - - - - - - ۱۴/

سعادت الکونین فی فضایل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد - - - ۸/

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ بایدوشاید حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سوانح عمری ہے۔ بحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف اور اُس کے متعلقات کے عمدہ نہایت خوبصورت ہیں قیمت - - - - - - ۱۲/

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پر مضامین اور پر مغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکی دلدادہ اور شیدائی ہیں۔ قیمت فی جلد -

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایسی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو جو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعرا رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت حالی بھی ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی کہ سید اکبر صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد -

دیوان عزیز۔ یہ دیوان ہی تحفہ ہے بے بہا درد کا کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جسکا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے قیمت فی جلد - - -

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھیئے اور مصنف کو داد دیجئے ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ و جل علاہ قیمت - - ۲/

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس امرتسر کے نام ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی

پاکوں اور ناپاکوں کا انجام

الٰہی تو ہے اپنے پاکوں کا حامی
ہے مقصودِ دل اُنکا تیری غلامی
سدا رہتے ہیں وہ تری بندگی میں
وہ پاتے ہیں عزت سرافگندگی میں
ہمیشہ وہ ہیں تیری رحمت کے طالب
ترا شوق ہے اُنپہ ہر وقت غالب
سدا مست ہیں وہ تری آرزو میں
تجھے دیکھتے ہیں ہر اک رنگ و بو میں
اُنہیں ولولہ ہے تری آرزو کا
تو ہے مدعا اُن کی ہر گفتگو کا
کسی سے سوا تیرے کچھ نہیں میں
خلافِ رہِ صدق کرتے نہیں میں
وہ ہیں مثل اور تو ہی ہے کان اُنکی
وہ قالب ہیں اور تو ہی ہے جان اُنکی
وہ ہوتے ہیں تیرے تو ہوتا ہے اُن کا
مزا لیتے ہیں تیرے شیریں سخن کا
وہ ہوتے ہیں تجھ میں تو ہوتا ہے اُنمیں
بھلا بعد ہوتا ہے کیا شاخ و بن میں
تو بنتا ہے اپنے پیاروں کے اعضا
تو ہوتا ہے ہر دم نگہبان اُنکا
تو ہی آنکھ اور کان بنتا ہے اُن کے
تجھی سے ہی سنتے ہیں وہ تیری سُنکر
تو ہی بنتا ہے اُن کے ہاتھ اور پاؤں
میں کیا کیا تری قدرتیں یاں بتاؤں
تجھی سے وہ دیکھیں ہیں جو دیکھتے ہیں
دکھائے جو تو اُن کو سو دیکھتے ہیں
تجھی سے ہی سنتے ہیں جو تو سنائے
تجھی سے ہیں چلتے جدہر تو چلائے

تجھی سے وہ چلتے ہیں جدھر دیکھتے ہیں
اِدھر دیکھتے یا اُدھر دیکھتے ہیں
ترے نور سے روشنی پاتے ہیں وہ
سدا تیری جانب چلے آتے ہیں وہ
دکھاتی ہے قدرت تری رنگ اُنمیں
نرالا ہی قدرت کا ہے ڈھنگ اُنمیں
کچھ ایسے فنا در فنا ہوتے ہیں وہ
کہ نام و نشاں اپنا ہی کھوتے ہیں وہ
نہ خواہش کوئی باقی رہتی ہے اُنمیں
لگے رہتے ہیں وہ سدا تیری دھن میں
رضا سے تری بس مزے پاتے ہیں وہ
ارادوں سے اپنے گذر جاتے ہیں وہ
سدا گیت گاتے ہیں تیری رضا کا
مٹا دیتے ہیں نام حرص و ہوا کا
بلاؤں میں حمد و ثنا گاتے ہیں وہ
مصائب میں کیا کیا مزے پاتے ہیں وہ
مزے تیری الفت کے وہ لوٹتے ہیں
تعلق پیاروں سے جب چھوٹتے ہیں
وہ تیرے محب ہیں تو اُنکا ولی ہے
تیرا لطف اُن پر خفی و جلی ہے
جو تیری ہے عادت وہی اُنکی خو ہے
جو اُنکا عدو ہے وہ تیرا عدو ہے
رضا تیری اُنکی رضا میں ہے شامل
عطا تیری اُن کی عطا سے ہو حاصل
اُنہوں نے ہی ہے ساری دنیا سنواری
اُنہوں نے کیے تیرے احکام جاری
اُنہیں کی اطاعت ترا پاک دیں ہے
خلاف اُنکا منظور تجکو نہیں ہے
مسالک ہیں اُن کے تری پاک راہیں
ہیں منظور حضرت میں اُنکی دعائیں
سدا اپنا رکھتی ہیں وہ شوب نرالا
تجھی سے وہ جیت جاتے ہیں پالا
ستائے جو اُن کو ہے تجکو ستاتا
دکھائے تجھے اُن کو ہے جو دکھاتا

ستاتے ہیں جب تیرے پاکوں کو ظالم
ترا قہر ہوتا ہے پھر اُنپہ قائم
ترے پاک لوگوں کو جس نے ستایا
وہ ایسا گرا سامنے پھر نہ آیا
جب آتی ہے نصرت ترے رسولونکو
ہلا دیتی ہے یکبیک وہ دلوں کو
جب آتی ہے نصرت تری یا الٰہی
تو پڑتی ہے اعدائے دیں پر تباہی
تری جاری ساری یہ عادت ہے مولا
کہ تو اپنے بندوں کو ہے آزماتا
تو پاکوں کی کرتا ہے جب آزمایش
وہ کرتے ہیں تیری ثنا و ستایش
ترے امتحاں میں جب آتے ہیں مُرسل
تو پھر استقامت دکھاتے ہیں مُرسل
بڑھاتے ہیں وہ مومنوں کے یقیں کو
سبق اُنسے ملتا ہے ہر اہلِ دیں کو
ترے امتحاں میں یہی راز مضمر
جدا ہوں سعید اور شقی دونوں یکسر
جب آتی ہے پاکوں کے اعدا کی باری
تو بخشے ہے پاکوں کو تو رستگاری
ہلاکت وہ پڑتی ہے اعدائے دیں میں
کہ ہیبت سے پڑتا ہے لرزہ زمیں میں
مطیعانِ حق کی تو کرتا ہے یاری
یہی تیری سنت ہے اے حق باری
جہاں تو نے صادق کیا کوئی پیدا
مقابل میں اُس کے ہوا کذب برپا
ہوئی صدق اور کذب میں پھر لڑائی
ترے صدق نے آخرش فتح پائی
یوں ہی صدق کھلتا ہے عالم میں تیرا
صداقت سے اُٹھتا ہے دنیا میں پردا
مطیعوں کو پھر ڈھانک لیتی ہے رحمت
دبا لیتی ہے منکروں کو ہلاکت
مبارک ہے وہ جو سمجھیں
[illegible] صداقت کی آواز [illegible]

ہر ایک میں وہ جنکو حق کی طلب ہے
[illegible] وہ جنکو پاس ادب ہے
جب آدم کو حق نے خلیفہ بنایا
مقابل میں شیطان کو [illegible] پایا
ہوا نوح کو جبکہ تبلیغ حق سے
تو دشمن ہوئے سارے سب اتفاق
ہوا جبکہ ابراہیم خلیل خدا کو
تو ہوئی خصومت کی اہل جفا کو
ہوا جبکہ موسیٰ [illegible] کو حکم الٰہی
تو فرعون کے ساتھ [illegible] سپاہی
مسیحا کو جب حق نے مرسل بنایا
مقابل میں اعدا نے [illegible]
نشاں [illegible] جب شہ مصطفیٰ کا
تو برپا ہوا ایک لشکر جفا کا
ابوجہل کوئی کوئی بولہب تھا
کسی کو بھی ان میں نہ پاس ادب تھا
ستایا انہوں نے شہ انبیا کو
عداوت میں بھولے وہ روز جزا کو
بناوے ابوالجہل جو بوالحکم تھا
نہ فرعون سے شورہ پشتی میں کم تھا
فنا کر دیا سب کو قہر خدا نے
لیا ان کو کھا آتش بد دعا نے
غرض پاک لوگوں کے یہ سارے اعدا
کئے حق تعالیٰ نے غارت سراپا
نہ باقی رہا کوئی بھی ان کا دشمن
نہ پایا کسی نے کہیں کہف و مامن
یہی سنت حق ہمیشہ ہے جاری
سدا یونہی کرتا ہے وہ حق باری
اسی طرح اب حق نے بھیجا ہے مہدی
مسیح و امام الزماں جو وہ ہادی
ہوا قادیاں میں وہ نازل پیارا
شکستہ دلوں کا وہی ہے سہارا
اب اسکے مقابل بھی دشمن کھڑے ہیں
بہت سے شیاطین ملکر اڑے ہیں

ابوجہل بھی ان میں ہے ایک بھاری
کہ شیطان نے عقل ہے اسکی ماری
تمرد میں فرعون سے وہ بڑا ہے
مقابل میں حق کے بہت ہی اڑا ہے
ہر ایک چال میں اسکی جور و ستم ہے
نہ بوجہل سے شورہ پشتی میں کم ہے
مقابل کھڑا ہے امام الزماں کے
مسیح جناب شہ انس و جاں کے
غرض یہ ہی اب ایک کشتی ہے بھاری
ادھر ہے مسیحا ادھر قوم ساری
یہ کشتی لگی ہے امام زماں سے
جو دنگل میں نکلا ہے [illegible]
لگی ہے یہاں نقد ایماں کی بازی
گرا جو گیا وہ [illegible]
یہ ہے پہلوان ایک رب العلیٰ کا
مسیحا غلام احمد مصطفیٰ کا
یہ ہے تیغ ہندی ختم الرسل کا
یہی ہے غلام اس امام السبل کا
سپاہی ہے یہ حضرت مصطفیٰ کا
یہی ہے نقیب اس شہ دوسرا کا
جو خم ٹھونک اس کے مقابل میں آیا
پچھاڑا گیا اور ایماں گنوایا
سدا لعن و نفریں کا وارث ہوا وہ
سدا ذلتوں میں رہا مبتلا وہ
بھلا اس سے بڑھ کر کوئی کیا گناہ ہے
ولی کی عداوت خدا کی پناہ ہے
تمنا مبارک کی ہے یہ الٰہی
محبت عطا کر مجھے صادقوں کی
عداوت سے پاکوں کی یا رب بچا کر
محبت مسیحا کی مجکو عطا کر

خاکسار ابو یوسف

عیسائیوں کا کفارہ بھی اختراعی ثابت ہوا

عیسائی مذہب کا ستون اور [illegible] بنیادی پتھر اور فرضی نجات کا دار و مدار [illegible] عیسائیوں کے نزدیک [illegible] کا کفارہ ہی تھا ۔ مگر جب تحقیق کی نظر سے دیکھا گیا تو از روئے انجیل یہ کفارہ تار عنکبوت سے بھی کمزور ثابت ہوا ۔ گو اس کفارہ کی تردید میں مختلف مضامین اہل اسلام کی جانب سے شائع ہو چکے ہیں مگر ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است اور کل جدید لذیذ [illegible] ایک نئی طرز کی تردید [illegible] ناظرین کی جاتی ہے ۔

ہمارا منشا ہے کہ قبل از بیان دلائل ہم [illegible] کے سامنے رکھدیں کہ نجات اخروی کے وسائل خداوند کریم نے نوع انسان کے لئے [illegible] کی معرفت کیا کیا تجویز فرمائے ہیں [illegible] سے ظاہر ہوتا ہے کہ نجات کے [illegible] بذریعہ پیغمبران خدا کو تعلیم ہوتے ہیں چنانچہ [illegible] نجات اخروی کے یہاں بیان ہوتے ہیں ۔

([illegible]) نجات کا فضل باری تعالیٰ ہے دیکھو زبور ۱۳۰ آیت ۳ ۔ اے یاہ اگر تو گناہوں کا حساب [illegible] تو اے خداوند کون کھڑا رہے گا پھر تیرے پاس مغفرت [illegible] آیت ۷ اے اسرائیل خداوند پر توکل کر کہ رحمت خدا کے پاس ہے اس کے پاس کثرت سے [illegible] اور مطابق اس کے زبور ۸۶ آیت ۵ میں [illegible] ہے اور جا بجا نزول رحمت [illegible] زبور ۱۰۳ آیت ۱۸ و ۱۹ میں بتایا [illegible] کلام الٰہی سے بالیقین ثابت ہوتا ہے [illegible] ہوگی اور یہ کفارہ رحمت

اور شفقت خداوندی کے منافی ہے کیونکہ فدیہ کے معنی عوض معاوضہ کے ہیں جائے انصاف ہے کہ جب عیسائیوں کی نجات معاوضہ پر ٹھیری تو عیسائی صاحبان خود ہی غور فرماویں کہ پھر رحمت اور شفقت خداوندی سے کیا مطلب کیا کہیں رحمت خداوندی میں عوض اور معاوضہ بھی ہو سکتا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ جہاں عوض و معاوضہ ہے وہاں رحمت اور شفقت نہیں جہاں رحمت و شفقت ہے وہاں عوض و معاوضہ نہیں پس یا عیسائی خود ہی اپنے ساختہ پرداختہ اور کہو فدیہ و کفارہ کو مردود قرار دیں یا رحمت اور شفقت باری سے محروم ہوکر زبور یا دیگر آیات کا جو فضل خداوندی پر دلالت کرتی ہیں انکار کریں کیونکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مسئلہ فدیہ اور کفارہ منافی ہے صفت رحمانیت کے پس جمع ہونا دو متضاد کا محالات سے ہے ۔

دوسرا وسیلہ نجات کا شفاعت انبیاء کرام ہے دیکھو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شفیع ہونا توریت سے ثابت ہے گنتی باب ۱۴ آیت ۱۹ اب تو اپنی رحمت کی فراوانی سے اس امت کے گناہ بخشدے جیسا تو مصر سے لیکر یہانتک بخشتا رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب میں خداوند کریم نے فرمایا ۔ آیت ۲۰ میں نے تیرے کہنے سے بخشے اور ایسے ہی کتاب ایضاً باب ۱۲ آیت ۱۳ اور کتاب استثنا باب ۹ ۱۹ سے ۲۹ تک حضرت موسیٰ کی شفاعت کا ذکر موجود ہے حتی کہ فرعون جیسا سیاہ دل کافر بھی آپ کے شفیع ہونے کا قائل تھا دیکھو کتاب خروج باب ۸ آیت ۸ کیا عیسائی جناب موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت کے منصب سے انکار کر سکتے ہیں اگر منکر ہوں بھی تو پہلے توریت کی تکذیب کریں کیونکہ توریت سے حضرت موسیٰ کی شفاعت کا ثبوت بخوبی اوپر ہو چکا ہے جائے تعجب ہے کہ خداوند تعالےٰ عبد بن عبد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت سے گنہگار بندوں کے گناہ معاف کردے اور بموجب اعتقاد عیسائیوں کے اپنے فرزند ارجمند کو منصب

سے محروم رکھے اور اس کے خون کا پیاسا ہو کر اسکو ناحق لوگوں کے گناہوں کی خاطر یہود کے ہاتھ سے مصائب کرائے کیا کوئی صاحب یہ بات خلاف عدل قبول کر سکتا ہے ۔

تیسرا وسیلہ نجات کا توبہ ہے دیکھو نینوہ کے باشندے توبہ سے بچ گئے اس پر صحیفہ یونس کا باب ۳ گواہ ہے اور نینوہ کے لوگوں کی توبہ قبول ہونیکی تصدیق انجیل لوقا باب ۱۱ ۔ آیت ۳۲ میں موجود ہے اور گنہگاروں کی توبہ سے خداوند کریم کا خوش ہونا انجیل لوقا باب ۱۵ آیت ۷ سے ہویدا ہے اور توبہ کا بیان بائبل میں قریباً ۲۵ جگہ سے زیادہ ہے پایا جاتا ہے کیا توبہ کا مسئلہ عیسائیوں کے نزدیک غلط ہے اور جن کتابوں میں توبہ سے گناہ کی بخشش کا بیان ہے عیسائیوں کی عقل میں جھوٹے ہیں جو ناحق کے کفارہ فرضی اور کمزور وسیلہ ٹھیرا کر مفت کی نجات کر متلاشی ہونا مفت خوروں کا کام ہے

چوتھا وسیلہ نجات کا از روئے اناجیل اعمال حسنہ ہیں دیکھو خط رومیوں باب ۲ آیت ۶ وہ ہر ایک کو اس کے کاموں کے موافق بدلہ دیگا ۔ ان کو جو نیک پر صبر کے ساتھ قائم رہینگے بزرگی اور عزت اور بقا کے طالب ہیں ہمیشہ کی زندگی دیگا مگر ان پر جو فسادی ہیں اور سچائی کے تابع نہیں ہوتے بلکہ ناراستی کے تابع ہیں قہر اور غضب ہوگا ہر ایک آدمی کی جان جو برائی کرتی ہے رنج اور عذاب میں پڑیگی پہلے یہودی کی پھر یونانی کی پھر ہر ایک کو جو بھلائی کرتا بزرگی اور عزت اور سلامتی ملے گی پہلے یہودی کو پھر یونانی کو کیونکہ خدا کے حضور کسی کی طرفداری نہیں ہوتی ۔

دیکھو عبارت مذکورہ بالا سے دو امر بخوبی ثابت ہوگئے ۔ امر اول نیک اعمال ہمیشہ کی زندگی یعنی نجات دائمی کا حاصل ہونا ۔ امر دوم نیک اعمال ہی بدون قید مذہب یعنی بدون عیسائی ہونے کے خواہ یہودی ہو خواہ یونانی نیک اعمال سے نجات پا سکتے ہیں عیسائی ہونا اور کفارہ پر ایمان لانا کچھ ضرورت نہیں ۔ اب کہاں گیا عیسائیوں کا خود ساختہ

میمیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز مجسٹریٹوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے بلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے خالص میرہ فی ماشہ عشہ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور ماندگی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور بعض اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن اسپشل ڈسپنسری لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ میرے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف وشفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان بلکہ ثواب کا کام کیا ہے لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپشل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر یعقوب محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان۔

۶ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی اسنادات میں سے جو ترتیب باسم ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو اہلسکر الائنس بنک میں ماہ ۱۸۹۹ء کو جمع کیا گیا ہے

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر وپروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان سے چھپا

نمبر ۱۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ایڈیٹر کے مشورے

خوشی اور رنج اور مصیبت | خوشی اور رنج اور مصیبت کیا ہے؟ ایک دلی خواہش اور قلبی تمنا کی کامیابی یا عدم کامیابی کا نتیجہ۔ بلا بدیہی نہیں کہ اس کامیابی کا نتیجہ ضرور مقبول ہی ہو۔ دیکھو قمار باز، سٹہ باز وغیرہ کی خوشی [illegible] کی وجہ سے [illegible] رنج کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ ہم تمام اختیار بحث نہ کرینگے ہم حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب [illegible] سے روایت کیا کرتے ہیں کہ انہوں نے [illegible] کے لئے فرمایا تھا کہ خدا اور رسول بنو۔ پس کل دکھوں کی جڑ خدائی اور رسالت کا تاج ہے خدا بننا کیا ہے کہ ہمارا چاہا کیوں نہ ہو؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی یہ شان ہے۔ یفعل ما یرید پس جب ایسے انسان کی خواہش کے موافق کوئی کام نہیں ہوتا تو اسے جان فرسا رنج پہنچتا ہے۔ اس کا تریاق یہی ہے۔ دل [illegible] سوال کرے کہ کیا تو خدا ہے؟ جواب پر وہی رنج خوشی سے بدل جاوے گا۔ رسول بننا کیا ہے؟ کہ ہمیں یقین ہو کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی راست اور حق ہے۔ اور اس کا مخالف چونکہ ہمارا نافرمان ہے لہذا جہنمی ہے پس اسکا مخالف دیکھکر ہی رنج ہوتا ہے۔

کیا وہ لوگ جو مولوی اور فقیہ کہلاتے ہیں اور مفتی بنکر فتوے لکھتے ہیں محض اس ایک وجہ پر ایک مومن عبد اللہ کو خارج از اسلام اور [illegible] جہنمی قرار نہیں دیتے کہ وہ ایک امر انکی مرضی کے خلاف بیان کرتا ہے؟ بے شک ایسا ہی ہوتا ہے۔ پھر ہم کو حیرت ہے کہ اپنے دعوے رسالت سے کیوں انکار کر سکتے ہیں۔ اسی کا نام تو رسول بننا ہے۔ ہمارے مخالف سوچیں! اور غور کریں!! اور پھر سوچیں!!! رسول نہ بنیں کہ راحت اسی میں ہے۔

انا للہ اہل اسلام | بنگال کے مسلمانوں میں خانسامانی۔ خدمتگاری۔ حمالی قصابی گاڑی بانی گویا تقدیر میں لکھی ہے۔ پھر یاد رکھو کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم اور ہند میں [illegible] اور اسباب اور جناب امیر علیہ السلام کا پوتا بننا۔ اور دوسرے بھائیوں کو کوڑی کا کراڑ بننا۔ سنو! مقابل کے دوڑ گئے۔ اور تم سوتے کے سوتے رہ گئے۔ اگر ہم تکفیر بازی کے شایق مولویوں کو بیرونی حملے سننے اور دیکھنے کا اتفاق ہوتا۔ اور مسجد کی چاردیواری سے نکل کر نظارہ عالم دیکھتے تو انہیں معلوم ہوتا۔ انہیں کیا خبر ہے کہ نو تعلیم یافتہ نوجوان اہل مذہب کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ عربی ادب نہ جاننے سے ان کو قرآن کس کا کلام نظر آتا ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کے نہ سمجھنے نے برے برے علوم پہنچایا ہوتا۔ کاش! ہمارے بھائی شادیوں۔ فضول خرچیوں بے جا دعوتوں اور فسق و فجور کے ارتکاب اور زیب و زینت کے وقت یہ آیت پڑھا کریں۔

مسلمان اور آریہ | مسلمانوں کو موجودہ پستی اور ادبار کی حالت میں اہل ہمسائگی [illegible]

... اتفاق تحت مرتبے اور ممکن تہی ... قایم رہے۔ آج تک کے تجربے دکہلا رہے ہیں۔ لیکہرام کے قتل پر مسلمانوں نے دکانیں ... لیکن آخر وہی ہندوؤں کا ندار وہی اہل اسلام خریدار۔ امید کی جاتی تہی کہ آریہ کہنڈ کی ... اپنی قوم کا تنفر با تعصب تعلیم سے کم ہوجاتا۔ مگر نہیں۔ ع سمند ناز یہ اک اور تازیانہ ہوا۔ پہلے تنفر میں ایک اور جوش پیدا ہوا۔ ہندو ہندو نہ رہے۔ آریہ بنے۔ آریہ صاحبان کے بعض خطرناک جلسے اس وقت آنکہ کے سامنے ہیں کہ وہ عالمگیر اور محمود کے ان غیر صحیح اور بے معنے محض واقعات کا بدلہ مسلمانوں سے لینا چاہتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلے۔ باوصفیکہ وہ تناسخ کے قایل ہیں اور آج تک ثابت نہین کر سکے کہ یہ مسلمان وہی ہیں جو عالمگیر اور محمود کے ساتھ تہے۔ یا اس وقت کے مسلمانوں نے بعرض محال ابتدائی برائی کی تہی؟ کیا اگر تناسخ سچ ہے تو یہ ممکن نہیں کہ وہ مسلمانوں کی برائی اگر ہوا گو ہمارے خیال میں قطعاً نہیں کسی اہل ہند کے پرم جنم کے کرموں کا پہل نہی ... یہ اختلاف اور نفاق جو دونوں قوموں میں مسلمانوں کی طرف سے واقعی نہیں۔ دبی بلی چوہوں سے کان کٹواتی ہے۔ اگر اختلاف ہو تو ایک دوسرے سے بازی لیجانے کے لئے کوشش کرے اور دونوں ترقی پاجاویں علم و فضل میں معراج حاصل کریں اور ان میں انصاف قایم ہو۔ ہم پہر کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو آریوں سے نفاق اور اختلاف نہیں اگر ہے تو لاریب حلوائی اور پنساری سے لیکر صراف اور بزاز تک مسلمان نظر آتے مگر کیا کوئی ہے؟

دعوت اور اصلاح | خلوت۔ جلوت

پلیٹ فارم۔ میلوں۔ شادی کے جلسوں ماتم کدوں۔ میں اسپیچیں ہوں۔ تو قوم کی حالت سدہر سے گی۔ ہاں! ان اسپیچوں میں اپنی طاقت لسانی اور خوش بیانی کی داد سننا مطلوب نہ ہو بلکہ بلا خوف لومۃ لائم جو کچہ کہا جاوے۔ کہا جاوے اور ملنے جلنے ننگ و نام کا خیال رہے پہر بہی سچی خیر خواہی اور للہی جوش ہو تو کچہ بنے گا۔ مگر نری دعوت نرا جوش۔ خشک نصیحت کارگر نہ ہوگی۔ سب سے بڑی موثر نصیحت گہر کر جانے والا وعظ اپنا نیک نمونہ ہے۔ پس ملک اور قوم کے سامنے اپنے پاک نمونے رکہدو کہ بہترین واعظ یہی ہیں۔

قومی ہمدردی چاہنے والو! تمہارے لمبے چوڑے لیکچر کیا قوم کے لیئے کچہ مفید ہو سکتے ہیں؟ ہم پوچہتے ہیں کہ پرانے واقعات کو یاد کرکے رونا کچہ مفید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پدرم سلطان بود کیا فایدہ پہنچا سکتا ہے۔ جبکہ ہم قعر مذلت میں پڑے ہیں۔ استخوان فروشی چھوڑ دو۔ گڑے مردے نہ اکہاڑو سلف ریسپکٹ کا مفہوم سمجہو! خود کچہ ہو۔ اگر آپ کچہ بہی نہیں تو آبا و اجداد کی شرافت ہم کو معزز نہ بنا سکے گی۔ بہتر ہو کہ تمہارے قومی جلسوں اور مجمعوں میں پرانی سٹوریاں نہ سنائی جاویں اور قوم کو اور بہی مغرور اور سست بننے کی تحریک نہ دیجاوے اس سے بیشک تغافل بڑہتا ہے۔ اگر نہیں تو ہم پوچہتے ہیں کہ اتنی ہائے پکار اور عرب کے فتوحات سنانے اور مرثیہ خوانیوں سے کیا ہوا؟ کیا قوم میں جو نقص پڑے ہوئے ہیں دور ہو گئے؟ جواب یہی ہے۔ ایک بہی نہیں ہے۔ پس علاج ہے قرآن کریم کو پہیلاؤ اسکی اشاعت کرو کہ رذیلوں کو شریف۔ جاہلوں کو عالم محکوموں کو حاکم۔ بے دینوں کو اگر کوئی خداپرست بنا سکتا ہے تو قرآن کریم قرآن کی اشاعت کرو اسکے مضامین کو دنیا میں نہیں تو اپنی قوم میں پہیلاؤ پہر خاطر خواہ اور پسندیدہ نتایج کا ذمہ وار خدا ہے۔

اخبار | قوم کی ترقی۔ ملکی بہلائی۔ عوام کی رہنمائی۔ خواص کی دلچسپی۔ حکام کی ہدایت۔ رعایت رعیت اور انکی اطاعت کا ذریعہ ہے۔ مگر جہاں پولیٹیکل سوشل تعلیم نہ ہو وہاں یہ کا غذ یا نکلے بے کار ہے۔ خدایا! مہتمان اخبار مشمول بلند حوصلہ۔ خداترس۔ شریف عالی خیال ہوں۔ اللھم اجعلنا منہم صرف بہانہ طماع۔ یاوہ گو نہ ہوں۔ ربنا لا تجعلنا منہم۔ قوم کی حالت کو سدہارنے کے لئے اخبار بہترین ذریعہ ہے بشرطیکہ وہ اس مطلب کے لئے وضع کیا جاوے اور قوم اسپر توجہ کرے۔

اسرار معرفت

ذیل میں ہم حضرت اقدس کی ایک تقریر کا کچہ حصہ بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔ یہ تقریر بصورت رسالہ جداگانہ چہپ رہی ہے ہمارے مخدوم مولنا مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک موقع پر فرمایا تہا کہ اس تقریر کی کثیر التعداد کاپیاں شایع ہوں اور ہمارے ہر دوست کے ہاتھ میں بطور خضر طریقت اور سارٹیفکٹ ہو پہر ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست اسکی اشاعت میں بہت کوشش کرینگے۔ اگر سو آدمی ہی بیس بیس کاپیاں خرید کریں تو صرف ہماری ان کو ملیں گے اور دو ہزار کاپی شایع ہو سکتی ہے۔ یہ تقریر اخبار میں شایع نہ ہوگی محض نمونتاً درج کی گئی ہے جداگانہ چہپ رہی ہے۔

ایڈیٹر

عملہ تقریر مذکور مع ایک خط کے جو وحدت وجود کی حقیقت پر ہے چہپ چکی ہے قیمت ۲/

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تقریر حضرت اقدس

مورخہ ۱۸ جنوری ۱۸۹۹ء

تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک کا نام معلّق ہے اور دوسری کو مبرم کہتے ہیں۔ اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اس کو ٹلا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے۔ اور مبرم ہونے کی صورت میں وہ صدقات اور دعا اس تقدیر کے متعلق کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ ہاں وہ عبث اور فضول بھی نہیں رہتی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے وہ اس دعا اور صدقات کا اثر اور نتیجہ کسی دوسرے پیرائے میں اس کو پہنچا دیتا ہے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی تقدیر میں ایک وقت تک توقف اور تاخیر ڈال دیتا ہے۔

قضائے معلق اور مبرم کا ماخذ اور پتہ قرآن کریم سے ملتا ہے گو یہ الفاظ نہیں مثلاً قرآن کریم میں فرمایا ہے ادعونی استجب لکم۔ ترجمہ "دعا مانگو میں قبول کروں گا" اب یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو سکتی ہے اور دعا سے عذاب ٹل جاتا ہے اور ہزارہا کیا کل کام دعا سے نکلتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کل چیزوں پر قادرانہ تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے پوشیدہ تصرفات کی لوگوں کو خواہ خبر ہو یا نہ ہو۔ مگر صدہا تجربہ کاروں کے وسیع تجربے اور ہزارہا دردمندوں کی دعا کے صریح نتیجے بتلا رہے ہیں کہ اس کا ایک پوشیدہ اور مخفی تصرف ہے وہ جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اثبات کرتا ہے۔ ہمارے لئے یہ امر ضروری نہیں کہ ہم اس کی تہ تک پہنچنے اور اس کی کنہ اور کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ایک شے ہونے والی ہے۔ اسلئے ہم کو جھگڑے اور مباحثے میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے قضا و قدر کو مشروط بھی رکھا ہے جو توبہ۔ خشوع خضوع سے ٹل سکتی ہیں۔ جب کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت انسان کو پہنچتی ہے تو وہ فطرتاً اور طبعاً اعمال حسنہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اپنے اندر ایک قلق اور کرب محسوس کرتا ہے جو اُسے بیدار کرتا اور نیکیوں کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے اور گناہ سے ہٹاتا ہے۔ جس طرح پر ہم ادویات کے اثر کو تجربے کے ذریعہ سے پا لیتے ہیں۔ اسی طرح پر ایک مضطرب الحال انسان جب خدا تعالیٰ کے آستانہ پر نہایت تذلل اور نیستی کے ساتھ گرتا ہے اور ربی ربی کہہ کر اُس کو پکارتا اور دعائیں مانگتا ہے۔ تو وہ رؤیائے صالحہ یا الہام صحیحہ کے ذریعہ سے ایک بشارت اور تسلی پا لیتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب صبر اور صدق سے دعا انتہا کو پہنچ چکی تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ دعا۔ صدقہ اور خیرات سے عذاب کا ٹلنا ایسی ثابت شدہ صداقت ہے جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے اور کروڑہا صلحا اور اتقیا اور اولیاء اللہ کے ذاتی تجربے اس امر کے گواہ ہیں۔

نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دعا ہے۔ مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے؟ اس کے غنائے ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا۔ تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہو بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادت اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہیئے وہ مزا نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو۔ جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا اور وہ اُسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لیے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کے لئے لذت اور سرور نہ ہو۔ لذت اور سرور تو ہے۔ مگر اس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ اب انسان جب کہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا کیے ہیں تو کیا اُن سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے؟ کیا اس ذائقہ مزے اور احساس کے لئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں۔ کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا؟ کیا دل خوش کن اور سریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کی اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑا پیدا کیا اور مرد کو رغبت دی ہے۔ اب اس میں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذت بھی دکھلائی ہے۔ اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہو سکتا۔ عورت اور مرد کی برہنگی کی حالت میں ان کی غیرت قبول نہ کرتی کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق پیدا کریں مگر اس میں اُن کے لئے ایک حظ ہے اور ایک لذت ہے یہ حظ اور لذت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ بعض کوتاہ اندیش انسان اولاد کی بھی پروا اور خیال

نہیں کرسکتے - بلکہ ان کو صرف حظ ہی سے کام اور غرض ہے - خدا تعالیٰ کی علت غائی بندوں کا پیدا کرنا تھا اور اس سبب کے لئے ایک تعلق عورت اور مرد میں قائم کیا - اور ضمناً اسمیں ایک حظ رکھدیا جو اکثر نادانوں کے لئے مقصود بالذات ہوگیا ہے۔ اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں اسمیں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بالا تر ہے - جیسے عورت اور مرد کے باہمی تعلقات میں ایک لذت ہے اور اس سے وہی بہرہ مند ہوسکتا ہے جو مرد اپنے قویٰ صحیح رکھتا ہے ایک نامرد اور مخنث وہ حظ نہیں پاسکتا اور جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے - اسی طرح پر ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کمبخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذت نہیں پاسکتا۔

عورت اور مرد کا جوڑا تو باطل اور عارضی جوڑا ہے میں کہتا ہوں حقیقی - ابدی - اور لذت مجسم جو جوڑ ہے وہ انسان اور خدا تعالیٰ کا ہے مجھے سخت اضطراب ہوتا اور کبھی کبھی یہ رنج میری جان کو کھانے لگتا ہے کہ ایک دن اگر کسی کو روٹی کھانے کا مزا نہ آئے - طبیب کے پاس جاتا اور کیسی کیسی منتیں اور خوشامدیں کرتا - روپیہ خرچ کرتا دکھ اٹھاتا ہے کہ وہ مزا حاصل ہو - وہ نامراد جو اپنی بیوی سے لذت حاصل نہیں کرسکتا - بعض اوقات گھبرا گھبرا کر خودکشی کے ارادے تک پہنچ جاتا - اور اکثر موتیں اس قسم کی ہو جاتی ہیں مگر آہ! وہ مریض دل وہ نامراد کیوں کوشش نہیں کرتا جسکو عبادت میں لذت نہیں آتی ؟ اوسکی جان کیوں غم سے نڈھال نہیں ہوجاتی - دنیا اور اسکی خوشیوں کے لئے کیا کچھ کرتا ہے - مگر ابدی اور حقیقی راحتوں کی وہ پیاس اور تڑپ نہیں پاتا کس قدر بے نصیب ہے ! کیا ہی محروم ہے ! عارضی اور فانی لذتوں کے علاج تلاش کرتا ہے اور پا لیتا ہے کیا ہو سکتا ہے کہ مستقل اور ابدی لذت کے علاج نہ ہوں؟ ہیں اور ضرور ہیں - مگر تلاش حق میں مستقل اور پویہ قدم درکار ہیں - قرآن کریم میں ایک موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے صالحین کی مثال عورتوں سے دی ہے اس میں بھی سر اور بھید ہے - ایمان لانے والوں کو مریم اور آسیہ سے مثال دی ہے یعنے خدا تعالیٰ مشرکین میں سے مومنوں کو پیدا کرتا ہے - بہرحال عورتوں سے مثال دینے میں دراصل ایک لطیف راز کا اظہار ہے یعنے جس طرح عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ ہے اگر عورت اور مرد کی باہم موافقت ہو اور ایک دوسرے پر فریفتہ ہو تو وہ جوڑا ایک مبارک اور مفید ہوتا ہے - ورنہ نظام خانگی بگڑ جاتا ہے اور مقصود بالذات حاصل نہیں ہوتا ہے - مرد اور جگہ خراب ہو کر صدہا قسم کی بیماریاں لے آتے ہیں - آتشک سے مجذوم ہوکر دنیا میں ہی محروم ہو جاتے ہیں اور اگر اولاد ہو بھی جاوے تو کئی پشت تک یہہ سلسلہ برابر چلا جاتا ہے اور ادہر عورت بے حیائی کرتی پھرتی ہے - اور عزت و آبرو کو ڈبو کر بھی سچی راحت حاصل نہیں کرسکتے غرض اس جوڑے سے الگ ہو کر کس قدر بد نتائج اور فتنے پیدا ہوتے ہیں - اسی طرح پر انسان روحانی جوڑے سے الگ ہو کر مجذوم اور مخذول ہوجاتا ہے - دنیاوی جوڑے سے زیادہ رنج و مصایب کا نشانہ بنتا ہے جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقا کے لئے حظ ہے اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کے جوڑے میں ایک ابدی بقا کے لئے حظ موجود ہے صوفی کہتے ہیں کہ جسکو یہہ حظ نصیب ہو جاوے وہ دنیا اور مافیہا کے تمام حظوظ سے بڑھ کر ترجیح رکھتا ہے - اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسکو معلوم ہو جاوے تو اسمیں ہی فنا ہو جاوے - لیکن مشکل تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا اور ان کی نمازیں صرف ٹکریں ہیں اور اوپرے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست کے طور پر ہوتی ہے - مجھے اور بھی افسوس ہوتا ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اسلئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابل عزت سمجھے جاویں اور پھر اس نماز سے یہہ بات انکو حاصل ہو جاتی ہے یعنے وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں پھر انکو کیوں یہہ کھا جانیوالا غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بے دلی کی نماز سے ان کو یہ مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے ان کو عزت نہ ملے گی اور کیسی عزت ملے گی ؟

غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اسلئے ہوتے ہیں کہ ان اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے - اور بڑی بھاری وجہ اسکی یہی ہے - پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا - پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے ؟ کہ کیوں ؟ انکو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزے کو چکھا - اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں - کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور موذن اذان دے دیتا ہے پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے گویا انکے دل دکھتے ہیں یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں - بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ انکی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جاکر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے - پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنے چاہئے کہ جس طرح اور پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزا چکھا دے - کھایا ہوا یاد رہتا ہے دیکھو! اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور

کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اُسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اسکی ساری حالت بہ اعتبار اُسکے مجسم ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ ہاں۔ اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اُٹھکر سردی میں وضو کرکے خواب راحت چھوڑ کر اور کئی قسم کی آسایشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے وہ اسکو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اسکو اطلاع نہیں ہے پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو؟ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے درپے پیالے پیتا جاتا ہے۔ یہانتک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فایدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہانتک کہ اسکو سرور آجاوے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جسکا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کا حاصل کرنا ہو۔ اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت اُن مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اوس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔ ان الحسنات یذھبن السیئات نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھکر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔ یہ جو فرمایا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات یعنے نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ مگر نہ روح اور نہ راستی کے ساتھ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں اُن کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا۔ باوجودیکہ معنے وہی ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اسمیں موجود ہے وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دُعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست کے ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے۔ بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھدیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بارگراں سمجھکر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ۔ اسمیں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اسکی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلل تام ہو کر آستانہ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے اسوقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔ میں اسکو اور کھولکر لکھنا چاہتا ہوں کہ انسان جسقدر مراتب طے کر کے انسان ہوتا ہے یعنے کہاں نطفہ۔ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزاء یعنے مختلف قسم کی اغذیہ اور اُنکی ساخت اور بناوٹ۔ پھر نطفہ کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ۔ پھر جوان۔ بوڑھا۔ غرض ان تمام عالموں میں جو اُسپر مختلف اوقات میں گزرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اُس کے ذہن میں کھنچا رہے تو بھی وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مقابل میں اپنی عبودیت کو ڈالدے۔ غرض مدعا یہ ہے کہ نماز میں لذت۔ اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دیکر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈالدے۔ اسکا فیضان اور پرتو اُسپر نہیں پڑتا اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھکر کوئی حظ نہیں ہے۔ اسمقام پر انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کیطرح بہتی ہے۔ اور ماسوی اللہ سے اُسے انقطاع تام ہو جاتا ہے۔ اُسوقت خدا تعالیٰ کی محبت اُسپر گرتی ہے اس اتصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کیطرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے۔ ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اسکا نام صلوٰۃ ہے۔ پس یہی وہ صلوٰۃ ہے جو سیئات کو بھسم کر جاتی ہے۔ اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے۔ جو سالک کو راستہ کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس سے جو اُسکی راہ میں ہوتی ہیں آگاہ کرکے بچاتی ہے اور یہی وہ حالت ہے جبکہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر والبغی کا اطلاق اُسپر ہوتا ہے

کیونکہ اسکے ہاتھ میں نہیں نہیں اسکے سقف ان دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ کامل **تذلل یعنی کامل نیستی** اور فروتنی اور پوری **اطاعت** سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر گناہ کا خیال اسے کیونکر سکتا ہے اور انکار اسمیں پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ فحشا کی طرف اسکی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی۔ غرض اسے ایسی لذت ایسا سرور حاصل ہوتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر بیان کروں۔

پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ **نماز** جو اپنے اصلی معنوں میں **نماز** ہے **دعا** سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے۔ کیونکہ یہ مرتبہ **دعا** کا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جب تک **انسان** پورے طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا **مسلمان** اور سچا **مومن** کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اسکی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں جسطرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے۔ پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اسی انجن کی **طاقت عظمیٰ** کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر **اللہ تعالیٰ** کی الوہیت کا قایل ہو سکتا ہے اور اپنے آپ کو **انی وجہت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض** کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے ویسے ہی ادھر کی متوجہ ہو تو لاریب وہ **مسلم** ہے وہ **مومن** اور حنیف ہے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی **بدقسمت** اور **محروم** ہے کہ اس پر وہ وقت آجانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح جسکی شاخیں ابتدا ایک طرف کر دی جاویں اور اسطرف جھک کر پرورش پالیں تا ادھر ہی جھکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اسکے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ شاخیں پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتا۔ اسی طرح پر وہ **دل** اور روح دن بدن خدا تعالیٰ سے دور ہوتی جاتی ہے پس یہ بڑی **خطرناک** اور **دل** کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اولاً وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قایم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آجاتا ہے جب کہ انقطاع کلی کی حالت میں انسان ایک **نور** اور ایک **لذت** کا وارث ہو جاتا ہے۔ میں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں۔ افسوس ہے کہ مجھے وہ لفظ نہیں ملے جس میں غیر اللہ کے طرف رجوع کرنے کی برائیاں بیان کر سکوں۔ لوگوں کے پاس جا کر منت و خوشامد کرتے ہیں یہ بات خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے کیونکہ یہ تو لوگوں کی **نماز** ہے پس وہ اس سے ہٹتا اور اسے دور پھینک دیتا ہے۔ میں موٹے الفاظ میں اسکو بیان کرتا ہوں گو یہ امر اسطرح پر نہیں ہے مگر سمجھ میں خوب آسکتا ہے کہ جیسے ایک **مرد غیور** کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا۔ بلکہ بسا اوقات ایسی وارداتیں ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی جوش اور غیرت **الوہیت** کا ہے **عبودیت** اور **دعا** خاص اسی ذات کے مقابل ہیں وہ پسند نہیں کر سکتا کہ کسی اور کو **معبود** قرار دیا جاوے یا پکارا جاوے۔ پس خوب یاد رکھو! اور پھر یاد رکھو! کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ **نماز** اور **توحید** کچھ ہی کہو کیونکہ **توحید** کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے اسوقت بے برکت اور بے سود ہوتی ہے جب اسمیں **نیستی اور تذلل کی روح اور حنیف** دل نہ ہو!!!

سنو! وہ دعا جسکے لیے **ادعونی استجب لکم** فرمایا ہے اسکے لیے یہی سچی روح مطلوب ہے اگر اس تضرع اور خشوع میں حقیقت کی روح نہیں تو وہ ٹیں ٹیں سے کم نہیں ہے۔ پھر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسباب کی رعایت ضروری نہیں ہے؟ یہ ایک غلط فہمی ہے۔ شریعت نے اسباب کو منع نہیں کیا ہے اور سچ پوچھو تو کیا **دعا** اسباب نہیں؟ یا اسباب **دعا** نہیں؟ تلاش اسباب بجائے خود ایک دعا ہے اور دعا بجائے خود **عظیم الشان اسباب کا چشمہ!**

انسان کی ظاہری بناوٹ اسکے دو ہاتھ دو پاوں کی ساخت ایک دوسرے کی امداد کا ایک قدرتی رہنما ہے۔ جب یہ نظارہ خود انسان میں موجود ہے پھر کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ وہ **تعاونوا علی البر والتقویٰ** کے معنے سمجھنے میں مشکلات کو دیکھے

ہاں! میں کہتا ہوں کہ **تلاش اسباب** بھی بذریعہ دعا کرو!!! امداد باہمی میں نہیں سمجھتا کہ جب میں تمہیں تمہارے جسم کے اندر اللہ تعالیٰ کا ایک قایم کردہ سلسلہ اور کامل رہنما سلسلہ دکھاتا ہوں تم اس سے انکار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو اور بھی صاف کرنے اور روشن کر کے دنیا پر کھول دینے کے لیے **انبیاء علیہم السلام** کا ایک سلسلہ دنیا میں قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر **قادر** تھا اور **قادر** ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی قسم کی امداد کی ضرورت ان رسولوں کو باقی نہ رہنے دیتے مگر پھر بھی ایک وقت ان پر آتا ہے کہ وہ **من انصاری الی اللہ** کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کیا وہ ایک ٹکڑ گدا فقیر کی طرح بولتے ہیں؟ نہیں۔ **من انصاری الی اللہ** کہنے کی بھی ایک شان ہوتی ہے وہ دنیا کو رعایت اسبا

اسباب سکھانا چاہتے ہیں جو دعا کا ایک شعبہ ہے ورنہ اللہ تعالےٰ پر ان کو کامل ایمان اسکے وعدوں پر پورا یقین ہوتا ہے وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ کہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ایک یقینی اور حتمی وعدہ ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسیکے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی کیونکر مدد کر سکتا ہے ۔ اصل بات یہی ہے کہ حقیقی معاون و ناصر وہی پاک ذات ہے جسکا شان نعم المولیٰ و نعم النصیر و نعم الوکیل ہے دنیا اور دنیا کی مددیں ۔ ان لوگوں کے سامنے کالمیت ہوتے ہیں اور مردہ کیڑے کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتے ہیں لیکن دنیا کو دعا کا ایک موٹا طریق بتلانے کے لئے وہ یہ راہ بھی اختیار کرتے ہیں حقیقت میں وہ اپنے کاروبار کا متولی خدا تعالےٰ ہی کو جانتے ہیں ۔ اور یہ بات بالکل سچ ہے وھو یتولی الصالحین اللہ تعالےٰ ان کو مامور کر دیتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کو دوسروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مقامات پر مدد کا وعظ کرتے تھے اسلئے کہ وہ وقت نصرت الٰہی کا تھا ۔ اسکو تلاش کرتے تھے کہ وہ کسکے شامل حال ہوتی ہے ۔ یہ ایک بڑی غور طلب بات ہے دراصل مامور من اللہ لوگوں سے مدد نہیں مانگتا ۔ بلکہ من انصاری الی اللہ کہکر وہ اس نصرت اللہ کا استقبال کرنا چاہتا ہے اور ایک فرط شوق سے بیقرار دل کی طرح اسکی تلاش میں رہتا ہے ۔ نادان اور کوتاہ اندیش لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگوں سے مدد مانگتا ہے ۔ بلکہ اسی طرح پر اس شان میں وہ کسی ولی کے لئے جو اس نصرت کا موجب ہوتا ہے ایک برکت اور رحمت کا موجب ہوتا ہے ۔ پس مامور من اللہ کی طلب امداد کا اصل سر اور سر راز یہی ہے جو قیامت تک اسی طرح رہے گا ۔ اشاعت دین میں مامور من اللہ دوسروں سے مدد چاہتے ہیں ۔ مگر کیوں ؟ اپنے ادائے فرض کے لئے

تاکہ دلوں میں خدا تعالےٰ کی عظمت پیدا کرے ورنہ یہ تو ایک ایسی بات ہے کہ قریب بہ کفر پہنچ جاتی ہے اگر غیر اللہ کو متولی قرار دیں اور ان نفوس قدسیہ سے ایسا امکان ؟ محال مطلق ہے ۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ توحید تب ہی پوری ہوتی کہ کل مرادوں کا معطی اور تمام امراض کا چارہ اور مداوا وہی ذات واحد ہو گا ۔ الٰہ الا اللہ کے معنے یہی ہیں ۔ صوفیوں نے اسمیں اللہ کے لفظ سے محبوب ۔ مقصود ۔ معبود مراد لی ہے ۔

بے شک اصل اور سچ یونہی ہے ۔ جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا ۔ اسمیں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی اور پھر میں اصلی ذکر کی طرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ نماز کی لذت اور سرور سے حاصل نہیں ہو سکتا ۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک برے ارادے ناپاک و گندے منصوبے بھسم نہ ہوں انانیت اور شیخی دور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا اور عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے

میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالےٰ سے سچا تعلق حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند ہو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں ۔

"آئینہ حق نما"

جس رسالہ کی نسبت ہمارے مخدوم حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے اشتہار دیا تھا وہ مندرجہ بالا نام کے ساتھ چھپ کر شائع ہو گیا ہے اور قیمت ۲ / مقرر ہوئی ہے ۔ جو صاحب منگوانا چاہیں دفتر اخبار الحکم سے طلب کر لیں ۔

ایسا ہی اسرار حرفت کے عنوان میں جس تحریر کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی موٹا ٹائپ خط میں جو مسئلہ وحدت وجود پر لکھا گیا ہے شائع ہو گئی ہے اور ۱/ قیمت پر دفتر اخبار الحکم قادیان ہی سے ملے گی ۔ جو لوگ اخبار الحکم کی امداد ضروری سمجھتے ہیں اور زیادہ کاپیاں خرید سکتے ہیں وہ متعدد کاپیاں خرید کر اور لوگوں میں انکی اشاعت کریں ۔ تحریر مذکور کی صرف چار سو کاپیاں طبع ہوئی ہیں ۔ جو صرف ہیں آدمیوں کی توجہ سے فروخت ہو سکتی ہیں ۔ حضرت اقدس کے کلمات طیبات کی قدر کرنے والے ان انمول موتیوں کو ضرور خریدیں ۔ جو ہماری کسی تعریف کے محتاج ہی نہیں ہیں ۔ مذکورہ بالا دونوں کتابیں ملنے کا پتہ ۔ منیجر اخبار الحکم قادیان ۔

ناظرین اخبار کے لئے

باوجودیکہ ہم نے مفصل طور پر اپنی مشکلات کو اپنے بالغ خود ناظرین تک پہونچا دیا ہے۔ اس پر بھی عملی طور پر بہت کم ہمدردی کا ثبوت ملا ہے۔ آئندہ کے لئے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ بدون وصول قیمت ہم کب تک اور کیونکر اخبار ناظرین کو دے سکتے ہیں۔ پس یہ قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ ہفتہ وار مسلسل طور پر خریداران کے نام سالانہ قیمت کے لئے اور اس زر بقایا کے لئے جو سال گذشتہ کے چندہ میں سے باقی ہے بصیغہ وی پی بھیجا جاوے اور ایک ہفتہ پیشتر سے ان احباب کو اطلاع دی جایا کرے خواہ بذریعہ اخبار یا بذریعہ خطوط۔ عموماً ایسی اطلاعیں بذریعہ اخبار ہی شایع ہوا کرینگی کیونکہ تقاضے کے خطوط لکھنے کا بوجھ ہر وقت ہم برداشت نہیں کر سکتے چنانچہ ۱۹ اپریل کا پرچہ جن احباب کے نام وی پی ہوگا اور اطلاع دی جائیگی ایسا ہی انتظام آئندہ کے لئے ہوگا

مکتوبات امام الزمان

مخدومی و مکرمی اخویم شاہ صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آں مخدوم کا عنایت نامہ پہونچا۔ الٰہی بخش صاحب کے اعتراض کے بارے میں بات کو طول دینا اس عاجز کے نزدیک مناسب نہیں جو کچھ ہو رہا ہے خداوند کریم کر رہا ہے اور جو کچھ کر رہا ہے بہتر کر رہا ہے۔ کیوں دوسروں کو درمیان میں دیکھا جائے اسکے تلطفات و احسانات کیونکر شمار میں آسکتے ہیں کہ اس احقر عباد پر باوجود صدہا طرح کی آلودگیوں کے جو اس عاجز میں دیکھتا ہے اور باوصف ہزاروں نقصانوں کے کہ جو اس عاجز میں دمبدم پاتا ہے۔ دمبدم اپنی عنایات زیادہ کرتا جاتا ہے۔ پھر جو لوگ حقیقت [illegible] اور طول مدت سے اس کام میں پڑے ہوئے ہیں اور ذریت صلحا اور بیعت یافتہ صالحین ہیں اور صحبت دیدہ اور محنت کشیدہ ہیں اگر وہ بمقتضائے اپنی بشریت کے کسی نوع کے رشک کا مظہر بن جائیں تو معذور ہیں۔ آپ اس خاندان سے بہ منشاء الٰہی ہیں آپکے لئے یہی چاہیے کہ دعائے خیر سے یاد کریں نواب صاحب کے بارے میں جو آپنے دریافت فرمایا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ نواب صاحب کے لئے یہ عاجز ایک مدت تک بہت تضرع سے دعا کرتا رہا ہے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف مبدل ہو گئی ہے اور آسودہ حال اور شکر گذار ہیں اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی اور یہ خواب بطور کشف تھی چنانچہ اسی صبح کو نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دی گئی پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب کے معاون ہیں۔ کسی اپنی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بھیجے۔ اور جس روز یہ خواب آئی۔ اس روز سے دو چار دن پہلے انکی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکا تھا۔ مگر یہ عاجز نواب صاحب کے لئے مشغول تھا اسلئے انکے لئے دعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا اور جب رؤیا نواب صاحب کے لئے بشارت دیگئی تھی تو اسدن خیال آیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں۔ سو بعد نماز عصر جو وقت صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے۔ سو اسوقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کیگئی بعد دعا اسی جگہ الہام ہوا **ننجیھما من الغم** یعنے ہم ان دونوں کو غم سے نجات دینگے چونکہ یہ عاجز اسدن صبح کے وقت نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر چکا تھا اور بذریعہ رؤیائے صادقہ نواب صاحب کو بہت سی تسلی دیگئی تھی اسلئے اسی خط پر کفایت کی گئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو اس الہام سے اطلاع دیگئی اور بروقت صدور اس الہام کے چند نمازی موجود تھے اور اتفاقاً دو ہندو ملاوا اور شرمپت نامی بھی کہ جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں عین اس موقعہ پر موجود تھے ان کو بھی اسیوقت اطلاع دیگئی اور کئی مہمان آئے ہوئے تھے ان کو بھی خبر دیگئی۔

باقی آئندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی صاحب پرنٹر و پبلشر

اخبار الحکم

قادیان دار الامن و الامان مورخہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء

سبیل جملے

عموماً گناہ کیونکر پیدا ہوتا ہے اور اسکا علاج

یوں تو گناہ کے اسباب بہت سے ہیں جنہیں مختلف اوقات میں بحث کر چکے ہیں مگر گناہ کے پیدا ہونیکا ایک ذریعہ وہ حرص بھی ہے جو انسان کے اندر کسی دوسرے انسان کو کسی خاص امر یا معاملہ میں اپنے سے بہتر حالت میں دیکھکر پیدا ہوتی ہے۔ اور یہہ خیال اُسکے دل پر مستولی ہو جاتا ہے کہ اے کاش! یہہ وصف یا یہہ چیز مجھمیں یا میرے پاس ہوتی! یہہ خواہش یا تحریک انسانی دل میں دو مختلف حالتیں رکھتی ہے۔ ایک اُنمیں سے محمود سمجھی جاتی ہے جسکو رشک کہتے ہیں۔ اور دوسری مذموم جسکو حسد کہتے ہیں۔ ہم اسجگہہ حسد یا رشک کی فلاسفی نہ بیان کرینگے بلکہ یہہ دکھلائینگے کہ کس مذموم صفت حسد کا جو مبادی کیا ہے کیا علاج ہے۔ اپنی رائے یا خیال آخر ایک انسانی رائے ہی ہے۔ جو کسی صورت میں کمزوری اور سقم سے خالی نہیں ہو سکتی۔ پس حکیم و علیم ہستی کی رائے سنو۔ اور نہ صرف سنو۔ بلکہ اُسے اپنا دستور العمل بناؤ ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا الی الآیۃ۔ یعنے ناممکن الحصول چیزوں کی آرزو نہ کرو۔ اور بعض آدمیوں کو دوسروں پر کسی قسم کی فضیلت رکھتے ہوئے دیکھکر بیجا خواہشوں کو پیدا ہونے دو۔

اسلام کا عورتوں پر احسان عظیم

بعض خلقی اور خلقی نقائص بظاہر عورتوں میں ایسے پائے جا سکتے ہیں اور پائے جاتے ہیں جو اُنکو مردوں کی نظر میں حقیر اور مکروہ بنا دیتے ہیں۔ دنیا کی مہذب (یعنی بخیال خویش) قومیں اور اُنکے متبع آریہ لوگ جو ان طلاق۔ یا کثرت ازدواج کے مسایل کو دیکھکر یا پردہ سسٹم کی فلاسفی کو نہ سمجھکر اسلام پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کسی قوانین معاشرت کے واضع اور ریفارمر نے خواہ وہ کوئی پنڈت ہو یا پادری۔ اُس عظیم الشان قانون کے برابر جو اسلام نے فرقہ اناث کے لئے بطور احسان عظیم وضع کیا ہے۔ قائم کیا ہے وہ کیا ہے؟ وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا اگر عورتوں کی کسی خلقی یا خلقی برائی نے (جو تمہاری آنکھ میں برائی ہے) تم کو اُن سے نفرت دلائی ہے تو سنو! اُن کے ساتھہ باین ہمہ کراہت تم نیک سلوک کرو۔ شاید ہے کہ وہی شئے جو تمہاری کراہت کا موجب ہے اللہ تعالیٰ جو قادر و حکیم خدا ہے۔ اُس میں خیر و برکت کثیر پیدا کر دے۔ عسیٰ جو شاہی زبان کا ایک لفظ ہے صاف بتلا رہا ہے کہ ضرور ضرور اُسمیں آثار خیر و برکت پیدا ہونگے۔ پس کیا یہہ اسلام ہی کا

بعد

فخر نہیں کہ وہ ایسی حالت میں بھی [illegible] ت کو مستحکم و مضبوط کر رہا ہے۔ [illegible] یب و تہذیب بجز قطع تعلق اور کوئی [illegible]

جہاد کیا ہے؟؟؟

کہ شعار راستی کے ممول جہاد کے لفظ کو ایک ڈراونی اور بھیانک صورت میں دکھایا ہے حقیقت میں یہہ ہی ایک پیارا اور مبارک لفظ ہے۔ جو تمام ترقیوں اور خوبیوں کے حصول کا اصل الاصول ہے۔ سعی فی الدین کا نام جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں پر اپنی ہدایت کی راہیں کھولنے کا وعدہ کرتا ہے جو مجاہدہ کرتے ہیں والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ کٹ مرنا یا لڑنا۔ جہاد کا مفہوم نہیں ہے۔ اگر کبھی لفیتسو لڑائیوں کا نام جہاد رکھا گیا ہو تو اس سے ابد الآباد کے لئے مذہبی جنگ مراد لینا دانشمندی نہیں ہے۔ آجکل جہاد دیکھنا ہے ہ کس سے ہ دعا سے۔ امر بالمعروف سے نہی عن المنکر سے۔ نمونہ بنکر دکھلانے سے۔ دینی تصنیف کرنے سے۔ دینی تصانیف مدد دینے سے!!!۔ یہہ راہیں ہیں جہاد کی۔ پس دعائیں کرو کہ قبولیت کے دروازے تمہارے لئے کھولے جاویں۔ بھلی اور پسندیدہ باتیں جانتے ہو تو اُن کو بھی سناؤ جو تم نے سیکھی ہیں۔ بُری اور ناپسندیدہ چیزوں سے نفرت کرتے ہو تو کیوں دوسروں کو روکتے نہیں ہ اگر بدی اور نیکی میں تمیز کر سکتے ہو اور

دل میں اس امر کی تحریک پا لیتے ہو کہ ریفارم کر کے لوگوں کو خدا تعالٰے کی درگاہ تک پہنچاؤ تو پہلے خود پاک بن کر ریفارمیشن کی سٹیج پر آؤ!!! دینی واقفیت اور معلومات میں۔ ابنائے جنس اور ملک و قوم کی بہتری کا خیال ہے تو تمہارے قلم کیوں رواں نہیں ہوتے۔ ایسی تحریریں بکثرت پھیلاؤ۔ جو دنیا میں ستہ اور پاکیزگی کو پھیلائیں۔ اگر ایسی تحریروں کی طاقت نہیں تو اللہ تعالٰے نے زر و مال دیا ہے اشاعت میں مدد دو۔ پھر اپنی ... پاؤگے اور معلوم کروگے ... پھیلی ہوئی ہیں۔ اور تم باب ... ہو ...

قرآن سے شخصیت خدا
کشف الحقایق اور پچھم

بمبئی کا عیسائی ماہواری اخبار کشف الحقایق اپریل کے اشتہوں میں

خدا تعالٰے کی شخصیت کو قرآن کریم سے ثابت کرنیکی بے سود کوشش کرتا ہے کہ کہانے پینے انسان ابن مریم کو خدا بنانا چاہتا ہے۔ جس لفظ سے اللہ تعالی کی شخصیت کا ... اثبات ... چاہتے ہے۔ اسے پڑھ کر جو لذت اور ذوق ہمارے دل میں پیدا ہوا ہم نہیں پسند کرتے کہ ناظرین اس سے لطف نہ اٹھائیں۔ اس سے پیشتر کہ ہم اُس لفظ کے معنے بیان کریں اور پھر بتلائیں کہ وہی لفظ عیسائیت کے مسئلہ یسوع کی خدائی یا آدمی ہاں! عاجز انسان کی خدائی کے خوفناک عقیدہ کا استیصال کرتا ہے۔ یہہ بتلانا ضروری ہے کہ عیسائیوں کو ایسی رکیک تاویلیں تشبث بالحشیش کی ضرورت اسلئے پڑا کرتی ہے کہ اُن کے گھر میں اخلاق سوز مسئلہ کفارہ کا موجود ہے جسکی بنا ابن مریم کی خدائی پر ہے اسلئے کبھی تو وہ قرآن کریم کے پاک الفاظ ید وغیرہ سے تشخص ثابت کیا کرتے ہیں۔ اور کشف الحقایق نے بخیال خویش بطرز جدید خدا تعالٰے کا تشخص ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے۔ پھر مدیر کشف الحقایق کا ایڈیٹر لکہتا ہے کہ "تنزیلا ممن (سورہ طہٰ) کا ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب اور عبد القادر صاحب نے "اُترا ہے اُس شخص (خدا) کی طرف سے" اور فارسی ترجمہ میں شاہ ولی اللہ صاحب نے "فرستادن از جانب کسے کہ" ترجمہ کیا ہے"۔ مجھے معلوم نہیں جو مسلمان مسیحی مذہب کے خلاف وعظ کرتے ہیں۔ اور مسیحیوں پر کیوں ہنستے ہیں۔ جب مسیحی خدا کو شخص کے نام سے تعبیر کرتے ہیں" تم کلامہ

سورہ طہٰ میں یہہ آیت یوں ہے **تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلیٰ**۔ یہہ قرآن کریم اُس پاک ذات کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین اور آسمان بلند کو پیدا کیا ہے۔ اس آیت کے اندر جو معارف اللہ تعالٰے نے بہرے ہوئے ہیں وہ اس مختصر نوٹ میں نہیں آسکتے۔ سب سے پہلے ہم بطور اصل یہہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کا یہہ احسان عظیم ہے۔ کہ اُس نے خدا تعالی کی صفات کے مسئلہ کو دنیا پر روشن اور مبرہن کر کے دکہا دیا اس قسم کی مشکلات اُن لوگوں کو پیدا ہو سکتی تہیں۔ اور ہوتی ہیں۔ جو خدا تعالی کی مثل قرار دیتے ہیں۔ لیکن جو پاک کتاب **لیس کمثلہ شئی** کا وعظ کرتی اور اس قسم کا خدا پیش کرتی ہے۔ اُس کو کوئی مشکل نہیں ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالی کو شئے اور اس کے تمام لوازمات سے جو منطقی اور فلاسفر تجویز کر سکتے ہیں وراء الوراء قرار دیتا ہے۔ پھر یہاں شاہ عبد القادر صاحب یا شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمہ سے شخص کے لفظ پر ٹہوکر کہانا اُن لوگوں ہی کا کام ہے جو خدا تعالی کو کہاتا پیتا۔ پاخانے۔ پیشاب کا محتاج خدا مانتے ہیں ایک موحد حنیف کو ایسا وسوسہ کیوں پیدا ہونے لگا۔

ہم کو پادری صاحب کے اس خیال پر تعجب آیا۔ اور دل قرآن کریم کے اس بالغ اور اکمل نظام اور ترتیب پر نثار ہونے لگا جب دیکہا کہ خود قرآن کریم **ممن** کسکو قرار دیتا ہے **خلق الارض والسموات العلیٰ**۔ کیا عیسائی جس شخصکو خدا یا جس خدا کو شخص پکارتے ہیں تلا سکتے ہیں کہ اُس نے بہی زمین کا کوئی حصہ یا آسمان کا کوئی جزو پیدا کیا۔ اور وہ عجائبات تو درکنار رہے جو اُن کے اندر ہیں۔ ہرگز نہیں! امید ہے کشف الحقایق کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مسلمان کیوں عیسائیوں پر ہنستے ہیں۔ نہ ہنسیں نہ تو اور کیا کریں۔ جب وہ دیکہتے ہیں کہ باں ہمہ دعویٰ عقل و خرد ایک ایسا عقیدہ اُنہوں نے تراش لیا ہے جو کسی صورت سے بہی مطمئن خاطر نہیں ہو سکتا۔ اللہ! اللہ!! یہہ قرآن کریم ہی کو فخر ہے کہ اُسکا ایک ایک لفظ اور نقطہ بہی دنیا میں توحید کا وعظ کرتا ہے۔ اور مخلوق پرستی کے عقائد فاسدہ کا استیصال۔ امید ہے کہ آیندہ کشف الحقایق سوچ سمجہکر قرآن کریم پر اعتراض کیا کریگا اور نامعلوم باتوں پر زبان قلم کو روک رکہا کریگا۔ کیونکہ قرآن کریم ہی کہتا ہے **لا تقف ما لیس لک بہ علم** الاٰیہ۔ نامعلوم باتوں کی بابت زبان کشائی نکیا کرو۔

الحکم کی خدمت اور اُس کی امداد کی ضرورت

کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ ہمنے "اپنی قوم سے اپیل" کے عنوان سے ایک مضمون اپنے بااثر خریداران ... کی توجہ کے لئے لکہا تہا۔ گو ابہی ... توجہ ہونی چاہئیے۔ نہیں ہوئی لیکن ... ہمدردی اور اضطراب سے بہرے ہوئے ... پاس پہنچے ہیں۔ اُن سے اتنا پتہ لگا ... دوستوں نے الحکم کی خدمات کا گو ... (تاہم نہونے کے مقابل کچھہ ہیں) اعتراف کیا ہے۔ اور اسکی واجبی امداد کی ضرورت سمجہی ہے۔ ہم اس سلسلہ میں اُنمیں سے بعض خطوط شایع کرینگے گو ہمیں واقعی رنج ہوتا ہے کہ الحکم کے قیمتی کالم ایسی اپیلوں کے لئے نہیں۔ مگر جب ہم دیکہتے ہیں کہ **من انصاری الی اللہ** کہنے کی ضرورت اُن لوگوں کو بہی آپڑی ہے۔ جو اُس برتر ہستی کے اشارے پر چلتے ہیں۔ جو ایک آن بلکہ اس سے بہی کمترین حصہ وقت اگر کوئی تجویز ہو سکے اُسمیں سب کچھہ کر سکتا ہے۔ تو ہم کیا اور ہماری بساط کیا؟ بہرحال اس مضمون پر جو خط اور پہلا خط عملی تحریک اپنے اندر رکہتا ہوا موصول ہوا ہے۔ وہ ہمارے ایک مخلص دوست اور پرجوش گر صادق نوجوان مفتی محمد صادق صاحب کا ہے جسے ہم درج ذیل کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہمارے عنایت فرما اُسپر توجہ کرینگے اور اپنی سچی ہمدردی سے ہم کو فائدہ اُٹھانے کا موقع دینگے۔

ہم مفتی صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی اُنکے صدق و اخلاص میں ترقی دے۔ اور دینی نعماء سے بہرہ ور کرے۔ آمین۔

اور وہ خط یہہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوٰۃ والسلام رسولہ الکریم

مکرمی مخدومی اخویم شیخ صاحب رحمکم اللہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کی اپیل کو یا دوسرے لفظوں میں آپکے شکایت نامہ کو اول سے آخر تک پڑھا - اور اُسکا پڑھنا ایک افسوس کا موجب ہوا خصوصاً آمدنی اور خرچ کے اکونٹ کو دیکھکر بہت ہی تعجب ہوا کیونکہ اگر یہی حال تھوڑی دیر تک اور رہے تو ہمیں الحکم جیسی نعمت سے بہت جلد محروم ہو جانا پڑے گا - مجھے وہ دن خوب یاد ہیں کہ ہم احباب کو ترستے تھے کہ قادیان کی کوئی خبر سنیں حضرت اقدس کا کوئی پرانا خط پڑھیں - مولوی صاحب کے وعظ کا خلاصہ کسی سے سنیں - اور چونکہ میری عادت ہے کہ میں دارالامان میں جاکر اکثر باتوں کو اپنی نوٹ بک میں لکھ لیا کرتا تھا - اسلئے جب کبھی میں قادیان جانے کی توفیق پاتا - میری واپسی پر احباب خصوصاً اکٹھے ہوتے اور مجھ سے میری نوٹ بک سنتے - اور حظ حاصل کرتے - اور پاک باتوں سے نور ایمان اور معرفت میں ترقی کرتے - لیکن مواقع لاہور اور امرتسر قریب کے مقامات کو تو کبھی نہ کبھی ملجاتے - مگر دور دور کے رہنے والے ہمیشہ ان باتوں کو ترسا کرتے تھے کہ کوئی یار ہمیں کوئی خبر آوے - اور مجھے یاد ہے کہ جب کبھی کسی دور کے رہنے والے دوست کو میں قادیان سے واپس آکر خط لکھتا - اور وہاں کے تازہ حالات درج کرتا - تو اُس کے جواب میں بہت سا شکریہ اور دعائیں میں حاصل کرتا -

اب اس ضرورت کو الحکم نے ایسا پورا کیا ہے - اور اس نعمت کو دور و قریب کے رہنے والے احباب کے واسطے ایسا آسان کر دیا ہے کہ صرف اتنے ہی کے شکریہ میں الحکم کو ہتے روپیہ ڈونیشن دیا جاوے تو کوئی بڑی بات نہیں - معارف قرآنی جو حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ الرحمن کے درس قرآنی سے لئے جاتے ہیں وہ سچ مچ جنت کے باغ ہیں کہ جنکو کھانے والا ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے - چنانچہ خدا نے اس برگزیدہ بندے کے لئے بہتوں کو اس دوا کے ذریعہ سے شفا دی - اور انہیں شفا پانیوالوں میں سے ایک یہ راقم بھی ہے فالحمد للہ ایسے وقت میں جبکہ مخالف چاروں طرف سے ہماری نسبت غلط فہمیوں کا طومار باندھنے کو ہر وقت

کمربستہ ہو رہے ہیں - یہہ ضرور تھا کہ ہماری طرف سے بھی حق کو ظاہر کرنے والا کوئی پرچہ ہوتا - اور اس ضرورت کو بھی الحکم نے بخوبی پورا کیا - مجھے قوم کی ہر ایک ضرورت کو جو میرا امید کیجاوے کے پورا کرنیکی ہم میں ممکن ہے - اس الحکم نے پورا کیا ہے - آو بھئی ایک التجا ہمیں قیمت خرید ہے کہ اکثر آنکھیں اسکے انتظار میں رہتی ہیں - میں مخبر الحکم خود بہت روحانی فوائد اسکے ذریعہ سے اٹھاتے ہیں - اور میں یقین کرتا ہوں کہ دیگر احباب نے بھی ایسا ہی فائدہ اٹھایا ہے - میں نہایت ہی زور کے ساتھ اس بات کو پیش کرتا ہوں کہ ہمارے بھائیوں میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ حسب مقدور کم از کم ایک پرچہ الحکم کا ضرور خرید کریں - اور اسکی قیمت کی ادائگی میں ہرگز تساہل نہ فرماویں - اور جو لوگ اس سے زیادہ کی توفیق رکھتے ہوں وہ اس ثواب میں شامل ہوں - اس اپیل کو پڑھکر میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ میرے حساب میں دو پرچہ اخبار ارسال فرمایا کریں - ایک بنام مفتی فضل احمد صاحب مدرس مشن سکول جموں - اور ایک بنام بابو ارشاد مرزا صاحب سیکرٹری ریڈنگ روم دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور - یہہ کام ایک دو کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا بلکہ اسکا اثر ساری قوم پر ہے - اسواسطے دوستوں کی توجہ دلانی چاہیئے کہ ترسیل زرچندہ میں وہ باقاعدہ رہا کریں - تاکہ ایسا نہو کہ چند ایک کی لاپروائی کی وجہ سے سب کو اس نعمت سے محروم رہنا پڑے اور نقصان اُٹھانا پڑے -

ہاں! اڈیٹر شیخ صاحب! اگرچہ آپ ان باتوں کو خوب جانتے ہیں - مگر میں بھی یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپنے اس اخبار کو نکال کر بہت ہی بڑی ذمہ داری کو اپنے سر پر لیا ہے - آپ ہماری جماعت کے ریپریزنٹیٹو ہو کر نکلے ہیں - اور آپ کا اخبار چاروں طرف مرزا صاحب کی جماعت کا اخبار کہلاتا ہے ایسیہ کچھ تھوڑی سی بات نہیں جسکو آپنے اختیار کیا ہے -

میں سچ کہتا ہوں کہ اس جماعت کی طرف منسوب ہونے والا اخبار اگر لحاظ اپنے مضامین کی عمدگی یا بندی وقت - صفائی مطبع وغیرہ کے اس نام کے شایاں نہو ئے تو میں ڈرتا ہوں کہ یہہ امر

آپکے لئے اچھا نہوگا - پس آپ اس معاملہ میں خود بہت دعا اور توجہ سے کام لیا کریں - اور کسی طرح کی کمی کو اسکے واسطے اُٹھا نہ رکھیں - اور مجھ یقین ہے کہ آپ ایسا ہی کرینگے - کیونکہ آپ سب کچھ چھوڑ کر اس نیک کام کو لگ گئے ہیں -

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے آپکو بڑی ہمت عطا فرماوے اور آپ کو اپنے مقاصد میں کامیابی بخشے اور تمام بھائیوں کو اس نیک کام میں جوش کے ساتھ حصہ لینے کی توفیق عطا فرماوے - اور ہم سب کی کمزوریوں کو دور کرے (آمین)

میرے خیال میں وہ لوگ اچھا نہیں کرتے جو کہ ایسے اخباروں یا رسالوں کے خریدنے کے وقت تجارتی چیز دیکھکر کاغذ اور سیاہیوں کی قیمت بڑھا لینے بیٹھ جاتے ہیں - کیونکہ کسی چیز کی قیمت بلحاظ اُس محنت اور مشقت اور بیش قیمت وقت کے جو کہ اُسکے تیار کرنے میں صرف ہوتا ہے - اور بلحاظ اُس کے مفید اور کمیاب ہونے کے ہوتی ہے - مثلاً وہ پاک موتی جو کہ آپنے حضرت اقدس کی تقریروں اور مولوی صاحبان کے خطبات جمع کرکے بیش بہا لڑیوں میں پروئے اور ترتیب دئیے ہیں - اگر آپ اتنی محنت نہ اُٹھاتے تو ہمیں ان کا دیکھنا کبھی نصیب نہوتا -

بہرحال آپ ہمت کو نہ ہاریں - اور اپنے کام کو چلائے چلیں - خدا تعالے آپ کے ساتھ ہوگا - اور وہ صادقوں کو کبھی ناکامیاب نہیں کرتا - والسلام

راقم آپ کا خادم
محمد صادق از لاہور

الحمد للہ! مولوی احمد حسن صاحب مالک تحفۂ احمدیہ کانپور جن پر مطر نامی کتاب امہات کے مصنف شائع کنندہ نے ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کی تھی بری ہوگئے - الحمد للہ علی ذالک مع دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست - اڈیٹر اودھ نامہ لکھنؤ پر جس پر بھی نالش ہے ابھی فیصلہ نہیں ہوئی ابھی مقدمہ جاری ہے

حضرت اقدس کی ایک تقریر دلپذیر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط طبع ہو کر فروخت ہوا ہے - شائقین جلد خرید لیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا - قیمت ۲/

پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کی حقیقت کا فوٹو یعنی آئینہ حق نما

مولانا مولوی نورالدین صاحب کے

ایک خطبہ کا خلاصہ مطلب

۳۱ / مارچ ۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون ۝ والذین ھم بآیات ربھم یؤمنون ۝ والذین ھم بربھم لا یشرکون ۝ والذین یؤتون ما آتوا وقلوبھم وجلۃ انھم الی ربھم راجعون ۝ اولٰئک یسارعون فی الخیرات وھم لھا سابقون ۝

مولا کریم - رحمان و رحیم مولا - ان آیات میں انسان کو ان راہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو اُسکو ہر ایک قسم کے سکھوں کی طرف لیجاتے ہیں اور اپنے ہمجنسوں اور ہمعصروں میں معزز و موقر بنا دیتے ہیں۔

انسان فطرتی طور پر چاہتا ہے کہ ہر ایک قسم کے سکھوں اور آراموں اور بھلی باتوں کو حاصل کرے - اور پھر اُن میں سب سے بڑھکر رہنا چاہتا ہے - جب وہ دیکھتا ہے کہ اُسکے متعلقین خوش و خورسند ہیں - اور لوگوں کو بھلائی کی طرف متوجہ پاتا ہے - اُسکے دل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ فلاں بھلائی میں سعادتمند قدم رکھا ہے - اور فلاں شخص نے بھی رکھا ہے - پس میں سب سے بڑھکر سبقت لیجاؤں - غرض عام طور پر انسان فطرتاً ایک **کمپیٹیشن** میں لگا رہتا ہے اور ساتھ والوں سے سربرآوردہ ہونے کا آرزومند ہوتا ہے۔ بچے چاہتے ہیں کہ کھیل میں دوسری پارٹی سے بڑھکر رہیں اور جیت جاویں - عورتیں کھانے - پہننے - لباس و زیورات میں چاہتی ہیں کہ اپنی ہم نشینوں سے بڑھکر رہیں - پس یہ خواہش اور آرزو جو فطرتی طور پر انسان کے دل میں پائی جاتی ہے اُسکے پورا کرنے کی اسباب اور وسایل قرآن کریم میں اس مقام پر رحیم کریم مولا بیان فرماتا ہے اور وہ چند ایک اصول پر مشتمل ہے۔

پہلا اصل - انسان غور کرے کہ اُسکے دل میں اپنے سپریر کا ڈر ہوتا ہے - ادنیٰ ادنیٰ کام والے لوگ نمبردار کا - اور نمبردار تحصیلدار کا - اور تحصیلدار حکام بالادست کا ڈر رکھتے ہیں۔ ماتحت اگر افسروں کا ڈر دل میں نہ رکھیں تو وہ اپنے فرض منصبی کو اس خوبی اور صفائی سے نکریں جس سے وہ اُن کے ڈر کی حالت میں کر لیتے ہیں - اب اس اصل کو زیر نظر رکھکر مولا کریم فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو نیکیوں اور بھلائیوں کے کمپیٹیشن اور مقابلہ میں سرفراز ہوتے ہیں - سب سے پہلے وہ ہر ایک کام کرتے وقت اسبات کا لحاظ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کا نگران ہے - اور اُن کی ہر فعل کھانے - پینے - دوستی - دشمنی - بغض و عداوت - لین دین غرض تمام معاملات میں اُن کو دیکھتا ہے۔

پس مومن وہ ہوتے ہیں - خیرات میں وہ بڑھتے ہیں جو ان اعمال و افعال کے وقت علیم و خبیر کی ذات اور نگرانیوں پر نگاہ کرتے ہیں - اور ہر آن خوف و خشیت الٰہی سے لرزاں رہتے ہیں - اسلئے ہر ایک کام میں خواہ کھانے پینے کا ہو - یا بغض و عداوت ہو - دوستی ہو یا دشمنی - ہر بات میں خوش رہنے اور بڑھکر رہنے کے لئے پہلا اور ضروری اصل کیا ہے؟ **خشیت الٰہی** عمل کرنے سے پہلے دیکھہ لیا کرو کہ یہہ عمل خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کی وجہہ سے کسی سرخروئی کا باعث ہے یا اُسکی نارضامندی کا موجب ہوکر سیاہ روئی کا پیش خیمہ ہے؟

خوف الٰہی کے بعد دو اصل اور ہیں - وہ کیا ہیں؟ ایک **اخلاص** - دوسرا **صواب** - کوئی عمل صالح ہو نہیں سکتا جب تک اخلاص اور صواب نہو

اخلاص کیا ھے؟ اخلاص کے معنے ہیں کہ جو کام ہو اُسمیں یہہ مدنظر ہو کہ مولا کریم کی رضا حاصل ہو - محبت ہو تو حُبًّا للہ ہو - بغض ہو تو بغضًا للہ ہو - کھاؤ تو اسلئے کہ کھانے کا حکم دیا ہے - پیتے ہو تو سمجھہ لو کہ **واشربوا** کے حکم کی تعمیل ہے - غرض سارے کاموں میں اخلاص ہو رسم و عادت نفس و ہوا کی ظلمت نہو - اندرونی جوش اُسکے باعث نہوئے ہوں۔

صواب کیا ھے؟ کہ ہر بھلا کام اسطرح کیا جاوے جسطرح اللہ تعالیٰ نے اوسکا حکم دیا ہے - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرکے دکھایا ہے - اگر نیکی کرے - مگر نہ اُس طرح جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائی ہے - وہ راہ صواب نہیں - غرض یہہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کام کے کرنے میں اجازت سرکاری ہے یا نہیں - اور پھر اللہ کی رضا مقصود ہے یا نہیں - پس کام کرو خشیت الٰہی سے - اور پھر اخلاص و صواب سے !!!

والذین ھم بآیات ربھم یؤمنون - اللہ تعالیٰ کے احکام پر ایمان لاتے ہیں - اور **والذین ھم بربھم لا یشرکون** اور پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھہ اعمال اور ترک اعمال میں کسیکو شریک نہیں کرتے نیکی کو اسلئے کرے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے - اور اُسکے لئے اوسکو کرے - اور بدی سے اسلئے اجتناب کرے کہ خدا نے اُنکو بُرا فرمایا - اور اُن سے روکا ہے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع مدنظر رکھکر نیکی کرے - نیکی کرتا ہوا بھی خوف الٰہی کو دل میں جگہہ دے - کیونکہ وہ نکتہ نواز اور نکتہ گیر ہے - حدیث شریف میں آیا ہے - جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں - کہ بدیاں کرتے ہوئے خوف کریں - فرمایا نہیں نہیں نیکیاں کرتے ہوئے خوف کرو - جو نیکیاں کرنے کی ہیں کرو - اور پھر حضور الٰہی میں ڈرتے رہو - کہ ایسا نہو کہ **عظیم و قدوس** خدا کے حضور کے لائق ہیں یا نہیں - ایسے لوگ ہیں جو یسارعون فی الخیرات وھم لھا سابقون کے مصداق ہوتے ہیں یعنے اول اور آخر میں خشیت ہو فعل اور ترک فعل اخلاص اور صواب کے طور پر ہوں - اور وہ بھلائیوں کے لینے والے اور دوسرے سے بڑھنے والے ہیں

وسوسۂ شیطانی یہہ بھی آجاتا ہے کہ یہہ راہ کٹھن ہے کیونکر چلینگے - خدا تعالےٰ نے خود ہی اس وسوسہ کا جواب دیا ہے **لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا** کہ جنہوں نے جو اعمال کے کرنے کا حکم دیا ہے اور نواہی سے روکا ہے وہ مشکل نہیں - کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ عدم استطاعت پر حج کا حکم ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوامر و نواہی ایسے ہیں کہ عمل کر سکتا ہے - اور اُن سے باز رہ سکتا ہے۔

اور یہہ امر بھی بحضور دل یاد رکھو کہ بعض اعمال بھول جاتے ہیں - جناب الٰہی کے ہاں بھول نہیں - بلکہ فرمایا **ولدینا کتٰب ینطق بالحق وھم لا یظلمون** - یاد رکھو جناب الٰہی میں اعمال محفوظ رکھے جاتے ہیں - خدا کے ہاں ظلم نہیں ہوتا -

انسان اگر غور کرے تو دنیا میں بھی ایک جنت اور نار کا نمونہ دیکھہ سکتا ہے - مجھے افسوس آتا ہے - جب میں دیکھتا ہوں کہ دوستوں کی حیثیتوں کے بڑھنے بڑھانے میں کسقدر ہوشیاری اور مستعدی سے کام لیا جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی خوشی - اور پھر جسکے لانیوالا وہ کامل انسان جو محمد ہے - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنی پرواہ نہیں کیجاتی سستی کی جاتی ہے تو کتاب اللہ کے سمجھنے میں

بعض اعمال ایسے ہیں کہ ہم نیکی سمجھتے ہیں - مگر قانون الٰہی کا منشا نہیں ہوتا - جب انسان مرفہ الحال

اور اگر ٹیڑھا ہو جاتا ہے تو وہ دکھوں میں مبتلا ہوتا ہے
اسوقت نجات کی راہ نہیں ملتی - میں دیکھتا ہوں کہ
ایسے انسان ہیں کہ دعوے اسلام کرتے ہیں - مگر عمل
دیکھو تو بازار میں کفار کے اعمال اور ان کے اعمال برابر
ہیں - نیک نمونہ دکھا کر دوسروں کو قایل کر سکتا ہے -
اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق
کی نسبت فرماتا ہے کہ اگر تو (یعنے آنحضرت) نرم مزاج
نہ ہوتا - تو یہہ لوگ تیرے گرد جمع نہ ہوتے - صحابہ کرام کی
زندگیوں کے حالات پڑھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی زندگی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام سے
کوئی غلطی بھی ہو جاتی تھی - اور آپ استغفار بھی فرمایا کرتے
تھے - گر ذرا ذرا سی بات پر مواخذہ اور تشدد کرتے تو تیرے
پاس یہہ قوم کس طرح جمع ہوتی - حضور علیہ الصلوۃ والسلام
کے پاس نہ مال نہ طمع کی امید تھی - اگر کوئی چیز گرویدہ
کر سکتی تھی تو وہ صرف حق کا نور اور آپ کے برگزیدہ اخلاق
تھے -

اپنے اعمال میں یہہ امر مدنظر رکھو کہ اخلاص اور صواب ہو -
نہ یہہ کہ اپنے اغراض و مقاصد کے لئے کسی آیت یا حدیث
کا بہانہ تلاش کرتے پھرو - اور نیکی کرتے ہوئے یہہ نہ سمجھو
کہ گویا تمام منازل طے کر لئے - نہیں بلکہ بعض امور ضروری
ہیں - اور بعض اُن سے کم - بعض فرائض ہیں - بعض
سنن - بعض واجبات ہیں - ایک سخت بدی ہوتی ہے -
ایک اُس سے کم - اور بعض ایسے کہ اُن پر حرام اور مکروہ
کا لفظ عاید ہوتا ہے -

خدا تعالے کی باتیں جب سنائی جاویں مناسب نہیں
کہ انسان سنکر بھی اُس راہ کو اختیار نہ کرے جو خدا تعالی
کی رضامندی کی راہ ہے - اور اُسے اساطیر الاولین
کہنے والوں کی طرح لاپروائی سے چھوڑ دے

میں ایک ضروری امر آخر میں تمہیں بتلانا چاہتا ہوں کہ جب
کوئی ہادی دنیا میں آتا ہے تو اُسکی شناخت کے کئی طریق
ہوتے ہیں -

اول - جاہل اور بےعلم ہو - خدا تعالی کی طرف سے آنے والے
ہادی کے لئے ضروری ہے کہ وہ نادان اور بےخبر ہو -
اب کتاب اللہ کو پڑھو - اور دیکھو کہ جو معارف اور حقایق
اُسمیں بیان کئے گئے ہیں - وہ ایسے ہیں کہ کسی جاہل اور
نادان کے خیالات کا نتیجہ ہو سکتے ہوں - سوچو! اور پھر
سوچو!!! نادان ایسی معرفت اور روح و راستی سے بھری ہوئی
باتیں نہیں کر سکتے -

دوم - وہ ہادی اجنبی نہ ہو - کیونکہ ایک ناواقف انسان
دور دراز ملک میں جا کر باوجود بدکار اور شریر ہونیکے
بھی چند روز تصنع اور ریاکاری کے طور پر اپنے آپکو
نیک ظاہر کر سکتا ہے - پس ہادی کے لئے ضروری ہے -
کہ وہ اُن لوگوں کا واقف ہو - اب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا دعوی صاف ہے کہ **ماضل صاحبکم وماغوی**

تیسری بات یہہ ہے کہ ہادی یا امام یا مرشد اپنے سچے
علوم کے مطابق عملدرآمد بھی کرتا ہو - اوروں کو بتلاوے
اور خود نہ کرے - پس اس امر کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام
کی نسبت فرمایا ہے **ماضل صاحبکم وماغوی**
حضور کے عملدرآمد کا یہہ حال ہے کہ جناب صدیقہ علیہا السلام
نے ایک لفظ میں سوانحعمری بیان فرمادی **کان خلقہ
قرآنا** یعنے آپکے اعمال و افعال بالکل قرآن کریم ہی کے
مطابق ہیں :: اللہ تعالے مجھے اور سب احباب سامعین
کو نیک رستہ پر چلاوے اور قرآن کریم کے سمجھنے
اور اُسپر عمل کرنے کی طاقت اور ہدایت بخشے - آمین -

جماعت افریقہ کی طرف سے اپنی جماعت میں سے افریقہ آنے والے اصحاب کے لئے ضروری نوٹس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
چونکہ بعض احباب اپنی جماعت بسلسلہ ملازمت
میں یہاں ایسی صورت میں پہنچے ہیں کہ کلنڈنی بندر پر
جہاں کہ ہر ایک گروہ ملازمین آمدہ از ہند کا ۳
دن ضرور قیام کیا کرتا ہے - اگرچہ حضرت اقدس کے
خادمین مستقل طور پر خدمات یوگنڈا ریلوے پر متعین ہیں
مگر تاہم عدم واقفیت کی وجہ سے نووارد احباب
اُن سے ملاقات نہ کر سکے - اور جب وہ اپنی اپنی جگہہ
پر تبدیل ہو کر اُن پر چلے گئے تو پیچھے سے اُن کو اس بات
کا علم ہوا کہ ہمارے بھائی کلنڈنی میں بھی ہیں - اور
اسطرح سے ہم لوگوں کو جو بندر پر رہنے کی وجہ سے
اُن اصحاب کی زیارت کے اول حقدار تھے - ایک ایک اور
دو دو ماہ کے بعد اُن سے ملاقات نصیب ہوئی -
لہذا آیندہ کی سہولت کے خیال سے ذیل میں ہم ایک فہرست اپنے
تمام ممبران جماعت افریقہ کی درج کر دیتے ہیں - تاکہ ہر ایک
نووارد بھائی آتے ہی کسی ممبر جماعت سے مل کر اُن تمام
تکالیف سے امن میں رہے جو کہ اجنبیت کی حالت میں ایک مسافر
کو پیش آ سکتی ہیں - اور نیز بندر پر بیٹھنے والے بھائیوں کو
زیادہ انتظار اپنے نووارد بھائیوں کی زیارت کا نہ کرنا پڑے -

حضرت اقدس کے اُن خادمین کی فہرست جو کہ کلنڈنی بندر پر مستقل
طور پر متعین ہیں :

۱- سید کرم حسین صاحب انچارج کول اسٹور کلرک کلنڈنی بندر (یہہ صاحب ہمیشہ بندر کے کنارے پر رہتے ہیں)
۲- بابو محمد علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کلنڈنی ہسپتال - ساکن اکال ضلع گجرات
۳- سیٹھہ احمد دین صاحب قصاب کلنڈنی بازار - ساکن جادہ ضلع جہلم
۴- خاکسار راقم الحروف محمد افضل کلنڈنی بازار ساکن قادیان -

جماعت افریقہ کے کل باقی ممبران کی فہرست

۵- ہیڈ جمعدار صاحب محمد بخش ساکن کڑیانوالہ - [illegible]
۶- خواجہ احمد صاحب وارڈمین کلنڈنی یورپین ہاسپٹل - ساکن گجرات
۷- عظیم شاہ صاحب باورچی کلنڈنی " " " دوسوہہ
۸- حافظ الہی بخش صاحب وارڈمین " " " سیالکوٹ
۹- میاں دین محمد صاحب مزدور " " " گوجرانوالہ
۱۰- شیخ فضل کریم صاحب عطار جمعدار " " " سیالکوٹ
۱۱- سید محمد شاہ صاحب کلرک ٹیلیفون کلنڈنی بندر " ضلع جالندھر
۱۲- میاں ہیولا ٹھیکیدار مینٹیننس ڈویژن ساکن جادہ ضلع جہلم
۱۳- میاں محمد ابراہیم اینڈ کو ٹھیکیدار ایضاً " پسرور ضلع سیالکوٹ
۱۴- حافظ محمد صاحب " " " ساکن [illegible] جہلم
۱۵- مستری نبی بخش صاحب سب انسپکٹر " " کوٹ جادہ (")
۱۶- شیخ نور احمد صاحب ٹائم کیپر " " جالندھر
۱۷- بابو محمد الدین صاحب وٹیرنری اسسٹنٹ محکمہ ریلوے ٹرانسپورٹ ساکن بٹالہ -
۱۸- میاں اللہ خان صاحب تھانہ دار سٹیشن کھنیڈو " ضلع جہلم
۱۹- میاں محمد اسمعیل ٹائم کیپر پلیٹ لیئر " گلیانوالہ
۲۰- میاں جواہر رنگر کلنڈنی بازار " جہلم
۲۱- شیخ غنیمت اللہ صاحب سٹورکیپر کلرک ریلوے ہیڈکوارٹرز " بھیرہ
۲۲- حافظ محمد الیاس صاحب قاری فیض پور یہ جمعدار " فیض پور
۲۳- بابو رستم علی صاحب ریلوے سٹورکیپر مکہنیڈو " جالندھر

راقم
محمد افضل از کلنڈنی بندر
معرفت لائن سیٹھہ احمد دین صاحب
قصاب ۱۸ فروری ۱۹۰۱ء

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - بعد ہٰذا - آپ کا خط جو آپنے لودیانہ سے لکھا تھا پہنچ گیا - جس کے مطالعہ سے بہت خوشی حاصل ہوئی - بالخصوص اسوجہ سے کہ جس روز آپ کا خط آیا - اُسی روز بعض عبارتیں آپکے خط کی کسیقدر کمی بیشی سے بصورت کشفی ظاہر کی گئیں اور وہ فقرات زیادہ آپ کے دل میں ہونگے - یہہ خداوند کریم کی طرف سے ایک رابطہ بخشی ہے - خداوند کریم اس رابطہ کو زیادہ کرے! آپنے اپنے خط میں تحریر فرمایا تھا کہ ایک برہمو صاحب ملے - جنکا یہہ بیان تھا کہ گویا اس عاجز نے اُن کی اصلیت کو سمجھا نہیں - یہہ بیان سراسر بناوٹ ہے برہمو سماج والوں کا خلاصہ عقاید یہی ہے کہ وہ الہام اور وحی سے منکر ہیں - اور خدا کے پیغمبروں کو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب سمجھتے ہیں - اور خدا کی کتابوں کو اختراع انسان کا خیال کرتے ہیں - وہ الہام اور وحی کے ہرگز قایل نہیں ہیں - اور اپنی اصطلاح میں الہام اور وحی اُن خیالات کا نام رکھتے ہیں جو عادلی طور پر انسان کے دل میں گذرا کرتے ہیں - جیسے کسی مصیبت زدہ کو دیکھکر رحم آیا - یا کوئی بُرا کام کرکے پچتایا کہ ایسا کیوں کیا ہے - یہہ اُن کے نزدیک الہام ہے - مگر وہ الہام اور وحی جو خداوند کریم کے فرشتے کسی انسان سے کلام کریں - اور حضرت احدیت کسی سے مخاطبت کریں - اس پاک الہام سے وہ قطعاً منکر ہیں اور اپنے رسایل اور لقریروں میں ہمیشہ انکار کرتے رہتے ہیں - مگر اب وقت آپہنچا ہے کہ خدا اُنکو اور اُن کے دوسرے بھائیوں کو ذلیل اور رسوا کرے مجھکو یاد ہے کہ پنڈت شیونارائن نے جو برہمو سماج کا ایک منتخب ممبر معلوم ہوتا ہے - لاہور سے میری طرف ایک خط لکھا کہ میں حصہ سوم کا رد لکھنا چاہتا ہوں - ابھی وہ خط اس جگہ نہیں پہنچا تھا کہ خدا نے بطور مکاشفات مضمون اُس خط کا ظاہر کر دیا - چنانچہ کئی ہندوؤں کو بتلایا گیا - اور شام کو ایک ہندو کو جو آریہ ہے ڈاکخانہ میں بھیجا بھی گیا - تا گواہ رہے وہی ہندو اس خط کو ڈاکخانہ سے لایا - پھر میں نے پنڈت شیونارائن کو لکھا کہ جس الہام کا تم رد لکھنا چاہتے ہو خدا نے اسکے ذریعہ سے تمہارے خط کی اطلاع دی - اور اُسکے مضمون سے مطلع کیا - اگر تم کو شک ہے تو خود قادیان میں آکر اسکی تصدیق کر لو - کیونکہ تمہارے ہندو بھائی اسکے گواہ ہیں - رد لکھنے میں بہت سی تکلیف ہوگی - اور اسطرح جلد فیصلہ ہو جائیگا - میں نے یہہ بھی لکھا کہ اگر تم صدق دل سے بحث کرتے ہو - تو تمہیں اسجگہہ ضرور آنا چاہیئے کہ اس جگہہ خود اپنی بھائیوں کی شہادت سے حق الامر تم پر کھل جائیگا - لیکن باوجود ان سب تاکیدوں کے پنڈت صاحب نے کچھہ جواب نہ لکھا اور اسبارہ میں دم بھی نہ مارا اور وہ الہام پورا ہوا جو حصہ سوم میں چھپ چکا ہے سنلقی فی قلوبہم الرعب - اب دیکھئے! اس سے زیادہ اور کیا صفائی ہوگی - کہ خداوند کریم نہ صرف شنیدہ پر رکھنا چاہتا ہے بلکہ دیدہ کی مرتبہ پر پہنچانا چاہتا ہے - کل ضلع پشاور سے اس جگہہ کی آریہ سماج کے نام سوامی آریہ سماج نے ایک خط بھیجا ہے کہ حصہ سوم براہین احمدیہ میں تمہاری شہادتیں درج ہیں - اسکی اصلیت کیا ہے - سو اگرچہ ہندو لوگ اسلام کے سخت مخالف ہیں - مگر ممکن نہیں - کہ سچ کو چھپا سکیں - اسلئے فکر میں ہوئے ہیں کہ اپنے بھائیوں کو کیا لکھیں - اگر شرارت سے جھوٹ لکھینگے تو اسمیں روسیاہی ہے - اور آخر پردہ فاش ہوگا - اور سچ لکھنے میں مصالحت اپنے مذہب کی نہیں دیکھتے - اب دیکھا چاہیئے کہ کیونکر پیچھا چھوڑاتے ہیں - شاید جواب سے خاموش رہیں - یہہ اسرار جو خداوند کریم اس عاجز کے ہاتھہ پر ظاہر کرتا ہے - عام طور پر اسکی عادت نہیں تھی کہ اُن کے اظہار کی اجازت دی - بلکہ اسرار ربانی کے ظاہر کرنے میں اندیشہ سلب ولایت ہے - لیکن اس زمانہ میں ان باتوں کا ظاہر کرنا نہایت ضروری ہے - کیونکہ ظلمت اپنی کمال کو پہنچگئی گو دوسرے لوگ اپنی ناسمجھی سے اس اظہار کو ریاکاری میں داخل کریں یا کچھہ اور سمجھیں مگر یہہ عاجز اسکی کچھہ بھی پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کیا کہینگے اور خداوند کریم نے اس عاجز کو عام فقرا کے برخلاف طریقہ بخشا ہے - جسمیں ظاہر کرنا بعض اسرار ربانی کا عین غرض ہے - والسلام علیکم و علی اخوانکم من المومنین ۳ مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۰۰ ہجری سلم

بقیہ نمبر ۱۳

نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر چکا تھا - اور بذریعہ رویائے صادقہ نواب صاحب کو بہت تسلی دیگئی تھی - اسلئے اسی خط پر کفایت کی گئی - اور منشی الٰہی بخش کو بھی الہام سے اطلاع دیگئی - اور بروقت صدور اس الہام کے چند نمازی موجود تھے - اور اتفاقاً دو ہندو بھی ملاوامل اور شرمپت رائے بھی جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں بعین اُس موقعہ پر موجود تھے اُن کو بھی اسیوقت اطلاع دی گئی - اور کئی مہمان کئے ہوئے تھے اُنکو بھی خبر دی گئی - پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آگیا کہ سرائے کا کام جاری ہو گیا ہے سو چونکہ دعا ایسے کام کے لئے کی گئی تھی - اسلئے یہہ اطلاع دنیا فضول سمجھا گیا مگر خداوند کریم کا بڑا شکر ہے کہ مجمع کثیر میں یہہ الہام ہوا اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے - عین الہام کے صدور کے وقت دو ہندو موجود تھے - جنکو اسیوقت مفصل بتلایا گیا - اور دوسرے نمازیوں کو بھی خبر دیگئی - اور منشی الٰہی بخش کو بھی لکھا گیا - نواب علی محمد خانصاحب کی ارادت اور روز بروز کی توجہ اور اخلاص قابل تعریف ہے - خدا تعالیٰ اُن کو ہر ایک غم سے خلاصی بخشے اور حسن خاتمہ عطا فرماوے - آپ نواب صاحب کو بھی اطلاع دیدیں کہ مالیر کوٹلہ سے نواب ابراہیم علی خان صاحب والی مالیر کوٹلہ کے ایک سررشتہ دار کا خط آیا ہے کہ وہ مبلغ صہ روپیہ بطور امداد بھیجینگے - مگر ابھی آئے نہیں - یہہ روپیہ انشاءاللہ پٹیالہ میں عبدالحق صاحب کو پہنچایا جائیگا اور پھر بعد اسکے اُن کا قرضہ دو سو روپیہ باقی رہی دیگا -

والسلام

راقم خاکسار غلام احمد عفی عنہ
۲۶ مئی ۱۸۸۴ء

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

موسمی تعطیلات کی باعث ایک مہینہ کے لیے بند کیا گیا

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑبال۔ غبار۔ پھولا۔ ڈھلکا۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اور ادویہ کو آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۱۰ روپیہ (دس روپیہ) خالص ممیرہ فی ماشہ ۵ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے استعمال سے بچنا چاہیئے ؏

المشتہر پروفیسر میا سنگھ الوو الیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور ؏

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب الوو الیہ نے ایجاد کیا ہے۔ بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے بہت پانی کا جانا۔ دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں سعلن اور کمزوری نظر ناخنہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم۔ اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے۔ اسلئے ہر کسی کے لیئے اسکا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اسلئے میں بلا شک و شبہہ شہادت دیتا ہوں کہ امراض مذکورہ بالا کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈبلی ایم سا گگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب الوو الیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ... مولوی بعمر ۴۰ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکیں خورد و خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں آنکھ سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں۔ استعمال کر کے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے۔ اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو۔ یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ الوو الیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا۔ میری رائے میں بینائی قایم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ؏

پانچ ہزار روپیہ انعام۔ اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کرے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے تاریخ ۹ مئی ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے ..

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و پروپرائیٹر نے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

نمبر ۱۵ — قادیان دار الامن و الامان مورخہ ۲۶ اپریل — جلد ۳

ایڈیٹوریل جملے

دین کا خلاصہ کیا ہے

تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ! پس اگر اللہ تعالی کی سچی فرمانبرداری اور حقیقی اطاعت کی آرزو ہو تو اسکو شفقت علی خلق اللہ سے شروع کرو اسکا معراج اور کمال عظمت الٰہی ہے اس وقت کے مروجہ مذاہب میں ان امور کا مدّ کا پتہ چلانا مشکل ہے آریہ جو خدا کو خالق اور نجات دہندہ نہیں مانتا بلکہ مالک رازق عالم کل کچھ بھی نہیں مانتا کیونکہ خدا تعالی کے خالق نہ ماننے کا یہ لازمی نتیجہ ہے پھر وہ **عظمت الٰہی** کے اصول کا قائل اگر اپنے تئین بتلاتا ہے تو یہ ریاکاری ہے۔

اور جب کہ وہ خوشی و رنج افلاس و تمول کو تناسخ کے نتائج قرار دیتا ہے کیا پھر وہ شفقت علی خلق اللہ کا مبارک اور پاک اصول مان سکتا ہے؟؟؟ ہرگز نہیں بلکہ اگر عملی طور پر اسپر عمل کرنا چاہے اور قابل رحم لوگون کو کچھ دے تو وہ خدا تعالی کے آئین مین فتنہ انداز ہے کیونکہ خدا نے تو اسکو اس کے اعمال بد کی وجہ سے مفلس کیا ہے اور یہ خیرات دیکر اسے اس سزا سے بچانا چاہتا ہے۔

کفارہ کا حیا سوز مسئلہ مان کر ایک کرسچن کیونکر ان دونو گولڈن رولز کی پابندی کر سکتا ہے۔ جب ایک کھاتا پیتا محتاج انسان خدا ہو سکتا ہے تو عظمت الٰہی کہاں؟ ایک بے گناہ جب گنہگارون کے بدلے مر سکتا ہے تو نیک اعمال اور اخلاق فاضلہ کے حصول کی ضرورت ہی کیا ہے؟

پھر یہ اسلام کا فخر ہے کہ شروع سے لے کر آخر تک اس بہتر سے اصول کی تعلیم دیکر عملدرآمد کے طریق بتلائے سنو کیا مختصر الفاظ ہین

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

لاجبر ولا قدر

اکثر لوگ کہا کرتے ہین کہ مسلمان لوگ تقدیر الٰہی کے بھی قائل ہین اور اس بات کے بھی مقر ہین کہ برے اعمال کی سزا ملے گی جب آدمی مجبور ہوا تو سزا کے کیا معنی یہ تو ایک قسم کا ظلم ہے؟؟؟ عزیزو اسلام کا یہ منشا ہی نہین اسلام نہ آدمی کو مجبور قرار دیتا ہے نہ اس قسم کا قدریہ بناتا ہے جو نادان سمجھتے ہین۔ حقیقت یہ ہے کہ فطرت انسانی پر غور کرو تو معلوم ہو گا کہ بعض قوتین انسان کی اپنے حیطۂ اقتدار مین ہین جیسے ہاتھ سے کام لینا۔ یا زبان سے بولنا وغیرہ اور بعض قوی ایسے ہین کہ ان پر اسکا کچھ تصرف و دخل نہین جیسے زبان مین ذائقہ کی قوت جوارح الٰہی کا نمو وغیرہ۔ پس جو قوی اس کے قبضۂ اختیار اور اقتدار سے باہر ہین ان پر شریعت اسلام کا فتویٰ ہی نہین ہان جو اس کے تابع ارادہ ہین ان پر شریعت کا فتویٰ ہے اب بتلاؤ کہ اسلام کا کیا پاک اصول ہے کیا اسپر کوئی اعتراض کر سکتا ہے؟ اور جو یہ کہا جاتا ہے **وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی** نادان اتنا نہین سوچتے کہ اسلام کے ہدایت نامہ مین جسے **القرآن** کہتے ہین ایسے الفاظ کا استعمال ہی نہین کیا۔ علاوہ ازین انسان دکھ اٹھاتا ہے اپنی کرتوتون کی وجہ سے دیکھو **ملت اسلام** کا باپ **ابراھیم حنیف علیہ الصلوۃ والسلام** کیا کہتا ہے **وَاِذَا مَرِضْتُ فَہُوَ یَشْفِیْنِ** یعنی جب مین بیمار ہوتا ہون وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ ہان جو حدیث شریف مین **بالقدر خیرہ وشرہ** وغیرہ الفاظ آئے ہین وہ بالکل سچے مین علوم حقہ کے نتائج نامہ کا واقف اور ماہر کامل تو وہی ذات پاک ہے جو اللہ کہلاتا ہے کیرمی اور سانپ کا کاٹنے کے نتائج کا مقابلہ کرو

استغفار قرب الٰہی کا باعث ہے

ہم نے امام الزمان سلمہ الرحمٰن کو ۲۳ر اپریل ۱۸۹۹ء کی صبحکو فرماتے ہوئے بغور سناکہ کہہ رہے تھے **استغفار** قرب الٰہی کا باعث ہے اس کے معنی ہیں ڈھانکنے کی درخواست کرنا جب وہ ڈھانپنے والے کے قرب ہی میں ہوگا تو ڈھانپا جائے گا" پس کون ہے جو قرب الٰہی نہیں چاہتا! یقیناً ہر شخص کو اس کی ازحد ضرورت ہے۔ پھر اس مجرب نسخہ کے ہوتے اس کیطرف بیحد توجہ کرلو کہ اندرونہ کی بیماریاں صاف ہوجاویں۔ اور قرب الٰہی کے سامان میسر ہوں اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

معراج چاہتے ہو تو فدیہ دو

یہ ایک عام قانون پاتے ہیں کہ ہر ایک فعل دوسرے کے لئے گویا تبادلہ یا فدیہ کا قائمقام ہوتا ہے۔

اور تبادلہ کا عام رواج ایسا ہے کہ کسی دلیل اور ثبوت کا محتاج نہیں۔ پھر قربانی پر کیا اعتراض ہا روحانی معراج چاہتے ہو تو اندرونی کمزوریوں کو ذبح کر ڈالو ریا۔ بُغض۔ حسد۔ غیبت چھوڑ دو۔ اخلاص محبت۔ اور پردہ پوشی کی عادت خود پیدا ہوجاویگی بدترین خصلتوں کو قربان کرو۔ اخلاق فاضلہ کی ہستی اسی میں ہے۔ کمالات حاصل کرنا چاہتے ہو تو ذلیل بنانے والی باتوں کو ترک کردو۔

عشاء کے بعد زیادہ باتیں نہ کرو۔

ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل اور قول سے ثابت ہوتاہے کہ عشاء کے بعد زیادہ باتیں نہ کیا کرو۔ ہمارے خیال میں دینی تذکرے اور مشغلے تو اچھے ہیں لیکن منصوبہ بازیاں۔ دنیوی جھگڑے اور ادھر ادھر کی ہفوات اور گپیں اسپر بہ بُرا اثر ڈالتی ہیں کہا جاتاہے کہ اہل عرب ایام جاہلیت میں منصوبہ بازیاں رات ہی کو کیا کرتے تھے اور اسی لئے بیتوں کے معنے بڑے مشورہ کے آتے ہیں۔ مشورہ تو بُرا نہیں بلکہ ایک مستحسن چیز ہے لیکن کسی کی بُرائی اور بدگوئی کی تجویزیں یا روایتیں فضول قصے اور جھگڑے مومنوں کا کام نہیں ہوتا۔ رات کو زیادہ باتوں سے کیوں روکا؟ اس لئے کہ عموماً عذاب اور خداتعالیٰ کا قہر رات ہی کو آتاہے۔ جب دنیا پر تاریکی چھا جاوے تو ایک صورت سے وہ خود غضب الٰہی ہوتا ہے اگو خدا کے ہر فعل میں رحم ہوتاہے اس لئے وہ وقت توبہ و استغفار اور خشیت الٰہی کا ہونا چاہیئے نہ بری تجویزوں اور گندے منصوبوں کا + اللہ تعالےٰ یہانتک ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو توفیق دے کہ ہم دنیوی مشاغل اور امور دن ہی کو کریں اور رات کو بڑے مشورے تو کیا دنیوی امور کیطرف توجہ بھی نہ کریں۔

اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ

حضرت مولنا مولوی نورالدین صاحب سے ایک دوست نے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرماویں آپ نے فرمایا بلکہ لکھدیا۔

جب کہ تقوی اللہ ہی ایسی چیز ہے جس سے علوم الٰہیہ حاصل ہوتے ہیں مولا فرماتاہے وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ

تقوے کے باعث ہر تنگی سے مخرج ملتاہے اور تقوی رزق کا ذریعہ ہے

(۲) مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا۔
(۳) یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

تقوی ہی سے دشمن ہلاک ہوتے ہیں حضرت رب العلمین کا ارشاد ہے (۴) اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا۔

تقوی اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت ہاں خاص معیت حاصل ہوتی ہے (۵) اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ہُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

تقوی سے انسان مولی کا محبوب بنتاہے قرآن مجید میں ہے فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔

تقوی کے باعث متقی کے واسطے اللہ ہی مکتفی ہو جاتاہے (۶) وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ

پھر متقی بنو۔

اور تقوی نام ہے اعتقادات صحیحہ اقوال صادقہ اعمال صالحہ علوم حقہ اخلاق فاضلہ ہمت بلند شجاعت استقلال عفت حلم قناعت صبر حسن ظن باللہ تواضع صادقوں کے ساتھ ہونے کا

فَاُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ۔

برادری کے حقوق

مصری اخبار (المنار) نے حقوق برادری کے عنوان سے لکھاہے کہ حدیث شریف میں آیاہے کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے برتن ہیں وہ برتن کیا ہیں لوگوں کے دل ہیں۔ ان برتنوں میں سب سے پسندیدہ برتن خدا کے نزدیک وہ ہے جو سب سے مصفا اور دلدار اور نرم ہے۔ مصفا یعنی پاک [illegible] مطلب ہے کہ دل پاک از گناہ ہو اور دلدار سے مراد یہ ہے کہ اسکو دین میں صلابت حاصل ہو اور نرم سے مراد کہ بھائی مسلمانوں پر شفیق اور اُن کا ہمدرد ہو بہرحال ہر شخصکو ضرور ہے کہ اپنی حاجت اور اپنے بھائی کی حاجت میں کوئی فرق نہ کرے جیسے وہ اپنے ذاتی کاموں اور مشغلوں سے کبھی غفلت نہیں کرسکتا اسی طرح اپنے بھائی کے کاموں اور حاجتوں سے غفلت نہ کرکے ہمیشہ اُس کی تلاش میں رہے خداتعالےٰ مومنوں کو رُحَمَاءُ بَیْنَہُمْ فرماتاہے۔ یعنی آپس میں ہمدردی کرنے والے۔

اقتصاد

اُسی اخبار میں اقتصاد کے عنوان سے لکھاہے کہ اسلامی فضائل اور دینی بزرگیوں سے میانہ روی ایک بھاری فضیلت اور کارآمد بزرگی تھی جسکو اہل اسلام نے یک قلم چھوڑ دیاہے اہل یورپ ہیں کہ آئے دن میانہ روی کو عمل میں لاتے ہیں اور اُسکی طرف توجہ کامل رکھتے ہیں اُنھوں نے خاصکر اسباب میں کتابیں تصنیف کی ہیں اور مدارس میں اُن کی تعلیم جاری کردی ہے کیونکہ تمدن کا دارومدار اسی پر ہے مگر ہم اپنے بیان کے اسیروں کو یا تو سفیہ مبذر یعنی بیوقوفی کے ساتھ

بےمحل روپیہ ضائع کرنے والے دیکھتے ہین یا شحیح مقتر یعنی بخیلی سے محل پر بھی روپیہ کام مین نہ لانے والے ہمارا اپنا تو یہ اعتقاد ہے کہ بےمحل روپیہ ضائع کرنا ہماری قوم کا عام شعار ہوگیا ہے نہ امیر اس سے بچا ہے نہ فقیر ہم لوگ دینی تعلیمات کو چھوڑ کر ایسے امور مین محض خطابیات یعنی قوم کی من گھڑت پر عمل کرتے ہین مثلاً اس کلیہ پر کہ **انفق ما فی الجیب یاتیک ما فی الغیب** یعنی جو کچھ جیب مین ہے اسکو خرچ کردے غیب سے تجھکو ملجاوے گا جو لوگ احکام دینی کے پابند نہین ہین ان کے خیال صحیح نہین ہوتے انکا قول و فعل سب مجنونانہ ہے قابل سند نہین بےمحل روپیہ ضائع کرنا اور موقع پر خرچ نہ کرنا دونو میانہ روی سے دور ہے **سیدی احمد** فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے طریقہ کی بنا تین چیزون پر ہے **لا تسئل ولا ترد ولا توخر** یعنی لوگون سے نہین مانگتا بے مانگے ملگیا تو اُسے رد بھی نہین کرتا اور بیموقع روپیہ کو روکتا بھی نہین۔

خطبہ

(موعظت)

جو مولٰنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۱۴ اپریل ۱۸۹۹ء کو پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْاَمِيْنِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ جب ابراہیم کا اُس کے رب نے کچھہ باتون مین امتحان لیا اُن باتون کو ابراہیم نے پورا کیا یعنی ابراہیم اُس امتحان مین پورا نکلا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مین تجھے ابد الآباد کے لئے **کل دنیا** کا **نمونہ** بناؤن گا۔ ابراہیم نے کہا کہ کیا میری اولاد مین سے بھی ایسے ہونگے خدا نے فرمایا **ہان مگر ظالمون** سے میرا اقرار نہین

اس آیت پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک ماموروں کے لئے **ابراہیم علیہ السلام** کو ایک نمونہ بنایا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کی چال ایک مامور کے دعوی کی صداقت اور پرکھہ کے لئے ایک محک اور معیار ہوگی۔

ہر دعوی کرنے والے کے لئے دیکھا جاویگا کہ وہ ابراہیم کے نقش قدم پر کہانتک چلا ہے اسکو صاف لفظون مین یون کہو کہ **امام** اور **مامور** وہی ہوگا جو ابراہیم کی چال چلیگا۔ یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے جو راستباز اصلاح خلق کے لئے مامور ہو کر آتا ہے اسکو کچھہ قربانیان کرنی پڑتی ہین جیسا ابراہیم علیہ السلام کو کرنی پڑین۔

ابراہیم علیہ السلام کی قربانیان اپنے اندر ایک کمال رکھتی ہین اور کتاب اللہ مین اُن قربانیون کی حد ہے۔

ابراہیم ؑ کو کئی قسم کی قربانیان کرنی پڑی ہین اور وہ قربانیان چار مختلف قسمون مین ہوسکتی ہین اولاً سب سے بڑی اور زبردست قربانی یہ ہے کہ ایک شخص اپنی قوم۔ اپنے رشتہ دارون اور عزیزون سے باآواز بلند یہ کہے

اِنِّیْ بُرَاءٌ مِّنْکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

مین تم سے اور تمہاری معبودون سے بیزار ہون اور تم سے بے تعلق ہون۔ انسانی فطرت پر غور کرنے کے بعد یہ ماننا پڑتا ہے کہ فوق العادۃ قوت کے ساتھہ یہ روحانی اور پرہیبت الفاظ اللہ تعالیٰ کی پوری محبت کے بدون ایک انسان کے منہ سے نہین نکل سکتے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کسقدر ہمت قلب اور **سکینت** حضرت ابراہیم کو حاصل تھی جو پکار کر کہتے ہین مین تم سے بیزار ہون۔ یہ بات بھی خوب طور پر ذہن نشین رہنی چاہئے کہ قرآن کریم کہانیون کا مجموعہ یا داستانون کی کتاب نہین خدا تعالیٰ اپنی پاک اور عزیز کتاب مین بڑی عظیم الشان بات کے سوا ذکر نہین فرماتا جس کے حالات کو یہ کتاب مجید بیان کرتی ہے اُس سے اعلیٰ متصور نہین ہوتی ابراہیم نے کہا کہ مین تمہارے معبودون سے بیزار ہون ہان اگر خدا پر ایمان لاؤ تو پھر تم سے صلح ہے اپنے چچا اور قوم کو کس جرأت اور دلیری سے کہتے ہین کہ مین تجھکو اور تیری قوم کو ہلاکت مین دیکھتا ہون۔ اب سوچو اور دیکھو کہ کیا یہ عظیم الشان قربانی ہے کہ خود خدا تعالیٰ کے لئے قوم اور عزیزون سے قطع تعلق کیا جاتا ہے اور اُن تمام مفاد اور منافع کو پاؤن مین کچل دیا جاتا ہے جو اُس صورت مین کہ اُن سے موافقت رہتی پہنچ سکتے تھے۔

دوسری قربانی۔ ایک عظیم الشان طاقت کا مقابلہ ہے۔ کوئی معمولی مقابلہ نہین۔ اپنے زمانہ کے جبار اور منکر سرکش سے مقابلہ ٹھہرا ہے۔ ہر ایک کی طاقت اور حوصلہ نہین ہے کہ اس قسم کے مقابلہ کیلئے طیار ہو قرآن کریم ہی نے موسیٰ علیہ السلام کا نمونہ دکھایا۔ جب فرعون کیطرف جانے کا حکم ہوا۔ تو بول اٹھے رَبِّ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنَ بیشک حد بشریت یہین تک تھی۔ اور اُن کا تقاضا تھا کہ موسیٰ کے منہ سے یہ الفاظ نکلین۔ لیکن جواب ملتا ہے قَالَ کَلَّا فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ۔ انا معکم کی آواز نے تمام خوف دور دور کردئے اور پھر وہی انی اخاف کہنے والا موسیٰ کس جرأت اور دلیری سے فرعون کے پاس جا کر تبلیغ کرتا ہے کیونکہ تمام نقل و حرکت تمام گفتگو و مباحثہ مین اللہ تعالیٰ کی معیت تھی + اب یہ نہین کہ یہ اندر ہی کی ایک آواز تھی جو پھوٹ کر دلیر پڑی جیسا کہ آجکل کے ناحق کے جھوٹھے ریفارمر کہتے ہین کہ وحی اور الہام دل ہی سے پھوٹتا ہے اور دل پر پڑتا ہے کوئی خارجی شئے اور آواز نہین۔ نہین نہین یقیناً یہ اُس مقتدر وجود کی پیٹھہ ٹھوکنے والی آواز تھی جو ایک ہی ایسے اوقات مین قوت بخشتا ہے اور تحریک

[illegible] اسی کا منہ [illegible] بھید کہتے ہیں - اندرونی آواز یہ بیدہ
کچھ بھی نہیں کر سکتا اس قسم کی جرأت اور دلیری کہاں سے
آسکتی ہیں انی اخاف کہنے کے بعد وہ جذبہ اور
جوش کہاں تھا - یہ خارجی اور بیرونی آواز تھی کہ
ہاں یہ کہ خدا کی وحی تھی جسنے موسی کے بال بال کو
شیر کر دیا اور تمام حزن و خوف کو بھسم کر دیا - آئیز
اس آواز کے ساتھ ہی نئی قوت اور نئی شوکت پیدا
کر دی آخر وہ ضعیف اسرائیلی شاہ مصر سے
مقابلہ کرتا اور کامیاب ہو جاتا ہے غرض ابراہیم کو
ایک جبار عنید سے مقابلہ پیش آتا ہے اور یہ خدا کا
ضعیف اور برگزیدہ بندہ دہکتی ہوئی آگ کے
شعلوں میں یا یہ کہ ایک خوفناک جنگ میں ڈالدیا جاتا ہے
اب ایکطرف جان کی لذت اور حلاوت کا خیال
کرو - اور دوسری طرف الٰہی محبت اور خدا میں
لذت پر غور کرو - میں کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کی تمام
بدکاریوں اور گندی معصیتوں کی جان یہی جان
کی حلاوت اور زندگی کی لذت ہے - یہ بندۂ خدا
بھی وہی زندگی رکھتا ہے مگر اس دہشتناک آگ
میں پڑتے وقت وہ اس فانی زندگی کی ذرا بھی
پروا نہیں کرتا اور نہایت خوشی سے اسمیں کود پڑتا
ہے مگر خدا تعالی اسے اس مقابلہ میں کب ہلاک
ہونے دیتا ہے آگ حکم دیتا ہے۔

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ

یہ بھی ایک عظیم الشان قربانی تھی -
(تیسری قربانی) اپنے باپ کے بھائی کو دعوت
کرنا اور (چوتھی قربانی) جیسا آج صبح بیان ہوا
ہے بڑھاپے کی عمر میں ہزاروں تمناؤں کے بعد
لیا ہوا فرزند ہونہار اور جوان فرزند قربان کرنیکو
طیار ہو جاتا ہے اور پھر محض رویا کی بنا پر جسکی تاویل
ہو سکتی ہے مگر پھر اللہ تعالی کے اشارات تک
کی لفظی تعمیل کرنے کا ایک شیفتہ ہے کہ اشارات
کی تعمیل کرنی چاہتا ہے - انسان مسائل دین میں
اپنی اغراض کے موافق رخصتیں نکال لیتا ہے فقہ
کی کتابوں کو دیکھو تو پتہ لگتا ہے لیکن یہ خدا کا راستباز
امام ایک رویا کی بنا پر جس سے ایک جزو ہی نکل سکتی ہے
اور کبھی جزو بھی نکل سکتی ہے اسے چھوڑ دیتا ہے

اور بیٹے کو [illegible] پورا نکلتا ہے - [illegible] چار قربانیاں
تھیں جو ابراہیم نے دیں اور پورے نمبر پائے - پھر انعام
الٰہی بھی [illegible] نامور دن کا ایک نمونہ بنایا
اور [illegible] اسلام کا باپ بنایا - دنیا کی گورنمنٹیں انعام دیتی
دیتی تھک جاتی ہیں - مگر خدا تعالے کی گورنمنٹ ایسی نہیں
ہے - ابتدا میں ایم اے اور بی اے کے لئے گارنٹی تھی
کہ ملازمت ملے مگر اب تعلیم یافتگان کی کثرت نے گورنمنٹ
کو بھی تھکا دیا - اور اب کسی ایم اے یا بی اے کے لئے
گارنٹی نہیں رہی - مگر خدا تعالی کی گارنٹی یقینی اور اسکا
وعدہ حتمی ہے - جو شخص یہ چاروں قربانیاں دے
وہ ابراہیم کے قدم پر امام ہے - اسی قسم کی قربانیاں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دینی
پڑی تھیں -

میں نے خوب سوچا اور عرصہ دراز کے تجربہ کے بعد
میں یہ کہنے پر آمادہ ہوا ہوں **ہمارا امام ہمام**
علیہ السلام جو صدق اور راستی کی مستحکم
چٹان پر آکر کھڑا ہوا ہے اور جسنے خدا تعالے سے
امام وقت ہونیکا خلعت لیا ہے اسکو بھی یہی قربانیاں
کرنی پڑی ہیں برادری کی محبتیں رشتہ داری اور عزیز و
اقارب کے تعلقات کو محض اس ایک بنا پر کہ خدا اور اس کے
برگزیدہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے انکو غرض اور
واسطہ نہیں ہے قطع تعلق کر لیا - ایک دنیا دار اور
حریص انسان اولاد پھر نرینہ اولاد اس پر جوان برسر روزگار
اولاد کی کسقدر خواہش اور آرزو رکھتا ہے اور اسکی
محبت میں از خود رفتہ ہو جاتا ہے جیسے ایک اسی ۸۰
برس کا انسان چلاتا ہوا دیکھا ہے چار ہزار روپیہ ماہوار
کی آمدنی تھی مگر یہ خواہش اور آرزو اسکو کھا رہی تھی
کہ اولاد ہو مگر اس امام نے دیکھو کسطرح فرزندوں کی
قربانی کر کے دکھلا دی سلام - کلام قطعاً چھوڑ دیا اور
پوری علحدگی اختیار کر لی کیوں ؟ صرف اس لئے
کہ اگر تم خدا سے صلح نہیں رکھ سکتے میں تمکو
چھوڑتا ہوں انھوں نے صلح کے پیغام دئے تو کیا جواب
دیا یہی کہ خدا سے صلح کر لو - ہم سے خود ہی صلح ہو جائیگی
قوم کو اس کی غلطیوں پر متنبہ کیا اور
بتلایا کہ قوم! میں تجھے کھلی گمراہی میں پاتا ہوں قوم!
کوتاہ اندیش - ناخدا شناس قوم نے بالمقابل کیا کیا
اقدام قتل عمد کے مقدمے میں ڈالنا چاہا + عزت ذلت

پہنچ سکتے - گورنمنٹ کو بدظن کرنے سے [illegible] آگ کی
بھٹی میں ڈالنا چاہا - [illegible] امام
کی عزت ایک شہر یا ملک میں تھی آج روئے زمین پر اسکی
عزت ہے اگر اسکو ذلت پہنچے (خدا نہ کرے) تو ہارکر
راستبازوں سے بڑھ کر پہنچے کیونکہ خدا تعالی کی مشیت
اور مصلحت نے اسے دنیا کے لئے برگزیدہ کیا ہے -
اس لئے میں کہتا ہوں کہ آگ کی بھٹی [illegible] جو اسکے لئے
قوم نے تیار کیا تھا - مگر اللہ تعالی کی حفاظت
اور نصرت کو دیکھو کسطرح ان آگ کے شعلوں میں بھی
اس کی آواز امام کی سکینت اور تسلیت کا موجب تھی
کہ **یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ** یہاں
بھی اپنا کرشمہ دکھا رہی تھی -

پھر دیکھو بادشاہ وقت **قیصرِ ہند** کو
بھی دین کی دعوت کی اور پھر دنیا کی تمام عظیم الشان
طاقتوں کو کوئی ایسی بڑی طاقت نہیں رہی جسکو
دین اسلام کیطرف دعوت نہ کی ہو - اور ایک
کب کیا دینے والا مباحثہ نہ کیا ہو - یہ اس شخص کا تکلف
اور تصنع نہیں بلکہ خدا تعالی نے اس کی فطرت ہی ایسی
رکھدی ہے یا یوں کہو کہ یہ ایک مشین تھی جسمیں خود
اللہ تعالی نے سٹیم بھر دی تھی - شہد کی مکھی کیطرح
فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا وہ اضطرارا
شہد بناتی ہے پس میں کہتا ہوں کہ شہد کی مکھی کیطرح
مطیع و منقاد ہو کر یہ خدا کی راہ میں چلا ہے جیسے
شہد کی مکھی با خود نہیں بنا سکتی شہد بناتی ہے جس میں
لوگوں کے لئے شفا ہے اسی طرح اس کے کلام میں شفا
کام میں شفا - حرکت و سکون میں شفا - کوئی ڈھکا چھپا
نہیں ہے - بس وہی قربانیاں ہیں جو ابراہیم کو دینی
پڑی تھیں - یہ کیسا سچا ثبوت ہے اس رنگ میں سچا
اس رنگ میں سچا - یہ خدا کا فضل ہے - شیعوں کیطرح
گروہ آپ چیختے ہیں کہ خلافت بلا فصل علی کا حق تھا
مگر خدا نے بلا فصل خلیفہ بنا کر ثابت کر دکھایا کہ کس کا حق
تھا - اسی طرح پر خدا نے اپنے فضل سے مسیح موعود
بنا کر بتلا دیا کہ یہ کسکا حق تھا - آسمان نے گواہی دیدی
کہ **کسوف و خسوف** رمضان میں کسی مدعی کے
وقت نہ ہوا زمین طاعون نے اپنی بستر سے نکال چکی
ملائکہ نے مہر لگا دی کہ راستباز یہی ہے - خدا کی تائیدوں
اور نصرتوں نے بتلا دیا کہ امام کون ہے؟ پس اب آؤ

ابو بکر بن دیناری کہتے ہیں کہ عبید نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے۔ ثلث شب سوتے تھے۔ ثلث شب عبادت کرتے تھے ثلث شب تصنیفات میں۔

آخر عمر میں طرطوس سے بغداد تک سفر کیا۔ اور وہاں سے حج کے لئے مکہ مکرمہ گئے۔ وہاں سے مدینہ منورہ ان کا اپنا بیان ہے کہ جب میں وہاں سے سفر عراق کا ارادہ کیا تو رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان میں تشریف فرما ہیں۔ اور حضور کے گرد و پیش حاجب کھڑے ہوئے ہیں لوگ آتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں اور مصافحہ سے مشرف ہوتے ہیں میں بھی اندر جانے لگا مگر مجھکو حاجب نے روکدیا میں نے دریافت کیا کہ تم مجھے کیوں زیارت نبوی سے منع کرتے ہو انہوں نے کہا مجھ کو اندر جانے کی اجازت نہ ملیگی اور تو شرف اسلام سے مشرف نہ ہوگا۔ کیونکہ تو کل کو عراق جانا چاہتا ہے میں نے کہا اچھا میں عراق نہ جاؤں گا۔ کہا عہد کر۔ پھر انہوں نے مجھ کو اندر جانے کی اجازت دیدی۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام اور مصافحہ سے مشرف ہوا۔ جب صبح ہوئی تو یہی خواب بیان کر کے عزم سفر چھوڑ دیا کہتے ہیں کہ اس سے تین یوم کے بعد انکا انتقال مدینہ منورہ میں ہی ہو گیا۔

۱۵۰ھ میں ہرات میں پیدا ہوئے اور محرم ۲۲۴ھ میں انتقال ہوا۔ تصنیفات میں سے کتاب المقصور والممدود اور کتاب المذکر والمونث۔ کتاب النسب۔ کتاب الاحداث کتاب ادب القاضی کتاب عدد آی القرآن کتاب الحیض کتاب الاموال نہایت مشہور ہیں۔ ناظرین کو ان کی سیرت سے نتیجہ نکالنا چاہئیے کہ قدیم مسلمانوں کے نزدیک معیار شرافت صرف علم سمجھا جاتا تھا اور فرزند غلام کو امام تسلیم کر لیا جاتا تھا اور اب بھی ہماری ترقی کا آلہ صرف علم ہی ہو سکتا ہے۔

اب تھوڑی جلدیں باقی ہیں

جیسا کہ گذشتہ نمبروں سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا۔ حضرت اقدس کی ایک **تقریر** اور **مسئلہ وحدت** [illegible] ایک مجموعہ کے نام سے [illegible] اسکی صرف تھوڑی کا پیاں اب باقی ہیں۔ احباب جسقدر جلدی مناسب سمجھیں منگوالیں قیمت ۴ر ہے

آئینۂ حق نما جو پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کا ایک نمونہ ہے اسکی تو بہت ہی تھوڑی کاپیاں باقی ہیں اس کی قیمت بھی ۴ر ہے چند روز کے بعد پھر ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

دونو رسالے منیجر الحکم سے طلب کرو۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مع الخیر واپس تشریف لائے۔ ہمارے ناظرین انشاء اللہ پھر نئے نئے مضامین خطبہ وغیرہ کے ملاحظہ فرماویں گے

(۲) ۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو عید الضحیٰ کی نماز حضرت مولوی نور الدین صاحب نے پڑھائی لاہور [illegible] سیالکوٹ امرتسر ملتان مالیر کوٹلہ شاہدرہ بھیرہ راولپنڈی وغیرہ مقامات سے اکثر احباب علاوہ ان دوستوں کے جو قادیان کے نواح میں ہیں تشریف لائے ہوئے تھے خطبہ اور دوسرے ضروری کوائف کے ہمراہ اگرچہ الگانہ نہ چھاپا گیا تو اخبار میں شائع ہوگا۔

(۳) حضرت اقدس بفضلہ تعالیٰ مع کل خاندان کے خوش و خرم ہیں اور "مسیح ہندوستان میں" کے نام سے ایک مبسوط کتاب مسیح علیہ السلام کی ہندوستانی زندگی۔ ہندوستان میں وفات اور ہند ہی میں دوبارہ آمد کے مطالب پر مشتمل لکھ رہے ہیں اردو میں چھپنی شروع ہونیوالی ہے۔ اور انگریزی میں اسکا مسودہ شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر بمبئی ہوس لاہور ولایت لے جائیں گے جو مئی کے آخر میں تشریف لیجائیں گے اور وہاں اس کی اشاعت کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب سے ولایت میں انقلاب عظیم پیدا ہوگا۔

(۴) دارالامان کے احباب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر روز نئی برکت پاتے ہیں اور اقدس قدسیہ حضرت مسیح موعود سے صبح و شام نئی حیات حاصل کرتے ہیں۔

درس قرآن کریم کا مدرس ہر روز حسب معمول ہوتا ہے۔ آجکل پھر قرآن کی تفسیر شروع ہوا ہے۔

۲۵ اپریل کی شام کو حضرت اقدس نے اس مضمون پر کہ اولیاء اللہ کے انکار سے سلب ایمان کیونکر ہوتا ہے مختصر سی تقریر فرمائی جو دوسرے وقت پر انشاء اللہ تعالیٰ شائع کی جاویگی۔

غزل جمالی

دن بھلے ہوتے تو کاہے کو جدائی ہوتی
وہ نہ آئے تھے اگر موت ہی آئی ہوتی

بخت ناساز ہے ہوتا جو مقدر اچھا
میری قسمت میں مدینہ کی گدائی ہوتی

گر مدینہ کے پہاڑوں میں کہیں جا مرتا
اس سے بہتر تھا کہ جنت میں رسائی ہوتی

کیا کروں مانع ہجرت ہے شہا بار عیال
ورنہ در پر ترے دھونی ہی رمائی ہوتی

مرشد و راہنما خواجہ غلام احمد
آپ ہوتے نہ مری عقدہ کشائی ہوتی

ہم بھی اس شیخ جفا کیش سے رکھتے امید
کچھ تمنا جو کسو کی بھی بر آئی ہوتی

گر جمالی کے مقدر میں نہ ہوتا تھا وصال
خواب ہی میں کبھی صورت تو دکھائی ہوتی

اسلام کا خاصہ ہے کہ خدا پر بھروسہ کرتا ہے۔ مسلمان وہی ہے جو صدقات اور دعا کا قائل ہو۔ عیسائیوں کو اسبات پر یقین نہیں۔ کیونکہ انہوں نے جسمانی خدا بنا لیا ہے۔ انسان کی بڑی خوشی جو زوال پذیر نہیں ہوتی اور خطرات کیوقت اسے سنبھال لیتی ہے وہ خدا پر بھروسہ ہے اور یہ صرف اسلام ہی کی تعلیم ہے کہ خدا پر بھروسہ کرو۔ (از ملفوظات امام آخر الزمان ۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء وقت عصر)

شفاخانہ یونانی حکیم شیخ نظام الدین امرتسر

اے مرے قدردان علم و ہنر — غور سے کیجئے ادھر بھی نظر
ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر — ہے کوئی لاولد مضطر
اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر — لعل ودُرّ یتیم سے بڑھکر
جسپہ ہو فضل ایزد داور — کیون نہو دن اس سے بامراد اکثر

اظہار بشارت ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار سے کا حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھہ سکتے ہیں۔ یہاں خیرخواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جسکو اسپر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوا سکتے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ وجرمانہ لو۔ صحت کے طالبو!!! اولاد کے آرزومندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد دی ہے۔

اس خادم الاطبا کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائے کاملین وسیاحین کی خدمات سے ایسے سریع الاثر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ وحیات وممات و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر خدا نے پنج انگشت یکسان نہ کردا! بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لیجائیں اور مراد دل پائیں (۳) شرطیہ شکی آمدنی کا علاوہ خرچ دوا دیکر رسید وستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہو ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھدے بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پاسے ورنہ واپس لیں (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمد کی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرارنامہ کے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈہا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کرلو۔ مراد پلنے پر دینا کسکو گران ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزان ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ہے برباد وہ شجر ہے کہ جسکا ثمر نہیں ہاں تمام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست وپرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائیے جن لاولدوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد برآئی۔ ان کی تحریریں لاحظہ فرمائیے تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط وکتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست وامراء حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنی ہیں۔

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جن کے اولاد نہ ہو	[illegible]	۱۰	قولنج دردی۔	[illegible]	۱۹	لقوہ	[illegible]	۲۸	نل اترنا	[illegible]
۲	جنکے اولاد چھوٹی مرجاوے	[illegible]	۱۱	سوزاک۔	[illegible]	۲۰	بھگندر	[illegible]	۲۹	طول وعرض وعمق دوایہ	[illegible]
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	[illegible]	۱۲	سرعت	[illegible]	۲۱	ناسور	[illegible]	۳۰	خضاب سالانہ	[illegible]
۴	جسکا حمل ۶-۷-۸ ماہ کا گرجاوے	[illegible]	۱۳	جریان	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی وبادی	[illegible]	۳۱	نزلہ وزکام	[illegible]
۵	کمزوری	[illegible]	۱۴	غلط کاری۔	[illegible]	۲۳	ادہرنگ	[illegible]	۳۲	تسہیل ولادت	[illegible]
۶	مرگی	[illegible]	۱۵	گنٹھیا۔	[illegible]	۲۴	ضیق النفس۔	[illegible]	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	[illegible]
۷	تپ دق	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ	[illegible]	۲۵	پتھہ	[illegible]	۳۴	بخار تیجہ وچوتھائیہ وروزانہ۔	[illegible]
۸	ضعف باہ	[illegible]	۱۷	ضعف بصر	[illegible]	۲۶	آتشک	[illegible]	۳۵	ضعف ہضم	[illegible]
۹	ضعف جگر	[illegible]	۱۸	سبل	[illegible]	۲۷	آتشک کل بدن	[illegible]	۳۶	سرسام	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھے چوک کرموں فقط

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اسی سرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۲ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ۳ تین روپیہ - خالص ممیرہ فی ماشہ ۸ آٹھ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین - نقلی و جعلی ممیرے کے اشتہارون سے ضرور بچنا چاہیئے -

المشتہر پروفیسر میا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے اس امر کی تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھون سے پانی کا جاری رہنا دھند - سرخی ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین - جلن اور کمزوری نظر ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسکے بعد سپیدی کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر یا زہریلی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کیلئے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ [illegible] عمر ۵۰ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے - اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین انمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کیواسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مینے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لوگون کی تسلی تک مین اسی مطلب کیلئے تاریخ ۱۹۰۹ء مین جمع کیا گیا ہے

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و پروپرائٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان مین چھاپا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

نمبر ۱۶ | قادیان دارالامن والامان ۵ مئی سنہ ۱۸۹۹ء ۶ | جلد ۳

ایڈیٹوریل جملے

دین الٰہی کیا ہے

اس سوال کا جواب دیتے وقت ہم فلسفیانہ مباحث پر نظر نہ کرینگے بلکہ کتاب اللہ سے مختصر الفاظ مین بتلا دین گے کہ دین الٰہی کیا ہے؟ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام (پارہ ۳ رکوع دس) یعنی کامل اور سچا دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے۔ پس دین الٰہی کا اطلاق اگر کسی مذہب و ملت پر ہو سکتا ہے تو وہ اسلام ہے اسلام کیا ہے؟ مختصر الفاظ مین تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔

پانی نہ پیو

رات کا گرم کیا ہوا دن کو اور دن کا گرم کیا ہوا رات کو کہتے ہین اس سے سرسام کا اندیشہ ہے۔ اور اُس پانی کو ہرگز منہ نہ لگاؤ جو گاڑھا چکنا بودار یا رنگین ہو یا جسمین جانور پڑ گئے ہون۔ برف اور شورہ کا ٹھنڈا کیا ہوا پانی مفید تشنگی ہے اور مسکن اجزائے خون ہے مگر اعصاب کے لئے سخت مضر ہے۔ جس پانی مین اشیاء ملی ہوئی ہون یا جس کے پاس سڑے نباتات جمع ہون یا جس کے قریب بول و براز پڑا ہوا اسکو زہر قاتل سمجھنا چاہئے سرد پانی ہچکی بخار درد پسلی درد حلق درد شکم مین پینا مناسب نہین پانی نہ پیو۔ کھڑے کھڑے چلتے ہوئے چت لیٹے ہوئے یا بیٹھے بیٹھے جھک کر روغنی کھانے کے بعد سات کو ۴ بجے سے ۸ بجے تک کھانا کھاتے نصف گھنٹہ پہلے تک۔ نیند سے اُٹھکر بغیر منہ دھوئے۔ ورزش و قرأت کے بعد جبکہ پسینہ آیا ہو۔ محنت اور راستہ کی تکان و اجابت و قے کے بعد اور دودھ پینے سے پہلے یا بعد یہ ہدایتین جن احباب کی نظر سے گذرین وہ اگر ایک مرد عورت بچہ کو سمجھا دین اسکا ایسا ہی ثواب ہوگا جیسا کہ پیاسے کو پانی پلانے سے۔

شرح صدر کے اسباب کیا ہین

مندرجہ ذیل اسباب ہین جنکے ذریعہ سے شرح صدر ہو سکتی ہے

(الف) اَلتَّوْحِیْدُ عَلٰی کَمَالِہٖ وَقُوَّتِہٖ وَزِیَادَتِہٖ
(ب) اَلْاِیْمَانُ۔
(ج) اَلْعِلْمُ۔
(د) اَلْاِحْسَانُ۔
(ہ) اَلشَّجَاعَۃُ
(و) ترک فضول۔ النظر والکلام والاسماع۔ اَلْاَکْلُ۔ وَالنَّوْمُ۔

یاد رکھو عجز اور کسل سے تمام نیکیان زائل ہو جاتی ہین اور شر پیدا ہو جاتے ہین۔ عجز کیا ہے اُن اسباب کا ترک کر دینا جو اللہ تعالیٰ نے اُن نتائج حسنہ سے وابستہ کر رکھے ہین جو انسان کے لئے معاد معاش کے واسطے رکھے ہین۔

انیسوین صدی کی ایک اور ایجاد

انیسوین صدی کی حیرت انگیز ایجاد و نمین سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک فرانسیسی بحری انجینیر مالیر ڈی ہوتی نامی نے اپنی اعلیٰ درجہ کی دماغی قابلیت سے مٹی کے تیل کو منجمد کرنیکی ترکیب نکالی ہے اس سے تیل منجمد ہو کر صابن کی ٹکیہ کی طرح بنجاتا ہے ان ٹکیونسے نہ بدبو نکلتی ہے اور نہ دھوان اور نہ وہ گرمی سردی سے متاثر ہوتی ہین اس ایجاد سے دو بڑے فائدے تو سردست یقینی ہین کہ انکی بار برداری مین سیال حالت کی نسبت

خطبہ عید اضحی

جو مولٰنا مولوی نور الدین صاحب نے ۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء کو پڑھا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

یہ آیت شریف قرآن مجید میں کسوقت نازل ہوئی ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ایک آیت آپ کی کتاب میں ہے اگر ہماری کتاب میں ہوتی تو وہ جس دن اتری تھی اُسے عید کا دن قرار دیتے حضرت عمر نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے تو اُس نے یہ آیت پڑھی **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** جناب عمر نے فرمایا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی کسوقت نازل ہوئی کہاں نازل ہوئی میں اسے خوب جانتا ہوں وہ جمعہ کا دن تھا وہ عرفہ کا دن تھا وہ اسی عید نحر کا مقدمہ تھا - عرفات میں نازل ہوئی تھی - اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸۱ روز زندہ رہے یوں تو اللہ جل شانہ کا نزول ہر روز خاص طرز پر رات کے آخر ثلث میں ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن ۵ دفع اور عرفات کو ۹ دفع نزول ہوتا ہے۔

احادیث صحیحہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ شیطان ایسا کبھی یاس میں نہیں ہوتا جیسے عرفات کے دن یہ وہ دن ہے کہ اللہ جل شانہ نے ہماری بقاء دینیہ کے لئے جس کتاب کو نازل فرمایا تھا اُسے کامل کر دیا کامل دین جسکا نام **اسلام** ہے اُسے اُسی دن کامل کر دیا جس دین کی متابعت ضروری اور اس پر کاربند ہونا سعید انسان کو لازم ہے اُس کے اصول اور فروع اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسدن میں تمام و کامل کر دئے وہ چیز جسکو کامل طور پر ہمیں نہیں بلکہ دنیا کو پہنچانے کے لئے سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری دعاؤں اور کل طاقتوں اور مساعی جمیلہ کو پورے طور پر لگایا تھا اُسکا نام اسلام ہے اور اُس کی تکمیل کا دن جمعہ کا مبارک دن اور عرفات کا پاک دن ہے

تمام ادیان مروجہ اور مذاہب موجودہ کا مقابلہ کرنا چاہیں اور غور کر کے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ کیا بلحاظ اصول کے اور کیا بلحاظ حفظ اصول اور فروع کے وہ اسلام کے مقابلہ میں کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتے اور بالکل ہیچ دکھائی دیتے ہیں اس کے اہم ترین امور میں سے اللہ جلشانہ کا ماننا اسکو اسماء حسنیٰ اور صفات و محامد میں یکتا و بے ہمتا ماننا ہے جسکا خلاصہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** میں موجود ہے جسکا نام افضل الذکر ہے اور جسکی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کل نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ ہے جسکو اللہ تعالےٰ پسند فرماتا ہے - اور آج میں بھی کہتا ہوں -

اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

اس کی حقیقت یہ ہے انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی کی برابر اور ہستی کو یقین نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء میں افعال میں یکتا وجود و بقا میں یکتا تمام نقائص سے منزہ اور تمام خوبیوں سے معمور یقین کرے وہی سید و [illegible] ہے اُس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت جائز نہیں۔ عبادت کا مدار ہے حسن و احسان پر پھر [illegible] درجہ کامل کس میں موجود ہیں؟ اسی میں [illegible] دیکھو تم کچھ نہ تھے تم کو اس نے بنایا ایسا [illegible] دانشمند انسان بنا دیا - بچے تھے ماں کی چھاتی میں دودھ پیدا کیا - سانس لینے کو ہوا پینے کو پانی کھانے کو قسم قسم کی لطیف غذائیں طرح طرح کے نفیس لباس - اور آسائش کے سامان کیسے دئے خدا [illegible] کی چیز ہے جو انسان کو فطرۃً مطلوب ہے اور اس [illegible] سچی بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسان اور افضال کو کوئی گن ہی نہیں سکتا حسن دیکھو تو کیسا اکمل - ایک ناپاک قطرہ سے کیسی خوبصورت شکلیں بنائیں کہ انسان محو ہو رہ جاتا ہے [illegible] دل خوش کن کونپل نکالتا ہے انار کے دانے کس لطافت اور خوبی سے لگاتا ہے - ادھر دیکھو اُدھر دیکھو آگے پیچھے دائیں بائیں جدھر نظر اُٹھاؤ گے اُس کے حسن کا ہی نظارہ نظر آئے گا - اور یہ بالکل سچی بات ہے **وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ**

ساری دنیا میں جسقدر مذاہب باطلہ ہیں انہیں دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے کسی اسم یا صفت کا انکار کیا ہے اور اسی انکار نے انکو بطلان پر پہنچا دیا ہے ایک بت پرست اگر خدا تعالےٰ کو علیم خبیر سمیع بصیر قادر جانتا ہے تو کیوں پتھر شجر ہوا سورج چاند اور ارذل ترین چیزوں کے سامنے سجدہ کرتا اور کیوں اُنکی اُستتی کرتا ہے - اور کوئی جواب نہیں ملتا تو یہی عذر تراش لیا کہ ہماری عبادت صرف اسی لئے ہے کہ یہ اصنام و معبود ہمکو خدا تعالیٰ کی حضور پہنچا دیں اور مقرب بارگاہ الٰہی بنا دیں

اصل یہی ہے کہ وہ اثبات کے قائل نہیں ہیں کہ خدا تعالےٰ ہر غریب و گنہگار کی آواز سنتا ہے اور ہر ایک دور شدہ کو نزدیک کرنا چاہتا ہے اونچی آواز سے پکارو یا دھیمی آواز سے وہ سمیع ہے اگر ایسا مانتے تو

کبھی کبھی وہ مخلوق عاجز اور ناکارہ مخلوق کے آگے یا ان اشیاء کے آگے جو انسان کے لئے بطور خادم ہیں سر نہ جھکاتے اور یوں اپنے ایمان کو نہ ڈبوتے۔

عیسائی مذہب کو اگر دیکھیں تو یہ بطلان پرستی کیوں انہیں پیدا ہوئی صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی صفات اور اسماء کا انکار کیا۔ ایک طرف زبان سے خدا تعالیٰ کو قدوس اور رحیم اور عادل خدا پکار رہے ہیں مگر اپنے معتقدات اور ایمان سے بتلاتے ہیں کہ جسکو خدا مانا ہے وہ ساری برائیوں اور بدیوں کا مورد ہے خدا کو عادل قرار دیتے ہیں مگر گنہگاروں کے بدلے ایک بیگناہ کو سزا دیکر بھی اس کے عدل کو قائم رکھ سکتے ہیں۔

آریہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو سرب شکتیمان تو مانتا ہے لیکن خالق کل نہ ہونے کی اسے مقدرت نہیں ایک ایک ذرہ کو علحدہ سمجھتے ہیں اور روحوں کو مخلوق نہیں مان سکتے ان کے خواص گن کرم سبھاؤ سب کے سب انادی اور خدا تعالیٰ کے ہمتا اور شریک سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو اس بات پر قادر نہیں مان سکتے کہ وہ بڑے سے بڑے بھگت اور پریمی کو بھی ابدی نجات دے بلکہ ابدی نجات کا دینا گویا خدا تعالیٰ کو خدائی ہی سے دست بردار کرنا چاہتے ہیں۔ معاذ اللہ منہا

برا ہمو لوگوں کو دیکھو تو خدا تعالیٰ کی بڑی تعریفیں کریں گے مگر خدا تعالیٰ کی اس صفت سے انکو مطلق انکار ہے جس سے وہ ہدایت نامہ دنیا میں بھیجتا اور انسان کو غلطیوں سے بچانے کے لئے رہنمائی کرتا ہے اور نہیں مانتے کہ یرسل الرسول بھی خدا تعالیٰ کی کوئی صفت ہے الغرض ہر ایک مذہب پر اگر غور اور دھیان کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام کے انکو اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات پر ایمان نہیں رہا کوئی اسم اعلیٰ طور پر ایسا نہیں جسکے معنی مسلمان اعلیٰ طور پر نہیں کرتے۔ کسی نے کیا چھوٹا اور سچا فقرہ کہا ہے

مسلمان خدا کے سامنے شرمندہ ہونے کے قابل نہیں۔*

لیکن اس نعمت کی قدر کیا ہوسکتی ہے؟ کیا تم لوگوں میں خدا کے سوا دوسرے کی پرستش نہیں ہوتی؟ کیا غفلت نہیں رہی؟ کیا برادری اور اخوت کا وہ بے نظیر اور قابل قدر مسئلہ جو مخلوقات کو سکھلایا گیا تھا اور یہ بتلایا گیا تھا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنے تم میں معزز اور زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ تر متقی ہے جسقدر نیکیاں اور اعمال صالح کسی میں زیادہ تر ہیں وہی زیادہ معزز و مکرم ہے کیا بیجا شیخی اور انانیت پیدا نہیں ہو رہی۔ پھر بتلاؤ کہ اس نعمت کی قدر کی تو کیا کی۔ یہ اخوت اور برادری کا واجب الاحترام مسئلہ اسلام کے دیکھا دیکھی اب اور قوموں نے بھی لے لیا۔ پہلے ہندو وغیرہ قومیں کسی دوسرے مذہب وملت کے پیرو کو اپنے مذہب میں ملانا عیب سمجھتے تھے اور پرہیز کرتے تھے مگر اب شدہ کرتے اور ملاتے ہیں۔ گو کامل اخوت اور سچے طور پر نہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غور کرو کہ حضور نے اپنی عملی زندگی سے کیا ثبوت دیا۔ کہ زید جیسے کے نکاح میں شریف بی بیاں آئیں۔ اسلام! مقدس اسلام نے قوموں کی تمیز کو اٹھا دیا جیسے وہ دنیا میں توحید کو زندہ اور قائم کرنا چاہتا تھا اور چاہتا ہے اسیطرح ہر بات میں اس نے وحدت کی روح پھونکی اور تقویٰ پر ہی امتیاز رکھا قومی تفریق جو نفرت اور حقارت پیدا کرکے شفقت علیٰ خلق اللہ کے اصول کی دشمن ہوسکتی تھی اسکو دور کردیا ہمیشہ کا منکر خدا رسول کا منکر جب اسلام لاوے تو تبلیغ کہلاوے یہ سعادت کا تمغہ! یہ سیادت کا نشان جو اسلام نے قائم کیا تھا صرف تقویٰ تھا اب بتلاؤ ایسے انعام اور ایسے فضل کے نازل ہونے کے بعد اب کیا حالت موجود ہے

کیا وہی اتحاد و برادری ہے؟ کیا اسماء الٰہی پر ویسا ہی یقین کامل ہے؟ وہ کتاب جسنے غافل و بدمست قوم کو ہشیار کرکے دکھا دیا تھا اور جسنے عرب جیسی اکھڑ قوم کو ہمدردی اخوت کا ایک پاک نمونہ دنیا میں بنا کر دکھا دیا کیا اسکی ایسی قدر اور عظمت ہے جو اس کے اتباع اور عمل درآمد کا نام ہے؟ کیا مسلمان کہلانیوالے کتاب اللہ رسول اللہ کی ایسی ہی عزت کرنیوالے چست و چالاک ہیں جیسے صحابہ تھے؟ سب باتوں کا جواب مجھے اندیشہ ہے کہ اگر دیا جائے دلوں کو نہ ہلا دے۔ میں دیکھتا ہوں عقاید کا حال خدا ہی کو معلوم ہے دل کی باتیں تو وہی جانتا ہے جو علیم بذات الصدور ہے مگر یہ بات تو مانی ہوئی ہے کہ انسان کے دل کا جوش نوری پر ضرور جلوہ گری کرتا ہے کون ہے جو یہ جانتا ہو کہ آگ جلاتی ہے اور پھر اسمیں ہاتھ ڈالدے۔ کون گڑھے میں عمداً گر سکتا ہے روٹی کو بھوک کا علاج جانتے ہو اور پیاس کا علاج پانی جانتے ہو تو بھوک کیوقت روٹی اور پیاس کیوقت پیتے ہو پھر جب کوئی انسان یہ اصول مانتا ہے کہ خدا تعالیٰ علیم و خبیر سمیع و بصیر ہے تو پھر قیاس کرے کہ ان اسماء حسنیٰ کو مانکر بھی بدمعاشیوں اور بدکاریوں کے ارتکاب میں کیوں دلیری کرتا ہے ہندو دھرم سکھ آریہ عیسائی وغیرہ قسم قسم کی مخلوق موجود ہے اور ان کے اخلاق ظاہری اور افعال و اقوال دیکھلو اور پھر اپنے افعال و اعمال کا معائنہ کرو تم میں تو خاص نعمت اتری تھی اور پھر اسکی تکمیل ہوئی تھی اب اس نعمت کے لینے کے بعد اور قوموں میں اور تم میں کیا امتیاز ہوا۔ صحابہ کرام میں اخوت کا مسئلہ ایسا تھا کہ وہ اس امر کو تکملہ ایمان سمجھتے تھے کہ جب تک اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی نہ چاہیں جو خاص اپنی ذات کے لئے چاہتے تھے۔

دوسرے کی عزت و آبرو دوسرے کے آرام وچین کے لئے ایسی ہی کوشش کرو جیسی اپنی لئے کرتے ہو۔ مگر جب اپنے آپ ہی کو غفلت میں ڈال رکھا ہے تو دوسرے کی بہتری کی کیا امید!!! کرتے نفاق ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ نعمتیں ملیں جو اتفاق میں ہیں

---

* یہ فقرہ حضرت امام الوقت اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے ایسا خدا مانا ہے کہ وہ انکو کبھی کسی کے سامنے شرمندہ نہیں ہونے دیگا کہ ہمارے خدا میں یہ بات نہیں یا وہ بات نہیں جو اور مذہب کے لوگوں کو پیش آتی ہے۔ جیسے آریاؤں کا خدا خالق اور نجات دہندہ نہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایڈیٹر

....

جہالت میں پڑے ہیں اور چاہتے ہیں کہ علم کی عزت و آبرو ملے - غفلت میں سرشار ہیں اور ہوشیاری کی لذت کے خواہان - علم - ان صحیح علم کے مطابق عمل نہیں کرنا چاہتے مگر اجر وہ لینا چاہتے ہیں جو عاملین کو ملتے ہیں مکہ کے کفار کہتے تھے کہ ہم پر سولون والی بات کیون نازل نہیں ہوتی - بہت سے تم میں سے ہیں جو چاہتے ہیں ہم الہام کیون نہیں سنتے - ہماری دعائیں قبول کیون نہیں ہوتی ہم کیون آسودہ حال نہیں ہوتے - مگر یہ تو بتلاؤ کہ کتاب اللہ کے مطابق عمل درآمد کرنے میں تم نے کسقدر محنت اٹھائی ہے انصاف تو یہی ہے کہ جسقدر روپیہ اور عمر کو سونے وسا کرنے میں صرف کیا ہے کیا قرآن کریم کے مطالب پر اطلاع پانے اور اسکو دستور العمل بنانے میں اس سے آدھا بھی کیا ہے؟ خدا کے حضور بخیلی نہیں اس کے ہاں بخل نام کو نہیں پھر یہ محرومی کیون؟ یہ سچی بات ہے ہر ما ظلمهم الله ولكن كانوا انفسهم يظلمون ه اللہ تعالی نے تو کسی کی جان پر ظلم نہیں کیا مگر بات یہ ہے کہ لوگ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں - پس اللہ تعالی کی نعمت کی قدر کرو - اس نے خاتم الانبیا بھیجا - کتاب بھی کامل بھیجی کتاب کے سمجھانے کا خود وعدہ کیا اور ایسے لوگوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا جو آ آکر خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں اس زمانے ہی کو دیکھو کہ ليستخلفنهم کا وعدہ کیا سچا اور صحیح ثابت ہوا - اس کا رحم اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے مگر انسان کو بھی لازم ہے کہ خود بھی قدم اٹھاوے یہ بھی ایک سنت ہے چلی آتی ہے کہ خلفا پر مطاعن ہوتے ہیں آدم پر مطاعن کرنے والی خبیث روح کی ذریت بھی ابتک موجود ہے - صحابہ کرام پر مطاعن کرنیوالے روافض اب بھی ہیں - مگر اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے انکو تمکنت دیتا ہے اور خوف کو امن سے بدل دیتا ہے سچے پرستار الہی اور مخلص عابد بنو - خدا کیطرف قدم اٹھاؤ یہان بھی رضيت لكم الاسلام دینا فرمایا - اسلام کا لفظ چاہتا ہے کہ کچھ کر کے دکھاؤ

موجودہ حالت میں ہم نے اہم سے مراد وہ لوگ ہیں جنھون نے امام کے ہاتھ پر توبہ کی ہے اور مسلمانون سے بڑھکر امتیاز پیدا کیا ہے - ہم میں ملہم ہے ہم میں مامور اور امام ہے ہم میں وہ ہے جسکی خدا تائید کرتا ہے جس کے ساتھ خدا کے بڑے بڑے وعدے ہیں اسکو حکم اور عدل بنا کر خدا نے بھیجا ہے - مگر تم اپنی حالتون کو دیکھو - کیا مدد اور عمل درآمد کے لئے بھی ایسا ہی قدم اٹھایا ہے جیسا کہ واجب ہے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے سورہ ھود نے بوڑھا کر دیا اسمین کیا بات تھی فاستقم كما امرت تم سیدھی چال چلو نہ صرف تم بلکہ تیرے ساتھ والے بھی - یہ ساتھ والوکو جنے حضور کو بوڑھا کر دیا انسان اپنا ذمہ وار تو ہو سکتا ہے مگر ساتھیون کا ذمہ وار ہو تو کیونکر؟ بس یہ بہت خطرہ کا مقام ہے ایسا نہ ہو کہ تمھاری غفلتون سے اللہ تعالی کے وہ وعدے جو تمہارے امام کے ساتھ ہیں پورا ہونے میں معرض توقف میں پڑیں - موسی علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کے ساتھ کنعان پہنچانے کا وعدہ تھا مگر قوم کی غفلت نے اسے محروم کر دیا - پس اپنی ذمہ واریون کو سمجھو! اور خوب سمجھو - غفلت چھوڑ دو اور اس نعمت کی قدر کرو جو آج کے مبارک دن میں پوری ہوئی - میں پھر کہتا ہون کہ قربان بردار بنکر دکھاؤ -

---

اس خطبہ کا دوسرا حصہ جسمین سورہ کوثر کی مختصر تفسیر ہے دوسرے نمبر میں درج ہوگا انشاء اللہ تعالے
بجوہ قوتہ

ایڈیٹر

لا جبر و لا اختیار

گو گذشتہ نمبر میں اس عنوان سے چند سطرین ہم نے لکھی تھین - تاہم غلطی سے اختیار کی جگہ قدر کا لفظ لکھا گیا تھا جو بعد میں سرخی سے درست کر دیا گیا تھا تاہم اصلاح مزید اور صحت کی غرض سے پھر اسکی تصریح مناسب سمجھی -

اسلامی شریعت کی ناواقفی اور کم سمجھی کیوجہ سے مسئلہ تقدیر پر جو تمام بلند پروازیون کا سرچشمہ اور تمام ترقیون کی جڑ ہے بعض نادانون نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ جب تمام امور اور افعال پر اللہ تعالی نے انسان کو مجبور کر دیا ہے پھر دوزخین بھیجنے کیا معنی!

ایسے معترض جو اپنے آپ کو نئی روشنی کے فرزند قرار دیتے ہیں - یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان فطرتاً مختار مطلق ہے وہ جو چاہے کرے - مگر ایسے دانشمندون کی سمجھ پر افسوس آتا ہے جو انسان کو مختار مطلق بھی مانتے ہیں اور پھر یہ مانتے ہیں کہ اُسے بداعمال کی سزا ملتی ہے خواہ وہ تناسخ کا جیل ہی کیون نہو؟

اصل یون ہے کہ جیسے ایک مجبور کو سزا دینا بھی انصاف نہیں ہو سکتا اسیطرح جب ایک شخص کو پوری آزادی دیدی گئی تو جو چاہے کرے پھر اس کے کسی فعل پر مواخذہ کرنا کیا عقلمندی اور انصاف پسندی ہے!!!

پس اب معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ اسی ہیئت اور حیثیت میں درست اور تمام ترقیون کی اصل ہے جو اسلام نے قرار دیا ہے - جسطرح پر اسلام نے بیان فرمایا ہے اسلام نے انسان کو نہ مجبور مطلق قرار دیا ہے نہ مختار مطلق بلکہ بعض افعال ایسے ہیں جو انسان کی طاقت کے اندر ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ وہ اُن پر کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتا جیسا ہم پچھلے نمبر میں بیان کر آئے ہیں یہ بھی ہم لکھ آئے ہیں کہ اسلامی شریعت کا فتوی صرف ان افعال اور امور پر ہے جو انسان کے حیطہ اقتدار میں ہیں - پھر تقدیر کیا ہے -؟

تقدیر سے مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالے نے ہر ایک چیز کو اس وسیع دنیا میں ایک اندازہ پر بنایا ہے اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ قرار دیا ہے جیسے آنکھیں دیکھتی ہیں سن نہیں سکتیں - زبان گویا ہے دیکھ نہیں سکتی - آگ میں ہاتھ ڈالو گے تو جل جائیگا وغیرہ وغیرہ پس اب مطلب صاف ہے کہ تقدیر سے

کیا معنی ہیں۔

اب یہ اسلام کا فخر ہے کہ اس نے تقدیر کا مسئلہ بیان کر کے ترقی کی راہ کھولدی۔ کیونکہ جب کہ نقصان رسان چیزوں کے اور نفع بخش اشیا کے اندازے اور علم کا نام تقدیر ہے۔ تو جیسے کریگا ویسا پاوے گا۔

دلچسپ چٹھیان

ایک شخص مسئلہ قربانی پر سوال کرتا ہے کہ یہ خلاف رحم ہے؟ اُسکا جواب دیا گیا ہے

السلام علیکم۔ آپ کا خط بنام حضرت امام پہنچا۔ اور جواب کے لئے مجھے مرحمت ہوا۔ قربانی کے متعلق چند امور آپ یاد رکھیں اور ان پر خوب غور کریں

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک اللہ تعالےٰ کے منکر دوسرے قائل۔ منکروں کے نزدیک تو رحم کیا بلا ہے۔ اعتراض ہی نہیں اور نہ آپ کیطرف ان کے متعلق کچھ لکھنا مفید ہے۔

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے قائل ہیں اور آپ بھی انہیں سے معلوم ہوتے ہیں وہ ذرا غور کریں۔

ہوا میں نظر کریں باز شاہین شکرہ کسقدر شکار کرنیوالے جانور موجود ہیں اور کسطرح پرندوں کو پکڑ کر کھا جاتے ہیں۔ ذرہ بھی رحم نہیں کرتے کیا بازوں کو اللہ تعالیٰ نے نہیں بنایا

اسی طرح جنگلوں میں شیروں چیتوں شکار کرنیوالے جانوروں کو کیسے بنایا۔ بلی کسطرح چوہوں کو پکڑ کر ہلاک کرتی ہے پس ایسے بیرحم جانور کس کے بنائے ہوئے ہیں غور کرو پانیوں میں بھی شکار کرنیوالے جانور موجود ہیں۔

بلکہ بہت غور کرو تو حضرت ملک الموت کو دیکھو کیسے کیسے انبیاء و رسل بادشاہ بچے غریب امیر سوداگر سب کو مار کر ہلاک کرتے ہیں

اور دنیا سے نکالدیتے ہیں۔

پھر غور کرو۔ اگر ہم جانوروں کو عید اضحی پر ذبح نہ کریں اور ہمارا ذبح کرنا رحم کے خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ اور ان پر رحم ہوگا کہ وہ نہ مریں پس ہماس تمہید کے بعد گذارش ہے کہ اگر جانوروں کو ذبح کرنا رحم نہیں تو شکاری اور گوشت خور اللہ کریم پیدا نہ کرتا۔

نیز اگر ذبح نہ کیا جاوے تو خود بیمار ہو کر مرینگے پس غور کرو ان کے مرنے میں کیسی تکالیف ان کو لاحق ہوں گی۔

پھر اگر ایسا ہی رحم ہے تو اپنے مطلب کو جانوروں سے ہل چلوانا ان کو لادنا ان کے بچے باندھکر ان کا دودھ لینا کیسی بیرحمی ہوگی ہمیں تعجب آتا ہے کہ وہ لوگ ایسے صوفی کون ہیں جو لوگ قربانی [illegible]لف ہیں خود سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ قربانی کی اور حجۃ الوداع میں سو اونٹ قربانی فرمایا۔

میری نصیحت ہے کہ آپ ایکبار یہاں تشریف لاویں تو پھر آپ کو ایسے مسائل پر مفصل سنایا جاوے خطوط بہت آتے ہیں زیادہ مفصل نہیں لکھ سکتے ضرور ایکبار تشریف لاویں۔ نورالدین ۲۶ اپریل ۱۹۰۹ء از قادیان۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) موسم میں خاصی تبدیلی ہو چلی۔ گرمی اپنا جوبن دکھلانے لگی

(۲) کچھ دنوں سے سید عبد الغنی (المرسی زادہ) بغدادی اور محمد علی صاحب ترک آئے ہوئے تھے ۲۹ اپریل ۱۹۰۹ء کو واپس روانہ ہوئے۔

(۳) حضرت اقدس بفضلہ تعالےٰ مع خاندان وجمیع خدام بخیریت اللہ تعالیٰ کے انعامات و برکات سے حصہ لے کر فیض پہنچا رہے ہیں۔ کتاب مسیح ہندوستان میں (اردو زبان میں) چھپنی شروع ہوگئی ہے۔ ایک بے نظیر کتاب ہوگی جو مذہبی عیسائی دنیا میں

ایک انقلاب پیدا کریگی۔ کیونکہ دلائل قویہ و صحیح قیمہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح نے ہندوستان میں آکر وفات پائی اور بروزی طور پر انڈیا ہی میں پھر آیا ہے۔

(۴) یکم مئی ۱۹۰۹ء سے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا پرائمری ڈیپارٹمنٹ موسمی تعطیلات کے بعد کھل گیا ہے۔ مدرسہ کی عمارت جو ضروریات کے غیر مکتفی تھی وسیع ہو رہی ہے اور میدان مرغوب ہے مہتمم مدرسہ کے اہتمام میں تعمیر کا کام شروع ہے ہمارے دوستوں کو عمارت فنڈ کے مد میں امداد کا قدم بڑھانا چاہیئے۔

(۵) حکیم فضل الدین صاحب واپس بھیرہ تشریف لے گئے

(۶) پیر محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سجادہ نشین چار قطب ہانسوی آج کل قادیان میں چند روز کے لئے وطن واپس جاکر پھر مستقل طور پر یہاں میں اقامت گزین ہوں گے۔

دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرو

آئینہ حق نما جو پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کا تھا تو اب قریبًا فروخت ہو چکا صرف چار باقی ہیں اس لئے اکثر احباب صرف ایک تھ[illegible] بعد دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے[illegible]

نیز

تقریر حضرت اقدس کی کاپیاں قریبًا ڈیڑھ سو باقی ہیں جو صاحب چاہیں قیمت بھیجکر منگا[illegible]

مینیجر الحکم۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ شفاخانہ صدر گوڑگانوہ سے پلیگ ڈیوٹی موضع ماہلپور ضلع ہوشیارپور میں تشریف لے گئے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کے خط سے معلوم ہوا کہ ماہلپور میں دو تین کیس طاعون کے ہوئے اور وہ بھی کچھ مشتبہ سے ہیں۔

مکتوب امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب زاد اللہ فی برکاتہم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آنمخدوم کا عنایت نامہ پہنچا سبحان اللہ کیا جوش ہے کہ خداوند کریم نے آپ کے دلمین ڈالدیا اور ایسا ہی آپ کے دوست مولوی عبدالقادر صاحب کے دلمین - خداوند کریم بندوں کے صدق اور انکی نیات کو خوب جانتا ہے جو شخص اُس کے لئے کوئی درد اٹھاتا ہے اُسکا عمل کبھی ضائع نہیں ہوگا - اس کی نظر عنایت اگرچہ دیر سے ظاہر ہو مگر جب ظاہر ہوتی ہے تو وہ کام کر دکھاتی ہے جسکی عاجز بندہ کو کچھ امید نہیں ہوتی - خداوند کریم آپ کو اس دلی جوش مین مدد کرے اور اپنی عنایت خاصہ سے ثابت قدمی بخشے اور ابتلا سے محفوظ رکھے اور آپ بھی ثابت قدمی کیلئے دعا کرتے رہین کیونکہ بڑے بڑے کاموں مین ابتلا بھی بڑی بڑی پیش آتی ہین اور انسان ضعیف البنیان کی کیا طاقت ہے کہ خود بخود بغیر عنایت ورحمانیت حضرت احدیت کے کسی ابتلا کا مقابلہ کر سکے پس ثبت اقدام اُسی سے مانگنا چاہئے اور اُسی کی حول وقوت پر بھروسا کرنا چاہئے ہم سب لوگ بغیر اُس کے فضل واحسان کے کچھ بھی نہین - آپ نے لکھا تھا کہ بعض لوگ یاوہ گوئی کرتے ہین - سو آپ جانتے ہین کہ ہر ایک امر خداوند کریم کے ہاتھ مین ہے کسی کی فضول گوئی سے کچھ بگڑتا نہیں اسی طرح پر عادت اللہ جاری ہے کہ ہر ایک مہم عظیم کے مقابلہ پر کچھ معاند ہوتے چلے آئے ہین خدا کے نبی اور اُن کے تابعین قدیم سے ستائے گئے ہین سو ہم لوگ کیونکر سنت اللہ سے الگ رہ سکتے ہین وہ اندر کی باتیں جو پھیر ظاہر کی جاتی ہین ہنوز انہین کچھ بھی ظاہر نہین کئی مکروہات درپیش ہین جنہین خدا کی حفاظت دور کرتی ہی اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اُس کا فعل قابل اعتراض نہین جو کچھ کرتا ہے بہت اچھا کرتا ہی کسیکی کیا طاقت ہے کہ کچھ بول سکے جب تک اس بولنے مین انسان کچھ حکمت نہو اور کم سے کم یہی حکمت ہی کہ جن مردوں نے سچائی کی راہ پر قدم مارا ہے اُن کیلئے یہ ابتلا درپیش رہا ہے اور اس ابتلا پر ثابت قدم رہنے سے وہ اجر پاتے ہین احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔

آج قبل اس خط کے یہ الہام ہوا -

کذب علیکم الخبیث کذب علیکم الخنزیر عنایت اللہ حافظك انی معك اسمع ولدی الیس اللہ بکاف عبدہ فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا - ان الہامات مین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی ناپاک طبع آدمی اس عاجز پر کچھ جھوٹ بولے گا یا جھوٹ بولا ہو مگر عنایت الٰہی حافظ ہے - اب سوچنا چاہئے کہ جب ہر ایک موذی اور معاند اور دروغگو اور بہتان طراز کے شر سے خود خداوند کریم بچانے کا وعدہ کرتا ہی تو پھر کس سے بجز اُس کے خوف کرین - چند روز ہوئی کہ خداوند کریم کیطرف سی ایک اور الہام ہوا تھا کچھ حصہ اُس مین سے پہلے بھی الہام ہو چکا ہے مگر یہ الہام مفصل ہوا اور اس سے خداوند کریم کی جو کچھ عنایت اس عاجز اور اس عاجز کے دوستوں پر ہے ظاہر ہے اور وہ یہ ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - انی متوفیك ورافعك الی وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ - وقالوا انی لك ھذا قل ھو اللہ عجیب یجتبی من یشاء من عبادہ

اور یہ آیت کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ بار بار الہام ہوے اور اس قدر متواتر ہوے کہ جنکا شمار خدا کو ہی کو معلوم ہے اور اس قدر زور سے ہوے کہ میخ فولادی کیطرح دل کے اندر داخل ہے اس سے یقینا معلوم ہوا کہ خداوند کریم ان سب دوستوں کو جو اس عاجز کے طریق پر قدم مارے بہت سی برکتیں دیگا اور انکو دوسرے طریقوں کے لوگوں پر غلبہ بخشیگا اور یہ غلبہ قیامت تک رہیگا اور اس عاجز کے بعد کوئی ایسا مقبول آنیوالا نہین جو اس طریق کے مخالف قدم مارے اور مخالف قدم ہوگا اسکو خدا تباہ کریگا اور اُس کے سلسلہ کو پائیداری نہین ہوگی خدا کی طرف سے وعدہ ہے جو ہرگز تخلف نہین کریگا اور کفر کے لفظ سے اسجگہ شرعی کفر مراد نہین بلکہ صرف انکار سے مراد ہی غرض یہ وہ سچا طریق ہے جسمین ٹھیک ٹھیک حضرت نبی کریم کے قدم پر قدم ہے اللھم صل علیہ وآلہ وسلم آپ درود شریف کے پڑھنے مین بہت ہی متوجہ رہین اور جیسا کوئی فی الحقیقت اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے نبی کریم کے لئے برکت چاہین اور بہت ہی تضرع سے چاہین اور اس تضرع اور دعا مین کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مانگی جاہئین کہ جو درود شریف مین مذکور ہین اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہین لیکن اسمین ایک نہایت عمیق بھید ہے جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اُس شخص کے وجود کی ایک جز ہو جاتا ہی اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہین اسلئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکت چاہتے ہین بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہی مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہی اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہون - دوسرے اوراد بھی بدستور محفوظ رکھین بیکاری کچھ چیز نہین ہے ہر وقت سرگرمی کی توفیق خداوند کریم سے مانگنی چاہئے بخدمت مولوی عبد القادر صاحب و قاضی خواجہ علی صاحب سلام مسنون پہنچا دین ۲۴ / جون

۱۸۸۳ء مطابق ۱۷ / شعبان

۱۳۰۰ھ

ا۔ کیا لوگون نے سمجھ لیا ہے کہ وہ صرف آمنا کہکر بچ رہین گے اور ابتلا مین نہ پڑینگے ۱۲

رجسٹرڈ ایل ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اخبار الحکم

نمبر ۱۷ ‖ قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۲ - مئی سنہ ۱۸۹۹ مطابق ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۶ ھج ‖ جلد ۳

حصہ ثانی

خطبہ عید اضحی

جو مولانا مولوی نورالدین صاحب نے سورہ

کوثر کی مختصر سی جامع تفسیر پر پڑھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ - فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ - إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ -

یہ ایک مختصر سی سورۃ ہے اور اس مختصر سی سورہ شریف میں اللہ تعالے نے اک عظیم الشان پیشگوئی بیان فرمائی ہے جو جامع ہے - پھر اس کے پورا ہونے پر شکریہ میں مخلوق الٰہی کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے اسکا ارشاد کیا - وہ پیشگوئی کیا ہے؟ انا اعطیناک الکوثر تجھے ہمنے جو کچھ دیا ہے بہت ہی بڑا دیا ہے - عظیم الشان خیر عطا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نبوت دیکھو تو قیامت تک وسیع کسی دوسرے نبی کو اسقدر وسیع وقت نہیں ملا یہ کثرۃ تو بلحاظ زمان ہوئی - اور بلحاظ مکان یہ کثرۃ کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا میں ظاہر فرمایا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں یہ کوثر مکان کے لحاظ سے عطا فرمائی - کوئی آدمی نہیں ہے جو یہ کہدے کہ مجھے احکام الٰہی میں اتباع رسالت پناہی کی ضرورت نہیں - کوئی صوفی - کوئی مست قلندر - ایتج مرد - بالغ عورت کوئی ہو اس سے مستثنیٰ نہیں - ہو سکتے - اب کوئی وہ خضر نہیں ہو سکتا جو لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا بول اٹھے - یہ وہ موسیٰ ہے جس سے کوئی الگ نہیں ہو سکتا - کوئی آدمی مقرب ہو نہیں سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نہ کرے -

کتاب میں وہ سچی کوثر عنایت کی کہ فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ - کل دنیا کی صداقتیں اور مطہر کتا میں سب کی سب قرآن مجید میں موجود ہیں -

ترقی مدارج میں وہ کوثر ا کہ جبکہ یہ بھی بات ہے اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ - پھر دنیا بھر کے نیک اعمال پر نگاہ کرو جبکہ ان کے دال محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کے جزای نیک آپ کے اعمال میں شامل ہو کر کیسی ترقی مدارج کا موجب ہو رہی ہے

اعمال میں دیکھو! اتباع - فتوحات عادات علوم اخلاق میں کس کس قسم کی کوثریں عطا فرمائیں ہیں -

استحکام و حفاظت مذہب کے لئے دیکھو جسقدر مذاہب دنیا میں اللہ تعالے کیطرف سے آئے اس کی حفاظت کا ذمہ دار خود ان لوگوں کو بنایا - مگر قرآن کریم کی پاک تعلیم کے لئے فرمایا! اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ یہ کیا کوثر ہے!!! اللہ تعالے اس دین کی حمایت و حفاظت اور نصرت کے لئے تائیدیں فرماتا اور مخلص بندوں کو دنیا میں بھیجتا ہے - جو اپنے کمالات اور تعلقات الٰہیہ

میں آئینہ منقوش ہوتے ہیں - انکو دیکھکر پتہ لگ سکتا ہے کہ کیونکر بندہ خدا کو اپنا بنا لیتا ہے - اس ہستی کو دیکھو زبان اور اس کے حرکات کو دیکھو جب خدا بنانے پر آتا ہے تو اسی عاجز انسان کو اپنا بنا کر دکھا دیتا ہے اور ایک اجڑی بستی کو دہن سے آباد کرتا ہے - کیا عجب انگیز نظارہ ہے - بڑے بڑے شہروں اور بڑے اکثر بانہ مدبرین کو محروم کر دیتا ہے حالانکہ وہاں ہر قسم کی ترقی کے اسباب موجود ہوتے ہیں اور علم و معرفت کے ذرائع وسیع ہوتے ہیں مثلاً دیکھو! کسی بستی کو برگزیدہ کیا جہاں نہ ترقی کے اسباب نہ معلومات کی تدوین کے وسائل نہ علمی چرچے نہ مذہبی تذکرے نہ کوئی دارالعلوم! نہ کتب خانہ! صرف خدائی ہاتھ ہے جسنے تربیت کی اور اپنی تربیت کا عظیم الشان نشان دکھایا غور کرو کسطرح یہ بتلاتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے کیا کوثر عطا فرمایا - لیکن غافل انسان نہیں سوچتا - افسوس تو یہ ہے کہ جیسے اور لوگوں نے غفلت اور سستی کی ویسے ہی غفلت کا شکار مسلمان بھی ہوئے - آہ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی مدارج پر خیال کرتے اور خود بھی ان سے حصہ لینے کے آرزومند ہوتے تو اللہ تعالے انکو بھی کوثر دیتا - میں نے جو کچھ اب تک بیان کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیاوی کوثر کا ذکر تھا پھر مرنے کے بعد ایک اور کوثر برزخ میں حشر میں صراط پر بہشت میں غرض کوثر ہی کوثر دیکھیگا - اس کوثر میں ہر ایک شخص شریک ہوسکتا ہے مگر شرط یہ ہے

فَصَلِّ لِرَبِّكَ

اللہ تعالے کی تعظیم میں لگو - دیکھو اس آدم کامل کا پاک نام ابراھیم بھی تھا جسکی تعریف اللہ تعالے فرماتا ہے وَاِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى اور وہی ابراہیم جو خدا کے پاس بقلب سلیم کا مصداق تھا سچی تعظیم الہی کرکے دکھائی جیسے مولی کریم فرماتا ہے -

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا - پھر کیا نتیجہ پایا - الہی تعظیم جسقدر کوئی انسان کر کے دکھاتا ہے اسی قدر ثمرات عظیمہ حاصل کرتا ہے مثلاً حضرت ابو الملۃ ابراہیم کو دیکھو اس کی دعاؤں کا نمونہ - دیکھو ہمارے سید و مولے اصفی الاصفیا خاتم الانبیا ان دعاؤں کا ثمرہ ہیں اللھم صل وسلم وبارک علیہ وآلہ ابراھیم انک حمید مجید -

ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے ضعیف تھے خدا تعالے نے اپنے وعدہ کیموافق اولاد صالح عنایت کی اسمٰعیل جیسی اولاد دی جب جوان ہوئے تو حکم ہوا کہ ان کو قربانی میں دیدو - ابراہیم کی قربانی دیکھو بڑھاپے کا زمانہ دیکھو مگر ابراہیم نے اپنی ساری طاقتیں ساری اُمیدیں تمام ارادے یوں قربان کر دئے کہ ایک طرف حکم ہوا اور بیٹے کے قربان کرنیکا پختہ ارادہ کر لیا پھر بیٹا بھی ایسا بیٹا تھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بیٹا - اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ تو وہ خدا کی راہ میں جان دینے کو طیار ہوگیا - غرض باپ بیٹے نے ایسی فرمان برداری دکھائی کہ کوئی عزت کوئی آرام - کوئی دولت - اور کوئی اُمید باقی نہ رکھی یہ آج ہماری قربانیاں اسی پاک قربانی کا نمونہ ہیں -

پھر اللہ تعالے نے بھی کیسی جزا دی -

اولاد میں ہزاروں ہزار بادشاہ اور انبیاء بلکہ خاتم الانبیاء بھی اسی کی اولاد میں پیدا کیا وہ زمانہ ملا جسکی انتہا نہیں خلفا ہوں تو وہ بھی ملت ابراہیمی میں - سارے نواب اور خلفاء الہی دین کے قیامت تک اسی گھرانے میں ہونے میں ہونیوالے ہیں -

پھر جب شکریہ میں نماز میں خدا کی عظمت اور کبریائی بیان کی تو مخلوق الہی کے لئے بھی کیونکہ ایمان کے اجزاء تو دو ہی ہیں تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ ان مخلوق کے لئے یہ کہ

وَانْحَرْ

جیسے ناخن لگے ہو قربانیاں بھی دو تاکہ مخلوق سے سلوک ہو - قربانیاں وہ دو جو بیمار نہ ہوں دبلی نہ ہوں بے آنکھ کی نہ ہوں - کان چرے ہوئے نہ ہوں عیب دار نہ ہوں لنگڑی نہ ہوں - اس میں اشارہ یہ ہے کہ جب تک کامل قوی کو خدا کے لئے قربان نہ کروگے - ساری نیکیاں تمھاری ذات پر جلوہ گر ہونگی پس جہاں ایکطرف عظمت الہی میں لگو - دوسری طرف قربانیاں کرکے مخلوق الہی سے شفقت کرو اور قربانیاں کرتے ہوئے اپنے کل قوی کو قربان کر ڈالو - اور رضاء الہی میں لگا دو پھر نتیجہ کیا ہوگا ؟

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ -

تیرے دشمن ابتر ہوں گے

انسان کی خوشحالی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ اسکو اب تو راحتیں ملیں اور اس کے دشمن ہلاک ہوں یہ باتیں بڑی آسانی سے حاصل ہوسکتی ہیں خدا کی تعظیم اور اسکی مخلوق پر شفقت نمازوں میں خصوصیت دکھاؤ - کانوں پر ہاتھ لیجا کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ زبان سے کہتے ہو مگر تمہارے کام دکھا دیں کہ واقعی دنیا سے سروکار نہیں - تمہاری نماز وہ نماز ہو جو تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ہو - تمہارے اخلاق تمہارے معاملات عامیوں کیطرح نہ ہوں بلکہ ایک پاک نمونہ ہوں پھر دیکھو کوثر کا نمونہ ملتا ہے یا نہیں - لیکن ایکطرف سے تمہارا فعل ہے دوسری طرف سے خدا کا انعام -

درود پڑھو آجکل کے دن عبادت کے لئے مخصوص ہیں وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ کل وہ دن تھا کہ کل حاجی ہر طبقہ اور ہر عمر کے لوگ ہونگے دنیا سے نرالا لباس پہنے ہوئے عرفات کے میدان میں حاضر تھے اور لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ پکارتے تھے تم سوچو اور غور کرو کہ تمھاری کل کیسی گذری کیا تم بھی خدا تعالے کے حضور لبیک لبیک پکارتے تھے - آج منا کا دن ہے - آج ہی وہ دن ہے جسمیں ابراہیم نے اپنا پاک نمونہ قربانی کا دکھلایا -

کوئی اس کی طاقت نہ ہی تھی جیسے خدا پر قربان نہ کیا ہو نہ صرف اپنی بلکہ اولاد کی بھی یہ جمعہ کا دن ابراہیم کی قربانی اور مفاخر قومی کا روز ہے جسمین عرب کے لوگ قبل اسلام بزرگون کے تذکرے یاد کرکے فخر کیا کرتے تھے۔ اس مین خدا کا ذکر کرو جیسے فرمایا

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ حت راکی

یاد مین فریاد کرتے مین۔ خدا کے حضور ساری قوتونکو قربان کرنے کے لئے خرچ کرو پھر دیکھو کہ تمہارے کام کیا پھل لاتے ہین۔

انسان خوشحالی چاہتا ہے اور دشمنون کی ہلاکت خدا طیار ہے مگر قربانی چاہتا ہے۔

اولاد پر ہنو نے دکھاؤ جیسے اسماعیل نے دکھایا۔ پس سنئے انسان بنو پھر دیکھو کہ خدا تعالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تمکو کسطرح کی کوثر دیتا ہے اور تمہارے دشمنون کو ہلاک کرتا ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مکتوبات امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی
علی رسولہ
الکریم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ ربہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آنمخدوم کے دو عنایت نامہ پے درپے پہنچے۔ باعث مسرت اور خوشی کا ہوا۔ آپ کی کوششون سے بار بار دل خوش ہوتا ہے اور اور بار بار دعا آپ کے لئے اور آپ کے معاونوں کے لئے دل سے نکلتی ہے خداوند کریم نہایت مہربان ہے۔ اس کے تفضلات سے بہت سی امیدین ہین اس کی راہ مین کوئی محنت ضائع نہین ہوتی۔ آپ نے لکھا تھا کہ ایک عالم نے فیروز پور مین اعتراض کیا ہے کہ رسول مقبول نے سیر ہو کر بھی کھایا ہے۔ لیکن اس بزرگ عالم نے اس عاجز کی تقریر کا منشا نہین سمجھا ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر ہونے کے معنی سمجھے ہین۔ طیبین اور طاہرین کا سیر ہو کر کھانا اس قسم کا سیر ہونا نہین ہے جو ان لوگون کا ہوا کرتا ہے جنکے حق مین خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ ایسے کھاتے ہین جیسے چارپائے کھایا کرتے ہین اور آگ انکا ٹھکانا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت سیر ہو کر کھانا اور ہی نور ہے اگر اس سیری کو ان لوگون کی طرف نسبت دیجاوے جنکا اصل مقصد احتظاظ اور تمتع ہے اور جنکی نگاہ مین انسانی شہوات کے استفا تک محدود ہین تو اس سیری کو ہم ہرگز سیری نہین کہہ سکتے۔ سیری کی تعریف مین پاکون اور مقدسون کی اصطلاح اور ناپاکون اور شکم پرستون کی اصطلاح الگ الگ ہے اور پاک لوگ اسی قدر غذا کھانیکا نام سیری رکھ لیتے ہین کہ جب فی الجملہ وقت جوع دور ہوجائے اور حرکات وسکنات پر قوت حاصل ہوجائے۔ غرض مومن کی سیری یہی ہے کہ اس قدر غذا کھائے جو اس کی پشت کو قائم رکھے۔ اور حقوق واجبہ ادا کرسکے۔ پس جو سید المؤمنین ہے اسکی سیری کا قیاس عام لوگون کی سیری پر قیاس مع الفارق ہے اسی طرح بہت لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظیم کو نہین سمجھا اور الفاظ کے مورد استعمال کو ملحوظ نہین رکھا اور اپنے تئیں غلطی مین ڈال لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت یہ فرمانا کہ مین سیر ہوگیا ہون ہرگز اس قول کا مرادف نہین کہ جو دنیاداروں کے منہ سے نکلتا ہے جنہون نے اصل مقصد اپنی زندگی کا کھانا ہی سمجھا ہوا ہوتا ہے۔

غرض پاکون کا کام اور کلام پاکون کے مرتبہ عالیہ کے موافق سمجھنا چاہئے اور ان کے امور کا دوسرے جنا پر قیاس کرنا صحیح نہین ہے وہ درحقیقت اس عالم سے باہر ہوتے ہین۔ گو بصورت اسی عالم کے اندر ہی ہین۔

اور بہرام خانصاحب کی کوشش سے طبیعت بہت خوش ہوئی خدا ان کو اجر بخشے۔ کتاب سات سو ۷۰۰ جلد چھپی ہے لیکن اب مینے تجویز کی ہے کہ ہزار جلد چھپے تو بہتر۔

منشی فضل رسول صاحب کا خط مینے پڑھا منشی صاحب کے پاس جسنے یہ بیان کیا ہے کہ وید مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اسنے بہت ہی دھوکا کھایا وید مین تو خدا کا بھی اسکی شان کے لائق ذکر نہین چہ جائیکہ اس کے رسول کا بھی ذکر ہو جن باتون سے وید بھرا ہوا ہے وہ آتش پرستی اور شمس پرستی اور اندر پرستی وغیرہ ہے اور مدار المہام تمام دنیا کا انھین چیزون کو وید نے سمجھا ہے اور انھیں کی پرستش کے لئے وید نے ترغیب کی ہے اور کئی دفعہ اس عاجز کو نہایت صراحت سے الہام ہوا ہے کہ وید گمراہی سے بھرا ہوا ہے اور وید کا ایک حصہ ترجمہ شدہ اس عاجز کے پاس موجود ہے اور پنڈت دیانند کے وید بھاش مین سے بھی سنتا رہا ہون اور جو کچھ اردو مین وید بھاشا لکھا گیا وہ بھی دیکھتا رہا ہون اسصورت مین وید کوئی ایسی عجیب چیز نہین ہے جسکی حقیقت پوشیدہ ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اظہر من الشمس ہے ویدون کی بے ثبوت بیان کی محتاج نہین اور یہ ثابت ہوچکا ہے کہ وید مین کسی قسم کی پیشگوئی نہین اور نہ کسی معجزہ کا ذکر ہے جہانتک دریافت ہوتا ہے وید کی یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی پرانے زمانہ کے شاعرون کے شعر ہین کہ جو مخلوق چیزون کی تعریف مین بنائے ہوئے ہین ابتدا مین جب یہ کتاب چھپنی شروع ہوئی تو اسلامی ریاستون مین توجہ اور مدد کے لئے لکھا گیا تھا بلکہ کتابین بھی ساتھ بھیجی گئی تھین سوا ئیں سے صرف نواب ابراہیم علیخان صاحب

نواب مالیرکوٹلہ اور محمود خانصاحب رئیس چھتاری اور مدار المہام جوناگڑھ نے کچھ مدد کی تھی۔ دوسروں نے اول توجہ ہی نہیں کی اور اگر کسی نے کچھ وعدہ بھی کیا تو اس کا ایفا نہیں کیا بلکہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھوپال سے ایک نہایت مخالفانہ خط لکھا آپ ان رئیسوں سے ناامید رہیں اور اس کام کی امداد کے لئے مولی کریم کو کافی سمجھیں۔

الیس اللہ بکاف عبدہ اور

میں آپ کو یہ بھی تحریر کرتا ہوں کہ جو شخص اپنی رائے کے موافق کتاب کو واپس کرے یا اپنا منظور نہ کرے یا کتاب یا کتاب کی مؤلف کی نسبت کچھ مخالفانہ رائے ظاہر کرے اسکو ہمیشہ اپنے خلق سے محروم نہ کریں۔ ۱۲ رجون ۱۸۹۳ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۱۰ھ

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی کے لئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کیطرف کو منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کیطرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں مگر وہ انکی زیارت نہیں کرسکتے صرف اپنی والدہ کی خدمت گذاری اور فرمانبرداری میں بہت ہی مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی یا اویس کو یا مسیح کو یہ ایک عجیب بات ہے۔ جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے ملنے کو گئے تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اسقدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہوں گے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کرکے اس کو ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونوں سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو طیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے ورنہ اختیار ہے ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔ (۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء یوم عید اضحی)

(مندرجہ بالا تقریر حضرت اقدس نے ایک نوجوان کو اپنی والدہ کی تعظیم اور واجب عزت کرنے کی غرض سے اس وقت فرمائی تھی جب کہ آپ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر گھر کو تشریف لا رہے تھے اور عین اس موقع پر جو چھوٹی مسجد کی سیڑھیوں کا دروازہ ہے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا ایڈیٹر)

عربی سیکھو انگریزی پڑھو!

میں یہ بھی اپنی جماعت کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ وہ عربی سیکھیں کیونکہ عربی کی تعلیم کے بدوں قرآن کریم کا مزا نہیں آتا۔ پس ترجمہ پڑھنے کے لئے جو ضروری ہے مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا عربی زبان کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ آجکل تو آسان آسان طریق عربی پڑھنے کے نکل آئے ہیں۔ قرآن شریف کا پڑھنا جب کہ ہر مسلمان کا فرض ہے پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ عربی زبان سیکھنے کی کوشش نہ کی جاوے۔ اور ساری عمر انگریزی اور دوسری زبانوں کے حاصل کرنے میں کھو دی جاوے۔

مگر

یہ بات بھی یاد رکھو کہ چونکہ اسنکا م گورنمنٹ نے ایک قومی گورنمنٹ کی صورت اختیار کرلی ہے اس لئے قومی گورنمنٹ کی زبان بھی ایک قومیت کا رنگ رکھتی ہے پس ضروری ہوا کہ اپنے مطالب اغراض کو حکام کے پورے طور پر ذہن نشین کرنے کے لئے انگریزی پڑھو تاکہ تم گورنمنٹ کو فایدہ اور مدد پہونچا سکو۔

(۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء مغرب سے پہلے عام طور پر مختلف زبانوں کے تذکرے پر فرمایا (ایڈیٹر)

فوٹوگراف کیا ہے؟ گویا مطیع ناطق ہے

(۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء)

کوئی تکلیف نہیں پہونچتی جب تک آسمان پر فتوی نہ ہو اگرچہ تکالیف تو پیغمبروں کو بھی پہونچتی ہیں مگر وہ بتقاضا محبت کے ہوتی ہیں اور انکا ایک

قسم کی تعلیم مخفی ہوتی ہے جو اُن مشکلات میں انبیاء علیہم السلام کا پاک گروہ اپنے طرز عمل اور چال چلن سے دیتا ہے۔

اور بعض لوگوں پر دکھ کی مار ہوتی ہے اور وہ اُن کی اپنی ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے **من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ** اس لئے آدمی کو لازم ہے کہ توبہ و استغفار میں لگا رہے اور دیکھتا رہے کہ ایسا نہو بداعمالیاں حد سے گذر جاویں اور خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لاویں جب خدا تعالیٰ کسی پر فضل کے ساتھ نگاہ کرتا ہے تو عام طور پر دلوں میں اُس کی محبت کا القا کر دیتا ہے لیکن جس وقت انسان کا شر حد سے گذر جاتا ہے اُس وقت آسمان پر اُس کی مخالفت کا ارادہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں مگر جونہی وہ توبہ و استغفار کے ساتھ خدا کی آستانہ پر گر کر پناہ لیتا ہے تو اندر ہی اندر ایک رحم پیدا ہو جاتا ہے اور کسی کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ اُس کی محبت کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا جاتا ہے۔ غرض توبہ و استغفار کا ایسا مجرب نسخہ ہے کہ خطا نہیں جاتا۔ (۱۸ اپریل ۱۸۹۹ء)

ضروری یادداشت

حضرت اقدس کے کلمات طیبات کے جمع کرنے اور لکھنے میں یوں تو بڑا بھاری التزام کیا جاتا ہے لیکن بدقسمتی سے اردو زبان میں کوئی طریق مختصر نویسی کا نہ ہونے کی وجہ سے اکثر الفاظ رہ جاتے ہیں اس لئے ہم رفع مظنہ کی خاطر اس امر کو بتلا دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ جو الفاظ کلمات طیبات کے عنوان کے تحت میں لکھے جاتے ہیں وہ عموماً حضرت اقدس کے موتہہ کی باتیں ہوتی ہیں۔ جنمیں بہت ہی کم عند الضرورت **کاف** کے وغیرہ کی کمی بیشی ہی کی جاتی ہے۔ اور کبھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ مطلب کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا جاتا ہے اسی صورتمیں حضرت اقدس کے کلام کا **خلاصہ یا حاصل بالمطالب** و غیرہ کوئی لفظ لکھ دیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

مژدہ راحت فزا

حضرت اقدس کے کلمات طیبات میں سے پہلا نمبر چھپ کر ہمارے ناظرین تک پہونچ چکا ہے۔ اور اُسکی صرف معدودے چند کاپیاں دفتر میں باقی ہیں۔ عنقریب دوسرا ایڈیشن طبع ہونا شروع ہوگا۔

چونکہ ہماری دلی آرزو اور تمنا یہی ہے کہ حضرت اقدس کے ملفوظات و مکتوبات کی بکثرت اشاعت ہو اور جہاں تک ممکن ہو ایسے مضامین اور تحریریں جمع کیجائیں جو یا تو آجتک طبع ہی نہیں ہوئی ہیں یا ایسے وقت میں طبع ہوئی ہیں کہ آج اُن کا بہم پہونچنا ہی مشکل ہو رہا ہے بہرحال ہم اس کوشش اور تلاش میں تھے کہ حضرت اقدس کے بہت پرانے مضامین جو ۱۸۹۲ء و ۱۸۹۳ء وغیرہ میں چھپے تھے اُن کو ہم پہونچایا جاوے ہم اپنے بھائی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کے از حد مشکور ہیں کہ اُنہوں نے اس سلسلہ میں بہت مدد دی ہے چنانچہ آجکل ایک نیا رسالہ اُس سلسلہ کلمات طیبات امام الزمان کے دوسرے نمبر میں ہم طبع کر رہے ہے اور انشاء اللہ اواخر مئی تک چھاپکر اُسے مشتہر کیا جاوے گا۔ اس رسالہ میں مندرجہ ذیل مضامین ہیں۔ چونکہ مالی مشکلات اجازت نہیں دے سکتیں کہ اُنکو کثیر التعداد چھپوایا جاوے اس لئے سردست ۵۰۰ کاپی چھپوائی جاتی ہے۔ ہمارے احباب اُسکی خریداری سے ہماری ہمت اور حوصلہ بڑہائیں۔

فہرست مضامین رسالہ

(۱) ابطال تناسخ و مقابلہ وید و قرآن۔

(۲) مسئلہ الہام پر حضرت اقدس کی سیتا نند اگنی ہوتری بانی دیو دہرم سے خط و کتابت۔

(۳) مرزا غلام احمد رئیس قادیاں و آریہ سماج۔

(۴) خدا تعالیٰ کے خالق ہونے پر دلائل بجواب باوا نرائن سنگھ وکیل امرتسر۔

(۵) مضمون مندرجہ اخبار عام مطبوعہ ۸ مئی ۱۸۹۳ء

فی الحال یہہ مضامین ہیں اللہ تعالیٰ چاہیگا تو اپنے اپنے وقت پر اور مضامین کے جمع کرنے کی توفیق بھی رفیق حال کر دے گا۔ وما توفیقی الا باللہ

ضرورت ہے

ہم کو مندرجہ ذیل رسائل کی ضرورت ہے کوئی صاحب پتہ لگا کر اطلاع دیں قیمت کا فیصلہ خط و کتابت سے طے ہو جاوے گا۔

برادر ہند لاہور } مولفہ پنڈت شو نرائن اگنی ہوتری جلد چہارم نمبر ۵ لغایت نمبر ۸

مسیح ہندوستان میں } اس نام کی کتاب جو بڑی تحقیق و تدقیق سے لکھی جا رہی ہے آج ۱۴۸ صفحہ تک پریس میں پہونچ چکی ہے انگریزی میں ساتھ ہی ساتھ ترجمہ ہو رہا ہے جو ہمارے محترم بھائی محمد علی صاحب ایم اے لاہو میں کر رہے ہیں اس کتاب کی اشاعت پر عیسائی دنیا میں کیا اثر ہوگا وہ اس سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ عیسائی دین کی بنیاد صرف مسیح کے صلیب پر جان دینے پر ہے لیکن اگر یہ مسئلہ اور اُنکا مسئلہ عقیدہ واقعات صحیحہ و دلائل قویہ سے یوں ثابت ہو جاوے کہ اُنہوں نے صلیب پر جان نہیں دی بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے ہندوستان میں آکر رہگزر عالم آخرت ہوئے اور کشمیر کے محلہ خان یار میں **یوز آسف** یا عیسیٰ صاحب کے نام سے آرام کرتے ہیں تو ایک پکہ بہی بلا توقف بول اُٹھیگا کہ عیسائیت

مشاہیرِ اسلام کی سوانح عمریاں

سعید بن جبیر کا حال اعلام تابعین میں سے تھے۔ رنگ کے سانولے۔ علم حضرت عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پڑھا تھا۔ ایکدفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کرو عرض کی۔ آپ کی موجودگی میں۔ فرمایا۔ کیا ڈر ہے۔ میری موجودگی میں اگر تو ٹھیک بیان لے گا تب تو بہتر۔ ورنہ میں غلطی کو درست کردونگا۔ انہوں نے قرارت بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سیکھی تھی۔ اور تفسیر بھی اُن سے ہی سُنی تھی۔ اور روایت بھی زیادہ تر اُنہیں سے کرتے ہیں۔ قراۃ کی روایت ان سے منہال بن عمر اور ابو عمر بن علار کرتے ہیں۔ وفار بن رباس کہتے ہیں۔ سعید نے رمضان میں مجھے کہا کہ تو میرا قرآن سُن۔ پھر وہاں سے قرآن مجید ختم کر کے ہی اُٹھے۔ سعید کا قول ہے کہ بیت حرم کے اندر ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا ہے۔ اسمٰعیل بن عبد الملک کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر امام تھے۔ ایک رات تو قراۃ ابن مسعود پر پڑھتے۔ ایک رات قراۃ زید بن ثابت پر۔ ایک رات کسی صحابی کی قراۃ پر اور ایک رات کسی صحابی کی قراۃ پر۔ ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے اُنسے کہا کہ میرے لئے قرآن مجید کی تفسیر لکھدیجئے۔ کہا اگر میرے بدن کی ایک شق ماری جائے تو وہ مجھے گوارا ہے بجائے اس کے کہ تفسیر لکھوں حضیف کا قول ہے کہ تابعین میں سے مسائل طلاق تو سعید بن سبب خوب جانتے تھے۔ اور حج کو عطار اور حرام و حلال کو طاؤس۔ اور تفسیر کو مجاہد۔ اور ان سب میں جامع تر ابن جبیر تھے۔ محمد بن حبیب کہتے ہیں کہ ابن جبیر اصبہان میں آئے لوگ حدیث پوچھتے تھے۔ مگر تو کچھہ نہ سناتے تھے۔ پھر کوفہ میں آئے اور یہاں حدیث بیان کی۔ لوگوں نے پوچھا کہ اصبہان میں حدیث نہ سنانے کی کیا وجہ تھی۔ فرمایا۔ جوہر شناس کے سامنے ہی جوہر دکھلانا چاہیئے۔

کہتے ہیں کہ جب عبد الرحمٰن بن محمد نے عبد الملک بن مروان پر خروج کیا ہے تو ابن جبیر اُس کے ساتھیوں میں تھے جب عبد الرحمٰن قتل ہوگیا تو یہہ بھاگ کر مکہ میں آگئے۔ یہاں خالد بن عبد اللہ القسری والی مکہ تھا اُس نے انکو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج نے کہا تیرا نام کیا ہے۔ کہا سعید بن جبیر۔ کہا نہیں۔ شقی بن کسیر۔ فرمایا میری ماں میرے نام کو تیری نسبت بہتر جانتی تھی (مطلب یہہ کہ ماں نے سعید ہی نام رکھا ہے) حجاج بولا۔ تیری ماں اور تو دونوں شقی ہو۔ فرمایا غیب کی عالم اور ہی ذات ہے۔ تو نہیں۔ حجاج بولا۔ دیکھہ دنیا میں سے نکالکر میں تجھے اب بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالتا ہوں۔ فرمایا اگر میں یقیناً سمجھہ لوں کہ تجھے اتنی قدرت ہے تو میں تجھے اپنا معبود ہی بنالوں۔ حجاج بولا تو محمدؐ کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ فرمایا آپ نبی الرحمتہ اور امام الہدیٰ ہیں بولا تو علی کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ وہ بہشت میں ہے یا دوزخ میں۔ فرمایا مجھے بہشت یا دوزخ یا دوزخ میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ کہ وہاں والوں کو پہچان لیتا۔ حجاج نے کہا تو خلفاء کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ فرمایا میں اُنکا وکیل نہیں ہوں۔ بولا تجھے خلفاء میں سے کون زیادہ پسند ہے۔ فرمایا جو مالک کی رضا کا زیادہ خواستگار تھا پوچھا ایسا کون تھا؟ فرمایا یہہ تو وہ بتا سکتا ہے جس کو انکی باطن وظاہر کا علم ہو۔ پوچھا تو میری تصدیق کو پسند کرتا ہے۔ فرمایا اگر میں پسند کرتا تو تجھے نہ جھٹلاتا۔ پوچھا کمبخت! تو ہنستا کیوں نہیں؟ فرمایا جو مٹی سے بنا ہو وہ کیونکہ ہنس سکتا ہے کیونکہ مٹی کو آگ نے کھالینا ہے۔ پھر حجاج نے حکم دیا کہ یاقوت وزبرجد اور موتی اس کے سامنے لاکر رکھیں۔ فرمایا اگر انکو اس لئے جمع کیا ہے کہ عذاب قیامت سے تجھے نجات دلائیں۔ تب تو خوب ہے۔ ورنہ یاد رکھہ لے کہ قیامت کے دن ایک ہی چیخ ہوگی کہ دودہ پلانے والیاں اپنے شیر دادہ بچوں کو بھول جائیں گی اور دنیا میں کسی چیز کے جمع کرنے میں بھی خیر نہیں۔ بجز اس کے جو طیب وپاکیزہ ہو۔ (یعنے عمل) پھر حجاج نے بنسری اور ستار بجانے کا حکم دیا۔ ابن جبیر انکی آواز سُنکر رونے لگے۔ حجاج بولا روتا کیوں ہے یہ تو فرحت کا سامان ہے فرمایا نہیں۔ اندوہ کا ذریعہ ہے۔ بنسری کی آواز سُنکر تو مجھے نفخ صور یاد آگیا۔ اور ستار وہ ہے جسکی لکڑی غیر حق میں صرف ہوئی ہے۔ رہی اسکی تاریں۔ وہ قیامت کو تیرے ساتھہ ہونگی۔ حجاج بولا سعید تجھے ہلاکت نصیب ہو۔ فرمایا جو دوزخ سے بچگیا اُسکو ہلاکت نہ آئیگی۔ حجاج بولا اچھا تو پسند کرلے کہ تجھے کس طریق سے قتل کروں۔ فرمایا بخدا۔ جس طریق سے تو مجھے یہاں قتل کرے گا اسیطرح آخرت میں خدا تجھکو قتل کرے گا۔ حجاج نے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے معاف کردیا جائے۔ فرمایا اگر عفو ہے تو اللہ کی طرف سے ہے مگر تیرے لئے برارت وعذر کچھہ باقی نہیں۔ حجاج بولا۔ لے جاؤ قتل کر ڈالو جب یہہ سامنے سے باہر نکلے تو ہنس پڑے لوگوں نے حجاج کو اطلاع دی۔ کہا پھر لوٹا کرلاؤ۔ پوچھا ہنسا کیوں؟ فرمایا میں نے تعجب کیا کہ تو اللہ کے سامنے کیسا دلیر ہے اور تعجب کیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے حق میں کیسا حلیم ہے کہا اچھا چمڑے پر ڈالکر قتل کردو۔ سعید نے قبلہ رُخ ہوکر کہا۔ وجہت وجھی اللذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ حجاج نے کہا اس کا رُخ قبلہ کیطرف سے پھیر دو۔ فرمایا فاینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ۔ حجاج نے کہا اچھا اسکی پیشانی زمین پر رکہدو۔ کہا منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم (الی الایتہ) حجاج نے کہا اچھا اسکو ذبح کردو۔ یعنے حلق کی طرف سے چھری پھیر دو۔ فرمایا میں تجھے اشہد ان لا الہٰ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ و اشہد ان محمدا عبدہٗ ورسولہ کو گواہ بناتا ہوں۔ اس شہادت کو اپنے پاس رکھنا۔ قیامت کو تجھے ادا کرنی ہوگی۔ اس کے بعد اُنہوں نے دعا کی خداوندا میرے بعد تو حجاج کو یہ تسلط نہ دیجیو کہ کسیکو قتل کرسکے۔ یہہ ماہ شعبان ۹۵ھ میں ۴۹ برس کی عمر میں شہید کئے گئے۔ اور حجاج ماہ رمضان اسی سال مرگیا۔ اور انکے بعد کسیکو قتل نہ کرسکا۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ جب حجاج نے ابن جبیر کو قتل کرکیا ہے اُسوقت روئے زمین پر کوئی ایسا نہ تھا جو اُنکے علم کا محتاج نہ تھا جب حسن بصری نے سنا کہ حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کردیا ہے تو دعا کی کہ خداوندا اس فاسق ثقیف کو سنبھال پھر کہا بخدا! اگر مشرق ومغرب کے کل باشندے بھی ابن جبیر کے قتل میں شریک ہوتے تو اللہ تعالیٰ سبکو ہی دوزخ میں گراتا۔

م

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

ہم لاتے ہیں آج لعل وگہر + بڑہ کر کوئی لاولد مضطر جسپہ ہو فضل ایزد داور + کیوں نہوں اس سے بامراد اکثر	ہو مری قدر دان علم و ہنر + غور سے کیجیئے ادہر بھی نظر اعنی ہے حق بنا ہر بنٹر کے پسر + لعل و در یتیم سے بڑھکر

اظہار بشارت ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیرخواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹھوں کو سچا اور جھوٹھوں کو سچا نہ بنائیں۔

معیار صداقت بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرارنامہ اشٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جسکو اسپر یقین بھی نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو!! اولاد کی آرزومندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطبا کو ۴۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائے کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخہ ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دافع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر خدا ع پنج انگشت یکسان نکرد بلہ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بندگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور مراد دل پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی نیکاہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید برآئے بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھدے بشرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے و (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پاوے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی شرطیہ اقرارنامہ کے جھوٹھے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو مراد پانے پر دنیا اسکو گران ہے فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزان ہے جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں۔ ؎ برباد وہ شجر ہے کہ جسکا ثمر نہیں + گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں + کتاب اسناد کامل فہرست و مہر پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی انکی تحریریں ملاحظہ فرمائے تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے طریق استعمال دوا و غذا اور پرہیز ٹکٹ ملفوفہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جنکے اولاد نہ ہو	عہ	۸	ضعف باہ	ـہ	۱۵	گنٹھیا	۶	۲۲	بواسیر خونی و بادی	ـہ	۲۹	طول مرض و عسر و ایلد	ـہ
۲	جنکے اولاد چھوٹی مر جاوے	ـہ	۹	ضعف جگر	۶	۱۶	سفیدی آنکھ	ـہ	۲۳	ادھرنگ	ے	۳۰	خضاب سالانہ	۶
۳	جنکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	ـہ	۱۰	قولنج دوری	ـہ	۱۷	ضعف بصر	۶	۲۴	ضیق النفس	ے	۳۱	نزلہ و زکام	۶
۴	جنکا حمل ۶-۷ ماہ کا گر جاوے	ـہ	۱۱	سوزاک	ـہ	۱۸	سبل	۶	۲۵	لیپہ	ـہ	۳۲	تسہیل ولادت	۶
۵	کمزوری	عہ	۱۲	سرعت	۶	۱۹	لقوہ	۶	۲۶	آتشک	ـہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	۶
۶	مرگی	ـہ	۱۳	جریان	۶	۲۰	بھگندر	۶	۲۷	آتشک کل بدن	عہ	۳۴	بخار تپ و چوتھیہ روزانہ	ـہ
۷	تپ دق	عہ	۱۴	غلط کاری	ـہ	۲۱	ناسور	۶	۲۸	نل اُترنا	ـہ	۳۵	ضعف ہضم	ـہ
												۳۶	جذام	۶

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی چوک کرموں

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون - میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور علاقہ کی یونیورسٹی سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دہند - جالا - پروال - غبار - پہولا - ڈہیل سرخی - ابتدائی - موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کی آنکہون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑہ جاتی ہے اور عینک کی بہی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑہے تک کو یہہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلئے کم رکہی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فایدہ اٹہا سکین قیمت فی تولہ جو سال بہر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ۳ روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ ۵ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین - نقلی وجعلی ممیرے کی سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے -

المشتہر پروفیسر میان سنگھ ہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑہکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱- مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میان سنگہ صاحب ہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے - بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکہون سے بہت پانی کا جانا - دہند - سوزش ہر قسم - جسکو عموماً آنکہہ آنا کہتے ہین - جلن اور کمزوری نظر - ناخنہ - باہر اور اندر کی جہلی کا ورم - اور ان سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے - اسلئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکہنا چاہئے - اسلئے بکمال وثوق دستخط بیہہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگل صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲- مین بڑی خوشی سے ممیرے کی سرمہ کے فایدہ مکمل اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میان سنگہ صاحب ہلووالیہ نے تیار کیا ہے - مینے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اوتم دیوی بعمر ۱۸ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکہون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تہے اور پڑوال پڑتے تہے - اسکی آنکہین عرصہ سے سرخ ہو رہتی تہین اُن مین سے کثرت سے مواد نکلتا تہا - اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تہا کہ سوئی مین دہاگا بہی نہین پرو سکتی تہی - علاوہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکہی جاتی تہین صفائی سے نہین دیکہہ سکتی تہی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ انکی امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق

۳- مین نے ممیرے کی سرمہ کا جو کہ سردار میان سنگہ نے تیار کیا ہے - اُن مریضون پر جن کی آنکہین بہت کمزور اور بیمار تہین - استعمال کرکے دیکہا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جن کی آنکہون سے پانی جاری رہتا ہے - اور دہند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر پریم لال گہوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور - حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴- مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میان سنگہ ہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکہنے اور آنکہون کی بیماریون سے بچنے کیلئے ممیرے کی سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ - ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کی سرمہ کی سندات مین سے جو قریباً دو ہزار کے ہین ایک کو بہی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جو کہ نیشنل بنک مین اسی مطلب کیلئے ۱۱ مارچ ۱۹۰۷ء مین جمع کیا گیا ہے

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و مالک نے اپنے مطبع انوار احمدیہ قادیان چہاپکر شایع کیا

رجسٹرڈ ایل ۷۷

نمبر ۱۸ — قادیان دارالامن والامان — مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۸۹۹ء — جلد ۳

ایڈیٹوریل جملے

خدا تعالیٰ کی کتاب کیونکر چھوٹ جاتی ہے۔ عام اصول اور انسانی فطرت کا منشا یہی ہے کہ انسان ایک وقت میں دو مختلف اور متضاد کام نہیں کر سکتا۔ مثل مشہور ہے کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں پھر یہ بھی ایک بدیہی بات ہے کہ انسان ایک کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔

یہہ دو اصول ہیں جو انسانی بناوٹ ہمکو بتلا رہی ہے۔ دین اور دین کی باتیں جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہوتی ہیں بذاتہٖ تو انسانی عمل درآمد کی طاقت کے اندر ہوتے ہیں لیکن بظاہر نفس انسانی کے خلاف معلوم ہوتے ہیں اسلئے کچھہ تو انسان اُس ایک اجنبیت نفس کے باعث توجہ ہی کم کرتا ہے دوسرے اور اور مشاغل میں اسقدر وقت اور طاقت صرف کر دیتا ہے کہ پھر دین کی باتوں پر غور نہیں کر سکتا یہاں تک اگر اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری نکرے تو دین سے بالکل ہی دور جا پڑتا ہے۔ آجکل کتاب اللہ پر کم توجگی کیوں ہے؟ آئے دن نئے نئے مشغلوں کا پیدا ہو جانا۔ نت نئے ناولوں کی اشاعت۔ اور آئے دن کے دل بہلاؤ کے سامان تھیٹر۔ ناٹک۔ شعبدہ بازیاں وغیرہ کی کثرت یہہ امور ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کو چھوڑا دیا ہے۔ ایسی حالت میں ....

ملک اور قوم کی حالت روبہ ترقی ہو تو کیونکر؟؟ کل ترقیوں کی اصل اور جڑ تو کتاب اللہ ہے اسکو چھوڑ کر کوئی ترقی کا مبارک اور درخشندہ چہرہ کیونکر دیکھہ سکتا ہے؟

> ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
> ایں خیال است و محال است و جنوں

پس قومی ترقی چاہتے ہو تو اُٹھو کتاب اللہ کی قدر کرو اور اُسے اپنا دستور العمل بناؤ۔

اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ الہام الٰہی کے ذریعہ جب ایک امر واقع ہونے والے کی میعاد بتلا دی جاتی ہے پھر اُس میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہیئے؟ جواب میں ہم اتنا ہی کہیں گے کہ الہامات الٰہیہ میں کبھی کبھی بعض مخفی اسرار اور اسباب ایسے بھی ہوتے ہیں جو اکثر مصالح اپنے اندر رکھتے ہیں اور مدت معینہ کو کم و بیش کر دیتے ہیں اس سے خدا تعالیٰ کی کسی صفت کے خلاف نہیں ہوتا۔ قانون قدرت میں ہم ایسی نظیریں پاتے ہیں کہ ایک چیز کیونکہ وقت مقررہ سے کم و بیش ہو جاتی ہے بچہ کے پیدا ہونے کی عام میعاد ۹ ماہ ہے لیکن کبھی اس سے کم اور کبھی زیادہ وقت لیکر بچہ پیدا ہونا ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں آتا ہے

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ کشمیر کی سیر کو موسم بہار میں جب جہانگیر جاتا تہا تو شگوفہ کا وقت نکل جاتا تہا اس لئے مردان علی وزیر نے موسم بہار کے آغاز میں چند درختوں کے گرد برف لگا دی اور عین بادشاہ کے ورود پر برف اتاری اور شگوفہ کا نظارہ دکہایا۔

پہر بیماریوں میں دیکھو کہ بعض امراض مثلاً باریک تپ وغیرہ اس کا علاج ایک ایک سال تک لکہا ہے

[illegible] تحقیقات سے ایسی ادویات طیار ہوئی ہیں کہ اول حد دوسری نوبت میں ہی بخار اُڑ جاتا ہے من سنت اللہ اسی طرح پر واقع ہے۔ اور [illegible] کی کتاب میں ہم اس مسئلہ کو بہت واضح حروف میں لکھا ہوا پاتے ہیں پھر اگر الہام الٰہی کے اُسے کسی معینہ مدت میں کمی بیشی ہو تو وہ جائے اعتراض کیوں ہو؟ سوچو اور غور کرو۔

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہٰذا المخدوم کے دونوں عنایت نامہ معہ اشتہار پہونچکر جزاکم اللہ جزاالخیر۔ خداوند کریم آپ صاحبوں کی کوشش میں برکت ڈالے اور آپکو وہ اجر بخشے جو آپکی جناب میں باہر ہو آنمخدوم نے اس عاجز کو جو کچھ اپنی نسبت لکھا ہے وہ عاجز کے دل میں ہے مشت خاک کی کیا حقیقت ہے کہ کچھ دعویٰ کرے یا زبان پر لاوے لیکن اگر خداوند کریم نے چاہا اور توفیق بخشی تو حضرت احدیت میں عاجزانہ دعا کرونگا آپ اپنی کام میں جہانتک ممکن ہو سرگرمی سے متوجہ ہوں کیونکہ ایسی محبت متحقق ہوتی ہے اور حصہ چہارم کے صفحہ ۵۱۹ میں ایک الہام یہ ہے۔ من ربکم علیکم واحسن الیٰ احباکم۔ یہ الہام اگرچہ بصورت ماضی ہے لیکن اس سے استقبال مراد ہے اور اُس کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر احسان کرے گا۔ اور تمہارے دوستوں سے نیکی کریگا اور پھر حصہ سوئم صفحہ ۲۴۲ میں یہ الہام ہوا۔ و بشر الذین امنوا قدم صدق عند ربھم۔ اسکی بھی اس جگہ یہی معنے ہیں کہ جو لوگ ارادت سے رجوع کرتے ہیں انکا عمل مقبول ہے اور اُنکے لئے قدم صدق ہے پھر صفحہ ۲۴۱ میں ایک الہام ہے۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ یعنے تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنکے دلوں میں ہم آپ ڈالیں گے سو ان سب الہامات کی خوشخبری حضرت احدیت کے اُن مومنوں کی نسبت سمجھی جاتی ہے جنکو خدا نے اس طرف رجوع بخشا ہے اس سے زیادہ ذریعہ حصول سعادت اور کوئی نہیں کہ جو مرضی مولےٰ ہے اُسی کے موافق کام کیا جائے اور مولیٰ کریم کی ایک نظر عنایت انسان کے لئے کافی ہے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ جو اخوان مومنین اسباب کیلئے توفیق دئے گئے ہیں کہ جو اُنہوں نے صدق دل سے اس احقر عباد کا انصار ہونا قبول کرلیا ہے اُن کے لئے حضرت احدیت میں بڑے بڑے اجر ہیں اور میں اجمالی طور پر اُنکو عجیب نور سے منور دیکھتا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ نہایت ہی سعید ہیں اور دنیا کی روشنی ہیں ایک الہام حصہ چہارم کے صفحہ ۵۵۹ کی اخیری سطر میں درج ہے اور وہ یہ ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ یہ الہام اس کثرت سے بار بار ہوا تھا کہ جسکا تعداد خدا ہی کو معلوم ہے اسمیں بھی انواع اقسام کے برکات کا وعدہ ہے غرض کریم میزبان سب کیلئے اپنی طرف بلاتا ہے کہ جب اُس کے طعام کا بندوبست کرلیتا ہے اور وہی لوگ اُسکے خوان نعمت پر بلائے جاتے ہیں جنکو اُس عالم الغیب نے اپنی نظر عنایت سے چن لیا ہے سو جنکو اُس نے پسند کرلیا ہے اُنکو وہ رد نہیں کریگا اور اُنکی خطیات کو معاف فرماویگا اور اُنپر راضی ہوگا۔ کیونکہ وہ کریم و رحیم اور جزا دینے والا اور نہایت ہی محسن مولےٰ ہے۔

حسبنا اللہ والحمد للہ وسبحان اللہ العظیم

والسلام۔ ۶ مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۷ جمادی الاول [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہٰذا آپنے جو اسی عنایت نامہ مرقومہ ۹ فروری ۱۸۸۳ء میں ایک سوال تحریر فرمایا تھا آجتک میں نے بباعث علالت طبع اُسکی طرف توجہ نہیں کی اور اب بھی بباعث ضعف دماغ و دردسر طبیعت حاضر نہیں ہے لیکن جو المخدوم کا وہ خط دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سوال صرف ایک نزاع لفظی ہے کیونکہ جس مرتبہ توحید کو المخدوم ابتدائی مرتبہ تصور فرماتے ہیں وہ مرتبہ اس عاجز کے نزدیک ان معنوں کرکے انتہائی مرتبہ توحید کا ہے کہ وہ سید اولیا کا منتہا اور اخیری حد ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اگرچہ درگاہ احدیت بے نہایت ہے لیکن جس کمال توحید کو انسان اپنے مجاہدہ سے اپنی کوشش سے اپنے تزکیہ نفس سے اپنے سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ یہیں تک ہے پھر بعد اسکے محض تفضلات الٰہیہ اور مواہب لدنیہ ہیں جن تک کوششوں کو راہ نہیں ساری کوششیں اور محنتیں صرف اس حد تک ہیں کہ انسان اپنے اور تمام خلق کو ہیچ اور لاشئے سمجھکر اور اپنی ہوا اور ارادہ سے باہر ہوکر بکلی خدا کے لئے ہو جائے اور اپنی ناچیز ہستی بشہود ہستی حقیقی حضرت باری تعالیٰ کے نابود اور معدوم دکھائی دے اور جب فی الواقعہ انسان محبت وجود حضرت قادر مطلق کے ہیچ اور ناچیز ہو ایسی ہی حالت پیدا ہو جائے گویا اب بھی وہ نیست ہے جیسا پہلے نیست تھا سو یہ مرتبہ عبودیت کی اخیری حد ہے اور اس توحید کا انتہائی مقام ہے کہ جو سعی اور کوشش اور سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہیے یہ سچ ہے کہ بعد اسکے مرتبہ سیر فی اللہ ہے لیکن اس مرتبہ کی حصول کیلئے کوششوں کو دخل نہیں بلکہ یہ محض بطریق فضل اور موہبت کے حاصل ہوتا ہے اور کوششیں صرف اُسی مرتبہ فنا تک ختم ہو جاتی ہیں کہ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے مثلاً ایک شخص کئی منزلیں طے کرکے بادشاہ کو ملنے کے لئے آیا ہے اور جسقدر راہ میں مانع تھے سب سے خلاصی پاکر بادشاہ کے خیمہ تک پہونچ گیا ہے اب خیمہ میں داخل کرنا اور بارگاہ میں دخل دینا یہ خاص بادشاہ کا

کام ہے کہ جو ایک خاص اجازت پادشاہی پر موقوف ہے۔ ناچیز بندہ کیا حقیقت رکھتا ہے کہ جو اپنی بشری طاقتوں کے ذریعہ سے اور اپنے اختیار سے خود بخود بلا اجازت بارگاہ میں داخل ہو جائے۔ اور اب باعث ضعف زیادہ لکھ نہیں سکتا۔ پھر کہ شعروں کے معنے دریافت فرمائے ہیں وہ کسی اور وقت اگر خدا نے چاہا تحریر کروں گا اور امرتسر سے واپس آگیا ہوں اور واپس آکر میر مراد علی صاحب کا خط ملا سو اُنکی نسبت اور آنمخدوم کے سخت جگر کی نسبت دعا خیر کرکے حوالہ بخدا کرتا ہوں جب طبیعت رو بصحت ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ بشرط یاد آنمخدوم کے سوال یعنے اشعار کے معنوں کی بابت لکھا جائے گا۔ ۱۱ر مارچ ۱۸۸۴ء مطابق جمادی الاول ۱۳۰۱ھ

موجودہ اناجیل کے محرف ہونے پر یورپین فاضلوں کی قابل قدر رائیں

اصل انجیل جو حضرت مسیحؑ پر نازل ہوئی اور جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے اُس کا دُنیا میں کہیں پتہ نہیں لیکن اکثر ناواقف عیسائی کہا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ اعتراض کہ موجودہ انجیل محرف اور جعلی ہے صرف بناوٹ اور الزام ہے اور اگر مسلمان اپنے اس دعویٰ میں سچے ہیں۔ تو کوئی صحیح انجیل علاوہ ان موجودہ انجیلوں کے پیش کریں۔ سو اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ اکثر عیسائیوں کے اقوال سے اس امر کا پتہ لگتا ہے کہ اس موجودہ مجموعہ اناجیل کے علاوہ مسیح کی ایک خاص انجیل تھی۔ جس کی بنا پر یہ ردّی اور نازیبا عمارت تیار کی گئی۔ چنانچہ بشپ مارش و اکھارن وغیرہ کہتے کہ مسیح کے حالات میں ابتداءً ایک تحریر تھی جسکی نقلیں متبدلہ مؤلفین اناجیل کے پاس تھیں ان ہی نقول سے ان لوگوں نے اناجیل ترتیب کیں اور کچھ اپنی طرف سے اضافہ کیا۔

چنانچہ فاضل لورڈنر اپنی کتاب کے جلد اول کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ اکھارن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابتداءً مسیح کے حالات میں ایک چھوٹا رسالہ تھا ممکن ہے کہ اسکو اصل انجیل کہا جائے اور یہ رسالہ تمام انجیلوں کا ماخذ تھا جو پہلی اور دوسری صدی میں رائج تھیں۔ بعد انجیل متی اور لوقا اور مرقس کے لئے بھی ماخذ تھیں۔ اس قول کو تفصیل (چیمبرس انسائیکلوپیڈیا جلد ۵ مطبوعہ ۱۸۶۸ء لنڈن بیان گاسپل) میں دیکھو۔ ھارن صاحب کے انٹروڈکشن کی چوتھی جلد میں لیکلرک۔ کوٹپ۔ میکاھلس۔ لسنگ۔ مارش وغیرہ علمائے متقدمین کی رائے اس طرح منقول ہے کہ شاید متی اور مرقس اور لوقا کے پاس ایک کتاب عبری زبان میں تھی جس میں حضرت مسیح کے حالات لکھے تھے اس میں سے متی نے زیادہ نقل کیا اور مرقس اور لوقا نے کم۔ ڈاڈول صاحب ترجمہ قرآن کے ۲۷۵ صفحہ میں لکھتے ہیں کہ انجیل کے لفظ سے مجموعہ عہد جدید یا اُس کا کوئی حصہ نہ سمجھنا چاہیے بلکہ وہ وحی سمجھنی چاہیے جو خدا کی طرف سے عیسیٰؑ پر بھیجی گئی۔ انتہی۔ پادری عمادالدین اپنی کتاب ہدایت المسلمین کے صفحہ ۱۶ میں لکھتا ہے کہ بعد زمانہ کے سبب اور مختلف مقاموں میں جدی جدی انجیلیں جاری ہونیکے باعث اور ابتدائی مصیبتیں عیسائیوں پر آنے کے سبب روایات متفق علیہ محققین کو نہ ملیں اس لئے اختلاف واقع رہا۔ ہم کہتے ہیں نہ صرف روایات متفق علیہ نہیں ملیں بلکہ خود اصلی انجیل ہی کھوئی گئی۔ اور اسکے بعد عیسائیوں نے اپنی ایمانی کتاب کے کھو جانے سے گھبرا کر بیسیوں انجیلیں تالیف کیں اور حواریوں کے نام منسوب کردیں اگر اصلی انجیل دنیا میں موجود ہوتی تو کبھی بیسیوں انجیلوں کے تالیف ہونے کی نوبت نہ پہونچتی اور نہ ان چار اناجیل کا وجود پایا جاتا۔ بلکہ ایک ہی انجیل ہوتی۔ چار کی ضرورت کیا تھی دو چار کا فائدہ کیا تھا۔ کیا ایک حواری پر اعتبار نہ تھا اور ایک پر خدا نے کامل الہام نہ کیا جو دوسروں کو بھی اور انجیلیں تالیف کرنے کے ساتھ جوڑنی پڑیں۔ فتفکروا یا اولی الالباب۔ پس ان تمام اقوال مندرجہ بالا سے ثابت ہے کہ اصل انجیل کوئی اور ہے جس کا دنیا میں پتہ نہیں۔ اور حضرت مسیح کے وقت موجود تھی چنانچہ مرقس ۱ باب ۱۴ و ۱۵ میں ہے "پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد مسیح نے جلیل میں آکر منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی۔ توبہ کرو۔ اور انجیل پر ایمان لاؤ۔" اور متی ۲۶ باب ۱۳ میں ہے "جہاں کہیں اس انجیل کی منادی ہوگی" ان دونو آیتوں سے ثابت ہے کہ مسیح کے وقت میں کوئی انجیل لکھی ہوئی تھی۔ جو ایمان کے لئے پیش کی جاتی لیکن وہ قطعاً دنیا میں مفقود ہے۔ پس جب خود اناجیل موجودہ اور عیسائیوں کے اقوال متواترہ سے پتہ لگتا ہے کہ اصل انجیل اور اناجیل اربعہ کے سوا تھی۔ تو پھر بیچارے مسلمان کیوں ناحق پیسے جاتے ہیں۔ کیا وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یا وہ اپنی طرف سے خود تراشیدہ الزام لگاتے ہیں۔ عیسائی صاحبان سوچکر جواب دیں اور نیز اناجیل موجودہ کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ نہایت قلیل کلام حضرت مسیحؑ کا ہے اور باقی نامور مصنفوں کی یادگار۔ اسبات کی کلی تصدیق نامہ قرنتی ۱ باب ۷ و ۱۲ سے ہوتی ہے جہاں پولس کہتا ہے کہ جورو اپنے خصم کو نہ چھوڑے پر باقیوں کو خداوند نہیں۔ میں کہتا ہوں اگر بھائی کی جورو بے ایمان ہو الخ۔ یہ میں کہتا ہوں کا لفظ قابل غور ہے اور اسکی نظیریں اس مجموعہ عہد جدید میں بکثرت پائی جاتی ہیں اور مارٹن لوتھر سوائے انجیل یوحنا دوسری تینوں انجیلوں کو جھوٹا اور نامہ یعقوب کو گھاس پھوس بتلاتا ہے۔ دیکھو کتاب مرآۃ الصدق

جلد ۱۲ مطبوعہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۹۴ - رنین صاحب اپنی کتاب تذکرہ مسیح کے صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں کہ ان اناجیل کے سر پر حواریوں کا نام درج ہونے سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہہ انکی تصنیف سے ہیں۔ بلکہ علمائے نصاریٰ نے ان آیات کو ان حواریوں سے مربی سمجھا ہے اس عبارت کا صریح مفہوم یہی ہے کہ درحقیقت یہہ اناجیل حواریوں کی لکھی ہوئی ہی نہیں بلکہ تابعین یا تبع تابعین یا اُن سے بھی ادنے طبقے کے لوگوں کی تصنیفات ہیں چنانچہ ہم اس امر کا ثبوت ذیل میں درج کرتے ہیں۔ دیکھو متی ۹ باب ۹ "پھر جب یسوع وہاں سے آگے بڑھا تو متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اُسے کہا کہ میرے پیچھے آ۔ وہ اُٹھکے اُس کے پیچھے چلا۔" اس آیت میں ایک شخص کے الفاظ بصراحت دلالت کرتے ہیں کہ متی اس کتاب کا لکھنے والا ہرگز نہیں ہے۔ اور نہ وہ اس طرح لکھتا کہ یسوع نے مجھہ متی کو دیکھا جیسا کہ عام محاورہ ہے۔ نہ کہ متی نامی ایک شخص جو بالکل ایک اجنبی شخص کے لئے طرز بیان ہے۔ پھر متی ۱۶ باب ۶ و ۷ میں دیکھو۔ "تب یسوع نے اُن سے کہا۔ پھر اُنہوں نے اپنے دلمیں گمان کرکے کہا۔" یہہ ان سے اور اُنہوں نے کے الفاظ ظاہر کر رہے ہیں کہ انجیل متی متی کی لکھی ہوئی نہیں۔ اگر یہہ اُسکی تصنیف ہوتی تو وہ بھی منجملہ حواریوں کے تھا۔ وہ اس طرح لکھتا کہ ہم سے کہا اور پھر ہم نے کہا جیسا کہ محاورہ ہے۔ غرض کہ اس ساری انجیل میں متی کا لفظ اس طرح سے مندرج نہیں جس سے ثابت ہو کہ یہہ اُسکی تصنیف ہے۔ انجیل یوحنا ۲۱ باب ۲۴ میں ہے۔ یہہ وہ شاگرد ہے جس نے ان کاموں کی گواہی دی اور ان باتوں کو لکھا۔ اور ہم کو یقین ہے کہ گواہی اُسکی سچی ہے۔ پس یہہ الفاظ (وہ شاگرد اور اُسکی گواہی) یوحنا کے حق میں بصیغہ غائب اور یہ لفظ (ہم کو یقین ہے) بصیغہ متکلم اسبات پر صاف دلالت کرتے ہیں

کہ مصنف اس انجیل کا کوئی شخص سوا یوحنا حواری کے ہے جو اس کی گواہی کی تصدیق کرتا ہے ورنہ وہ اس عبارت کو اپنے حق میں ہرگز نہ لکھتا۔ ایسا ہی یوحنا ۳۵/۱۹ میں ہے) حالانکہ یوحنا اپنے مکاشفات میں مجھہ یوحنا کا لفظ لکھتا ہے۔ اساڈلن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ انجیل یوحنا بلاریب اور یقیناً کسی طالب علم مدرسہ اسکندریہ کی تصنیف ہے۔ دیکھو ھورنؔ کی کتاب جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۲۰۵۔ غرض کہ ہم کہانتک لکھیں یہہ مسلم امر ہے کہ اصلی انجیل کا وجود عالم سے مفقود ہے پس جب یہ امر محقق ہے تو اب ان موجودہ اناجیل کا جو محض جعلی اور خانہ ساز مجموعہ ہے کیا اعتبار کیا جائے۔ (انوار الاسلام)

کلمات طیبات امام الزمان

(حضرت اقدس کی مختصر سی تقریر)

(۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء قبل مغرب)

یہہ کتاب جو لکھی گئی ہے جب شایع ہوگی تو اُن لوگوں کو بھی پتہ لگ جاویگا جو بار بار اعتراض کرتے ہیں کہ آکر کیا بنایا؟ میں حیران ہوجاتا ہوں جب اس قسم کے اعتراض سنتا ہوں کیا پھونک مار کر کچھہ بنا دیا جاتا؟ بھلا یہ تو بتلائیں کہ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس دعوت کی اُنکے اعتقاد کے موافق کیا بنایا؟ مگر یہ لوگ دیکھیں گے اور خدا تعالےٰ **نمایاں طور** پر دکھا دے گا کہ کیا بنایا ہے۔ کاش یہ لوگ موجودہ حالت وقت پر غور کرتے۔ صدی میں سے سولہ سال گذر گئے۔ ظلمت انتہا تک پہونچگئی اور کوئی نہ آیا جو اصلاح کرتا۔ یہہ لوگ ذرا بھی انصاف نہیں کرتے مجھہ پر اعتراض کرتے کرتے خدا پر اعتراض جا کرتے ہیں۔ کیونکہ میںنے تو آکر کچھہ

بنایا نہیں؟ اور خدا نے بنانے والا بھیجا نہیں۔ بلکہ باوجود اس کے کہ اور ضرورتیں اگر چھوڑ بھی دیجاویں تو ان ناعاقبت اندیش معترضوں کے موافق ایک گمراہ کرنے والا ہی آگیا اور پھر بھی وہ اصل مہدی نہ آیا اور نہ خدا نے اُسے بھیجا۔ چودہویں صدی کو مبارک سمجھتے تھے پر کیا خاک مبارک نکلی جبکہ ایک دجال آگیا!!! صدیق حسن اور عبدالحی جو دعویٰ کرنے والے تھے وہ صدی کے سر پر ہی فوت ہوگئے ورنہ شاید وہی ان لوگوں کا سہارا ہوتے لیکن خدا نے اپنے فضل سے دکھا دیا کہ یہہ کام اُنکا نہ تھا بلکہ کسی اور کا۔

مجدد جو آیا کرتا ہے وہ ضرورت وقت کے لحاظ سے آیا کرتا ہے نہ استنجے اور وضو کے مسائل بتلانے۔ خدا جو مدبر اور حکیم خدا ہے کیا وہ نہیں دیکھتا کہ دنیا پر طبعیات اور فلسفہ کی زہریلی ہوا چلی ہے جس نے ہزارہا انسانوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ صلیب پرست عیسائیوں نے کس کس رنگ میں لکھوکھا روحوں کو خدا سے دور پھینک دیا ہے تو پھر کیا اس وقت ایسے مجدّد کی ضرورت نہ تھی جو کسر صلیب کرے۔ اور دلائل و بیّنات سے دکھاوے کہ صلیبی مذہب میں حقانیت کا نور نہیں اور ایک لکڑی پر ایمان لاکر انسان نجات کا وارث نہیں ٹھہر سکتا۔ آئے دن پچاس پچاس ہزار اور ایک ایک لاکھ اشتہار چھاپ چھاپ کر یہہ لوگ تقسیم کرتے ہیں اور ٹڈی دل کیطرح عورتیں۔ بچے۔ جوان۔ بوڑھے لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح پر اسلام پر حملہ کریں۔ اس وقت اسلام پر وہ حملہ ہوا ہے جسکی انتہا نہیں۔ ادہر خدا کا یہ وعدہ کہ انا لہ لحافظون اور اُدہر ان ناعاقبت اندیش معترضین کی یہ دانائی کہ اسلام میں حفاظت دین کے لئے معرفت کا نور لے کر کوئی نہیں آیا بلکہ دجال آیا ہے۔ افسوس! صد افسوس!! آہ! صد آہ!!!

یہی تو وقت تہا کہ خدا اپنی نصرت اور تائید کا روشن ہاتہہ دکھاتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اُس نے دکھایا اور وہ اپنی چمکار دکھائے گا اور مخالفوں کو شرمندہ کر کے بتلا دے گا کہ آنے والے نے آکر کیا بنایا۔

[illegible]

قرآن کریم کو پڑہ کر میری روح میں ایک ایسی لذت آتی ہے اور اُس کی عظمت کا ایسا خیال گذرتا ہے کہ دنیا بہر میں عورت مرد بچے بوڑہے سب مل کر خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت اور ترانے گائیں اور شکر کے سجدے کریں۔ جس نے ایسی کامل اور تمام ضرورتوں کی متکفل تمام راحتوں اور سکہوں کی کلید کتاب نازل فرمائی۔ (مولوی عبدالکریم ۱۳ رمئی ۱۸۹۹ء)

قرآن کریم کے لئے روح ایسی غیرت محسوس کرتی ہے کہ جیسے کوئی آدمی اپنی منکوحہ بیوی کی طرف کسی دوسرے آدمی کو دیکہہ کر بہڑک اُٹہتا ہے اسی طرح سے میری یہ حالت ہوجاتی ہے کہ اگر قرآن شریف کے سامنے کوئی اور دوسری کتاب پڑہتا ہو تو مجہے ایسا ہی جوش آتا ہے کہ کیوں یہہ اس کتاب کو دیکہہ رہا ہے کیا کلام اللہ سے بڑہ کر اُسکو راحت رساں دلچسپ پاتا ہے۔

(مولوی عبدالکریم سیالکوٹی)

میں نے حضرت مرزا صاحب کی نشست و برخاست اور ہر قول و فعل سے قرآن کریم کی تفسیر سیکہی ہے۔ اور میں امام کی چال کو قرآن شریف کی اعلیٰ اور عملی تفسیر سمجہتا ہوں۔ (مولوی عبدالکریم سیالکوٹی)

سُورہ والضحےٰ کی صحیح اور سچی تفسیر اور بعض متعصب عیسائیوں کے مزخرفات کا دندان شکن جواب

بعض متعصب عیسائی آیۃ کریمہ مذکورۃ الذیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگار ہونے پر استدلال کرتے ہیں اور وہ یہہ ہے کہ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے تجہے اُمی پاکر علم اور حکمت کی راہ دکہلائی جس کے یہہ معنے کرتے ہیں کہ تجہے گمراہ یعنے گنہگار پایا اور ہدایت کی۔ حالانکہ اس مقام میں یہہ معنے ہرگز مطلوب نہیں۔ اور نیز یہہ معنے بہ بداہت باطل ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کبہی گمراہ نہیں ہوئے۔ اور نہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہوا جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نعمائے جلیلہ یاد دلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور اطمینان دیتا ہے۔ تفسیر اُسکی یوں ہے۔ کہ اس سورہ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ پیش آمدہ کو ذکر فرما کر آنحضرت صلعم کی دلجمعی فرمائی ہے اور وہ واقعہ یہہ ہے کہ فترۃ الوحی کے وقت میں بعض کفار نے حضورؐ کو طعن و تشنیع کرنا شروع کر دیا تہا اور بعض گندہ طبیعت یہہ کہنے لگ گئے تہے کہ ان محمدًا ودعہ ربہ وقلیٰ یعنے محمد صلعم کو اُسکے رب نے چہوڑ دیا اور اُسے ناخوش رکہا ہے تو اُنکے جواب میں اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ یعنے تیرے رب نے تجہے نہیں چہوڑا اور نہ تجہے ناخوش رکہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس مردود قول کی تکذیب فرما کر آنحضرت صلعم کی تسلی کے لئے فرمایا۔ کہ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ یعنے البتہ تیرا انجام ابتداء سے بہتر ہے۔ کیونکہ ہر ایک راستباز کا انجام ہی بہتر ہوا کرتا ہے۔ گو ابتداء میں ابتلا پیش آجاوے پہر فرمایا وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ یعنے اور بعنقریب تیرا رب تجہے خاص عنایت کرے گا یعنے تجہے ہر ایک مقصود اور ہر ایک وعدہ میں کامیاب فرمائے گا پہر تو راضی ہو جائے گا۔ اور ہر ایک شخص کی آنکہہ میں تو بزرگی اور عزت پا جائے گا۔ پہر اللہ تعالیٰ اُس کے ثبوت میں دلائل کے طور پر اپنے نعمائے جلیلہ یاد دلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجمعی فرماتا ہے۔ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ کیا تیرے رب نے تجہے یتیم یعنے بے پدر اور بے کس فرزند پاکر بلند اقبال اور صاحب جاہ و جلال نہیں بنایا۔ یعنے تیرے رب نے تجہے یتیم اور بے کس پایا اور اپنے پاس جگہ دی۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ اور تجہے اُمی محض پاکر علم اور حکمت سے پُر اور مالا مال فرمایا (ضال کے معنی عاشق صادق کے بہی ہیں اور کمال التعشق کی وجہ سے عاشق کو ضال کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے جوش عشق اور فرط محبت کی وجہ سے دیوانہ وار ہوتا ہے۔ پس آیہ کریمہ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ کے یہہ معنے ہیں کہ تجہکو اللہ تعالیٰ نے ضال یعنے عاشق وجہ اللہ پایا۔ پس اپنی طرف کہینچ لایا) اور واضح رہے کہ پہلی تینوں آیتیں یعنے الم یجدک یتیما فاوی ووجدک ضالا فہدی ووجدک عائلا فاغنی اور پچہلی تینوں آیتیں فاما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر واما بنعمۃ ربک فحدث باہم لف و نشر مرتب کے طور پر واقعہ ہیں۔ اور پہلی آیتوں میں جو مدعا مخفی ہے۔ پچہلی آیتیں اُسکی تفصیل اور تصریح کرتی ہیں۔ مثلاً پہلے فرمایا الم یجدک یتیما فاوی اُس کے مقابل پر یہہ فرمایا فاما الیتیم فلا تقہر یعنے یاد کر کہ تو بہی یتیم تہا اور ہمنے تجہکو پناہ دی ایسا ہی تو بہی یتیموں کو پناہ دے۔ پہر بعد اس کے ووجدک ضالا فہدی اسکے مقابل پر یہ فرمایا۔

واما السائل فلا تنہر یاد کر کہ تو بھی ہمارے وصال اور جمال کا سائل اور ہمارے حقایق اور معارف کا طالب تھا۔ سو جیسا کہ ہمنے باپ کی جگہ ہوکر تیری جسمانی پرورش کی۔ ایسا ہی ہم نے اُستاد کی جگہ ہوکر تمام دوازے علوم کے تجہپر کھول دیئے اور اپنے لقا کا شربت سب سے زیادہ عطا فرمایا اور جو تو نے مانگا سب ہم نے تجھکو دیا۔ سو تو بھی مانگنے والوں کو رد مت کر اور اُن کو مت جھڑک اور پھر فرمایا ووجدك عائلا فاغنی اور اُس کے مقابل پر فرمایا واما بنعمت ربك فحدث اور یاد کر کہ تو عائل تھا۔ یعنی تیری معیشت کے ظاہری اسباب بکلی منقطع تھے۔ سو خدا خود تیرا متولی ہوا اور غیروں کی طرف حاجت لے جانے کا۔ بلکہ یہہ ساری کام تیرے خدا تعالے نے آپ ہی کر دیئے۔ اور پیدا ہوتے ہی اُس نے تجکو آپ سمہال لیا سو اُسکا شکریہ بجالا۔ اور حاجت مندوں سی تو بھی ایسا ہی معاملہ کر۔ اب ان تمام آیات سی مقابلہ کرکے صاف طور پر کھلتا ہے کہ اس جگہ ضال کے معنے گمراہ نہیں ہے۔ بلکہ انتہائی درجہ کے تعشق کیطرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسبت اسی کے مناسب یہہ آیت ہے قالوا تاللہ انك لفی ضلالك القدیم سورہ یوسف رکوع ۱۱ یعنی انہوں نے کہا کہ قسم بخدا بتحقیق تو یوسف کے قدیم عشق اور محبت کی دیوانگی میں ہے) ووجدك عائلا فاغنی اور اُسی نے تجھے محتاج اور تنگدست پاکر مالدار کیا۔ پس ان تینوں احسانوں کے بالمقابل اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر واما بنعمت ربك فحدث یعنے اب ان احسانوں کے عوض اور شکریہ میں تو یتیم کو آزردہ مت کر اور سوالی کو مت ڈانٹ اور اپنے مربی و محسن مولا کی شکر گذاری کر اور یقین کر کہ وہ تجھے ہر ایک کام میں کامیاب اور برومند فرمائے گا۔

پس یہ سورہ والضحیٰ کی صحیح اور سچی ہے تفسیر ہے۔ مگر کور باطن عیسائی عربی زبان سے محض نابلد آگے پیچھے سے اندہے سیاق و سباق سے بے خبر۔ صرف ایک آیت کو درمیان سے لیکر اُلٹے پلٹے معنے کرکے خدا تعالیٰ کی مخلوق کو دہوکا دیکر بہکانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بہت سے بندے دنیا میں ایسے پیدا کئے ہیں کہ اُن کے ذریعہ ناپاک فطرت عیسائیوں کی قلعی کہولتا رہیگا۔ اور اپنے پسندیدہ اور پاک دین اسلام کی خدمت لیتا رہے گا اور اپنے عظیم اور مقدس رسول کی عزت بڑہائیگا۔ ولو کرہ الکافرون۔ اگرچہ کافروں کو یہہ بُرا ہی لگے۔ (نور الاسلام)

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں

ہماری ناظرین کو پچھلے ہفتہ کے اخبار سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ ہم نے حضرت اقدس کی بعض پرانی تحریریں جمع کی ہیں۔ جنمیں سے پہلا رسالہ چھپ کر طیار ہو گیا ہے۔ ہم کو کسی لمبی چوڑی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے ناظرین دیکھیں گے کہ ان مضامین میں حضرت اقدس کا طرز تحریر کیسا عالمانہ اور محققانہ ہے۔ مضامین کی فہرست ہم پچھلے ہفتہ دے چکے ہیں صرف ۔۔ ہم کاپیاں طبع ہوئی ہیں خریدار اپنی درخواست جلد بہیجدیں قیمت ۲ر فی کاپی ہے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ (خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان)

دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرو

حضرت اقدس کی تقریر کے متعلق جو درخواستیں اب ہمارے پاس آتی ہیں ہم انکی تعمیل نہیں کر سکتے اس لئے کہ کتاب مذکور کی صرف ۔۔ ہم کاپیاں چھپی تہیں جو فروخت ہو چکی ہیں۔ اب درخواستیں محفوظ رکھی جاتی ہیں دوسرے ایڈیشن پر جو عنقریب شروع ہوگا اُنکی تعمیل ہوگی۔ (ایڈیٹر)

حضرت اقدس کی ایک اور تقریر

ہم یہہ بہی اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس کی ایک اور لطیف تقریر جس میں حسب معمول بہت سے لطیف مضامین ہیں مرتب کر رہے ہیں۔ اگلے ہفتہ میں جب وہ پریس میں طبع کیلئے جانے لگے گی ناظرین کو مفصل اطلاع دی جاویگی وہ بہی صرف چار سو چھپے گی۔ اس لئے ناظرین اس کا پہلے سے خیال رکہیں پھر عدم تعمیل درخواست کی شکایت نکیا کریں۔ (ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اس ہفتہ میں موسم میں تیز ہواؤں یعنی آندہیوں کیوجہ سے ایک خاص تبدیلی رہی کچھہ خفیف سی بارش بہی ہوگئی۔

۲۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے چند ماہ تک قادیان میں مقیم رہیں گے۔ ۱۸ رمئی ۱۸۹۹ء کو وہ دارالامان میں آپہونچے اور حسب معمول "مسیح ہندوستان میں" کا ترجمہ کر رہے ہیں کتاب مذکور ہندوستان میں چھپکر انگلستان میں شایع ہوگی۔

۳۔ ہمارے مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب اس ہفتہ عازم سفر ولایت ہوکر روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مع الخیر پہونچاوے اور کامیابی اور صحت اور تندرستی کے ساتھہ واپس لاوے۔

۴۔ مسیح ہندوستان میں ۷۵ صفحہ تک چھپ چکی ہے۔ حضرت اقدس الحمد للہ مع جمیع ممبران خاندان و خادمان مقیم قادیان بخیریت ہیں۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و مالک نے اپنے مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھپکر شائع کیا

رجسٹرڈ ایل

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

نمبر ۱۹ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۹۹ء مطابق ۱۵ محرم ۱۳۱۷ھ | جلد ۳

نظم

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا

مصرع طرح از حالی صاحب

(دن بہلے ہوتے تو کاہے کو جدائی ہوتی)

تیرے دروازے پہ گر میری رسائی ہوتی
ایک تو آہ مراد اپنی بر آئی ہوتی

گرہ عشق کی کچھہ راہ نمائی ہوتی
آپ آتے تو میری عقدہ کشائی ہوتی

کب تحمل مجھے اغیار کی تشنیع کا تہا
تیری الفت نہ اگر دل میں سمائی ہوتی

تیرے دربار کی جاروب کشی گر ملتی
مجھکو اِس قید فرنگی سے رہائی ہوتی

فوج انجم نے رکھا سقف فلک کو مصؤں
ورنہ نالوں نے میری آگ لگائی ہوتی

مجھکو ہے شوق زیارت کا کمال اے حضرت
کوئی صورت مجھے ملنے کی سوجھائی ہوتی

رنج ہجراں نے کیا دل کو میرے حزن آباد
آپ مل جاتے تو یک لخت صفائی ہوتی

میرے اعمال اگر ہوتے کسی لائق بھی
آپ کے قدموں سے کیوں اتنی جدائی ہوتی

رکھتے زنجیروں میں پابند نہ گر اس کو عزیز
تیرے شیدا نے عجب دہوم مچائی ہوتی

فیض خدمت سے نہ کیوں قلب مطہر ہوتا
تیرے تکیہ پہ جو دہونی رمائی ہوتی

ہوتا میں زندہ جاوید جہاں میں مشہور
گردم نزع رواں شکل دکھائی ہوتی

مہدئے ہادی و عیسئے و غلام احمد
جو نہ آتے تو کہاں میری بھلائی ہوتی

یہہ غلط کہتے ہیں لوگوں سے لڑینگے مہدی
مصلح الدہر کی کیوں سب سے لڑائی ہوتی

جنگ اسلام قصاصی ہے یہہ اسدم ہوتی
گر کسی فرقہ نے تلوار اُٹھائی ہوتی

ہائے اے مولویو تم کو خدا سمجہا ہے
تم بھٹکتے نہ اگر یہہ سمجھہ آئی ہوتی

سیزدہ سال تلک کی نہ نبی نے کوئی جنگ
کیسی کرتے کوئی آفت بھی تو آئی ہوتی
حجج قاطعہ سے جنگ یہاں ہے مقصود
اس طرح کی کوئی صف تم نے جمائی ہوتی
سیف کا حکم اگر ہوتا تو اٹھتے بھی نہ تم
تھمنا قاعدون کی لب پہ دوہائی ہوتی
پس خذوا حذرکم اور اسلحتکم پڑھ کر
خوب تقلید امام دوسرائی ہوتی
غور سے پڑھتے تصانیف امام عالم
واقفیت تو زحالات کذائی ہوتی
گر کوئی اسکی سند تمکو ملی ہے کافی
نص قرآن سے کوئی دکھائی ہوتی
صاف لا اکراہ فی الدین خدا کا کلام
صُمٌّ وعمیٌ ہوئے کاش انکی دوائی ہوتی
سچ کہوں تلخ لگے یا کہ ترش ، کوئی ہو
سب سمجھ لیتے اگر دل میں صفائی ہوتی
روٹیوں کا جنہیں لالچ ہو کہاں دین کا خیال
پنجۂ نفس سے بھی پہلے رہائی ہوتی
جانتے اپنا عدو ، دل و دیں شیطان کو
فضل ہوجاتا نہ برباد کمائی ہوتی
اور کچھ کرتے نہ گر تیدی مرہون عیال
قادیاں جانے کی تکلیف اٹھائی ہوتی
دیکھ لیتے کہ جہاد اس کو کہا کرتے ہیں
ایسی توفیق کبھی تم نے بھی پائی ...... ہوتی
بعد مردن تجھے یاد آئیں گے ایام سعید
خواب میں عمر نہ اے کاش گنوائی ہوتی
لم تعظون جو کہتے ہیں مجھے سرجیں تو
معذرت کی بھی کوئی بات بنائی ہوتی
مرنج وارفتہ لب بحر ہے پیاسا یارب
شکل احمد اسے اک بار دکھائی ہوتی

فقط

ایڈیٹوریل نوٹ

معزز ہمعصر ست دھرم پرچارک نے سچ کہا ہے کہ جب تک بڑے دن کی شراب مسیح کا لہو سمجھی جاویگی تب تک ممکن نہیں ہے کہ میخواری کی مکروہ عادت ہمارے ملک سے دور ہو ۔ ہم کو اُن پادری صاحبان کی کوشش پر تعجب ہی آتا ہے جو نشہ ناشک سبھاوں کے میر مجلس ہو کر انگلستان یا امریکہ سے محض اس لئے آتے ہیں کہ انڈیا کی سرزمین شراب سے پلید ہو رہی ہے اُسکو پاک کریں کیونکہ ایک طرف تو وہ مذہبی حیثیت اور اعتقاد کر عشاء ربانی میں شراب کو مسیح کا لہو بناتے ہیں اور دوسری طرف اُسے ام الجرائم قرار دیکر اس کے بچنے کی ہدایت کرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ شراب ام الجرائم ہے لیکن کیا کفارہ پر ایمان لانا جو عملی طور پر عشاء ربانی میں دکھایا جاتا ہے کل گناہوں کی حرمت کا خوف نہیں اٹھا دیتا ؟ کوئی عیسائی جواب دے تو ہم اُس کی پرواہ نکریں گے کیونکہ مارٹن لوتھر پروٹسٹنٹ فرقہ کا مجدد گناہ کرنے کے مسئلہ کے جواز پر زور دیتا ہے ۔ پس ایسی صورت میں یہہ ایک غور طلب سوال ہوگیا ہے کہ پھر دنیا میں پاکیزگی کیونکہ پہلے ؟ ہاں ایک راہ ہے اور وہ یہی کہ اُس آواز پر گوش شنوا رکھا جاوے جو کہتی ہے یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ۔

العلوم لدنیہ

جریدۂ المعلومات میں ہمیشہ اس عنوان سے عمدہ عمدہ علمی مضامین لکھے جاتے ہیں اب کے علم کلام پر ایک طویل مضمون لکھتے ہوئے مولانا مدیر نغمہ سنج ہیں کہ لفظ اللہ کچھہ لفظ جدید نہیں جو زمانہ نبوت میں اختراع ہوا ہو بلکہ عرب سب اس لفظ سے آشنا تھے اور ہمیشہ مسلّمہ ہستی پر اللہ کا اطلاق کرتے تھے ۔ دھوکہ اُنکو یہہ ہوگیا تھا کہ چند چیزوں کو فرضی معبود ٹھہرا کر اُن سے برکت تلاش کرتے تھے اور اپنے محاورہ میں اُنکو الہٰ کہتے تھے جب رسالت کی روشن دلیلیں اُنکے ضبط ذہن ہوگئیں اور توحید الٰہ الوہیت کے ساتھہ رسالت کی بھی تصدیق کی تو انکی مباحث کا رجوع ذات اللہ یا دوسرے فروعی اعتقادات کیطرف نہ تھا بلکہ وہ صرف حقوق اور اخلاق سے بحث کرتے تھے اور اسکی ترقی اُنکے نزدیک کمال انسانی تھی جیسے زمانہ نبوت سے دوری ہوئی اور ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ عقیدوں میں علی طریق حکمت بحث کرنے لگے اور حکمائے الٰہی کی تقلید اُن کے طبائع پیدا ہوئے ہوئی اور ہر ایک کی سمجھہ بھی مختلف تو بضرورت تفہیم و تفہیم کا طریقہ ٹھہرا علم کلام یہ ایک علم نفیس ہے جس کا اُس زمانے کے لوگوں کو مطالعہ کتب حکمت نے فریفتہ بنایا ۔ یہ علم جسطرح علوم حکمیہ کے سمجھنے کا آلہ اور طلبہ کو نافع ہے اسطرح غلطی اور خطا واقع ہونے کی صورتیں مضر اور پہلے درجہ کا نقصان پہونچانے والا ہے بر خلاف علم حقوق کے کہ اسمیں یہ بات نہیں ۔ یہی وجہ ہے جو علم کلام کو بعضوں نے علم حرام قرار دیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ علم کلام کا حرام ہونا باعتبار اشخاص ہے ورنہ نفس علم ہرگز حرام نہیں ۔ مثلاً ایک دوا ہوتی ہے کہ ایک ہی مرض کے واسطے ایک شخص کو فائدہ دیتی ہے اور دوسرے اسی قسم کے بیمار کو مفید نہیں ہوتی ۔ اس صورت میں اصل دوا پر طعن کرنا ناانصافی ہے ۔ جس ضرورت کے لئے یہ علم اوائل میں ایجاد ہوا وہی ضرورت اب بھی باقی ہے ۔

المعلومات غرۂ ذیحجہ ۔

مالیر کوٹلہ میں جلسہ

سالگرہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ذیل میں ایک جلسہ جو کہ واقعہ ۲۴ رمئی ۱۸۹۹ء کو بوقعہ سالگرہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا بمقام مالیر کوٹلہ جماعت حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود کی جماعت نے بغرض دعا ترقیٔ اقبال حضور ممدوحہ منعقد کیا ہے اسکی مختصر کیفیت لکھی جاتی ہے امید ہے کہ آپ اسکو اپنے اخبار میں شائع کر دینگے۔

۲۴ رمئی ۱۸۹۹ء کو صبح سے ہی بایما جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ و جناب مرزا خدا بخش صاحب کل احباب کو اطلاع دی گئی کہ بوقت ۴ بجے مسجد میں بغرض دعا حاضر ہو جائیں چنانچہ کل احباب چار بجے جمع ہو گئے۔

بعد نماز عصر جناب مرزا خدا بخش صاحب نے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہوں گے کہ آج جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی سالگرہ کا دن ہے اور نیز یاد رہے کہ جو کچھ احسانات اور برکات اس ملک کی رعایا پر خداوند کریم نے اس ملکہ محسنہ عادلہ کی عدل گستر سلطنت میں پہونچائے ہیں وہ کسی فرد بشر پر مخفی نہیں خاصکر مسلمانوں کے لئے تو یہہ سلطنت باعث فخر ہے کیونکہ مسلمان لوگ جس طرح اس سلطنت کے زیر سایہ اپنے مذہبی فرائض کو بخوبی پورا کر سکتے اس طرح کسی اور اسلامی سلطنت میں بھی نہیں کر سکتے جبکہ یہہ ایسی محسنہ ملکہ خداوند کریم نے ہمارے مالوں جانوں آبروؤں کی حفاظت کے واسطے عنایت کی ہے پس ہم پر اس نعمت کا شکر واجب ہے کیونکہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خداوند کا شکر بھی نہیں کرتا۔ پس ہم کو واجب ہے کہ نہایت اخلاص سے اس خالق ارض و سما کے حضور میں اس اپنی محسنہ کے لئے دعا کریں جس نے اسکو ہمارے لئے ابر رحمت کیطرح بھیجا ہے کہ خداوند کریم اسکی عمر میں درازی بخشے خداوند کریم اسکے اقبال کو ہمیشہ ترقی دے اسکے دشمنوں کو خار و خستہ کرے۔ فقط

اسکے بعد عالی جناب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے کھڑے ہو کر ایک نہایت ہی عمدہ تقریر کی جس میں مدلل طور پر یہہ ثابت کیا کہ یہہ سلطنت ایک وجہ سے ایک اسلامی سلطنت ہے کیونکہ اسقدر مسلمان جبکہ اسکے زیر سایہ نہایت آرام و امن سے زندگی بسر کرتے ہیں جسکا بیان نہیں ہو سکتا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اسکو ایک اسلامی سلطنت نہ سمجھا جائے سکھوں کا زمانہ اس سے پہلے لوگوں کو یاد ہوگا کہ کوئی مسلمان مسجد میں اذان بھی نہیں کہہ سکتا تھا اب ایسا زمانہ ہے کہ پوری آزادی سے ہم لوگ اسلام کے روشن چہرہ کو مختلف تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ سے دنیا کے ہر ایک حصہ کو دکھلا سکتے ہیں۔ خاصکر ہمارے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان کی جماعت کو بہت خصوصیت سے اس محسنہ ملکہ کا شکر گذار ہونا چاہیے کیونکہ جب ایسے وقت کہ ہمارے امام ہمام کے ساتھ تمام قوموں نے سخت مخالفت کر کے اس محسنہ گورنمنٹ تک بھی ناجائز خبریں پہونچائیں اور اور قسم قسم کے اتہام اور مقدمات عدالت میں برپا کئے کہ کسیطرح اس خیر خواہ گورنمنٹ کو دکھ پہونچائیں لیکن اس عادل سلطنت کے باانصاف حکام نے نہایت انصاف سے کام لیا اور ہر ایک واقعہ کے وقت بات کی تہہ تک پہونچ کر پاک امام کو بری ٹھہرا کر دشمنوں کو آتش حسد میں جلایا اگر اس زمانہ میں خداوند کریم اس محسنہ ملکہ کی عدل گستر سلطنت کو ہمارے لئے ذریعہ امن نہ بناتا تو مشکل تھا کہ دنیا آرام کرنے دیتی یہہ وہ زمانہ ہے کہ جسمیں شیر بکری اکٹھے رہتے ہیں پھر خصوصاً ہم مالیر کوٹلہ کے لوگوں کو چونکہ شیخ صدر جہان صاحب کی اولاد ہیں بہت ہی شکر گذار ہونا چاہیے کیونکہ یہہ بات ثابت ہے کہ اگر خداوند کریم اس سلطنت کو ابر رحمت کی طرح نہ لاتا تو یہہ ریاست ہمارے ہاتھوں سے چھن چکی تھی اس لئے آپ صاحبان کو بلایا گیا تا کہ سب احباب ملکر اپنی محسنہ ملکہ کی درازیٔ عمر اور ترقیٔ اقبال کے لئے دعا کریں۔ اور جیسا کہ اسکو خداوند کریم نے جسمانی سلطنت دی ہے اسی طرح اسکو روحانی سلطنت بھی عطا کرے اور جس طرح اس کے لئے ارضی لوگ مداح ہیں اسی طرح اس کے لئے سماوی لوگ بھی مداح ہوں اور اس کو سعادت دارین حاصل ہو

پھر سب احباب نے ملکر نہایت مخلص دل کیساتھ دعا کی اور پھر جلسہ ختم ہوا اور نواب صاحب مسجد میں تشریف رکھے رہے نماز مغرب کے بعد دولتخانہ کو تشریف لیگئے

فقط

مکتوب متعلق اعجاز القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا عنایت نامہ آنمخدوم پہنچا۔ منشی صاحب کے خیالات اگرچہ بہت ہی حیرت انگیز ہیں پر ان پر غفلت زمانہ میں کچھ تعجب نہیں۔ خداوند کریم رحم کرے۔ منشی صاحب جو ہندوؤں کی کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں انکو پتہ بھی خبر نہیں کہ ان کتابوں میں سے اردو میں بھی ترجمہ ہو چکی ہیں اور منو کا دھرم شاستر تو سرکاری طور پر بھی ترجمہ ہو کر وکلاء کے امتحانی کتابوں میں داخل ہے اور گیتا اردو میں ترجمہ کی ہوئی موجود ہے۔ اور ایک ہندو نے اسکو نظم میں بھی کر دیا اور شام وید اور اتھرون وید بھی کچھ پوشیدہ کتابیں نہیں ہیں آجکل آریہ سماج والوں کی دستاویز یہی کتابیں ہیں اور یہہ شام اور اتھرون اور رگ اور یجر ویانند کے پاس موجود ہیں اور اسکا وید بھاش ماہ بماہ چھپتے ہیں۔ ایک طرف انگریزوں نے بھی ویدوں کو انگریزی میں ترجمہ کر دیا ہے۔ برہمو سماج والے بھی ویدوں کی حقیقت پر بکلی ماہر ہیں کچھہ حصہ وید کا اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اب کیا ممکن ہے کہ یہہ تمام لوگ اتفاق کر کے ایک پیشگوئی جو وید میں صریح وارد ہو چکی تھی چھپاتے ہرگز ممکن نہیں۔ وید کے محققوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وید میں کسی قسم کی پیشگوئی نہیں یہانتک کہ پنڈت دیانند کا مقولہ ہے کہ وید میں رام چندر و کرشن وغیرہ کے پیدا ہونے کی بابت بھی کوئی تذکرہ نہیں۔

اور یہہ بات اور بھی عجیب ہے کہ پہلے منشی صاحب نے یہہ دعویٰ کیا تھا کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور و بعثت کی خبر ویدوں میں لکھی ہے پھر اب یہہ دعوے ہے کہ وہ خبر پرانوں اور پوتھیوں میں بھی لکھی ہے۔ یہہ اچھا ہوا کہ منشی صاحب کو بحث مباحثہ کا شوق نہیں ورنہ پنڈتوں اور انگریزوں اور برہمو سماج والوں روبرو بڑی بڑی ذلتیں اٹھانی پڑتیں۔

[illegible]

جناب آپ بہر حال کوشش کریں اور انکے حق میں دعا خیر کریں اور جو کچھہ منشی صاحب نے کلمات الحاد وغیرہ لکھے ہیں وہ انکی نفسانیت میں شعروں کا خوالہ دیا ہے انکے جواب میں بجز اسکے کیا کہا جائے کہ اللھم اصلح امۃ محمدؐ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام۔ من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ سچا رہنما قرآن شریف ہے اور اسکی پیروی اسی جہان میں نجات کے انوار دکھلاتی ہے اور سعادت عظمیٰ تک پہنچاتی ہے۔ من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا۔ جو شخص معارف حقہ کے حصول کے لئے پوری پوری کوشش کرے اور صرف قیل و قال میں پھنسا نہ رہے اسپر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ باطنی نعمتوں کے حاصل کرنے کے لئے صرف ایک ہی راہ ہے یعنی یہہ کہ متابعت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی جائے اور تعلیم قرآنی کو اپنا مرشد اور رہبر بنایا جاوے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہندوؤں اور عیسائیوں میں کئی لوگ ریاضت اور جوگ میں محنت کرتے ہیں یہانتک کہ انکا جسم خشک ہو جاتا ہے اور برسوں جنگلوں میں کاٹتے ہیں اور ریاضت شدیدہ بجا لاتے ہیں لذات سے بکلی کنارہ کش ہو جاتے ہیں مگر پھر بھی وہ انوار خاصہ انکو نصیب نہیں ہوتے کہ جو مسلمانوں کو باوجود قلت ریاضت و ترک رہبانیت کے نصیب ہو جاتے ہیں پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ صراط مستقیم وہی ہے جسکی تعلیم قرآن شریف کرتا ہے بلا شبہ یہہ سچی بات ہے کہ اگر کوئی توبہ نصوح اختیار کر کے جیسا کہ قرآنی ارشاد کے بموجب مشغول ہو [illegible] تو اپنے قلب پر نزول [illegible] [illegible] اسلام کی [illegible] پاک باطنوں نے اس راہ سے فیض پایا ہے جو لوگ سچے دل سے یہہ راہ اختیار کرتے ہیں خدا انکو ہرگز ضائع نہیں کرتا اور وہ انمیں انوار پیدا کر دیتا ہے جس سے ایک عالم حیران رہ جاتا ہے بجز اسکے سب حجاب ہیں جو ان لوگوں کو پیش آتے ہیں جنکا سلوک کمال تک نہیں پہونچا تھا کاش اگر وہ لوگ زندہ ہوتے تو انکی حقیقت باطنی کھل جاتی کئی ایسے آدمی ہیں جنکی بیہودہ تعریفیں کی گئی ہیں لیکن کاملوں کا نشان یہی ہے کہ وہ اپنے نبی معصوم کی پوری پوری متابعت اختیار کرتے ہیں اور اسکی محبت میں محو ہیں مسلم اور غیر مسلم میں صریح فرق ہے اور کوئی ایسا طالب نہیں جس پر یہہ فرق ظاہر نہ ہو سکے پھر مشکل تو یہہ ہے کہ بعض لوگ طالب ہی نہیں دنیا کے لئے کیا کچھہ محنت نہیں کرتے ایک پیسہ کا مٹی کا برتن بھی دیکھہ بھال اور ٹھوک کر لیتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ ٹوٹا ہوا نکلے لیکن دین کا کام صرف زبان سے الحمد دکھا ہے اور دین کی سچائی اعجاز [illegible] کو [illegible] [illegible] کہ [illegible] دل [illegible]

طالب بنکر جستجو نہیں کرتے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون والسلام علیکم وعلی من اتبع الہدی ۲۳ اگست سنہ ۱۸۹۳ء
مطابق ۲۷ ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۶ھ

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

اسکی ضرورت اور ضروریات

تعلیم اور اسکی ضرورت کا مسئلہ تو ایسا فیصل شدہ امر ہے کہ ہم کو اس پر اب کسی قسم کی بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہاں تعلیم کیسی ہو؟ اس طرح ہو؟ یہہ ایک سوال ہے جو زیر بحث ہو سکتا ہے۔ اس سوال پر بسا اوقات لمبی چوڑی بحثیں ہوا کرتی ہیں مگر وہ عملی صورت میں جہاں تک ہمارا خیال ہے کبھی بھی پیش نہیں ہوئیں۔ اُنکا وجود جلسوں اور مجمعوں تک یا زیادہ سے زیادہ بعض اخبارات کے کالموں تک محدود رہتا ہے کیونکہ ہمارے ملکی مذاق کی افتاد کچھ ایسی پڑی ہے کہ وہ ان مضامین پر غور کرنے کو تضیع اوقات سمجھتا ہے اور یہہ جو تعلیم تعلیم کی پکار مچی ہوئی ہے [illegible] آئے دن چندوں کے لئے اپیلیں ہو رہی ہیں یہہ [illegible] ایک تقلیدی خیال سے ورنہ [illegible] دلائل سے اس امر کو ثابت کر سکتے ہیں کہ موجودہ [illegible] سے وہ اصلی فایدہ جو تعلیم کی [illegible]

نہیں سمجھتے۔ اسلئے اُسکو دوسرے وقت پر رکھتے ہیں۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے فضیلت علم میں لکھا ہے کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔ کوئی اسکے معنے کچھ کرے مگر ہمارے خیال میں اس سے یہی مراد ہے کہ وہ علم جو خدا تعالی کے ساتھ تعلقات قایم کرنیکی راہیں نہیں بتلا سکتا خواہ دنیوی معراج پر کہاں سے کہاں پہنچائے مگر حقیقت میں اُس کا نام جہالت ہی ہے۔ یا یوں کہو کہ علم کی علت غائی خدا شناسی ہے اس مضمون کو ہم قرآن کریم میں بھی پاتے ہیں جہاں بار بار افلا تعلمون افلا تعقلون کے ارشاد مندرج ہیں۔ غرض یہہ ہے کہ دنیوی علوم و فنون میں انسان خواہ نیوٹن بنے یا فرانسس بیکن یا [illegible] کا ہم پلہ یا ہومر ملٹن کا ہمپایہ اگر خدا شناس نہیں کچھ بھی نہیں۔

آجکل کی نمایشی تہذیب اور جھوٹی شایستگی کی [illegible] جو فیشن کے رنگ میں جلوہ گر ہو رہی ہے عموماً طبیعتوں کو اپنی طرف کھینچنا چاہتی ہے جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ علم جو خدا سے دور پھینکتا ہے اور جسکا نام جہالت ہے پڑھتے لگا۔ اور جس کا نتیجہ جو ہوا سو ظاہر ہے یہاں تک کہ ہر قوم ہر مذہب و ملت کے سمجھدار لوگوں نے اس بات کو بالاتفاق مان لیا ہے کہ موجودہ تعلیم کے ساتھ اگر مذہبی تعلیم نہو۔ تو اُسکا کچھ فایدہ نہیں ہے۔ اس ضرورت کے تسلیم کرنے پر اکثر قومی نام سے مدرسے بلکہ کالج کھلے اور کھل رہے ہیں [illegible] لک کو ان سے جو کچھ فایدہ [illegible] وہ ہم معلوم [illegible] کی اخلاقی [illegible] کے

جو ہر طرح سے انسان کی مذہبی اور دنیوی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ذریعہ ہو چنانچہ چند مخیر۔ باغیرت اور ہمدرد اسلام لوگوں نے اس خیال کی قدر کرکے اپنے اہتمام میں قادیان میں تعلیم الاسلام کے نام سے ایک مدرسہ کھولا ہے جس میں مذہبی تعلیم بلکہ مذہبی عملی تعلیم ایک جزو لاینفک قرار دی گئی ہے۔

اور اسکو زیادہ موثر بنانے کے لئے ایسے پاک نمونہ موجود ہیں جن پر قوم ایک وقت میں فخر کرے گی (اللھم زد فزد) مدرسہ کی اغراض اس کے نام کے اندر ہی محفوظ ہیں اس مدرسہ کی امداد کی طرف ابھی عام مسلمانوں کو بدقسمتی سے اُسی طرح توجہ نہیں ہوئی جس طرح سے وہ بعض ناواقف علماء کی سوء فہم کی وجہ سے اس مبارک مشن کیطرف توجہ نہیں کرسکے جو دنیا میں صلحکاری اور عام امن پھیلانے کے لئے اسلام کی اصلی اور حقیقی صورت کو عملی نمونہ سے دکھانے کے لئے قایم ہوا ہے۔ لیکن اگر وہ لوگ جو اس مشن کو خدا تعالی کا قایم کردہ مشن سمجھتے ہیں اگر وہ ہی پورے طور پر اس مدرسہ کی ضرورت کو تسلیم کرکے اس کی اغراض کو وسیع کرنے اور اس سے استفادہ کرنے کی کوشش نکریں تو البتہ افسوس ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے دوستوں نے مقدور سے بڑھ کر اس مدرسہ کی امداد میں حصہ لیا ہے۔ لیکن ابھی مدرسہ کی ضروریات بہت بڑی ہیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کی غرض کو سمجھنے کے لئے ہمارے ناظرین کو اتنا معلوم ہو جانا ضروری ہے کہ اب تک مدرسہ کو کھلے ہوئے ڈیڑھ سال ہو گیا کوئی فیس مدرسہ کے کسی طالب علم سے نہیں لیجاتی ہے۔ مساکین اور یتیم لڑکوں کے نہ صرف اخراجات تعلیم بلکہ اُنکی ضروریات کی متکفل بھی مدرسہ کی منتظمہ کمیٹی

مصنفہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں ۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں ۔ نامور ڈاکٹروں ۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت ۔ تاریکی چشم ۔ دھند ۔ جالا ۔ پربال ۔ غبار ۔ پھولا ۔ سبل ۔ سرخی ۔ ابتدائی موتیا بند ۔ ناخنہ ۔ پانی جانا ۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر و حکیم پاس آنیوالے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں ۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی ۔ بچے بیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے رنگین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۲ محصولڈاک بذمہ خریدار ۔ درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں ۔ نقلی و جعلی ممیرے کی سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے ۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے ۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے ۔ جیسا کہ آنکھوں سے پانی جانا ۔ دھندلا نظر آنا ۔ آنکھیں دکھنی ہیں ۔ جلن اور کمزوری نظر ناخنہ ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور آنسو بہا کرنا ۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شی نہیں ہے ۔ اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال سیدھا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے ۔ اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے ۔ راقم ڈاکٹر ڈی ۔ ایم در ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ۔

اس سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ۔ میں اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اوتم دیوی بعمر ۵۰ سال سکنہ لاہور پلکوں میں خرد خود ۔ دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑتے تھے ۔ اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا ۔ اسکی بینائی ایسی کمزور ہو گئی تھی کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی ۔ اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی ۔ مریضہ مذکور نے استعمال کیا ۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی ۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق

کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں ۔ استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں کی کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر پر جلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر

... کرنے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ۔
... کا استعمال بہت ہی مفید ہے ۔ راقم خان بہادر ...
... سرمہ کی سندات میں سے ...
... جولاہور کے ...

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

نمبر ۲۰ | قادیان دارالامان - ۹- جون ۱۸۹۹ء مطابق ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۷ھ | جلد ۳

حضرت اقدس کی پاک باتیں۔

۱؎ دعا کے بعد جلدی جواب ملے تو عموماً اچھا نہیں ہوتا۔ توقف کامیابی کا موجب ہوتا۔ ۵ ۳/۹۸

۲؎ خدا تعالیٰ کے الہام کا نظاً تلون بھی رحمت ہے۔ ۵ ۲/۹۸

۳؎ دنیا کی دولت سلطنت اور شوکت رشک کا مقام نہیں ہے مگر رشک کا مقام دعا ہے۔ ۲۲ ۲/۹۸

۴؎ یہ ملک بہت ہی قابل رحم ہے۔ اسلام صرف رسمی طور پر رہ گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے بڑا احسان کیا ہے جو اپنا نذیر اس ملک میں بھیجا۔ اگر کوئی حاملہ عورت مرجاتی ہے تو ہندوؤں کی طرح اسکی قبر کے گرد کیلیں ٹھونکتے پھرتے ہیں۔ ملاں صاحب اس کام کے لئے ٹھہر لیتے ہیں۔ انکا یہ حال ہے کہ کوئی کچھ کرالے مگر اجرت دیدے یہانتک کہ مکرر نکاح پڑھا دیتے ہیں۔ ۲۳ ۲/۲

۵؎ مرید و مرشد کے تعلقات ایسے ہوتے ہیں کہ ماں باپ اولاد کو اتنا عزیز نہیں سمجھتے جتنا مرشد مرید کو جانتا ہے ماں باپ جسمانی تربیت اور تعلیم کے لئے کوششیں کرتے ہیں مگر مرشد مرید کی روحانی پیدایش کا موجب ہوتا ہے اور اسکی اندرونی تعلیم اور تربیت کا ذمہ لیتا ہے۔ بشرطیکہ راستباز ہو اگر ریاکار اور دھوکہ باز ہو تو وہ دشمن سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں ۲۴ ۲/۹۸

مولوی نورالدین صاحب کے اقوال

راستباز کی شناخت کا ایک معیار یہ بھی ہے (۱) پہلے بھلوں اور راستبازوں سے اس کا مقابلہ کرو۔ (۲) بروں بھلوں میں جنگ رہی ہے نتیجہ بھلوں کے حق میں ہوتا ہے۔ (۳) عام نشان اسکی جماعت ہی یعنے وہ بنتی ہے اور دشمن تباہ ہو جاتے ہیں۔ ۲۴ ۲/۹۸

حنفی کسکو کہتے ہیں؟

ابھی امام صاحب بیعت نہ لیتے تھے ان دنوں میں ایک بار مجھ سے کہا کہ تم اشتہار دو کہ میں حنفی ہوں۔ میں نے اشتہار لکھکر بھیجدیا جس کا عنوان یہہ تھا کہ "بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید" لیکن پھر جب میں قادیاں آیا تو آپنے وہ اشتہار نکال کر دیا اور کہا کہ اسکو پھاڑ ڈالو۔ میں نے پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا کہ حنفی کس کو کہتے ہیں میں نے کہا کہ میں تو نہیں جانتا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کیا کرتے تھے میں نے کہا جہاں نص پاتے تھے عمل کرتے تھے اور جہاں نص نہ پاتے تھے اجتہاد کرتے تھے۔ فرمایا کہ یہی مومن کا کام ہے اور یہی حنفی ہوتا ہے۔ ۱۱ ۴/۹۸

مجھے کسی شرعی مسئلہ میں نہ جزئیات میں کبھی وسوسہ نہیں [illegible] ۵ ۴/۹۹

ایڈیٹوریل جملے

اَیَّدْنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُس

حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت قرآن کریم نے منجملہ اور باتوں کے یہہ بھی فرمایا ہے کہ ایدناہ بروح القدس یعنے ہم نے اسکو روح القدس سے موید کیا۔ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی نسبت خصوصیت سے یہہ ذکر کیا گیا ہے اور عیسائی بھی عموماً مسیح کی فضیلت میں اُسے پیش کیا کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہی کہ خدا تعالیٰ کو یہود اور نصاریٰ کی افراط تفریط کا رد منظور ہی اور ان پاک الفاظ میں اُنکے خیالات فاسدہ کا استیصال کیا ہے کیونکہ یہ دونوں قومیں حضرت مسیح کو مکالمہ الہیہ سے مشرف اور فیضیاب نہیں سمجھتیں یہود تو اس لئے کہ وہ سرے سے ہی انکی نبوت کا انکار کرتے ہیں اور عیسائی مسیح کو تو انکو فرضی خدا قرار دیکر مکالمہ الہیہ سے دور پھینکا [illegible] ملعونی لعنت کا مصداق قرار دیکر خدا سے دور کر دیا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کو اپنے برگزیدہ نبی کی [illegible] اس لئے خصوصیت کے ساتھ [illegible] القدس لکھکر عیسائیوں اور یہود کے اعتقاد [illegible] رحمت [illegible]

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم

مندرجہ بالا دو باتیں میزان عمل میں بہت وزن رکھتی ہیں۔ اور ان ہر دو کلمات کے اجزا گویا ثابت شدہ صداقتیں ہیں کہ انپر کسی بحث کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ دنیا کی ہر ایک چیز خواہ وہ زمین میں ہے یا اوپر آسمان میں اللہ تعالے کی تنزیہہ اور تحمید کر رہی ہے۔ خود لفظ اللہ جو اللہ تعالے کا اسم اعظم اور ذاتی نام ہر تمام محامد کو اپنے اندر رکھتا ہے اور تمام نقائص سے اپنے تئیں مبرا ٹھہراتا ہے۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے ؎

ہر گیاہے کہ از زمیں روید
وحدہ لا شریک لہ گوید

ان جڑی بوٹیوں کو دیکھو جو خاک کی ڈھیری سے پیدا ہوتی ہیں بلکہ بعض اوقات براز کی کھاد کے اندر سے نکلتی ہیں۔ لیکن کیسی مصفا اور خوشرنگ ہوتی ہیں جنکو دیکھکر آنکھوں میں طراوت اور دل میں قوت آتی ہے۔ یہہ کس کی تسبیح ہو رہی ہے؟ اُسی ذات پاک کی! انسان کے اندر غور کرو کیسا تنزیہ کا سلسلہ جاری ہے۔ خون الگ ہو رہا ہے۔ بول الگ ہو رہا ہے۔ براز کے لئے الگ راہ ہے۔ پسینہ الگ نکل جاتا ہے پھر وہی خون کسی حصہ میں پہونچکر انسان کی پرورش کا ذریعہ بنتا ہے اور ماں کی چھاتیوں میں سے مصفا دودھ کی نہروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ لیکن کیا مجال کہ اُس دودھ میں وہ خون کی سی حدت و سرخی ہو جو بالطبع انسان کو نفرت دلاتی ہے۔ کسی حصے میں پہونچکر انسان کی اصل یعنے نطفہ بنتا ہے جس سے ایک عالی خیال۔ پر غور طبیعت کا انسان بنجاتا ہے۔ کیا یہ ہر ہر چیز خدا کی تسبیح اور تنزیہہ نہیں کرتیں؟ بے شک کرتی ہیں اور ہر آن کرتی ہیں۔

مویشیوں کو دیکھو کہ وہ گھاس پھوس کھاتے ہیں لیکن انکی اندرونی مشین اس گھاس سے گوبر الگ اور دودھ الگ نکال کر رکھدیتی ہے بتلاؤ تو سہی یہ تنزیہہ الٰہی نہیں تو کیا ہے؟

پھر دودھ کو دیکھو کہ اس کا خلاصہ یا عطر کبھی ملائی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور کبھی مکھن بنکر جلوہ گر ہوتا ہے۔ غرض جدھر دیکھو ادھر ہی سے **سبحان اللہ وبحمدہٖ** کی آواز کان میں آئے گی۔ مگر کان سننے والے ہوں۔ درختوں پر نظر کرو کیسے کیسے خوشنما پھل پھول کس ترتیب اور انداز سے نکلتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ایک پھول کی بناوٹ پر غور کریں تو بے اختیار سبحان اللہ کہنا پڑتا ہے۔

المختصر۔ سبحان اللہ وبحمدہ کا مضمون جیسا ہم نے کہا ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ اس کا مفہوم اور مطلب کیا ہے؟ کہ ہر عیب و نقص سے منزہ اور مبرا اور تعریف و ستایش کے قابل صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے۔

پھر دوسرا جزو ہے **سبحان اللہ العظیم** تمام عظمت و عزت اسی خدا کو شایان ہے جو مندرجہ بالا صفات سے موصوف ہے۔ وہ خدا جو تمام خوبیاں اپنے اندر نہیں رکھ سکتا یا نہیں رکھتا وہ ناقص ہے اور تسبیح۔ تحمید اور تعظیم کے مراتب اسکی شان کے لائق نہیں ہو سکتے۔

مثلاً اگر کوئی خدا ایسا ہو کہ وہ ایک ذرہ بھی دنیا میں پیدا نکر سکے یا کسی اپنے اعلیٰ درجہ کی ہمہ تن محو پریمی اور بھگت کو بھی ہمیشہ کے لئے نجات کا وارث اور نور کا فرزند نبنا سکے تو وہ سبحان اللہ وبحمدہ کا مصداق کہاں ہوا اس کے لئے وہ عظمت تامہ کا درجہ کہاں نصیب۔ تو پھر بتلاؤ کہ کیا ایک آریہ یہ اعتقاد رکھکر سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم خدا کا قائل ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔

یا مثلاً برہمو کہتا ہے کہ خدا یتعالے نے انسان پر اپنی مرضی اپنے کلام کے ذریعہ ظاہر نہیں فرمائی۔ تو وہ کیونکر تسبیح الٰہی کا مدعی ہو سکتا ہے؟ اور اپنے دل کو عظمت الٰہی کے تخت کے سامنے جھکا سکتا ہے۔

نادان عیسائی جبکہ مانتا ہے کہ خدا عادل ہے پر اوروں کے بدلے اپنے اکلوتے بیٹے (معاذ اللہ منہا) کو پھانسی دلاتا ہے تو ایسے عدل اور رحم کا محتاج خدا کیا خدا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر رافضی جو خدا کو ایسا خدا مانتا ہے کہ وہ اپنے پاک اور مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد سے قاصر رہا اور اس کے گرد اگرد (نقل کفر کفر نباشد) منافقوں کا گروہ جمع رہا کب سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم کا لطف اٹھا سکتا ہے؟ ممکن نہیں۔

پس سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم کہتے ہو تو اللہ تعالے کی عظمت اور قدوسیت کے سامنے سجدہ کرو۔ اسکو وحدہ لاشریک خدا مانو۔ کسی کو خواہ وہ کوئی ہی کیوں نہ ہو اسکی سی عظمت اور قدرت نہ دو۔ وہ خالق کل شے ہے۔ پھر کوئی دوسرا کخلق اللہ کب خلق کر سکتا ہے۔

(احیاء موتےٰ خدا کے ہاں اس خدا کی جو سبحان اللہ العظیم کا مصداق ہے) صفت ہے۔ پھر عاجز مسیح مُردے کیونکر زندہ کر سکتا ہے اور پھر اُسی طرح جیسے خدا کرتا ہے خدا کی حکومت کا جوا گردن پر رکھلو اسکی عظمت کے ماتحت چلو راحت اسی میں ہے۔ اللہ تعالے ہمکو اور ہمارے پڑھنے والے احباب کو توفیق دے کہ ہم سبحان اللہ وبحمدہ اور سبحان اللہ العظیم نہ صرف زبان ہی کہتے ہوئے بلکہ روح کے ساتھ بولتے ہوئے اللہ کریم کے تخت جلال کے سامنے سجدے کریں اور اُس نبی کریم پر درود پڑھیں جس نے اللہ تعالے اور اسکی صفات کا مسئلہ پاک اور سچی صورت میں ہمکو سمجھایا۔ آمین

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ

مندرجہ بالا الٰہی ارشاد میں تقوی اللہ کی ہدایت ہوئی ہے یعنے مومنو! خدا سے ڈرو تقوی اللہ کے مدارج اور قرآن کریم میں تقوی اللہ کی تفسیر مختلف مقامات میں درج ہے۔ جبپر اسوقت بحث نہیں کرینگے صرف خشیت الٰہی پر مختصر سی بحث کیجائیگی۔

مومنو! خدا سے ڈرو!! ہم جب کبھی اس آیت کو سنتے ہیں یا پڑھتے ہیں تو جو باتیں دل میں علی العموم گذرتی ہیں انکا اظہار اپنے فائدہ اور ناظرین کے افادہ کی خاطر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

خدا سے ڈرو - اس لفظ کے کیا معنے ہیں خدا سے ڈرنا اس قسم کا ڈرنا مراد نہیں جیسے کبوتر بلی کو دیکھکر آنکھیں بند کر لیتا ہے اور کہتا ہے خالہ بلی مجھے نہیں دیکھتی - خدا کوئی ہوّا نہیں !!! وہ تو ایک پیاری اور دلکش بلکہ محبت مجسم ہستی ہے - پھر اس کو ہوّا قرار دینا یہ دانشمندی نہیں - پھر اتقوا اللہ سے کیا مراد ہوئی ؟ اتقوا اللہ سے مراد یہی ہے کہ اوامر الٰہی کی تعظیم کریں یعنے اسکے اوامر پر عمل کریں اور نواہی سے بچیں - اگر یہ بات نہیں تو پھر سچ سمجھو کہ ہم میں خشیت الٰہی نہیں اور ہمارے دل اس پر ہیبت و جلال ہستی کے تخت حکومت سے باغی ہیں اور اس سزا کے مستحق ہیں جو باغی کو مل سکتی ہے -

خدا نے ہم کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اسکے فضل و کرم سے حصہ لیں اور اپنے تئیں اس قابل بنائیں کہ اس کے حضور نہایت عزت و احترام سے جا سکیں - کون کہہ سکتا ہے کہ باپ اولاد سے پیار نہیں کرتا - کرتا ہے اور ضرور کرتا ہے - لیکن جس طرح ناخلف اور بدمعاش بیٹا محروم الارث ہو کر کٹ جاتا ہے اسی طرح سے وہ ناعاقبت اندیش بدکار کٹ جاتا ہے جو خدا کی حکومت سے باغی ہے -

ہم نے کہا ہے کہ تقویٰ اللہ کے مدارج مختلف ہیں - لیکن تقویٰ کی عام راہیں یہ ہیں کہ انسان کان کو بری اور لغو باتیں سننے سے محفوظ رکھے - زبان کو ہذلیات اور ناشائستہ الفاظ سے روکے - آنکھوں کو بدنظری اور بدکاری کی راہوں سے بچائے - ہاتھوں کو ہر قسم کے ظلم و جبر سے بچائے اور پاؤں کو گندے اور ناپاک راہوں پر چلنے سے روکے - غرض اپنے ہر ایک قویٰ اور اعضاء کو خواہ وہ خارجی ہو یا اندرونی ایسے ارادوں اور ارتکابوں سے جو الٰہی نارضامندی کا موجب ہوں روکے - ہاں یہ بھی لحاظ رکھا جائے کہ یہ سب باتیں اس پاک نمونہ کے مطابق ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے - اور محض اخلاص سے ہوں یعنے اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہوں -

سلیمان علیہ السلام کہتے ہیں - خدا کا خوف حکمت کا شروع ہے " اور قرآن کریم کے پر غور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ :-

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے ہی عالم ہیں - اس سے پتہ لگتا ہے کہ تقویٰ اللہ جسکو خشیت الٰہی کا مترادف بھی ایک معنے سے کہہ سکتے ہیں ایک ایسی چیز ہے جو حکمت کے دروازے کھول دیتا ہے - اور علم کی راہیں انسان پر وسیع کر دیتا ہے - علوم حقہ اور حق و حکمت کے حصول کے ذرایع معتبرہ میں سے تقویٰ اللہ ایک ضروری چیز ہے - قرآن کریم نے صاف شہادت بھی دی ہے :- اتقوا اللہ ویعلمکم اللہ -

غرض تقویٰ بڑی چیز ہے - ہمارے استاد مولانا مولوی نور الدین صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ گناہوں سے بچنے کے لئے خدا تعالےٰ کا خوف بھی ایک مجرب نسخہ ہے - حقیقت میں یہ سچی بات ہے - اگر انسان خدا تعالےٰ کو ذو الانتقام - قادر - مقتدر - قدوس - اور گناہوں سے متنفر ہستی خیال کرے اور مالک یوم الدین سے تو ضرور ضرور گناہوں سے نفرت پیدا کرلے - اللہ تعالےٰ ہم کو اور ہمارے پڑھنے والوں کو توفیق دے کہ تقویٰ اللہ کی راہوں پر چلیں - آمین

دنیا کے کل مذاہب حقہ اور باطلہ میں ایک فیصلہ کرنے والا معیار

قرآن کریم کا یوں تو ایک ایک لفظ مذاہب باطلہ اور ملت حقہ میں فیصلہ کن ہے لیکن قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت بھی اپنے اُن عجائبات کی وجہ سے جو اسکے اندر ہیں ایک کامل معیار ہے :-

اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامہ -

یعنے جب کہا اللہ تعالےٰ نے اے عیسیٰ میں تجھکو موت دینے والا ہوں اور اپنی جناب کی طرف رفعت دینے والا ہوں اور تجھے کافروں کی ناپاک تہمتوں اور الزاموں سے) پاک کرنے والا ہوں اور تیرے ماننے والوں کو ہمیشہ ہمیشہ تیرے منکروں پر حکمران رکھوں گا "

سورہ آل عمران کے اس رکوع میں جس میں یہ آیت شریف ہے بے انتہا عجائبات ہیں خدا کی ہستی پر دلیل - رسول کی رسالت حقہ پر گواہی - کتاب کا منجانب اللہ ہونا ہر سہ امور کو بڑی زبردست دلیل کے ساتھ یکجائی طور پر ثابت کیا ہے -

اس آیت میں چار امر بیان فرمائے ہیں -

اوّلاً مسیح علیہ السلام کا طبعی موت سے وفات پانا یعنے ایسے طور پر وفات پانا کہ دشمنوں کے قابو میں نہ ہوں - کیونکہ دشمن کے ہاتھ میں مرنا گو ایک قسم کی موت ہی ہوتی ہے مگر اسمیں ایک ذلت اور خفت ہوتی ہے جس سے بچا لینے کا خدا تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے اس کا ثبوت مفصل طور پر اگر بیان کریں تو ایک کتاب بکار ہو - اس لئے قرآن کریم سے خود مسیح علیہ السلام کا اقرار ہی ہم بیان کریں گے اور وہ یہ ہے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم - جب تو نے مجھے وفات دیدی تو ہی انپر نگران تھا - اس آیت میں خود مسیح علیہ السلام اپنی موت کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے ہیں اور اس آیت وعدہ میں خدا اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور واقعات عظیمہ نے اس امر کو اور بھی اچھی طرح ثابت کر دیا ہے جن سے معلوم ہو گیا ہے کہ انھوں نے سری نگر میں آکر وفات پائی (چنانچہ یہ مفصل بحث مسیح ہندوستان میں ہو گی -

ثانیاً رافعک الیّ - مسیح کا رفع الی اللہ اس کا ثبوت بھی قرآن میں موجود ہے بل رفعہ اللہ الیہ -

ثالثاً مطھرک من الذین کفروا - یہ ایک بدیہی بات ہے جب اللہ تعالےٰ نے انکو عزت سے وفات دی تو وہ جو قتل صلیب سے لعنت کا مورد بناتے تھے اس سے پاک کیا -

رابعاً متبعان مسیح کا قیامت تک منکروں

پر غلبہ - یہہ ایک ایسا پکا گر اور اصول ہے جس سے قرآن کریم کی صداقت - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت - خدا تعالے کی فوق الفوق ہستی اور مسیح علیہ السلام کی تطہیر کامل طور پر ثابت ہوتی ہے۔

اب ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ مسیح کے حقیقی متبعین مسلمان ہیں اور منکران حقیقی یہود ہیں - پس مسیح کے اولاً بالذات قایل یعنے مسلمان اس کے بالذات منکروں پر حکمران ہیں - کیونکہ یروشلم جو یہودیوں کا قبلہ ہے وہ مسلمانوں کے تحت حکومت میں ہے اور مرکز پر مسلمانوں کی حکومت گویا یہودیوں پر حکمرانی ہے - پھر دوسرے درجہ پر مسیح کے قائل ہیں عیسائی - اور دوسرے درجہ کے منکر مجوس اور ہنود اور یہ منکر علی العموم عیسائیوں کے ماتحت ہیں۔

اب یہ واقعہ صحیحہ کیونکر رد ہو سکتا ہے

پس اس ایک امر سے امور ثلاثہ سابقہ وفات طبعی - رفعت الی اللہ - تطہیر بھی بخوبی ثابت ہوتی ہے - اور قرآن کریم جس نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے اسکی صداقت کی دلیل ٹھہرتی ہے - آریہ کو یہ ملزم کرسکتی ہے اور دہریہ پر یہ حجت ہے - رہی یہہ بات کہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں کون سچا ہے اس کا جواب اس سے آگے خود خدا تعالے نے دیا ہے جو اسوقت ہمارا مقصود نہیں ہے - غرض یہ آیت مذاہب باطلہ اور حقہ میں ایک بیّن نشان ہے - سوچو اور غور کرو!

عبد الرحمٰن

نمبر ۶

(سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار الحکم ۱۷ فروری ۱۸۹۹ء)

اس سے پچھلے نمبر میں ہم نے عباد الرحمٰن کی پانچویں چھٹی اور ساتویں صفت پر بحث کی ہے - چونکہ ان تین عظیم الشان صفات پر حسنات کا مدار اور دوسرے پہلو سے یعنے انکے خلاف عامل ہونے سے جرائم اور بدکاریوں کو ترقی ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالے نے عباد الرحمٰن کی آٹھویں علامت کے بیان کرنے سے پہلے اُن ثمرات کو بیان کیا ہے جو اُن کے خلاف بیان کرنے سے پیدا ہوتے ہیں اور پھر اُن بدنتایج کا علاج بیان کیا ہے - کیونکہ اگر اُس زہر کا کوئی تریاق نہ ہوتا تو ایک بڑی بھاری مایوسی اور نامرادی پیدا ہو کر انسان کی زندگی اسپر دوبھر کر دیتی اور خودکشی جیسے خوفناک اور مکروہ مسئلہ کا جواز ماننا پڑتا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے محترم ناظرین کے ذہن میں وہ صفات ثلاثہ مستحضر ہوں گی اور نہیں تو سلسلہ قائم کرتے وقت معلوم ہو سکتی ہیں۔

ہم نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ اُن ہر سہ صفات میں سے لا یدعون مع اللہ الٰہاً آخر والی صفت بطور ایک اصل درخت کے ہے اور زنا سے بچنا اور قتل نفس سے پرہیز اوس کے دو بڑے تنے ہیں - اور انکا تعلق شرک سے ہی - اُنکے ارتکاب پر جو ثمرات مترتب ہوتے ہیں اُن کا ذکر اب آتا ہے۔

زنا اور قتل نفس کے خطرناک ثمرات

ومن یفعل ذالك یلق اثاما یضٰعف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیه مهانا - یعنے جو کوئی بندوں میں سے ایسی کرتوت کرتا ہے وہ بڑی سخت بدکاری میں گرفتار رہا - ایسے بدکار کے لئے عذاب بڑھا - اور ذلیل و خوار ہو کر اس عذاب میں رہ پڑا

اس امر کا اظہار ہم پچھلے نمبروں میں بخوبی کر آئے ہیں کہ قتل نفس بغیر حق اور زنا کا تعلق باہم بڑا زبردست ہے - زانی کو عورت ہو یا مرد اپنی برائی کے چھپانے کے لئے اسقاط - مانع حمل ادویات کا استعمال وغیرہ وغیرہ خطرناک منصوبے کرنے پڑتے ہیں اور کبھی کبھی اُن لوگوں کو جو اُنکی راہ کا پتھر ہوتے ہیں قتل کرنے کی تدبیریں سوچنی پڑتی ہیں - غرض زنا ایک ایسی چیز ہے کہ وہ قتل انسان بغیر حق کا ایک باعث ہو جاتا ہے - یضٰعف سے مراد زیادتی عذاب ہے کہ دوچند - اور یہ بدیہی بات ہے۔

بدکار زانی کا دل کب راحت پا سکتا ہے جبکہ ہر آن اُسے گھبراہٹ اور خوف افشاء حیران کرتا رہتا ہے اور اسپر آتشک سوزاک کے امراض کا پیدا ہونا ہر آن ایک نئی موت اور تکلیف اسپر وارد کرتا ہے - مگر کیا کسی خطا کار کے لئے آخری اور انتہائی حد یہی عذاب ہے؟ اور وہ ایک عرصہ معینہ کی بدی کے لئے ابدی سزا کا مستوجب ہو گیا؟

نہیں! نہیں!!

اس کے لئے ابھی راحت کا سامان اور ذریعہ موجود ہے وہ کیا؟

الا من تاب وآمن وعمل عملاً صالحاً فاولٰئك یبدل اللہ سیاٰتهم حسنات وكان اللہ غفوراً رحیما۔

لیکن ہاں جس نے بدی کو چھوڑ دیا اور تمام بھلائیوں کی اصل ایمان کو اختیار کر لیا اور اختیار ایمان کا ثبوت اپنے اعمال سے دیا یعنے اچھے عمل کئے ایسے لوگوں کی برائیاں جاتی رہتی ہیں اور ان کے بدلہ میں نیکیاں آجاتی ہیں اور اللہ تو ہر تائب کی توبہ قبول کرنے والا اور اسکی توبہ پر رحم کرنے والا ہے

توبہ کیا ہے؟

توبہ سے مراد وہی ہے جو اسی آیت میں آمن وعمل عملاً صالحاً الی الآیہ میں بیان ہوئی ہے چور کی توبہ چوری کا چھوڑ دینا ہے - زانی کا عفت اختیار کر لینا اور ہر بدکار کا بدکاری چھوڑ دینا ہے - زبان سے توبہ توبہ کہنے سے کچھ فائدہ مترتب نہیں ہو سکتا - اور بدیوں کے چھوڑ دینے پر انکی تبدیلی نیکیوں سے ہو جانا ایک امر واقعی ہے - اس پر کسی فلسفیانہ بحث کی حاجت نہیں - جب ایک زانی نے عفت اختیار کی تو کون کہہ سکتا ہے کہ اسکی بدی نیکی سے نہیں بدلی۔

اس مقام پر اللہ تعالے کی صفت رحیمیت کا اظہار صاف بتلا رہا ہے کہ یہاں عمل بکار ہے - اسی مضمون کو وسیع کر کے پھر اللہ تعالے نے بیان فرمایا ہے کہ توبہ کیا چیز ہے؟ ومن تاب وعمل صالحاً فانه یتوب الی اللہ متابا - جو کوئی بدی کو چھوڑ کر بھلے کاموں کی طرف متوجہ ہوا وہی اللہ تعالے کی طرف سچے معنوں میں تائب ہوا اس سے صاف صاف لفظوں میں معلوم ہوا کہ کسی فعل بد سے توبہ کرنے سے یہی مراد ہے کہ اسکو ترک کر کے بالمقابل حسنات پر

کردینے کا مسئلہ عیسائی پادریوں کے کام سے تعلق رکھتا ہے۔ سلطنتوں اور دیگر کاروبار سے اس کا تعلق نہیں ہے"۔ کیا خوب! خوب تفسیر کی گئی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا عیسائی پادری واعظ اس پر عمل بھی کرتے ہیں؟ ہم نے بیسیوں پادری دیکھے ہیں جو صرف بحث سے تنگ آکر پولیس کی دھمکیاں دیا کرتے ہیں اور بعض اوقات مکہ بازی پر بھی اتر آتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ انجیل کی تعلیم کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ جسکی تعمیل ناممکن بلکہ محال مطلق ہے۔ اور انجیل کی موجودہ تعلیم کے غیر یقینی اور صحیح نہ ہونے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہوسکتی ہے۔ صلیبی لڑائیوں کی تاریخ اور سپین میں عیسائیوں کی دست درازیوں کے واقعات سے آگاہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ مذہب کو کیا سمجھا گیا تھا بہرحال ہم یہہ کبھی بھی ماننے کو طیار نہیں اور نہ کوئی دانشمند کبھی مان سکے گا کہ موجودہ اناجیل کی تعلیم پادریوں کی اس تعلیم کے موافق ہے جو وہ اپنے قول و فعل سے تبلا رہے ہیں۔

جاپان کے بُدھ اب عیسائی یورشوں سے گھبرا رہے ہیں۔ اسوقت عیسائی پادریوں کی کوششوں کو کسی قدر محدود کرنے کے لئے بودھ پوجاریوں کی کی طرف سے جدوجہد ہورہی ہے۔ جاپان کے بڑے بدھ گوروں نے ایک ہزار روپیہ کولمبو (لنکا) کی بدھ سوسائٹی کو بھیجکر انھیں زیادہ کوشش کرنے کی ترغیب دی ہے۔

اسوقت ولایت میں جو بحث مذہبی رسوم پر چھڑ رہی ہے وہ کسی قدر ہمارے لئے بھی مفید ہوسکتی ہے۔ ایک طرف تو ہر ایک قسم کی رسوم شان و شوکت کو پوپ ازم کے نام سے پکارا جاتا ہے اور دوسری طرف کہا جاتا ہے کہ شان و شوکت، سے مذہبی رسوم کا بڑا اعلیٰ اثر پڑتا ہے اسپر ایک آریہ اخبار کہتا ہے کہ ہمارے ملک میں مصنوعی ذرایع کی ایشر میں دھیان لگانے کے لئے ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ ہمارے آریہ ہمعصر صاحب اس قول سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ جو سادگی اسلام نے عبادت الٰہی میں دنیا کو بخشی ہے وہ کوئی اور مذہب نہیں دے سکتا۔ ایک راہرو گھوڑے پر سوار نماز پڑھ سکتا ہے۔ جنگل میں گھر میں چھت پر غرض ہر جگہ خدا کی حمد کے ترانے گا سکتا ہے۔ لیکن ہون و سامگری کا پابند کشا اور پوجن سادھن کا غلام کہاں سادگی اور آزادی سے ایسا کرسکتا ہے۔ سب سے افضل سب سے سادہ اور پھر سب سے موثر طریق اگر عبادت کا کوئی ہوسکتا ہے تو وہ وہی ہے جو اسلام نے دنیا کو دیا ہے۔

ملکہ معظمہ کی سالگرہ پر جو دعائیں ہندو مسلمانوں اور عیسائیوں نے قیصرہ ہند کی درازی عمر کیلئے مانگی ہیں انپر ریمارک کرتا ہوا ستیہ دھرم پرچارک کہتا ہے کہ جسقدر عمر کرما نوسار ملی ہے اسیقدر ملکہ کو بھی بھگتنی ہے۔ اس سے اس کا مطلب صرف یہہ ہے کہ ایسی دعائیں بے فائدہ اور فضول ہیں۔ ہم اسوقت دعا کی قبولیت یا عدم قبولیت پر بحث نہ کریں گے بلکہ اپنے معزز دوست سے صرف اتنا ہی پوچھیں گے کہ کیا بعض آریہ سماجوں نے جو اظہار نمک حلالی کے لئے اس موقع پر اور دعائیں مانگی ہیں وہ تہہ دل سے نہیں؟ بلکہ محض نمایشی اور دکھاوے کیطور پر ہیں۔ اگر ایسا ہے اور ہمارے ہمعصر کے خیال کے موافق ایسا ہونا چاہیے۔ تو سخت افسوس ہے کہ ہمارے ہمعصر نے قبل از وقت کسی سرکلر کے ذریعہ آریہ برادری کو ایسا کرنے سے منع نہ کردیا۔

اشتہار

گورنمنٹ ہند ہوم ڈیپارٹمنٹ نمبری ۸۳۶ مورخہ ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء

جناب معلی القاب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل اُن اختیارات کے رو سے جو جناب ممدوح کو وبائی بیماریوں کے ایکٹ (نمبر ۳ ۱۸۹۷ء) کی دفعہ ۲ کی ماتحتی دفعہ (۱) کے بموجب حاصل ہیں ہدایت فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو جو یکم جنوری ۱۸۹۷ء سے اُن ممالک میں جو جناب نواب گورنر بہادر بمبئی باجلاس کونسل کے زیر انتظام ہیں یا ریاست بڑودہ یا کسی ایسے ویسے والئی ملک یا ریاست کے علاقہ میں جو زیر شاہنشاہی حضرت ملکہ معظمہ ہو [جس شاہنشاہی (کے اختیارات) کا نفاذ بذریعہ جناب نواب گورنر بہادر بمبئی باجلاس کونسل ہوتا ہو] سکونت پذیر ہو یا اُن کے اندر گیا ہو یا انہیں سے گذرا ہو تا حکم ثانی برٹش انڈیا کے کسی بندرگاہ میں کسی جہاز پر بدیں غرض سوار ہونے کی اجازت نہ دیجائے گی کہ وہ برٹش انڈیا سے باہر کے کسی بندرگاہ کو بہ حیثیت مزدور یا تارک الوطن کے چلا جائے۔

مکتوبات امام الزمان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللّٰہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔

بعد ہذا آنمخدوم کا عنایت نامہ پہونچا آپ نے جو سوالات کئے ہیں انکی حقیقت خداوند کریم کو ہی معلوم ہے۔ اس احقر کے خیال میں جو گذرتا ہے وہ یہ ہے (۱) صوفی باعتبار اُس حالت کے کے سالک کا نام ہے کہ جب وہ اپنی تمام توجہ اور تمام عقل اور تمام اطاعت اور تمام مشغولی سے خدا تعالےٰ کی راہ میں قدم اٹھاتا ہے اور اپنی جان فشانیوں اور محنتوں اور صدقوں کے ذریعہ سے خداتعالےٰ تک پہونچ جاتا ہے تو اس حالت میں تمام کاروبار اُس کا وابستہ اوقات ہوتا ہے۔ اگر اپنے وقتوں کو ہر ایک لہو و لعب سے بچا کر یاد الٰہی سے معمور کرتا ہے تو اگر خدا تعالےٰ نے چاہا ہے تو کسی منزل تک پہونچ جاتا ہے۔ لیکن اگر حفظ اوقات میں خلل ہوتا ہے تو اس کا سارا کام درہم برہم ہوجاتا ہے پھر اگر چلنا چھوڑ دے بلکہ جنگل میں آرام کرنے کی نیت سے سو جائے تو قطع نظر عدم وصول سے جان کا بھی خطرہ ہے۔ سو جیسے مسافر ابن السبیل ہی سبیل کو قطع کرے تو کسی ٹھکانہ تک پہونچے ایسے ہی صوفی ابو الوقت ہے اپنے وقت کو خدا کی راہ میں لگا دے تو مقصود کو پا دے پس جبکہ حفظ وقت صوفی کے لازم حال پڑا رہے تو اپنے کام کو فردا پر فردا پر ڈالنا ہے اس کے حق میں مہلک ہے۔ اور نیز صوفی کے لئے بھی لازم ہے کہ اسی جہان میں اپنی نجات کے آثار نمایاں کا طالب ہو اور اپنے کام کے دن میں پہلے اپنی اجرت کا خواستگار ہو۔ فردا یعنے قیامت پر صوفی اپنا حساب نہیں ڈالتا اور

نسیہ اور ادھار کا روادار نہیں ہوتا بلکہ دست بدست مزدوری مانگتا ہے اور اس شریعت میں اس کا عمل ہوتا ہے۔ من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ پس صوفی اُن علماء کی طرح جو ظاہری ہیں نہیں ہوتا کہ جو ظاہری اعمال بطور عادت اور رسم کے بجالا کر اور تزکیہ نفس اور تنویر قلب سے یقیناً محروم رہ کر بہشت کی امید ہی باندھ رہے ہیں۔ بلکہ صوفی اسی جہان میں اپنے بہشت کو دیکھنا چاہتا ہے اور صرف وعدوں پر قناعت نہیں کرتا تو صوفی عمل کے رو سے بھی اور اجرت عمل کے رو سے بھی ابن الوقت ہے جو حفظ اوقات ہی سے اس کے سارے کام نکلتے ہیں اور حاضر الوقت نعمتوں کو پاتا ہے۔ لیکن چونکہ ہنوز اپنی ہی قوتوں اور طاقتوں اور اخلاصوں اور صدقوں اور محنتوں اور مجاہدات پر اس کا مدار ہے اور مسافر کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ قدم رکھنا اس کا کام ہے۔ اس لئے وہ صاحب حال ہے صاحب مقام نہیں۔ کیونکہ حال وہ ہے جو تغیر پذیر ہو اور مقام وہ جسکو ثبات اور قرار ہو۔ سو صوفی ابھی مسافر کی طرح ہر ایک جگہ چھوڑتا ہے دوسری جگہ جاتا ہے دوسری چھوڑتا ہے تیسری جاتا ہے۔ لیکن صافی وہ ہے جسکو بعد حصول فناء اتم کی عنایات اللہ نے اپنی گود میں لیلیا ہے۔ اب اسکو ان محنتوں اور مشقتوں سے کچھ غرض نہیں کہ جو صوفی کو پیش آتی ہیں۔ کیونکہ وہ کاسات وصال سے بہرہ یاب ہو گیا ہے اور دست غیبی نے اُن ہر ایک غربت بشریت کے لوث سے مصفی اور مطہر کر دیا ہے اور جو اعمال دوسروں کے لئے بوجھ ہیں اوس کے حق میں سرور اور لذت ہو گئے ہیں اور وہ تکلفات حفظ اوقات اور دوام مراقبہ و مشغولی سے برتر داخل ہے بلکہ احال لاتلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ میں داخل ہے اور اس کا سونا اور اوس کا کھانا اور اس کا ہنسنا اور کھیلنا اور دنیا کے کاموں کو بجا لانا سب عبادت ہے کیونکہ وہ منقطع اور مفرد ہے اور عنایات الہیہ نے اس کو اس کے نفس کے پنجہ سے چھین لیا ہی اور اُس کی سرشت کو بدلا دیا ہے۔ اب اس کا غیر پر قیاس کرنا اور غیر کا اسپر قیاس کرنا ناجائز ہے۔ صوفی بھی اُسکو نہیں پہچان سکتا کیونکہ وہ بہت ہی دور نکل گیا ہے اور وہ صاحب مقام ہے اور خدا نے اُسکو اپنی ذات سے تعلق شدید بخشا ہے اور وہ ہر ایک وقت اور حال سے فارغ ہے کیونکہ بجائے اس کے عنایت الہیہ کام کر رہی ہے اور وہ مست و مدہوش کی طرح پڑا ہے اور تمام آرام اس کے حق میں بصورت انعام ہو گئے ہیں اجر کی خواہش ہی اسمیں نہیں۔ صوفی معمور الاوقات ہے اور وہ فانی الذات ہے پھر معموری کیا اور وقت کیا۔ صیقل زدم آنقدر کہ آئینہ نماند۔

اس تحقیق میں دوسرے سوال کا جواب بھی آگیا۔ (۳) موسی اور فرعون سے روح اور نفس امارہ کا جنگ و جدال مراد ہے جو نور روح ہے جسکو نور قلب بھی کہتے ہیں وہ ہر وقت قالوا بلیٰ کا نعرہ مار رہا ہے اور بارگاہ خدا میں اپنی لذت اور سرور چاہتا ہے اور موسی کی طرح شرور کا دشمن ہے اور نفس امارہ شرور کا خواہاں ہے اور شہوت کا طالب۔ اُن دونوں میں موسی اور فرعون کی طرح جنگ ہو رہا ہے یہ جنگ اُسی وقت تک رہتا ہے جب انسان اپنی ہستی کو مقصود ٹھہرا کر فناء فی اللہ کی حالت سے گرا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن جب انسان اپنی ہستی سے بالکل کھویا جاتا ہے تو وہ پہلی بیرنگی جو عالم ہستی میں اسکو حاصل تھی پھر حاصل ہو جاتی ہے اور کوئی شائبہ وجود کا باقی نہیں رہتا اس مرتبہ پر نفس امارہ اور نور قلب کا جنگ ختم ہو جاتا ہے اور شہوات نفسانی حظوظ کا حکم پیدا کر لیتے ہیں اور فانی کا کھانا پینا ازدواج متعددہ کرنا وغیرہ امور جائے اعتراض نہیں ٹھہرتا اور نہ کچھ اسکو ضرر کرتا ہے کیونکہ وہ فانی ہے اور اب یہ خدا کے کام ہیں جو اس پر جاری ہوتے ہیں سو اس مقام پر آکر موسی اور فرعون کی صلح ہو جاتی ہے۔ (۴) حرص و ہوا سے اول چیز جو انسان کو روکتی ہے جذبہ الہی ہے وہی جذبہ انسان کو صالحین کی صحبت کی طرف کھینچتا ہے وہی اسکو کسی صالح کا مرید کراتا ہے۔ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ انسان گناہ کرتا ہے پھر حضرت خداوندی میں روتا ہے کہ مجھ سے گناہ ہو گیا خدائے تعالے اسکو بخش دیتا ہے اور اپنے فرشتوں کے روبروے اُسکی تعریف کرتا ہے پھر چند روز پاکر اُس بندہ عاجز سے گناہ ہو جاتا ہے پھر وہ جناب الہی میں روتا ہے چلا جاتا ہے اور ہر بار خدا تعالے اُسکو بخشتا جاتا ہے اور فرشتوں کے روبروی اسکی تعریف کرتا ہے آخر اسکو کہتا ہے اعمل ماشئت فانی غفرت لک یعنے اب جو تیری مرضی ہو کر میں نے تجھکو بخشدیا ہی۔ سو اسی روز سے وہ محفوظ ہوتا ہے۔ اور پھر ہوا و ہوس اُسپر غالب نہیں ہو سکتی۔ غرض جیسے جسمانی پیدایش کی ابتدا خدا ہی کی طرف سے ہے روحانی پیدایش کی ابتدا بھی خدا کی ہی طرف سے ہے۔ یھدی من یشاء ویضل من یشاء۔ جسکو وہ بلاتا ہے وہ دوسرے کی بھی سن لیتا ہے مگر جسکو وہ نہیں بلاتا وہ کسیکی نہیں سنتا جیسے کہ خود اُس نے فرمایا ہے من یھدی اللہ فھو المھتدی ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا۔ الجزو نمبر ۱۵۔ سورہ کہف یعنے ہدایت وہی پاتا ہے جسکو خدا ہدایت دے اور جس کو خدا گمراہ رکھنا چاہتا ہے اسکو کوئی مرشد ہدایت نہیں دے سکتا۔ چند انگریزی فقرات جو الہام ہوئے تھے وہ مطبع میں بھیجدیئے گئے اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں ایک ہندو لڑکا قادیاں کا لاہور پڑھتا ہے اوس نے دیکھے تھے۔

مرزا غلام احمد

دارالامان کا ہفتہ

مدرسہ تعلیم الاسلام

مدرسہ کی عام حالت روبہ ترقی ہے جو آخر مئی ۱۸۹۹ء کو درج رجسٹر طلباء کی تعداد ۱۸۹ تھی یعنے اوسط حاضری روزانہ ۱۶۲۔ کمیٹی نے مدرسہ کو زیادہ بہتر حالت میں بنانے کے لئے میاں شیر علی صاحب بی اے کو ہیڈ ماسٹر مقرر فرمایا ہے۔ اسوقت مدرسہ میں سات استاد کام کرتے ہیں لڑکوں کی جسمانی تعلیم کے لئے ایک ڈرل ماسٹر اور مانیٹر مقرر ہے۔ بورڈنگ ہوس کا انتظام ایک متدین سپرنٹنڈنٹ صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے دوستوں کو مدرسہ کی امداد کی طرف بہت بڑی توجہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ مدرسہ کی عمارت کے کام کی وجہ سے سرمایہ بہت خرچ ہو چکا ہے۔

آمد و رفت مہمانان

ہفتہ زیر اشاعت میں مندرجہ ذیل احباب تشریف لائے۔ جناب مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلعدار کلانور سے۔ جناب مرزا ایوب بیگ صاحب سائنس ماسٹر چیفس کالج لاہور۔ جناب میاں معراج الدین صاحب لاہور۔ مرزا غلام حیدر بیگ صاحب چونیاں ضلع لاہور۔ شیخ عبد اللہ صاحب لاہور سے۔ خلیفہ نور الدین صاحب جموں سے۔ خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر ایل ایل بی۔

حضرت اقدس آجکل کیا کر رہے ہیں

حضرت اقدس کی توجہ آجکل ہمہ تن مسیح ہندوستان میں کے نام کی کتاب کی تصنیف میں مصروف ہے۔ الحمد للہ خدا کا احسان ہے کہ بڑے اہتمام سے اس کتاب کی تصنیف کا سلسلہ جاری ہے۔ ۷۶ صفحہ تک کتاب مذکور اردو میں چھپ چکی ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے اس کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ اصل کتاب کے ترجمہ سے پہلے مولوی صاحب موصوف نے ایک مضمون اپنی طرف سے لکھا ہے جو گویا حضرت اقدس کی سوانح کا آئینہ ہے۔ یہ مضمون صرف انگریزی ترجمہ کے ساتھ ہوگا اردو کے ساتھ نہ ہوگا۔

جناب مولوی عبد الکریم صاحب

مولوی صاحب خدا کے فضل و کرم سے حسب معمول حضرت اقدس کے خطوط کے جواب میں بہت بڑی محنت اور خلوص سے حصہ لے رہے ہیں۔ خطوط کا جواب عموماً مولوی صاحب دیتے ہیں۔ نماز پنجگانہ اور جمعہ کے امام بھی آپ ہی ہیں۔ مدرسہ کے مینیجنگ کمیٹی کے سکرٹری بھی ہیں۔

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب

خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے جو فہم قرآن کا مولوی صاحب کو عطا کر دیا ہے۔ خدا کرے ہمکو اور ہمارے دوستوں بلکہ ہر مسلمان کو نصیب ہو۔ حسب معمول مولوی صاحب کا درس قرآن شریف ہوتا رہتا ہے جو ایک وسیع واقفیت اور معارف قرآنی کا مخزن ہوتا ہے۔

آجکل پانچواں سیپارہ شروع ہے۔ مولوی صاحب کا خاندان بھی بفضل الٰہی بخیریت ہے۔ مولانا صاحب نے جہاں ایک طرف بنی نوع انسان کی روحانی بھلائی کے لئے قرآن کریم کا درس شروع کر رکھا ہے۔ وہاں جسمانی بہتری کے لئے اپنے خرچ خاص سے ایک شفاخانہ بھی جاری کیا ہوا ہے۔ جس سے غربا کو مفت دوائی ملتی ہے۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء

جو شخص انسان کا شکریہ نہیں کرتا وہ خدا کا شکریہ بھی نہیں بجا لا سکتا۔ پس اگر ہم اپنے مکرم بھائی محمد افضل صاحب اور معزز ہمدرد حافظ نور احمد صاحب ٹائم کیپر ممباسہ کی اوس گرانقدر امداد کے شکر گذار نہوں جو انھوں نے حال میں ملـ۵ اور عـ۵ سے علی الترتیب فرمائی ہے تو کچھ شک نہیں کہ خدا کے بھی گنہگار ہوں گے اور ہم ایسی خطاکاری سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

پچھلے سال برادرم محمد افضل صاحب نے ایک سو روپیہ نقد بھیجکر کارخانہ اخبار الحکم میں شراکت چاہی تھی جسکو وہ کسی وجہ سے قائم نہ رکھ سکے۔ چونکہ وہ سو روپیہ اخبار الحکم کی ضروریات میں خرچ ہو چکا تھا۔ اور کارخانہ اس کا ایک نہج سے زیر بار تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے کامل فضل و احسان سے بابو محمد افضل صاحب کو اور حافظ صاحب کو توفیق دی کہ وہ اس زیر باری سے محض خدا کی خوشنودی کے لئے الحکم کو سبکدوش کریں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ہم اپنے بھائیوں کی اس گرانقدر امداد کے از حد ممنون ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ انکو اپنے مقاصد میں کامیاب فرماوے۔ آمین

ثم آمین

ادھر اودھر کی خبریں

ٹانجیر سے آئی ہوئی خبریں مظہر ہیں کہ سلطان مراقش نے روسی سفیر سے نہایت شان و شوکت سے ملاقات کی۔ لیکن اس موقعہ پر یہ بیان کرنا بیجا نہ ہوگا کہ مراقش میں اسکو نہ کوئی استحقاق حاصل ہے نہ یہاں پر اسکی کوئی رعایا ہے۔ الغرض اثنائے ملاقات میں ایک بدمزگی واقع ہوئی۔ یہہ بات مشہور ہے کہ سلطان تمام غیر ملکی سفراء سے ایک بڑے دربار میں ملاقات کرتے ہیں اور وہ خود گھوڑے پر سوار رہا کرتے ہیں۔ جس وقت ملاقات ختم ہوئی سفیر اپنے گھوڑے پر سوار ہونے چلا اور پھر پھسل کر گر پڑا۔ سفیر کو وہاں سے اٹھا کر مکان پر پہونچا دیا گیا جہاں سلطان کے پاس سے بار بار خط موصول ہوا کرتے تھے۔ اس حادثہ کی وجہ سے سفیر کو زیادہ دیر تک ٹھہرنا پڑا۔ مگر مراقش میں اتنی دیر ٹھہرنے کا ارادہ نہ تھا۔

"لوکل انزیگر" جو برلن سے شایع ہوتا ہے مظہر ہے کہ اسکو سینٹ پیٹرزبرگ سے خبر ملی ہے کہ روسی معدنی انجمن نے تلاش معدنیات کے لئے تمام صوبہ آذربائجان کا ستر سال کا ٹھیکہ لیا ہے۔ روسی سفیر طہران نے اس رعایت کیلئے بڑی تائید کی ہے اور خود شاہ ایران نے یکم مارچ کو اپنے دستخط کئے۔ اجرائے حصص کے وقت روسی سرمایہ کو ترجیح دیجائے گی۔ اس سوسائٹی کا یہ فرض ہوگا کہ وہ جواہرات اور فلزات نکالے گی۔ سڑکیں اور ریلوے تعمیر کریگی اور نہر اراس کے انتظام کو اپنے ذمہ لیگی۔ اس صوبہ آذربائجان میں تمام ایران شامل ہے اور تانبا بکثرت ملتا ہے۔

ایشیائے کوچک کے مفلس آرمنوں کو برٹش گیفرٹ سے جو تائید دیجاتی ہے اسمیں فلاکت زدہ مسلمانوں کا بھی لحاظ کیا جائے گا۔ اعلیٰ عثمانی دائروں میں اس امر کی بڑی تعریف ہوئی ہے۔

بغداد کے تاجروں نے ملا کھ پونڈ کے سرمایہ سے کمپنی قائم کی کہ [illegible] تک ۵۵ میل ریل بنانیکا اجارہ دولت [illegible]

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان والامان ۱۶ر جون ۱۸۹۹ء مطابق ۵۔ صفر ۱۳۱۷ھ | جلد ۳

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

خدا بیند و بپوشد و ہمسایہ بیند و خروشد

خدا تعالےٰ کی ستاری ایسی ہے کہ وہ انسان کے گناہ اور خطاؤں کو دیکھتا ہے لیکن اپنی اس صفت کے باعث اسکی غلط کاریوں کو اُسوقت تک جبتک کہ وہ اعتدال کی حد سے نگذر جاویں ڈھانپتا ہے لیکن انسان کسی دوسرے کی غلطی دیکھتا بھی نہیں اور شور مچاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کم حوصلہ ہے اور خدا تعالےٰ کی ذات حلیم و کریم ہے۔ ظالم انسان اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتا ہے اور کبھی کبھی خدا تعالےٰ کے حلم پر پوری اطلاع نہ رکھنے کے باعث بیباک ہوجاتا ہے۔ اسوقت ذوانتقام کی صفت کام کرتی ہے۔ اور پھر اسے پکڑ لیتی ہے۔ ہندو لوگ کہا کرتے ہیں کہ پرمیشر اور ات ہیں دیر ہے۔ یعنے خدا حد سے بڑھی ہوئی بات کو عزیز نہیں رکھتا۔ بااین ہمہ بھی وہ ایسا رحیم کریم ہے کہ ایسی حالت میں بھی اگر انسان نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ آستانہ الہی پر جا گرے تو وہ رحم کے ساتھ اسپر نظر کرتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالےٰ ہماری خطاؤں پر معاً نظر نہیں کرتا اور اپنی ستاری کے طفیل رسوا نہیں کرتا توہم کو بھی چاہیے کہ ہر ایسی بات پر جو کسی دوسرے کی رسوائی یا ذلت پر مبنی ہو فی الفور مونہہ نکھولیں ۲۱ ۴/۹۹

غفلت کا علاج توبہ ہے

بعض لوگوں کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ انکو ایسے اسباب پیش آجاتے ہیں مثلاً ملازمت یا کوئی اور وجہ کہ انکی عمر کا ایک بڑا حصہ ظلمانی حالت میں گذرتا ہے۔ نہ پابندی نماز کی طرف توجہ کرتے ہیں نہ قال اللہ اور قال الرسول سننے کا موقع ملتا ہے۔ کتاب اللہ پر غور کرنے کا انکو خیال تک بھی نہیں آتا۔ ایسی صورت میں جب ایک زمانہ ظلمت کا گذر جاوے تو یہ خیالات راسخ ہو کر طبیعت ثانیہ کا رنگ پکڑ جاتے ہیں۔ پس اسوقت اگر انسان توبہ اور استغفار کی طرف توجہ نکرے تو سمجھو کہ بڑا ہی بدقسمت ہے۔ غفلت اور سستی کا بہترین علاج استغفار ہے۔ سابقہ غفلتوں اور سستیوں کی وجہ سے کوئی ابتلا بھی آجاوے تو راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر سجدے اور دعائیں کرے اور خدا تعالےٰ کے حضور ایک سچی اور پاک تبدیلی کا وعدہ کرے۔ ۲۱ ۴/۹۹

اپنے دعوے کی صداقت پر ایک دلیل

ہمارے دعوی الہام و مکالمہ الہیہ کی اشاعت کو یوں تو بہت سال گذرے۔ لیکن اگر براہین کی اشاعت سے بھی لیا جائے تو بیس سال ہو چکے۔ ہمارے مخالف جو ہمکو جھوٹا اور اپنے دعوے میں مفتری قرار دیتے ہیں اُنسے کوئی سوال کرے کہ خدا تعالےٰ تو کسی ایسے مفتری کو جو اسپر الہام اور مکالمہ کا افترا کرے مہلت نہیں دیتا۔ یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فرمایا کہ اگر تو بعض باتیں اپنی طرف سے کہتا تو ہم شاہ رگ سے پکڑ لیتے۔ پھر کسی اور کی کیا خصوصیت ہو سکتی ہے۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ پر الہام کا افترا کرنے والا کبھی بھی مہلت نہیں پاسکتا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ ہمارا سلسلہ خدا تعالےٰ کا قائم کردہ نہیں ہے تو کسی قوم کی تاریخ سے ہم کو پتہ دو کہ خدائے تعالےٰ پر کسی نے افترا کیا ہو اور پھر اُسے مہلت دیگئی ہو۔ ہمارے لئے تو یہ معیار صاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ۲۳ سال تک کا ایک دراز زمانہ ہے اُس صادق اور کامل نبی کے زمانہ سے قریباً ملتا ہوا زمانہ اللہ تعالےٰ نے ابتک ہمکو دیا کیونکہ براہین کی اشاعت پر بیس سال ہو لئے جو ناعاقبت اندیش معترضوں کے نزدیک افترا کا پہلا زمانہ ہے۔ اب ہم تو ایک مسلم صادق بلکہ جملہ صادقوں کے سرتاج صادق کے

زمانہ سے ملتا ہوا زمانہ پیش کرتے ہیں اور یہ ظالم ابتک بھی کہے جاتے ہیں کہ جھوٹ ہے۔ افسوس ہماری تکذیب کے خیال میں یہ لوگ یہانتک اندھے ہوگئے ہیں کہ انکو یہ بھی نظر نہیں آتا کہ اس انکار کی زد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسی پڑتی ہے۔ کیونکہ اگر بیس بائیس سال تک بھی خدا کسی مفتری کو مدد دیسکتا ہے تو تو پھر مجھے تو تعجب ہی آتا ہے نہیں بلکہ دل کانپ اٹھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یہ کیا دلیل پیش کرینگے؟ ایک مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع کے مونہہ سے جب وہ اتنا دراز عرصہ ایک مدعی کو مہلت پاتے ہوئے دیکھ لے کبھی یہ نہیں نکل سکتا کہ جھوٹا اور کاذب بھی اس قدر عرصۂ دراز کی مہلت پالیتا ہے۔ اگر اور کوئی بھی نشان اور دلیل ایسے مدعی کی صداقت کی نہ ملے تب بھی ایک سچے مسلمان کو حسن ظن اور ایمانداری کے رو سے لازم آتا ہے کہ انکار نہ کرے کیونکہ اس کا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مشابہ ہوگیا ہے۔

اگر کوئی عیسائی کہے کہ مفتری کو مہلت مل سکتی ہے تو وہ اس امر کا ثبوت دے۔ مگر مسلمان تو ایسا کہہ ہی نہیں سکتا!۔ پس اب ہمارے مخالف بتلائیں کہ ایک کاذب دجال۔ مفتری علی اللہ طرز استدلال نبوت میں شریک ہوسکتا ہے؟ ماننا پڑیگا کہ ہرگز نہیں۔ پھر وہ ہمارے دعوے کو سوچیں اور اس زمانہ پر غور کریں جو استدلال نبوت کا زمانہ ہے۔ غرض ہر پہلو میں بہت سی باتیں ہیں جو سوچنے والے کو مل سکتی ہیں۔ اور ایک دور اندیش اُن سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ۲۲ ۵/۹۹

مکتوبات حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف احقر عباد عائذ باللہ الصمد بہ مخدومی مکرمی مولوی نور محمد صاحب سلام علی من اتبع الہدیٰ۔ اما بعد نامہ گرامی آنمخدوم پہونچا یہ عاجز بباعث کم فرصتی و مشغولی ملاقات بعض احباب و نیز بوجہ ضعف طبیعت اب تک جواب لکھنے سے مقصر رہا اور اب بھی اس قدر طاقت و فرصت نہیں کہ مفصل لکھوں صرف مجمل طور پر عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ یہ عاجز اپنی ذاتی حالت کے رو سے فی الواقع نہایت آلودہ دامن اور ناچیز اور ہیچ ہے اور جس قدر بدظنی کیجائے وہ تھوڑی ہے۔ من آنم کہ من دانم۔ لیکن اگر رنج ہے تو صرف اسقدر ہے کہ جس بنا پر آپ اور آپ کے ان بزرگوں نے جن کے رویا اور کشوف آپ کے زعم خام میں قطعی اور یقینی ہیں جن میں وحی انبیاء کی طرح ایک ذرہ خطا اور غلطی کی گنجائش نہیں ہے اس احقر عباد پر کذب اور افترا کا الزام لگایا ہے اور اپنے گمان میں بہت کچھ فساد اور شرک اور کفر کی حالت کو بہ نسبت ایں احقر تسلیم کرلیا ہے ایسا یقین مسلمانوں کی حالت سے بعید ہے اللہم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب آپکو اور آپ کے بزرگوار کو بڑی وحشت میں اس خواب نے ڈالا ہے کہ جو بقول آپ کے اس بزرگوار نے دیکھی ہے جس میں ان کے متخیلہ پر ایسا ظاہر ہوا کہ گویا یہ عاجز ایک جھوٹے پر سوار ہے اور گلے میں زنار ہے اور جھوٹے کی دم کی طرف مونہہ ہے اور پھر اس بزرگ نے یہ دیکھا کہ یہ عاجز ایک ریچھ کی کھال پر بیٹھا ہوا ہے اور اسپر قرآن شریف رکھا ہوا ہے اور پھر ایک دوسرے بزرگ نے بقول آپ کے اس عاجز کی بینائی میں فرق دیکھا۔ ان دونوں خوابوں کی صورت پر نظر کرکے سیرت حسن ظن اسلامی کو آپ نے چھوڑ دیا اور جو کچھ تمہارے رب کریم نے تاکید فرمائی ہے کہ ظن مومنین و مومنات کا اپنے بھائیوں سے بخیر ہونا چاہیے اُس تاکید کو یک لخت بھول گئے اور بڑے دعوے سے زبان کھولی کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔ برادرم آپ ناراض نہ ہوجائیں یہ کلمہ کفر سے کچھ کم نہیں۔ کاش اگر آپ کو کچھ سمجھ ہوتی کسی مومن کی نسبت ایسے ایسے وجوہات سے کفر یا شرک یا فسق اور افترا کا یقین کرنا اور یہ کہنا کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے پرہیزگار اور نیک شعار اور نیک طبیعت مسلمانوں کا ہرگز طریق نہیں ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمومنین معلوم کہ آپ اور آپ کے بزرگوار کہاں سے اور کس سے سُن آئے کہ جو صورت مثالی خواب یا کشف میں مشہود ہو وہی صورت حقیقت مقصودہ ہوتی ہے کیونکہ آجتک تمام معبرین کا اسی پر اتفاق ہے کہ ہر ایک نوع رویا اور کشوف میں اکثری اصول یہی ہے کہ جو امور صور حسیہ اور مثالیہ میں ظاہر ہوتے ہیں وہ اپنی ظاہری شکل پر حمل نہیں کئے جاتے کیونکہ وہ تمام معانی ہیں جن کو ان صورتوں سے بوجہ من الوجوہ مناسبت ہے اور یہ مناسبت ہے کہ جو صرف بوجہ اعتقاد رائی قوت متخیلہ میں پیدا ہوجاتے ہیں مثلا ایک شخص اپنے دشمن کو سانپ کی صورت میں دیکھتا ہے سو یہ نہیں کہ سانپ کی صفات ذمیمہ فی الحقیقت اس دشمن میں موجود ہیں بلکہ ممکن ہے کہ دشمن اپنی ذاتی حالت کے رو سے پارسا اور نیک آدمی ہو اور صرف رائے کے خبث اعتقاد نے سانپ کی صورت پر اسکو کردیا ہو۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو معانی صور مثالیہ میں مشتمل ہوکر قوت متخیلہ پر ظاہر ہوتے ہیں وہ شخصی رائے کی خود اپنی ہی حالت ہوتی ہے۔ اور جو خبث اور فساد کسی دوسرے کی نسبت وہ رائی دیتا ہے حقیقت میں وہ تمام خبث اور فساد اس کے اپنے ہی نفس میں بھرا ہوا ہے اور شخص مرئی جو کامل اور آئینہ صفت ہوتا ہے وہ آئینہ کی طرح وہ خبث اسپر ظاہر کر دیتا ہے مثلاً ایک شخص کہ جو نہایت بدشکل ہے جب وہ اپنی صورت آئینہ میں دیکھے گا تو ضرور اسکی شکل کا عکس آئینہ میں پڑے گا۔ اب یہ بات نہیں کہ آئینہ بدشکل ہے بلکہ بباعث نہایت صفائی کے اسمیں انعکاس بدشکلی کا ہوگیا ہے۔ اسی جہت سے محققین علم تعبیر لکھتے ہیں کہ جو لوگ فانی ہیں وہ بباعث آئینہ صفت ہونے کے محل انعکاسی صفات ہوجایا کرتے ہیں۔ اسیوجہ سے قدیم سے یہ تحریر ہوتا چلا آیا ہے کہ اکثر کفارہ فجارہ نے یا ایسوں نے جن کا خاتمہ بدتھا انبیا اور اولیاء کو خراب اور فاسد حالتوں میں دیکھا ہے اور آخر انجام ایسے لوگوں کا بد ہوا ہے اور کفر پر مرے ہیں تھوڑے عرصے کی بات ہے کہ ایک بزرگ مولوی فضل احمد نام نے کہ جو موضع عیر دز والہ ضلع گوجرانوالہ میں رہتے ہیں اور ایام خورد سالی میں اس احقر کے استاد بھی تھے اور ابتک بقید حیات ہیں اس غا اس

ذکر کیا کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت خراب میں دیکھا و لباس و وضع و مکان و حالت وغیرہ امور میں نالائق باتیں مشاہدہ کیں اور مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اس خواب کے سننے سے مجھے بہت انقباض ہے اور ہر چند اس وسوسہ کو دور کرتا ہوں مگر بے اختیاری ہے تب میں نے امام زین العابدین وغیرہ کے اقوال انکو پڑھکر سنائے اور معتبر رسائل تعبیر کے کھولکر انپر ظاہر کیا کہ اوس پلید باطن نے اپنے ہی نفس کو دیکھا ہے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس کا خاتمہ بد ہوگا۔ تب مولوی صاحب سنکر بہت خوش ہوئے اور انکا تمام انقباض دور ہو گیا اور فرمانے لگے کہ وہ شخص کچھ تھوڑی مدت اس خواب کے بعد عیسائی بھی ہو گیا ہے سو خاتمہ بد پر بھی قوی علامت ہے اور نیز مولوی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ مجھکو اس عمدہ تعبیر کی ہرگز خبر نہ تھی اب مجھکو بہت بصیرت حاصل ہوئی۔ سچ ہے کہ بغیر علم کے انسان اندھا ہوتا ہے۔

غرض یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص فانیوں کو حالت خراب میں دیکھتا ہے وہ درحقیقت اپنے ہی نفس کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہے اور سر اسمیں یہ ہے کہ جو شخص اپنے نفس سے فانی ہے وہ بباعث اپنی نہایت شفقت کے کہ جو اسکو عباد اللہ سے ہے دوسروں کی حالت پر کہ جن میں شخص خوابیں بھی داخل ہے ایسا ہی دردمند ہے کہ جیسا کہ خود صاحب درد کو ہونا چاہیئے پس اسی جہت سے شخص رائے کی حالت ناقصہ اس صاحب کمال میں کہ جو بوجہ غایت شفقت محو فی الخلق بھی بطور انعکاس دکھائی دیتی ہے اور سادہ لوح کو یہ دھوکہ لگتا ہے کہ واقعی طور پر یہ حالت اسمیں موجود ہے اور کبھی اس کا باعث یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی شخص کا حال اور مقام دریافت کرنے کے لئے باطنی طور پر توجہ کرتا ہے اور وہ شخص جس کا حال دریافت کرنا منظور ہے شخص متوجہ کے منبع نظر سے بہت دور ہوتا ہے۔ ناچار نظر باطنی کے تھکنے کی وجہ سے کچھ اپنے ہی حالات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جیسے ایک شخص کہ جو آسمان کی طرف نظر کرتا ہے تو آسمان بوجہ دور ہونے کے اسکو نظر نہیں آتا۔ لیکن اپنی ہی آنکھوں کی کبودی سامنے فضاء آسمان میں دکھائی دیتی ہے اور دھوکے سے نادان آدمی یہ خیال کر لیتا ہے کہ آسمان برنگ کبود ہے حالانکہ وہ ایک نورانی اور پاک جوہر ہے سو اسی طرح نقصان توجہ سے بھی دھوکے لگتے رہے ہیں جسمیں سلب ایمان کا خطرہ رہا ہے۔ اب قصے کو مختصر کرکے گذارش کرتا ہوں کہ جو آپ کے بزرگوار نے خواب دیکھا ہے وہ تعبیر کے رو سے نہایت عمدہ خواب ہے۔ کاش آپ کے بزرگوار اور نیز آپ کو کچھ حصہ علم تعبیر سے ہوتا تا دونوں تہلکہ بدظنی سے بچ جاتے۔ سو جاننا چاہیئے کہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زنار کا باندھنا نامستور الحال کے لئے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے صاحب عزم ہے اور نہ گھٹے گا اور نہ تھکے گا جبتک اپنے دشمنوں سے انصاف نہ لے اور گاؤمیش سے قوم لا یعقل اور نفس پرست لوگ مراد ہیں اور اسپر سوار ہونا اشارہ بغلبہ و ظفر و فتح ہے۔ جس سے بالآخر سب نااہل و نفس پرست ذلیل ہو جائیں گے۔ اور حق ظاہر ہو جائے گا۔ اور یہ جو اس بزرگ نے دیکھا کہ سواری کی حالت میں دم کی طرف مونہہ ہے یہ اعراض عن الجاہلین کی طرف اشارہ ہے یعنے جاہلوں سے مونہہ پھیرا ہوا ہے اور انکے جاہلانہ شور و غوغا کی طرف التفات نہیں سو دم کی طرف مونہہ کرنے سے یہی مراد ہے کہ جاہلوں سے اعراض کیا ہوا ہے اور آیت اعرض عن الجاهلين پر عمل ہے اور دوسری خواب پہلی خواب کی تائید میں ہے۔ ریچھ سے مراد احمق اور سفلہ آدمی ہے کہ جو ریچھ کی طرح ناحق الجھتے ہیں اور ریچھ کی کھال پر بیٹھنا تسلط تام سے مراد ہے اور ریچھ کی کھال اسکے اخلاق ذمیمہ کا پردہ ہے جس پردہ کو خداوند کریم بذریعہ اس عاجز کے فاش کرے گا۔ اور یہ جو دیکھا کہ قرآن شریف اس کھال پر رکھا ہوا ہے اسکی یہ تعبیر ہے کہ حجت قرآنی ایسے ریچھوں پر قائم ہو جائے گی گویا قرآن اس کھال پر رکھا گیا۔ اور فرق بینائی سے اندوہ و حزن مراد ہے کہ جو شفقتاً علی خلق اللہ طاری حال ہے چنانچہ ابن سیرین وغیرہ معبّروں نے شخص نامستور الحال کے لئے یہی تعبیر لکھی ہے اور حوالہ اس آیت کا دیا ہے **وابیضت عیناه من الحزن وهو کظیم**۔ یہ تعبیر اول کشف صریح کے ذریعہ سے اور پھر ابن سیرین وغیرہ کے معتبر اقوال سے بپایہ صداقت پہونچ گئی ہے **فالحمد للہ علی ذالک**۔ افسوس کہ آپ کو ان قطعی اور یقینی الہامات سے کہ جو مخالفوں کی شہادت سے بپایہ ثبوت پہونچ گئے کچھ ہدایت نہ ہوئی کیا صدہا انوار یقینیہ قطعیہ کے سامنے کسی کی پیش جا سکتی ہے۔ خدا تعالےٰ اس امت پر رحم کرے اور مرض خفاش سیرتی کی کہ جو ظلمت سے پیار اور نور سے بغض رکھنے کا موجب ہوا ہے آپ دور فرماوے۔ والسلام علی ارباب الصدق والدین۔ یکم مارچ ۱۸۸۴ء مطابق ۲ رجمادی الاول ۱۳۰۱ء

معبود برحق

یہہ ہی معبود برحق ہے جسے جبّار[1] کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے قہار[2] کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے غفار کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے ستار کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو عالی و فایق ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ رات اور دن کا خالق ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو معبود کل ہووے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو مسجود کل ہووے

---

[1] الجبّار۔ جبر کرنے والا یعنے نقصان کا عوض دینے والا اور ہر قسم کی شکست کی جو بندوں کو پہونچے مرمت کرنیوالا۔ یہ نام بھی باریتعالےٰ کے خوب اور مبارک ناموں سے رحمن و رحیم و غفار وغیرہ ناموں کا مرادف ہے۔ مسلمان نماز میں بین السجدتین دعا پڑھا کرتے ہیں اللهم اغفرلی وارحمنی واهدنی وعافنی وارزقنی واجبرنی۔ اس آخری کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ ای خدا میری شکستگی کی مرمت کر اور میرے خستہ دلی کی مرمت فرما۔ اسی سے لفظ جبّار نکلا ہے۔ [2] القہار غالب زبردست وهو القاهر فوق عباده یعنے وہ اپنے بندوں پر زبردست ہے۔ ہرگز ہرگز اس لفظ کا وہ منشاء و مدعا نہیں جو ہندوستانیوں اور پنجابیوں نے اپنی مفہوم میں خیال کیا ہے۔ تعالےٰ شانہ عما یقولون۔

یہہ ہی معبود برحق ہے کہ مذکور زباں ہووے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ معروف جہاں ہووے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ احساں اس کا بالا ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ احساں کرنیوالا ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ شان اسکی نرالی ہے
کوئی دن اور کوئی لحظہ نہ امر حق سے خالی ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے مرا ایمان اس پر ہے
یہی معبود برحق ہے کہ اطمینان اس پر ہے
یہی معبود برحق ہے امانت اس کی بھاری ہے
اسی کی پاک امانت سے میسر دینداری ہے
نہیں طاقت سوا اسکے بدی سے باز رہنے کی
وہی توفیق دیتا ہے کلام نیک کہنے کی
وہی معبود برحق ہے عبادت اس کی شایاں ہے
وہی معبود برحق ہے کہ حق اس کا نمایاں ہے
وہی معبود برحق ہے صداقت اور ایماں ہے
وہی معبود برحق ہے میں کہتا ہوں دل وجاں سے
وہی معبود برحق ہے کہ رسب بندگی اس کی
ہماری بندگی کرنے میں ہے خورسندگی اس کی
وہی معبود برحق ہے کہ قبل از کل وجود اس کا
وہی معبود برحق ہے کہ بعد از کل نمود اس کا
وہی معبود برحق ہے کہ ہے جس کو بقا دائم
فنا اور موت سب کو ہے نظر آتے ہیں جو قائم
وہی معبود برحق ہے کہ عظمت میں وہ اعلیٰ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ کرم اور حکم والا ہے
وہی معبود برحق ہے کہ اکرم ہے کریموں سے
وہی معبود برحق ہے کہ ارحم ہے رحیموں سے
وہ انکو دوست رکھتا ہے کہ توبہ ہے شعار انکا
کراتا وا ہے باب رحم عجز و انکسار ان کا
وہی معبود برحق ہے کہ گمراہوں کا ہادی ہے
گرہ میں باندھنے کی بات ہے جو یہ سنادی ہے
وہی معبود برحق ہے وکیل الحایرین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے امان الخائفین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے پناہ ہے دادخواہوں کی
اسی کی ذات ہے فریادرس فریادخواہوں کی
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الناصرین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الحافظین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الوارثین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الحاکمین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الرازقین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الفاتحین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الغافرین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر ال[illegible] وہ ہے

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید میں سے چند باتیں

(ہمارے اپنے الفاظ میں)

۱۰-جون ۱۸۹۹ء کے درس میں جو سورہ النسا کے سترھویں رکوع سے شروع ہوا تھا آپنے شرک کے متعلق چند ضروری باتیں نہایت وضاحت سے بیان فرمائیں۔ جنکو اصول کے طور پر ہم یہاں بتلاتے ہیں۔

شرک کیا ہے؟ کسی کو ساجھی کرنا۔ ملا دینا۔ خدا سے شرک کے یہ معنے ہیں کہ خدا کے اسما و افعال میں کسی دوسرے کو ساجھی کرنا۔ جو لوگ ایک خالق خیر اور دوسرا خالق شر یا خالق نور و خالق ظلمت مانتے تھے اور یزدان و اہرمن انکا نام علی الترتیب رکھتے تھے وہ بھی مشرک تھے گو اس کا اثر اعتقاداً ہی تھا۔ جوارح اور اعمال پر کچھ اثر نہ تھا اس لئے یہ شرک اعتقادی ہی۔ افعال اور اعمال میں کسی کو تعظیم لامر اللہ میں شریک کرنا شرک فعلی یا عملی ہے۔

شرک کیونکر پیدا ہوتا ہے؟ کسی غیر کو کامل تصرف اور کامل علم سے متصف ماننا شرک کا ابتدائی بیج ہے۔ اس سے امید و بیم کا ایک شگوفہ نکلتا ہے جس پر محبت اور تعظیم کا ایک درخت پھلتا ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

شرک کو خدا تعالےٰ معاف نہیں فرماتا ہے۔ یاد رکھو بعض گناہ شرک کے برابر اور بعض اس سے بڑھکر ہیں۔ انکار انبیا شرک کے برابر ہے اور انکار خدا شرک سے بڑھکر ہے۔

بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے شرک کا استیصال ایسے طور پر کیا کہ توحید الٰہی کے اقرار کے ساتھ اپنی عبودیت کا اقرار جزو لاینفک کی طرح مقرر کیا جسپر مسلمانوں کو عظیم الشان فخر حاصل ہے۔ کیونکہ بانیان مذہب کے خدا یا ہمسر خدا بنائے جانے کے اور اسباب میں سے یہ بھی ایک بڑا سبب ہے کہ انکی عبودیت کا اقرار دائمی طور پر انکی امت [illegible] نہ رہا [illegible] فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ [illegible]۔ اس سے پیشتر ہم نے شرک پر ایک مفصل تقریر عباد الرحمن کے مضمون میں لکھی ہے۔ ایڈیٹر)

ان یدعون من دونہ الا اناثا۔ خدا تعالےٰ کے سوا اصنام کو پکارتے ہیں۔ شاہ عبد القادر صاحب نے اہل ہند کے مذاق پر اناثا کا ترجمہ دیویاں کیا ہے وہ بھی بہت لطیف ہے۔ اگرچہ یہ لفظ وسیع المعنی ہے اور ہر صنم یا معبود باطل پر اس کا اطلاق ہوتا ہے

ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ۔ یعنے مومن مرد ہو یا عورت مگر اعمال صالحہ کرنے والا ہو کوئی ہو بہشت میں داخل ہوگا۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو اس آیت سے عورت اور مرد کی مساوات کا مسئلہ کیسا صاف ثابت ہے وہ نادان آریہ وغیرہ غور کریں جو غیر مساوات حقوق نسوان پر زور دیا کرتے ہیں۔

۱۲-جون کے درس میں سے جو اکیسویں رکوع سے شروع ہوا اس امر پر ایک لطیف تقریر کی کہ قرآن کریم میں جو آیات طلب معجزات کی ایسی ہیں جیسے کہ یہ آیت **یسئلک اھل الکتاب ان تنزل علیھم کتابا من السماء** الی الایہ اور جن میں یہود کو طلب معجزات پر دھتکار دیا ہے ان پر کامل غور نکرنے کی وجہ سے معتزلہ اور نیچری تو معجزات سے انکار ہی کر بیٹھے ہیں۔ اور ایک گروہ ایسا ہے کہ جو منکر تو نہیں مگر کہتا ہے کہ اُنکے ایسے سوال چونکہ ضد اور تعصب سے تھے اس لئے اُنکو دھتکار آگیا ہے۔ مگر یہ ایک ایسی بات ہے جس کا تعلق دل سے ہے اس لئے اوسکا علم کسی دوسرے کو نہیں ہوسکتا۔

ایسی آیات میں جنہیں ایسے امور ہیں بہت غور کے بعد مجھے یہ راہ معلوم ہوئی ہے کہ شرارتی آدمی شرارت کرکے قسم قسم کی راہیں نکالتا ہے۔ چونکہ اہل کتاب کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت تھیں اس سئے انھوں نے ایسے معجزات طلب کرنے شروع کئے جو اُن بشارتوں کے خلاف تھے۔ اور اصل مطلب انکا یہ تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن معجزات

کے دکھانے کا دعویٰ کریں۔ تو یہ عذر اور بہانہ تراش لیں کہ ہماری کتب مسلمہ کے نشانات موعود کے خلاف ہے اس لئے ہم کو نبی موعود کے لئے دوسرے کی راہ تکنی چاہیئے۔ اور اگر انکار کریں تو انکار کے لئے صاف گنجائش ہے۔ غرض غرض اسی نوعیت کا سوال یہاں بھی ہے چونکہ اہل کتاب یسعیاہ اور استثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات میں سے ایک یہ بھی پڑھ چکے تھے کہ خدا کا کلام اسپر وقتاً فوقتاً یا متفرق طور پر نازل ہوگا اس لئے انھوں نے ایسا سوال کیا کہ گویا مجلد اور کل کتاب یکبارگی نازل ہو جائے۔ جس کا جواب خدا تعالےٰ نے مناسب طریق پر دیا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مثبت اور حکیمانہ طرز اپنے اندر رکھتا ہے اور انکے مسلم الثبوت نشان کو حجت قرار دیا کہ موسیٰ کی راستبازی کا معیار اور اسکی کامیابی کا بڑا برہان اس کا تسلط پایا جاتا ہے۔ اسی طرح مثیل موسیٰ علیہ السلام کو بھی سلطانا مبینا کا واضح نشان عطا ہوا ہے۔

سبت

سبت کے متعلق توضیح کرتے ہوئے مندرجۂ ذیل تین امر بیان فرمائے۔

اوّل سبت کے معنے آرام کے بھی ہیں پس خدا تعالےٰ اگر کسی کو کسی قسم کی راحت کا سامان دے تو وہ اسکی قدر کرے تاکہ خدا تعالےٰ کی برکات اور انعامات کی زیادتی ہو۔ ورنہ اگر کسی راحت اور آسایش کی قدر نہ کرو گے تو یاد رکھو کہ ہلاک ہو جاؤ گے تباہ اور ذلیل ہو جاؤ گے۔ تاریخ اس امر کی مثبت اور شاہد عدل ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے سبت کی قدر نہیں کی یعنے انعامات الٰہیہ کو حقیر سمجھا نہایت ذلت اور خواری کے ساتھ تباہ اور ہلاک ہوئے۔

دوم۔ سبت کے معنے سنیچر کے دن یہودیوں کے اعتقاد کے موافق اور جمعہ کے مسلمانوں کے اعتقاد کے موافق ہیں۔ یہودیوں نے سبت کی بے قدری کرکے دیکھ لیا کہ دنیا میں ذلت اور مسکنت کی ضرب سے پاش پاش ہوئے۔ بے خانماں ہو گئے۔ مسلمان اگر جمعہ کی قدر نہ کریں گے اور جمعہ چھوڑ دیں گے تو ذلیل ہو جاویں گے اس لئے کہا گیا ہے کہ ترک جمعہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے مسلمانوں کے ہندوستان میں زوال کی تاریخ عالمگیر کے بعد سے شروع ہوتی ہے اور یہ وہی زمانہ ہے جب سے جمعہ کا ترک شروع ہوا

سوم سبت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (اور یہ معنے پولوس نے کئے ہیں) جن کے ذریعے دنیا کو دوبارہ آرام ملا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبتی نبی ہیں۔ اب دیکھ لو جنھوں نے سبتی نبی کی قدر کی کیسا آرام پایا۔ عرب کو جو آرام ملا دنیا جانتی ہے۔ پھر جو جو قومیں مسلمان ہوئیں انھوں نے کیسا آرام پایا۔

الغرض یہ تینوں معنے سبت کے ہیں اور ہر ایک کی قدر نہ کرنے سے زوال ہلاکت کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ پس مسلمانو! جمعہ کی قدر کرو۔ خدا تعالےٰ کی دی ہوئی راحتوں اور آسایشوں کی قدر کرو۔ اپنے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی قدر کرو۔

خطبہ (موعظت)

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۹ جون ۱۸۹۹ء کو پڑھا

الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والذین لایشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما۔

اللہ تعالےٰ کے بندے وہ ہیں جو ایسی جگہوں میں جہاں جھوٹی اور گندی باتیں ہوتی ہیں کبھی حاضر نہیں ہوتے اور کبھی جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ یعنے خدا تعالےٰ کی مرضی کے خلاف نہیں بولتے ہیں اور کبھی کسی بیہودہ جگہ کے پاس سے گذرنے کا اتفاق بھی ہو جائے تو اس کے ساتھ کسی قسم کی دلچسپی نہیں لیتے اور توجہ بھی نہیں کرتے بلکہ کنارہ کرتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔ مگر جب اللہ تعالےٰ کی آیتیں انکے پاس پڑھی جاتی ہیں تو پوری توجہ کرتے ہیں اور اندھوں بہروں کی طرح نہیں سنتے پوری قدر کرتے ہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے۔ ایک بھیڑ کا بچہ ایک بکری کا بچہ ہزاروں ہزار بھیڑوں کے ریوڑ اور گلہ میں سے اپنی ماں کو پہچان لیتا ہے۔ چند دن کا پیدا شدہ بچہ بھی بلا تکلف جوش محبت سے بھرا ہوا بلبلاتا ہوا دوڑ کر اپنی ماں کو جا لپٹتا ہے اگرچہ ہماری نگاہ میں سب بھیڑیں برابر ہیں اور کوئی نشان ایک کو دوسرے سے تمیز کرنے کا بظاہر نہیں ملتا ہے۔ لیکن ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اس کا بچہ ایک بڑے ریوڑ میں بھی اپنی ہی ماں کو پہچان لیتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام پرندے اپنے نر و مادہ اپنے اپنے جوڑہ کو پہچان لیتے ہیں پر افسوس ہزار افسوس انسان غافل اپنے محسن۔ اپنے مولا۔ زندگی اور نور کے چشمہ۔ تمام بھلائیوں اور بہتریوں کی اصل۔ ہاں اپنے سچے اور حقیقی مربی مولا کو نہیں پہچانتا اور پھر نہیں پہچانتا۔ یہ مثال جو میں نے دی ہے ہر ایک سوچنے والی طبیعت کے لئے عبرت کو کافی ہے۔

خدا تعالےٰ کے کاریگر ہاتھ نے جہاں ایک طرف ان حیوانات کو انسان کی زندگی کی جسمانی ضروریات کے لئے ایک یا دوسرے پہلو سے مفید اور خادم بنایا ہے وہاں دوسری طرف انکی رفتار زندگی ایک عظیم الشان سبق انسان کی روحانی تربیت اور اخلاقی اصلاح کے لئے پیش کرتی ہے۔ بے شک ان حیوانات کی زندگی غافل انسان کے لئے ایک سبق ہے کہ وہ اندھا ہو کر ہی نہ گذر جاوے۔ کیا وجہ ہے کہ انسان جو ان جانوروں کی تمام صفات کا مجموعہ ہے اسوقت جب کہ اس نے ابھی یہ انسانی جامہ نہ پہنا تھا الست بربکم کے جواب میں بلا تامل قالوا بلیٰ کہتا ہے۔ مگر اب کیا ہو گیا ہے کہ اس وقت تو اسکو ایک خاص ذوق اور معرفت کے ساتھ اس بلیٰ کی تعمیل کرنی چاہیئے تھی لیکن اب ایسا غافل اور مدہوش ہوا ہے کہ گویا کچھ پتا ہی نہیں۔ میں بہت حیران ہو جاتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے سوال پر تو یہ ذرا بھی نہ ہچکچایا۔ اور بدوں کسی قسم کے تامل

کے بلا بول اٹھا۔ جیسا سوال جان ہی سے نکلا تھا ویسے ہی معاً سچا اور صحیح جواب اسکی جان سے نکلا۔ مگر اب کیا ہوا فطرتی طور پر آنکھ دیکھتی ہے جب کھولو دیکھتی ہے لیکن ایک شخص ہے بظاہر آنکھ رکھتا ہے غانے صاف ہیں لیکن آنکھ رکھتا ہوا بھی نہیں دیکھ سکتا۔ موتیا بند غالب ہوگیا ہے پانی اتر آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فطرتی قوی ہیں جب کسی قسم کی رکاوٹ آجاتی ہے تو وہ اپنا کام نہیں دے سکتی۔ اسی طرح پر انسان کی روح کے اندر اسکی بناوٹ میں خدا تعالے کی ہستی کا اعتراف اور اقرار موجود ہے اور اس نے خدا کے حضور الست بربکم کے جواب میں قالو بلےٰ کہکر بتلا دیا۔ لیکن اب جو وہ غافل ہو گیا ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اس معرفت ربی کی آنکھ میں کوئی موتیا بند ہے اور کسی قسم کا پانی اتر آیا ہے۔

جانوروں تک میں احسان شناسی کا مادہ اور وفاداری کا نمونہ موجود ہے کتا بھی ایک ہڈی ڈالنے والے کو پہچانتا ہے اور اس کے سامنے دم ہلاتا ہوا وفاداری کے جوش میں احسان کا اقرار کرتا ہے۔ مگر یہ نالائق انسان! غافل انسان! اپنے محسن و معطی حقیقی کی نسبت ایسا ہوگیا ہے کہ گویا اسے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں اور دل کی وہ قوت جو اپنے محسن و مولا کو پہچانتی تھی جاتی رہی ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے۔ ہر ایک آدمی نے اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی بیمار ہوکر یا اپنے کسی عزیز کو بیمار ہوتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ طبیب کہتا ہے کیا کھایا تھا؟ ابتدا کیونکر ہوئی۔ بیماری کی پہلی اٹھان کیونکر ہوئی۔ غرض ہر قسم کے اسباب معلوم کیئے جاتے ہیں اور مریض خود بھی طبیب کی ہر قسم کی منت اور خوشامد کرتا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ سعادتمند وہی ہے جو اس خطرناک بیماری کے وقت کہ روح خدا کو نہیں پہچانتی اور دل ناپاک ہوگیا ہے نماز میں لذت نہیں پاتا۔ قرآن پڑھتا ہے مگر ایک ذوق جو مومن صادق کو ملتا ہے اس کو حاصل نہیں۔ غرض جب اللہ تعالے جیسے محسن و مولا۔ اور ولی نعمت سے غافل ہے اسوقت اگر اس ہلاک کر دینے والے تپ دق کو محسوس کرتا ہے اور علاج کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو سمجھو کہ بڑا ہی بیدار بخت انسان ہے لیکن اگر با ایں ہمہ بھی غفلت پر غفلت کرتا ہے تو پھر اسکی ہلاکت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ آج اس زمانہ میں اس قسم کے مہلک امراض کے پیدا کرنے والے اسباب بہت ہیں۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہاں فکر کرتے ہیں جب یہ تپ دق اندر اندر گھن کی طرح کھا جاتی ہے اور آخری منزل میں پہونچکر پیغام موت لے آتی ہے پس میرے دوستو اس سے پہلے فکر کرو کہ جب فکر کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اللہ تعالے نے رحمٰن کے بندوں کی صفات کے بیان کرنے سے یہ مقصد رکھا ہے کہ تا ہر ایک شخص ان کا خلاف بھی سمجھ لے یعنے جن میں ایسی صفات ہونگی وہ تو عباد الرحمن اور اللہ کے مقبول ہیں مگر جن میں ان صفات کی ضدیں ہونگی وہ خدا تعالے کے نزدیک مردود اور مخذول ہوں گے۔

میں نے اس آیت کو اس زمانہ کے حسب حال دیکھکر اپنے اور اپنے دوستوں کی نصیحت کے لئے اختیار کیا ہے اللہ تعالے خوب جانتا ہے کہ میرے نزدیک سلوک کی منزلوں کے طے کرنے کے لئے یہ ایک ضروری نشان ہے۔ ہاں تو رحمان کے بندوں کا ایک نشان یہ ہے کہ ایسی مجلسوں میں جہاں غفلت اور تاریکی پیدا ہوتی ہے معصیت کی مجلسوں میں جہاں نہ کار دین نہ کار دنیا ایسے مشغلوں میں جہاں کوئی شخص جانے سے راندہ درگاہ الہی ہو جاتا ہے نہیں جاتے اور انسے کنارہ کرتے ہیں۔ مٹی کھانے والا انسان مٹی کھاتا ہے۔ کھانے کا لفظ اسپر بھی بولا جاتا ہے مگر اسکو دیکھو کہ صالح خون جو زندگی اور خوبصورتی کے لئے ضرور ہے اسمیں پیدا نہیں ہوتا بلکہ رفتہ رفتہ پہلے خون کو بھی وہ مٹی بھسم کرتی ہے اور آخر کو ایک بدنما اور بہت ہی کمزور بنا دیتی ہے اسی طرح پر وہ لوگ جو معصیت اور خطاکاری کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں اپنا وقت تو گذارتے ہیں لیکن آخر ہلاک ہو جاتے ہیں اور انکو وہ مزا اور راحت نہیں ملتی جو ایک مومن کو ملتی ہے وہ مزا اللہ تعالے کا ذکر ہے میں محراب میں کھڑا ہوا اس انسان کے سامنے جسکو میں صادق مانتا ہوں اور اس وقت روئے زمین کے کل موجودہ انسانوں سے افضل جانتا ہوں۔ خدا تعالے کی کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے بقائمی ہوش و حواس کہتا ہوں اور ایسے انسان کے سامنے (جو موجودہ نسل کے کل انسانوں سے افضل اور اشرف ہے) جھوٹ بولنا خدا تعالے کے حضور جھوٹ بولنا ہے۔ میں نے کل اس کے سامنے اقرار کیا کہ اگرچہ عصبی بیماریاں مختلف رنگوں میں مجھے لگی ہوئی ہیں تشنج اور ضعف بھی غالب آجاتا ہے لیکن جب قرآن کی عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے تذکرے صلیب پرستی اور مردہ پرستی کی ہیکل کو گرا دینے کی باتیں سنتا ہوں اسوقت میں اپنے اندر ایک خاص قسم کی طاقت پاتا ہوں گویا یاقوتی یا فولاد یا مشک و عنبر کھاتا ہوں۔ میں اپنے تئیں پہلوان سمجھتا ہوں۔ میں اس سے نتیجہ نکالتا ہوں کہ ایک فہیم انسان کا دل جسقدر لذت اور سرور ذکر اللہ میں پاسکتا ہے اور کسی چیز میں نہیں۔ شرابیں پیتے اور زنا کرتے ہیں۔ عارضی اور ناپائدار لذت کے لئے۔ لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ شراب چھوٹ جاتی ہے اور زنا چھوٹ جاتا ہے احمق اگر پہلے ہی سے ایسی چیز کو موہنہ نہ لگاتا تو کیا اچھا ہوتا۔ پاکیزگی اور طہارت کو پیار کرنے والے بڑھاپے میں جاکر بھی ایک طمانیت اور قوت پاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بڑی سچی بات ہے کہ جوانی میں خدا کو یاد کر تیرے بڑھاپے کے دن آسانی سے گذریں گے۔ سچی یاقوتی اور حقیقی راحت اور اطمینان کا ذریعہ ذکر اللہ ہاں صرف ذکر اللہ ہے۔ دنیا میں حکم کتاب موجود ہے۔ **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**۔ کوئی لذت۔ راحت۔ سکینت نہیں جو دل کو حاصل ہو سکے مگر ہاں ایک اور صرف ایک راہ ہے اور وہ ذکر اللہ ہے۔ یہ سچا دعوےٰ ہے۔ جو لوگ اپنے اوقات گندی اور ناپاک مجلسوں میں محض بیہودہ گپّوں اور ہنسی میں گذارتے ہیں وہ

نہیں سمجھتے کہ ایک عظیم الشان نعمت کی ناقدر شناسی کر رہے ہیں۔ خدا نے ہر ایک سانس کے ساتھ جداگانہ انعام کئے ہیں پس مناسب اور لازم یہ ہے کہ ہر سانس کے ساتھ خدا تعالےٰ کی نعمت کا شکریہ کرے۔ پس وہ کیسا نادان ہے جو عزیز وقت رایگان کھوتا ہے میرے دوست جو اسوقت قادیان میں ہیں سوچ سکتے ہیں کہ وہ کیسی قربانی کر کے وطن اور عزیزوں کو چھوڑ کر اور ان گلیوں کو چھوڑ کر جہاں خوشنما لباس پہن کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلتے ہوں گے چھوڑ کر ایک گاؤں میں آکر بیٹھے ہیں جہیں کوئی نظارہ نہیں۔ خوبصورتی اور دلچسپی کا کوئی منظر نہیں اگر ان ساری باتوں کے چھوڑنے سے صرف رضائے مولا حاصل کرنا غرض نہیں ہے تو پھر کیا غرض ہے۔ جب رضائے مولا مقصود ہے تو پھر وہ اپنے اندر سوچیں کہ اس کے حصول کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں۔

اب وقت ہے جھوٹی گندی اور بعض بیہودہ مجلسوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے گذر جانا مومن اور عباد الرحمن کا کام ہے۔ ہاں آیات اللہ جہاں پڑھی جائیں وہاں پوری توجہ اور دلچسپی سے کام لیتے ہیں۔ اور اندھوں اور بہروں کی طرح نہیں گذرتے اللہ تعالےٰ کی راہوں سے غفلت کا ایک بڑا باعث یہ بھی ہے کہ گرامی قدر اوقات کو لغویات میں کھوتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ بدپرہیز انسان کبھی صحت حاصل نہیں کر سکتا۔ اسے کوئی نسخہ اور کوئی دوا فائدہ نہ پہونچائے گی جب تک کہ وہ پرہیز اور احتیاط نہ کرے گا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ روح اور دل کو کھا جانے والی بیماریاں۔ قرآن کی لذت نہ آنا۔ نماز سے حقیقی سرور کا حاصل نہ ہونا۔ دعا میں لذت کا نہ رہنا یہ ساری باتیں ناپاک مجلسوں میں اوقات ضایع کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس ان سے بچو اور پھر بچو۔ تمہاری نظر تمہارے ہاتھ پاؤں ایسے نہ ہوں جنمیں حکم خدا نہیں ہے اور خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے نہیں ہیں۔ نہیں بلکہ ہر آن سے سروں کو خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے رکھدو میں پھر کہتا ہوں کہ ہر آن اپنے سروں کو خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے رکھدو۔ راحت اسی میں ہے خدا تعالےٰ تم پر اور مجھ پر رحم کرے۔ ہم اپنا نگران کتاب اللہ کو بنائیں اور اس کے پاک احکام کی تعمیل کی توفیق دے۔ ہم کو اس نے پاک مجلس دی ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق شامل حال کرے۔ **ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ آمین**

حسد پر عالموں کے خیالات

حاسد اپنا آپ دشمن ہے کیونکہ اس کا دل ہر وقت غمناک اور رنج کش حالت میں بھٹکتا پھرتا ہے۔

اگر ہم جانتے کہ دوسروں کی خوبیوں پر نگاہ بد کرنے سے ہم ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تو شاید دنیا حسد سے خالی ہو جاتی۔

حاسدانہ خیالات سے ہمیں اپنا دل ہمیشہ بچائے رکھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ناپاک شے دھرم کی پاک امانت کو داغ لگا دیتی ہے۔

اگر تم ظاہری دکھلاوا چھوڑ دو اپنی دولت کا گھمنڈ نہ کرو۔ سوچو کہ اوروں کو بھی تمھاری طرح زندگی بآرام گذارنے کا حق ہے تو اس صورت میں تم حسد سے بچ سکو گے۔

جہاں کہیں حسد کی آگ جلتی دیکھتا ہوں تو میں بڑا خوش ہوتا ہوں اور اسے خوب بھڑکاتا ہوں۔ حاسد کے سامنے اس کے محسود کی زیادہ تعریف کرتا ہوں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دل میں کڑھتا ہے اور اسے واجبی سزا ملجاتی ہے۔

ہم اکثر اوقات اپنی کمزوریاں اور نقص مان لیتے ہیں لیکن ایسا زہریلا اور بزدل غلبہ ہے کہ اس کا اقرار کرتے ہوئے جان جاتی ہے

تمام خرابیوں اور شرارتوں کی جڑ حسد ہے کیونکہ اس کے ساتھ سچائی اور حق شناسی کا رہنا ناممکن امر ہے۔

اگر حاسد کو اکیلا رہنے دیا جائے تو وہ بچھو کی طرح اپنے آپ کو ہی ڈنک مارتے ہوئے ملک عدم کا رستہ لیتا ہے۔

حاسد آدمی ناخوش اور رنجیدہ رہتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ خود بدقسمت ہے بلکہ اس لئے کہ دوسرے خوش قسمت ہیں۔ دوسری طرف دیکھو کہ اگر سچ مچ دوسرے لوگ خوش قسمت ہیں اور وہ بدقسمت تو اس قابل رحم نالائق کی کیا حالت ہوگی۔

ہڈیوں کو چبانے والی دل کا دھڑکا پیدا کرنے والی اور پھیپھڑوں کو گندہ کرنے والی بیماری وہ نہیں جو حکیموں کے خیال میں ہے بلکہ وہ حسد ہے۔

جب خدا فیصلہ کرے گا سچ سچ اور جھوٹ جھوٹ نکلیگا تو حاسد کو بھی سزا ملیگی اگرچہ وہ عذر بھی کرے کہ وہ پیشتر ہی دل میں جل جل کر کافی سزا پا چکا ہے۔

کہتے ہیں کہ ہر چیز سیکھنے کے لئے استاد کی ضرورت ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ حسد کرنے کے لئے کس تعلیم کی ضرورت ہے ہاں اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ کوئی ہنر نہیں بلکہ بڑا بھاری عیب ہے۔

بشارت

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ۶ صفر ۱۳۱۷ ہجری المقدس مطابق ۱۴ جون ۱۸۹۹ء بروز بدھ بوقت ۳ بجے بعد دوپہر حضرت اقدس جناب امامنا مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے مشکوئے معلی میں چوتھا **مبارک بیٹا** پیدا ہوا۔ اس تقریب سعید پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک دن کی تعطیل رہی۔ اخبار الحکم نے اپنا خاص پرچہ شایع کیا جو آج کے نمبر کے ہمراہ بطور ضمیمہ تقسیم ہوتا ہے۔

مولود مسعود کا نام حضرت امام صاحب نے **مبارک احمد** رکھا۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خدا تعالےٰ اس مولود مسعود کو اپنی برکتوں اور رحمتوں کا مورد بنا دے اور خاندان۔ قوم۔ ملک بلکہ دنیا کے لئے اُسے مبارک کرے۔ آمین۔ ۱۵ جون کو ختنہ کیا گیا۔

بالکل طیار ہے

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط" کا دوسرا ایڈیشن چھپکر

طیار ہو گیا ہے ۔ کاغذ پہلے ایڈیشن کی نسبت اعلیٰ لگایا گیا ہے اور چھپائی میں بھی زیادہ احتیاط کی گئی ہے باایں ہمہ قیمت وہی ۲ آنہ ہے ۔ جو صاحب منگوانا چاہیں جلد منگوالیں ورنہ پھر شکایت معاف کیونکہ اس مرتبہ بھی صرف چارسو کاپیاں چھپی ہیں ۔

حضرت اقدس کی پرانی تحریروں کا پہلا حصہ چھپکر شایع ہو رہا ہے اور اب اسکی کوئی دوسو کاپی موجود ہے ۔ شایقین جلد منگوالیں ورنہ ختم ہونے پر عدم تعمیل درخواست کی شکایت معاف فرماویں ۔

قرآن کریم کیا ہے ؟

قرآن کریم دنیا بھر کی صداقتوں کا مجموعہ اور تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے ۔

(۲) قرآن کریم ایک مفصل کتاب ہے ۔

(۳) قرآن کریم ان لوگوں کا ہادی ہے جو رضائے الٰہی کے طالب اور دارالسلام کے جویا ہیں ۔

(۴) قرآن کریم ہر ایک قسم کی ظلمت سے خواہ وہ رسم کی ظلمت ہو یا عادت کی یا جہالت کی نور کی طرف لاتا ہے ۔ اور ایسی باتوں پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم پہلے نہیں ہوتا ہے ۔

(۵) وہ سب سے زیادہ سیدھی راہ سکھاتا ہے ۔

(۶) قرآن کریم حق الیقین ہے اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ۔

(۷) وہ حکمت بالغہ ہے اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے ۔

(۸) قرآن کریم حق ہے اور میزان حق بھی یعنے آپ بھی سچا ہے اور سچ کے لئے محک بھی ۔

(۹) وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتوں کی اس میں تفصیل ہے حق اور باطل میں فرق بیان کرتا ہے ۔

(۹) قرآن کریم کی نقل صحیفہ فطرت میں منقوش ہے یا یہ کہو کہ اس کا یقین فطری ہے

(۱۰) انہ لقول فصل ۔ وہ قول فیصل ہے

(۱۱) وہ اختلافات کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے ۔

(۱۲) وہ ایمانداروں کے لئے ہدایت اور شفا ہے ۔

(۱۳) قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو قابل ذکر اور تاریخی انسان بنا دیتی ہے ۔

(۱۴) قرآن کیا ہے ؟ کامیابیوں کی سبیل اور فتحمندیوں کی کلید ۔

(۱۵) قرآن کریم مہیمن ۔ امام ۔ میزان اور ہادی ہے ۔

عقیقہ

جناب حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا عقیقہ

اس آیندہ اتوار یعنے ۲۶ ۔ جون ۱۸۹۹ء کو ہوگا ۔

لعنة اللہ علی الکاذبین

داتہ ضلع ہزارہ سے ہمارے ایک دوست اطلاع دیتے ہیں کہ امرتسر کے بعض لوگوں نے جناب مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کی نسبت ایک افواہ مشہور کی ہے کہ حضرت مولانا صاحب نے (نعوذ باللہ) حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام سے قطع تعلق کر لیا ہے ۔

ہم اسپر بجز اس کے اور کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین ۔ مولانا صاحب جس اخلاص اور سچی محبت اور پھر محض رضائے الٰہی کے طالب اور جویا ہو کر دارالامان میں بیٹھے ہیں وہ ایک نمونہ ہے ان لوگوں کی محبت اور اخلاص کا جو خیر القرون میں ہادی کامل کی صحبت میں بیٹھے تھے ۔ گھر بار چھوڑ کر ۔ سارے منافعوں اور فائدوں کو پس پشت ڈالکر امام صاحب کے حضور بیٹھ جانا یہ آسان امر نہیں ہے ۔ ہم نہایت زور کے ساتھ اس غلط خبر کی تردید کرتے ہیں اور اپنے دوست کو اطلاع دیتے ہیں کہ امرتسر نے غالباً ایسی جھوٹی اور کذب مجسم خبروں کی اشاعت کا ٹھیکہ لے لیا ہے ۔ چنانچہ پچھلے سال حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی کی نسبت ایسی افواہیں اڑائی تھیں ۔ اور امسال حضرت مولوی صاحب کے متعلق ۔ حیرت ہے کہ ایسے جھوٹے لوگ کیوں خدا کا خوف نہیں کرتے اور اس کی لعنت سے نہیں ڈرتے ۔

دارالامان کا ہفتہ

موسم میں برسات کا رنگ پیدا ہونے لگا ہے ہفتہ زیر اشاعت میں اچھی بارش ہوگئی ہے ۔

دارالامان میں یہ ہفتہ نہایت برکتوں اور خوشیوں کا ہے ۔ کتاب "مسیح ہندوستان میں" ۸۸ صفحہ تک پریس جا چکی ہے ۔ مدرسہ کی حالت روبہ ترقی ہے اس لئے امداد کی ضرورت تاکہ بورڈنگ تعمیر ۔ باہر سے احباب اپنے لڑکے بھیجیں ۔

انوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاص پرچہ اخبار الحکم قادیان دارالامان والایمان

مورخہ ۱۵۔جون ۱۸۹۹ء

"امور منزلیہ"

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ہم خدا تعالےٰ کی حمد و شکر کرتے ہوئے نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں کہ کل ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء بروز بدھ مطابق ۴۔صفر ۱۳۱۷ ہجری المقدس بعد دوپہر ۳ بجے جناب امامنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود دام اللہ برکاتہم کے مشکوئے معلے میں **مبارک بیٹا** پیدا ہوا اور اسطرح پر خدا کی فضل سے الہام ۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء پورا ہوا اور وہ یہ ہے اِصْبِرْ مَلِيًّا سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔ یعنے تھوڑی دیر ٹھہر میں تجھے پاکیزہ لڑکا دونگا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس مبارک پسر کی ولادت پر انہی ایام کا حضرت اقدس کا ایک اور الہام بھی جو اسی ولادت سعیدہ کے متعلق تھا پورا ہوا اور وہ یہ ہے رَبِّ اَصِحَّ زَوْجَتِي هٰذِهٖ۔ یعنے اے میرے پروردگار میری اس بیوی کی صحت بحال رکھ۔ چنانچہ ام المومنین سخت تکلیف کیوجہ سے خطرناک حالت کو پہونچ گئی تھیں یہانتک کہ سارا بدن یخ ہو گیا تھا اور ایسی نازک حالتیں اطبا کے نزدیک جب بدن سرد پڑ جائے جان بری مشکل ہوتی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اسوقت کی دعا سے جو مریضہ کیحالت پر ترحم کرکے تضرع کر رہے تھے ام المومنین کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور اس طرح پر مندرجہ بالا الہام بھی پورا ہوا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ یہ الہامات ۱۴۔جون سے پیشتر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کاتب خطوط حضرت اقدس کی معرفت صدہا لوگوں میں شایع ہو چکے ہیں۔ بہرحال خدا تعالےٰ کا فضل و احسان ہے کہ اسنے ہمکو بھی ان لوگوں میں جگہ دی جنھوں نے ان مبارک کلمات کو اپنے کان سے براہ راست حضرت امام کے مونہہ سے سنا اور اپنی آنکھوں پورا ہوتے دیکھا۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کی عمر میں برکت دے اور اپنے دین کا سچا خادم بنا دے آمین ثم آمین۔

۱۵۔جون ۱۸۹۹ کی صبح کو ختنہ کیا گیا۔ اور اس تقریب پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک روز کی رخصت دی گئی۔

احقر الناس **شیخ یعقوب علی** تراب۔ ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان۔ ۱۵۔جون ۱۸۹۹ء

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم　　رجسٹرڈ ایل ۶

THE HAKAM QADIAN

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۲۴ | قادیان دار الامن والامان - ۱۰ - جولائی ۱۸۹۹ء - | جلد ۳

جناب مولوی عبد الکریم صاحب کے خطوط

میرا تیسرا خط

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ -

مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ میری پہلی دو چٹھیاں امید سے زیادہ نافع اور مقبول ہوئیں - خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ میری غرض یہی ہے کہ میں کسی طرح اپنی استطاعت کے موافق اپنے غائب دوستوں کو اس سرور و ذوق سے بہرہ مند کروں جس نے مجھے سرشار کر رکھا ہے اور یہ لذت جو اس پاک صحبت سے مجھے مل رہی ہے وہمی اور خیالی نہیں جیسا کہ ایک جلد باز معترض فوراً کہہ دینے کو طیار ہو جائے گا بلکہ اخلاق میں ایک پاک تبدیلی عیاں دیکھتا ہوں آج صبح ہی کا میں عزیز برادر مفتی صادق سے کہہ رہا تھا کہ منجملہ اُن بیشمار سبقوں کے جو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک زندگی سے سیکھتے ہیں ایک بڑا بھاری سبق جس کی ہمیں انسان اور تمدنی انسان بننے کے لئے اس عالم میں سخت ضرورت ہے - وہ کیا ہے؟ استقامت اور ہر قسم کے زلزلہ ڈالنے والی اور ہمت کی کمر کو ڈھیلا کر دینے والی اور جی کو ہرا کر بٹھا دینے والی شدتوں اور فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابل فوق العادۃ صبر - اخلاق پر لکھنے والوں نے اسپر بہت کچھ لکھا ہے اور اس قوت کے زندہ رکھنے اور نشو و نما دینے کے لئے بہت سی تدابیر لکھی ہیں - مگر حق یہ ہے کہ زندہ نمونہ اور انسان کامل کی عملی زندگی سے بہتر کوئی نمونہ نہیں - میں دیکھتا ہوں کس قدر خوفناک ابتلا اور فتنے ہمارے پیارے مسیح کے سامنے آتے ہیں - بعض اوقات کبھی سمت سے بظاہر چھکے چھڑا دینے والی خبر کان میں پڑتی ہے اور کبھی ایک معمولی انسان کو قطعاً مایوس کر دینے والی بات واقع ہو جاتی ہے مگر یہ کیسا قلب ہے کہ اسے جنبش تک نہیں ہوتی - پیش نظر کتاب کی تصنیف میں - بدستور شغل کے سر انجام میں کوئی روک اور کوئی تردد رو نما نہیں ہوتا - پانچ وقت مسجد میں آنے میں کوئی خلل کوئی اضطراب واقع ہو جائے - خدام سے حسب معمول خندہ پیشانی سے پیش آنے اور لطف و کرم اور بسط و بے تکلفی سے باتیں کرنے میں کوئی فرق پڑ جائے - اندر گھر میں بچوں کے معمولاً سوال پر سوال کرنے دق کرنے اور ستانے سے کوئی چڑچڑاپن کا نشان دکھانے - اپنی محترمہ رفیقہ سے کسی وقت ایسی آواز ہی سے بول اٹھے جس سے درشتی اور کرختی کی بو آئے - ان باتوں میں سے کیسی بھی کوئی آشکار نہیں ہوتی - مجھے خوب یاد ہے کہ جس روز ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب قادیان میں حضرت کے مکان کی تلاشی کے لئے آئے تھے اور قبل از وقت اس کا کوئی پتا اور خبر نہ تھی اور نہ ہو سکتی تھی - اسکی صبح کو کہیں سے ہمارے میر صاحب نے سن لیا کہ آج وارنٹ ہتکڑی سمیت آوے گا - میر صاحب حواس باختہ سراپا پریشان حضرت کو اسکی خبر کرنے اندر دوڑے گئے اور غلبہ رقت کی وجہ سے بمشکل اس ناگوار خبر کے منہ سے پُر قلق آثار - حضرت اُس وقت نور القرآن لکھ رہے تھے اور بڑا ہی لطیف اور نازک مضمون در پیش تھا - سر اٹھا کر اور مسکرا کر فرمایا کہ میر صاحب لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے

کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں ہم سمجھ لینگے ہم نے اللہ تعالے کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے - پھر ذرا تامل کے بعد فرمایا - مگر ایسا نہ ہوگا کیونکہ خدا تعالے کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں وہ اپنے خلفائے ماموریں کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا"۔ میں دہلی پٹیالہ لدھیانہ امرتسر لاہور سیالکوٹ کپورتھلہ اور جالندھر کے سفروں میں ساتھ رہا ہوں - کیا کیا ناگوار امور ان موقعوں پر پیش آئے اور اس اسداللہ الغالب نے کس بے التفاتی سے انھیں دیکھا - میں حلفاً کہتا ہوں مجھے انہی اداؤں نے اور کہیں کا نہیں رکھا -

ہر روز قوم ناسپاس کی طرف سے ایک دل کے دکھانے والی بات تحریراً تقریراً واقع ہو جاتی ہے مگر مامور الہی کے قدم میں ذرا لغزش پیدا نہیں ہوتی - برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں عام حالت انسانوں کی یہی ہے کہ ذرا سے تکدر اور خفیف سی نامرادی کے پیش آنے پر حواس میں خلل آگیا ہے کام چھوٹ گیا ہے کھانے پینے میں فرق آگیا ہاضمہ بگڑ گئی ہے - گھر میں بولتے ہیں تو سڑی کی طرح - اسے گھور اُسے مار - غرض سب تانا بانا ہی ادھڑ جاتا ہے - مرحوم سر سید (جنکی زندگی کے آخری اوراق نے انکے مونہہ سے نقاب کھول کر انکے قلب کے سچے خط و خال دکھا دیئے) کالج کے ایک مالی نقصان کے بعد کیسے گرے کہ کمر ہی ٹوٹ گئی اور ایک کوتاہ نظر بیشیر بلیسٹ کی طرح ثابت کر دیا کہ بت تدبیر ہی کی ساری پرستاری تھی جو کچھ تھی - جب تقدیر کے حضرت محمود نے اس سومنات کو توڑا تو ساتھ ہی آپ بھی ٹوٹ گئے اور ایک لحظہ کے لئے بھی اس پاک استقامت نے ان کا ساتھ نہ دیا جو انبیاء و صلحا و ماموریں کا خاصہ غیر منفک ہے مسٹر بیک کا قول ہے کہ اس نقصان کے بعد انھوں نے کبھی سید صاحب کو ہنستے اور مضبوط دل اور کشادہ پیشانی نہیں دیکھا - مجھے یاد ہے میں بھی اُس ایجوکیشنل کانفرنس میں جو علیگڈھ کالج میں منعقد ہوئی تھی موجود تھا - جب سید صاحب نے کمال یاس سے قوم کا جنازہ پڑھ دیا تھا -

ممکن ہے کہ ایمان باللہ اور صفات الہیہ سے بیخبر شخص ان امور کو نہ سمجھے اور مجھے سید صاحب پر بیجا اعتراض کرنے کا ملزم بنائے مگر حقایق الہیہ ایمانیہ سے واقف سمجھ سکتا ہے کہ ساری نبوتوں اور امانتوں اور ولایتوں کی جان اور کامیابیوں کی کلید یہی استقامت ہے اور اسکی جڑ حقیقت میں وہ ایمان و یقین ہے جو ایک راستباز کو خدا کے کلمات اور اس کے وعدوں پر ہوتا ہے یہی وہ استقامت یا ایمان بکلمات اللہ ہے جس نے مکہ کی کالی اور ڈراونی راتوں میں ہمارے سید و مولی سرور اہل بلا کو مشعل کا کام دیا اور بالآخر مدنی زندگی کے روشن اور سفید دن دکھائے اور ابتدائے آفرینش سے قیامت تک کامیابی کا کامل نمونہ آپ کی پاک ذات کو بنایا - یہی وہ استقامت ہے جس نے اُس تاریک گھڑی میں جبکہ مدینہ میں اس آفتاب حق و صدق نے اپنا مونہہ چھپا لیا اور بڑے بڑے صحابہ سے لیکر عوام میں ایک تہلکہ پڑ گیا اور بڑے بڑے دور اندیش دوربین دست و پا گم کر بیٹھے کہ اب کیا کریں اور حضرت شیر خدا مصداق لافتی جسد اطہر کی ملازمت سے ہٹ نہ سکتے اور گھر سے قدم باہر رکھنے کی تاب نہ لاسکتے تھے ہاں ایسی زہرہ گداز گھڑی میں وہ استقامت ہی تھی جس نے اسلام کے آدم ثانی حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کا ساتھ دیا اور آپ نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھال لیا - میں سچ سچ کہتا ہوں یہی وہ استقامت ہے جو مسیح موعود کے دعوے کو دن بدن زور و قوت اور شوکت میں بڑھاتی چلی جاتی ہے - کیا یہ کوئی پوشیدہ بات ہے کہ سنہ ۹۱ء میں دعوے اور بینات کی کیا صورت تھی اور آج کیا صورت ہے - اس اثنا میں کسقدر آندھیاں آئیں - مولویوں شاعروں ناثروں صوفیوں جسمانی زور کی دھمکی دینے والوں نے غرض اپنوں اور بیگانوں نے کیا تھوڑے زور لگائے کہ اس مدعی کو شاید یا کم سے کم اس کے دعوے کو ہی کمزور اور پست آواز کر دیں مگر پھر یہ بات کیا ہے کہ زور اور تحدی دن بدن ترقی پر ہے - اتنے برس ایک بزدل اور مفتری اور کاذب کو مضبوط قدم رکھنے میں ساتھ نہیں دے سکتے - مادی چشموں سے پانی پینے والا آخر اکتا جاتا تھک جاتا اور ہار کھا جاتا ہے - مگر میرا مسیح میرا آقا ایدہ اللہ تواب سنہ ۹۹ میں، جوان ہوا ہے - کفر کے فتوے اعدا کے منصوبے مخالفوں کے موذی مقدمے اور ایں اور آں کی ساری تدبیریں اس کے کھیت کا کھاد بن گئیں - وہ جو نادانی سے ہنستے اور ناعاقبت اندیشی سے بغلیں بجاتے تھے کہ اب نبوت بند ہو گئی ذرا صبر کریں وہ دیکھیں گے اور انشاء اللہ جلد دیکھیں گے کہ خدا اپنے مرسل کا کیسا ناصر و مولی ہے اور چاہتا ہے کہ ایک عالم کو یقین دلا دے کہ مرزا غلام احمد لاریب مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے -

الغرض یہ بڑا بھاری سبق ہے جو ہم اس امام ہمام علیہ السلام کے وجود باجود سے سیکھتے ہیں میں انشاء اللہ بشرط زندگی اس پر ایک مستقل اور مفصل مضمون لکھوں گا کہ میں نے یہاں بیٹھکر کیا سیکھا اور کیا دیکھا ہے - میری روح اس تمام مشاہدے سے ایک سرور و وجد کی عالم میں ہے جو میں نے یہاں گزشتہ چھ سال سے ایک خاندانی ممبر کی طرح رہ کر معاینہ کیا ہے - میں چاہتا ہوں

کہ حضرت کی اندرونی اور معاشرتی زندگی کا نقشہ بیرونیوں کو دکھاؤں شاید کوئی سعید جس کا دل میرے دل سے ملتا جلتا اور میرے جیسے مشاہدات سے ذوق لینے کا عادی ہو میری تحریر سے فائدہ اٹھائے - میں اپنے تئیں بڑا خوش قسمت اور اسے نجات کا وسیلہ یقین کروں گا اگر یہ مضمون موثر طور پر میری قلم سے نکل گیا -
اس چٹھی میں محض ایک ذوق نے مجھے اس وادی میں پھرایا - اور ایک بات کو اتنا طول دلایا ہے۔
اس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی اور جس نے ہمارے ایمانوں کو بڑی قوت بخشی وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار سو برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترہ کے نام ہے - زیادہ تفصیل کا محل نہیں - اس خط سے حضرت اقدس اسقدر خوش ہوئے کہ فرمایا اللہ تعالے گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپیہ لا دیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے - برادران! دینی بات پر یہ خوشی کیا یہہ منجانب اللہ ہونے کا نشان نہیں؟ کون ہے آج جو اعلائے کلمۃ اللہ کی باتوں پر ایسی خوشی کرے؟ میں اللہ تعالے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اسوقت حضرت کی خوشی کو دیکھکر اور اندازہ کرکے اپنے دل میں سخت شرمندہ ہوتا تھا کہ میں بھی اگرچہ خوش ہوں اور اور احباب بھی خوشیاں منا رہے ہیں کہ باطل کی شکست کے لئے ایک اور راہ نکل آئی اور اب مسیح علیہ السلام کی رفتار کا پورا نقشہ ملگیا - مگر اس پاک خوشی کے مقابل ہماری ہنسی اور خوشی پھیکی معلوم ہوتی تھی - آخر میں بھی ایک مسلمان ہوں اور قرآن کی عزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے قائم ہونے اور خلاف قرآن ورسول کے استیصال کا بھوکا پیاسا ہوں - مگر پھر کیوں اتنا خوش نہیں؟
برادران یہی وہ راز ہے جسے وہی سمجھ سکتا ہے جو ماموران الہی کی حقیقت اور منصب کو سمجھ سکتا ہو ہمارے ایمان کی تجدید و تقویت کے لئے ایک نشان یہ ظاہر ہوا کہ ظہر کے وقت اچانک یہ خط آتا ہے اور صبح حضرت اقدس کو یہ رویا ہوتی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند سلمہا اللہ تعالے گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں - حضرت اقدس رویا میں عاجز راقم عبدالکریم کو جو اسوقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیئے - اس رویا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرت الہی شامل ہونی چاہتی ہے اس لئے کہ حضرت ملکہ معظمہ کا اسم مبارک وکٹوریہ ہے جس کے معنے ہیں مظفرہ منصورہ اور نیز چونکہ اسوقت حضرت ملکہ معظمہ کل روئے زمین کے سلاطین میں سب سے زیادہ کامیاب اور خوش نصیب ہیں اسلئے آپ کا مہربانی کے لباس میں آپ کے مکان میں تشریف لانا بڑی برکت وکامیابی کا نشان ہے - خدا کا علم وقدرت دیکھیے ظہر کے وقت اس رویا کی صحیح تاویل پوری ہوگئی اللہ اللہ اس سے زیادہ نصرت کیا ہے کہ ایسے سامان مل رہے ہیں کہ جن سے دنیا کے کل نصاریٰ پر خدا کی روشن حجت پوری ہوتی ہے اور دور نہیں جبکہ عیاں ہوجائیگا کہ خدا کی سچی کتاب وہی ہے جس نے تیرہ سو برس ہوئے کس قوت سے دعویٰ کیا وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم - اب خدا دکھانا چاہتا ہے کہ وہ خدا کا برگزیدہ صلیبی موت سے بچکر کہیں اوپر کو نہیں اڑا بلکہ اس نے رفتار کے لئے ایک راہ اختیار کی جس کے جستہ جستہ نقش پا کہیں کہیں پائے جاتے ہیں اور منجملہ ان کے وہی چبوترہ ہے اور آخر کار اس رفتار نے سرزمین پاک کشمیر میں اپنا دورہ ختم کیا اور مرفوع ومطہر ہو کر اسی خطہ پاک میں سو گئے - یہ باتیں جب مجموعی طور پر اور مدلل کتاب میں نکلیں گی پھر ان کی دھاک پڑیگی اور بہت سے مونہہ اس سوال سے بند ہوجائیں گے کہ مسیح موعود نے آکر کیا کام کیا -
فرمایا - میں حیران ہوتا ہوں کہ ان کا فرضی مسیح اور کام کیا کرتا یا کرے گا؟ اسکی اوقات زندگی کی یہی تقسیم بتاتے ہیں کہ دن کا ایک حصہ تو لکڑی یا لوہے یا پیتل یا سونے چاندی کی صلیبوں کے توڑنے میں بسر کریگا اور ایک حصہ سوروں کے قتل کرنے میں صرف کریگا - بس یہی کہ کچھ اور بھی؟ - فرمایا - یہ لوگ نہیں سوچتے کہ وہ بات کیا ہو جس سے اتنے کروڑ نصاریٰ پر حجت حق پوری ہو کیونکہ اگر نری تلوار ہو تو وہ تو احقاق حق کے لئے کبھی آلہ بن نہیں سکتی - کیا ایمان کبھی درشتی سے دلوں میں اتر سکتا اور حجۃ اللہ اکراہ سے کسی کے دل کو فریفتہ کرسکتی ہے؟ وہ تو اور بھی الزام کا موجب ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں بجز لٹھم لٹھا ہونے کے دلیل کوئی نہیں - فرمایا - آگے تھوڑا اور ناحق کا الزام لگاتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا؟ اور اب یوں اسے سچا کردینا چاہتے ہیں اور معمولی کرامات ومعجزات سے بھی یورپ ودیگر نصاریٰ پر اثر نہیں پڑ سکتا اس لئے کہ ان میں لکھا ہے کہ بہت سے جھوٹے نبی آئیں گے جو نشان دکھائیں گے - پھر اب کیا ہے بجز اس کے کہ کوئی ایسی حجت ظاہر ہو جس کے آگے گردنیں خم ہوجائیں اور وہ وہی راہ ہے جو خدا میرے ہاتھ سے پوری کرے گا -
اور اس ہفتہ میں لاہوری ملہم صاحب کا خط آیا جس میں انھوں نے حضرت اقدس اور آپ کے سلسلہ کے خلاف ایک دو پیشگوئیاں کی تھیں - اس کے متعلق میں زیادہ نہیں لکھتا عنقریب خود غیرت اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پر ایک مستقل رسالہ لکھیں گے بشرطیکہ انھوں نے اپنا موعودہ رسالہ شایع کردیا مگر اسپر اسوقت چند باتیں فرمائیں وہ لکھتا ہوں - فرمایا اللہ تعالے جانتا ہے کہ ان لوگوں کی ہمدردی کے لئے کسقدر میرے دل میں تڑپ اور جوش ہے - اور میں حیران ہوں کہ کس طرح ان لوگوں کو سمجھاؤں - یہ لوگ کسی طرح بھی مقابلہ میں نہیں آتے - تین ہی راہیں ہیں - یا گزشتہ کے نشانوں سے میرا اپنے نشانوں کا مقابلہ کرلیں یا آئندہ نشانوں میں

مقابلہ کرلیں۔ یا اور نہیں تو یہی دعا کریں کہ جس کا وجود نافع الناس ہے وہ بموجب وعدہ الٰہی (فاما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض) درازی زندگی پائے۔ پھر عیاں ہو جائے گا کہ خدا کی نگاہ میں کون مقبول و منظور ہے۔ فرمایا۔ افسوس یہ لوگ چھوٹے چھوٹے معمولی الہامی ٹکڑوں اور خوابوں پر اترائے بیٹھے ہیں اور سمجھ نہیں سکتے کہ کسی الہام کے خدا کی طرف سے ہونے اور دخل شیطان سے پاک ہونے کا معیار کیا ہے معیار یہی ہے کہ اس کے ساتھ نصرت الٰہی ہو اور اقتداری علم غیب اور قاہر پیشگوئی اس کے ساتھ ہو۔ ورنہ وہ فضول باتیں ہیں جو نافع الناس نہیں ہو سکتیں۔ فرمایا اگر کوئی شخص کسی جلسہ کیوقت دور بیٹھا ہوا کسی عظیم الشان بادشاہ کی باتیں معمولاً سن لے اور آکر کہے کہ میں نے فلاں بادشاہ کی باتیں سنی ہیں تو اس سے اسے اور دوسروں کو کیا حاصل۔ تقرب سلطانی کے بعد کی باتوں کے نشان اور ہی ہوا کرتے ہیں جنہیں دیکھکر ایک عالم پکار اٹھتا ہے کہ فلاں درحقیقت بادشاہ کا مہبط کلام و سلام ہے۔ فرمایا اگر میرے الہامات بھی ویسے ہی معمولی اور فضول ٹکڑے ہوتے اور ہر ایک میں علم غیب اور اقتداری پیشگوئیاں نہ ہوتیں تو میں انھیں محض ہیچ سمجھتا۔ فرمایا بھلا کوئی لیکھرام والی پیشگوئی کے برابر کوئی ایک ہی الہام بتاوے۔ فرمایا۔ میرے الہاموں سے قوم کا فائدہ اور اسلام کا فائدہ ہوتا ہے اور یہی معیار بڑا بھاری معیار ہے جو ان کے منجانب اللہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ فرمایا۔ میرے ساتھ خدا کے معاملات اور تصرفات اور اس کے نشان میری تائید میں عجیب ہیں۔ کچھ تو میری ذات کے متعلق ہیں۔ کچھ میری اولاد کے متعلق ہیں اور کچھ میرے اہل بیت کے متعلق ہیں اور کچھ میرے دوستوں کے متعلق ہیں اور کچھ مخالفوں کے متعلق ہیں اور کچھ عامۃ الناس کے متعلق ہیں۔ الغرض اس انسان کامل کا سراپا اور اس کے در و دیوار سب الٰہی نشان ہی ہیں۔ اس کی تقریب یوں ہوئی کہ مولوی نورالدین صاحب کو ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ ہوا لگاتار دانت کا سخت درد رہا اور سوائے اکھڑوانے کے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا۔ فرمایا مجھے بھی ایک دفعہ خطرناک درد ہوا یہاں تک کہ مارے درد کے غشی ہو گئی آخر میں الہام ہوا واذا مرضت فھو یشفی۔ جب اٹھا تو درد جاتا رہا۔ لاہور ہی ملہم کے مکرم دوستوں میں سے ایک حافظ صاحب کا پیغام پہونچا کہ وہ گزشتہ نشانوں کو بے پروائی سے دیکھتے ہیں اور انکا حوالہ سننا نہیں چاہتے فرمایا افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا کی کوئی بات بھی ناقدر دانی کے قابل نہیں ہوتی۔ ایک قوم کو کیا پہلے بھی خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم کیا یہ گزشتہ نشان کا حوالہ نہیں۔ فرمایا۔ اب ایسا وقت ہے کہ ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ بہت دفعہ ملاقات کیا کریں تو کہ نئے نئے نشانوں کے دیکھنے سے جو روز بروز نازل ہوتے ہیں انکے ایمان و تقویٰ میں ترقی ہو۔

۶- جولائی کی رات کو خدا تعالیٰ نے بہشت و دوزخ کا نظارہ آپکو دکھایا اول بہشت دکھائی گئی اور اس کے ہر قسم کے ثمرات و نعماء دکھائی گئیں۔ اتنے میں الہام ہوا یاتیک من کل فج عمیق۔ پھر دوزخ دکھایا گیا وہ سخت مکروہ اور پاخانہ کی شکل تھا اتنے میں الہاماً زبان پر جاری ہوا لولا فضل اللہ و رحمتہ علی لالقی راسی فی ھذا الکنیف۔ یعنے اگر خدا کا فضل و رحمت مجھپر نہ ہوتی تو میرا سر اس پاخانہ میں ڈالا جاتا۔ یہ ایک انعام الٰہی کی طرز ہے کہ خدا نے آپ کو ایسے مکان کے لئے بنایا ہی نہیں۔ اس سے پیشتر مدت ہوئی حضرت کچھ لوگوں کو اس تاریک غار میں دیکھ چکے تھے

برادران! یہ رویا اور الہام بتلاتے ہیں کہ متبعان مسیح موعود انشاء اللہ اس مکروہ جگہ سے بفضل خدا بچائے جائیں گے۔ مگر ساتھ میں کہتا ہوں کہ اتباع مسیح بہت نازک امر ہے مجھے یہاں رہنے سے اپنے ایمان و عمل کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہوئی ہے۔ مجھپر کھل گیا ہے کہ مولوی بننا اور کہلانا بہت آسان۔ سجادہ نشین پیر بننا اور کہلانا اور اور کیا کیا بننا بڑا آسان ہے مگر حقا کہ مسیح موعود کا اتباع بڑا ہی مشکل ہے۔ میرے ایک معزز دوست منشی مہر اروڑا صاحب کپورتھلوی نے جالندھر میں حضور اقدس سے پوچھا ایمان کیا ہے۔ فرمایا۔ ایمان دو قسم ہے ایک موٹا اور ایک باریک۔ موٹا یہی ہے ظاہری آداب شریعت کی اتباع اور رسمی مسلمان بنجانا۔ اور باریک ہی میرے پیچھے ہو لینا۔ اگر میں اسکی شرح کر دوں تو چھٹی ایک رسالہ بنجاتی ہے۔ درحقیقت ہماری بیعت کا یہ فقرہ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا کیا کم دل ہلا دینے والا فقرہ ہے۔ پھر فرمایا میں دنیا میں اس لئے آیا ہوں کہ تا لوگوں میں قوت یقین پیدا ہو جائے۔

برادران! اگر عمل نہیں تو پھر نصرانیوں کا کفارہ حق ہے۔ اور اگر تم یونہی میرا مسیح میرا مسیح کرتے پھرو اور لوگوں سے تکرار اور لڑائی کرتے رہو اور اپنے نفسوں کو مغالطہ دو کہ تم اس سلسلہ کے لئے بڑی غیرتمند اور اسکے ناصر ہو اور تمہارے اعمال میں حقیقی ایمان کی خوشبو نہیں تو تم نے برنگ دیگر اس تثلیث و کفارہ کے برہمزن مسیح موعود پر ایمان لاکر اپنی بدچلنی سے کفارہ کے صریح جھوٹے مسئلہ کو پھر رواج دیا۔ مگر تم یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ سب سے سچی اور صادق مہیمن کتاب فرقان مجید اور قرآن حمید میں بارہا ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت اس لئے آیا ہے کہ ایک پہلی قوم اعمال صالحہ کی طرف التفات نکرنے اور اسے حقیقۃً جزو ایمان نہ ٹھہرانے کے سبب سے ضلال کے خوفناک گڑھے میں اوندھے گر گئے۔ پس مسیح موعود کا اتباع کیا ہے اسکی مانند کتاب اللہ کی خدمت کیلئے ہمیشہ چست رہنا ہادی کامل سید الاصفیا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابراء ساحت کے لئے کامل بیعت رہنیکا اپنے اوپر وارد کرنا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان خشک دنوں میں جبکہ میں حقایق الامور سے قطعاً ناواقف تھا اور بیعت شدہ تو تھا مگر نہ بیعت کی حقیقت معلوم تھی اور نہ اپنے آقا کے ساتھ کوئی دلی گدگدی کرنیوالی محبت تھی یونہی رسمی طور پر آتا جاتا تھا اچانک اور پہلی ہی دفعہ جس چیز نے مجھے اسیر کر ہی لیا وہ حضرت اقدس کی ایک تقریر تھی جو قرآن کریم کی محبت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے متعلق آپ نے فرمائی جو کہ میں اپنے تئیں عشق قرآن اور حامل قرآن کریم کی ایک مخفی چنگاری پاتا تھا۔ اپنے سے زیادہ عاشق خدا اور رسول کا فریفتہ ہوا اور پیچھے تو کھلا جو کھلا۔ اب میں ایک عرصہ کے لئے بھائیوں

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید میں سے

ذبح کرنا رحم ہے

قربانی کے متعلق جانوروں کے ذبح کرنے پر ایک شخص نے سوال کیا کہ ذبح کرنا رحم نہیں ہے۔ اسپر حضرت مولانا صاحب نے فرمایا سنو!!!

اول۔ خدا تعالےٰ کو ماننے والی کل قومیں خواہ وہ کوئی ہوں اس بات کی ہرگز قائل نہیں کہ خدا ظالم ہے۔ بلکہ خدا کو رحمٰن رحیم دیالو کرپالو مانتی ہیں۔ پس خدا تو ظالم نہیں اور بیشک وہ ظالم نہیں۔ اب خدا تعالےٰ کا فعل دیکھو کہ ہوا میں باز شکرے گد چرخ وغیرہ شکاری جانور موجود ہیں اور وہ غریب پرندوں کا گوشت ہی کھاتے ہیں۔ گھاس اور عمدہ سے عمدہ میوے اور اسی قسم کی کوئی چیز نہیں کھاتے۔ پھر دیکھو کہ آگ میں پروانہ کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ پھر پانی کی طرف خیال کرو کہ اس میں کسقدر خونخوار جانور موجود ہیں۔ گھڑیال اور بڑی بڑی مچھلیاں اودبلاؤ وغیرہ چھوٹے چھوٹے آبی جانداروں کو کھاجاتے ہیں بلکہ بعض مچھلیاں قطب شمالی سے قطب جنوبی تک شکار کے لئے جاتی ہیں۔ پھر ایک اور قدرتی نظارہ سطح زمین پر دیکھو کہ چیونٹی خور جانور کیسے زبان نکالے پڑا رہتا ہے۔ جب بہت سی چیونٹیاں اس کی زبان کی شیرینی کی وجہ سے اسکی زبان پر چڑھ جاتی ہیں تو جھٹ زبان کھینچکر سب کو نگل جاتا ہے۔ مکڑی مکھیوں کا شکار کرتی ہے۔ مگس خور جانور اپنی غذا ان جانداروں کو ہی مارکر بہم پہونچاتے ہیں۔ بندروں کو چیتا مارکر کھاتا ہے۔ جنگل میں شیر بھیڑیے تیندوے کی غذا جو مقرر ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس نظارہ عالم کو دیکھکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قانون ذبح کا جو عام طور پر جاری ہے یہ کسی ظلم کی بناء پر ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر انسان پر حیوان کے ذبح کرنے کے ظلم کا الزام کیا مطلب رکھتا ہے

دوم۔ انسان کے جوئیں پڑجاتی ہیں یا کیڑے پڑجاتے ہیں کو کیسے بے باکی سے انکی ہلاکت کی کوشش کیجاتی ہے کیا اس کا نام ظلم رکھاجاتا ہے؟ جب اسے ظلم نہیں کہتے صرف اس لئے کہ اشرف کے لئے اخس کا قتل جائز ہے تو ذبح پر اعتراض کیوں؟

سوم۔ قانون الٰہی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر چیز بے انت بڑھنا چاہتی ہے۔ اگر ہرایک بڑ کے بیج حفاظت سے رکھے جائیں تو دنیا میں بڑ ہی بڑ ہوں اور دوسری کوئی چیز نہ ہو۔ مگر دیکھو ہزاروں ہزار جانور اسکا پھل کھاتے ہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس بڑھنے کو روکنا منشاء الٰہی ہے۔ اگر ساری گایوں کی پرورش کریں تو ایک وقت میں کیا دنیا کی ساری زمین بھی ان کے چارے کے لئے مکتفی ہوگی؟ آخر بھوک پیاس سے خود ان کو مرنا پڑے گا۔ جب کہ یہ نظارہ قدرت موجود ہے تو ذبح خلاف منشاء الٰہی کے کیوں ہے؟

چہارم۔ اگر کسی چیز کو ذبح نہ کریں تو پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ کبھی نہ مرے گی؟ جب آخر مرے گی تو سکھ کی موت ذبح ہوسکتی ہے یا یہ کہ بھوکا پیاسا رہ کر یا بیماری وغیرہ کے بہت سے شدائد اور تکالیف اٹھا کر مرے۔ ماننا پڑیگا کہ سکھ کی موت ذبح ہی ہے۔

پھر کوئی کہے کہ ذبح انسان بھی جائز ہو سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ذبح انسان کے لئے بھی عمدہ تو ہے اور یہی وجہ ہے کہ شہادت کو سب نے متفق اللفظ ہوکر اعلیٰ مانا ہے۔ مگر انسان کے ذبح نہ کرنے پر اور بہت سے قوی دلائل ہیں انسان کے ساتھ اوروں کے حقوق ہیں کسی کی پرورش ہے تو کسی کا کچھ۔ اگر ایسا حکم دیدیں تو مشکلات کا ایک بڑا سلسلہ پیدا ہوجاتا ہے اس لئے قتل انسان مستلزم السزا کو عرفی اور شرعی قانون میں سخت گناہ کہا گیا ہے۔

اب ان دلائل کو کوئی پڑھکر بتلاوے کہ کیا ذبح کرنا رحم ہے یا ظلم؟ ماننا پڑے گا کہ ذبح سے بڑھکر رحم نہیں ہے۔

۲۳- جون ۱۸۹۹ء کی شب کو قریب مغرب چاند گرہن شروع ہوا تھوڑی دیر میں سارا چاند گہنا گیا۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے اس موقع پر خسوف کی نماز پڑھائی۔ اور تاوقتیکہ چاند بالکل روشن نہ ہوگیا مسنون طریق کے موافق کھانا نہ کھایا گیا۔ بلکہ عشاء کی نماز پڑھ چکنے کے بعد جب چاند بالکل صاف ہوگیا کھانا کھایا۔ گویا تمام وقت نماز اور ذکر الٰہی میں صرف ہوا۔ الحمدللہ۔

خدا کا فضل ہے کہ اخبار الحکم کا پانچواں نمبر اسی تقطیع اور اسی صورت میں شایع ہوتا ہے۔ ابھی تک ٹھیک وقت پر اشاعت پذیر ہونے کا انتظام نہیں ہو سکا جس کے لئے ہم خدا تعالےٰ کی مدد سے کوشش کر رہے ہیں۔ ہم کو خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ اُن نقایص کے دور کرنے میں ہماری مدد کرے گا جو ابھی تک موجود ہیں۔ اس لئے ہم ناظرین سے امید رکھتے ہیں کہ وہ بھی صبر سے کام لیں اور ہرایک قسم کی امداد میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔

جناب مولوی عبدالکریم صاحب کی چند باتیں۔

۲۳- جون ۱۸۹۹ء بعد جمعہ

خوف الٰہی

دنیا میں عام قاعدہ ہے کہ انسان جس سے ڈرتا ہے تو وہ وہ اسکو اور بھی حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے۔ لیکن برخلاف اس کے اللہ تعالےٰ سے جسقدر ڈرتا ہے اسیقدر وہ خدا کے حضور مقرب اور عزیز ہوتا جاتا ہے پھر چونکہ جزا بالمثل کا قانون ایک قانون الٰہی ہے اس لئے جسقدر انسان خدا سے ڈرتا ہے اسیقدر رعب اور ڈر اسکا اللہ تعالےٰ اسکے دشمنوں

کے دل میں ڈالدیتا ہے۔ پس خدا سے ڈرنا چاہیے نہ لوگوں سے جو دنیا کے کیڑے اور جیفہ دنیا پر گرے پڑتے ہیں۔

لاہور میں تقریر کرتے وقت میرے دل میں خشیت الٰہی کے متعلق یہ بات پیدا ہوئی کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جن چیزوں سے ڈرتا ہے ان سے دور بھاگتا اور نفرت کرتا ہے۔ مثلاً شیر چیتے۔ سانپ وغیرہ سے انسان ڈرتا ہے اور اسی قدر ان سے نفرت کرتا اور دور بھاگتا ہے لیکن خدا سے جسقدر ڈرتا ہے اسی قدر اس کی روح میں اسکے حضور تقرب کی پیاس بڑھتی جاتی ہے اور قریب ہوتا جاتا ہے اور خدا سے پیار کرنے لگتا ہے۔

تقویٰ اختیار کرو ہے نہ دھڑہ بندی

خدا کے برگزیدہ کے ساتھ تعلق پیدا کرکے اگر صرف ایک جماعت یا فریق کا آدمی کہلانا مقصود ہو تو یہ بالکل فضول اور لغو ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ایسے لوگ ہیں کہ جب دو پہلوان کشتی لڑتے ہیں تو حالانکہ انکے کشتی لڑنے سے دین یا دنیا کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا مگر نادان کسی ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ یہانتک کہ اس دھڑہ بندی میں لڑائی تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ پس اگر ہم نے بھی **مرزا صاحب** کے ساتھ تعلق پیدا کرکے کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں کی تو بتلاؤ اس سے بڑھکر کیا خصوصیت ہوئی۔ آخر ایک طرف تو ہم نے ہونا ہی تھا۔ پس یاد رکھو جب دنیا کے لعن طعن کو لیا ہے تو اتنا تو کرو کہ پاک نمونے بنکر دکھاؤ۔ تقوےٰ اختیار کرو اور دکھا دو کہ تمہاری غرض ایک مامور من اللہ کا ساتھ دینے سے کیا تھی۔

مضمون حضرت اقدس جناب مسیح موعود مندرجہ اخبار عام مطبوعہ ۱۰-۶ مئی ۱۸۸۵ء

آج ایک سوال از طرف رام چرن نامی جو آریہ سماج اکبرآباد کے ممبروں سے ہے میری نظر سے گذرا۔ سو اگرچہ لغو اور بے حقیقت سوالات کی طرف متوجہ ہونا ناحق اپنے وقت کو ضایع کرنا ہے لیکن ایک دوست کے الحاح و اصرار سے لکھتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ خدا نے شیطان کو پیدا کرکے کیوں آپ ہی لوگوں کو گناہ اور گمراہی میں ڈالا۔ کیا اس کا یہ ارادہ تھا کہ لوگ ہمیشہ بدی میں مبتلا رہکر کبھی نجات نہ پاویں۔

ایسا سوال ان لوگوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے جنھوں نے کبھی غور اور فکر سے دینی معارف میں نظر نہیں کی یا جنکی نگاہیں خود ایسی پست ہیں کہ بجز بیجا نکتہ چینیوں کے اور کوئی حقیقت شناسی کی بات اور محققانہ صداقت انکو نہیں سوجھتی۔

اب واضح ہو کہ سائل کے اس سوال سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اصول اسلام سے بکلی بیگانہ اور معارف ربانی سے سراسر اجنبی ہے۔ کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ شریعت اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ گویا شیطان صرف لوگوں کے بہکانے اور ورغلانے کے لئے خدا تعالےٰ نے پیدا کیا ہے اور اسی اپنے وسوسہ کو پختہ سمجھکر تعلیم قرآنی پر اعتراض کرتا ہے۔ حالانکہ تعلیم قرآنی کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے اور نہ یہ بات کسی آیت کلام الٰہی سے نکلتی ہے بلکہ عقیدہ حقہ اہل اسلام جسکو حضرت خداوند کریم جلشانہ نے خود اپنی کلام پاک میں بیان کیا ہے یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے انسان کے لئے دونوں اسباب نیکی اور بدی کے مہیا کرکے اور ایک وجہ کا اسکو اختیار دیکر قدرتی طور پر دو قسم کے محرک اس کے لئے مقرر کئے ہیں۔ ایک داعی خیر یعنے ملائکہ جو نیکی کی رغبت دل میں ڈالتا ہے۔

دوسرے داعی شر یعنے شیطان جو بدی کی رغبت دل میں ڈالتا ہو لیکن خدا نے داعی خیر کو غلبہ دیا ہے کہ اسکی تائید میں عقل عطا کی اور اپنا کلام نازل کیا اور خوارق اور نشان ظاہر کئے۔ اور ارتکاب جرائم پر سخت سزائیں مقرر کیں۔ سو خدا تعالےٰ نے انسان کو ہدایت پانے کے لئے کئی قسم کی روشنی عطا کی اور خود اسکے دلی انصاف کو ہدایت کے قبول کرنے کے لئے مستعد پیدا کیا۔ اور داعی شر بدی کی طرف رغبت دینے والا ہے تا انسان اس کے رغبت دینے سے احتراز کرکے اس ثواب کو حاصل کرے جو بجز اس قسم کے امتحان کے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

اور ثبوت اس بات کا کہ ایسے دو داعی یعنے داعی خیر و داعی شر انسان کے لئے پائے جاتے ہیں بہت صاف اور روشن ہے۔ کیونکہ خود انسان بدیہی طور پر اپنے نفس میں احساس کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ دو قسم کے جذبات سے متاثر ہوتا رہتا ہے کبھی اس کے لئے ایسی حالت صاف اور نورانی میسر آجاتی ہے کہ نیک خیالات اور نیک ارادے اس کے دل میں اٹھتے ہیں اور کبھی اس کی حالت ایسی پر ظلمت اور مکدر ہوتی ہے کہ طبیعت اس کی بد خیالات کی طرف رجوع کرتی ہے اور بدی کی طرف اپنے دل میں رغبت پاتا ہے۔ سو یہی دونوں داعی ہیں جن کو ملائک اور شیطان سے تعبیر کیا جاتا ہے اور حکمائے فلسفہ نے انہی دونوں داعی خیر اور داعی شر کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے یعنے انکے گمان میں خود انسان ہی کے وجود میں دو قسم

کی قوتیں ہیں ایک قوت ملکی جو داعی خیر ہے اور دوسری قوت شیطانی جو داعی شر ہے - قوت ملکی نیکی کی طرف رغبت دیتی ہے اور چپکے سے انسان کے دل میں خود بخود پڑ جاتا ہے کہ میں نیک کام کروں جس سے میرا خدا راضی ہو - اور قوت شیطانی بدی کی طرف محرک ہوتی ہے غرض اسلامی عقائد اور دنیا کے کل فلاسفہ کے اعتقاد میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ اہل اسلام دونوں محرکوں کو خارجی طور پر دو وجود قرار دیتے ہیں اور فلسفی لوگ ان ہی دونوں وجودوں کو دو قسم کی قوتیں سمجھتے ہیں جو خود انسان ہی کے نفس میں موجود ہیں لیکن اس اصل بات میں کہ فی الحقیقت انسان کے لئے دو محرک پائے جاتے ہیں خواہ وہ محرک خارجی طور پر کچھ وجود رکھتے ہوں یا قوتوں کے نام سے انکو موسوم کیا جائے - یہ ایک ایسا اجماعی اعتقاد ہے جو تمام گروہ فلاسفہ اسپر اتفاق رکھتے ہیں- اور آجتک کسی عقلمند نے اس اجماعی اعتقاد سے انحراف اور انکار نہیں کیا وجہ یہ کہ یہ بدیہی صداقتوں میں سے ایک اعلیٰ درجہ کی بدیہی صداقت ہے جو اس شخص پر بکمال صفائی کھل سکتی ہے کہ جو اپنے نفس پر ایک منٹ کے لئے اپنی توجہ اور غور کرے اور دیکھے کہ کیونکر نفس اس کا مختلف جذبات میں مبتلا ہوتا رہتا ہے اور کیونکر ایک دم میں کبھی زاہدانہ خیالات اس کے دل میں بھر جاتے ہیں اور کبھی رندانہ وساوس اسکو پکڑ لیتے ہیں -

سو یہ ایک ایسی روشنی اور کھلی صداقت ہے جو ذوالمعقول اس سے منکر نہیں ہو سکتے - ہاں جو لوگ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور کبھی انھوں نے اپنے نفس کے حالات کی طرف توجہ نہیں کی ان کے دلو میں اگر ایسے ایسے پوچ وساوس اٹھیں تو کچھ بعید نہیں ہے - کیونکہ وہ لوگ باعث نہایت درجہ کی غفلت اور کور باطنی کے قانون قدرت الہی سے بکلی بیخبر اور انسانی خواص اور کیفیات سے سراسر ناواقف ہیں اور ان کے اس جہل مرکب کا یہی علاج ہے کہ وہ ہمارے اس بیان کو غور سے پڑھیں تا کہ انکو کچھ ندامت حاصل ہو کہ کسقدر تعصب نے انکو مجبور کر رکھا ہے کہ باوجود انسان کہلانے کے جو انسانیت کی عقل ہے اس سے بالکل خالی اور تہیدست ہیں اور ایسے اعلیٰ درجہ کی صداقتوں سے انکار کر رہے ہیں جنکو ایک دس برس کا بچہ بھی سمجھ سکتا ہے - پھر بھی سائل اپنے سوال کے اخیر میں یہ شبہ پیش کرتا ہے کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا تعالے نے آدم کو تسلی دی تھی کہ شیطان تجھکو بہکا نہیں سکے گا- لیکن اسی قرآن میں لکھا ہے کہ شیطان نے آدم کو بہکایا -

یہ وسوسہ قلبی بھی سراسر قلت فہم اور کور باطنی کی وجہ سے سائل کے دل میں پیدا ہوا - کیونکہ قرآن شریف میں کوئی ایسی آیت نہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ شیطان آدم کو بہکانے اور گمراہ کرنے کا قصد نہیں کریگا یا آدم اس کے بہکانے میں کبھی نہیں آئے گا ہاں قرآن شریف میں ایسی آیتیں کثرت پائی جاتی ہیں کہ خدا تعالے کے نیک بندے شیطان کے بہکانے سے ایسے وبال میں نہیں پڑتے جس سے انکا انجام بد ہو بلکہ حضرت خداوند کریم جل شانہ جلد تر انکا تدارک فرماتا ہے اور اپنے ظل حفاظت میں لے لیتا ہے سو ایسا ہی آدم کے حق میں اس نے کہا کہ آدم صفی اللہ خلیفۃ اللہ ہے اس انجام ہرگز بد نہوگا اور خدا کے محبوب بندوں میں رہے گا چنانچہ یہ امر ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا نے اخیر میں بھی آدم کو ایسا ہی چن لیا جیسا کہ پہلے برگزیدہ تھا - غرض یہ اعتراض معترض بھی سراسر تعصب اور جہالت پر مبنی ہے نہ انصاف اور عقلمندی پر و السلام علی من اتبع الھدیٰ - فقط

بیش قیمت خیالات

خودشناسی

اپنے دل کا امتحان کرو - اور اس کی صداقت کو خوب طرح تولو - ہر روز اپنی زندگی کا حساب کرو اور کمال غور سے دیکھو کہ تم نے کس قدر ترقی کی ہے یا تنزل تمھاری طبیعت و اطوار اخلاق اور خواہش میں کس قدر تغیر ہوا ہے کس قدر مغایرت یا موافقت خدا تعالے سے حاصل کی ہے اور اس سے کسقدر قربت یا دوری ہے سب سے بڑھکر اپنی حالت کا مطالعہ ہے پس جو شخص اپنی حالت سے خوب محرم ہے اس نے گویا وہ علم تحصیل کیا ہے جو دیگر علوم سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے -

---

انصاف

کل ذی حیات مخلوق کے ساتھ انصاف کے ساتھ پیش آنا لازم ہے - انصاف کا بڑا اصول یہہ ہے کہ اپنی نسبت دوسرے کیطرف سے جن خیالات جن اقوال اور جن افعال کی آرزو رکھتے ہو - دوسرے کے لئے بھی اپنی طرف سے اُن ہی کو جایز قرار دو -

آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند

ذاتی ایثار

جہاں کہیں اپنی تکلیف سے دوسرے کی بھلائی ہوتی ہو وہاں پر ہمیشہ اپنی تکلیف کو بھول جاؤ اور مسرت کے ساتھ اس کے برداشت کرنے کی عادت اختیار کرو -

---

کشادہ دلی

خیال میں کشادہ دلی کا اسوقت اظہار ہوتا ہے جب کہ انسان دوسرے کی کمزوریوں کو نظر عفو سے دیکھ سکتا ہو - گفتگو میں کشادہ دلی وہاں نمایاں ہوتی ہے جہاں انسان بلا ضرورت دوسرے کی کمزوری کے بیان کرنے میں پرہیز رکھتا ہو - کاموں میں کشادہ دلی اس طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ جب اور جس وقت اور جس انسان کے ساتھ جب کبھی کوئی موقع ہاتھ آئے تبھی اس کے ساتھ تنگ دلی سے نفرت کرکے کشادہ دلی سے برتاؤ کیا جاوے -

اُلٹی سمجھ

دنیا کے لوگوں کا عجیب دستور ہے کہ اگر وہ اپنی قوم میں سے کسی شخص کو دیکھیں کہ وہ بے محاورہ الفاظ میں گفتگو کرتا ہے یا صحیح تلفظ نہیں کرتا یا صرف و نحو کے قواعد کے موافق نہیں بولتا ہے تو فوراً اسپر نکتہ چینی کرتے ہیں اور اسکی طرف حقارت سے دیکھتے ہیں - لیکن اگر انہیں سے کوئی شخص جھوٹ بولتا ... فریب دیتا ہے - اخلاقی اصولوں کو توڑتا ہے اس سے ذرہ بھی نفرت نہیں کرتے اور نہ رنجیدہ ہوکر اسپر نکتہ چینی کرتے ہیں - العجب ثم العجب -

دعا

دعا اس خاص کوشش اور حالت کا نام ہے جو انسان پر اپنے خالق کی ہستی کے خیالات میں طاری ہوتی ہے اس قرب خاص میں تعجب ہے جو ایسے لذات محسوسات کی باتیں یاد رہیں ایک عالی جناب شاہنشاہ کے حضور میں پہونچکر اس سے ٹھیکریاں مانگنے کی درخواست کی مانند ہے - دعا کی قبولیت کا وقت انسان پر لذات محسوسات اور اپنی ہستی کے بھولنے کی حالت ہوتی ہے مگر جس دعا میں جسمانی خواہشوں کے ساماں مانگے جائیں وہ دعا نہیں -

عبادت

عبادت دل میں فضل الہی کے قبول کرنے کی وسعت دینے کا نام ہے یا اپنی ہستی میں مبدء فیض کے عشق کی جھلک پڑنے کی استعداد پیدا کرنے کا نام ہے - بغیر عشق الہی کی روشنی کے آدمی ٹھیکرے کی طرح تاریک جرم ہوتا ہے اور آفتاب رحمت کی دھوپ سے اس میں چمک اٹھنے کا جوہر نہیں ہوتا عبادت میں چار جزو ہیں -

اول - رحمت الہی کی تعریف -

دوم - خدا سے نزول رحمت کے لئے سوال کرنا -

سوم - اپنی عاجزی اور گناہوں کا اقرار اور اس سے شرمندگی کا اظہار -

چہارم - مغفرت کی درخواست -

خوشخبری

مجموعہ اشتہارات

ہم تمام احباب کی ایک آرزو کو پورا کرنے پر آمادہ اور طیار ہوگئے ہیں یعنے حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے کل اشتہارات ابتدا سے آجتک جسقدر متفرق طور طور پر وقتاً فوقتاً حسب موقع شایع ہوتے رہے ہیں ہم نے اُن سب کو ایک جگہ جمع کرکے کتاب کی صورت میں ۲۲×۲۶ کی تقطیع یعنے اُس معمولی تقطیع پر جسپر حضرت اقدس کی کتابیں چھپتی ہیں چھاپنے کا بندوبست کرلیا ہے - اکثر احباب اس مجموعہ سے محروم تھے بلکہ بعض نے تو صرف چند ہی نئے اشتہارات جو ان تین چار سال کے ہیں پڑھے ہونگے اور جن کے پاس کچھ تھے تو وہ بھی پورے نہیں - اب ہم نے بہت کوشش سے ان اشتہارات کو جمع کر لیا ہے اور بہت بڑا حصہ اس مجموعہ کا تو ہمیں حضرت اقدس کے کتب خانہ سے ہی ملگیا ہے اور چند اشتہار جو ہمارے پاس نتھے وہ ہم کو بعض دوستوں نے مرحمت فرما دیئے - ہم انکی اس عنایت کے مشکور ہیں اس کے صلہ میں ایک ایک نسخہ اس مجموعہ کا مفت بعد طبع ہم انکو دیں گے -

یہ مجموعہ غالباً ۴۰۰ صفحہ کے قریب ہوگا اور عمدہ چھپائی اور خوشخطی کا خاص انتظام کیا گیا ہے - اس لیئے اسکی قیمت کچھ زیادہ رکھنی پڑیگی کیونکہ خرچ بہت بڑھ جائیگا - لیکن جو صاحب طبع ہونیسے پہلے پہلے درخواست بھیج دیں گے انکے لئے قیمت میں بہت رعایت کیجائے گی لیکن بعد طبع پھر پوری قیمت لیجائے گی اس لئے ہم درخواستہای خریداری کے منتظر ہیں - لیکن انتظام چھپائی ہم نے ابھی سے شروع کر دیا ہے - درخواستوں کے آنے تک کام کو التوا میں ڈالنا نہیں چاہا - کیونکہ ہمیں امید ہے کہ حضرت اقدس کے ان ہاتھوں سے نکلے ہوئے موتیوں کو ہر ایک سچا طالب بڑی آرزو سے لینے کی خواہش کریگا جو اسکے پاس نہیں -

اس مجموعہ سے بڑے فوائد یہ ہیں - اول - گویا یہ ایک حضرت اقدس کی بیس سالہ سوانح عمری ہے - دوم - متفرق اور پراگندہ چھوٹے بڑے اوراق کو موزون تقطیع پر ایک شیرازہ میں جمع کرکے ہر ایک شخص کو مجموعہ سے مستفید کرنا جو اس صورت کے سوا سخت مشکل تھا - اور خاصکر آیندہ نسل کے لئے تو بالکل محال تھا کیونکہ پرانے متفرقات کو جمع کرنا آسان نہیں فقط

رجسٹرڈ ایل ۷۷ رجسٹرڈ ایل ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

نمبر | قادیان دار الامن والامان ۷ جولائی ۱۸۹۹ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ | جلد

مکتوب امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بجانب پنڈت دیانند سرستی

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

واضح ہو کہ ان دنوں میں اس عاجز نے حق کی تائید کے لئے اور دین اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کی غرض سے ایک نہایت بڑی کتاب تالیف کی ہے جسکا نام براہین احمدیہ ہے چنانچہ اسمین سے تین حصے چھپ کر مشتہر ہو چکے ہیں اور حصہ چہارم عنقریب چھپنے والا ہے حصہ سوم میں اثبات کا کافی ثبوت موجود ہے کہ سچا دین جسکے قبول کرنے پر نجات موقوف ہے دین اسلام ہے کیونکہ سچائی کے معلوم کرنیکے لئے دو ہی طریق ہیں۔ ایک یہ کہ عقلی دلائل سے کسی دین کے عقائد صاف اور پاک ثابت ہوں دوسرے یہ کہ جو دین اختیار کرنے کی علت غائی ہے یعنی نجات اس کے علامات اور انوار اس دین کی متابعت سے ظاہر ہو جائیں۔ کیونکہ جو کتاب دعویٰ کرتی ہے کہ میں اندرونی بیماریوں اور تاریکیوں سے لوگوں کو شفا دیتی ہوں بجز میرے دوسری کتاب نہیں دیتی تو ایسی کتاب کے لئے ضرور ہے کہ اپنا ثبوت دے۔

پس انہیں دونوں طریقوں کی نسبت ثابت کرکے دکھلایا گیا ہے کہ یہ صرف اسلام میں پائے جاتے ہیں۔

اسلام وہ پاک مذہب ہے کہ جسکی بنیاد ایسے عقاید صحیحہ پر ہے کہ جنمیں سراسر جلال الٰہی ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن شریف ہر ایک جزو کمال خدا کے لئے ثابت کرتا ہے اور ہر ایک نقص و زوال سے اسکو پاک ٹھیراتا ہے۔ اسکی نسبت قرآن شریف کی یہ تعلیم ہے کہ وہ بیچون و بیچگون ہے اور ہر ایک شبیہ و مانند سے منزہ ہے اور ہر ایک شکل اور مثال سے مبرا ہے۔ وہ مبدا ہے تمام فیضوں کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور مرجع ہے تمام امور کا اور خالق ہے تمام کائنات کا اور پاک ہے ہر ایک کمزوری اور نا قدرتی اور نقصان سے اور واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور الوہیت میں اور معبودیت میں نہیں مشابہ اُس سے کوئی چیز اور نہیں جائز ہے کسی چیز سے اسکا اتحاد اور حلول۔ مگر افسوس کہ آپکا اعتقاد سراسر اس کے برخلاف ہے۔ اور ایسی روشنی چھوڑ کر تاریکی ظلمت میں خوش ہو رہے ہیں۔

اب چونکہ مینے اس روشنی کو آپ جیسے لوگوں کی سمجھ کے موافق نہایت صاف اور سلیس اردو میں کھولکر دکھلایا ہے اور اثبات کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ آپ لوگ سخت ظلمت میں پڑے ہوئے ہیں یہانتک کہ جسکے سہارے پر تمام دنیا جیتی ہے اُسکی نسبت آپکا یہ خیال ہے کہ وہ تمام فیضوں کا مبدا نہیں اور تمام ارواح یعنی جیو اور اُن کی روحانی قوتیں اور استعدادیں اور ایسا ہی تمام اجسام صغار یعنی پرکرتی خود بخود انادی طور پر قدیم سے چلے آتے ہیں۔ اور تمام ہنر یعنی گن جو اُنمین ہیں وہ خود بخود ہیں اور اس فیصلہ کو صرف عقلی طور پر نہیں چھوڑا بلکہ آسمانی نشان بھی ثابت کئے ہیں کہ جو خدا کی برگزیدہ قوم میں ہونے چاہیئے۔ اور ان نشانوں کے گواہ صرف مسلمان لوگ ہی نہیں بلکہ کئی آریہ سماج والے بھی گواہ ہیں۔ اور بفضل خداوند کریم دن بدن لوگوں پر کھلتا جاتا ہے کہ برکت اور روشنی اور صداقت صرف قرآن شریف میں ہے اور دوسری کتابیں ظلمت اور تاریکی سے بھری ہوئی ہیں۔

لہذا یہ خط آپ کے پاس رجسٹری کرا کر بھیجتا ہوں اگر آپ کتاب براہین احمدیہ

کے مطالعہ کے لئے مستعد ہون تو مین وہ کتاب مفت بلاقیمت آپ کو بھیجدون گا آپ اُسکو غور سے پڑھین اگر اس کے دلائل کو لاجواب پاوین تو حق کے قبول کرنے مین توقف نہ کرین کہ دنیا روزی چند آخرکار باخداوند مین ابھی اس کتاب کو بھیج سکتا تھا مگر مینے سُنا ہے کہ آپ اپنی خیالات مین محو ہو رہے ہین اور دوسرے شخص کی تحقیقاتون سے فائدہ اُٹھانا ایک عار سمجھتے ہین - سو مین آپ کو دوستی اور خیر خواہی کی راہ سے لکھتا ہون کہ آپ کے خیالات صحیح نہین ہین - آپ ضرور ہی میری کتاب کو منگا کر دیکھین اُمید ہے کہ اگر حق جوئی کی راہ سے دیکھین گے تو اس کتاب کے پڑھنے سے بہت سے حجاب اور پردے آپ کے دور ہو جائینگے اور اگر آپ اردو عبارت پڑھ نسکین تاہم کسی لکھے پڑھے آدمی کے ذریعہ سے سمجھ سکتے ہین - آپ اپنے جواب سے مجھکو اطلاع دین اور جسطور سے آپ تسلی چاہین خداوند قادر کو صرف سچی طلب اور انصاف اور حق جوئی درکار ہے جواب سے جلد تر اطلاع بخشین کہ مین منتظر ہون - اور اگر آپ خاموش رہین تو پھر اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ آپ کو صداقت اور روشنی اور راستی سے کچھ غرض نہین -

۲۰ - اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۳ ر جمادی الثانی ۱۳۱۰ھ -

سورۃ الفتح اور استغفار کی حقیقت

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَ رَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۞*

یعنی جب کہ آنیوالی مدد اور فتح آگئی جس کا وعدہ دیا گیا تھا اور تونے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج دین اسلام مین داخل ہوتے جاتے ہین پس خدا کی حمد اور تسبیح کر یعنی یہ کہہ کہ جو ہوا وہ مجھسے نہین بلکہ اُس کے فضل اور کرم کی تائید سے ہے اور الوداعی استغفار کر کیونکہ وہ رحمت کے ساتھ بہت ہی رجوع کرنیوالا ہے استغفار کی تعلیم جو نبیون کو دی جاتی ہے اُسکو عام لوگون کے گناہ مین داخل کرنا عین حماقت ہے بلکہ دوسرے لفظون مین یہ لفظ اپنی نیستی اور تذلل اور کمزوری کا اقرار اور مدد طلب کرنے کا متواضعانہ طریق ہے چونکہ اس سورہ مین فرمایا گیا ہے کہ جس کام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے وہ پورا ہوگیا یعنی یہ کہ ہزارہا لوگون نے دین اسلام قبول کرلیا اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیطرف بھی اشارہ ہے چنانچہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک برس کے اندر فوت ہوگئے پس ضرور تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول سے جیسا کہ خوش ہوئے تھے غمگین بھی ہون کیونکہ باغ تو لگایا گیا مگر ہمیشہ کی آبپاشی کا کیا انتظام ہوا سو خدا تعالے نے اسی غم کے دور کرنے کے لئے استغفار کا حکم دیا کیونکہ لغت مین ایسے ڈھانکنے کو کہتے ہین جس سے انسان آفات سے محفوظ رہے اسیوجہ سے مغفر جو خود کے معنے رکھتا ہے اسی مین سے نکالا گیا ہے اور مغفرت مانگنے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جس بلا کا خوف ہے یا جس گنہ کا اندیشہ ہے خدا تعالیٰ اُس بلا یا اُس گناہ کو ظاہر ہونے سے روک دے اور ڈھانکے رکھے سو اس استغفار کے ضمن مین یہ وعدہ دیا گیا کہ اس دین کے لئے غم مت کھا خدا تعالیٰ اس کو ضائع نہین کریگا اور ہمیشہ رحمت کے ساتھ اس کیطرف رجوع کرتا رہیگا اور اُن بلاؤن کو روک دیگا جو کسی ضعف کیوقت عاید حال ہو سکتی ہین -

اکثر **نادان عیسائی** مغفرت کی سچی حقیقت نا دریافت کرنے کیوجہ سے یہ خیال کر لیتے ہین کہ جو شخص مغفرت مانگے وہ فاسق اور گنہگار ہوتا ہے مگر مغفرت کے لفظ پر خوب غور کرنے کے بعد صاف طور پر سمجھ مین آجاتا ہے کہ فاسق اور بدکار وہی ہے جو خدا تعالے سے مغفرت نہین مانگتا کیونکہ جب کہ ہر ایک سچی پاکیزگی اُسی کیطرف سے ملتی ہے اور وہی نفسانی جذبات کے طوفانون سے محفوظ اور معصوم رکھتا ہے تو پھر خدا تعالے کے راستباز بندون کا ہر ایک طرفۃ العین مین یہی کام ہونا چاہیئے کہ وہ اس حافظ اور عاصم حقیقی سے مغفرت مانگا کرین اگر ہم جسمانی عالم مین مغفرت کا کوئی نمونہ تلاش کرین تو ہمین اس سے بڑھکر اور کوئی مثال نہین مل سکتی کہ مغفرت اس مضبوط اور ناقابل بند کیطرح ہے جو ایک طوفان اور سیلاب کے روکنے کے لئے بنایا جاتا ہے پس چونکہ تمام زور تمام طاقتین خدا تعالے کی مسلم ہین اور انسان جیسا کہ جسم کی رو سے کمزور ہے روح کی رو سے بھی ناتوان ہے اور اپنے شجرۂ پیدائش کے لئے ہر ایک وقت اُس لازوال ہستی سے آبپاشی چاہتا ہے جس کے فیض کے بغیر یہ جی ہی نہین سکتا اسلئے استغفار مذکورہ معانی کے رو سے اس کے لازم حال پڑا ہے اور جیسا کہ چارون طرف درخت اپنی ٹہنیان چھوڑتا ہے گویا اردگرد کے چشمہ کیطرف اپنے ہاتھون کو پھیلاتا ہے کہ اے چشمہ میری مدد کر اور میری سرسبزی مین کمی نہ ہونے دے اور میرے پھلونکا وقت ضائع ہونے سے بچا یہی حال راستبازونکا ہے - روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے یا اُس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا بھی وہ امر ہے جسکو قرآن کریم دوسرے لفظون مین استغفار کے نام سے موسوم کرتا ہے قرآن کو سوچو اور غور سے پڑھو استغفار کی اعلیٰ حقیقت پاؤ گے اور ہم ابھی بیان کرچکے ہین کہ مغفرت لغت کی رو سے

---

* **حاشیہ** اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین نہایت درجہ کا یہ جوش تھا کہ مین اپنی زندگی ہی مین اسلام کا زمین پر پھیلنا دیکھلون اور یہ بات بہت ناگوار تھی کہ حق کو زمین پر قائم کرنے سے پہلے سفر آخرت پیش آوے سو خدا تعالیٰ اس آیت مین آنحضرت کو خوشخبری دیتا ہے کہ مینے تیری مراد پوری کردی اور کم و بیش اس مراد کا ہر ایک نبی علیہ السلام کو خیال تھا مگر چونکہ اسدرجہ کا جوش نہین تھا اس لئے نہ مسیح کو اور نہ موسیٰ کو یہ خوشخبری ملی بلکہ اسی کو ملی جس کے حق مین قرآن مین فرمایا لعلك باخع نفسك الا يكونوا مؤمنين یعنی کیا تو اس سے ہلاک ہو جائیگا کہ یہ لوگ ایمان کیون نہین لاتے - منہ

ابیرو ڈھانکنے کو کہتے ہین جس سے کسی آفت سے بچا مقصود ہے مثلا پانی درختون کے حق مین ایک مغفرت کرنے والا عنصر یعنی اُن کے عیبون کو ڈھانکتا ہے - یہ بات سوچ لو کہ اگر کسی باغ کو برس دو برس بالکل پانی نہ ملے تو اس کی کیا شکل نکل آئیگی - کیا یہ سچ نہین کہ اسکی خوبصورتی بالکل دور ہوجائیگی اور سرسبزی اور خوشنمائی کا نام ونشان نہین رہے گا اور وہ وقت پر کبھی پھل نہین لائیگا اور اندر ہی اندر جل جائیگا - اور پھول نہین آئین گے بلکہ اُس کے سرسبز اور نرم لہلہاتے ہوے پتے چند روز مین ہی خشک ہوکر گر جائین گے اور خشکی غالب ہوکر مجذوم کیطرح آہستہ آہستہ اُس کے تمام اعضا گرنے شروع ہوجائین گے یہ تمام بلائین کیون اُس پر نازل ہون گی؟ اسوجہ سے کہ وہ پانی جو اُس کی زندگی کا مدار تھا اُس نے اُس کو سیراب نہین کیا - اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلشانہ فرماتا ہے

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

یعنی پاک کلمہ پاک درخت کی مانند ہے پس جیسا کہ کوئی عمدہ اور شریف درخت بغیر پانی کے نشو ونما نہین کرسکتا اسیطرح راستباز انسان کے کلمات طیبہ جو اُس کے مُنہ سے نکلتے ہین اپنی پوری سرسبزی دکھلا نہین سکتے اور نہ نشو ونما کرسکتے ہین جب تک وہ پاک چشمہ اُن کی جڑون کو استغفار کے نالے مین تر نہ کرے سو انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے جس کی نالی مین ہوکر حقیقی چشمہ انسانیت کی جڑون تک پہنچتا ہے اور خشک ہونے اور مرنے سے بچا لیتا ہے - جس مذہب مین اس فلسفہ کا ذکر نہین وہ مذہب خدا تعالےٰ کیطرف سے ہرگز نہین اور جس شخص نے نبی یا رسول یا راستباز یا پاک فطرت کہلا کر اس چشمہ سے مُنہ پھیرا ہے وہ ہرگز خدا تعالےٰ کیطرف سے نہین اور ایسا آدمی خدا تعالےٰ سے نہین بلکہ شیطان سے نکلا ہے کیونکہ شیط مرنیکو کہتے ہین پس جس نے اپنے روحانی باغ کو سرسبز کرنے کے لئے اس حقیقی چشمہ کو اپنی طرف کھینچنا نہین چاہا - اور استغفار کی نالی کو اس چشمہ سے لبالب نہین کیا وہ شیطان ہے یعنی مرنیوالا ہے کیونکہ ممکن نہین کہ کوئی سرسبز درخت بغیر پانی کے زندہ رہ سکے ہر ایک متکبر جو اس زندگی کے چشمہ سے اپنے روحانی درخت کو سرسبز کرنا نہین چاہتا وہ شیطان ہے اور شیطان کیطرح ہلاک ہوگا - کوئی راستباز نبی دنیا مین نہین آیا جس نے استغفار کی حقیقت سے مُنہ پھیرا اور اس حقیقی چشمہ سے سرسبز ہونا نہ چاہا - ہان سب سے زیادہ اس سرسبزی کو ہمارے سید و مولے ختم المرسلین فخر الاولین و الآخرین **محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم** نے مانگا اس لئے خدا نے اُس کو اُس کے تمام ہم منصبون سے زیادہ سرسبز اور معطر کیا ۔

....

خطبہ

(موعظت)

جو حضرت مولنا مولوی **عبد الکریم صاحب** سیالکوٹی سلمہ ربہ نے ۱۴ - جولائی ۱۸۹۹ء کو پڑھا - اور جسکو ہمنے برعایت اختصار اپنے طور پر لکھا - کیونکہ حضرت مولنا موصوف نے اول تو یہ خطبہ پنجابی مین پڑھا تھا دوسرے آپ بوجہ عدیم الفرصتی ہمارے صاف کردہ مسودہ پر نظر ثانی نہین فرما سکے اس لئے ممکن ہے کہ ہمارے مشتاق ناظرین پورا حظ نہ اُٹھا سکین لیکن باایہمہ ہم اُمید کرتے ہین کہ مولویصاحب ممدوح کی تقریر کا خلاصہ بھی دلچسپی اور ترقی ایمان کا موجب ہوگا -

ایڈیٹر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

مومنو مان لیا کرو اللہ اور اُس کے رسول کی باتین جسوقت وہ تمکو بلاوے اُن باتون کیطرف جو زندگی بخشتی ہین ہان جو مردون کو زندہ کرنے والی ہین - اُن باتون کے ماننے مین ٹال مٹول نہ کرو - یہ خوب یاد رکھو کہ اگر ٹال مٹول کروگے تو اللہ تعالےٰ قبولیت اور مان لینے کی طاقت کو جو انسان مین ودیعت رکھی ہوئی ہے چھین لیگا - یا یون کہو کہ انسان کے قلب اور انسان کے درمیان ایک رکاوٹ ہو جاتی ہے اور آخر اسی کیطرف تمکو اکٹھا ہونا ہے

ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان خدا تعالےٰ کی باتین ماننے کے لئے طیار اور ہمہ تن مستعد ہوتا ہے دل مین ایک رقت اور قبولیت کیلئے ایک خاص جذبہ ہوتا ہے لیکن جب وہ ٹال مٹول کرتا ہے اور اُن زندگی بخش باتون کی قبولیت اور علی رؤس الاشہاد اظہار کے لئے صبح وشام کا انتظار کرتا ہے تو پھر عشق الٰہی کی آگ جو اندر ہی اندر کسی مخفی تحریک پر بھڑک اُٹھتی تھی بجھنے لگتی ہے یہانتک کہ بالکل سرد ہو جاتی ہے - یہ بہت ہی خطرناک حالت اور وقت ہے جو بدبخت انسان پر آجاتا ہے اور اُسے معا سعادت اور رشد کی مستحکم چٹان سے شقاوت اور بدبختی کے تاریک غار مین گرا دیتا ہے -

مین اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہون کہ بہت سے لوگ اس قسم کے دنیا مین موجود ہین اور مینے ایسے لوگ دیکھے ہین کہ اگر اُن کو دنیا کا کوئی کام پیش آجاوے اس کے مفاد تو منافع یقینی بھی نہ ہون اور دکھائی نہین ہوتے لیکن پھر بھی وہ مجسم عجلت ہوکر اُسکی طرف متوجہ ہوجاتے ہین اور ایسے منہمک ہوتے ہین کہ گویا وہ کوہ ندا کی آواز ہے جو انھین کھینچ لے گئی - لیکن اگر دین کا کوئی کام آجاوے تو نہایت ہی سستی اور غفلت سے کام لیتے ہین اسوقت میرے سامنے دو زندہ مثالین موجود ہین ایک میرے دوست نو مسلم ہین خدا تعالےٰ انکو اسلام پر قائم رکھے اور جس صدق اور وفاداری سے انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر قدم مارا ہے اکثر دن کو نصیب ہو - وہ کون؟

شیخ عبد الرحیم صاحب اور دوسرے ایک اور بھائی ہین ان دونو کو مینے کفر کے بھیس مین دیکھا ہے دونو کے دل مین اسلام کا خیال پیدا ہوا اور ایک جوش سے دونو کے دلومین تحریک کی اُس حالت اور صورت مین اندازہ نہوسکتا تھا کہ کسکا جوش زیادہ اور سے تیز ہے - مگر تجربہ نے دکھایا - اول الذکر نے مثا اپنی تمام رکاوٹون اور بندشون کو توڑکر مردانہ وار اسلام کیطرف قدم اُٹھایا اور جو نور اُس کے سینہ مین چمکتا تھا اپنے عمل اور علے رؤس الاشہاد اظہار سے بتلادیا کہ دنیا کی کوئی روک اُسکو اُس سے مستفید ہونے سے نہین روک سکتی - اب اگر اُسکو قسم دیکر کوئی پوچھے تو وہ لذت اور سرور جو اسلام مین آنے سے اُسکو حاصل ہوئی ہے بتلا سکتا ہے -

دوسرے نے بھی ہمارے سامنے اسلام کی صداقت کا اعتراف کیا اور اسکی خوبیون کا اظہار - اور ہم اس دوسرے کی زبانی عشق کے تو دلدادہ تھے اور گمان تھا کہ یہی پہلے دولت اسلام سے مالا مال ہونگے مگر انھون نے بدبختی سے جب کہا یہی کہا کہ ابھی فلان کام کا سرانجام باقی ہے فلان امر کا تصفیہ ہوے تو پھر اظہار کردون گا مین بس تیار ہی تو ہون - اور یون افسوس ایک عرصہ گذر گیا اُسکی حالت کو دیکھکر رحم آتا ہے کہ وہ عہد پر عہد کرکے پیچھے ہٹتا ہے خدا جانے اُس کا انجام کیا ہے - ؟

اس مثال سے میری غرض یہ ہے کہ انسان کا دل ایک وقت گداز اور روح مین جوش ہوتا ہے اور وہ سچی بات کے قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہوتا ہے مگر جب دوسرے وقتون پر اُسے ٹالتا ہے تو پھر وہ توفیق کسی وقت چھن جاتی ہے اور اسے ایسا ہی بدبخت چھوڑ جاتی ہے

رقت اور گدازش دل کے وقت انسان کو کیا معلوم تھا کہ آسمان پر کیا فضل اور فیض تھا کہ یہ حالت تھی لیکن دوسرے وقت مین پھر پاک اور پسندیدہ بات بھی روکھی اور خشک معلوم ہوتی ہے - پس سوچو ! اور غور کرو!! کہ جس شخصکو رضاء الٰہی اور راہ حق کیطرف بلایا جاوے وہ دیر نہ کرے ورنہ غیور خدا اُس سے توفیق چھین کر دوسریکو عطا کردیگا -

اس آیت پر غور کرنے سے پتہ لگ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کس قسم کی زندگی مُردون کو عطا کرتے ہین اور نہ صرف یہ بلکہ عام طور پر اُس احیا کا پتہ لگتا ہے جو خدا تعالے کے مامور اور مرسل دنیا مین آکر کرتے ہین - نادان ہین وہ لوگ جو اسکے خلاف کہتے ہین - کتاب مجید کی ایک ایک بات زندگی ہے اور جسقدر نااہل انسان عمل مین کوتاہی کرتا ہے اُسی قدر موت اسپر وارد ہو جاتی ہے اسکا مشاہدہ ہم نظام جسمانی مین کرسکتے ہین ایک انسان اگر اپنے ہاتھ کو ہلائے نہین لیکن دوسرے اعضا کو خوب حرکت دے خواہ کیسی ہی ریاضت اور ورزش کیون نہ کرے قدرت کا اٹل قانون اُس کے ہاتھ کو بےحس وحرکت کرکے چھوڑیگا ایسا ہی کوئی عضو ہو اگر اُسے بیکار چھوڑ دیا جاوے تو وہ مردہ ہو جاویگا - یہی نظام روحانی ہے جس قدر انسان اعمال صالحہ اور بجا آوری احکام الٰہی مین سستی او غفلت کریگا اُسی قدر حصہ اُس کا مردہ ہوتا جاویگا - یہانتک کہ روح مردہ ہو جاوی گی -

خدا کی کتاب آب حیات اور ابدی زندگی کا چشمہ ہے جو چاہتا ہے کہ ابدی زندگی اور دائمی راحت حاصل کرے ہان جسکو آرزو ہے کہ وہ اپنے شجر ایمان کو سرسبز اور شاداب رکھے وہ کتاب اللہ کیطرف آئے کہ زندگی کی روح اُسمین ہے - اور وہ سرور عالم ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھکے کہ حیات لازوال کا چشمہ وہ ہے یہی ایک کتاب ہے جو انسان کے ایمان کو سرسبز رکھہ سکتی ہے اور اسکو مثمر بہ ثمرات کرسکتی ہے -

مین اسوقت بڑے افسوس سے دیکھتا ہون کہ بعض آدمی گو نماز و نہین بھی آتے ہین مگر جو بات ایمان کے لئے [illegible] ہے ہان جس سے ایک تار [illegible] روشنی ملتی ہے جو سلوک کی راہو مین ایک ہری کین (لالٹین) کا کام دیتی ہے اُس کے لئے ان کے دلون مین تڑپ اُنکی روحومین اضطراب نہین پاتا وہ چیز کیا ہے اللہ تعالی کے دین کی عزت !

مینے دیکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی کسیکی پگڑی کرتا یا کسی معمولی چیز کو بُرا کہدے تو لڑنے مرنے کو طیار ہو جاتا ہے مگر اللہ تعالی کے دین اور اُس کے برگزیدہ اور مطہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور کتاب اللہ کی ہتک سُنکر اُسکا دل نہین پسیجتا اور اُسے غصہ نہین آتا - میرا یہ منشا نہین کہ دست وگریبان ہو جاؤ - نہین نہین عزت اور چیز ہے یہ تو وحشیانہ طریق ہے کہ دست و گریبان ہو اسلام نے اسکو پسند نہین کیا -

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

پر عمل کرو ایسے طریق پر کاربند ہو جاؤ کہ امن اور صلحکاری پھیلے - ایسے لوگون سے میل ملاپ چھوڑدو راہ ورسم قطع کرو - اگر یہ نہین ہے تو یاد رکھو ایسی نماز کچھہ سودمند نہین - اور اس مین حیات کی روح نہین ہے -

میری سمجھ مین یہ بات نہین آتی ہے کہ کوئی آدمی اپنے دشمن کے ساتھ کیونکر ملسکتا ہے اور کیونکر اُسکی صحبت اور مجلس مین اُسے راحت مل سکتی ہے - خدا کے دشمنون اللہ اور رسول کی باتون پر استہزا کرنے والون کے ساتہ پھر تمھارے تعلقات کیون ہون - وہ تمھاری مجلسو مین اور تم اُنکی مجلسون مین کیون بیٹھو - ایک قوم ہے نماز مین شامل نہین ہوتی بلکہ شامل ہونے والون پر ٹھٹھا کرتی ہے - خدا کے بندون پر ناجائز بالکل افک اور جھوٹھ مجسم تہمتین لگاتے ہین پھر اگر تم دین اللہ کی عزت رکھتے ہو تو اُن سے کیون پیار کرتے ہو -

صحبت اور ہم نشینی سے دو فائدے ہین یا دین کا فائدہ یا دنیا کا مگر ایسے لوگون سے ملکر نہ دین کا فائدہ ہے نہ دنیا کا کوئی نفع -

دین کا فائدہ عظیم الشان فائدہ ہے جو صرف اُن لوگون کے پاس بیٹھنے سے حاصل ہو سکتا ہے جو خدا تعالی کی حکومت کے نیچے آتے ہین اور اُس کے دین کے لئے ایک سچی غیرت اور حقیقی جوش اپنے اندر رکھتے ہین - ایسے آدمیون کا [illegible] سے جو آج اس زمانہ مین حجۃ اللہ علی الارض ہے اور نصرت دین اور عزت دین کے لئے

اس قدر تڑپ اپنے اندر رکھتا ہے کہ اُسکا اندازہ بھی ممکن نہیں اُس کا پتہ مین تمھین دیتا ہون - وہ کون ہے؟

وہ حضرت میرزا غلام احمد

ایدہ اللہ بنصرہ

مین خدا تعالے کی قسم کھا کر کہتا ہون اور یاد رکھو مین پورے شعور اور خدا تعالے کو حاضر ناظر سمجھکر قسم کھاتا ہون - بیوقوفون اور سفلون کی طرح نہین کہ مین جو اس پاک انسان کے پاس بیٹھا ہون وہ ایک چیز ہے جس نے میری روح کو ذوق اور لذت سے معمور کر دیا وہ بات یہی ہے کہ اس پاک وجود مین خدا تعالے کے پاک دین اسکی سچی اور مبین کتاب اُس کے کامل و خاتم النبین رسول کے لئے ایک بے نظیر عزت پاتا ہون ہان یہی عشق اور محبت کی چنگاری ہے جسنے میرے سینہ کو منور کر دیا ہے اور مین دیکھتا ہون کہ اس دل مین اُس نے کہانتک ترقی پائی ہے مجھے بھی بحیثیت ایک مسلمان کے پھر ایک محقق مسلمان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت اور سچا عشق ہے کتاب مجید کے ساتھ ایک دلچسپی اور اُس کے لئے میرے دل مین ایک خاص قدر ہے اور نہایت عزت ہے - مگر مینے خوب اندازہ کرکے دیکھ لیا - اور اب مین پوری بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ ایک بھی دل نہین جو ایسا سوز اور عشق رکھتا ہو جو میرے آقا میرے ہادی و پیشوا حضرت مرزا غلام احمد کے دلکو ہے - دین کی نصرت اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے وہ کیا کیا بے آرامیان سہتا اور دُکھ اُٹھاتا ہے مین بیان نہین کرسکتا مگر ایک ان تھک محنت اور کوشش کے ساتھ اس میدان مین اگر کوئی دوڑ رہا ہے تو وہ وہی ہے جسکو خدا نے اپنے ہاتھ سے مسیح بناکر بھیجا ہے - اور وہ وہی ہے جو تم مین سے ہی ایک انسان ہے -

پس مین پھر آخر مین کہنا چاہتا ہون کہ اُن لوگون سے سانپ کیطرح بھاگو جو اسلام اور اُس کے پاک ارکان پر استہزا کرتے ہین -

محمد اسمٰعیل

ایک وقت آئے گا کہ اس گاؤن کے لوگ اس پاک وجود کی قدر کرین گے اور اُس آواز کی عزت کرین گے جسکی قدر اب نہین کی -

پس یاد رکھو کہ خدا تعالی کی باتون کو سنکر ہنسی اور استہزا مین نہ ٹالدو خدا تعالے کے ایام کے آنے سے پہلے اپنے لئے پناہ تلاش کرو - خدا تعالے کا احسان ہے کہ اُس نے ایک راہ پیدا کی ہے جیسے نوح علیہ السلام نے طوفان سے پیشتر بتلا دیا تھا کہ آنے والے طوفان سے وہی بچیگا جو کشتی مین سوار ہو گا - اسی طرح جیسے مسیح موعود علیہ السلام نے آئیوالے طوفان سے بچانے کے لئے بیعت کی کشتی خدا تعالے کی آنکھون کے سامنے اور اُس کے حکم سے طیار کی ہے پس مبارک ہو وہ جو اُس کشتی پر سوار ہوا - ہمین ہر وقت دعا مانگنی چاہئے کہ نہین بیٹھے ہوون کو خدا تعالی باہر نہ نکالدے اللہ تعالے مجھکو اور آپ کو توفیق دے کہ ہم اسکی پاک باتوں پر کان رکھین اور اُس پر عمل کرین

آمین

عیسائیونکی کتاب مقدس

نظم

انجیل[ل] جو کہ اُتری تھی حضرت مسیح پر
افسوس اُسکا ملتا جہان مین پتا نہین
کہتے ہین بے کتاب ہی تھے حضرت مسیح
اُن پر کوئی صحیفہ اُتارا گیا نہین
ایسا رسول ہو کے نہ ہو صاحب کتاب
عیسائیو سمجھین یہ آتا ذرا نہین
موسی کو جب کتاب الٰہی ہوئی عطا
عیسی پہ اُتری کوئی کتاب جدا نہین
کہتے ہو کس لئے کہ مسیحا ہے الرسول
اُتری کتاب اُسپہ اگر مطلقا نہین
کچھ شک نہین کہ اصلی بھی انجیل تھی ضرور
اُتری جو تھی مسیح پہ اُس مین خطا نہین
انجیل تھی سے کھوئی گئی حادثات مین
پھر اُس کے بعد تم کو پتہ کچھ لگا نہین

ل اصل انجیل جو حضرت مسیح پر نازل ہوئی اور جسکا قرآن شریف مین ذکر ہے اسکا دنیا مین کہین پتہ نہین لگتا -

ک رسول اور نبی مین فرق یہی ہے کہ رسول نئی شریعت لاتا اور صاحب کتاب ہوتا ہے اور نبی پہلی کتاب کا متبع پس اگر حضرت مسیح پر کوئی کتاب نازل نہین ہوئی اور وہ بے کتاب ہین تو وہ صرف ایک نبی ہوئے - پھر عیسائی انھین رسول کیون کہتے ہین؟ رسول نبی سے بڑا ہوتا ہو دیکھو متی باب ۱۰

ل چنانچہ عیسائیون کے اقوال سے بھی اس اصل انجیل کا کچھ پتہ لگتا ہے - بشپ مارش واکھارن وغیرہ کہتے ہین کہ مسیح کے حالات مین ابتداءً ایک تحریر تھی جسکی نقلین قدرتاً مؤلفین اناجیل کے پاس تھین - انھین نقول سے ان لوگون نے اناجیل مرتب کین اور کچھ اپنی طرف سے اضافہ کیا - چنانچہ فاضل نورٹن اپنی کتاب کی جلد اول کے دیباچہ مین لکھتا ہے کہ اکھارن نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ ابتداءً مسیح کے حالات مین ایک چھوٹا سا رسالہ تھا ممکن ہے کہ اسکو اصلی انجیل کہا جائے - اور یہ رسالہ تمام ان انجیلون کا ماخذ تھا جو پہلی اور دوسری صدی مین رائج تھین اور انجیل متی اور لوقا اور مرقس کے لئے بھی ماخذ تھین - اس قول کی تفصیل دیکھو چیمبرس انسائیکلوپیڈیا جلد ۵ مطبوعہ ۱۸۶۰ء لنڈن بیان گاسپل) خود انجیل سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کے زمانہ مین کوئی انجیل تھی چنانچہ مرقس ۱ باب ۱۴-۱۵- مین ہے پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل مین آکر منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ - پھر مرقس ۱۰ باب ۲۹ مین ہے یسوع نے جواب مین اُنھین کہا مین تم سے سچ کہتا ہون ایسا کوئی نہین جس نے گھر یا بھائیون یا بہنون یا باپ یا مان یا جورو یا لڑکون یا کھیتون کو میرے اور انجیل کے لئے چھوڑ دیا ہے اسی طرح متی ۲۶ باب ۱۳ مین ہے جوان کہین انجیل کی منادی ہوگی - ہارن صاحب کے انٹروڈکشن کی چوتھی جلد مین لیکلرپ - کدپ سکاتیلس - میگ - بارش وغیرہ علماء متقدمین کی رائے اسطرح منقول ہے کہ شاید متی اور مرقس اور لوقا کے پاس ایک کتاب عبری زبان مین تھی جسمین حضرت مسیح کے حالات لکھے تھے اُن مین سے متی نے زیادہ نقل کیا اور مرقس اور لوقا نے کم - اب جبکہ خود انجیل اور عیسائیون کے تواتر سے پتہ لگتا ہے - کہ اصل انجیل کوئی اور ان اناجیل کے سوا تھی تو مسلمان لوگ ان اناجیل مروجہ کو کسطرح باور کرلین - راڈویل صاحب ترجمہ قرآن کے صفحہ ۵ مین لکھتے ہین کہ انجیل کے لفظ سے یہ مجموعہ عہد جدید کا یا اُسکا کوئی حصہ نہ سمجھنا چاہئے بلکہ وہ وحی سمجھنی چاہئے جو خط کیطرف سے عیسی پر بھیجی گئی - انتہےٰ -

ک پادری عماد الدین صاحب اپنی کتاب ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۵ء کے صفحہ ۱۰ مین لکھتے ہین کہ بعد زمانہ کے سبب اور مختلف مقامون مین جدی جدی انجیلین جاری ہونے کے سبب اور رات دن مصیبتین عیسائیون پر آنیکے

جو باتیں تھے زبانی مقولے مسیح کے
وہ تم نے لکھ لئے ہیں شک اسمین ذرا نہیں

....

بقیہ حاشیہ ص۵ سبب روایات متفق علیہ محققین کو نظمین اسلئے اختلاف واقع رہا۔ پس ان حادثات مین نہ صرف روایات متفق علیہ نہین بلکہ خود اصلی انجیل بھی کھوئی گئی۔ اور اس کے بعد عیسائیون نے اپنی ایمانی کتاب کے ضائع ہونے سے گھبرا کر بیسیون انجیلین تالیف کین اور حواریون کے نام منسوب کردین اگر اصلی انجیل دنیا مین موجود ہوتی تو کبھی بیسیون انجیلون کے تالیف ہونے کی نوبت نہ پہنچتی اور نہ ان چار اناجیل کا وجود پایا جاتا بلکہ ایک ہی انجیل ہوتی چار کی کیا ضرورت تھی اور چار کا فائدہ کیا تھا کیا ایک حواری پر اعتبار نتھا اور ایک پر خدا سے مکمل الہام نہ کیا جو دوسرون کو تین اور انجیلین تالیف کرکے ساتھ جوڑنی پڑین فتفکروا یا اولی الالباب عیسائیون پر شدید مصائب کا پڑنا سخت انقلابات کا واقع ہونا کمال قلت کتاب طوالت زمانہ جہالت وتاریکی عیسائیان۔ کثرت جعلسازان اندرونی و بیرونی دشمنون کیطرف سے تحریف کے واقع ہونے کا مفصل حال جس صاحب کو دیکھنا ہو وہ کتاب نوید جاوید کا کلیسیا ہم مطالعہ کرے۔

۱؎ چنانچہ ان جملون کے ملاحظہ سے اظہر من الشمس ہے کہ کسی قدر کلام حضرت مسیح کا ہے اور کچھ مصنفین نے اپنی طرف سے مخلوط کردیا ہے اس بات کا کلی تصدیق نامہ قرنتی ۷ باب ۱۰-۱۲ سے ہوتی ہے جہان پولوس فرماتے ہین کہ یہ انکو جنکا بیاہ ہوا ہے مین نہین بلکہ خداوند حکم کرتا ہے کہ جورو اپنی خصم کو نہ چھوڑے پر باقیون کو خداوند نہین مین کہتا ہون کہ اگر بھائی کی جورو بے ایمان ہو الخ یہ مین کہتا ہون کا لفظ قابل غور ہے اور ایسا ہی کئی جگہ اس مجموعہ عہد جدید مین آیا ہے ؟

....

منسوب کردئے ہین بنام حواریان
ہو کر دلیر خوف خدا کچھ کیا نہین
قول بشر سے قول خدائی مین خلط ملط
الہام سے کسی نے بھی انکو لکھا نہین

....

۱؎ سوائے ان ۲۷ کتب عہد جدید کے ۱۳۳ کتب اور ہین جنہین سے کئی انجیلون کے نام سے مشہور ہین ان کی فہرست ہارن صاحب نے اپنے انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء جلد ۲ صفحہ ۱۲ مین لکھی ہے انمین کتنی کتابین کئی وقتون مین الہامی تصور کی گئین اور پھر دوسرے وقت خارج کی گئین ۲

تصنیف کی گئی ہین اناجیل بیسیون
کچھ فرق جعلسازی مین تم نے کیا نہین
ہوتی رہی ہین کونسلین پھر بعد مین بہت
آیا فلان کتاب ہے اصلی کہ یا نہین
چھانٹی گئین یہ چارون اناجیل آخرش
اور یہ خطوط جو نہ کلام خدا نہین
دیکھا جو مدعا کے موافق وہ ٹھیک ہے
۳؎ بھرایا اسکو پوچ جو حسب ہوا نہین
تحریف تب سے جاری ہے اسمین بھی رات دن
محفوظ اس کتاب کو بھی پھر رکھا نہین
بازار جعلسازی کا گرم اب تلک
ہے کون جعل نکلنے جو اس مین کیا نہین
عیسائیو تمھاری وہان ہوگی کیا نجات
جب اصل پر تمھاری کتاب خدا نہین
گھر خالہ جی کا ہے نہ نجات ای کرسچنو
کرتوت ایسی اسپہ یہ دعوی روا نہین
منہ دھو رکھو نجات سے گھر ہے تمھارا نار
کہتا ہون صاف صاف شک اسمین ذرا نہین

....

۱؎ جعلی انجیلین اپنے مسلمہ عقاید ومقاصد کے موافق بنالینا یہ امر عیسائیون مین فلسفہ افلاطون کی بدولت رائج ہوا جسکا یہ اصول تھا کہ مسیح کی تائید جھوٹ سے جائز بلکہ مستحسن ہے چنانچہ آنریبل ولیم میور صاحب اپنی کتاب اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۸۱ء کے صفحہ ۱۸۱-۱۸۵ مین لکھتے ہین کہ قدیم فلسفیون کے درمیان یہ رسم ایک عرصہ سے جاری تھی۔ کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے ایسے شخص کے نام سے مشہور کردین جسکو سب مانتے ہون تاکہ لوگ ان کے مضامین کو دل دیکر پڑھین لیکن جب اس نے دین عیسوی مین راہ پائی تو بجز اس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار پیدا ہوا اسکی اسوقت کی صفائی مین داغ لگے اور آیندہ کے لئے بڑی بڑی خرابیون کا سامان پیدا ہوا یعنی ان جعلی انجیلون کی۔ اعمالون کی۔ مکاشفاتون کی جڑ ہوئی جو لوگون نے کسی نہ کسی حواری کے نام سے مشہور کردی ہین۔ جو کتابین کہ بہت دنون کے بعد لکھی گئی لوگون نے مسیح کے حواریون کی تصنیف بتلادین ارجن کیوقت مین جعلی کتابین تصنیف کرکے حواریون کے نام سے مشہور کرنے کا دستور زیادہ رائج ہوا اور چھ سو برس تک رہا اب ایسی اندھیر مین کون انصاف کرسکتا ہے کہ یہ اناجیل مروجہ جعلی اور مصنوعی انجیلون مین سے نہین ؟

۲؎ سب سے پہلی کونسل جو قسطنطین کے حکم سے شہر نائسیس مین منعقد ہوئی تھی اس مین ایک کتاب جو ڈ تھہ بھی کتب الہامیہ مین شامل کی گئی تھی پھر ۳۶۴ء مین ایک کونسل لوڈیسا نام سے قائم ہوئی جس نے علاوہ کتاب جوڈتھہ کے اور سات کتابین شامل کین یعنی کتاب آستر نامہ یعقوب نامہ ۲ پطرس نامہ ۲-۳ یوحنا نامہ یہودا عبرانیون کا خط اور اس حکم کو جابجا مشتہر کرادیا پھر ۳۹۷ء مین ایک اور کونسل قائم ہوئی جسکو کارتھیج کہتے ہین جسمین علاوہ اسطن کے جو بڑا عالم تھا ۱۲۶ اور بڑے بڑے عالم تھے اس کونسل نے یہ سات کتابین اور شامل کین کتاب وزدم کتاب ٹوبیا مین۔ کتاب باورق کتاب ایکلیز یاسٹیکس کتاب مقابیس اول ودوم مکاشفات یوحنا اس کے بعد تین کونسلین اور ہوئین جسکو کونسل ٹریو کونسل فلارنس کونسل ٹرنٹ کہتے ہین ان کونسلون نے کونسل کارتھیج کے حکم کو بحال رکھا پر یہ کتابین بارہ سو سال تک واجب التسلیم رہین۔ یہانتک کہ فرقہ پروٹسٹنٹ نے جو ۱۵۳۰ء مین قائم ہوا کتاب باورق کتاب ٹوبیاس کتاب جوڈتھہ کتاب وزدم کتاب ایکلیز یاسٹیکس مقابیس اول ودوم کو رد کردیا اور لغو سمجھا اور کتاب آستر کے بھی چند بابون کو الحاقی بتانا اور اس کے ۱۶ باب مین سے اب ۹ باب اور دسوین کی بعض آیات کو مانتے ہین اور باقی سب کو جعلی بتاتے ہین ۱۲-۹-اسکا مفصل حال ہماری کتاب عیسائیون کی دینداری کا نمونہ مین دیکھو کونسل نائسیز جو عجیب وغریب طریقہ کتب الہامی وغیرہ الہامی کی شناخت کا ایجاد کیا تھا وہ بھی سننے کے لائق ہے۔ فاضل تسبرا اپنی کتاب سانشو ڈکمن مین لکھتا ہے کہ جب بہت سی انجیلین اکٹھی ہوگئین تو اس کونسل نے ان کی الہامی اور غیر الہامی ہونیکی یہ تصفیہ کیا۔ کہ گرجا مین میز کے نیچے کل کتابین گڈ مڈ کرکے رکھدی جائین اور تمام بشپ اسطرح دعا کرین کہ اے خداوند جو کتابین الہامی ہین وہ میز پر چڑھ جائین اور غیر الہامی ہین نیچے پڑی رہین اور اسی کیمطابق واقع ہوا۔ دیکھو سلس انڈ ریلیڈ صفحہ ۱۴۰ جلد ۱ مطبوعہ نیویارک ۱۸۸۱ء مولفہ ایچ۔بی۔بلاوٹسکی۔

۳؎ ہارن صاحب مفسر اپنی تفسیر کی جلد ۴ مین لکھتے ہین کہ بڑا سبب انقلاف عبارت کا ایسی خرابیان یا تبدیلیان ہین جو کسی فرقہ کی مطلب براری کیلئے دانستہ کی گئین ہین خواہ وہ فرقہ درست مذہب رکھتا ہو یا بدعتی۔ یہ بات محقق ہے کہ ان لوگون نے بھی جو دیندار کہلاتے ہین قصداً بعض خرابیان یا تبدیلیان اس دور اندیشی سے کین کہ جو مسئلہ تسلیم کیا ہے اسکو تائید ہو یا جو اعتراض اس مسئلہ پر ہوتا ہو وہ نہوسکے انہی ان خرابیون اور تبدیلیون سے ایک یہ ہے کہ کسی تثلیث گرنے نامہ اول یوحنا باب ۵-۷ مین یہ الفاظ بڑھادئے ہین تین ہین جو آسمان پر گواہی دیتے ہین باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینون ایک ہین۔ دیکھو کسی ہوشیار صناعی سے کسقدر چالاکی کی ہے کہ مسئلہ تثلیث کا عقیدہ انجیل مین داخل کردیا (مفصل دیکھو عیسائیون کی دینداری کا نمونہ

کچھ نصیحت کی باتیں

حقوق اللہ کے متعلق ۱۔ تم خدا کو اپنے جسموں اور روحوں کا رب سمجھو جس نے تمہارے اجسام اور ارواح کو پیدا کیا وہی تم سب کا خالق ہے اس بن کوئی چیز موجود نہیں ہوئی اور نہ زندہ و قائم رہ سکتی ہے کیونکہ حی و قیوم وہی ہے

۲۔ زمین۔ آسمان۔ چاند سورج اور جسقدر نعمتیں زمین و آسمان میں نظر آتی ہیں یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش نہیں ہے بلکہ محض خدا تعالے کا فضل ہے کوئی دعوی نہیں کرسکتا کہ میری فلاں نیکی کے عوض خدا نے سورج بنایا یا زمین کا فرش بچھایا یا پانی کو پیدا کیا۔

۳۔ تو سورج اور دیگر اجرام علوی کی پرستش نہ کر کسی آدم زاد اور کسی جسمانی چیز کو خدا مت سمجھ کیونکہ یہ سب چیزیں تو تیرے ہی لئے پیدا کی ہیں اور بطور خادم کے کام کرتی ہیں۔ پھر مخدوم کا رتبہ انھیں حاصل نہیں، چہ جائیکہ معبود ہوں۔

۴۔ خدا تعالے کے سوا کسی چیز کی حقیقی طور پر تعریف نہ کر کیونکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا مصداق اور مرجع وہی ذات پاک ہے بجز اس کے کسیکو اس کا وسیلہ مت سمجھ کہ وہ تجھے تیری رگ جان سے بھی زیادہ عزیز ہے

۵۔ تو اسکو ایک سمجھ کہ جسکا کوئی ثانی نہیں تو اسکو قادر سمجھ جو کسی فعل قابل تعریف سے عاجز نہیں ہے تو اسکو رحیم سمجھ کہ جس کے رحم اور فیض پر کسی عامل کے عمل کو سبقت نہیں۔

عام ہدایتیں گناہ کی ممانعت میں

۱۔ تو سچ بول اور سچی گواہی دے اگرچہ اپنے حقیقی بھائی پر ہو یا باپ پر ہو یا ماں پر ہو یا کسی اور عزیز پر ہو اور سچائی کی راہوں سے الگ مت ہو۔

۲۔ تو خون مت کر کیونکہ جس نے ایک بیگناہ کو مار ڈالا۔ وہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے سارے جہان کو مار ڈالا۔

۳۔ تو اولاد کشی اور دختر کشی مت کر تو کسی ظالم یا قاتل کا مددگار نہ ہو۔

۴۔ تو زنا مت کر۔

۵۔ تو کوئی ایسا فعل نہ کر جو دوسرے کے ناحق آزار کا موجب ہو۔

۶۔ تو قمار بازی مت کر۔ تو شراب مت پی۔ سود مت لے۔ اور جو اپنے لئے اچھا سمجھتا ہے وہ دوسرے کے لئے کر۔

۷۔ تو نامحرم پر ہرگز آنکھ مت ڈال نہ شہوت سے نہ خالی نظر سے کہ یہ تیرے لئے ٹھوکر کھانے کی جگہ ہے۔

۸۔ تم اپنی عورتوں کو میلوں اور محفلوں میں مت بھیجو اور ان کو ایسے کاموں سے بچاؤ کہ جہاں وہ ننگی نظر آویں۔ تم اپنی عورتوں کو زیور چھنکاتے ہوئے خوش نظر پسند لباس میں کوچوں اور بازاروں میں اور میلوں کی سیر سے منع کرو اور ان کو نامحرموں کی نظربازی سے بچاتے رہو۔

۹۔ تم اپنی عورتوں کو تعلیم دو اور دین اور عقل اور خدا ترسی میں ان کو پختہ کرو اور اپنے لڑکوں کو علم پڑھاؤ۔

۱۰۔ تو جب حاکم ہو کر کوئی مقدمہ کرے تو عدالت سے کر اور رشوت مت لے اور جب تو گواہ ہو کر پیش ہو۔ تو سچی سچی گواہی دیدے اور جب تیرے نام حاکم کیطرف سے بغرض ادا کرنے کسی گواہی کے حکم طلبی کا صادر ہو تو خبردار حاضر ہونے سے انکار مت کر اور عدول حکمی مت کر۔

۱۱۔ تو خیانت مت کر۔ تو کم وزنی مت کر اور پورا تول تو جنس ناقص کو عمدہ کی جگہ مت بیچ تو جعلی دستاویز مت بنا اور اپنی تحریر میں جعلسازی مت کر تو کسی پر تہمت مت لگا اور کسیکو ایسا الزام نہ دے کہ جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں۔

۱۲۔ تو چغلی نہ کر۔ تو گلہ نہ کر تو نمامی مت کر اور جو تیرے دلیں نہیں وہ زبان پر مت لا۔

۱۳۔ تجھپر تیرے ماباپ کا حق ہے جنہوں نے تجھے پرورش کیا۔ بھائی کا حق ہے محسن کا حق ہے۔ سچے دوست کا حق ہے۔ ہمسایہ کا حق ہے۔ ہموطنوں کا حق ہے۔ تمام دنیا کا حق ہے۔ سب کو رتبہ برتبہ ہمدردی کر

۱۴۔ شرکا سے بدمعاملگی مت کر یتیموں اور اور ناقابلوں کے مال کو خورد برد مت کر۔

۱۵۔ اسقاط حمل مت کر۔ زنا کی تمام قسموں سے پرہیز کر۔ کسی عورت کی عزت میں خلل ڈالنے کی نیت سے اسپر بہتان مت لگا۔

۱۶۔ رو بخدا ہو۔ رو بدنیا مت ہو۔ کہ دنیا ایک گذرنے والی چیز ہے اور وہ جہان ابدی جہان ہے بغیر ثبوت کامل کے کسی پر ناحق تہمت مت لگا کہ دلوں اور کانوں اور آنکھوں سے قیامت کے دن مواخذہ ہوگا۔

۱۷۔ کسی کے مال میں لاپرواہی سے نقصان مت پہنچا اور نیک کاموں میں لوگوں کو مدد دے

۱۸۔ اپنے ہم سفر کی خدمت کر اور اپنے مہمان کو بڑا منع سے پیش آ۔ سوال کرنیوالوں کو خالی ہاتھ مت پھیر اور ہر ایک جاندار بھوکے پیاسے پر رحم کرو

حضرت مولنا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید میں سے چند باتیں۔ (ہماری اپنے الفاظ میں)

. . . .

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ قرآن کریم نے کیا لطیف اور محکم بات فرمائی ہے

کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد بھی تمکو کندن بنا دیتا ہے + خدا تعالے کا فضل خواہ کوئی بھی کیوں نہ ہو کبھی عبث اور بیہودہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں انسان کی بہتری اور بہبودی مضمر ہوتی ہے + اولاد۔ اموال۔ بھی اللہ تعالے کے فضل ہیں۔ انکی خبرگیری۔ احتیاط حسن سلوک تربیت وغیرہ وغیرہ سے انسان کی اخلاقی قوتوں کا نشو و نما ہوتا ہے اپنے پاک نمونہ سے انسان ایک مدامی نیکی کا بیج بوتا ہے مگر جس شخص کو ایسا موقعہ حاصل نہیں ہے وہ ان اخلاق فاضلہ کو جو اولاد کی تربیت اور تعلیم اور احتیاط و سلوک کی تہ میں ہیں کیونکر حاصل کرسکتا ہے + ہماری شریعت۔ اعتقادات صحیحہ اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کا مجموعہ ہے

یہی وجہ ہے کہ اسلام رہبانیت اور تجرید کو پسند نہیں کرتا بلکہ جائز نہیں رکھتا - اللہ تعالے کی دی ہوئی طاقتوں کا برمحل اتفاق نہ کرنے سے انسان کے ایمان مین نقص اور کمی راہ پالی ہے - یہانتک کہ اندیشہ ہوجاتا ہے کہ ان الذین کفروا کے زمرہ مین داخل نہ ہوجاوے -

اسلام نے جو کچھ بیان کیا ہے اس دعوے کو دلائل سے موکد کیا ہے اور یہ فخر جملہ مذاہب مین سے اسلام ہان صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ وہ اپنے متبع کو و عادی کی تصدیق اور تائید کے لئے خارجی دلائل کی تفتیش اور تلاش کا محتاج نہین بناتا ہے -

مگر یہ بات بھی یاد رکھو کہ کوئی چیز خواہ کیسی ہی مفید اور بہتر کیون نہ ہو لیکن وہ مفید نہین ہوسکتی جب تک کہ اسکا استعمال عمدہ نہ ہو ادویات کے خواص مع صحت مسلم ہین لیکن تا وقتیکہ ہم عمدہ طور پر قواعد طب کی رعایت سے ان کو استعمال نہ کرین کچھ بھی فائدہ نہین اٹھاسکتے -

مکر کے کیا معنی ہین

مکر کے معنے کرنے مین مخالفان دین اسلام خصوصاً عیسائیون نے محض عداوت اور حسد کی راہ سے اور دیانندی آریون نے ان کی تقلید سے بہت غلطی کہائی ہے یا فریب دینا چاہا ہے - مکر کید - حیلہ - وغیرہ ملٹری ٹرمس - (فوجی اصطلاحین) ہین اور ان کے معنے قریب قریب ایک ہی ہین - چنانچہ اس آیت مین اذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك او یخرجوك او یقتلوك ویمکرون ویمکر الله والله خیر الماکرین - مین مکر سے مراد تدابیر جنگ ہی ہین یعنی جب کہ بے ایمان کافر تیری نسبت خفیہ تدابیر کررہے تھے کہ تجھے قید کرلین یا جلاوطن کرین یا مار ہی ڈالین - اور باریک در باریک تدبیرون مین لگے ہوئے تھے اور اللہ تعالے بھی تدبیر کررہا تھا (آخر ثابت ہوگیا) کہ اللہ کی تدابیر ہی خیر و برکت کی بھری ہوئی ہین - اس مقام پر صاف ظاہر ہے کہ اہل عرب کے منصوبہ بازیون اور خفیہ تدابیر کو مکر کے لفظ سے بیان کیا ہے -

عرب نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین تدابیر کین یعنی اخراج - قید قتل - مگر پہلی دو تدبیرون کو کمزور سمجھکر آخر انھون نے تدبیر قتل پر اتفاق کیا - مگر اللہ کی تدابیر ہی غالب اور خیر و برکت کا موجب ہوئین کہ ان ناعاقبت اندیشون کی ہی تدابیر مین سے بظاہر ایک تدبیر ایسی نکل آتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری حفاظت کے ساتھ مکہ سے نکل جاتے ہین اور پھر وہی ہجرت آپ کی بے نظیر کامیابیون اور برکتون کا بنیاد ہی بہتر رکھدیتی ہے ہجرت کے بعد آپ کی کامیابیان اللہ تعالے کے خیر الماکرین ہونے کی کیسی مثبت ہین -

ناعاقبت اندیش انسان جلد بازی اور عداوت سے الفاظ کے معنے کرتے ہین موقع محل متکلم اور مخاطب کے حالات کا لحاظ نہین کرتا - اور سچ تو یہ ہے کہ راستباز سے بیجا عداوت اسکو پاس کرنے نہین دیتی - اللہ تعالے سے ہر وقت دعا مانگنی چاہئے - کہ راستبازون کی مخالفت اور انکار سے بچاوے بلکہ کونوا مع الصادقین کے زمرہ مین داخل کرے -

افسوس ہے

کہ جولائی ۱۸۹۹ء مین اخبار کی اشاعت مین غیر معمولی بے ترتیبی واقع ہوئی - چونکہ ناظرین کو اسباب رکاوٹ سے اطلاع نہین ہوتی اس لئے نہایت اضطراب اور بیقراری سے بھرے ہوئے شکایتی خطوط کا لگاتار سلسلہ شروع ہوجاتا ہے ہم انکی اطلاع کی خاطر اسقدر عرض کرنا چاہتے ہین کہ ۱۰ر جولائی کا الحکم ابھی چھپنا شروع نہ ہوا تھا کہ یکایک پتھر ٹوٹ گیا جسکی وجہ سے ۱۰ر کا پرچہ کوئی ۲۱ یا ۲۲ کو جاکر اشاعت پذیر ہوا - اور پھر بارش کیوجہ سے خدا کی قدرت ہے وہ مکان جسمین پریس تھا گرگیا - مجبوراً وہان سے پریس اکھاڑ کر دوسری جگہ لگایا گیا - اور اس نقل مکانی مین اور پریس کی ضروری مرمت نے ۱۷ر جولائی کے پرچہ مین پھر دیر کی - بہرحال ہم نے یہ پسند نہین کیا کہ ان نمبرون کو چھوڑ کر دوسرے نمبر شائع کرین اس لئے یہ انتظام کیا ہے کہ اگست کے پہلے پرچہ کے ساتھ ۲۴ر جولائی کا الحکم اور دوسرے کے ہمراہ ۳۱ - جولائی کا الحکم ناظرین کو ڈبل نمبر کیصورت مین پہنچاوین - ان قدرتی اور اتفاقی حادثات کیوجہ سے ہمارے ناظرین ہمین معذور سمجھین گے -

اثبات خلافت شیخین

حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کے مندرجہ عنوان لاجواب لیکچر نے جسقدر فائدہ اہل اسلام کو پہنچایا ہے اور جسقدر قبولیت اس نے حاصل کی ہے اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آج ایک کاپی بھی اس کی نہین ملتی - ہم نے بہت سے دوستون کے بیحد اصرار سے اس کو دوبارہ چھاپنے کا ارادہ کیا ہے اور ہمارے محسن و مخدوم مولنا صاحب نے اس لیکچر کو مزید حواشی اور فٹ نوٹس کے ساتھ اور بھی مزین کرکے دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور مولنا صاحب نے محض دینی غیرت اور حمایت اسلام کی غرض سے اس کام کو نہایت خوشی کے ساتھ کرنیکا مستعد ارادہ فرمایا ہے - اور اس خیال سے کہ الحکم کو امداد پہنچے مکرر چھاپنے کی اجازت دی ہے - جس خوبی اور پایہ کا یہ لیکچر ہے اسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آجتک کسی شیعہ کا قلم اس کے جواب مین نہین اٹھ سکا۔

قرآن کریم کی عظمت کو دنیا مین قائم کرنے کے لئے ایسے لیکچرون اور رسالون کی ضرورت ہے - بالکل قرآن کریم سے ہی جس مضمون کو لیا ہے ادا کیا ہے - ہمکو کسی تعریف کرنے کی ضرورت نہین ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے احباب الحکم کی امداد کی غرض سے اس کی متعدد کاپیان خرید کر تقسیم کرین گے اور مفت تقسیم کرنے والون کو ہم یہ لیکچر ۲۵ فیصدی نفع کے ساتھ دین گے اور درخواستین جلد آنی چاہیئن -

مینیجر اخبار الحکم قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ العلی العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم
دوستو اک نظر غور اکے لئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم - حضور ممدوح (ایدہ اللہ) کے مقاصد سے واقف - اپنی ضرورتوں کی مہیا کو ہی پیش نظر رکھنے والی قوم - پھر مین ناحق کا دردسر اٹھاکر قصہ کو لمبا کرون زمانہ کو سرورق چکنے چپڑے فقرے لکھون کیا حاصل صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے - ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم

خطبہ (موعظت)

جو حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۱۴ جولائی ۱۸۹۹ء کو پڑہا اور ایڈیٹر نے مولانا ممدوح کے پنجابی خطبہ کو شاشۃ ساتہ اردو مین لکھا۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

اور ایک شخص نے جو تھا قوم فرعون ہی مین سے مگر مومن تھا۔ اور اپنے ایمان کو مخفی رکھتا تھا ان لوگون کہا (سنو) کیا تم ایک شخص سے برسرپیکار ہوتے اور اس کے قتل کے منصوبے کرتے ہو جو کہتا ہے اللہ ربی یعنی جو اپنا محسن و مربی اس پاک ذات کو قرار دیتا ہے جو جمیع صفات ستودہ سے متصف اور کل صفات ناقصہ اور ردیہ سے منزہ ہے اور پھر اپنے اس قول کی کہ (ربی اللہ) تصدیق مین کھلی کھلی نشانیان لیکر آیا ہے (دیکھو اگر تم ان آثار اور نشانات بینہ کو جو اللہ تعالے کے اپنے ساتھ معیت کے وہ دکھاتا ہے) دیکھکر بھی اس کی تکذیب سے باز نہین آتے اور مجادلہ نہین چھوڑتے تو آسان فیصلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت کاذب ہے اور خدا تعالے پر افترا باندہتا ہے تو اسکی ہلاکت اور سزا کے لئے اسکا جھوٹ ہی کافی ہے لیکن اگر وہ سچا ہے تو پھر یہ بھی یاد رکھو کہ ان وعدوںن سے تمکو کوئی پہنچ رہے گا جو وہ تم سے کرتا ہے۔ پس اسی معیار کو تم رہنے دو کیونکہ اللہ تعالی کی یہ سنت اور پختہ قانون ہے کہ وہ کبھی کبھی بھی اپنی حد سے باہر قدم رکھنے والے اور خدا تعالے پر جھوٹ بولنے والے انسان کو سرفراز اور سرسبز نہین کرتا۔ اللہ تعالے نے قرآن کریم مین ایک صادق۔ مامور من اللہ۔ راستباز کا ذکر فرمایا ہے جو بنی اسرائیل کو مصر کے آہنی تنور اور فرعون کی غلامی سے رہائی دینے کے لئے اس زمانہ کے متکبر اور رعونت مجسم انسان کے سامنے جاکر تبلیغ حق کرتا ہے اور پورے زور اور قوت کے ساتھ اپنے مخالف کی جو اسوقت دنیوی جاہ و جلال کی کرسی پر بیٹھا ہوا شیخی بگھار رہا تھا ہلاکت کی پیشگوئی کرتا ہے اس کے دعوے کی قوت اسکی جرءت اور پرہیبت آواز اس امر کا ثبوت دے رہی ہے کہ اس کا مربی اللہ تھا۔ کسقدر قوت یقین اور استقلال رکھتا ہے۔ نادان فرعون اپنے جاہ و جلال اپنے حشم و خدم کے گھمنڈ مین سرشار اس عاجز انسان کے قتل کا ارادہ کرتا ہے لیکن اسی قوم کا ایک مومن انسان اٹھکھڑا ہوتا ہے اور ان سب کو جو موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے تھے مخاطب کرکے ایک معقول بحث کرتا ہے اور قوم پر حجت ملزمہ قائم کردیتا ہے۔

اس قصہ کے بیان سے خدا تعالی کا یہ منشا ہے کہ تا وہ پاک اور سچا اصول دنیا کے سامنے پیش کرے جو استقرا کے طور پر

مامور من اللہ کی صداقت اور جانچ کا ایک کامل العیار محک ثابت ہوا ہے اور وہ یہ ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ

یعنی خدا تعالیٰ کبھی بھی ایسے انسان کو برومند اور سرسبز نہیں کرتا جو اپنی حد سے بڑھ جانے والا ہو اور خدا تعالیٰ پر افترا اور جھوٹ باندھتا ہو۔ اس سنہری اصول پر غور کرو خدا تعالیٰ نے اپنا لاتبدیل قانون اور لاتحویل قاعدہ بتلا دیا ہے کہ جو لوگ اپنی حد سے باہر قدم رکھتے ہیں اور جس عہدہ اور اعزاز کی قابلیت نہیں رکھتے پھر اپنے آپ کو اسکا سزاوار اور مستحق قرار دیتے ہیں خدا کی ذات پر جھوٹ بولتے ہیں یعنی مامور اور منجانب اللہ نہیں ہوتے لیکن اپنی ماموریت کا دعا کرتے ہیں وہ فائز المرام نہیں ہوتے۔

مسرف کسکو کہتے ہیں۔ ایک شخص جو اپنے آپ کو مالدار اور ذی حیثیت دکھانے کے لئے محض بیہودہ طور فضول خرچیاں کرتا ہے یہانتک کہ ایک وقت اس پر آجاتا ہے کہ دیوالیہ ہو جاتا ہے ادھر سے ڈگری ہوتی ہے اودھر سے گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوتے ہیں اور پھر وہ ساری شیخی کرکری ہو کر رہجاتی ہے۔ وہ عزت و مکنت جو کہ بو الفضول چاہتا تھا کہاں گئی۔ اسکی عزت پر پانی پھر گیا۔ اور ٹکڑے سے محتاج ہو کر ذلت اور نکبت کے قعر میں جا پڑا۔ یہ ایک ایسا ثابت شدہ امر ہے کہ ہمکو کسی بحث کی اسپر ضرورت نہیں آئے دن ایسے تباہ کار لوگوں کے حالات دیکھے جاتے ہیں۔

پھر وہ کذاب جو خدا تعالیٰ پر افترا کرکے دو چار فقرے سنا کر مامور من اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے حالانکہ اسکو خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور ہونے کا اعزاز نہیں دیا گیا۔ غلط فہمی غلط کاری سے ایک راستباز کے بالمقابل بول اٹھتا ہے کہ میں کامیاب ہونگا اور بالمقابل راستباز کو مسرف کذاب کہتا ہے۔ اور ادھر یہ راستباز بولتا ہے کہ مجھے کہا گیا ہے انا الفتاح

افتح لک تری فتحا مبینا۔ یاتیک

منکل فج عمیق

اب یہ اصول اس موقع پر کیسا کام دیتا ہے اگر اول الذکر جو دوسرے کو مسرف کذاب کہتا ہے فی الحقیقت خدا تعالیٰ کیطرف سے نہیں بولتا ہے تو اسکا پول کھلجاویگا اور مسرف کذاب کا خود ہی مصداق ہو کر بےنیل مرام دنیا سے اٹھ جائے گا اور وہ شخص جو منصرف کائنات عالم الغیب خدا کے کہنے سے بولتا ہے کہ **انا الفتاح** وہ کامیاب ہو کر اور بھی اس کے جھوٹ پر مہر کردیگا۔ غرض یہ ایک بین اور معًا ایک نازک اصول ہے

آج بھی ایک صدا مامور من اللہ ہونے کی کانوں میں ایک عرصہ سے گونج رہی ہے اور خدا کا احسان اور اسکا فضل ہے کہ اس آواز کی حقیقت ہمپر کھلی اور اسے تسلیم کرنے کی توفیق ہمکو ملی۔ اس نے کہا کہ

اس زمانہ کا امام میں ہوں

اسپر نادانوں نے شور مخالفت بلند کیا۔ تکفیر کے فتووں کے لئے تگ و دو کی۔ غرض کہیں کچھ کہیں کچھ ہر قسم کی مخالفت سے چاہا کہ اس نور اللہ کو بجھا دیں مگر وہ تو روشن ہی ہوتا گیا۔

میں کہتا ہوں کہ آہ! کیوں ان عاقبت اندیش حقیقت و حق سے مہجور لوگوں نے قرآن کریم کے اس مقدس اصول کو زیر نظر نہ رکھا اور کیوں اب بھی اس پر توجہ نہیں کرتے۔ گھبرانے اور حیرت میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے مدعی کے سچ اور جھوٹھ کے دریافت کرنے کے لئے کسی اور معیار کی تلاش فضول ہے۔ یہ بہت سچا اور خطا نہ کرنے والا محک موجود ہے۔

ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک تاریک غار سے نکلکر جس میں کوئی انسان آسائش و آرام کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا باوجودیکہ کسی قسم کا سہارا اور آسرا قوم یا کسی انسان کا نہیں ایک اکھڑ اور سرکش قوم کے سامنے کہتے ہیں۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝

اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ

باایں ہمہ بےسامانی و بیکسی وہ انسان کامل قوم کو یہ سناتا ہے اور ابھی معلوم نہیں کہ اُن قوم سے کیا کیا پیش آتا ہے مگر یہ اُسے پہلے سے کہے دیتا ہے کہ چونکہ میرا اُستاد میرا محسن و مربی مکرم ہے اس لئے میں بھی معزز و محترم ہونگا۔

ایک دہریہ جو اپنی ناقص عقل میں ہستی الٰہی کے لئے کوئی زبردست دلیل یا شہادت نہیں پاتا (بہ خیال خویش) میں خدا ہی کو گواہ رکھکر کہتا ہوں کہ اگر وہ ہماری کتاب مجید میں غور کرے اور سید الاولین و الآخرین علیہ افضل الصلوۃ والسلام کی اس شان میں جو کتاب مجید نے دکھائی ہے فکر کرے تو اسکو ایک چمکتا ہوا **خدا** نمایاں طور پر نظر آئے گا۔ کیا ایک عاجز انسان عرب جیسی قوم کے سامنے خود بخود بغیر بلائے یہ کہہ سکتا ہے کہ **اقرء وربک الاکرم** اس میں بڑی بھاری غرض بیان کی گئی ہے کہ تیرا مربی جو خود مکرم ہے محترم ہے اور جب اسکی کنار عاطفت میں تونے پرورش پائی ہے پھر تو بھی اعزاز و تکریم کی کرسی پر بیٹھے گا۔ پھر دیکھلو کہ کسقدر عزت حاصل کی۔ ہمارے ہادی و مولے سید الاصفیا کی شرافت اور بزرگی کے کنہ تک آج کون پہنچ سکتا ہے۔ ہر آن جس کے مدارج و مراتب میں ایک رفعت اور کثرت ہو رہی ہے۔ اللہ اللہ ایسا بڑا جلیل القدر انسان!!! جسنے بنی نوع انسان کے کمالات کو یکجا جمع کرکے دکھا دیا۔

غرض بات یہ ہے کہ ربک **الاکرم** کہنے والا واقعی خدا تھا ورنہ باوجود اسقدر رکاوٹوں کے اور مخالفوں کے کیا ممکن تھا کہ ایک بےکس بےبس بےزر بےپر انسان اسقدر کامیاب ہو سکتا مسیلمہ کذاب کا ہی معاملہ دیکھلو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ آدھی زمین مجھے دیدو اور آدھی تم لے لو۔ لیکن آپ نے اس مسرف کذاب کے جواب میں لکھا

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝

زمین خدا تعالیٰ کی ہے جسکو چاہتا ہے اپنے بندوں مین سے وارث کرتا ہے اور انجام نیک متقیون کا ہے یعنی ہم دونو مین سے جو متقی ہوگا آخر کامیاب ہوگا۔

دوسرے لفظون مین یون کہو کہ حامل قرآن علیہ الصلوۃ والسلام صاف دلیری سے دعوی کرتے ہین کہ مین متقی ہون اسلئے خدا تعالیٰ کا فتوی ہے کہ کامیابیونکا وارث مین ہونگا اگر یہ انسانی افترا نعوذ باللہ ہوتا تو یہان بھی وہی ناکامی پیش آتی جو مسیلمہ کے پلہ پڑی لیکن واقعات نے دکھا دیا کہ لاریب آپ سید الاتقیا تھے اور انا اعطینک الکوثر کے سچے مخاطب تھے۔

مین پھر اصل کیطرف رجوع کرکے کہتا ہون کہ یہ کیا عجب اور مستحکم اصول ہے کہ ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب۔ جو اپنی چادر سے باہر قدم رکھتا ہے اور کذاب ہے خدا اسکو کامیاب نہین کرتا۔ سمجھ مین نہین آتا دل گھبراتا اور ایک ایک وقت میرے گلے مین آکر اٹک جاتا ہے کہ وہ قوم جسکے پاس ایسے مستحکم اصول راستباز اور مسرف کذاب مین امتیاز کے موجود ہین اور جو ایسی کتاب اپنے پاس رکھتے ہے جسکو قول فصل خدا نے آپ کہا ہے جو میزان اور مہیمن کہلاتی ہے کیا وہ ...... ان آیات کو نہین پڑھتی اور پڑھتے ہین تو پھر ان سے کیا مراد لیتے ہین۔ ایک دو نہین بائیس برس سے زیادہ عرصہ گذرنے کو آیا۔ یہ خدا کا راستباز پکار پکار کر کہتا ہے کہ مین مہدی ہون اور خدا نے مجھے ھدی و مسیح بنا دیا ہے پہلے اگر دھیمی آواز سے بولتا تھا تو اب ایک گرج اور کڑک سی بولتا ہے بلکہ اس کی آواز آج اس زور مین ہے کہ گرجتی ہوئی یورپ کے عظیم الشان گرجون کی صلیب پر جا کر گرتی ہے۔ اگر کوئی میرے جیسا مذاق رکھتا ہے اور میرا دل کسی مین ہے تو وہ اس سے لذت اٹھا سکتا ہے۔

غیظ و غضب کو دور کرکے تعصب اور ضد چھوڑ کر کوئی دیکھے کہ اس آواز مین کیسی قوت کیسا یقین اور استقلال ہے پھر نری آواز ہی نہین بلکہ اس کے ساتھ نمایان نصرتین اور برکات الہیہ کے بین اور کھلے نشان ہین کیا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ خود حق اور باطل مین التباس کرے تعالیٰ شانہ ہو نہین سکتا! ایک جھوٹا وہ نصرتین پا سکے جو ایک راستباز کو ملتی ہین ممکن نہین؟

انسان ایک مستقیم دل سے کر سوچے تو حیران ہو جاتا ہے کہ کیون تیرہ سو برس پیشتر اپنے رسول کی زبان سے کہلایا کہ ان لمہدینا آیتین کیا خدا اسلئے قادر نہ تھا کہ وید اور پران کیطرح احادیث کی اصلیت کو گم کر دیتا۔ کیا احادیث کے الفاظ کا محفوظ رہنا اور پھر خسوف کسوف کا اسی فرمودہ کے موافق ہو جانا صاف طور پر نہین بتلاتا کہ منشاء الہی یونہی تھا پھر اسی نشان کو کیون ایک ایسے مدعی کے وقت مین پورا کیا۔ اونٹ کیون بیکار ہوگئے ریل اور چھاپہ کا اجرا اسی کے زمانہ مین کیون بیسر ترقی ہوتا ہے۔ کیون ایسا ہوتا ہے کہ طاعون کی خبر بھی اس کے زمانہ مین پوری ہوئی پھر علاوہ بران ایک کپکپا دینے والی پیشگوئی کا پورا ہونا ایک بیدل شخص کا اپنی بدزبانیون اور دریدہ دہنیون کی پاداش مین خدا تعالیٰ کے غضب کی قہری چھری سے اس کے کہنے کے موافق عین میعاد کے اندر ہلاک ہونا اگر اسے ہلاک بھی ہونا تھا تو خدا تعالیٰ اسکو صرف اس لئے بچا لیتا کہ اس جھوٹے کو ترقی نہ ہوتی؟ مگر نہین اے قوم! ناقدر شناس قوم سن۔! اور کان لگا کر سن۔ آسمان نے اسکی صداقت پر مہر کر دی زمین نے اپنے خزانے اگلدئے اور اسکی تصدیق کے لئے تمام نشانون کو پورا کر دکھایا مشیت الہی یونہی تھی۔ خدا کا مامور آیا۔ اور اپنے وقت پر آیا اسکی تائید و تصدیق مین نشان کیون پورے نہ ہون؟ اے قوم تو اب اور کیا چاہتی ہے جو تیری خوشی کا موجب ہو۔ اللہ اللہ خدا کا کلام جلی اور زرین حروف مین لکھا ہوا ہے کہ

ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب

اور پھر تم دیکھ چکے کہ یہ تو ہر نئی قوت اور ہر روز ایک تازہ نصرت کے ساتھ ترقی کرتا ہے پس آؤ مخالفت سے باز آؤ کہ یہ خدا تعالیٰ سے لڑائی ہے اور اس سے لڑنے مین خیر و برکت نہین ہے۔ ناسپاس قوم! اٹھ اور شکر کے سجدے کر۔ اپنی نشابکاریون سے توبہ کر۔ اور اپنے ہمدرد اور خیر خواہ کی باتین سن کہ تیرے لئے برکت کا موجب ہے!!!

میرے دوستو! ہان اے وہ لوگو جنھون نے اس امام کو پہچان لیا ہے اور اس کا ساتھ دیا ہے تم بھی سن رکھو کہ تمپر حجت پوری ہو چکی تم نے نشانات کو دیکھ لیا۔ تم صرف اسبات پر ناز نہ کرو کہ امام کے ساتھ ہو یاد رکھو کہ تقوی کے بغیر کچھ نہین۔ ساری امیدین اور کامیابیان متقیون کے واسطے ہین۔ پس اسکا ساتھ دینا کیا ہے اسکی ہر ادا اس کے خط و خال نشست برخاست غرض اسکی بات سے محبت کرنا تاکہ تقوی کی حقیقت کا تمہین پتہ لگے۔ مین اس خطبہ کی گھڑی مین اپنے لئے اور اپنے حاضر و غائب دوستون کے لئے دعا کرتا ہون کہ خدا تعالیٰ تقوی اللہ کی توفیق دے۔ اور امام کے ساتھ سچی محبت اور ارادت عطا فرماوے اور اسکی محبت مین زندہ رکھے اور اسکی محبت مین دنیا سے اٹھاکر اور اس کے محبون کے زمرہ مین

آمین جلّ جلالہ

مکتوب امام الزمان علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنمخدوم کا عنایت نامہ پہنچا حدیث نبوی بغیر فہم غیری کے معنے جو اس عاجز کے دلمین ڈالے گئے ہین یہ ہین کہ غیر کے لفظ سے نفس ماسوی اللہ مراد نہین بلکہ نفس نااہل و ناآشنا مراد ہین مگر جو لوگ مومن حقیقی ہین وہ بباعث استعداد فنا اور زوال حجب کی کبریائی دامن کے اندر داخل ہین۔ اور غیر نہین ہین خود خدا تعالیٰ نے بعض صالح اہل کتاب کے حق مین اپنی کتاب مجید مین فرمایا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنی وہ لوگ پیغمبر آخر الزمان کو جو امام الدنیا اور سید الاولیا ہے اسطرح پر شناخت کرتے ہین جیسے وہ اپنے بیٹون کو شناخت کر رہے ہین اور اسی طرح روحانی

روشنی کی برکت سے اولیا اولیا کو شناخت کر لیتے
حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس کے
وجود کو یمن میں شناخت کر لیا ہے اور بارہا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ
یمن کیطرف سے رحمٰن کی مجھکو خوشبو آرہی ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کے
مراتب معلوم تھے اور ہر ایک کی نورانیت
باطنی کا اندازہ اُس قلب منور پر مکشوف تھا
ہاں جو لوگ بیگانہ ہیں وہ بیگانہ حضرت احدیت
کو شناخت نہیں کر سکتے جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

یعنی وہ تیری طرف (اے پیغمبر) نظر اُٹھا کر دیکھتے
ہیں پر تو اُنھیں نظر نہیں آتا اور وہ تیری
صورت کو دیکھ نہیں سکتے۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انوار
روحانی کا سخت چمکارہ بیگانہ بعض پر بھی
جا پڑتا ہے جیسے ایک عیسائی نے جب
کہ مباہلہ کے لئے آنحضرت صلعم مع حسنین و حضرت
علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم عیسائیون کے سامنے
آئے دیکھکر اپنے بھائیون کو کہا کہ مباہلہ مت
کرو مجھکو پروردگار کی قسم ہے کہ مین ایسے منہ دیکھ
رہا ہون کہ اس پہاڑ کو کہین گے کہ یہاں سے اُٹھ جا
تو فی الفور اُٹھ جائیگا۔ تو خدا جانے کہ اسوقت
نور نبوت و ولایت کیسا جلال مین تھا کہ اُس
کافر بد باطن اور سیہ دل کو بھی نظر آگیا اور عام
طور پر باستثنا خواص اہل اللہ و اکابر اولیا کی حقیقت لاالٰہ
کہ جو قرب الٰہی کا نام ہے بجز حضرت احدیت کے کسیکو اُسپر
آگاہی نہیں ہو سکتی ہے اس حقیقت کے انوار و آثار
جیسے صبر استقامت رضا جود سخا صدق و فا شجاعت
حیا اور نیز خوارق و دیگر علامات قبولیت لوگون پر
ظاہر ہو جاتے ہین مگر یہ سب آثار ولایت ہین اور
حقیقت ولایت ایک مخفی امر ہے جسپر غیر اللہ کو
ہرگز اطلاع نہین واللہ اعلم بالصواب

اور جو آپ نے دریافت کیا ہے کہ
خوارق و کرامات ریاضات شاقہ کا نتیجہ ہے یا کیا حال
ہے اسمین تحقیق یہ ہے کہ بلاشبہ ریاضات شاقہ کو
کشوف وغیرہ خوارق مین دخل عظیم ہے بلکہ اسمین
کسی خاص مذہب بلکہ توحید کی بھی شرط نہین اور
اسی جہت سے فلاسفہ یونان اور اس ملک ہند کے
جوگی اپنے تپون جپون کے ذریعہ سے صفائی نفس
حاصل کرتے رہے ہین اور اُنکا قلب اپنے معبودات

باطلہ پر جاری ہوتا رہا ہے اور مکاشفات بھی اُنکے
ظہور مین آتے رہے ہین چنانچہ کسی تاریخدان
اور صاحب تجربہ پر یہ امر پوشیدہ نہین رہ سکتا
اب یہ عاجز کو بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ جب کشوف
و خوارق باطل پرستون اور استدراج والون سے
بھی ہو سکتے ہین تو پھر اُنمین اور اہل حق مین کیا فرق
باقی رہا اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت احدیت کے
برگزیدے بندے تین علامات خاصہ سے شناخت کئے
جاتے ہین اور وہ علامتین ایسی ہین کہ گو یا باطل پرست
لوگ اپنی کجروی کی محنتون سے گداز بھی ہو جائین تب
بھی وہ علامات اُنمین متحقق نہین ہو سکتی۔ چنانچہ
اوّل اُنمین سے ایک یہ ہے کہ اہل حق کو صرف کشفی
صفائی نہین اخلاقی صفائی بھی عطا ہوتی ہے اور وہ
اخلاق فاضلہ مین اسقدر پایہ عالیہ تک پہنچ جاتے ہین
کہ جیسے خدا اُنکو اپنے اخلاق پیارے ہین ویسا ہی وہ پاک
اخلاق اُنکو پیارے ہو جاتے ہین اور اُنکی سرشت
مین الوہیت کی تجلیات گھر کر جاتی ہین اور بشریت
کی آلودگیان اور تنگیان اُٹھ جاتی مین پس اُن سے
نیک اور پاک خلق ایسے عجیب اور خارق العادت
کے طور پر صادر ہوتے ہین کہ بشری طاقتون سے
بجز خاص تائید الٰہی کے اُنکا صادر ہونا ممکن نہین
انسان بشریت کے تخلیات اور نفس امارہ کی زنجیرون
مین اور ننگ و ناموس کی قید و بند اور خانہ داری
کے جان گداز فکر و ہم اور شدائد اور آلام کے
حملون مین اور وساوس اور اوہام فیشر بیونمین
سخت عاجز ہو رہا ہے اور اگر دعوی کرے کہ مین
اپنے آپ ہی سے ان بھاری بوجھون سے نکل سکتا ہون
تو وہ جھوٹا ہے پس اہل اللہ مین یہ بزرگی ہے کہ وہ
توفیق یافتہ ہوتے ہین اور دست غیبی اپنی خاص
حمایت اور قوت سے اُنکو ان تمام بوجھون تلے سے نکال
لیتا ہے سو اُن سے ایسا توکل اور ایسا صبر اور ایسی سخا
اور ایسا ایثار اور ایسا صدق اور ایسی رضا بقضا صادر
ہوتا ہے کہ دوسرون سے ہرگز ممکن نہین کیونکہ در پردہ
الٰہی ستارے اُن کے مددگار ہوتے ہین اور لغزشون سے
بچائے جاتے ہین اور جسکی محبت مین وہ دنیا کو کھو بیٹھے
ہین اور دنیوی عزتون اور ناموس سے بیزار ہو گئے ہین
وہ محبوب حقیقی اُنکا متولی ہو جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اہل حق مکالمات و مخاطبات حضرت
احدیت پاتے ہین جو تائیدات خاصہ کی بشارتون
پر مشتمل ہوتے ہین اور نیز اُنمین وہ مراتب عالیہ اُنپر
ظاہر کئے جاتے ہین کہ جو اُن کو حضرت احدیت مین حاصل
ہین۔ اور یہ نعمت غیرون کو ہرگز حاصل نہین ہو سکتی۔

اسجگہ یہ توجہ یاد رکھنا چاہیئے کہ الہامات و مکالمات الٰہیہ
کو جو ایسی پیشگوئی پر مشتمل ہون جنمین شخص ملہم کی
تائیدات عظیمہ کا وعدہ ہے وہ اہل اللہ کی شناخت
کے لئے نہایت روشن علامات ہین اور کوئی خارق
عادت اُنسے برابر نہین ہو سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ کا
اپنے بندہ سے کلام کرنا اور پھر اُس کلام کی ایسی
پیشگوئیون پر مشتمل ہونا کہ جو تائیدات عظیمہ کے
مواعید ہین اور پھر اُن مواعید کا اپنے وقتون پر پورا
ہونا محبت اللہ کا ایک روشن نشان ہے

تیسرے علامت یہ ہے کہ خواص اولیا ریاضات شاقہ
کے محتاج بھی نہین ہوتے ایک قسم کی ولایت کہ
جو وہ نبوت سے بہت مشابہ ہے اس قسم کے لوگ
جب دنیا مین آتے ہین تو ہوش پکڑتے ہین عنایات الٰہیہ
اُنکی متولی ہو جاتی ہے اُنکو سالکون کی پر تکلف حالات
سے کچھ مناسبت نہین ہوتی اُن کو کچھ خبر نہین ہوتی
کہ کب فنا آئی اور کب بقا حاصل ہوئی کیونکہ
دست غیبی نے اُنکو فطرت مین ہی درست کر لیا ہوتا
ہے اور بعضیہ بشریت مین داخل ہی نہین ہوتے
تعلقات شدیدہ عشق الٰہی کے اُن کی فطرت سے
لگے ہوئے ہوتے ہین اور ابتدا فطرت سے کسی
ریاضت کے محتاج نہین ہوتے و ذالک فضل اللہ
یؤتیہ من یشاء اور ایسے لوگون سے بغیر حاجت ریاضات
شاقہ کے خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہین کیونکہ شان
نبوت اُنپر غالب ہے سو اگر اکابر نقشبندیہ نے ظہور
خوارق کے ریاضات شاقہ کو شرط ٹھیرایا ہے تو ایسے
کمل لوگون کو مستثنیٰ رکھلیا ہوگا اور ایسے لوگ نہایت
قلیل الوجود اور نادر الظہور مین کبھی کبھی شدت
حاجت کیوقت خلق اللہ کی بھلائی کے لئے دنیا
مین بھیجے جاتے ہین اور اُنکا آنا لوگون کے لئے
ایک رحمت عظیم ہوتا ہے اور امت محمدیہ مرحومہ
پر حضرت احدیت کیسے یہ رحمت ہے کبھی کبھی آخر
صدی پہ اصلاح اور تجدید دین کے لئے اس شان
کے لوگ مبعوث ہوتے ہین اور دنیا اُن کے وجود
نفع اُٹھاتی ہے اور دین زندہ ہوتا ہے اور یہ بات
کہ ظہور خوارق ولایت کے لئے شرط ہے یا نہین اکثر
صوفیون کا اتفاق اسی پر ہے کہ شرط نہین پر اس
عاجز کے نزدیک ولایت تامہ کے لئے ظہور خوارق
شرط ہے ولایت کی حقیقی قرب اور معرفت الٰہی ہے
سو جو شخص صرف منقولی یا معقولی طور پر ایمان لاتا ہے
اور وہ کشوف عالیہ اور زوال حجب اُسکو نصیب
نہین ہوا جس سے ایمان اُسکا تقلید سے تحقیق سے
ساتھہ مبدل ہو جاتا تو کیونکر کہا جاوے کہ اُسکو

وہ ایت ... نصیب ہوگی۔ بعض بزرگوں نے
جیسے حضرت مجدد الف ثانی صاحب نے اپنے
مکتوبات میں لکھا ہے کہ یقین سے کسی معجزات نبوۃ
کافی ہیں میں کہتا ہوں کہ کافی نہیں کیونکہ وہ
اس شخص کے حق میں کہ صد ہا سال بعد پیدا
ہوا ہے منقولات کا حکم رکھتے ہیں اور دیدہ اور
شنیدہ میں جسقدر فرق ہے ظاہر ہے علماء محدثین
سے زیادہ تر اور کون معجزات سے واقف ہوگا
مگر وہ معجزات کہ جنکی رویت سے ہزارہا صحابہ
یقین کامل تک پہنچ گئے تھے اب اُن کے ذریعہ کر
علماء ظاہر کو اسقدر اثر بھی نہیں کہ اُنھیں اُن معجزات
کی ہیبت سے اخراج نفسانیت ہی ہو مگر یہ بھی نہیں
اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا ہے کہ سماوی نشانوں
کے ازدیاد ایمان میں دخل عظیم ہے اور خود ولایت
تامہ کی حقیقت جبکہ قرب تامہ ہے تو پھر ظاہر ہے
کہ قرب اور مشاہدہ عجائبات لازم ملزوم ہیں جو شخص
ہمارے مکان پر آتا ہے اُسے ضرور ہے کہ مکان
کی وضع اور اسکی کیفیت کمیت سے اطلاع پیدا کرے
لیکن اگر بعد از وصول بھی ایسا ہے جو قبل از وصول
تھا تو گویا اُس نے مکان کو دیکھا ہی نہیں انبیاء کے
یقین کو بھی خدا نے نشانوں سے ہی بڑھایا ہے
اور قرآن شریف میں رب ارنی کیف تحیی
الموتیٰ نے حضرت ابراہیم کا سوال ہی موجود ہے پھر
کیونکر کہا جاوے کہ ولایت بغیر خوارق کے حاصل ہو سکتی
ہے بلاشبہ جسقدر مشاہدہ خوارق کا زیادہ ہو اسیقدر
علم زیادہ ہے خدا تعالےٰ خود اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے حق میں فرماتا ہے کہ ہم نے اسکو مسجد اقصےٰ
اور آسمان کا سیر کرایا تاکہ اسکو اپنی آیات خاصہ سے
مطلع کریں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جس ولی کو منصب
ارشاد اور ہدایت کا عطا نہیں کیا گیا اسکے خوارق
اور لوگوں پر ظاہر ہونا ضرور نہیں ہے کیونکہ اسکو
لوگوں سے کچھ واسطہ اور تعلق نہیں ہے لیکن خود
اُسپر تو ظاہر ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ حقیقت
ولایت تک اسکا قدم پہنچنا اسی سے وابستہ ہے
مسجد کے بارہ میں جو فقرہ خداوند کریم کیطرف سے
الہام ہوا تھا جسمیں خیال کیا جاتا ہے کہ تاریخ
مسجد اسمیں موجود ہے اور وہ فقرہ الہامیہ یہ ہے
مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ
خداوند تعالےٰ کی عجیب قدرت ہے کہ اس مسجد
مبارک کے بارہ میں پانچ مرتبہ الہام ہوا منجملہ
اُن کے ایک نہایت عظیم الشان الہام ہے جسکے
ایک فقرہ سے آپکو اطلاع دیچکا ہوں مگر بعد اسکے
ایک دوسرا فقرہ بھی الہام ہوا اور وہ دوسرا فقرہ یہ ہے
فیہ برکات للناس و من دخلہ کان امنا
یعنی اسمیں لوگوں کیلئے برکتیں ہیں جو اسمیں داخل
ہوا وہ امن میں آگیا۔ علماء ظاہر شاید اسمیں اعتراض
کریں کہ یہ تو بیت اللہ خانہ کعبہ کی شان میں وارد ہے
مگر وہ لوگ برکات وسیعہ حضرت احدیت سے بیخبر ہیں
اور معذور ہیں اور نیز ایک الہام یعنی مکالمہ حضرت
احدیت اس ذلیل ناچیز عاجز سے واقعہ ہوا بباعث
رابطہ اتحاد آپکو لکھتا ہوں اور چونکہ یہ عاجز اعلاق کا
اذن بھی پاتا ہے اس لئے کتاب میں یعنی حصہ چہارم
میں درج بھی کیا جائیگا خداوند تعالیٰ کی الوہیت
کی موجبیں ہیں کہ اس ناکارہ بندہ کو جو فی الواقعہ
ذی ہنر اور تہیدست ہے ایسے مکالمات سے یاد کرتا ہے
روحی فداہ سبیلہ بالشان من جلیلہ اور وہ الہام
یہ ہے بشریٰ لک یا احمدی انت مرادی و معی
غرست کرامتک بیدی بشارت باد ترا یا احمد من
تو مراد منی و با منی نشاندم درخت بزرگی ترا بدست خود
بخدمت خواجہ علیصاحب و مولوی عبدالقادر صاحب
و منشی بہرام خانصاحب وغیرہ جناب آنصاحب
سلام مسنون پہنچے ۱۲ ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ذی قعد
۱۳۰۰ ہجرے نبوے۔

گورنمنٹ اور ہم

ایک معزز افسر جو کسی تقریب پر اگلے دن
قادیان تشریف لائے تو حضرت اقدس امامنا
مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے بھی
اُن کی دعوت کی جبکہ سب مہمان کھانے کیواسطے
جمع ہوئے تو دسترخوان کے بچھائے جانے
سے پہلے حضرت اقدس امام صاحب نے اُس
مہمان کو اور دوسرے احباب کو مخاطب کر کے
جو گفتگو کی وہ ایسی مفید اور کارآمد باتوں پر
مشتمل تھی کہ میں نے اکثر فقروں کو اپنی عادت
کے موافق اُسی وقت اپنی نوٹ بک میں جمع
کیا اور بعد میں مجھے خیال آیا کہ بذریعہ اخبار الحکم
میں دوسرے احباب کو بھی اس پر لطف تقریر کے
مضمون سے حظ اُٹھانے کا موقع دوں تاکہ
اللہ تعالےٰ کے اُس احسان کے شکریہ میں کہ مجھے
چند دن مسیح کے قدموں میں رہ کر ایمان میں ترقی
کرنے کا موقع ملا ہے خلقت کی خدمت ہو جائے
لہذا اُن فقرات کی مدد سے اور اپنے یادداشت
کے ذریعہ میں نے مفصلہ ذیل عبارت ترتیب دی ہے

حضرت نے اُس معزز مہمان کو مخاطب کر کے فرمایا
کہ جب کبھی آپ اسجگہ قادیان میں تشریف لاویں بلا تکلف
ہمارے گھر میں تشریف لایا کریں ہمارے ہاں مطلق
تکلف نہیں ہے ہمارا سب کاروبار دینی ہے اور دنیا
اور اُس کے تعلقات اور تکلفات سے ہم بالکل جدا ہیں
گویا کہ ہم دنیا داری کے لحاظ سے مثل مردہ کے ہیں ہم
محض دین کے ہیں اور ہمارا سب کارخانہ دینی ہے
جیسا کہ اسلام میں ہمیشہ بزرگوں اور اماموں کا ہوتا
آیا ہے اور ہمارا کوئی نیا طریق نہیں بلکہ لوگوں کے
اُس اعتقادی طریق کو جو کہ ہر طرح سے اُن کے لئے خطرناک
ہے دور کرنا اور اُن کے دلوں سے نکالنا ہمارا
اصل منشا اور مقصود ہے مثلاً بعض نادان عقیدہ
رکھتے ہیں کہ غیر قوموں کے لوگوں کی چیزیں چرا لینا
جائز ہے اور کافروں کا مال ہمارے لئے حلال ہے
اور پھر اپنے ان نفسانی خواہشوں کی خاطر اس کے مطابق
حدیثیں بھی گھڑ رکھی ہیں۔ پھر وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں
کہ حضرت عیسیٰ جو دوبارہ دنیا میں آنیوالے ہیں
تو اُنکا کام لاٹھی مارنا اور خونریزیاں کرنا ہے حالانکہ
جبر سے کوئی دین دین نہیں ہو سکتا۔ غرض اسی قسم
کے خوفناک عقیدے اور غلط خیالات ان لوگوں
کے دلوں میں پڑے ہوئے ہیں جنکو دور کرنے کے
واسطے اور پُرامن عقائد انکی جگہ قائم کرنیکے واسطے
ہمارا سلسلہ ہے جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے کہ
مصلحوں کی اور اولیاء اللہ کی اور نیک باتیں سکھانے
والوں کی دنیادار مخالفت کرتے ہیں ایسا ہی ہمارے
ساتھ بھی ہوا ہے اور مخالفوں نے غلط خبریں
محض افترا اور جھوٹ کے ساتھ ہماری برخلاف
مشہور کیں یہانتک کہ ہمکو ضرر پہنچانیکے واسطے
گورنمنٹ تک غلط رپورٹیں کیں کہ یہ مفسد آدمی ہیں
اور بغاوت کے ارادے رکھتے ہیں اور ضرور
تھا کہ یہ لوگ ایسا کرتے کیونکہ نادانوں نے اپنے
خیر خواہوں یعنی انبیاء اور اُن کے وارثین کے ساتھ
ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایسا ہی سلوک کیا ہے
مگر خدا تعالےٰ نے انسان میں ایک زیرکی رکھی ہے
اور گورنمنٹ کے کارکن ان لوگوں کو خوب
جانتے ہیں چنانچہ کپتان ڈگلس صاحب کی
دانائی کیطرف خیال کرنا چاہئے کہ جب مولوی
محمد حسین صاحب بٹالوی نے میری نسبت کہا کہ
یہ بادشاہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اشتہار

اس کے سامنے پڑھا گیا تو اس نے بڑی زیرکی سے سمجھا کہ یہ سب ان لوگوں کا افترا ہے اور ہمارے مخالف کی کسی بات پر توجہ نہ کی۔ کیونکہ اس میں شک نہیں کہ ازالہ اوہام وغیرہ دوسری کتب میں ہمارا لقب **سلطان** لکھا ہے مگر یہ آسمانی سلطنت کیطرف اشارہ ہے اور دنیوی بادشاہوں سے ہمارا کچھ سروکار نہیں ایسا ہی ہمارا نام **حکم** عادل بھی ہے جسکا ترجمہ اگر انگریزی میں کیا جائے تو گورنر جنرل ہوتا ہے اور شروع سے یہ سب باتیں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں موجود ہے کہ آنیوالے مسیح کے یہ نام ہیں۔ یہ سب ہمارے خطاب کتابوں میں موجود ہیں اور ساتھ ہی انکی تشریح بھی موجود ہے کہ یہ آسمانی سلطنتوں کی اصطلاحیں ہیں اور زمینی بادشاہوں سے انکا تعلق نہیں ہے اگر ہم شر کو چاہنے والے ہوتے تو ہم جہاد وغیرہ سے لوگوں کو کیوں روکتے اور زندگی سے ہم مخلوقات کو کیوں منع کرتے۔ غرض کپتان ڈگلس صاحب عقلمند نے ان سب باتوں کو پالیا اور پوری پوری انصاف سے کام لیا اور دونوں فریق میں سے ذرہ بھی دوسرے فریق کیطرف نہیں جھکا اور ایسا نمونہ انصاف پروری اور دادرسی کا دکھلایا کہ ہم دل سے خواہشمند ہیں کہ ہماری گورنمنٹ کے تمام معزز حکام ہمیشہ اسی اعلے درجہ کے نمونہ انصاف کو دکھلاتے رہیں جو نوشیروانی انصاف کو بھی اپنے کامل انصاف کیوجہ سے ادنی درجہ کا ٹھیراتا ہے اور یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے کہ کوئی اس گورنمنٹ کے پُرامن زمانہ کو بُرا خیال کرے اور اس کے برخلاف منصوبہ بازی کی طرف اپنا ذہن لیجاوے حالانکہ یہ ہمارے دیکھنے کی باتیں ہیں کہ سکھوں کے زمانہ میں مسلمانوں کو کسقدر تکلیف ہوتی تھی صرف ایک گائے کے اتفاقاً ذبح کئے جانے پر سکھوں نے چھ سات ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا تھا اور نیکی کی راہ اسطرح پر مسدود تھی کہ ایک شخص مسمی کمر شاہ اس آرزو میں ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں مانگتا تھا کہ ایکدفعہ **صحیح بخاری** کی زیارت ہو جاوے اور دعا کرتا کرتا روپڑتا تھا اور زمانہ کے حالات کی وجہ سے ناامید ہو جاتا تھا آج گورنمنٹ کے قدم کی برکت سے وہی صحیح بخاری چار پانچ روپے میں ملجاتی ہے اور اس زمانہ میں لوگ اسقدر دور جا پڑے تھے کہ ایک مسلمان نے جسکا نام خدا بخش تھا اپنا نام خدا سنگھ رکھ لیا تھا۔ بلکہ

اس گورنمنٹ کے ہم پر اسقدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گذارا ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔ تو پھر کسطرح سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔ اگر ہماری قوم کو خیال ہے کہ ہم گورنمنٹ کے برخلاف ہیں یا ہمارا مذہب غلط ہے تو ان کو چاہیئے کہ وہ ایک مجلس قائم کریں اور اس میں ہماری باتوں کو ٹھنڈے دل سے سنیں تاکہ ان کی تسلی ہو اور ان کی غلط فہمیاں دور ہوں جھوٹے کے منہ سے بدبو آتی ہے اور فراست والا اسکو پہچان جاتا ہے صادق کے کام سادگی اور یکرنگی سے ہوتے ہیں اور زمانہ کے حالات اس کے مؤید ہوتے ہیں۔

آجکل دیکھنا چاہیئے کہ لوگ کسطرح عقائد حقہ سے پھر گئے ہیں ۲۰ کروڑ کتاب اسلام کے برخلاف شائع ہوئی ہیں اور کئی لاکھ آدمی عیسائی ہو گئے ہیں۔ ہر ایک بات کے لئے ایک حد ہوتی ہے۔ اور خشک سالی کے بعد جنگل کے حیوان بھی بارش کی امید میں آسمان کیطرف منہ اٹھاتے ہیں آج ۱۳۰۰ برس کی دھوپ اور امساک باران کے بعد آسمان سے بارش اتری ہے اب اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔ برسات کا جب وقت آگیا ہے تو کون ہے جو اسکو بند کرے یہ ایسا وقت ہے کہ لوگوں کے دل حق سے بہت ہی دور جا پڑے ہیں ایسا کہ خود خدا پر بھی شک ہو گیا ہے حالانکہ تمام اعمال کیطرف حرکت صرف ایمان سے ہوتی ہے مثلاً سم الفار کو اگر کوئی شخص طباشیر سمجھ لے تو بلاخوف وخطر کئی ماسوں تک کھا جاویگا اگر یقین رکھتا ہو کہ یہ زہر قاتل ہے تو ہرگز اسکو منہ کے قریب بھی نہ لاوے گا حقیقی نیکی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو۔ کیونکہ مجازی حکام کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے اور پس پردہ کسی کا کیا فعل ہے اور اگرچہ کوئی زبان سے نیکی کا اقرار کرے مگر اپنے دل کے اندر وہ جو کچھ رکھتا ہے اس کے لئے اسکو ہمارے مواخذہ کا خوف نہیں اور دنیا کی حکومتوں میں سے کوئی ایسی نہیں جسکا خوف انسان کو رات میں اور دن میں اندھیرے میں اور اجالے میں خلوت میں اور جلوت میں ویرانے میں اور آبادی میں گھر میں اور بازار میں ہر حالت میں یکساں ہو پس درستی اخلاق کیواسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت میں اس کے نگران

اور اس کے اعمال اور افعال اور اس کے سینہ کے بھیدوں کی شاہد ہے کیونکہ دراصل نیک وہی ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو اور جسکا دل اور باہر ایک ہے وہ زمین پر فرشتہ کیطرح چلتا ہے۔ دھر یہ ایسی گورنمنٹ سے بے خبر ہیں کہ وہ حسن اخلاق کو پا سکے۔ تمام نتائج ایمان سے پیدا ہوتے ہیں چنانچہ سانپ کی سوراخ کو پہچان کر کوئی انگلی اسمیں نہیں ڈالتا۔ جب ہم جانتے ہیں کہ ایک مقدار اسٹرکینا کی قاتل ہے تو ہمارا اس کے قاتل ہونے پر ایمان ہے اور اس ایمان کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اسکو منہ نہیں لگائیں گے اور مرنے سے بچ جائیں گے۔ اور تقدیر یعنی دنیا کے اندر تمام اشیا کا ایک اندازہ اور قانون کے ساتھ چلنا اور ٹھیرنا اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ اسکا کوئی مقدر یعنی اندازہ باندھنے والا ضرور ہے گھڑی کو اگر کسی نے بالارادہ نہیں بنایا تو وہ کیوں اسقدر ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ اپنی حرکت کو قائم رکھکر ہمارے واسطے فائدہ مند ہوتی ہے ایسا ہی آسمان کی گھڑی کہ اس کی ترتیب اور باقاعدہ اور باضابطہ انتظام یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ بالارادہ خاص مقصد اور مطلب اور فائدہ کے واسطے بنائی گئی ہے اسطرح انسان مصنوع سے صانع کو اور تقدیر سے مقدر کو پہچان سکتا ہے لیکن اس سے بڑھکر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت کا ایک اور ذریعہ قائم ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ قبل از وقت اپنے برگزیدوں کو کسی تقدیر سے اطلاع دیدیتا ہے اور ان کو بتلا دیتا ہے کہ فلان وقت اور فلان دن میں میں نے فلان امر کو مقدر کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ شخص جسکو خدا نے اس کام کے واسطے چنا ہوا ہوتا ہے پہلے سے لوگوں کو اطلاع دیدیتا ہے کہ ایسا ہوگا اور پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے واسطے یہ ایسی دلیل ہے کہ ہر ایک دہریہ اس موقع پر شرمندہ اور لاجواب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمکو ہزاروں ایسے نشانات عطا کئے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا ہوتا ہے ہماری جماعت کے اسقدر لوگ اسجگہ موجود ہیں کون ہے جس نے کم از کم دو چار نشان نہیں دیکھے اور اگر آپ چاہیں تو کئی سو آدمی کو باہر سے بلوائیں اور ان سے پوچھیں اسقدر اخیار اور ابرار اور متقی اور صالح لوگ جو کہ ہر طرح سے عقلمند

وابستہ رکھتے ہیں اور دنیوی طور پر اپنے معقول روزگاروں پر قائم ہیں کیا ان کو تسلی نہیں ہوئی کیا انھوں نے ایسی باتیں نہیں دیکھیں جن پر نشان لکھی نہ رہی ہیں ہے اگر ان سے سوال کیا جائے تو ہر ایک اپنے آپ کو اول درجہ کا گواہ قرار دیگا۔ کیا ممکن ہے کہ ایسے ہر طبقہ کے انسان جنہیں عاقل اور فاضل اور طبیب اور ڈاکٹر اور سوداگر اور مشائخ سجادہ نشین اور وکیل اور معزز عہدہ دار ہیں بغیر پوری تسلی پانے کے یہ اقرار کر سکتے ہیں کہ ہم نے اس قدر آسمانی نشان بچشم خود دیکھے اور جب کہ وہ لوگ واقعی طور پر ایسا اقرار کرتے ہیں جسکی تصدیق کے لئے ہر ایک شخص مکذب کو اختیار ہے تو پھر سوچنا چاہیئے کہ ان مجموعہ اقرارات کا طالب حق کے لئے اگر وہ فی الحقیقت طالب حق ہے کیا نتیجہ ہونا چاہیئے کم سے کم ایک ناواقف اتنا تو ضرور سوچ سکتا ہے کہ اتنے گروہ میں جو لوگ ہر طرح سے تعلیم یافتہ اور دانا اور خوش روزگار اور بفضل الٰہی مالی حالتوں میں دوسروں کے محتاج نہیں ہیں اگر انھوں نے ہمارے دعویٰ پر میرے دعوے پر یقین حاصل نہیں کیا اور پوری تسلی نہیں پائی تو کیوں وہ اپنے وطنوں کو چھوڑ کر اور عزیزوں سے علیحدہ ہو کر غربت اور مسافری میں اس جگہ میرے پاس رہتے ہیں اور اپنی اپنی مقدرت کے موافق اپنے مال میرے سلسلہ کے لئے فدا اور دلدادہ ہیں۔

یہ ایک بات کا وقت ہے بہار کا بھی وقت ہے اور برسات کا بھی وقت ہے وہ کوئی نہیں جو خدا کے ارادے کو ٹال دے۔

محمد صادق بھیروی

اور صالح آدمی انکا اسم شریف تھا شاہ جی

عَبْدُ الرَّزَّاق میں ان کی ملاقات کبھی جایا کرتا تھا۔ ایک دفع ایسا اتفاق ہوا کہ بہت دنوں تک ان کے پاس نہ گیا اور پھر جب میں ان کی ملاقات کے لئے گیا تو انھوں نے فرمایا تم اتنی دیر تک کیوں نہ آئے میں نے عرض کی کہ ایسے ہی آنا نہ ہو سکا فرمایا کہ کیا تم کبھی قصاب کی دوکان پر نہیں گئے۔ کیا تم کبھی قصاب کی دوکان پر بھی نہیں گئے۔ اس فقرہ کو دو تین دفعہ دہرایا میں نہ سمجھ سکا کہ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے پھر آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے مجھکو سمجھایا کہ قصاب کس طرح اپنی دونوں چھریوں کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسری سے ملا لیتا اور رگڑ لیتا ہے۔ اس سے عارف کو سبق لینا چاہیئے کہ دنیا کے دھندوں اور تعلقات کے درمیان انسان کے قلب پر بہت جلد ایک زنگ چڑھ جاتا ہے اور معرفت کی تیزی جلد کند ہونے لگ جاتی ہے جسکے واسطے ضروری ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً نیک صحبت کے ساتھ قوت پکڑتا رہے چنانچہ

قرآن کریم نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ

تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو ان کی معیت سے قوت پکڑو۔ مبارک ہیں وہ جو صادق کو پہچانتے ہیں اور اسکی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے منہ چہرہ کے دیدار سے نور حاصل کرتے ہیں اور اسکی جاری کی ہوئی نہروں سے ایسا پانی پیتے ہیں کہ پھر کبھی پیاسے نہیں ہوتے۔

محمد صادق

فٹ نوٹ اس آیۂ کریمہ پر بغور نظر کرنے سے ہمارے بالغ خرد ناظرین اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ تقویٰ اللہ کی حقیقت اسوقت تک منکشف نہیں ہو سکتی جب تک کہ ایک فانی مرد کی پاک صحبت میں بیٹھ کر اس کے انفاس طیبہ کی برکت سے بہرہ ور نہوں۔ اس سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہیئے جو کہا کرتے ہیں کہ اپنے گھر میں بیٹھ کر الحمد للہ کر لینا کافی سمجھتے ہیں۔ اور کسی صادق کے ہاتھ پر بیعت توبہ کو ضروری نہیں سمجھتے تقویٰ اللہ سے انسان محسنوں کے زمرہ میں داخل ہو سکتا ہے مگر اس تقویٰ اللہ کی حقیقت ایک صادق کے حضور بیٹھ کر کھلتی ہے۔

(ایڈیٹر)

لطیفہ

حضرت مولوی نور الدین صاحب اپنے طالب علمی کے زمانہ کی بات سنایا کرتے ہیں کہ ہندوستان میں جب کہ ہم تعلیم پاتے تھے تو ہمارے ایک مہربان ستھے بڑے پرہیزگار

ضرور پڑھ لیں

مندرجہ ذیل کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں لو بعض انمیں سے اب بہت تھوڑی باقی ہیں اسلئے قرآن کریم کے اسرار اور نکات سے مزہ لینے والے احباب جسقدر جلد ممکن ہو منگوالیں ورنہ بعد میں عدم تعمیل ارشاد کے لئے ہمکو معاف رکھیں۔ کیونکہ اول تو یہ کتابیں چھپیں ہی تھوڑی ہیں اور پھر اکثر احباب جو کارخانہ کی اعانت اپنا فرض سمجھتے ہیں محض للہ تقسیم کرنے کے لئے متعدد کاپیاں خرید لیتے ہیں اس لئے بعد میں پھر جو درخواستیں آتی ہیں ہم ان کی تعمیل نہیں کر سکتے شکایت رہجاتی ہے لہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل کتابیں اسوقت موجود ہیں

رپورٹ جلسہ سالانہ

جسمیں حضرت **اقدس** کی تین مبسوط تقریریں **تقویٰ اللہ** کی فلاسفی اپنے دعاوی کی توضیح اسلام کی حقیقت اور ایمان کی حقیقت پر مشتمل ہیں غرض یہ کہ **امام الزمان** کا کلام ہے۔

اور دو زبردست تقریریں حضرت مولنا مولوی **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی کی اس مضمون پر ہیں کہ قرآن کریم کا منشا جبکہ اخلاقی تعلیم تھی تو پھر تحدیانہ پیشگوئیاں کیوں کی ہیں سوال کی وقعت سے جواب کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ قرآنی فلسفہ کے مزہ لینے والے ضرور پڑھیں

پھر حضرت مولنا مولوی حکیم **نور الدین** صاحب کی ایک لطیف تقریر **اثبات رسالت** اور **ضرورۃ امام** پر ہے قرآن کریم کے بعض مقامات کی لطیف تفسیر۔

علاوہ ازین ایڈیٹر کیطرف سے دو جزو مین حضرت اقدس کی بابت سالا کارروائی پر ایک ریویو کیا گیا ہے قیمت ۸

انذار

طاعون کے متعلق حضرت اقدس کی کل کارروائی کا مجموعہ - جسمین جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب اور حضرت اقدس کی دو جدا گانہ تقریرین اور جناب سید حامد شاہ صاحب کی ایک دلپسپ نظم حالات زمانہ پر ہے قیمت ۴ر

حضرت اقدس کی ایک **تقریر** مسئلہ وحدت وجود پر **خط** - نماز کی حقیقت اور دعا کا فلسفہ بیان فرمایا - اور مسئلہ وحدت وجود کی حقیقت کھول کر دکھائی ہے - بے نظیر مضمون ہے دوبارہ چھپی ہے قیمت ۱ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین

۱۸۷۸ء مین حضرت اقدس کے جو مضامین اسلام کی تائید اور حقیقت مین مخالفین پر حجت پوری کرنے کی غرض سے ہند و بانده مین شائع ہوئے تھے اُنمین سے پہلا حصہ جو قابل قدر مضمون ہین

وید و فرقان کا مقابلہ

الہام اور مسئلہ قدامت روح

قیمت ۲ر

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے

درس قرآن مجید مین سے چند باتین

قد تبین الرشد من الغی

بیا اوقات نادان پادری اور اُن کی کورانہ تقلید سے کم عقل آریہ اسلام پر جبر و اکراہ کا الزام لگاتے ہین مگر مین حیران ہوتا ہون کہ اسلام کیا ؟ اور جبر و اکراہ کیا ؟ خود لفظ اسلام جو سلم سے مشتق ہے اپنے اندر صلح اور آشتی کے معنے رکھتا ہے گویا بذاتہ اسلام مین صلح اور آشتی کا مادہ موجود ہے - اور یہ بالکل سچ ہے کہ ایمان جو تصدیق قلبی کا نام ہے جبر و اکراہ سے ممکن نہین - اسلام ایکطرف منافقون کی مذمت بیان کرتا ہے پھر دوسری طرف کب روا رکھ سکتا تھا کہ ایک انسان ایسے طور پر داخل اسلام ہو جس سے نفاق کا اندیشہ ہو ؟ چنانچہ اس آیت سے جو مدنی سورۃ کی ایک آیت ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قبول اسلام مین کسی قسم کا جبر و اکراہ جائز نہین ہے - جب کہ حق و باطل بالکل واضح ہو جاوے پھر اس مین اکراہ کی حاجت ہی کیا اسلام کے اصول بجائے خود اس قسم کے ہین کہ ایک سلیم الفطرت انسان کو ان کے قبول کرنے کے بدون چارہ ہی نہین رہتا -

مین اس الزام پر کہ اسلام بجبر پھیلایا گیا ذرا کھول کر بیان کرنا چاہتا ہون - اسلام مین شرط ہے کہ انسان صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اس کے صفات کاملہ اور رسالت اور یوم آخرۃ وغیرہ ضروریات دین پر ایمان لاوے تب وہ مسلمان ہوتا ہے اور یہ بات کیسی صاف اور سیدھی ہے کہ جبر و اکراہ سے کبھی کوئی دلی یقین پیدا نہین ہو سکتا - مین دعوے سے کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے واجب الاحترام جانشینون کے عہد مین کوئی شخص بھی جبر و اکراہ سے داخل اسلام نہین کیا گیا - بلکہ مین اس خیال کو یہان تک وسیع کرکے کہہ سکتا ہون کہ محمود غزنوی اور عالمگیر کے عہد مین بھی کوئی عاقل و بالغ جبر و اکراہ سے مسلمان نہین بنایا گیا اور ہرگز نہین بنایا گیا - دنیا مین تاریخ موجود ہے اگر کوئی ہے تو صحیح تاریخ سے اسکو ثابت کرے ایکبار ایک رئیس نے عالمگیر کا تذکرہ مجھسے کیا - مینے جب اُسکو جواب دیا کہ عالمگیر متعصب نتھا اور نہ اُس نے کسی کو جبراً مسلمان کیا تو اُسنے مجھسے کہا کہ آپنے خافی خان کی تاریخ نہین پڑھی مینے جواب دیا کہ مین ایسی تاریخون کو پڑھنا

نہین چاہتا جسکا نام ہی بتلا رہا ہے کہ خافی خان ہر بات وہ ہے جو مردون کے مبدان ہو -

غرض یہ ہے کہ اسلام نے کسیکو جبراً داخل اسلام کرنے کی اجازت نہین دی اور نہ کسی نے ایسا کیا - ہمکو تاریخ بتلاتی ہے کہ زمانہ رسالت مآب مین اور خلافت راشدہ مین صلح اور امن کے معاہدہ کے بعد کل مذاہب کے لوگ مذہبی آزادی حاصل کر لیتے تھے خیبر کے یہود بحرین اور عمان کے عیسائی حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کیوقت شام کے یہود اور عیسائی اسلام کے رعایا تھے اور اپنے مذہبی فرائض کی بجا آوری مین بالکل آزاد تھے -

عالمگیر پر بڑا الزام دیا جاتا ہے کہ اُس کے عہد مین بڑے بڑے عہدون پر ہندو ہی مختار تھے اگر کہا جاوے کہ اسکی اپنے بھائیون سے مذہبی لڑائیان تھین تو یہ بھی تاریخ کی ناواقفیت کی وجہ سے ہے ورنہ کون نہین جانتا کہ عالمگیر نے دکن کے ایک سید بادشاہ تانا شاہ پر چڑھائی کی اور اپنے مسلمان باپ اور بھائیون کو جو کیا وہ مخفی نہین - یہ امور پولیٹیکل تھے نہ مذہبی ایسا ہی محمود کی نسبت کہین تاریخ سے پتہ نہین لگتا کہ اس نے اشاعت اسلام اور دعوت اسلام مین ہمت صرف کی - اپنے بھائی مسلمان امیر اسمٰعیل سے جنگ کی یہان وہ مذہبی جنگ تھی اور ہند کے حملہ راجہ جیپال نے خود کرائے جسنے ابتدائی ورنہ محمود بلاد تاتار کو فتح کرنا چاہتا تھا - القصہ اسلام کا دامن اس الزام ناپاک سے بالکل پاک ہے

ضروری اطلاع

ہمارے مکرم چودھری رستم علیخان صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ سے اطلاع دیتے ہین کہ انبالہ سے گذر کر جو صاحب قادیان شریف جانیوالے ہون یا قادیان شریف سے واپس ہوتے ہوئے انبالہ سے گذرین وہ انبالہ مین اُنکو بشرط فرصت ضرور مل لیا کرین - اس سے باہمی محبت اور تعارف بڑھتا ہے - اور اگر کوئی کام ہو تو وہ بھی ہو جاتا ہے - اور اگر کسی صاحب کو اُترنے کی فرصت نہ ہو تو مجھے بذریعہ کارڈ صحیح وقت اور تاریخ سے اطلاع دیا کرین مین خود سٹیشن پر آ کر مل لیا کرونگا -

(ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ واقع قادیان شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا - الحمد للہ علی ذلک

قادیان دار الامن و الامان ۳۱ جولائی ۱۸۹۹ء ربیع الاول

ہماری حیدر آبادی جماعت

حیدر آباد دکن میں جناب سید محمد سعید صاحب کی کوشش اور سرگرمی عمدہ نتائج پیدا کر رہی ہے سید صاحب تبلیغ حق میں بڑی دلچسپی سے حصہ لے رہے ہیں ڈیڑھ سو کے قریب آدمی صرف انکی مساعی جمیلہ سے اس سلسلہ حقہ میں داخل ہو چکے ہیں اس کام کو اور بھی عمدہ طریق پر سرانجام دینے کیلئے آپنے بتائید و سرپرستی میر محمد رضوی صاحب وکیل ایک انجمن قائم کی ہے جسکی روئیداد ذیل میں درج کی جاتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہر ایک جگہ کی حقانی جماعتیں حیدر آبادی جماعت کے نقش قدم پر چلیں امید ہے کہ میر صاحب موصوف کی یہ کوششیں دینی ترقی کا موجب ہوں گی۔ (ایڈیٹر)

نقل

مقاصد و دستور العمل مجلس اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس امام الزمان

تمہید

میرے معزز احباب و شرفاء قوم نے بندۂ بیمقدار خادم محبان کو مقاصد و اغراض ترقی اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس فیضہ کی تحریر کے لئے شرف اعزاز بخشا ہے جسکا شکریہ ادا کرکے اپنی بے بسی اور ناتجربہ کاری سے سخت پشیمانی ہے۔ بہتر ہوتا کہ یہ اہم کام کسی ایسے سعید و بصیر و لئیق شخص کے سپرد فرمایا جاتا جو اس کام کا ہر طرح اہل ہوتا لیکن اس خیال سے گذارش کی جرأت ہو سکتی ہے کہ مصلحان و رہنمایان قوم ہدایت و اصلاح کے لئے بدل و جان ساعی و داعی ہیں۔ اور المسلم مراة المسلم کے فیض نما۔ اور اپنی جماعت کے لئے اس راعی کے فرائض کو مد نظر رکھتے ہیں جو اپنے کسی بھیڑ کو گلہ سے باہر ہونے نہیں دیتا اس امت مرحومہ کی صفات میں سے اللہ جل جلالہ نے یہ بھی ایک بڑی صفت ارشاد فرمائی ہے کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

نام دستور العمل

پس حسب تجویز جلسہ منعقدہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۷ھ روز جمعہ یہ مسودہ مرتب کرکے بغرض ترمیم و منظوری پیش کیا جاتا ہے اس کا نام دستور العمل ترقی اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس واقع حیدر آباد دکن رکھا جاوے۔

(نفاذ) اس کا اجرا ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ یوم عید السعید و المیلاد یعنی روز جمعہ سے ہوگا۔ اور تا وقتیکہ اجلاس عام سے اس کے خلاف میں کوئی امر طے نہ کیا جاوے واجب العمل ہر شریک پر ہوگا۔ الغرض حسب الارشاد عالی غالباً مقاصد و اغراض اتحاد اسلامی یہ ہونی چاہیئیں۔

مقاصد

مقاصد و اغراض ترقی اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس یہ ہوں گے۔

فقرہ (۱) کل فرق اہل اسلام میں باہم حقیقی اتحاد و اتفاق پیدا کرنا۔

(تشریح) حقیقی اتحاد سے غرض یہ ہے کہ اہل اسلام عملی طور پر اتفاق کے پابند ہوں کیونکہ اسلام کی لاانتہا خوبیوں سے یہی مہتم بالشان ایسی خوبی ہے جو بنی نوع انسان کو متحد الخلق و الخلق و الفعل و الخیال بننے کی تعلیم دیتی ہے۔ مگر وائے برحال ما کہ اسوقت یہ ساری باتیں ہماری زبان اور کتابوں میں برائے گفتن خواندن ہیں عملی نتیجہ تو الاماشاء اللہ حکم عنقا رکھتا ہے۔ بلکہ قریب تھا کہ یہ جوش لسانی و تحریری بھی بالکل بیسود پڑ جائے

مگر وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ کے ازلی اور زبردست اقتضاء نے ایسے نازک وقت میں ایک متبع سنت اور نائب الرسول امام الوقت کو اس کی تقویت کیلئے حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ کی صفت عنایت فرما کر کھڑا کر دیا جو ملک پنجاب سے ہدایت کے انوار کو بڑے زور کے ساتھ ساری دنیا میں پھیلا رہا ہے اور ہمارے نبی فداہ امی و ابی کا زندہ معجزہ ہے لہٰذا اب ہم سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ باہم سچے اتفاق سے اس مقدس امام کی پیروی کریں۔ اور زندہ اسلام سے مشرف ہو کر اپنی گم کردہ گرانمایہ پونجی کو پھر حاصل کریں۔

فقرہ (۲) قرآن مجید کی تسلیم اور اس کی اتباع میں ہر شریک بقدر طاقت خود حصہ لیا کرے۔

فقرہ (۳) باہمی ہر شریک اس جماعت کے اغراض و مقاصد کا محافظ رہے گا اور حتی الوسع باہمی مواسات و ہمدردی ذاتی بھی کرنی ہوگی۔

(**شریک**) ہر شخص موجودہ حیدرآباد جسکو حضرت اقدس سے بیعت ہو یا حضرت موصوف کا معتقد ہو ایک شریک جماعت حضرت اقدس کا ہو سکے گا۔

چندہ

ہر شریک جماعت کے سامنے فہرست چندہ پیش کی جاوے گی ہر شخص اپنی استطاعت اور طیب خاطر سے جو مقدار چندہ درج فہرست کر دیگا ماہانہ اس کی ادائی اس پر لازم ہوگی۔

محافظ و خازن اور خازن کا فرض

اس جماعت سے دو شخص منتخب کئے جائینگے جنمیں سے ایک کو محافظ کی خدمت اور دوسرے کو خازن کی سپرد رہیگی اور شخص خازن کے پاس ماہانہ چندہ ہر شریک ماہانہ جلسہ میں دیدیا کرے گا۔ اور اس کے لئے ایک کتاب رہیگی جس میں نام شریک چندہ دہندہ کے نام کے محاذی بعد وصول رقم چندہ خازن لکھ لیا کرے گا۔

رجسٹر اسماء

ایک کتاب جس میں کل شرکاء جماعت کے نام مع ولدیت و سکونت و علاقہ بتصریح درج رہینگے وہ خازن کے پاس رہے گی۔

رجسٹر مصرف

ایک کتاب مصرف چندہ کی جس میں ابواب خرچ وقتاً فوقتاً لکھے جایا کرینگے خازن کی تحویل میں رہیگی۔ شریک جماعت جسوقت چاہے معائنہ کرلے۔ اور سالانہ جماعت موجودہ حساب کتاب کو جانچ لیا کرے گی۔

فقرہ (۴) حضرت اقدس کی کل تحریرات یعنی کتب اشتہارات و اخبار وغیرہ کسی خاص مقام میں جو اندرون بلدہ واقع ہو فراہم کردئے جائیں اور کتب کا سلسلہ ہمیشہ مکرر ہو تاکہ خریدار کی بھی حاجت روائی ہو سکے قیمت مع خرچ مساوی رہے (**ا**) کتب و اخبارات و اشتہارات دیکھنے کے عام و خاص مجاز رہیں بشرطیکہ وہ کتاب وغیرہ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔ (**ب**) کتب کی نگہداشت و سلسلہ خرید و فروخت محافظ کے سپرد رہے جو کم سے کم تین روپے ماہوار کا تجویز کیا جائے (**ج**) محافظ کو لازم ہوگا کہ وہ بہت خوش اخلاق نرم مزاج و متحمل ہو اور اپنی کارگذاری کا حال ہفتہ وار بذریعہ تحریر کسی خاص رکن یا ارکان کو دکھایا کرے اور خازن کے دستخط لیا کرے (**د**) ممکن ہو تو ملاحظہ کنندگان کتب کے اسماء کسی رجسٹر میں درج کرلے۔

فقرہ (۵) حضرت اقدس کی تصانیف سے ہفتہ وار بعد نماز جمعہ دو گھنٹہ کے لئے ہمیشہ کچھ پڑھا جائے جسکو علی الخصوص ہماری جماعت کے لوگ سنیں اور بشرط مصلحت عام لوگوں کو بھی اس کے سننے کی اجازت رہے (**ا**) علی الخصوص رجوع الی اللہ اور تاکید نماز وغیرہ کا مضمون پڑھا جائے (**ب**) حضرت اقدس کے خطوط اخبار الحکم کا مضمون بقدر ضرورت سنایا جائے (**ج**) از قسم مذکورہ بالا مضمون حضرت کے کسی خادم کا جسکو ارکان مجلس پسند فرمالیں پڑھنے کی اجازت رہے

فقرہ (۶) اس کام کے لئے وسیع مکان کی ضرورت ہے جو اندرون بلدہ ہو اور ہماری جماعت میں سے کوئی صاحب سردست بلا کرایہ دیدیں (**ا**) اس مکان میں پانی وغیرہ کا انتظام صاحب خانہ سے متعلق رہے اور اس کے اسباب کی نگرانی فقرہ (۴) ذیل (ب) کے سپرد رہے۔

فقرہ (۷) اس مجلس سے کسیکو مناظرہ وغیرہ کرنے کا حق نہ ہوگا اور نہ یہ جماعت بطور خود کسی سے مناظرہ کریگی اس جماعت کے ہر شخص کو لازم ہے کہ وہ اپنے غصہ کا سخت دشمن بنکر وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ کا ثواب لیں (**ا**) جو صاحب بعد ملاحظہ کامل کتب حضرت اقدس کے کوئی شبہ حق جوئی کے طور پر تحریری یا تقریری پیش کریں تو حسب تقرر مجلس وقت معینہ پر جواب ادا کیا جائے۔

فقرہ (۸) ہماری جماعت کو جہانتک ممکن ہو ہفتہ وار حسب تصریح فقرہ (۵) کارروائی کے لئے مقام مقررہ پر حاضر رہنا ہوگا اور ماہانہ حاضری یعنی ہر ماہ کے آخر جمعہ کو بلا عذر لازم سمجھی جائے گی۔

فقرہ (۹) ممکن ہو تو اس مجلس کو اضلاع بلدہ کی جماعت کیلئے جو ہماری جماعت ہے اگر وہ منظور کریں صدر قرار دیا جائے اور وہاں کی حوائج کا رفع یعنی مقاصد و دستور العمل ہذا کے حتی المقدور اس مجلس سے ہو

فقرہ (۱۰) حضرت اقدس امام الزمان سے عرض معروض و مراسلت کا دائمی سلسلہ جاری کرکے وقتاً فوقتاً مقاصد مجلس کی اشاعت میں استمداد و استمداد ہوا کرے اور یہاں کی کارروائیوں کو اگر مصلحت سمجھی جاوے تو کسی اخبار یا اخبار الحکم کو اشاعت کے لئے دیا جائے مگر کوئی شخص بطور خود اسکا مجاز نہ ہوگا کہ وہ کسی

کارروائی کو کسی اخبار کو دے سکے۔

ثلٰث عَشَرۃَ کاملۃً

ملتمسۂ

میر محمّد سعید

بتائید جناب مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد

مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب

ہائے یہ بھی کس غضب کا جملہ ہے
اُف کیسی حسرت ٹپک رہی ہے!
نہین معلوم دیکھنے والے نے اسلامی دنیا مین کس بلا کا چھایا ہوا سناٹا دیکھا ہوگا کس قسم کی اُداسی برستی ہوئی دیکھی ہوگی کہ جسکو دیکھتے ہی دیکھتے اس کا دل بھر آیا اور بے اختیار اُسکی زبان سے نکل گیا کہ "مسلمانان درگور ومسلمانی درکتاب" اصل تو یہ ہے کہ خدا کسی دشمن کو بھی وہ روز بد نہ دکھائے کہ کسی مذہب کا کوئی آدمی خود اپنے ہی مذہب پر سوز وگداز کے ساتھ مرثیہ پڑھنے کے لئے بیٹھے۔

دل مین اک درد اُٹھا آنکھو نمین آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانئے کیا یاد آیا!

اسلام ایک جامع صفات انسانی طریقہ کا نام تھا مگر افسوس اب تو اسکی صورت کچھ ایسی بدل گئی کہ پہچانی ہی نہین جاتی۔ عرب کی سرزمین پر جاہلیت کے زمانہ مین کفر کی اندھیان چل رہی تھین جب ضلالت اور گمراہی کی گھٹا گھنگور گھٹائین بڑے زور شور کے ساتھ چارون طرف سے اُٹھ رہی تھین نفاق پھیلا ہوا تھا خود پسندی ہر شخص کی گھٹی مین پڑی تھی اسوقت اسلام کے چمکتے ہوئے آفتاب نے خاک بطحیٰ سے نکلکر اہل دنیا کی آنکھین کھولدین اور پھر اُنھون نے اسلام کی اُس پیاری صورت کو دیکھا جو سر سے پانون تک دلکش زیورون سے آراستہ تھی اور جس مین دلفریبی کچھ ایسی کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی کہ جسکو لوگ دیکھتے ہی دیکھتے دل پکڑ کر رہ گئے اور پھر یکے بعد دیگرے اپنے اس آبائی مذہب کو جسکی محبت اُن کے خون کے ساتھ ان کی رگون مین دوڑ رہی تھی چھوڑ چھوڑ کر اسلام کے شمع جمال کے پروانے بنگئے اور لطف یہ تھا کہ جو مسلمان ہوتا تھا وہ اسلام کی اس دلکش صورت کا ایک بہت اچھا آئینہ بنجاتا تھا جھوٹھ سے اسکو قطعی دشمنی ہوجاتی تھی غیبت کو وہ براجانتا تھا۔ بُری باتون سے اس کو نفرت ہوجاتی تھی اور اچھے کامون کی طرف بالطبع رغبت۔ اس کے دل مین اسلام کا ایک نیا جوش پیدا ہوجاتا تھا جس سے وہ سخت سے سخت آنیوالی آفتون کا بہت استقلال کے ساتھ مقابلہ کرتا تھا۔ اس کے ہر کام کی بنا خلوص اور محبت پر ہوتی تھی اور جو کام وہ کرتا تھا خاص خدا ہی کے لیے کرتا تھا۔ مکر اور فریب کو ان کے اعمال مین دخل تھا آپس مین ایک دوسرے کا سچا بہی خواہ اور ہمدرد تھا اور رنج وخوشی کا دل سے شریک۔ آپس مین بھائی بھائی بنتے۔ اخوت تھی اتفاق تھا اور ان عمدہ خصلتون نے اسلام کو وہ برقی قوت عطا کردی تھی کہ تھوڑے ہی دنون مین اس کی روشنی مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک پھیل گئی تھی۔ گو نومسلمون کو اپنے قدیم آبائی مذہب کو چھوڑنے اور اسلام کے قبول کرلینے کی وجہ سے ان کے اعزا اقارب اور دوست احباب کی طرف سے اُن پر سخت سخت اذیتین پہونچائی جاتی تھین۔ طعنہ کشی ہوتی تھی گھر بار سے نکالے جاتے تھے کھانا پینا بند کردیا جاتا تھا۔ تاجر اور دوکاندار ان کے ہاتھ کوئی چیز بیچتے نہ تھے مگر وہ اسلام کے کچھ ایسے جان داوہ اور عاشق تھے کہ یہ سب کچھ سہتے تھے مگر اسلام نہین چھوڑتے تھے۔ کسیطرح نہین چھوڑتے تھے اس موقع پر اسلام سے میری مراد فقط اسیقدر نہین ہے کہ خدا کی خدائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ہی وہ قائل ہون۔ بس اور کچھ نہین۔ نہین وہ ان سب صفات کے بھی جامع تھے جنکا سبق اسلام نے ان کو دیا تھا۔ زہد ان پر فخر کرتا تھا اور پرہیزگاری ان پر ناز کررہی تھی بُری خصلتون سے ان کو عار تھا۔ جس سے ملتے تھے خلق سے ملتے تھے۔ خلوص اور صفائی انکا شعار تھا۔ اپنے پرائے کے حقوق کو وہ اچھی طرح پہچانتے تھے اور بہت مستعدی کے ساتھ ان باتون پر انکا عمل تھا وہ اسلام کے سچے عاشق تھے اور رات دن اُن کو اُنھین باتون کا شوق تھا جنکی طرف اسلام اپنی تیکھی چتونون سے اشارہ کررہا تھا اسلام زبان سے فقط ایک بار

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کہہ لینے کا نام نہین ہے بلکہ اس پر سچے دل سے اعتقاد لانا اور اسی کے ساتھ ان احکام پر ایمان لانا بھی مشروط تھا جنکے کرنے نہ کرنے کے لئے اس کا کلام پاک نصیحت کا مجموعہ بنکر نازل ہوا تھا یا جس کی ہدایت اس کے رسول برحق نے فرمائی تھی۔

صوم صلوٰۃ حج اور زکوٰۃ خیر یہ تو اسلام کے رکن ہین ان کو فرض نہ جاننے والے پر تو کفر کا اطلاق ہوجاتا ہے لیکن اگر وہ حسن خلق۔ حسن معاشرت۔ تمدن۔ صلہ رحم۔ ذوی القربیٰ کے حقوق۔ مسافر فقرا اور یتیمون کے ساتھ اور عہد کی وفا۔ قول کی راستی ہا اور ان کے علاوہ وہ سب باتین جنسے انسان۔ انسان ہوسکتا ہے۔ اگر ان کی پابندی کے احکام کلام مجید مین ڈھونڈو گے تو ایک نہین۔ صدہا آیتین ملین گی۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ خدا کا حکم ہے عدل کرو احسان

ذو القربیٰ کے حقوق ادا کرو۔ بُری۔ بدنما اور فساد کی باتوں سے پرہیز کرو۔ خدا تمکو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم اُن کو یاد رکھو۔ ان پر عمل کرو۔

یہ ایک چھوٹی سی آیت تھی مگر غور کرنے کے قابل ہے کہ اس پر عمل کرنا انسان کو کہاں تک لوگوں کی نظروں میں ذی عزت بنا سکتا ہے اسی کے بعد پھر ارشاد فرماتا ہے

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا۔ جس بات کا عہد کرو۔ وعدہ کرو اسکو پورا کرو اور قسم کھا کر پھر لو نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو جسکو سنت رسول اللہ کہتے ہیں اگر غور سے دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ ہم سب آپسمیں کسطرح پیش آتے ہیں۔ کسطرح آنا چاہئے اور ہمارے رسول بابی وامی کس طرح ہر کس و ناکس کے ساتھ پیش آتے تھے آپ کے حضور میں جب کفار آتے تھے تو آپ اپنی چادر مبارک ان کے لئے بچھا دیتے تھے اور کفار کے لئے اپنی جگہ خالی کرتے کرتے اس جگہ تک پہنچ جاتے تھے جہاں پر جوتے رکھے ہوتے تھے۔

رَوَى هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ اَحَدٌ اَحْسَنَ خُلُقًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دَعَاهُ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِهِ وَلَا مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ اِلَّا قَالَ لَبَّيْكَ۔ ہشام ابن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دنیا میں کوئی خلیق نہ تھا اصحاب یا اہل بیت میں سے جب کوئی آپ کو پکارتا تھا تو آپ جواب میں لبیک ہی فرماتے تھے یعنی حاضر ہوں

قَالَ اَنَسٌ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ فِيْ شَيْءٍ فَعَلْتُهُ لِمَ فَعَلْتَ وَلَا فِيْ شَيْءٍ لَمْ اَفْعَلْهُ هَلَّا فَعَلْتَ

حضرت انس کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس برس رہا اتنے زمانہ میں کبھی کسی کام پر حضرت نے اعتراضاً یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اور مجھسے آپ کا کوئی کام نہ ہو سکا تو آپ نے تحکماً اتنا بھی نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا۔

یہی وہ خوبیاں تھیں جنمیں مقناطیسی قوت تھی جو لوگوں کے دل بے اختیار اپنی طرف کھینچ لیتی تھی اور عام لوگ مسلمانوں کا طرز عمل دیکھ دیکھ کر بڑے ذوق و شوق کے ساتھ جوق جوق اسلام میں داخل ہوتے جاتے تھے۔ جو مسلمان ہوتا تھا وہ اسلام کا سچا عاشق ہوتا تھا۔ اور اس کے عشق میں جو جو تکلیفیں کھانے پینے اور جسمی اذیتوں کی ان پر ہوتی تھیں انکو وہ اسی طرح راحت سمجھتا تھا جسطرح کسی دلستان کے عشق میں اس کا جاندادہ عاشق سب طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہے مگر منہ نہیں موڑتا ہے۔ جس کی تصدیق کے لئے حضرت بلال کا واقعہ بہت مشہور ہے وہی لوگ شریعت کے احکام کے دل وجان سے اتباع کرتے تھے۔ امین وہ تھے۔ سچے وہ تھے۔ جو کہتے تھے وہ کرتے تھے۔ اور جس امر کا وہ وعدہ کرتے تھے۔ اسکو وفا کرتے تھے۔ رحمدل وہ تھے۔ محسن وہ تھے۔ اعزا اقارب کے حقوق وہ پہچانتے تھے۔ کسی بندۂ خدا کے ٹھیس لگتی تھی تو ان کے دل پر چوٹ لگتی تھی۔ اگر کسی کے چوٹ لگتی تھی تو ان کے دل میں درد ہوتا تھا۔ کسی کے درد ہوتا تھا تو ان کے آنسو نکل آتے تھے اور اگر کسی کی آنکھوں سے آنسو نکلتے دیکھتے تھے تو بے اختیار وہ چیخ اُٹھتے تھے۔ اصل تو یہ ہے کہ وہی سچے مسلمان تھے اور انھیں کا ایمان تھا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے جسقدر بعد ہوتا گیا ویسا ہی اسلام

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ کا مصداق بنتا گیا۔ اسلام کے ہری بھری باغوں اور ہی ہوائیں چلنے لگیں۔ انقلاب ہو چلا اور اُداسی دوڑنے لگی۔ موسم بہار کی رت تو تھی پھول کھلے ہوئے بھی تھے مگر وہ انکا اگلا سا روپ ورنگ نہ تھا۔ نہ وہ رنگ میں شوخی تھی اور نہ وہ بھینی بھینی خوشبوئیں اُن سے آتی تھیں جو پہلے نکلی تھیں۔ غنچے چٹکتے تو تھے مگر چٹکنے میں درد کی صدا آتی تھی۔ شاخیں جھوم تو رہی تھیں مگر ان میں وہ لوچ نہ تھا جسکو دیکھتے ہی بے اختیار حسینوں کی کلائیاں یاد آجاتی ہیں۔ پتے ہرے تو تھے مگر وہ بھی کچھ افسوس سے ہاتھ مل رہے تھے۔ رفتہ رفتہ بہار یہاں سے رخصت ہونے لگی اور خزاں کا گذر ہو چلا ہرے ہرے پتوں پر زردی دوڑنے لگی پھول کُملانے لگے اور پھر خزاں کے جھونکے بڑے زور شور کے ساتھ یہاں بھی چلنے لگے۔ یہ اس زمانہ کا تذکرہ ہے جب تبع تابعین کا زمانہ گذر چکا تھا مگر خیر مسلمانوں کا طرز عمل اب تک اسلامی عظمت و جبروت کو کسیقدر سنبھالے ہوئے تھا اور مسلمان کچھ اسلام کے نام کا لحاظ و پاس کرتے تھے۔ اس کے بعد پھر جو زمانہ آیا گیا خراب ہی آتا گیا اور اس کے مخالف ہوائیں اسلام کے لئے ناسزاوار ہی رہیں اور اب تو کہا ہی نہیں جاتا۔ اسلامی صفات یا تو اب کتابوں میں ملیں گی۔ یا پہلے مسلمانوں کی قبروں میں۔ لیکن اُن مسلمانوں کو تو زمین کھا گئی اور ان کتابوں کو اب زمانہ کا انقلاب کہا جاتا ہے۔ اس زمانہ کے مسلمانوں کا حال نہ پوچھئے صاف صاف کہتے ہوئے تو ناہی حقیقت تو غنیمت اندیشہ ہے کہ کہیں لائبل کیس نہ ہو جائے۔ خیر کسیکو تو ہم کیا کہیں مثال دینے کی خود ایک ہماری ذات کیا کم ہے۔

۵

نہ گلم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم
ہمہ حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

ایمان کی تو یہ ہے کہ ہم میں اسلامی خو بو کیسی نام کو بھی نہیں چھو گئی ہے۔ حسد۔ بغض عداوت۔ فریب۔ بیرحمی۔ جھوٹھ۔ ریا دغابازی۔ خلف وعد۔ اور بیغیرتی۔ الغرض دنیا میں جسقدر بُری باتیں ہیں وہ سب ہم میں اسیطرح بھری ہوئی ہیں جسطرح ہمارے

محمد اسمٰعیل

اسلاف مین کبھی خوبیان تھین ع
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہ ہے ہمارا ایمان - اور ایسے ہین ہم مسلمان - ! لیکن یہ کیون ؟ اس لئے کہ وہ اسلامی زمانہ جسمین سچے اور دیندار مسلمانون کی جیتی جاگتی مثالین بکثرت موجود تھین جنکے طرز عمل کو دیکھ دیکھکر دوسرون کو غیرت آتی تھی دلومین جوش پیدا ہوتا تھا اب وہ زمانہ بہت دور گیا اور وہ علم بھی اُٹھ گیا اور اگر نہین اُٹھ گیا ہے تو اب اُٹھا جاتا ہے جو ارکان دین اور عقاید درست کردینے کے ساتھ اخلاق کو سنبھال سکتا تھا اور پھر یہ اور ستم ہوگیا کہ ہمارا اسلام اب آبائی ہوگیا - اب ہم کو اس سے بحث نہین کہ ہمارا مذہب ہے کیا اور ہم کو اس کی رو سے کیا کیا کرنا چاہیئے بس ہمارے لئے اسقدر کافی ہے کہ مسلمان کے گھر مین پیدا ہوئے اور بس زیادہ کیا چاہیئے - ہمارا اسلام اب رسم و عادت کی قبیل سے ہوگیا - چاہیئے تو یہ تھا کہ مسلمان بن مسلمان ہوکر ہمارے ایمان اور اسلام کو پہلے ایمان والون سے بھی زیادہ قوت ہوتی - اُن سے زیادہ دلون مین جوش ہوتا رگ و پے مین اسلام کی محبت بھری ہوتی اور محبت محبت کے درجہ سے بڑھکر عشق کے مرتبہ کو پہنچ جاتی - مگر نہین ہم نے اسلام کو آبا و اجداد سے بطور میراث مین ملا تھا مگر ہماری [illegible] کہ اسکو ہم نے اسی طرح بیقدری سے برباد و تباہ کردیا جسطرح [illegible] مرجانے والے مان باپ کا اندوختہ بڑی بیدردی کے ساتھ اڑا دیتے ہین -

ہماری افلاس - ہماری بیعزتی اور ہماری نکبت کا یہی قوی سبب ہے کہ ہمنے اپنے اچھے طریقون کو بُرے عادات سے بدل لیا - اور پھر ہم اس آیہ کریمہ کے مصداق بنگئے - اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ - حق تعالے کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جب تک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے -

اشتہار

اپنی جماعت کے نام

اور نیز

ہر ایک شخص کے نام جو خواہشمند ہو

ہماری جماعت مین اول درجہ کے مخلص دوستون مین سے مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہین جنھون نے علاوہ اپنی دوسری لیاقتون کے ابھی وکالت [illegible] امتحان پاس کیا ہے اور وہ بہت سا حرج اُٹھاکر چند ماہ سے ایک دینی کام کے انجام کے لئے یعنی بعض میری تالیفات کو انگریزی مین ترجمہ کرنے کے لئے میرے پاس قادیان مین مقیم ہین اور یقین ہے کہ جب وہ بعد فراغت اس کام کے اپنے کام وکالت پر جائینگے تو کسی قریب ضلع مین ہی کام شروع کرینگے اور مین اس مدت مین یعنی جب سے کہ وہ میرے پاس ہین ظاہری نظر سے اور نیز پوشیدہ طور پر اُن کے حالات کا اخلاق اور دین اور شرافت کی رو سے تجسس کرتا رہا ہون سو خدا تعالے کا شکر ہے کہ مین نے انکو دینداری اور شرافت کے ہر ایک پہلو مین بھی نہایت عمدہ انسان پایا ہے - غریب طبع با حیا نیک اندرون پرہیزگار آدمی ہے اور بہت سی خوبیون مین رشک کے لائق ہے - ان دنون مین انکو شادی کی ضرورت ہے - عمر تخمیناً چوبیس برس کے قریب ہوگی - خاندان کے زمیندار شریف اور موضع مرار علاقہ ریاست کپورتھلہ کے باشندے ہین - پہلے بھی مین نے اُن کے لئے اپنی جماعت مین تحریک* کی تھی مگر بعض وجوہ کے سبب سے اُس وقت اس کام کی انجام دہی مین معذوری پیش آئی - اور اب وہ وقت ہے کہ بخیر و خوبی وہ کام کیا جائے لہذا دوبارہ یہ اشتہار جاری کیا گیا - میرے نزدیک جہانتک مجھے علم ہے ہماری جماعت ایسا انسان یا کوئی اور شخص بہت ہی خوش قسمت ہوگا جس کی لڑکی یا ہمشیرہ کا رشتہ مولوی صاحب موصوف سے ہوجائیگا یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے ہونہار لڑکے جو بہمہ صفت موصوف ہون اور ہر طرح لائق اور معزز درجہ کے ہون تلاش کرنے سے نہین ملتے اور لوگ اکثر دھوکا کھا لیتے ہین اور اپنی لڑکیون پر ظلم کرتے ہین - چاہیئے کہ ہر ایک صاحب بہت جلد مجھے اطلاع دین اور یہ بات ضروری ہے کہ لڑکی علاوہ شکل اور صورت خداداد کے سنجیدگی اور شعور [illegible] ضروری لوازم کے موافق علم ادب یا فنون سے کافی بہرہ رکھتی ہو - زیادہ [illegible] کی ضرورت نہین - والسلام

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

* حاشیہ - جن صاحبون نے پہلے اشتہار کے وقت اس بارہ مین خط بھیجے تھے وہ خط محفوظ نہین رہے لہذا انکو بھی چاہیئے کہ دوبارہ اطلاع دین - منہ

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط کا انتخاب

یہ خط فرزند یا بھتیجے کے نام ہے -

دھوم دھام

دھوم دھام سے خوش اس لئے ہون کہ یہ دونون باتین بڑی سعادت کی ہین - اور نہایت اندیشہ مین بھی پڑا ہوا ہون یہ شہرت کیطرف سے ! یہ سارے پھندے خود میرے راستون مین پڑ چکے ہین اور مین انہین بار با پھنسا ہون - مجھے یہ خوف ہے کہ یہ تمہاری پرہیز گاری اور تقوی اور طہارت کی بلند نامی ظاہر پرست اہل دنیا کو تمہارے گرد جمع کردے انکی اطاعت اور خوشامد اور تعریفین نفس کو سرکشی مین مدد دین اور تمہین مریدون کا سراہنا اپنی ذات کی عاجزی اور کمزوری سے بیخبر کردے - ہم تم دونو ہی ایکدوسرے جانتے ہین کچھ نہین ایک سخت درجہ کے گنہگار ہین اگر کچھ ہین تو بس اتنا کہ مدتون بعد ہم مین اپنی ہستی کی نسبت سوچ کا مادہ پیدا ہو چلا تھا - اور صرف اپنا محض نکما اور ہیچمیرز ہونا ہمپر کھلنا جاتا تھا اگر ہم سے کسی طرح اپنی ذات کی نسبت اتنی سی پہچان (جو دوسری عارفون کے دریائے عرفان کے ایک قطرہ سے بھی کم ہے مگر ہمارے لئے غنیمت ہے) وہ بھی چھن جائے تو حالات میز ہماری شور بختی بڑی افسوس کے لائق ہوگی -

اصل یہ ہے کہ یہ خوبی اور قوت مامور من اللہ کو دیجاتی ہے کہ بیرونی محرکات خواہ وہ کسی قسم کے کیون نہون اس کے جذبات کو اپیل نہین کرسکتی - لوگون کی خوشامد اس مین خود پسندی اور انانیت کا مادہ پیدا نہین کرسکتی - کیون ؟ اس کی زندگی اس کا چال چلن اس کی ہر ادا تو دنیا کے لئے ایک نمونہ ہوتی ہے اس لئے اُن کی وہ قوتین گویا سلب ہوجاتی ہین جو خارجی محرکات سے جوش مین آکر ملکی خواص کو دبالیتی ہین - چونکہ ان کو اخلاق کے مختلف شعبون کی تعلیم دینی منظور ہوتی ہے اور عملی طور پر اس تعلیم کی سہولت دکھانی مدنظر اس لئے ہر ایک قسم کے امور ان کو پیش آتے ہین تاکہ وہ مکمل طور پر ہدایت کرسکین

سبق نہین لیتا ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے اپنے سالہاسال کے تجربہ کے بعد ایک ایسا گر بتلایا ہے جو سلیم الفطرت انسانون کے لئے ہر حالت مین خضر طریقت ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ راستباز کی مخالفت کے لئے کسی کا کوئی اعتراض یا طعن کبھی بھی باعث نہیں ہونا چاہیے خواہ وہ طعن کرنے والا کیسا ہی بڑا عابد و زاہد کیوں نہ ہو - کیونکہ آخر ابوالبشر خلیفہ اول آدم علیہ السلام پر طعن کرنے والے ملائکہ سے تو بڑھا ہوا نہ ہوگا پس اس کے طرز عمل کو دیکھو اس کی تسلیم پر غور کرو کہ منہاج نبوت کے خلاف تو نہین - بہرحال ہماری غرض اس وقت یہ ہے کہ انحضرت صاحب موصوف اس خط مین جو کچھ ارقام فرماتے ہین لاریب وہ سالک کے لئے بہت ہی مفید امر ہے لیکن کوئی نادان اس قاعدہ کو مامور من اللہ کے متعلق قائم کرکے دھوکا نہ کھاوے - وہ عوام الناس سے وحشت اور نفرت نہین کرسکتا اور نہ اُسے کرنی چاہیئے - بلکہ اُسکے اندر موانست اور تالیف قلوب کی ایسی قوت ودیعت رکھی جاتی ہے کہ عام لوگون سے وحشت وہ کرہی نہین سکتا ! ہر قسم کے انسان اس کے حضور آتے ہین تاکہ وہ اطمینان کے ساتھ تبلیغ حق کرسکے - اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ مامور من اللہ کو کسقدر وسعت اخلاق عطا ہوتی ہے اور اس کے سینہ مین کیسی انشراح ہوتی ہے -

ایڈیٹر

تریاق القلوب
جاذب الارواح الی حضرۃ المحبوب

مندرجہ بالا نام کا ایک رسالہ ان دنوں زیر

اشاعت ہے جب ہوگی دنیا کو معلوم ہوجاوے گا کہ کس فوق العادۃ استقامت اور جرأت کے ساتھ اسکا مصنف لوگون کو اپنے مشن کیطرف بلا رہا ہے اور اپنی صداقت کے لئے کسقدر زبردست تائیدی نشان اس کے ہاتھ پر صادر ہوچکے ہین - اللہ تعالی کی پاک ذات پر ایمان اور کامل ایمان کا نمونہ اس کی زندگی مین نظر آتا ہے - نظر انصاف اور فکر مستقیم سے اگر ایک دہریہ اور مادہ پرست انسان بھی اسکو پڑھ لیگا - تو ہمارا دل شہادت دیتا ہے کہ اُسے اگر اور کچھ نہین تو اتنا ماننے مین تو کلام نہین ہوسکے گا کہ خدا تعالے پر ایک کامل ایمان کے جس معراج پر یہ انسان پہنچا ہے - آج دنیا مین اس کی نظیر مشکل ہے - بہر نمط اللہ تعالے کے فوق الفوق ہستی پر ایمان پیدا کرنے اور منہاج نبوت کے اسرار کی کلید ہے اور لاریب دل کی زہرناک روحانی امراض کے لئے تریاق ہے اس کی قیمت ۸ تجویز ہوئی ہے ابھی مکمل نہین ہوا - بہرحال اپنی روحانی امراض کا مداوا چاہنے والے مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس امام علیہ السلام قادیان کے نام درخواست بھیجین -

ہجرت

اکثر احباب کے عنایت نامے خاکسار کے نام آتے ہین تو وہ سر سادہ آتے ہین اور سارے سی قادیان آتے ہین تو اسمین بڑی دقت اور مشکل ہوتی ہے اب مین ہر ایک صاحب کو جو مجھسے واقفیت رکھتے ہین اطلاع دیتا ہون کہ اب جو صاحب خاکسار کے نام خط لکھین وہ سیدھا قادیان بھیجین کس لئے کہ اب خاکسار ہمیشہ ہمیشہ کو ہجرت کرکے مع اہل وعیال والمال مین حضرت امام علیہ السلام کے قدمون مین آپڑا کر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرہم عیسےٰ — مرہم رسل — مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنیکے لئے نہایت نافع ہے یہ وہ مرہم ہے جو واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی ان کے صلیبی زخموں کیواسطے بنائی گئی تھی جبکہ حضرت مسیح صلیب کے بعد حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم ان کو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کی کیل ٹھوکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے ان چوٹوں اور زخموں کیلئے یہ مرہم تیار کی گئی

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپکو شفا بخشی

اور اس مرہم اس تواتر سے طبی کتابوں میں ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطباء اسلام نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کی بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے حواریوں نے اسکو بنایا تھا چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ اس مرہم عیسیٰ کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف میں قدر لکھنا کافی ہے کہ

حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح کو اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کیلئے نہایت پر تاثیر دوا ہے

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے مندرجہ ذیل امراض کیلئے جسقدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کرکے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے۔

طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر کے گھاؤ - گلٹیاں - چوٹوں کے زخم

پھنسی - پھوڑے - گنج - خارش - اور طرح طرح کی جلدی بیماریاں - ہر قسم کے **ناسور** - پرانے گندے زخم - **تلی** کے ورم -

بواسیر کے درد - **ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کان سے ریم کا بہنا - جانوروں کا کاٹ لینا - جل جانا - عورتوں کی** خطرناک بیماریاں

قیمت فی ڈبیہ ۱عہ - ۱۲؍

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین

لاہور بھاٹی دروازہ سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۱۲ ممیرے کا سرمہ سفید۔ اعلیٰ قسم فی تولہ ۱۲ خالص ممیرا فی ماسہ ۵ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا۔ دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے بہت پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے بیز بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔
راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلو والیہ نے طیار ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۰ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکو مین حزد و غور دوانے نکلی ہوئی تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی تھین انہین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھین صفائی کے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ **راقم** خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے طیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین۔ استعمال کرکے دیکھا۔ مفید پایا۔ میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطہ جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے
راقم ڈاکٹر برج جلاس گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ واقع قادیان شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۲۸ | قادیان دارالامن و الامان ۱۰ اگست ۱۸۹۹ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ | جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر

قربان تیرے اے ہمارے مجدد

اس اختلاف کا قضیہ بھی چکا دیا۔ تصویر کی بحث لفظ پرستوں معنی ناشناسوں میں دیر سے چلی آتی تھی خلیفۃ اللہ نے جو مصداق مَا یَنطِقُ عَنِ الہَوٰی ہے اپنے عمل سے اس راہ کو صاف کر دیا۔

حضرت اقدس امام علیہ السلام کی تین تصویریں ایک لسٹ (نصف قد) اور ایک پورے قد کی اور ایک گروپ ہیں۔ قیمت ذیل میں درج ہے درخواستیں مشتہر کے نام جلد آنی چاہئیں۔ درخواست کی تعمیل نقد قیمت پر یا وی پی کے ذریعہ سے ہوگی

مولوی عبدالکریم صاحب کی معمولی ڈاک میں سے ایک دوست کے نام خط

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مجھے ملا۔ درد دل سے دعا کی گئی حضرت اقدس کی خدمت میں مفصل عرض کیا گیا حضور ممدوح نے پختہ وعدہ فرمایا اگر کوئی دنیا کے کسی قانون پر کسی وعدہ پر کسی عہد پر وثوق کر سکتا ہے تو ہمیں اپنے خدا کے لاتبدیل کلام اسکے استمراری سنتوں پر اس سے زیادہ قوی ایمان ہے اور وہ فرماتا ہے اِنَّ اللہَ لَا یُضِیعُ اَجرَ المحسنین اور پھر فرماتا ہے والعاقبۃ للمتقین تو پھر ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ تعالے کا مخلص و محسن اور متقی بندہ بنے لوگ کسقدر بھوکے پیاسے اس امر کے ہوتے ہیں کہ کوئی مجرب نسخہ انہیں ملے بڑے بڑے ملکی مدبر گذشتہ تواریخ کو پڑھکر اور پھر بکیساں واقعات مجربہ کو دیکھکر ایک استقرائی نتیجہ نکال لیتے ہیں اور پھر اسکو دستور العمل بنانے کیلئے خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ نتائج علی الغالب صحیح ہوتے ہیں اور نہاں در نہاں اسباب

کی وجہ سے کبھی خطا بھی کرجاتے ہین مگر ایک استقرائی تجربہ اور مجرب نسخہ ہم مسلمانون کے پاس ایسا موجود ہے کہ جو لامعلوم وقتون سے برتا جاتا ہے اور کبھی نتیجہ خیز و دینے سے خطا نہیں کی **آدم** سے ہمارے سید الاصفیا اسوۃ الاتقیا صلے اللہ علیہ وسلم اور پھر ہمارے حضرت **مسیح** علیہ السلام تک تمام **منعم علیہم** کی اسپر مہر ہے اور وہ یہی ہے کہ خدا کی ساری نصرتین اور تائیدین صفت تقوی سے متصف ہونے پر موقوف ہین خدا کی گورنمنٹ ممبر گورنمنٹ ہے اگر ایک انسان دوست دشمن اور نیک و بد سے یکسان معاملہ نہین کرتا تو علیم حکیم کی کب شان ہے کہ ایسا کرے کتاب مجید مین فرماتا ہے **ام نجعل المتقین کالفجار** - کیا ہم فاجرون اور متقیون سے یکسان معاملہ کرینگے؟ ہرگز نہین تو سب سے ضروری امر یہی ہے کہ انسان متقی بننے کی کوشش کرے اور راتدن استغفار کے حصن حصین مین پناہ ڈھونڈتا رہے نامراد ہے وہ جو عورت کے پیٹ سے نکل کر ایک لحظہ بھر کے لئے بھی استغفار سے غافل ہوتا ہے آہ! ایسے جنگل مین کہ لا انتہا چیتے اور بھیڑیے چارون طرف سے کھانے کو لپک رہے ہین کیونکر ایک شخص مزہ سے سو سکتا ہے-

آپ ہرگز قناعت نہ کرین جب تک دعا مین سرور اور ذوق پیدا نہ ہوجاے اور کوشش کرین کہ نماز مین رکوع سجود کے اندر بعد مسنونانہ تسبیحات کے اپنی بولی مین لمبی لمبی دعائین آمرزش گناہان کے لئے کی جاوین اور جب تک دل بول نہ اُٹھے کہ آسمان کو اب میری آوازین چڑھنے لگ گئی ہین کسی اور حالت پر بس کرنا مومنانہ جوانمردی سے بعید سمجھنا چاہئے یہی حالت ہے جسمین انسان **ادعونی استجب لکم** کی صحیح کیفیت سمجھنے لگتا ہے اور یہی وہ نقطہ ہے جہان پہنچکر اُس کی آواز جناب ایزدی مین مسموع ہوتی ہے اور قبولیت کی لذیذ بشارتین اُسے ملتی ہین بہت لوگ گھبرا گھبرا کر پوچھتے ہین کہ دعا کیونکر قبول ہو- اور پھر کہتے ہین کہ اتنے روز دعا مانگی کوئی اثر ظاہر نہین ہوا- کم حوصلہ مضطرب فطرت جلد اکتا جاتے اور سررشتہ صبر ہاتھ سے دے بیٹھتے ہین ظاہری معالجات مین بھی ایسا ہی کرتے ہین- دو روز ایک طبیب کا نسخہ برتا پھر اکتا گئے اور دوسرے کیطرف رجوع کیا اور پھر اُس سے بھی ہٹ گئے یہ راہ حسن ظن اور استقامت چاہتی ہے کبھی خائب وخاسر نہین ہوا وہ جسنے یہ دو مدرقے ساتھ لئے

آپ بھی سچی توبہ کے ساتھ اس عمل پر مواظبت فرماوین- مین بھی انشاء اللہ دعا کرونگا اور حضرت **روح اللہ علیہ السلام** سے بھی کراؤن گا اور عادت ڈالو نے ذرا جلدی اپنے حالات سے مطلع فرمایا کرین-

اگرچہ یہ ابتلا آپ کو تو تلخ ہی معلوم ہوتے ہون گے مگر مین تو آپ کے حق مین انھین مبارک اور ایمانی ترقی کا موجب دیکھتا ہون مین آپ کے حالات مین دیکھ رہا ہون کہ ان مخالفتون کی وجہ سے آپ ایک پختہ مسلمان بنگئے ہین اور اغیار سے شدید نفرت روح مین پیدا ہوگئی ہے- برادرم یہی گر ہے جس سے ایمان کامل حاصل ہوتا ہے خدا کہتا ہے-

وَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ

جب تک ابتلا کے کورہ مین انسان ڈالا نہ جائے کندن نہین ہوسکتا بڑے بدنصیب ہین وہ جو ہر وقت آرام اور چین مانگتے ہین کہ یہ ابرار واخیار کی زندگی کی شان نہین ہمیشہ فسق و فجور نے اُن ہی محفلون مین راہ پائی ہے جہان سے ابتلا وفتن رخصت ہوے اور آسودگی اور آرام نے جگہ لی خدا کی کتاب کہتی ہے **واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق القول فدمرناها تدميرا** تمام انبیا اور صلحا کی سوانح پڑھکر دیکھ لین یہ لوگ سدا بے آرامی کے طالب رہے ہین- یہ لوگ دیوانے تو نہین ہوتے کہ تن پروری اور تن آسانی کو چھوڑ کر دروازہ دروازہ سے دھکے کھاتے پھرتے ہین اور جنکی خیرخواہی کرتے ہین اُن سے کیا کیا سنتے ہین آخر اس بے آرامی مین ہی کیا جو ان سب تلخیون کو گوارا کرادیتا ہے اُن کی اس استقامت و رہت کو دیکھکر تو دنیا پرست تن آسانیون کے مبتلا اُنھین مجنون کہہ اُٹھتے ہین آخری زمانہ مین اس برگزیدہ گروہ کا ایک کامل انسان جو ہم مین موجود ہے اُسی لہجہ سے کہتا ہے- ؎

ہمہ درد وساین عالم امان وعافیت خواہند
چہ افتاد این سرما کہ میخواہد مصیبت را

مینے بارہا اپنے محبوب مرشد سید الاولیاء **عیسی موعود علیہ السلام** کی زبان مبارک سے سنا ہے آپ فرماتے ہین ہم اسپر قادر ہین کہ ایسی تقریرین کرین اور ایسی تحریرین شائع کرین کہ لوگون کی مطلح صلح کل کے ڈھانچہ مین ڈھلی ہوئی ہون اور سب قومین علی اختلاف المشارب خوش ہوجاوین اور حکام و رعامین سے کسیکو بھی کبھی اُن پر نکتہ چینی کا موقع نہ مل سکے مگر اس خبیث دنیا کو خوش کرکے اپنے خدا کی دھتکار کی طاقت ہم کہان رکھ سکتے ہین-

اس نکتہ کیطرف اشارہ کرتی ہے یہ **حدیث** جو سید اہل بلا **محمد** مصطفے علیہ الصلواۃ و التسلیمات سے مروی ہے کہ مین چاہتا ہون کہ خدا کے رستہ مین مارا جاؤن پھر جلایا جاؤن پھر زندہ کیا جاؤن - الخ - مین خود اس راہ مین صاحب تجربہ ہون حزن واندوہ کی گھڑیون مین جب کہ ہمجنسون کے ہاتھون سے سخت ستایا گیا ہون اور اُن کی زبان سے ناگفتنی باتین سنین جنکی زبان میری مدح کرنے کرتے سوکھ سوکھ جاتی تھی تو ایسے اوقات مین تضرع وخشوع و ابتہال کی سیڑھی کے ذریعہ بڑی آسانی سے جناب الہی مین پہنچ گیا ہون مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ وہ ذوق و سرور کسی شادی مین نہین دیکھا جو ایسے وقت مین دعا مین حاصل ہوتا ہے اور بسا اوقات طبیعت اگر کچھ روز ابتلا دور ہوجائے تو پریشان اور روکھی سوکھی ہوجاتی ہے مینے ہمیشہ ایسے حال مین محسوس کیا ہے کہ اب دعا قبول ہوگی اور رویا اور کشف کے ذریعہ مجھے استجابت دعا کی اطلاع بھی دیگئی آپ پر یقینا خدا کی رحمت ہے کہ آپ کو بدسگال منصوبہ سازون

کے سر نہ میں پھنس دیتا ہے اس لئے نہیں کہ وہ موذی آپ پر مسلط ہو جاویں اور آپ کو ہلاک کر ڈالیں بلکہ اس لئے کہ آپ کا ایمان قوی ہو اور زمین سے تنگ ہو کر آسمان کی طرف دیکھنے کی عادت آپ ہو جاوے آخر میں مجبور ہوں کہ ایک دو باتیں آپ کو اور سنا دوں - میں دیکھتا ہوں کہ آپ باوجود معرفت کے حضرت ید اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے پہلو تہی کر رہے ہیں کوئی عذر ہو وہی ضعف ہے جو خدا تعالے پر کامل بھروسہ نہ ہونے سے پیدا ہوتا ہے کیا دنیا کا خوف ہے - میں آپ کی نسبت ایسا گمان نہیں کر سکتا اس لئے کہ یہ کمزوری پست فطرت مخنث طبع لوگوں کا خاصہ ہے اور کوئی روحانی تردد ہے اسکی تردید تو آپ پہلے خط میں کر چکے اور وعدہ کر چکے ہیں کہ اب بیعت کی راہ میں کوئی روک نہیں - یہی وقت چونکہ نازک ہے اور زندگی کا اعتبار نہیں سردست خط ہی کے ذریعہ سے بیعت کر لیں ملاقات پر پھر دیکھا جاویگا - میری بڑی آرزو ہے کہ اس سدرۃ المنتہی سے آپ کی شاخ کو پیوند نصیب ہو جائے والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -

آپ کا عاجز دوست
عبد الکریم سیالکوٹی

حضرت اقدس
اور
ایک ہندو گرو

یکم اگست ۱۸۹۹ء کو بعد مغرب حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے ایک ہندو سادھو صاحب جو اپنے طبقہ میں مشہور گرو ہیں تشریف لائے حضرت اقدس جیسا آپ کا معمول ہے نہایت ملاطفت اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور باتیں کرتے رہے آخر میں گرو جی کے ایک ایک سوال پر حضرت نے ایک بے نظیر تقریر فرمائی - چونکہ مغرب کا وقت تھا تاریکی کے سبب ہم لکھ نہیں سکے کیونکہ اندھیرا چھا جانے کی وجہ سے ہم اُس پر قادر نہ ہو سکے کہ حسب معمول اُسکو نوٹ کرتے - لہذا اس ملاقات میں سے کچھ باتیں جو حافظہ کے نوٹ بک میں محفوظ ہو گئیں اُنکو قلم بند کر کے اور اپنے محسن و مخدوم حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم سیالکوٹی ایدہ اللہ کی اصلاح سے ناظرین کی روحانی اور ایمانی ترقی کے لئے پیش کرتے ہیں پھر ہم اتنا کہے دیتے ہیں کہ یہ حضور کی گفتگو کا خلاصہ یا مفہوم ہے جسکو ہمنے الفاظ میں قلم بند کیا ہے

(ایڈیٹر)

(حضرت اقدس) آپ کے ہاں جوگ کا طریق سناتن دھرم کے اصول پر ہے یا آریہ سماج کے اصول پر۔
(سادھو) سناتن دھرم کیموافق۔
(حضرت اقدس) آریہ سماج ایک ایسا فرقہ ہے جسمیں صرف کہنا ہے کرنا نہیں۔
(سادھو) بیشک یہ لوگ گورو کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اور یہانتک کہ دیانند کو بھی گرو کی حیثیت سے نہیں مانتے کہتے ہیں کہ وہ ایک راہ بتا گیا ہے - اُسپر چلنا چاہئے
(حضرت اقدس) آپ کے جوگ کے لئے بڑی بڑی مشقتیں ہیں۔
(سادھو) جی ہاں۔
(حضرت اقدس) اس مشقت کے بعد کیا کوئی ایسی قوت اور طاقت پیدا ہو جاتی ہے جس سے اُس پریم کا پتہ لگ جاوے جو اُس ریاضت کرنے والے کو خدا کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ محبت کا پتہ اور وجود اُسوقت تک نہیں ملتا جب تک کہ دونوں طرفسے کامل محبت کا اظہار نہ ہو ادھر سے محبت کے جوش میں ہر قسم کے دُکھ اور تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے طیار ہو اور ادھر سے یعنی پرمیشر کیطرفسے ایسا پرکاش روشنی یا نور اُس کو ملے کہ وہ عام طور پر لوگوں میں متمیز ہو جاوے۔
(سادھو) ہاں کچھ بل اور طاقت آہی جاتا ہے۔
(حضرت اقدس) بھلا کوئی ایسی طاقت اور بل کی بات آپ سنائیں جو آپ کی سنی ہوئی نہ ہو بلکہ دیکھی ہوئی ہو یعنی آپ کے گرو میں یا اُن کے گرو میں - کیونکہ بات یہ ہے کہ سنی ہوئی بات کچھ ایسی مؤثر نہیں ہوتی خواہ وہ کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو - قصے کہانی کے ذیل میں سمجھی جاتی ہے جیسے مثلاً کوئی کہے کہ ایک دیش ہے وہاں آدمی اُڑا کرتے ہیں اب ہمکو اُس کے ماننے میں ضرور تامل ہوگا کیونکہ ہمنے تو ایسے اُڑتے دیکھے ہیں اور نہ خود اُڑے ہیں پس قوت ایمان اور یقین کے بڑھانے کے لئے سنی سنائی باتیں فائدہ نہیں پہنچاتی ہیں بلکہ تازہ بتازہ جو سامنے دیکھی جاویں اور اس سے بھی بڑھکر وہ جو خود انسان کی اپنی حالت پر وارد ہوں پس میرے اس سوال سے یہ غرض ہے کہ آپ کوئی ایسی بات بتلائیں جو اس ریاضت کرنے والوں میں آپ نے دیکھی ہوں یا سنی ہوں۔
(سادھو) ہاں ہمارے جو گرو تھے اُن میں بعض بعض باتیں ایسی تھیں جو دوسرے کے من کی بات بوجھ لیتے تھے اور پھر جو منہ سے کہہ دیتے تھے ہو جاتا تھا - اور جو اُن کے گرو تھے اُنمیں بھی بہت سی باتیں ایسی ہوتی تھیں - مگر اُن کو دیکھا نہیں تاہم دیکھنے کے برابر ہے کیونکہ اُن کو مرے کوئی اسی برس کے قریب ہوئے اور اُن کے دیکھنے والے ابھی موجود ہیں +
(حضرت اقدس) آپ نے بھی کوئی ریاضتیں کی تھیں +
(سادھو) جی ہاں میں نے بھی کی ہیں۔
(حضرت) کیا کیا +
(سادھو) پہلے چلّہ کشی کیا کرتے تھے یہانتک کہ آٹھ مہینے کا ایک ہی چلہ تھا۔
(حضرت) اُس میں کیا کھاتے تھے +
(سادھو) پہلے چاولوں کا آٹا کھایا کرتے تھے پھر صرف پانی جو پکا کر رکھا ہوا تھا - یعنی ایک گاگر کا نصف جب رہجاوے تو وہ رکھ لیا کرتے تھے اور اُس میں سے سیر کچا جسکو پی لیا کرتے تھے اور اُسیوقت پیشاب کر لیا کرتے تھے اور پھر کچھ نہیں (ناظرین اس مقام کو یاد رکھیں ایک لطیفہ سنائیں گے)
(حضرت) کیا اُس میں لوہا وغیرہ تو نہ ہوتا تھا ؟ -
(سادھو) نہیں +

حضرت اقدس) پھر کیا اس ریاضت کی حالت میں آپ کو کچھ عجیب وغریب نظارے نظر آئے۔

سادھو) ہاں کبھی روشنی نظر آتی تھی جو اندر ہو جاتی تھی اور دور دور سے آتے جاتے آدمی نظر آجاتے تھے۔

اس کے بعد ادھر ادھر کی باتیں قصبہ مکیریاں کی جہاں سادھو صاحب رہتے تھے ہوتی رہیں اور کچھ باتیں سادھو جی کے ایک چودہ پندرہ سالہ چیلے اور انکی گدی وغیرہ کے متعلق ہوتی رہیں اور چند منٹ خاموشی رہی۔ پھر اس مہر سکوت کو سادھو صاحب نے اپنے اس ایک سوال سے توڑا۔

سادھو) کیا آپ پرمیشر کو اکار مانتے ہیں یا نراکار۔

(حضرت مولوی نور الدین صاحب نے اس موقع پر بطور تشریح عرض کیا کہ مورتی کے قائل یا ایسا خدا اکہ مورتی کی ضرورت نہ ہو)

حضرت اقدس) ہم تو خدا کو مانتے ہیں اس کی عبادت اور پرستش کے لئے نہ تو ان استھنوں اور ریاضتوں کی ضرورت ہے اور نہ کسی مورتی کی حاجت ہے اور ہمارے مذہب میں خدا تعالے کو حاصل کرنے اور اس کی قدرت نمائیوں کے نظارے دیکھنے کے لئے ایسی تکالیف کے برداشت کرنے کی کچھ بھی حاجت نہیں ہم اپنے سچے پریمی بھگتوں کو آسان طریق بتلاتے ہیں خود تجربہ کرکے دیکھ لیا ہے بہت جلد ملتا ہے انسان اگر اسکی طرف ایک قدم اٹھاتا ہے تو وہ دو قدم اٹھاتا ہے انسان اگر تیز چلتا ہے تو وہ دوڑ کر اسکے برد کھین پر کاش کرتا ہے۔

میرے نزدیک مورتی بنانے والوں نے خدا تعالے کی اس حکمت اور راز کو نہیں سمجھا جو اس نے اپنے آپ کو بظاہر ایک حالت غیب میں رکھا ہے خدا تعالے کا غیب میں ہی ہونا انسان کے لئے تمام تلاش اور جستجو اور کل تحقیقاتوں کی راہوں کو کھولتا ہے جسقدر علوم اور معارف انسان پر کھلے ہیں وہ گو موجود تھے اور ہیں لیکن ایک وقت میں وہ غیب میں تھے انسان کی سعی اور کوشش کی قوت نے اپنی چمک دکھائی اور گوہر مقصود کو پالیا جسطرح پر ایک عاشق صادق ہوتا ہے اس کے محبوب اور معشوق کی غیر حاضری اور آنکھوں سے بظاہر دور ہونا اس کی محبت میں کچھ فرق نہیں ڈالتا۔ بلکہ وہ ظاہری ہجر اسکے اندر ایک قسم کی سوزش پیدا کرکے اس پر رحم سمجھا وغیرہ اور بھی ترقی دیتا ہے۔ اسی طرح بغیر مورتی کے خدا کو تلاش کرنے والا ایک سچی اور حقیقی محبت کا دعویدار بن سکتا ہے۔ جب کہ مورتی کے بدون اسکی توجہ کامل طور پر اس پاک اور کامل ہستی کیطرف نہیں پڑسکتی۔ انسان اپنی محبت کا خود امتحان کرے اگر اسکو اس سوختہ دل عاشق کیطرح چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے غرض ہر حالت میں بیداری کی ہو یا خواب کی اپنے محبوب کا ہی چہرہ نظر آتا ہے اور کامل توجہ اسی طرف ہے تو سمجھے کہ واقعی مجھے خدا تعالے سے ایک عشق ہے اور ضرور ضرور خدا تعالے کا پرکاش اور پریم میرے اندر موجود ہے لیکن اگر دنیاوی امور اور خارجی بندھن اور رکاوٹیں اسکی توجہ کو پھرا سکتی ہیں اور ایک لحظہ کے لئے بھی وہ خیال اس کے دل سے نکل سکتا ہے تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا تعالے کا عاشق نہیں اور اس سے محبت نہیں کرتا۔ اور اسی لئے وہ روشنی اور نور جو سچے عاشقوں کو ملتا ہے اسے نہیں ملتا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں آکر اکثر لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے اور خدا کا انکار کر بیٹھے ہیں۔ نادانوں نے اپنی محبت کا امتحان نہیں کیا اور اسکا وزن کئے بدون ہی خدا پر بدظن ہو گئے ہیں۔ پس میرے خیال میں خدا تعالے کا غیب میں رہنا انسان کی سعادت اور رشد کو ترقی دینے کی خاطر ہے اور اس کی روحانی قوتوں کو صاف کرکے جلا دینے کے لیے تاکہ وہ تو اس میں پرکاش ہو ہم جو بار بار اشتہار دیتے ہیں اور لوگوں کو تجربہ کے لئے بلاتے ہیں بعض لوگ ہمکو دوکاندار کہتے ہیں کوئی کچھ بولتا ہے کوئی کچھ۔ غرض ان بھانت بھانت کی بولیوں کو سنکر جو ہر ملک میں جو اس دنیا پر آباد ہے یورپ امریکہ وغیرہ میں اشتہار دینے میں اسکی غرض کیا ہے ہماری غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں تا کہ لوگوں کو اس خدا کیطرف رہنمائی کریں جسے ہمنے خود دیکھ لیا ہے۔ کسی سنائی بات اور قصہ کے رنگ میں ہم خدا کو دکھانا نہیں چاہتے۔ بلکہ ہم اپنی ذات اور اپنے وجود کو پیش کرکے دنیا کو خدا تعالیٰ کا وجود منوانا چاہتے ہیں۔ یہ ایک سیدھی بات ہے۔ خدا تعالے کی طرف جسقدر کوئی قدم اٹھاتا ہے خدا تعالیٰ اس سے زیادہ سرعت اور تیزی کے ساتھ اسکی طرف آتا ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک معزز آدمی کا منظور نظر عزیز اور واجب التعظیم سمجھا جاتا ہے تو کیا خدا تعالے کا تقرب حاصل کرنے والا اپنے اندر ان نشانات میں سے کچھ بھی حصہ نہ لیگا جو خدا تعالے کی قدرتوں اور بے انتہا طاقتوں کا نمونہ ہوں۔

یہ یاد رکھو کہ خدا تعالے کی غیرت کبھی تقاضا نہیں کرتی کہ اسکو ایسی حالت میں چھوڑے کہ وہ ذلیل ہو کر پیسا جاوے نہیں بلکہ جیسے وہ خود وحدہ لاشریک ہے وہ اپنے اس بندہ کو بھی ایک فرد اور وحدہ لاشریک بنا دیتا ہے۔ دنیا کے تختہ پر کوئی انسان اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا ہرطرف سے اسپر حملے ہوتے ہیں اور ہر حملہ کرنے والا اس کی طاقت کے اندازہ سے بیخبر ہو کر جانتا ہے کہ میں اسے تباہ کر ڈالونگا لیکن آخر اسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا بچ نکلنا انسانی طاقت سے باہر کسی قوت کا کام ہے۔ کیونکہ اگر اسے پہلے سے یہ علم ہوتا تو وہ حملہ کبھی نہ کرتا پس وہ لوگ جو خدا تعالے کے حضور ایک تقرب حاصل کرتے ہیں اور دنیا میں انکے وجود اور ہستی پر ایک نشان ہوتے ہیں بظاہر اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ہر ایک مخالف اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ میرے مقابلہ میں یہ بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ ہر قسم کی تدبیر اور کوشش کے نتائج اسے نہیں تک پہنچاتے ہیں لیکن جب وہ اس زد میں سے ایک عزت اور احترام کے ساتھ اور سلامتی

سے نکلتا تھا تو ایک دم کے لئے تو آدمی حیران ہونا پڑتا ہے کہ اگر انسانی طاقت کا ہی کام تھا تو اس کا بچنا محال تھا لیکن اب اس کا صحیح سلامت رہنا انسان نہیں بلکہ خدا کا کام ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ مقربان بارگاہ الٰہی پر جو مخالفانہ حملے ہوتے ہیں وہ کیوں ہوتے ہیں معرفت اور گیان کے کوچہ سے بیخبر لوگ ایسی مخالفتوں کو ایک ذلت سمجھتے ہیں مگر ان کو کیا خبر ہوتی ہے کہ اس ذلت میں ان کے لئے ایک عزت اور امتیاز نکلتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے وجود اور ہستی پر ایک نشان ہوتا ہے۔ اسی لئے یہ وجود آیات اللہ کہلاتے ہیں۔

غرض ہم جو اشتہار دے دیکر لوگوں کو بلاتے ہیں تو ہماری یہی آرزو ہے کہ ان کو اس خدا کا پتہ دیں جسے ہمنے پایا اور دیکھا ہے اور وہ اقرب راہ بتلائیں جس سے انسان جلد با خدا ہو جاتا ہے پس ہمارے خیال میں قصہ کہانی سے کوئی معرفت اور گیان ترقی نہیں پا سکتا جب تک کہ خود عملی حالت سے انسان نہ دیکھے۔ اور یہ بدون اس راہ کے جو ہماری راہ ہے میسر نہیں اور اس راہ کے لئے ایسی صعوبتوں اور مشقتوں کی ضرورت نہیں یہاں دل بکار ہے خدا تعالیٰ کی نگاہ دل پر پڑتی ہے۔ اور جس دل میں محبت اور عشق ہو اسکو مورتی سے کیا غرض؟

مورتی پوجا سے انسان کبھی صحیح اور یقینی نتائج پر پہنچ نہیں سکتا۔

خدا تعالےٰ کی نگاہ انسان مخلص کے دل کے ایک نقطہ پر ہوتی ہے جسکو وہ دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ اسکی خاطر وہ خوشی دل سے ہر صعوبت و مکروہ کو برداشت کرلیگا۔ یہ ضرور نہیں کہ کوئی بڑی بڑی مشقتیں کرے اور دائم حاضر باش رہے ہم دیکھتے ہیں کہ خاکروب ہمارے مکان میں آکر بڑی تکلیف اٹھاتا ہے اور جو کام وہ کرتا ہے ہمارا ایک بڑا معزز مخلص دوست وہ کام نہیں کر سکتا تو کیا ہم اپنے وفادار احباب کو بیقدر سمجھیں اور خاکروب کو معزز و مکرم خیال کریں۔ بعض ہمارے ایسے بھی احباب ہیں جو مدتوں کے بعد تشریف لاتے ہیں اور انھیں ہر وقت ہمارے پاس بیٹھنا میسر نہیں آتا۔ مگر ہم خوب جانتے ہیں کہ ان کے دلوں کی بناوٹ ایسی ہے اور وہ اخلاص و مودت سے ایسی خمیر کئے گئے ہیں کہ ایک وقت ہمارے بڑے بڑے کام آسکتے ہیں۔ نظام قدرت میں بھی ہم ایسا ہی دیکھتے ہیں کہ جتنا شرف بڑھ جاتا ہے محنت اور کام ہلکا ہو جاتا ہے ایک مذکوری کو دیکھو اتبار پروانوں کا اسے دیا جاتا ہے اور ایک ہفتہ کے اندر حکم ہے کہ تعمیل کرکے حاضر ہو بیمار ہو دھوپ ہو جاڑا ہو دیہات کے رستے خراب ہوں کوئی عذر سنا نہیں جاتا اور تنخواہ پوچھو تو پانچ روپے۔ ادہر حکام بالا دست کا معاملہ اس کے بالکل برخلاف ہے۔ اس قانون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا قانون بھی اپنے برگزیدوں سے ایسا ہی ہے۔ خطرناک ریاضتیں کرنا اور اعضا اور قویٰ کو مجاہدات میں بیکار کر دینا محض نکمی بات اور لاحاصل ہے۔ اسی لئے ہمارے ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ

یعنی جب انسان کو صفت اسلام (گردن نہادن بر حکم خدا و موافقت تامہ بمقادیر الٰہیہ) میسر آجائے تو پھر رہبانیت یعنی ایسے مجاہدوں اور ریاضتوں کی کوئی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد ساڈھو صاحب تشریف لے گئے اور کھانا رکھا گیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے رہبانیت کو نہیں رکھا۔ اس لئے کہ وہ معرفت تامہ کا ذریعہ نہیں ہے۔

لطیفہ

ساڈھو صاحب نے اپنے تپ کے اندر خوراک کا ذکر کرتے ہوئے پانی کا ذکر فرمایا ہے کہ ان ایام میں ان کی وہی غذا تھی اس پر حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے ایک لطیفہ بیان فرمایا ہے کہ ان سے ایک تجربہ کار نے کہا کہ اگر بہت سا پانی پکایا جاوے یہانتک کہ پیالہ رہجاوے تو بہت مقوی ہوتا ہے کیونکہ وہ در اصل پانی نہیں ہوتا بلکہ ان کیڑوں کی جو پانی میں ہوتے ہیں یخنی ہوتی ہے۔

چہ خوش کہاں گوشت کھانا منع اور کہاں آبی کیڑوں کی یخنی۔ ہمارے خیال میں گوشت کا چسکا اجازت نہیں دیتا کہ ہڈی بھی چھوڑی جاوے اس لئے کیڑوں کے کل وجود کا ست لذیذ اور خوشگوار معلوم دیتا ہے اور جوگی ساہبا کی منزلوں میں اس کی خوراک کا جواز احسن قرار دیا ہے۔

(ایڈیٹر)

مکتوب امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مشفقی مکرمی حضرت پیر عباس علی شاہ صاحب زاد عنایتہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بعد ہذا دو قطعہ ہنڈوی عـــہ پہنچ گئے جزاکم اللہ خیرا۔ امور خمسہ کی بابت جو آپ نے حسب الارشاد منشی احمد جان صاحب تاکید لکھی ہے مناسب ہے کہ آپ بعد سلام مسنون منشی صاحب مخدوم کی خدمت اس عاجز کیطرف سے عرض کر دیں کہ حتی الوسع آپ کے فرمودہ پر تعمیل ہوگی اور آپ کو خدا جزائے خیر بخشے یہ بھی گذارش کیجاتی ہے کہ حصہ سوم کتاب براہین احمدیہ میں جو دس وسوسوں کا بیان ہے وہ آریہ سماج والوں کے متعلق نہیں آریہ سماج ایک اور فرقہ ہے جو وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور دوسری کتابوں کو نعوذ باللہ انسانوں کا اختراع سمجھتے ہیں اس فرقہ کے رد کرنے کے لئے کتاب براہین احمدیہ میں دوسرا مقام ہے لیکن دس وساوس جو حصہ سوم میں لکھے گئے ہیں وہ برہمو سماج والوں کا رد ہے۔ یہ ایک اور فرقہ ہے جو کلکتہ اور ہندوستان کے

اکثر مقامات مین پھیلا ہوا ہے اور لاہور مین بھی موجود ہے یہ لوگ کتب الہامیہ کا انکار کرتے ہین اگرچہ ہندو ہین مگر وید کو بہتر مانتے نہ اس کی تعلیم کو عمدہ سمجھتے ہین یہ لوگ آریہ سماج والون کی نسبت بہت ذی علم اور دانا ہوتے ہین اور کئی اصول ان کے اسلام سے ملتے ہین مثلاً یہ تناسخ کے قائل نہین ہین بت پرستی کو بُرا سمجھتے ہین - خدا کو صاحب اولاد اور متولد ہونے سے پاک سمجھتے ہین مگر کتب الہامیہ کے منکر ہین اور الہام صرف ایسی باتونکا نام رکھتے ہین جنکو انسان خود اپنی عقل یا فکر کے ذریعہ سے پیدا کرے یا معمولی طور پر اس کے دل مین گذر جائین اور انبیاء کی متابعت کو ضروری نہین سمجھتے اور صرف عقل کو کافی قرار دیتے ہین الہام ربانی سے انکار کرنا انکا ایک مشہور اصول ہے جیسا رسالہ برادر ہند مین جو پنڈت شیونراین کی طرف سے شائع ہوتا تھا چھپتا رہا ہے چونکہ ہندوستان مین ان کی جماعت بہت پھیل گئی ہے اور ان کے وساوس کا ضرر نو تعلیم یافتہ لوگون کو بہت پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے اسلئے ضرور تھا کہ ان کا رد لکھا جاوے اور انکا کتب الہامیہ سے انکار کرنا ایسا جزو مذہب ہے جیسا کہ ہمارے یہان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار اصل مذہب ہے -

غرض آریہ سماج ایک الگ فرقہ ہے جو بہت ذلیل اور ناکارہ خیال رکھتا ہے اور وہ عقل کے پابند نہین بلکہ صرف وید پر چلتے ہین اور بہت سے واہیات اور مزخرفات کے قائل ہین مگر برہمو سماج کا فرقہ دلائل عقلیہ پر چلتا ہے اور اپنی عقل ناتمام کیوجہ سے کتب الہامیہ سے منکر ہے چونکہ انسان کا خاصہ ہے کہ معقولات سے زیادہ اور جلد تر متاثر ہوتا ہے اس لئے اطفال مدارس اور بہت سے نو تعلیم یافتہ ان کی سوفسطائی تقریرون سے متاثر ہو گئے اور **سید احمد خان** بھی انھین کی ایک شاخ ہے اور انھین کی صحبتون سے متاثر ہے پس ان کے زہرناک وساوس کی بیخکنی کرنا از حد ضرور تھا - لاہور کے برہمو سماج نے پرچہ رفاہ مین بہ نیت رد حصہ سوم کچھ

لکھنا بھی شروع کیا ہے مگر حق محض کے آگے ان کی کوششین ضائع ہین عنقریب خدا انکو ذلیل اور رسوا کرے گا اور اپنے دین کی عظمت اور صداقت ظاہر کر دیگا

منشی احمد جان صاحب نے جو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تعریف مین مبالغہ نہو اسکا مطلب اس عاجز کو معلوم نہین ہوا اس کتاب مین تعریف قرآن شریف اور حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے سو وہ دونو دریاے بے انتہا ہین اگر تمام دنیا کے عاقل اور فاضل انکی تعریف کرین تب بھی حق تعریف کا ادا نہین ہو سکتا چہ جائیکہ مبالغہ تک نوبت پہنچے - ہان الہامی عبارت مین کہ جو اس عاجز پر خداوند کریم کی طرف سے القا ہوے کچھ کچھ تعریفین ایسی لکھی ہین کہ بظاہر اس عاجز کیطرف منسوب ہوتے ہین مگر حقیقت مین وہ سب تعریفین حضرت خاتم الانبیاء کی ہین صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی وقت تک کوئی دوسرا انکی طرف منسوب ہو سکتا ہے کہ جب تک اس نبی کریم کی متابعت کرے اور جب متابعت سے ایک ذرہ مُنہ پھیرے تو پھر تحت الثریٰ مین گر جاتا ہے ان الہامی عبارتون مین خداوند کریم کا یہی منشا ہے کہ تا اپنے نبی اور اپنی کتاب کی عظمت ظاہر کرے -

۸ر نومبر ۱۸۸۲ء مطابق ۲۶ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ

فلسفہ مذہب

یہ کہتے ہین دانائے اسرار نیچر
کہ ہوا ایک سے دوسرا جلوہ گستر
ہے پانی سے مٹی تو مٹی سے پتھر
ہون پانی بخارات ارضی نکل کر
رگڑ سے ہوئی آگ عالم مین پیدا
ہے اسٹیم مین اُسکی طاقت ہویدا
اسی طرح چلتے چلے جاؤ اوپر
ملین گے پتے تمکو ایسے ہی یکسر
مگر دور پہنچو گے جب یان سے چلکر
تو ہو جائے گی عقل حیران و ششدر
نہ نکلو گا وان کام عقل بشر سے
نہ سمجھو گے اسکو نہ دیکھو نظر سے
خدا نے کئے ہین عناصر جو پیدا
ہین ترکیب اجسام کے چند اجزا
اگر ہم بنا بین کوئی ان سے پتلا
بنے گا نہ ہم سے کوئی ایک بھنگا
بس اب جان لو یہ کہ صنعت ہے کسکی
بشر جس سے عاجز وہ حکمت ہے کسکی
اگر آپ سے آپ ہم بن بھی جاتے
عناصر سے اجسام ترکیب پاتے
مگر یہ حواس و خرد کیسے آتے
جو یون مغز سر اور دلمین سماتے
بتاؤ یہ ادراک کس نے دیا ہے
شناسائے عالم یہ کس نے کیا ہے
خدا ہے وہی عقل مین جو نہ آئے
اُسی کی ہے طاقت جو سب مین سمائے
اُسی نے ہین یہ چاند سورج بنائے
اُسی نے ہین یہ غنچہ و گل کھلائے
اُسی نے یہ اجسام کو روح دی ہے
اُسی سے یہ ارواح مین آگہی ہے
جو ہے نفس ناطق ہمارا تمھارا
جسے روح کہتے ہین عالم مین دانا
جو ہے سب حقایق کا ادراک کرتا
سمجھتا ہے جو خوب اپنا پرایا
تو سِل وہ رکھتا ہے قرب خدا سے
مدارج ہین حاصل اُسے کبریا سے
ہے ادراک خالق سے لاچار دنیا
ہے ما فوق عقل بشر ذات والا
منابع سے کب ہے خبر وار دریا
نہ جانے کوئی ذرہ تعریف صحرا
خبر آگ کو کیا وہ آئی کہان سے
ہوا کو خبر کیا چلی وہ جہان سے
اجمادات کیا ہین یہی خاک پتھر
ہون الماس و یاقوت یا لعل احمر
ہو چاندی کہ سونا ہو مٹی کہ کنکر
موثر ہے ان سب مین ترکیب نیچر
حرارت برودت رطوبت یبوست
بنائے انھین حسب فرمان قدرت
مری آنکھ سے دیکھ بندہ خدا کے
بتون مین جو آئین نظر اُس کے جلوے
نشان ذرہ ذرہ مین اُس کے ہین ملتے
جدا سب کی صورت جدا سب کے سانچے

ہے ہر ذرہ سورج سے آنکھیں لڑائے
کوئی ایک ذرہ تو ایسا بنائے
جمادات میں ہر شجر کے ہے لب پر
کہ خالق مرا ہے خداوند اکبر
ہے ہر نخل خالق کی قدرت کا دفتر
ہے ہر برگ میں صنعت خاص مضمر
کریں جذب اجسام میں حسب عادت
حرارت برودت رطوبت یبوست
کھڑا ہے وہ دیکھو جو نخل تناور
وہ چھوٹے سے اس بیج میں ہے سراسر
یہ صنعت ہے کسکی کرو غور دم بھر
کہ اس بیج میں آگیا وہ سمٹ کر
ذرا بڑکو تم بیج میں بڑکے دیکھو
اثر بیتے بیتے میں تم جڑکے دیکھو
درختوں کے نر مادہ کا کام دیکھو
توالد کا ان کے سرانجام دیکھو
کہیں نطفہ و شکل ارحام دیکھو
کہیں خاص قدرت کہیں عام دیکھو
کرو غور سر نہانی میں ان کے
بڑھاپے لڑکپن جوانی میں ان کے
کہیں مادہ سے نر ملاتا ہے جوڑا
رہے رحم میں نطفہ مادہ کے نر کا
کہیں رحم میں نطفہ لیجائے کیڑا
ہوا سے کہیں اڑکے پہونچے وہ نطفا
بتاؤ تو یہ کارسازی ہے کس کی
زمانہ میں یہ پاکبازی ہے کس کی
کہیں تخم بوئے سے اوگے زمین پر
کہیں بیل پھیلے درختوں پہ بکھر
کہیں ہو رہے شاخ قلم بار آور
کہیں شاخ پیوند ہو سایہ گستر
بدن میں جو انسان کے ترکیب دیکھو
شجر میں وہی حسن ترتیب دیکھو
نباتات کے بعد حیوان کو دیکھو
بناوٹ میں ترکیب انسان کو دیکھو
ہرن اور شیر نیستان کو دیکھو
نمر اور ماہی و سرطان کو دیکھو
طیور و وحوش اور سباع و بہائم
چرندہ و پرندہ و عزائم غنائم
عیان سب سے ہے صنعت حق کی قدرت
کہو تم خدایا لکھو اس کو فطرت
ہے ہر شے میں اس کی نمودار صنعت
ہے ہر فرد اس کی حسن ادا پہ حجت

وہ صانع وہ خالق وہ مالک ہے سب کا
اسی سے عیاں جلوہ ہے روز و شب کا
جہاں آئینہ ہم ہیں تصویر اُس میں
خدا کی ہے صنعت سے تنویر اس میں
ہزاروں صنائع ہیں تحریر اس میں
ہے جلوہ فزا رنگ تقدیر اس میں
مٹے شکل یا اس کا آئینہ ٹوٹے
مصور کا اس سے تعلق نہ چھوٹے
یہ فوٹو گراف اور یہ تار برقی
جو ہیں معجزات کمالات علمی
یہ ساری کلیں جو ہیں تازہ ترقی
ہوں منسوب اس سے ہیں ایجاد جسکی
جو موجد ہیں اس کے وہی حق نما ہیں
جدا جو ہوں ان سے وہ حق سے جدا ہیں
ہے آواز کی چال تم سب نے دیکھی
ہوا کی ہے رفتار چلنے میں آندھی۔
چراغ اور سورج کی ہے چال برقی
گرج کی صدا سے چلے جلد بجلی
گر کتنے سیارے پاؤ گے ایسے
جو بجلی سے ہیں سیکڑوں درجہ آگے
مگر ہمکو دی ہے خدا نے وہ طاقت
ملی ہے نفوس بشر کو وہ قدرت
جو سب سے زیادہ ہے سرگرم سرعت
ہے دل کے خزانہ میں یہ سب امانت
ادھر ہمنے سوچا ادھر ہمنے پایا
تصور خدا تک گیا اور آیا
ثنا ناشہری سے جو تم نے برادر
کرو اس کے مطلب کو تم یاد ازبر
خدا نے کیا سب کو پیدا برابر
وہ ہر ایک مذہب میں ہے پاک و برتر
خدا کو ہر اک حال میں یاد رکھنا
مرے یار میری روح کو شاد رکھنا

نکاح

ہفتہ زیر اشاعت میں ہمارے مکرم حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کا مولوی بہار الدین صاحب احمد آبادی کی دختر نیک اختر سے نکاح ہوا بعد نماز مغرب مجلس نکاح منعقد ہوئی۔ حضرت اقدس مع جمیع احباب و خدام تشریف فرما تھے مولوی نور الدین صاحب نے ایک نہایت موثر مگر مختصر خطبہ نکاح پڑھا اور آخر میں یہ کہکر ختم کیا کہ خطبہ کی بنسبت قرآن کریم کے بیان کردہ احکام معاشرت کو بجا لانے میں اس خطبہ کو تبا کرنیکی ضرورت ہے [illegible]

لاہوری ملہم پارٹی اور ہماری حضرات ایدہ اللہ

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشتم دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را!

ہمارے محترم ناظرین لاہوری ملہم کے نام سے الحکم کے کالموں میں مختلف نمبروں میں حضرت اقدس کے کسی مخالف کا ذکر پڑھ چکے ہیں اور یا یہ توجیہ کہ انھوں نے مخالفت میں الہامی رنگ اور دعوی رکھا تھا اور رکھا ہے ناظرین کو ان کے متعلق چند ضروری امور اور کوائف کی معلوم کرنے کی بڑی آرزو ہی اول ہی اول جبکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی سرکلر لیٹر میں یہ نام آیا تو خود مولانا کو اور ہمکو بہت سی خطوط حالات مزید کے معلوم کرنیکے لئے پہنچے لیکن نہ تو مولانا ممدوح کا اور نہ ہم بعض ضروری مصالح دین کی خاطر ان خطوط پر توجہ کر سکے لیکن الحکم کا نمبر زیر اشاعت ہمارے محسن و مخدوم مولوی نور الدین صاحب کا ایک پردہ بر انداز خط لیکر شائع ہوتا ہے اور آئندہ اس سلسلہ کے جاری رہنے کی امید کیجاتی ہے اسلئے ناظرین کو لاہوری ملہم اور انکی پارٹی کے متعلق انٹروڈیوس کرا دینا ضروری ہے۔ لاہوری ملہم صاحب کا نام الٰہی بخش ہے جو محکمہ نہر میں اکونٹنٹ ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا جب آپ قادیان میں تشریف لائے تھے اور انکی اصلاح کے لئے ضرورۃ الامام گران قدر رسالہ کی ضرورت پڑی۔ منشی صاحب نے دعوی کیا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب کے خلاف الہام ہوئے ہیں اسپر حضرت اقدس نے صرف اسلام کی حالت پر اور بنی نوع انسان پر رحم کرکے یہ مناسب سمجھا کہ چونکہ یہ امر ایک سخت حربہ اسلام اور نفس الہام پر ہے مناسب سمجھا کہ ان لوگوں کے مخالف الہام جمع کرکے توجہ کی جاوے تاکہ کوئی فیصلہ ناطق ہو جاوے کیونکہ اس سے لوگ ورطہ میں پڑیں گے کہ جبکہ خدا ہی کی طرف سے الہام ہوتے ہیں تو متضاد الہام کے کیا معنے۔ غرض اس بنا پر خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا جو درج اخبار ہوگا۔ مگر لاہوری ملہم صاحب اکیلے ایکیلے ہی نہیں ہیں آپ کی پارٹی بھی ہیں اور رمال بھی جنمیں سے منشی عبد الحق صاحب پنشنر اکونٹنٹ آپ کے الہامات کے مفسر ہیں اور سید فتح علی شاہ صاحب خان بہادر ڈپٹی کلکٹر اور حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر آپ کے پرانے رفیق ہیں غرض یہ چار آدمیوں کی پارٹی ہے۔ سر دست اتنا ہی کہدینا کافی ہے اور حضرت اقدس کے خطوط اور مولوی نور الدین صاحب کے باقی خطوط جب درج ہونگے ان کے ساتھ ساتھ مختصر طور پر ضروری کوائف بتلاتے چلینگے منشی صاحب کی طرز عمل سے ہر چند پایا جاتا تھا کہ انکی مخالفت کا سلسلہ ایک خاموشی کے عالم میں رہیگا بلکہ سنا گیا ہے کہ ملہم پارٹی منشی الٰہی بخش [illegible]

حضرت مولنا مولوی نور الدین صاحب

کا

ایک ضروری خط

برادرم منشی تاج الدین صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - پرسوں شام کے وقت ایک میرے مکرم معظم دوست نے برسر مجلس ذکر فرمایا جسکا خلاصہ یہ تھا منشی تاجدین صاحب نے ارقام فرمایا ہے ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب نے مجھے دریافت کیا ہے کہ کیوں ابتک منشی الٰہی بخش صاحب نے اپنے الہامات دربارہ حضرت مرزا صاحب شائع نہیں فرمائے - ڈپٹی صاحب نے فرمایا کہ نور الدین نے کیا مجھی اس راقم خاکسار نے منشی جی کو منت وسماجت خط لکھا ہے کہ منشی صاحب ایسے الہامات کے شائع کرنے سے باز رہیں اس لئے منشی صاحب نے اشاعت الہامات مخالفہ مرزا صاحب سے اعراض کیا

برادرم! اس کلام کے سننے سے مجھکو تعجب اور حیرت ہوئی - اور میں عام اہل اسلام کی حالت پر دیر تک افسوس کرتا رہا تعجب اسلئے کہ ایک ملہم من اللہ جسکو الہام الٰہی سے ثابت ہو گیا کہ فلان شخص اللہ و رسول کا مخالف ہے تو اس مخالف اللہ و رسول کا پردہ فاش کرنیکے لئے ہمہ تن متوجہ ہونا چاہئے تھا کسی کے روکنے سے وہ کیونکر رک سکتا تھا۔

۲ جب منشی الٰہی بخش صاحب کو ثابت ہو چکا کہ مرزا صاحب کے الہامات نعوذ باللہ شیطانی ہیں اور غلط ہوتے ہیں اور انکو پختہ طور پر معلوم ہے کہ نور الدین مرزا جی کا دل سے جان سے مال سے عزۃ و آبرو سے فدائی ہے اور پورا معتقد ہے تو مرزا کے ایسے معتقد کے خط بخلاف الہامات آلٰہیہ کیوں منع ہوتے ۳ نص صریح ہے کہ ماموربین اللہ مداہن لوگوں سے کچھ پروا نہیں کیا کرتے تو اگر نور الدین نے مداہنت چاہی تھی تو منشی الٰہی بخش صاحب پر واجب تھا کہ نور الدین کا وہ خط جسمیں اس نے منشی جی کو روکا ہے الہامات کے ساتھ شائع کردیتے تاکہ سب پر منشا منشی صاحب اور مرزا جی کے ساتھ مرزا کے ایک مرید کی بھی پردہ دری ہو جاتی اور اس سے عام لوگ نتیجہ نکالتے کہ یہ جماعت کیسی مکار ہے

۴ اگر وہ الہامات منشی جی کے منجانب اللہ ہوتے تو وہ کسی کے کہنے سے انکی اشاعت سے کیوں رکتے کیا انکو خبر نہیں بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کس کتاب کا حکم ہے کیا ان کو خبر نہیں کہ ودوا لو تدھن فیدھنون کون کہتا ہے ۵ مرزا صاحب نے منشی جی کو براہ راست خطوط لکھکر تحریک کی پس اس تحریک کے مقابل نور الدین کا پرائیویٹ خط کیوں زیادہ مؤثر ہوا - ۶ مرزا صاحب اپنے الہامات اپنی تحقیقات کی اشاعت میں کیسے دلیر ہیں انکے مخالفوں کو چاہیے تھا کہ مرزا صاحب سے زیادہ دلیر ہوتے - کیوں؟ وہ لوگ اپنے گمان کیا یقین میں راستباز اور مرزا صاحب نعوذ باللہ مفتری ہیں ۷ منشی صاحب نے وعدہ کا ایفا نہ کیا - اور نور الدین کے کہنے سے ان العہد کان مسئولاً سے کیوں بے پروائی کی ۸ ڈپٹی صاحب اول سید اہلبیت دوم دنیا میں معزز عہدہ پر ممتاز میرا دل نہیں پسند کرتا کہ میں مان لوں ایسا بڑا آدمی جھوٹھہ بولتا ہو - جھوٹھہ بولنا بڑے ہی کمینوں کا کام ہے جھوٹا ذلیل ہوتا ہے پس مجھکو حیرت ہے کہ یہ غیر واقعہ کلمات کہاں سے نکلے ۹ میرے نزدیک ماموربین اللہ اور دوسروں میں یہ بھی ایک فرق ہے کہ ماموربین اللہ ہمت نہیں ہارتے - تھکتے نہیں - ڈرتے نہیں - گھبراتے نہیں مشکلات کیوقت دلیر ہوتے ہیں آخر کامیاب ہوتے ہیں - دیکھلو مرزا صاحب نے مخالفوں کے مقابلہ میں کیسے کیسے کام کئے ہیں - کیا ہمت ہاری ہے؟ نہیں! تھکا؟ نہیں! ڈرا ہے؟ نہیں کیا دلیر نہیں ہوا؟ کیا کامیاب نہیں ہوا؟ سوچو!!! ۱۰ وتلک عشرۃ کاملۃ۔

اگر منشی صاحب اپنے الہامات اور پیش از وقت اپنی پیشگوئیاں شائع کرتے تو انکو پتہ لگ جاتا کہ ان پیشگوئیوں کی اشاعت میں کیا کیا مشکلات آتی ہیں اور پھر انکو یہ بھی پتہ لگ جاتا کہ جو اعتراض انھوں نے مرزا جی پر کئے ہیں کیا وقعت رکھتے ہیں - مثلاً مرزا جی کے وعدہ پر - براہین احمدیہ کی اشاعت پہلیوں التوا میں ہے حالانکہ مخالفوں کے لئے بار بار اشتہار دئے گئے کہ وہ براہین کا روپیہ واپس لے لیں - اور روپیہ دیا بھی گیا) مثلاً آتھم کی پیشگوئی کہ آیا شرط پوری ہوئی جیسے الہام میں مشروط تھی یا نہ ہوئی - مثلاً بشیر احمد کے متعلق کہ وہ موعود فرزند ہے حالانکہ وہ موعود حسب الہامات بحمد اللہ موجود ہیں - مثلاً انکا خیال کہ مسجد کا روپیہ مسجد پر خرچ ہوا یا نہیں - یا معرض التوا میں ہے وغیرہ وغیرہ - ابتک تو منشی صاحب اپنے گھر میں خاص خاص احباب کے سامنے بیان فرماتے ہیں اور اُن کے احباب بھی فرماتے ہیں کہ اُن کی پیشگوئیاں بہ نسبت مرزا جی کے بہت مصفی اور صحیح ہیں مگر جب معاملہ پبلک میں عام طور پر مرزا جی کیطرح پیش ہوتب ظاہر ہو جاویگا کہ ماموربین اللہ کون ہے؟ عند الامتحان یکرم الرجل او یہان

برادرم یاد رکھو جو باتیں الہامی طور ثابت ہوں انمیں اعلیٰ وہی ہیں جو لکھی ہوئی ہم دیکھیں - قرآن کریم میں اللہ فرماتا ہے ام عندھم الغیب فھم یکتبون نبی کریم کے مخالفوں پر بھی الزام قائم ہوا ہے کہ اگر ان کے پاس غیب ہے تو اسے لکھا ہوا پیش کریں - میرے بھائی آخر میں آپکو بڑے زور اور جوش سے نصیحت کرتا ہوں کہ آپ کامل استقلال کامل بردباری کامل حوصلہ اعلیٰ ہمت سے کام لیکر اسوقت ڈپٹی صاحب سے دریافت فرماتے کہ لیس الخبر کالمعائنۃ - ہمیں وہ خط نور الدین کا دکھائیں آپ ڈپٹی صاحب اگرچہ راستباز ہیں مگر راستی کا ثبوت دینا راستبازی کے مخالف نہیں - مولیٰ کریم بھی سچا مولیٰ کا رسول بھی سچا - مگر پھر بھی دونوں نے اپنی صداقت کے ثبوت دئے ہیں - پس آپ راستباز سہی ہمیں راستبازی کے ثبوت سے محروم نہ فرماویں - بہرحال اب پھر کوشش کریں شاید اسی ذرہ سی بات میں حق ظاہر ہو جاوے کہ ڈپٹی صاحب اور انکو منشی صاحب کو یہ خبر دینے والا کیسا راستباز ہے ہمیں تو ایسی خبریں فیات کا موجب ہیں اور انشاء اللہ بہتوں کیلئے ترقیات کا باعث ہونگی - اب آپ ہمت بلند سے کام لیں اور اس خط کو نکلوائیں جسمیں نور الدین نے خوشامد کرکے منشی جی کو روکا ہے - میرے بھائی میں دلیری سے عرض کرتا ہوں کہ میری تحریریں بچپن سے لیکر آجتک کبھی بھی ایسی نہیں جنکی اشاعت سے مجھے کسی نوع کا خطرہ ہو۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَھٰذِہٖ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیَّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

۱۰ اگست ۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حوارین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنیکے لئے نہایت نافع ہے

یہ وہ مرہم ہے جو واقع صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی۔ جب کہ حضرت مسیح صلیب کے بعد حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم اُن کو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کے کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے ان چوٹوں اور زخموں کے لئے یہ مرہم طیار ہوئی۔

جو برابر چالیس روز تک حضرت عیسیٰ کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خداتعالیٰ نے آپکو شفا بخشی۔

اور اس مرہم کا اس تواتر سے طبّی کتابوں میں ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطبّاء اسلام سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے حواریوں نے اسکو بنایا تھا چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم عیسیٰ کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب و غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اس کی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف میں اسقدر لکھنا کافی ہے کہ

حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح ع کو اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کے لئے نہایت پُر تاثیر دوا ہے

اس کے لگانیکے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل امراض کیلئے جس قدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیّا کر کے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے۔ طاعون

سرطان کے زخم۔ خنازیر کے گہاؤ۔ گلٹیاں۔ چوٹوں کے زخم

پھنسی پھوڑے۔ گنج۔ خارش اور طرح طرح کی جلدی بیماریاں۔ ہر قسم کے ناسور پرانے گندے زخم تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا

کان سے ریم کا بہنا۔ جانوروں کا کاٹ لینا۔ جلجانا عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ ۱۲؍ ۔ عہ

کارخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین لاہور

لوہاری دروازہ سے طلب کرو۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

مستند انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا ٹیٹلی سرخی ابتدائی - موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اعداد ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا میرےکا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ عہ خالص میرو فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۸ خرچڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے -

المشتہر - پروفیسر میا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرےکا سرمہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اس لئے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرےکا سرمہ ضروری ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی -

۲ مین بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ ام دیوی بعمر ۵۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکو نمین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ رہتی اور دکھتی رہتی تھین اُنمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اُس کی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ مین نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین - استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطہ جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے -

راقم ڈاکٹر پرجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا - میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

قادیان ۱۱۔ اگست ۱۹۰۹ء

میرا چوتھا خط

اخوانی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بہت دنون سے ایک اخلاقی نقص نے میری توجہ اپنی طرف پھیر رکھی ہے مین چاہتا ہون کہ اس کی اصلاح کی نسبت چند باتین لکھون شاید کسیکو فائدہ ہو جائے۔

بہت سے خطوط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت مین دعا کے لئے آتے ہین اور جواب مین لکھا جاتا ہے کہ دعا کی گئی۔ اور یہ واقعی امر ہے کہ حضرت موعود علیہ السلام دعا کی ہر درخواست پر توجہ کرتے ہین تھوڑے دنون کے بعد بعض لکھتے ہین مجھے فائدہ نہین ہوا اور وہ حال سے خالی نہین یا تو آپ نے دعا نہین کی یا اگر کی ہے تو توجہ سے نہین کی ۱۱ یہ ایسی خطرناک ٹھوکر ہے کہ اس کا نتیجہ آخرکار منہ کے بل گرنا ہوتا ہے۔ مینے ایکدن اسبارہ مین عرض کیا فرمایا سخت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ دعا کے مضمون پر پھر قلم اٹھایا جائے اور پہلے مضمون کافی ثابت نہین ہوے۔ فرمایا دعا نہایت نازک امر ہے۔ اس کے لئے شرط ہے کہ مستدعی اور داعی مین ایسا رابطہ مستحکم ہو جائے کہ اسکا درد اس کا درد ہو جائے اور اس کی خوشی اس کی خوشی ہو جائے جسطرح شیرخوار بچہ کا رونا مان کو بے اختیار کردیتا اور اس کی چھاتیون مین دودہ اتر آتا ہے ویسے ہی مستدعی کی حالت زار اور استغاثہ پر داعی سراسر رقت اور عقد ہمت بنجائے۔ فرمایا اصل بات یہ ہے کہ یہ سب امور خدا تعالی کی موہبت ہین الکتاب کو اہین دخل نہیں۔ توجہ اور رقت بھی خدا کے ہاں سے نازل ہوتی ہے جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کے لئے کامیابی کی راہ نکال دے۔ مگر سلسلہ اسباب مین ضروری ہوتا ہے کہ داعی کو کوئی محرک شدید جنبش دینیکو والا ہو۔ اس کی تدبیر بجز اس کے نہین کہ مستدعی اپنی حالت ایسی بنائے کہ اضطرارا داعی کو اس کی طرف توجہ ہو جائے۔ فرمایا کہ جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی اور جسے دیکھکر مین دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہون وہ ایک ہی بات ہے کہ مین کسی شخصکو معلوم کرلون کہ یہ خدمت دین کے سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا کے لئے خدا کے رسول کے لئے خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندون کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخصکو جو درد والم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے فرمایا ہمارے دوستون کو چاہیئے کہ اپنے اپنے دلوں مین خدمت دین کی نیت

باندھیں جس طرز اور رنگ کی خدمت
جس سے بن پڑے - پھر فرمایا میں
سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے
نزدیک قدر و منزلت اُس شخص کی ہے
جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے
ورنہ وہ کچھ پروا نہیں کرتا کہ لوگ
کتوں اور بھیڑوں کی موت مر جائیں۔
میں نے جہاں تک تجربہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ
کے کلام سے بھی وہی مستنبط ہوتا ہے
قبول دعا کے لئے اور کسی مرد خدا کے
دل میں دعا کی تحریک پیدا کرنے کے لئے
ایک ہی گر ہے اور وہ اضطرار ہے۔
خدا تعالےٰ فرماتا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ
الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ
یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ مضطر کی دعا
سُنی جاتی ہے - درحقیقت جیسے اس
سلسلہ اسباب میں ہر مسبب کے لئے ایک
مناسب سبب ہے ویسی ہی استجابت دعا کے
لئے انسان کے اندر حالت اضطرار کا
پیدا ہونا ہے جب انسان کی حالت اس
نقطہ تک پہنچ جاتی ہے لامحالہ قبولیت
اسکا استقبال کرتی ہے - میں اعتراف
کرتا ہوں کہ یہ حالت بھی موہبت الٰہی ہے
مگر جیسی ہر شئے کے حصول کے لئے کسی
مشروط ہے اس کے لئے بھی کچھ اسباب
ہیں ان کے اکٹھا کرنے کی فکر کرنا فائدہ
مطلب انسان کو ضروری ہے - سب سے
بڑا سبب وہ ہے جو خدا کی کتاب فرماتی ہے
فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ
لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝
یعنی میں قریب ہوں اور داعی کی دعا
سنتا ہوں مگر داعی کو چاہیئے کہ قبول دعا کی
شرائط اپنے اندر پیدا کرے اور پھر میری
ذات اور میری صفات اور میرے اقتدار
پر پورا بھروسا رکھے اور بدظنی اور بے
صبری اور عجلت کو دل میں جگہ نہ دے
اور بہت جلد ملول نہ ہو جاوے جب
کہ کامیابی اور قبولیت کی راہ دیکھے گی -
میرے نزدیک ان شرائط کو

حصول اور اسباب معینہ معلومہ کے
جمع آوری کا نشان کسی شخص میں یہ
ہے کہ اسکو خدا تعالےٰ سے توفیق
ملجائے کہ وہ خلیفۃ اللہ لسان اللہ
(علیہ السلام) کے زیر نظر رہے
یہاں تک کہ خود خداوند کریم اس
داعی کی توجہ اس کی طرف پھیر دے
مگر اس کے لئے بھی ازبس ضروری
ہے کہ اس کے قلب کے کسی گوشہ میں
استبعاد اور سوء ظن اور بے صبری
کا شائبہ نہ ہو اور ہر حال میں ایک
لذیذ یقین اور قوی رجا اور کامل حسن
ظن اس کے رفیق ہوں آہ آہ
کہتے ہیں اور الفاظ میں یہ بات کسقدر
آسان ہے اور کیسے مختصر الفاظ میں
طے ہوگئی مگر درحقیقت ایسی حالت کا
پیدا ہونا اونٹ کا سوئی کے ناکے
سے گذرنا ہے ہاں جسے خدا چاہے
اُسے یہ نعمت مل سکتی ہے فللہ الحجۃ البالغۃ
والیہ یرجع الامر کلہ۔
افسوس جہاں قوم سے
اور خوبیاں دور ہوگئی ہیں اور رذائل
نے ان کی جگہ لے لی ہے - حسن ظن
اور استقامت کی جگہ سوء ظن اور بے صبری
اور ملالت نے لے لی ہے - کوئی
کہتا ہے میں نے اتنے دن دعا کی اور
آپ کے ارشاد کے موافق اتنے
روز استغفار بھی پڑھا اور درود شریف
بھی پڑھا اور یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ
اَسْتَغِیْثُ بھی پڑھتا رہا مگر خاک
بھی کام نہیں ہوا - کوئی کہتا ہے
کہ ہماری خدا سُنتا ہی کب ہے -
ہم اس قابل ہی نہیں کہ ہماری آواز اُس
تک پہنچ سکے اور جو ہم اس قابل ہوتے
تو آپ کو تکلیف ہی کیوں دیتے - یہ
سب شیطانی وسوسے اور خدا تعالےٰ
کے کلام کے خلاف ہیں - خدا تعالےٰ
نے عبادی کے لفظ سے وَاِذَا
سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ میں کل
بندوں کو قبول دعا کی بشارت دی ہے
ہاں اسمیں شک نہیں کہ اُس کا بندہ
ہونا اور شیطان کی غلامی سے نکلنا شرط ہے

بدنصیب ہے وہ جو مقصد کے حصول
کی شرائط و اسباب تو اکٹھے نہیں کرتا
اور حرمان مقصود سے زار نالے کرتا
اور آخر خدا اور اس کے بندوں سے
بھی تردد میں پڑ جاتا ہے -
میری قوم - میرے دوستو
میں چلا چلا کر کہتا ہوں کہ تم میں بہتیرے
اس مرض میں گرفتار ہیں اور یہ بڑا خطرناک
مرض ہے اور یقیناً مہلک مرض ہے
حضرت اقدس ایک روز فرماتے تھے
کہ دو دوستوں میں دوستی اسی صورت میں
نبھہ سکتی ہے کہ کبھی وہ اس کی مان لے
اور کبھی یہ اس کی - اگر ایک سدا اپنی ہی
منوانے کے درپے ہو جائے تو معاملہ
بگڑ جاتا ہے یہی حال خدا اور بندہ کے
رابطہ کا ہونا چاہیئے کبھی اللہ تعالےٰ
اس کی سُن لے اور اس پر فضل کے
دروازے کھول دے اور کبھی بندہ
اُس کی قضا و قدر پر راضی ہو جائے
حقیقت یہ ہے کہ حق خدا تعالےٰ کا
ہی ہے کہ وہ بندوں پر امتحان ڈالے
اور یہ امتحان اُس کی طرف سے انسان
کے فوائد کے لئے ہوتے ہیں - اسکا
قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے
کہ امتحان کے بعد جو اچھے نکلیں انھیں
اپنے فضلوں کا وارث بناتا ہے۔
ہماری پیاری ماں ہاجرہ صلوات اللہ
علیہا و برکاتہ کیا فاران کے وادی غیر ذی زرع
میں ایک شیر خوار بچہ کے ساتھ اکیلی
اس لئے چھوڑی گئی تھیں کہ ہلاک ہو جائیں
نہیں وہی امتحان اُن کے لئے کیسی برکت
کا موجب ہوا کہ اُن کا بیٹا اسمٰعیل
صلوات اللہ علیہ وسلامہ خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ ہوا اور یہ
امتحان اُن کا قیامت تک مومنین کے
لئے اُسوہ قرار پایا - ابو الانبیاء سیدنا
ابراھیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ
کی نسبت خدا تعالےٰ فرماتا ہے -
وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ
بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ

جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔

کیا یہ نمونے اور سچے نمونے یہ حیثیت نہین رکھتے کہ ایک مسلمان کی پشت ایمان کو قوی کردین اور جزع وفزع اور ہر ایک قسم کی بیقراری و ناشکیبائی سے بچالین۔ ہمین جو مسلمان ہین۔ انبیاء علیہم السلام کی دعائین قرآن کریم مین اور خدا کا اُنھین قبول فرمانا اور نبیون کا اپنے اعمال سے اس کا ثبوت دینا کہ وہ خدا کی قبول دعا کے بھروسے پہ کیسے کیسے اعمال شاقہ بجالانے پر قادر ہین کافی سبق دیتا ہی کہ نبیون جیسے ایمان کو ساتھ لے کر اور اُس نور بصیرت کی مدد سے دعا مانگا کرین۔ اور اُسی طرح کامل بھروسا خدا تعالے کے وعدون پر رکھین پھر گو ہر مراد کا دامن مین پڑنا کوئی بعید امر نہین۔

کنعان کے فرقت زدہ باپ نے باوجود اتنی دراز جدائی کے پھر کس قوت قلب سے اپنے مسافر بیٹون سے کہا

يَابَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَاَخِيهِ وَلَا تَايْئَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهُ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

غرض بڑی بدبختی ہے کہ ایک شخص دعا کرتا ہے اور اندر ہی اندر کوئی اُسے کہتا ہے کہ کہان منظور ہوگی۔ تیرے ایسے بخت کہان کہ خدا اُسے سُنے۔ یہی استبعاد ہے جو اس راہ کا رہزن غول ہے اور یہی مغوی ہے جو آخر کار دہریت کے بے آب وگیاہ بیابان مین سرگردان کردیتا ہے۔ بدنصیب ہے وہ جو اپنے خدا کو امتحان مین ڈالتا ہے اور دل مین قرار دے لیتا ہے کہ میری من مانی مرادین اگر وہ پوری کرے تو مین اُسے خدا مانونگا۔ احمق خدا پر احسان کرتا ہے گویا اس کے اقرار کے سوا اُس کی خدائی کی کل چل سکتی ہی نہین۔

مجھے یاد ہے کہ کشمیر میں ایک شیخ قانون گو رئیس کے ڈیرہ پر مین اور میرے مخدوم مولوی نور الدین صاحب بیٹھے تھے اس کا ایک ہی بیٹا تھا اور وہ سخت بیمار تھا۔ بڑی جوش سے اُس نے مولوی صاحب سے کہا اگر یہ میرا بیٹا مرگیا تو مین خدا کو کبھی نہ مانونگا۔ میں نے بحمد اللہ اُس گھڑی سے پھر اُس کا پانی تک نہ پیا بدقسمت تھوڑے دنون کے بعد خود ہی لقمہ نہنگ اجل ہوگیا اور بیٹا اب تک جیتا ہے۔

میں نے تجربہ کیا ہے کہ شرطی ایمان والے ہمیشہ ٹھوکر کے سزاوار رہتے ہین اس راہ مین ٹھوکرون کا کھانا اور فتنون کا آنا ضروری ہے۔ جو یہ چاہتا ہے کہ اس سلسلہ مین داخل ہوکر آرام وتنعم سے زندگی بسر کرے اور کوئی نا ملائم امر اُسے پیش نہ آئے وہ غلطی پر ہے ابھی تھوڑے روز ہوئے ایک شخص حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت مین لکھتا ہے کہ یا حضرت کیا سبب ہی کہ مین آپ کا مرید ہوکر ایسی مصیبتون میں گرفتار رہون اور لوگ مجھے طعنے دیتے ہین کہ وہ مسیح کیسے ہین جو تمھاری مصیبت کو ٹال نہین سکتے۔ ایسی ہی ایک اور واقعہ ہوا ہمارے ایک دوست ڈاکٹر صاحب کسی ابتلا مین گرفتار ہین۔ اس سے پہلے ضلع راولپنڈی کے ایک گدی نشین سے اُن کا کوئی پیوند تھا۔ گستاخ گدی نشین اور خدا کی سنتون سے ناواقف آدم زاد اس کی نسبت اکثر کہتا ہے کہ مرزا سے تو کچھ بن نہین پڑا کہ اس کی تکلیفون کو دور کرسکتا۔ اگر وہ میرے پاس آجائے اور مجھ سے بیعت کرے تو مین اُسے اس ورطہ سے نکال دونگا۔

اللہ اللہ! اسرف خدا کی صفات سے ناواقف بشریت کی حدود سے باہر پاؤن نکالنے کی جراُت کرنے والے! کیا یہ لوگ نہین جانتے کہ مامورین اور اہل اللہ اس لئے تو نہین آتے کہ خدا تعالے کی قضاء قدر کے نظام کو باطل کردین۔ کیا ہمارے سید و مولے خاتم النبین صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین حوادث آسمانی کی راہین زمین پر بند ہوگئین اور صحابہ سے قضاء و قدر کے نافذ کرنیوالے فرشتون نے مصالحت کرلی تھی۔ اہل اللہ پر سب سے زیادہ امتحان اور مصائب نازل ہوتے ہین اس لئے کہ وہ مخلوقات کے لئے خدا کی قضاء و قدر سے پوری موافقت و صلح کرنے کے باب مین نمونے ٹھیرجائین چونکہ نظام الٰہی نے حکمت سے ایسا ہی چاہا کہ یہ دار الابتلا طرح طرح کی آفات کا عرصہ بنا رہے اور صفات الٰہی کا یہ بھی تقاضا ہے کہ خدا صبر اور رضاء بالقضاء سے بہت پیار کرتا اور بڑے بڑے انعام صابرین ومحسنین پر نازل فرماتا ہے اور ناشکیبائی سے اُسے بغض ہے۔ اسلئے ضروری تھا کہ وہ ایسی قوی دل مضبوط ایمان والی قوم کو چن لیتا جو اس راہ مین کامل اُسوہ بنتے۔

یہ خدا کا اٹل قانون قدرت ہے مصائب اور فتن اور آلام و اسقام اس عالم کی فطرت مین مجمز کئے گئے ہین۔ اُنکا بڑا علاج وہی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے مطب مین پایا جاتا ہے اور وہ ہے قضاء و قدر سے پوری صلح کرلینا۔

یورپ مین خودکشی کا نمبر اس لئے بڑھگیا ہے کہ وہان اُن کے سرپر زندہ خدا نہین اُن کے ہاتھ مین زندہ کتاب نہین پھانسی ملنے والے مردہ انسان بناوٹی خدا۔ اپنے ہاتھون کے بنائے ہوئے بُت اپنے مُنہ سے بولے ہوئے الفاظ والے سے کوئی کیا دل لگائے اور اُس سے اُمید کیا کرے خدا کی زندہ کتاب کہتی ہے

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

یعنی مومنوں کا نشان یہ ہے کہ ایمان باللہ کے تحقق کے بعد اُنہیں حزن اور خوف نہیں رہتا۔

کیسی افسوس اور رونیکی بات ہے اگر کوئی اسلام کا حی قیوم خدا اور قرآن جیسی زندہ بابرکات کتاب اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کامل نمونہ اور حضرت مسیح موعود جیسا امام حق رکھتا ہو اور پھر اُس کے دل میں یاس جگہ لے سکے۔ مجھے بڑا ہی پیارا لگتا ہے اپنے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک قول اور فعل کہ آپ نے فرمایا کہ میں خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ اور نہیں پڑھا۔ خدا پر بھروسا کرنے اور کبھی بھی کسی حال میں مایوس نہ ہونے کا کیسا نمونہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ خدا پر بدظنی کرنے والا اول چھوٹی خودکشی کرتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ قریب ہو جاتا ہے کہ یہ بد عادت اُسے بڑی ملعون پھانسی تک پہنچا دے۔

دعا کے معاملہ میں میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے حضرت امام صادق کی عادت ہے کہ اگر کوئی دینی مصیبت میں گرفتار ہو تو آواز کان میں پڑتے ہی بے اختیار ہو جاتے اور پوری رقت اور عقدِ ہمت اپنے اندر پاتے ہیں۔ اسکو یوں سمجھو کہ اس انسان کامل کو دین سے ایسا ہی پیار ہے کہ ہمہ تن دین ہی دین ہے یا یوں اسے تعبیر کرو کہ خدا تعالیٰ کی توجہ محض دین ہی کے امور کیطرف اور اُس کا محبوب دین ہی ہے کہ وہ دین کے لئے دعا کو فوراً سنتا ہے۔ غرض حضرت اقدس کی توجہ اشرف دینی امور کی طرف ایسی متوجہ پاتا ہوں کہ دنیا اور اُس کے امور اُن کی پاک اور بلند نگاہ میں رسنہ کے تنکے سے زیادہ خسیس ہیں۔ میرے سامنے کی بات ہے ایک نوجوان نے آپ کی حضور میں دنیا کی مصائب کی کہانی شروع کی اور طرح طرح کے ہم و غم بیان کئے۔ آپ نے بہت سمجھایا کہ ہمہ تن ان امور میں کھویا جانا خسارت آخرت کا موجب ہوتا ہے اس قدر جزع فزع مومن کو نہیں چاہئے آخر وہ زور زور سے رونے لگا۔ حضرت اقدس باوجود جبلی رحم و کرم اور نہایت ہی رقیق طبیعت ہونے کے ایسے خفا ہوئے کہ میں حیران ہو گیا۔ اُسے کہا بس کرو میں ایسے رونے کو جہنم کا موجب جانتا ہوں۔ میرے نزدیک جو آنسو دنیا کے ہم و غم میں گرائے جاتے ہیں وہ آگ ہیں جو بہانے والے کو ہی جلا دیتے ہیں میرا دل سخت ہو جاتا ہے ایسی شخص کے حال کو دیکھ کر جو ایسی جیفہ کی تڑپ میں کُڑھتا ہے۔

ایک روز میں حضور اقدس کی خدمت میں اندر بیٹھا تھا۔ خدا تعالےٰ پر توکل کی بات چل پڑی۔ حضور اقدس نے فرمایا۔ میں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہو گی ایسا ہی جب اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے جو ذوق و سرور خدا تعالےٰ پر توکل کا اُس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے میں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا ہوا ہو۔

اور فرمایا ان دنوں میں جب کہ دنیوی مقدمات کی وجہ سے والد صاحب اور بھائی صاحب طرح طرح کے ہموم و غموم میں مبتلا رہتے تھے وہ بسا اوقات میری حالت دیکھ کر رشک کھاتے اور فرماتے تھے کہ یہ بڑا ہی خوش نصیب آدمی ہے اس کے نزدیک کوئی غم نہیں آتا۔

برادران دعا کے مضمون میں حضرت اقدس کے یہ **کلمات طیبات** میں اسلئے لکھتے ہیں کہ واقف و ناواقف جانیں کہ اس سے افضل وہ کسکو دنیا میں پا سکتے ہیں۔ اور ہمیں اپنی رفتار زندگی میں اگر ایسے ہادی و قائد کی ضرورت نہیں تو اور کس کی ہے

غرض بھائیو کبھی نفس و شیطان کے دھوکے سے مطمئن نہ بیٹھو جب تک اپنے اندر خالص ایمان کی چمک نہ دیکھو جس میں کسی دنیوی غرض کی آمیزش نہو خدا تعالےٰ کے فرستادوں کا کام ہے صراط مستقیم دکھا دینا اپنے قول سے اپنے فعل سے اور اس راہ کی ٹھوکروں سے واقف کرنا۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ اولیاء اللہ کا کام ہے کہ اُن کے متوسلین و خدام پر آسمان سے جو قضا و قدر نازل ہوتی ہیں وہ انہیں ٹال دیا کرتے ہیں اور نعوذ باللہ خدا اُن کے کسی منتر جنتر یا کسی عمل یا کسی وظیفہ کا مسخر و منقاد ہوتا ہے کہ جو چاہیں اور جب چاہیں اُس سے کرالیں۔ یہ مشرکانہ عقائد ہیں جو خدا تعالےٰ کی صفات کاملہ کی عدم واقفیت سے دنیا میں پھیلے ہیں۔ افسوس بہت سا حصہ مسلمانوں کا مشرکین اور کفار کی تقلید پر اپنی بزرگوں کی نسبت ایسا ہی خیال کرتا ہے اور اس بنا پر میں دیکھتا ہوں کہ اکثر خطوط میں حضرت مسیح علیہ السلام سے اسی قسم کی درخواستیں کیجاتی ہیں اور بہتیرے اُن میں ایسے ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہیں کاش وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پڑھیں اور قرآن کریم میں تدبر کریں۔

اب میں اس سلسلہ کو اسجگہ بس کرتا ہوں اور اگر ضرورت ہوئی اور خدا نے میرا سینہ اور زیادہ منشرح کیا تو پھر کبھی اسپر لکھوں گا۔

ایک اور بڑی عظیم الشان بات جسکی طرف میں اپنے دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے الفاظ و عقائد کی نسبت محاسبہ کیا کریں جو وہ حضرت اقدس امام صادق علیہ السلام کی نسبت مُنہ سے نکالتے اور دل میں رکھتے ہیں۔ یہ مقام سراسر ادب ہی اور ادب ہی سے انسان فلاح پاتا ہے جو مقام

و منزلت خدا تعالےٰ نے کسیکا مقرر فرمایا ہے وہ درحقیقت توفیقی ہے دوسرے کسی شخص کا اختیار نہین کہ اس پر زیادت کرے یا اس کے نقص پر زبان کھولے نصاریٰ نے حضرت ابن مریم علیہ السلام کی نسبت اطرا کرکے کیا پھل پایا ہے جو اس مسلک پر چلنے والا آیندہ توقع رکھہ سکتا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے جو حضرت امام کی محبت مین فنا شدہ ہین آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ کیون نہ ہم آپ کو مدارج مین شیخین سے افضل سمجھا کرین اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب قریب مانین۔ اللہ اللہ! اسبات کو سُنکر حضرت اقدس کا رنگ اُڑ گیا اور آپ کے سراپا پر عجیب اضطراب و بیتابی مستولی ہوگئی مین خدائے غیور قدوس کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ اس گھڑی نے میرا ایمان حضور اقدس کی نسبت اور بھی زیادہ کردیا۔ آپ نے برابر چھ گھنٹے کامل تقریر فرمائی۔ بولنے وقت جیبی گھڑی ویکھلی تھی اور جب آپ نے تقریر ختم کی جب بھی دیکھی پورے چھ ہوئے ایک منٹ کا فرق بھی نہتھا۔ اتنی مدت تک ایک مضمون کو بیان کرنا اور مسلسل بیان کرنا ایک خرق عادت تھا اس سارے مضمون مین آپ نے رسول کریم علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے محامد و فضائل اور اپنی غلامی اور کفش برادری کی نسبت حضور علیہ الصلوة والسلام سے اور جناب **شیخین علیہما السلام** کے فضائل مذکور فرمائے اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ مین ان لوگون کا مداح اور خاک پا ہون جو جزئی فضیلت خدا تعالےٰ نے اُنھین بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص پا نہین سکتا۔ کب دوبارہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا مین پیدا ہون اور پھر کسیکو ایسی خدمت کا موقعہ ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا۔

افسوس اس وقت نہ تو شیخ یعقوب علی صاحب تھے جو اس تقریر کو قلمبند کرتے اور نہ مجھے اتنی استطاعت تھی کہ مین ہی لکھہ لیتا۔

غرض محبت کے جوش مین ہمیشہ اپنی زبان و دل کو شریعت حقہ کے تصرف و حکم کے نیچے رکھنا چاہئے مین بڑے افسوس سے بعض خطوط میں پڑھتا اور بعض وسائط سے سنتا ہون کہ ہمارے بھائیون مین کسی کسی بات پر آپس مین تکرار ہو جایا کرتی ہے۔ کوئی دل آزار بات ہمین اتنا دکھہ نہین دیسکتی گولی گالی کوئی تکفیر و تفسیق کا فتوے ایک پرکاہ کی برابر بھی ہماری توجہ کو کھینچ نہین سکتا۔ جتنی یہ بات دل کو ایذا پہنچاتی ہے کہ ہمارے بھائی کسی بات پر آپس مین جھگڑین اور خدا کا فرستادہ اُن مین موجود ہو۔

یاد رکھو امام کی ضرورت ایک وحدت کی روح پھونکنے کے لئے ہی تو ہے جو قوم بننے اور قومی ترقیات کی جان ہے۔ اور ہم جہان ضرورت امام کے دلائل اس زمانہ کے فرزندون کے آگے پیش کرتے ہین۔ منجملہ اور دلائل کے بڑی دلیل یہی دیا کرتے ہین کہ اس وقت اسلامی قومون اور فرقون کا تفرق و تشعب جسنے قوم کو ذلیل کردیا ہے چاہتا ہے کہ ایک ایسی زبردست قوت ان پر وحدت ارادی کی حکومت کرنے والی ہو جسکے حکم ہونے پر سب کے سب راضی ہو جائین اور پھر لازماً اسی طرح ترقی کرین جسطرح آغاز مین کی تھی۔ تو پھر کیسے رنج کی بات ہے اگر بعض لوگ اس پاک سلسلہ کے اغراض و مقاصد سے ناواقفیت کی وجہ سے یا اور اغراض نفسانیہ کے سبب سے جاہلیت کی کنڈیان ہلائین۔ اسپر مین زیادہ لکھنا نہین چاہتا۔ حضرت اقدس حکم عدل کا ایک صحیفہ گرامی نقل کردیتا ہون جو آپ نے ایک نزاع کے فیصلہ کے لئے ارقام فرمایا ہے اور روانہ کرنے سے پہلے مین نے بھائیون کے فائدہ کیلئے حضور اقدس سے لے لیا۔ اور عمداً مکتوب الیہ اور سمت مقصودہ کو حذف کردیا ہے کہ غرض اصل مطلب سے ہے۔

میرے دوسرے خط مرقومہ ۲۸ جولائی ۱۸۹۹ء مین جو حضرت اقدس ایدہ اللہ کا الہام لکھا گیا تھا

"پہلے بیہوشی پھر غشی پھر موت"

وہ .... ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر بوڑیخان صاحب اسسٹنٹ سرجن قصور کے وجود مین اواخر جولائی ۱۸۹۹ء کو پورا ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب خدا مغفرت کرے بڑے مخلص بے ریا آدمی تھے۔ تھوڑے دنون میں حضرت امام کی شناخت انھین نصیب ہوئی انھون نے اتباع سنت نبوی مین نمایان ترقی کی اس سلسلہ عالیہ کی بدولت وہ اسلام کی حقیقت سے واقف ہوئے اس سے قبل اُن کی زندگی اسلام سے پوری بیخبری مین بسر ہوئی۔ مگر چند روز مین خدا تعالیٰ نے ان پر ایسا فضل کیا اور خلیفۃ اللہ کی عشق مین جان و مال سے اُنھون نے ایسے ثبوت دیے کہ میرا دل یقین سے کہ ان بہتونسے اُن کی میزان اعمال زیادہ ثقیل ہوگی جو ایک عمر دراز تک بڑی بڑی ریاضتین کرتے ہین اور بلا کسی اُسوۂ حسنہ کے اقتدا کے مرجاتے ہین۔ حضرت اقدس نے جمعہ کے بعد اُن کا جنازہ پڑھا اور بہت دیر تک اُن کی مغفرت کے لئے دعا مانگی۔ کیا ہی خوش نصیب ہین وہ جو حضرت امام ہمام کے سامنے مرتے اور اس پاک اعتقاد پر اُٹھاکر جلتے ہین اور پھر خلیفۃ اللہ اُن پر صلوة پڑھتا ہے وہ یقیناً فردوس کے وارث ہون گے خدا تعالےٰ فرماتا ہے

اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ

مین اپنی سناتا ہون مجھے تو بڑا ہی رشک اُن لوگون کے حال پر آتا ہے۔ اس لئے کہ انکا خاتمہ تو یقیناً اچھا ہوگیا کہ وہ اس ایمان پر دنیا سے اُٹھے اور ہم ابھی زندہ ہین اور ہمارا ایمان امید و بیم مین معلق لٹک رہا ہے

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب + ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیٰمۃ انک لا تخلف

المیعاد خداوند کریم ہم سب کا خاتمہ اس ایمان پر کرے۔ آمین

عاجز عبدالکریم سیالکوٹی

اور وہ صحیفہ گرامی حضرت اقدس کا یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

محبی عزیزی اخویم . . . .

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو جو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے جیسا کہ یہ الہام ہوا۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق اور جیسا کہ یہ الہام ہوا

جری اللہ فی حلل الانبیاء

اور جیسا کہ الہام ہوا۔

* دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا

ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جنمیں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسیقدر مراد ہے کہ خدا سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتلانے والا سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اسکا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جسطرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے ایسا ہی وہ بھی خطرناک حالت میں ہے جو شیعوں کیطرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے۔ اور ہم محض دین اسلام کے خادم بنکر دنیا میں آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناویں ہمیشہ شیاطین کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بھلانا نہیں چاہیئے ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانیکو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ باتوں یا پوشیدہ حقایق اور معارف کو بیان کرنا سو اس حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھکر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے سو دین کو بچوں کا کھیل بنانا نہیں چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہیں ہے اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ سے فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے۔ ورنہ وہی خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے زیادہ خیریت ہے والسلام

مورخہ ۷ر اگست ۱۸۹۹ء

* **نوٹ** ایک قرارت اس الہام میں یہ بھی ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ اور یہی قرارت براہین میں درج ہے اور فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دوسری قرارت درج نہیں کی گئی ” منہ

امام اعظم رضہ کا عہدہ قضا منظور کرنے سے انکار

خلیفہ منصور نے امام اعظم ابوحنیفہ کو طلب کرکے ان کے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا۔ امام صاحب نے صاف انکار کیا۔ اور کہا کہ میں اسکی قابلیت نہیں رکھتا منصور نے کہ جسکو امام صاحب سے پہلے بھی کسی وجہ سے ناراضگی تھی خفا ہوکر کہا کہ تم جھوٹے ہو امام صاحب نے کہا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ دعوی ضرور سچا ہے کہ میں عہدہ قضا کے قابل نہیں کیونکہ جھوٹا شخص قاضی مقرر نہیں ہوسکتا یہ تو ایک منطقی لطیفہ تھا لیکن دراصل وہ ایسے محتاط تھے کہ قضا کی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتے تھے مگر منصور نہ مانا اور اس نے اصرار کیا امام صاحب اپنے انکار پر قائم رہے خلیفہ نے انھیں قید کیا اور اسی قید میں قید ہستی سے رہا ہوگئے + + +

مولنا بالفضل اولنا حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کا خط

خاکسار نور الدین اللّٰہم اجعلہ کاسمہ آمین
بخدمت حافظ محمد یوسف صاحب۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ گذارش پرداز ہے
جناب کو معلوم ہے کہ جناب واحد احد کی یکتا ذات پاک وحدۃ کو کیسی پسند فرماتے ہین۔ ہمارے سردار و مولے افضل الرسل خاتم النبیین پر احسانات کا اظہار فرماتے فرماتے ارشاد کرتا ہے

لٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ

اور اس کے بالمقابل اختلاف پر اپنا سخط یون ظاہر فرمایا۔

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفۡشَلُوا وَتَذۡہَبَ رِیۡحُکُمۡ

جناب حافظ صاحب صرف مطاعن سے کام لینا کوئی پسندیدہ امر اور مقصود تک پہنچانے والی بات نہین۔ پہلی خلیفہ فی الارض حضرت ابو البشر آدم صفی اللہ صلوات وسلامہ پر خود ملائکہ نے مطاعن سے کام لیا مگر کیا فائدہ اُٹھایا یہ قصہ سورہ بقرہ مین جو فاتحہ کی اعظم ترین تفسیر ہے بڑی عبرۃ کے لئے درج ہوا ہے غور کرو۔
مامور من اللہ پر دو قسم کے معترض اعتراض کرتے ہین ایک طرف ملائکہ اور دوسری طرف ابلیس پس ہم کسی اچھے یا بُری معترض کے باعث ایک مامور امام کو کیون چھوڑ سکتے ہیں۔
حضرت موسی صاحب الشریعہ پر بھی ایک منفی بادشاہ اعتراض کرتا ہے جیسے بیان ہوا

ھُوَ مَہِیۡنٌ وَّلَا یَکَادُ یُبِیۡنُ
لَوۡلَا اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ سُوۡرَۃٌ مِنۡ ذَہَبٍ

تمام شیعہ اور خوارج صرف مطاعن سے کام لیکر شیخین ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہما اور ختنین علی و عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافتون سے انکار کر گئے ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہین۔ اگر ہم تواضع وانکسار و توبہ و استغفار کے بعد تھوڑی سی غور کرین۔ کیونکہ۔

اوّل تو پہلے انبیاء و رسل اور تمام راستبازون کی تعلیمین ہمارے پاس ہین ان کے ساتھ **نئے مامور من اللہ** کی تعلیم ملالین

دوم عقل کا معیار پاس ہے عقل سے تول لین کیونکہ **افلا تعقلون** سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ نعمت بیکار نہین۔

سوم وجدان و فطرۃ صحیحہ اگر وہم اور غضب سوا سے نہ دبایا جائے اور اُسے بیکار نہ چھوڑا جائے تو بھی دین قیم کو ظاہر کرنیکا عمدہ سامان ہے

چہارم تائیدات سماویہ پر نظر کرین کہ آیا اس مدعی کے شامل حال ہین یا نہین

پنجم نقل کو دیکھین اور مسلم الثبوت نقل کو دیکھین کہ آیا وہ اس مامور من اللہ کی موئد ہے یا نہین۔

ششم ہمین دیکھنا چاہیئے کہ جس مامور من اللہ نے مامور من اللہ ہونیکا دعوے کیا ہے آیا اس کے دعوے کا وقت بھی ہے یا نہین۔

ہفتم ہمین مامور کی گزشتہ زندگی کو دیکھنا چاہیئے کہ کیسے گزری۔

ہشتم جس کام کے لئے مامور مقرر ہوا ہے آیا اُس مین لیاقت بھی اس کام کرنے کی ہے یا نہین۔

نہم مامور کی قوت نظریہ علمیہ اور قوت عملیہ کیسی قوی ہے۔

دہم آیا کوئی ممتاز قوم تیار کر سکتا ہے یا نہین۔

تِلۡکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ۔

اب مین پوچھتا ہون کہ جسکو مینے امام مانا ہے اس مین یہ دانہ از خروار اور قطرہ از انبار علامات موجود ہین یا نہین
(۱) پہلی نشانی کے لئے مرزا جی کی تعلیم موجود ہے غور کر لو کوئی امر تعظیم الٰہی یا شفقت علی خلق اللہ امام کے خلاف ہے۔ مین دلیری سے کہونگا اور کہتا ہون کہ نہین۔
۲۔ نشانی دعوی ہے کہ عیسی بن مریم فوت ہو چکے۔ دعوی ہے کہ مُردے واپس نہین آتے۔ کیسی صاف باتین ہین جنکو عقل بلا تامل قبول کرتی ہے۔
۳۔ نشانی اُنیس سو برس سے ایک مفقود الخبر انسان کیا زندہ رہ سکتا ہے۔
(۴) اجتماع کسوف و خسوف ایسے رنگ مین ہوا کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔ عطار اولاد حسب وعدہ ایسی عطا ہوئی کہ باید و شاید۔
۵۔ امر کو غور کرو سورہ نور مین مولی کریم وعدہ فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ۔

کہ تم لوگو نہین مومنو! نیک اعمال والے ایسے خلفاء ہون گے جیسے پہلے ہوئے۔ اور باجماع اہل حدیث وکتب احادیث عیسی بن مریم کا نزول ثابت ہے۔ جیسے سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم مثل موسی تشریف لائے تھے آپ کی صدی چہاردہم مین مثل عیسی ضروری تھے اور یہ عیسی بن مریم کے نزول کے لئے نقل مفید ہے نہ کسی موسئی کے واسطے
۶۔ کسر صلیب کا وقت بھی ہے پس جسکی کامل توجہ کسر صلیب پر مبذول ہے وہی مامور من اللہ ہو سکتا ہے
۷۔ ہمارے مامور اور امام کی گزشتہ زندگی کے واسطے اسکا ہمدرس محمد حسین گواہ حافظ محمد یوسف منشی الٰہی بخش تمام قادیان کے عمائد گواہ ہین۔ یستحی ان یقول

وَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ

۸۔ لیاقت کا حال لکھون تو کیا لکھون. مخالف و موافق نے سلطان القلم مانا ہوا ہے اور اس پر آشوب زمانہ مین جس مین لوگ مادر پدر آزاد ہو رہے۔ ایک عظیم الشان کثیر التعداد سپاہ کا سپہ سالار ہے۔
۹۔ علم و عمل کا کوئی تجربہ کر کے دیکھے باین امراض کیسے نکات اور کسقدر تصنیف کر سکتا ہے قابل غور ہے۔

۱۰- ممتاز قوم کا تیار کرنا- اس کی ممتاز جماعت سے ظاہر ہے-

آریہ- برہمو- سناتن- سکھ- پادری- یہودی صفت ملان- سجادہ نشین- عوام- خواص- اس کی دشمنی مین کیسی سر توڑ کوششین کر رہے ہین- مقدمات کئے- فتوے لگائے- جھوٹے اتہامات کے لئے ایمان فروشی کی مگر

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

کا سچا وعدہ کیسی زور سے جلوہ گر رہا- والحمد للہ رب العلمین- مولوی لوگون- فلسفہ دہریہ- وغیرہ وغیرہ کا مباحثہ تو ذرہ بھی مشکل نہین بالکل سہل ہے اور انکا ضرر بھی کوئی معتدبہ ضرر نہین- کیونکہ اس کے باعث جناب الہی کی شان مین واقعی کوئی بٹہ نہین لگ سکتا-

الا سردست آپ کی جماعت کچھہ ایسا فکر کر رہی ہے کہ اسلام کے نازک سر پر ایک پہاڑ گرا دے اور اسکا سر پھوڑ کر چور کر دے اگرچہ انشاءاللہ اسلام کا حافظ و ناصر السلام نام ذات ہی- برا ماننے کی بات نہین حافظ صاحب غور کرو کہ ایک طرف مرزا دعوی کرتا ہی کہ مین مامور من اللہ ہون- آپ بھی آجتک اس کی تصدیق کرتے رہے- کم سے کم اگر مفتری و کذاب ہوتا تو آپ لوگ اس سے تعلق نہ رکھتے-

پھر وہ کہتا ہے کہ میرے متبع ہمیشہ تک ہان قیامت تک میرے منکرون پر بڑھے چڑھے رہین گے-

مرزا کا دعوی ہے کہ مین امام برحق ہون جو مجھہ امام برحق کو نہ مانے گا جاہلیت کی موت مریگا- دوسری طرف منشی الہی بخش صاحب کو الہام ہوتے ہین کہ مرزا مسرف کذاب ہی- اور کم سے کم مرزا کی بیعت کو تو آپ بھی ایک لغو امر یقین کرتے ہین جیسے آپ کے فعل سے ظاہر ہے-

پس کیا دونون الہام- مرزا جی کے اور منشی جی کے ایک چشمہ سے نکل سکتے ہین- ہرگز نہین نہین وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا-

آزاد خیال- مخالفان اسلام- بل عامہ موافقان اسلام کو بھی کیسا موقع ہے کہ کہدین- کہ الہام بھی لغو اور بیہودہ چیز ہے کہ ملہم باہم ایسے متخالف ہین حالانکہ الہام الہی ہی اختلاف مٹا دینے کا ایک عمدہ ذریعہ ہو سکتا ہے-

حیرت ہے کہ ایک طرف تو خدا کہی کہ تو عیسی بن مریم- مہدی- مجدد الوقت ہے اور دوسری طرف کہے کہ نہ فلان شخص تو موسی و عیسی برگزیدہ وہ دوسرا عیسی مفتری و کذاب ہے-

اب بتائیے کہ کس معیار سے ہم دو تو تمیز تفرقہ کرین- حافظ صاحب غور کرو اور سوچو اور تامل سے کام لو-

آپ کی بعض تحریرون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ فرماتے ہین کہ مرزا خاموش ہوجائے حتی کہ محمد حسین سے صلح کرلے- دعاوی ترک کردے- مگر فرمائیے کہ جسکو الہام ہوتے ہون کہ تو مہدی ہے- مجدد ہے- عیسی بن مریم ہے- تو دعوی کر- دعوت مین ہوشیار ہو جا- تو کامیاب ہوگا- وہ آپ کے کہنے پر کیونکر خاموشی اختیار کرے اور امام ہوکر آپکا کیونکر ماتحت ہو-

الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْن کا پاک جملہ اور تائیدات الہیہ کا مقدس سلسلہ یقین دلاتا ہی کہ فیصلہ ہو کر ریگا-

مگر انسان کو سعی کرنا لابد ہے اور سنت اللہ کے مطابق ہے اس لئے عرض ہے کہ جناب کوئی موقع دین جسمین مین اور آپ ملین تو اس معاملہ پر روبرو کچھہ گفتگو کی جاوے-

یہ ایک خطرناک مصیبت ہی کہ دو آدمیونکو متخالف الہام ہوتے ہین اور دونون منجانب اللہ ہون-

اگر منشی الہی بخش صاحب کچھہ ارقام فرماتے ہین تو آپ جانتے ہین کہ مرزا جی لکھنے مین بے نظیر شجاع ہین- بلکہ وہ تحریر کو اپنے لئے ایک تائید الہی اور کرامت و معجزہ یقین کرتے ہین وَالْاَمْرُ حَقٌّ-

حافظ صاحب ہماری جماعت مین بھی بہت سارے ملہم ہین- اگر صرف الہی الہام عام اشخاص کا خلفاء اللہ کو خلافت آمامت مہدویت سے بیکار کر سکتا ہے تو تمام انبیاء و رسل اور آئمہ مہدیین کی خلافت باطل ہوسکتی ہے- مجھے آپ کی حق پسند طبیعت اور مصالحت کی خواہش کرنے والی آپکی ارادت نے یہ خط لکھوایا ہی- آپ اس معاملہ مین بہت غور کرکے کوئی جگہ اور کوئی وقت مقرر فرمادین جہان مین اور آپ مل سکین- شاید حضرت حق سبحانہ وتعالے کوئی عمدہ سبیل نکال دے- صرف آدمی کو اسی واسطے روانہ کیا ہے- آپ از راہ کرم بہت تامل کے بعد جواب دین- اور بعد از ملاقات کم سے کم آپ انتظاری کرلین- کہ

اوّل کہ تائیدات الہیہ کھلے طور سے اور کامل زور سے کس کے ساتھہ ہین-

دوم برس چھہ مہینے مخالفت چھوڑ کر آپ لوگ خاموش ہو رہین اور دیکھین کیا جلوہ گری ہوتی ہے-

سوم انتظار فرماوین کہ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ- کا نشان دیکھنے والے کیلئے کس طرح ظہور فرماتا ہی- یا گزشتہ نشانون سے مقابلہ کرین کہ کھلے طور پر اور زور سے کس کی تائید ہوئی- اور دوسری بات مین انتظار کیا جاوے کہ آئندہ برس یا چھہ ماہ تک تائیدات الہیہ کس کے شامل حال رہتے ہین-

چہارم بات یہ ہے کہ دیکھا جاوے کہ کس کا وجود اپنی بقا سے مفید ہے اور کس کا وجود نکما اور بیکار ہوکر دنیا کے لئے برکت کا موجب نہین ہوتا ہے —

ضروری یادداشت

معزز ناظرین! یہ وہ خط ہے جس پر لاہوری ملہم پارٹی نے حضرت مولانا صاحب کو اس خط لکھنے کی ضرورت محسوس کرائی جو گذشتہ نمبر مین شائع ہوا ہی اسی خط سے لاہور کی ملہم پارٹی نے یہ نتیجہ نکالا کہ گویا ہمارے محسن و مخدوم مولانا نور الدین صاحب نے ان کو حضرت اقدس کے خلاف الہامات شائع کرنے سے بمنت روکا ہے- ناظرین خود اندازہ کرین! اور جس لفظ پر ان لوگون نے ٹھوکر کھائی ہے اس پر کسی اگلی اشاعت مین انشاءاللہ ایک واضح نوٹ کیا جاوے گا — ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنیکیلئے نہایت ہی نافع ہے یہ وہ مرہم ہے جو واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخموں کیواسطے بنائی گئی تھی جبکہ حضرت مسیح صلیب سے بعد چار پہلو ملا اور اپنی وہ زخم اُنکو دکھائے جو صلیب پر کھینچے سے آپکے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کی کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کو ان چوٹوں اور زخموں کیلئے یہ مرہم طیار ہوئی

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کے صلیبی زخم پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی

اور اس مرہم کا اس تواتر سے طبی کتابوں میں ذکر ہے کہ ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطبائے اسلام سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حواریوں نے اس کو بنایا تھا ❊ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم عیسیٰ کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب وغریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف میں اتنی ہی حد لکھنا کافی ہے کہ

حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کیا کرتے تھے مگر اس مرہم نے خود حضرت مسیح کو ہی اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کے لئے نہایت پُر تاثیر دوا ہے۔

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل کے لئے جس قدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کرکے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے۔

طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر کے گھاؤ - گلٹیاں - چوٹوں کے زخم - پھنسی - پھوڑے - گنج - خارش - طرح طرح کی جلدی بیماریاں - ہر قسم کے ناسور - پرانی گندی زخم - تلی کے ورم - بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کان سے ریم کا بہنا - جانوروں کا کاٹ لینا - جلجانا - عورتوں کی خطرناک بیماریاں - سرطان رحم وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ

عہ - ۱۲/

کارخانہ حکیم عیسیٰ

حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ سے

طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹروں اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ سے خالص ممیرا فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ تھر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے ضرور بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگہ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور-

(ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے)

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموما آنکھہ آنا کہتے ہین چلن کمزوری ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے بہت پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورۂ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے
راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایس سند یافتہ یونیورسٹی-

---

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلو والیہ نے طیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۴ ہمال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکو نین خود و خود واسے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی مین فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی
راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو سردار میا سنگہ نے طیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے
راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور-

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے مین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام جو لاہور کی نیشنل بنک مین امانت رکھا ہے ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے

قادیان دارالامان ۲۴ر اگست ۱۸۹۹ء

مکتوب امام اخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعدہٗ آنمخدوم کا خط پہنچا۔ جسقدر آنمخدوم نے کوشش اور سعی اُٹھائی ہے اور اپنے نفس پر مشقت اور تحمل تکروہات روا رکھا ہے یہ سب خداوند کریم کی عنایت ہے تا آپ کو اُس کے عوض مین وہ اجر عطا فرماوے جسکا عطا ہونا انھین کوششون پر موقوف تھا۔ جس کریم رحیم نے اِس عاجز نالائق کو اپنے غیر متناہی احسانون سے بغیر عوض کسی عمل اور محنت کے ممنون اور پرورش فرمایا ہے وہ محنت کرنے والون کی محنت کو ہرگز ضائع نہین کرتا۔ خدا کی راہ مین انسان ایک ذرہ بات مُنہ سے نہین نکالتا اور ایک قدم زمین پر نہین رکھتا جسکا اُسکو ثواب نہین دیا جاتا۔ لیکن مین اسجگہ یہ بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہون کہ آپ اپنے جوش دلی کے باعث سے لوگون کے پاس جاتے ہین کہ جو ظنون فاسدہ اپنے دل پر رکھتے ہین اور غرور اور استکبار نفس سے مرے ہوے ہین یہ ہرگز نہین چاہیئے اس کام کی خداوند کریم نے اپنے ہاتھ سے بنیاد ڈالی ہے اور وہ ابھی اسبات کے تعلق ہو رہا ہے کہ شوکت اور شان دین کی ظاہر کرے اور اسبارہ مین اُس کی طرف سے کھلی کھلی بشارتین عطا ہو چکی ہین سو جس بات کو خدا انجام دینے والا ہے اُسکو کوئی روک نہین سکتا۔ دنیا مردار ہے اور جسقدر کوئی اُس سے نزدیک ہے اُسی قدر ناپاکی مین گرفتار ہے اور بد باطن اور بدبو دار ہے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ مؤمن کے لئے لازم ہے کہ دنیا دار کے سامنے تذلل اختیار نہ کرے اور اُس کی شان باطل کو تحقیر کی نظر سے دیکھے۔ انسان دنیا دار کے سامنے نرمی اور تواضع اختیار کرتا ہے یہان تک کہ حضرت خداوند کریم عز و جل کے نزدیک مشرک ٹھیرتا ہے سمجھنا چاہیئے کہ بجز قادر توانا کے کوئی کام کسی کے اختیار مین نہین اور تمام آسمان و زمین اور تمام دل اُس کے قبضہ مین ہین اور قدرت سخت درجہ پر متصرف ہے اور اگر وہ کسی کام مین توقف کرتا ہے تو اسلئے نہین کہ وہ اُس کے کرنے سے عاجز ہے بلکہ اُس توقف مین اُس کی حکمتین ہوتی ہین مخلوق سب ہیچ اور ادنےٰ ہے اور مردود ہے نہ اُس سے کچھ نقصان متصور ہے اور نہ نفع۔ دنیا دارون سے مطلب براری کے لئے نرمی کرنا دنیا دارون کا کام ہے۔ اور یہ کام خالق السموات والارض کا ہے مجھکو یا آپ کو لازم نہین کہ ایک بدنصیب دنیا دار سے ایسی لجاجت کرے کہ جس سے اپنے مولیٰ کی کسر شان لازم آوے جو لوگ ذات کبریا کا دامن پکڑتے ہین وہ متکبرون کے دروازہ ہرگز نہین جاتے اور لجاجت سے بات نہین کرتے سو آپ اس طریق کو ترک کردین اگر کسی دنیا دار مالدار کو کچھ کہنا ہو تو کلمہ مختصر کہین اور آزادی سے کہین اور صرف ایک بار پر کفایت رکھین۔ اور بار بار مجھ کو روپیہ بھیجنے سے منع کردین

اور مناسب ہی کہ آپ یہ سلسلہ غریب مسلمانون مین جاری ۔ کھین دوسرے لوگون کا خیال چھوڑ دین اس مین ذرہ تردد نہ کیا کرین ۔ تعجب کہ آپ جیسے آدمی متردد ہو جائین ۔ اگر ایک کافر بیدین جو دولت مند ہو کسیکو وعدہ دے جو میری تری مشکلات پر بڑی مدد کرون گا تو وہ اس کے وعدہ سے تسلی پکڑ جاتا ہے لکھا ہے کہ اول مرتبہ مین جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابی کو برعایت ظاہر اپنی جان کی حفاظت کے لئے ہمراہ رکھا کرتے تھے پھر جب یہ آیت نازل ہوئی واللہ یعصمک من الناس یعنی خدا تجھکو لوگون سے بچائے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سبکو رخصت کر دیا اور فرمایا کہ اب مجھکو تمھاری حفاظت کی ضرورت نہین اسواسطے سمجھین کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو خدا تعالی کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ اگر تمام لوگ منہ پھیرین تو مین زمین کے نیچے سے یا آسمان کے اوپر سے مدد کر سکتا ہون ۔ پھر جبکہ قادر رحمن رحیم ساتھ ہے اور اسکی طرف سے مواعید ہین تو کیا غم ہو دنیا دار کیا چیز ہین اور کیا حقیقت تا ان کے سامنے لجاجت کی جائے اور اگر خدا چاہتا تو ان کو ایسا سخت دل نہ کرتا ہم نے یہی چاہا تا کہ اس کے نشان ظاہر ہون ۔ تاریخ ۲۴ر اکتوبر ۱۸۸۳ء مطابق ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۰۰ ہجری ۔

اسلام پر ایک نظر

از مولانا مولوی نور الدین سلمہ ربہ

اسلام نے کوئی عمدہ تعلیم اور پسندیدہ بات نہین جس کا حکم اور کوئی بری اور ناپسند بات نہین جس کی ممانعت نہ کی ہو ۔ بارہا سوال ہوا ہے اسلام کو ہماری معاشرت اور دنیوی امور مین دخل ہے یا نہین مجھے یقین ہے اسلام ہمارے ان امور مین جنکا تعلق ہماری عام حالت صحت اور مرض سے ہے راحت بخش مقنن ہے یہ صحت یا مرض روحانی ہو یا جسمانی ۔ ہان ایسے امور مین جو خاص ملک یا خاص آب و ہوا یا خاص اسباب مختص الزمان یا مختص المکان کے ساتھ تعلق رکھتے ہون

اسلام آزادی بخش مذہب ہے

توحید کا وہ بیان کہ ہادی علیہ الصلوۃ والسلام اپنی عبودیت کا اقرار ایمان کا لازمی جزو قرار دے کوئی انکار کر سکتا ہے ؟ کہ کتب سابقہ کے ان الفاظ نے "اسرائیل میرا پہلوٹھا ہے" "میرا اکلوتا بیٹا" "موسی خدا سا" وغیرہ وغیرہ اور سجدہ کی عام رسم نے توحید الوہیت مین نقصان نہین پہنچایا ؟

ویدون مین اگر صاف صاف حکم ہوتا کہ سورج اور چاند اور عنصری آگ اور دیوون کو سجدہ اور عبادت نہ کرو تو یہ جھگڑا جواز یا عدم جواز بت پرستی کا آریہ ورت مین کیون پڑتا ۔

اخلاق وہ کسی نبی پر کوئی اعتراض نہین سب کا ماننا سب کا ادب اسلام مین ضرور ہوا ؟

قولوا للناس حسنا

لوگون سے بھلی باتین کہو

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ

(اور تم لوگ انکو برا کہو جو ماسوی اللہ کو پکارتے ہین) اس سے بڑھکر کون حکم ہے جو مصدر اخلاق ہو سکے ۔ تعجب آتا ہے الزامی طور پر بھی قرآن عیوب کا اشارہ نہین کرتا ۔

آپ نے کوئی حکم ایسا نہین فرمایا جسمین آج ہمین کہنا پڑے کہ کاش اسلام مین یہ حکم نہ ہوتا ۔ کسی ایسی چیز سے منع نہین فرمایا جس مین آج ہم کو یہ کہنے کی ضرورت ہو کہ کاش اسلامیون کو منع نہ فرماتے ۔

تمام عمدہ اور ستھری چیزون کی اجازت ہے ۔ کل بری اور خبیث اشیاء سے ممانعت ہے ۔ نہایت پسندیدہ صفات مین عدل تھا

ان اللہ یامرکم بالعدل

(تحقیق اللہ تعالے عدل کا حکم دیتا ہے) فرماکر اس کی تاکید کی ۔ اور ظلم سے

الا لعنۃ اللہ علی الظلمین ۰

(خبردار ہو خدا کی لعنت ظالمون پر ہی) کہکر سخت ممانعت کی ۔ (شرک بڑا ظلم اور عدل کی ضد ہے ۔) صدق ہو

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین

(مومنو! تقوی اللہ اختیار کرو اور صادقون کے ساتھ ہو جاؤ)

کہا اور کذب کے حق مین

لعنۃ اللہ علی الکذبین

(جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے) فرمایا ۔ منشاء صفات کاملہ علم ہے اس کے لئے

قل رب زدنی علما

(کہ اے رب میرا علم بڑھا) آیا ۔ منشاء شرور جہل ہے اس سے

انی اعظک ان تکون من الجھلین

(مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ تو جاہلون مین سے نہ ہو) کہکر ہٹایا ۔ احسان کی ترغیب

ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین

(اللہ تعالے کی رحمت احسان کرنے والون کے قریب ہوتی ہے ۔) سے ظاہر ہے ۔ اور مدمقابل کی برائی

واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد

(اور جب پیٹھ پھیرے دوڑتا پھرے ملک مین کہ اُس مین ویرانی کرے اور ہلاک کرے کھیتیان اور جانین اور اللہ فساد کرنے والون کو دوست نہین رکھتا۔) سے عیان ہے۔

معاد اور قیامت کا اعتقاد جو ہر خوبی اور نیکی اور دلی محبت وسلوک کا سرچشمہ اور تمام خوشیون اور امیدون کی غایت ہی ایسے دلائل قویہ قانون قدرت سے مستحکم کیا ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہین۔ ہان علوم مین جادو ٹونے نجوم کا عملی حصہ وغیرہ ردیات سے۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ

(اور پیچھے لگے ہین اس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت ملک سلیمان کی) فرما کر منع فرمایا۔ تمام امت کو کس امر کی تاکید کی۔ امت کو کیا کام سپرد کیا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

(یعنی تم سب اُمتون سے جو پیدا ہوئین بہتر ہو لوگون مین پسندیدہ باتون کا حکم کرتے ہو اور بری اور ناپسندیدہ باتون سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔) اسلام کی خوبی کیا بتائی۔ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ یعنی اسلام کے معترف مسلمان کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیفائدہ غیر مقصود چیز کو چھوڑ دے اور پھر ایمان کا مدار اسپر رکھا لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ یعنی تم مین سے کوئی مومن کامل نہین ہو سکتا جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے اسی چیز کو دوست نہ رکھے جو وہ اپنے نفس کے لئے دوست رکھتا ہے۔

یہ ہے اسلام اور اسکی تعلیم

اب بتلاؤ کہ ایسے ملک مین جو سراسر جہالت ہو اور کوئی کتاب اس ملک مین نہ ہو ایسی بصیرت اور تعلیم کا آدمی جسکی تمام تعلیم قویٰ فطری اور قانون قدرت کے موافق ہو جس مین تمام روحانی ضرور یتین موجود ہون اگر معجزہ اور خرق عادت نہین تو نظیر دو

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید مین سے چند باتین

(ہمارے اپنے الفاظ مین)

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ — ہم نے انسان کو خلاصہ مٹی سے پیدا کیا

صلصال کے دو معنے ہین اور دونون صورتون مین قرآن کریم کا فلسفہ متعلق پیدائش انسان صحیح اور درست ہے اول صلصال کہتے ہین خلاصہ کو اور یہ اس صورت مین سلۃ سے نکلا ہے۔ دوم جبکہ یہ صلّ سے مشتق ہو اُسوقت اس کے معنے ہین مختلف اجزا مین سے کھنچا ہوا۔

بہرحال انسان کی پیدائش پر غور کرو۔ ایک دانہ جو زمین مین ڈالا جاتا ہے مٹی کے ساتھ ملکر وہ ایک پودہ کیصورت مین نشو ونما پاتا ہے گویا اس دانہ کا خلاصہ وہ درخت ہے اور اس درخت مین سے ایک سبز بال نکلتی ہے جو اس پودہ کا لب لباب ہی پھر مختلف عمل کرنے کے بعد وہ دانہ جدا ہوتا ہے اور پھر اس دانہ کا خلاصہ ایک آٹا بنتا ہے اسمین بھی بعض اجزا ملے ہوئے ہوتے ہین اس لئے اسکا خلاصہ چھلنی کے ذریعہ نکلتا ہے اور انسان اُسکو کھاتا ہے۔ معدہ مین جاکر مختلف قسم کے تیزاب اُس کے خلاصہ بنانے مین کام کرتے ہین۔ غذا کو اندرونی مشین مین بہت مرتبہ چکر کھانا پڑتا ہے یہانتک کہ آخر اس کا فضلہ پاخانہ کے راستہ سے نکل جاتا ہے اور پھر اصل خلاصہ خون کی شکل اختیار کرتا ہے جب کہ جگر صفرا کو الگ کر دیتا ہے۔ اور پیشاب الگ ہو جاتا ہے ازان بعد یہ خون حرکت کرتا ہوا خصیہ مین پہنچتا ہے جہان منی بنتی ہے اور جو انسان کی پیدائش کا موجب ہوتی ہے لیکن ابھی یہ خلاصہ ہوتا ہے اور اس منی سے پھر سے لوتڑا (علق) بنتا ہے اب غور کرو کہ کیسا خلاصہ ہے قرآنی فلسفہ کی تائید مشاہدہ قدرت کیسے کھلے کھلے طور پر کر رہا ہے۔

یہ ہے قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست ثبوت منجملہ اور دلائل کثیرہ کے۔ غرض خدا تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل سچ ہے۔

اَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ — مجھے یوم بعث تک ڈھیل دے

یہ شیطان کا مقولہ ہے۔ جو سورۃ الحجر مین اللہ کریم نے نقل فرمایا ہے۔ شیطان کیا ہی اُسپر اسوقت کسی بحث کی ہمکو ضرورت نہین متعدد مرتبہ مختلف صورتون مین شیطان کے متعلق مضامین ہم شائع کر چکے ہین اور خدا تعالیٰ چاہے گا تو کسی وقت جداگانہ بحث بھی اس مضمون پر ہوگی سردست ہمکو یہ بتلانا ہے کہ یوم یبعثون سے کیا مراد ہے۔ بعثت کے دن سے قیامت بھی مراد ہوتی ہے مگر اس مقام پر قیامت مراد نہین بلکہ اس مقام پر انسان کا اپنی غفلتون سے بیدار ہونیکا ذکر ہے۔ انسان دھوکا کھا سکتا ہے جبتک کہ اس کے اندر ایک نئی تبدیلی نہ ہو۔ پاکیزہ خیالات پاکیزہ باتین اسمین پیدا نہ ہون جب انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرتا ہے تو وہ گویا اپنی پہلی حالت سے جو موت کے مشابہ ہوتی ہے نئے سر سے پیدا ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام یا اُن کے نقش قدم پر آنے والے مجددوں کے وقت بھی ایک بعثت ہوتی ہے۔

تو اصل بات یہی ہے جو اس آیت مین

اللہ کریم نے بیان فرمائی ہے کہ انسان اُسی وقت تک شیطان کی حکومت کے نیچے رہتا ہے جب تک کہ وہ صلاحیت اور تقوی پیدا نہین کرتا۔ لیکن جب وہ مخلصین کے زمرہ اور عباد اللہ کے گروہ مین داخل ہو جاتا ہے تو شیطان کا کوئی تسلط اُس پر نہین رہ سکتا۔ جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ یہ بات ہمارے اپنے خیال مین مایوس کرنے والی ہے کہ شیطان قیامت تک انسانکو گمراہ کرتا ہے۔ کیونکہ جب قیامت تک ایک باعث اور محرک سیآت لگا ہوا ہے تو بیشک انسان ایک مخمصہ مین ہے۔ مگر یہ بات نہین انسان جس وقت چاہے اس کے محرکات سے بچ سکتا ہے۔ عِبَادُ اللّٰه کے زمرہ مین آئے اور فَادْخُلِي فِي عِبَادِي کی معزز خطاب حاصل کرے پھر اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ خدا کا وعدہ سچ ہے۔ ہان ضرورت ہے تبدیلی کی ضرورت ہے تقوی اللہ اور خشیت الٰہی کی ضرورت ہے ایک مخلص دل کی۔ پھر اللہ تعالے کا فضل خود دستگیری کرتا ہے۔ بس جو چاہتا ہے کہ شیطان کی غلامی سے نکلے اور ملائکۃ اللہ اُسے سجدہ کرین وہ وہ دل پیدا کرے

جو آدم کو ملا

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ

جہنم کے سات دروازے ہین۔

حضرت مولنا صاحب نے اسپر فرمایا کہ خدا تعالے کے خاص فضل مین سے جو اُس نے فہم قرآن کے متعلق مجھے دیا ہے یہ بھی ہے کہ جہنم کے سات دروازون کی حقیقت بتلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے بتلائی۔ وہ سات راہین یا سات دروازے جنسے انسان جہنم مین داخل ہوتا ہے یہ ہین۔

اوّلاً۔ اللہ تعالے کے ساتھہ کسی دوسرے کو شریک کرنا۔
ثانیاً۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔
ثالثاً کسی کو ناحق قتل کرنا۔
رابعاً۔ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا
خامساً فی سبیل اللہ جنگ مین پیٹھہ دینا۔
سادساً یتیمون کا مال کھانا۔
سابعاً جھوٹھی قسم کھانا۔

پس ان سات راہون کو چھوڑو کہ جہنم تک لیجاتے ہین۔ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والون کو اللہ تعالے محفوظ رکھے آمین ——— آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهُ اللّٰهَ الْعَلِيَّ الْعَظِيْمَ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

دوستو اک نظر خدا کے لئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم۔ حضور ممدوح ایدہ اللہ کے مقاصد سے واقف۔ دینی ضرورتوں کی مہیا کرنیکی پیاس رکھنے والی قوم۔ پھر مین ناحق کا دردسر اُٹھاکر قصہ کو لمبا کرون زمانہ کے معروف چکنے چپڑے فقرے لکھون کیا حاصل صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم نہ ہو کہ مدرسہ کا خرچ کہان تک بڑھ گیا ہے اور یہی وجہ اُن کی بے التفاتی کی ہو۔ سوسُن لو۔ یکم اگست سے مدرسہ کا ماہوار خرچ مالہ عہ ۱۱۱ ہو گیا ہے۔ علاوہ ماسٹر شیر علی صاحب بی اے کے ایک لایق ٹرینڈ انڈر گریجوایٹ سکنڈ ماسٹر منگوایا گیا ہے۔ ان سب پر بورڈنگ ہوس بنانے کے لئے روپیہ درکار ہے اسلئے کہ طلباء مدرسہ کی ترقی کی تعداد قطعاً اسی پر موقوف ہے۔

دائمی چندہ دینے والے مقرر رقم مین کچھہ اضافہ کرین۔ غافل ہوشیار ہو جائین۔ اور خدا کے لئے مافات کی تلافی کرین اور مقدور والے اچھی یکمشت رقمون سے اعانت کرکے اجر لین۔ وَالسَّلَام

الْمُشْتَهِر
عَبْدُالْكَرِيْم سيالكوٹي
منجانب سکرٹری مدرسہ تعلیم الاسلام

خطبہ موعظت

جو حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۲۸ جولائی ۱۸۹۹ء کو پڑھا

وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖ إِيْمَانًا فَأَمَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ وَأَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كَافِرُوْنَ سورہ توبہ

جب اللہ کیطرف سے کوئی سورۃ

آ نار[۱] جاتی ہے تو اُن مین سے بعض لوگ کہتے ہین کہ اس سورہ کے نازل ہونے سے کس کے ایمان مین ترقی ہوئی - خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ ترقی اُن لوگون ہی کے ایمان مین ہوئی ہے جنکو پہلے سے نور ایمان و یقین عطا ہوا ہے نئی سورۃ کے نازل ہونے سے انکو ایک نئی لذت اور نیا سرور ملتا ہے آپس مین خوشیان مناتے ہین لیکن جن کے دل مین روگ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نہین جانتے اُن کے خبث باطن کو اور بھی ترقی ہوتی ہے اور کیٹ پر کیٹ بڑھتی ہے یہان تک کہ اُسی عناد و عداوت اور اُسی جلن و سوزش مین ہلاک ہو جاتے ہین -

خدا تعالےٰ نے انسانی فطرت کی افتاد ایسی رکھی ہے کہ وہ بہت جلد مختلف اسباب سے غفلت کے نیچے دب جاتی ہے چونکہ غفلت کے اسباب سہل اور آسان اور بظاہر خوشنما اور راحت بخش نظر آتے ہین نادان انسان اُن سے متاثر ہوکر غفلت کا بندہ اور غلام بنکر خدا سے دور جا پڑتا ہے - ایک ایسا زنگ دل پر بیٹھ جاتا ہے جسکے صیقل کرنے کے ہتھیار (جو استغفار اور رجوع الی اللہ ہین) بدون فضل الٰہی حاصل نہین ہو سکتے -

مشاہدۂ قدرت مین جو خدا تعالیٰ کا کھلا ہوا صحیفہ ہے ہم دیکھتے ہین کہ جیسے نازک اور خوشنما پھول وقت پر آبپاشی چاہتے ہین اور بدون اسکے وہ تازہ اور شگفتہ رہ ہی نہین سکتے خواہ وہ پانی زمین سے آوے یا آسمان سے ٹھیک اسی طرح پر ایمان و یقین کا راحت رسان پھول شگفتہ نہین رہ سکتا جب تک کہ تازہ اور زندہ نشان جو ایمانی ترقی کا موجب ہوتے ہین نازل نہ ہون - اگر ایسا نہو تو جیسے وہ غنچہ بند کا بند ہی پژمردہ ہو جاتا ہے جبکہ اُسکو عین وقت پر پانی نہین ملتا - ویسے ہی ایمان کا لہلہاتا پودہ یکدم مرجھا کر مردہ

ہو جاتا ہے - قرآن کریم نے اس امر پر ایک بات بیان کی ہے -

فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ

یہ نصاریٰ اور یہود کی قساوت قلبی اور سنگدلی کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ کیونکر وہ **انبیاء علیہم السلام** کی پاک ہدایات اور مقدس نصائح کو بھول گئے) جواب دیا ہے **فطال علیھم الامد** اُن کی امیدونکا زمانہ دراز ہو گیا اُن کی اس انتظاری پر کہ کوئی عالم باعمل آوے مدتہائے دراز گذر گئین - اُن کی شبہائے تار کی انتہا نہ ہوئی - آخر سنگدلی اور اپنے مخترعہ خیالات مین مشغول ہو گئے -

اس سے صاف طور پر پتہ لگتا ہے کہ جیسے بارش وقت پر سرسبز کرتی ہے اور انسانون کے کھیتے غلہ سے بھرتے ہین ایسے ہی روحانی بارش کی ضرورت شجر ایمان کے نشو و نما اور ترو تازہ ہونے کے لئے ہے - بڑی ہی بدقسمت ہے وہ قوم! جس مین روحانی سرسبزی اور بہتری کے لئے یہ سلسلہ نہین ہے !!

بڑا ہی بدنصیب ہے وہ انسان ! جسکی امیدون کا خاتمہ ہو چکا اور جسنے مان لیا کہ فلان فلان وقت تک یہ سلسلہ چل کر محدود ہو گیا ایسے انسان! ایسی قوم کے نزدیک خدا تعالےٰ کہان قادر مطلق! اور کہان ہمہ امید اور ہمہ رحمت ہو سکتا ہے - سچ پوچھو تو اُن کا خدا خدا ہی نہین بلکہ ایک مردہ اور بیت ویا خدا ہے - پھر بالمقابل وہ قوم کیسی مبارک اور بیدار بخت قوم ہے! جنکا ایمان ہے کہ ہر ضرورت حقہ پر اللہ تعالےٰ کا کلام نازل ہوتا ہے اور اسی نظام کے موافق جو اس جسمانی اور ظاہری سلسلہ مین ہم دیکھتے ہین کہ جب شدت کی گرمی پڑتی ہے تو ساون کے ٹھنڈے جھونکے یک بیک طبیعتون کو نزول باران رحمت کی بشارت پہنچاتے ہین اسی طرح پر ٹھیک اسی نظام پر ایمان خشک سالی اور یقین اور معرفت کی اوڑ لگنے پر (جب بارش نہین

ہوتی اُسکو اوڑ لگنا کہتے ہین) ایڈیٹر - خدا تعالےٰ کی رحمت جوش مارتی ہے اور اسپنے برگزیدہ کے ذریعہ روحانی بارش بھیجکر مردہ اور خشک ایمان مین ایک نئی روح پیدا کر دیتی ہے اور یقین اور معرفت کی آنکھ کو کھولدیتی ہے -

آج روئے زمین مین دیکھلو یہ آیت موجود ہے مگر ذرا سوچو اور بلند نظری سے کام لو کہ اس سے لذت اُٹھانے والی کون قوم ہے ؟ وہ کون لوگ ہین جنکے ایمان اس کے پڑھنے سے تازہ اور مضبوط ہوتے ہین ؟ کیا وہ جو باوجودیکہ دیکھتے ہین کہ جسمانی نظام مین وقت پر بارشین ہوتی ہین لیکن روحانی دنیا مین ابد الآباد کے لئے روحانی بارش کا امساک قرار دے بیٹھے ہین ؟ یا کیا وہ جو مانتے ہین کہ اب بھی خدا اپنے برگزیدہ بندہ کے ذریعہ سے اپنے فضل و رحمت سے دنیا مین معرفت اور یقین کی روشنی پھیلا رہا ہے اور روحانی امراض کے مبتلاؤن کے لئے اُس کا **مسیح** تریاق القلوب کے ذریعہ سے ایک زندگی بخش رہا ہے؟ یقیناً یقیناً وہی آخری قوم! وہی آخری گروہ!! جو **آخَرِيْنَ مِنْهُمْ** کا مصداق ہے وہ بدنصیب کیا لذت اُٹھا سکینگے جنہون نے خدا کو ایک گونگا خدا بنایا ہے!!!

ہمارے ہادی کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وقت ہی اُس روحانی معلم کے پاس کچھ لوگ جمع ہوئے اُن کی تعلیم و تربیت کیونکر ہوئی؟ اسکو کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہین جنکے دل نور معرفت سے بہرہ ور ہین مگر وہ جو لوگون کے خود ساختہ و خود تراشیدہ خیالات کی پیرو ہین وہ تو غالباً سمجھ بھی نہین سکتے کہ صحابہ نے سلوک کی منزلین کیونکر طے کین - مختلف اخلاقی قوتون کے پیدا کرنے کے لئے کیا کیا سامان کیا جو ایسے مستقیم الایمان لوگ پیدا ہو گئے جنہون نے صرف اپنی روحانی اور ایمانی قوت اور یقین کی طاقت سے دنیا کو دکھلا دیا کہ وہ کیسے کیا بن سکتے تھے ! اور بن گئے کبھی وہ دیکھتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر دشمنون کیطرف سے

ایک ایسا حملہ ہوا ہے کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کی آغوش ربوبیت کا تربیت یافتہ نہوتا تو ہلاک ہو جاتا۔ کبھی بدر کی لڑائی آپکی عظمت کا نشان ہوتی ہے کبھی احزاب کبھی فتح مکہ کبھی کوئی اندرونی نشان بات بات مین اللہ تعالیٰ کی فوق الفوق اور غیب الغیب ہستی کا پتہ لگتا ہے کبھی کسی رؤیا اور کشف کا سُننا اور پورا ہونا اُن کی ایمانی قوتوں کے بڑھانے کا موجب ہوتا ہے۔ جسطرح بارش سے سبزہ بڑھتا ہے اُسی طرح پاک صحبت مین رہ کر یہ گروہ ایمانی نشوونما پاتا اور نشان پر نشان دیکھکر خدا کے زندہ ہونیکا یقین تازہ کرتا تھا۔ پس یاد رکھو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک پاک نمونہ دنیا مین موجود ہے۔ اب اگر اس نمونہ کے خلاف کوئی صوفی اور پیر اخلاقی اور روحانی قوتون کے تزکیہ اور نجاستون کے پاک کرنے کے واسطے کوئی ریاضت یا وظیفہ بتلاتا ہے تو مین کھول کر کہتا ہون کہ یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ وہ طریقہ خدا سے نہین اور وہ نمونہ حقہ نہین ہے بجز اس کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا اور صحابہ نے جس کی شاگردی کی وہی منجانب اللہ ہے باقی اپنے خیالات اور خودتراشیدہ باتین ہین۔

پس اُن سے بچو! اور دور بھاگو!! کہ انمین زندگی کی روح نہین!!!

اب پھر مین اصل مطلب کیطرف رجوع کرکے کہتا ہون کہ خدا تعالےٰ کے نشان جب نازل ہوتے ہین تو کس کا ایمان بڑھتا ہے؟ ایمان مین انکے ترقی ہوتی ہے جنکو پہلے سے نور ایمان ملا ہے۔ آفتاب کی روشنی سے وہی بہرہ ور ہوگا جس کی آنکھ مین روشنی ہے اندھا اُس سے کیا فائدہ اُٹھائے گا۔ میرے دوستو!! کیا آج اللہ تعالےٰ کی شکر گذاری کی جگہ نہین؟ کہ ٹھیک اسی طرح جیسے ہمیشہ سے سنت اللہ چلی آئی ہے خدا تعالےٰ کے نشانات کی بارش ہورہی ہے۔ ہر ہفتہ مین دو تین مرتبہ خدا کے برگزیدہ اور خلیفہ کے مُنہ سے ایسی باتین سنی جاتی ہین جو انسانی طاقتون سے برتر ہوتی ہین۔ پھر اُن کو اُسیطرح پورا ہوتے دیکھکر یقین و معرفت کی قوت مین ایک استحکام اور طاقت آتی ہے۔ آج صرف ہم ہین جو ان آیات کے موافق کہہ سکتے ہین کہ ہمارا ایمان بڑھتا اور تازہ ہوتا ہے۔ ایک عاجز انسان بے زر۔ بے سامان۔ بے زور یعنی دنیوی زور اور طاقت نہین رکھتا اور پھر ایک گاؤن مین پڑا ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ وہ نہ کسی قسم کے منصوبے کرتا ہے اور نہ کرسکتا ہے نہ کسی خادم کو دُکھ دیتا ہے نہ اس کے ہاتھون مین کبھی گدگدی ہوتی ہے کہ کسی بڑے سے بڑے قصور پر بھی کسی کو تھپڑ مارے پھر اس بیکسی و ناطاقتی کی حالت مین کبھی بدر کے قائمقام کسی ایک پادری نہ ایک نہ دو بلکہ سیکڑون بعض ہندوون اور ناعاقبت اندیش مسلمانون کی مجموعی طاقت سے اُسکو نیچا دکھانے کے لئے اور بیگناہ پھانسی کے واسطے اقدام قتل کا مقدمہ کیا جاتا ہے۔ ایکطرف مادی عقل کے بندے نہین بیٹے ایسی متفقہ کوشش کو دیکھکر فتوے دیتے ہین کہ اب اس کا خاتمہ ہے۔ مگر ادھر آسمان سے ملائکہ اُسکو ابرأ نے قصور تھیرانا کی راحت بخش آواز سے تسلی اور اطمینان بخشتے ہین اور وہ پورے زور سے اپنی بریت کی بشارت دیتا ہے۔ اب واقعات بتلاتے ہین کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کے مقام پر فتح ہوئی ٹھیک اُسی کے رنگ مین اس کو بداندیش دشمنون کے مقابلہ پر بالکل اُسی طرح جیسے وہ پہلے کہہ چکا تھا فتح ملتی ہے۔ اور یون خدا کی باتین پوری ہوتی ہوئی ہم آئے دن دیکھتے ہین۔

اس نے مقدمہ مین کسی کے پاس دانت نکالکر تضرع نہین کی۔ اور نہ اُسے ضرورت پڑی مگر پھر بھی وہی فتحمند ہوا۔ جسکو انا الفتاح کہنے والے نے بشارت دی تھی والحمد للہ علیٰ ذالک

اب تم ہی بتلاؤ! اے قوم کے برگزیدہ لوگو! اے رفتار زمانہ سے آشنا مردو!! ذرا انصاف تو کرو اور کہو کہ کیا ایسے وقت مین قبل از وقت اُسحالت مین جبکہ مادہ پرست سطحی خیالات کے بندے!! دنیوی تدبیرون کے فرزند اس کے استیصال کا فتویٰ دیتے ہون اور بیشک ظاہری حالات اسی قسم کے ہون یہ کہدینا کہ مین بری ہونگا خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت کے بدون ممکن ہے؟ ہرگز نہین ہرگز نہین!

پھر

آج کون صوفی یا گدی نشین ہے جسکے پاس رہ کر اس الحاد کے زمانہ مین خدا تعالےٰ پر ایمان زندہ رہ سکتا ہے؟ بولو تو سہی! کیا **سنگھڑ** اور **رتڑ چھتڑ۔ بریلی۔ کلیر۔ پاکپٹن** یہان وہان کی گدی ایمان کو زندگی بخش سکتی ہے۔؟ یقیناً نہین ان گدیون مین فاسق کا فر ہون ان مین کچھ امتیاز نہین کوئی فتنہ و امتحان ایسا نہین جو یہان ہے حاکمون کی طرف سے کوئی نگرانی نہین کوئی قطع تعلق اور فتنہ نہین۔ قوم کی طرف سے کفر کے فتوے اور قتل کے فتوے نہین۔ یہی ثبوت اس امر کے لئے کافی ہے کہ وہ خدا سے نہین ہین۔ ایمان کے زندہ کرنے کے لئے ابتلا ضروری ہین مامور من اللہ ابتلاؤن کے نرغہ مین ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان زندہ کرے۔ اسکو مختلف قسم کے معرکے اور ہنگامے پیش آتے ہین اور قبل از وقت خبر دیکر وہ کامیاب ہوتا ہے تا لوگون کو دکھلائے کہ وہ خدا کی نگرانی مین ہے۔ بجز اس کے اور کوئی راہ نہین جو خدا تک پہنچا سکے اور یقیناً نہین!!!

مین خدا تعالےٰ کو گواہ رکھکر اسوقت مسجد مین اور پھر محراب مین کھڑا ہوکر خدا کے پاک کلام کو ہاتھ مین لئے ہوئے ایک قوت اور بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ یہی ایک سلسلہ ہے جو ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کے

نقش مستم پر ہے - پس میرے دوستو! جو دور ہو یا نزدیک ہو سن لو کہ کسقدر خوشی کی بات ہے کہ ہمارا ایمان ہت نئی شادابی حاصل کرتا ہے تم جانتے ہو کہ اس روز جب **لعمان** کی خبر آئی تھی کہ وہان حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کی نشانات کا ایک پتہ ملتا ہے تو ہمارے سید و مولی **امام** کو کسقدر خوشی ہوئی تھی میں نے اس خوشی کو محفوظ رکھا ہے یہ خوشی صرف دین کی کامیابی کی - اور نکلنے کی وجہ سے تھی - اس خوشی کا باعث صرف یہ تھا کہ اسلام کی زندگی! ہادی انام علیہ الصلوۃ و السلام کی زندگی!! اور قرآن کریم کی حیات کی ایک ممتاز راہ ہے یاد رکھو کہ اس قسم کی عزت اور دینی حمایت ماموریں الہی کے سوا ہو نہیں سکتی!!!

پس میرے دوستو!

تم جہان ہو سنو کہ خدا نے ہمکو موقع دیا ہے کہ ہم اپنے ایمان کو تازہ کریں اور ایک بصیرت اور معرفت حاصل کریں۔

مگر یہ امر بھی سا تھ ہی ہے کہ وہ جنکے دل بیمار اور جنکی روح مردہ ہے وہ ایمان کی لذت اور یقین کی حلاوت کی حس کو کھو بیٹھے ہیں اس لئے نشان پر نشان دیکھتے ہیں مگر مردہ کیطرح بحس و حرکت پڑے ہیں - دیکھو! **کسوف خسوف** نے کسکو خوشی دی؟ ہمکو لیکھرام اور آتھم نے کسکو خوش کیا؟ ہمکو!! لیکن جو بدظنیون کے گڑھے مین گرے ہین انھون نے اور بھی بغض و عداوت مین ترقی کی - کاش! وہ دیکھتے اور ذرا دانش سے کام لیتے کہ ہر سال انپر کیسی شرمندگی کی بلا آتی ہے - ہر سال ہمارے دشمن ہماری قطعی ہلاکت کا حکم لگاتے ہین مگر جب وہ دیکھتے ہین کہ پہلے سے زیادہ قوت اور زور کے ساتھ ہم بڑھتے ہین تو ندامت سے ڈوب نہیں مرتے

مجھے خوب یاد ہے کہ جب ہمارے امام دہلی مین تھے میرے مخدوم مولوی نورالدین صاحب نے آنے کا ارادہ کیا عبدالواحد غزنوی نے کہا کہ مت جاؤ مرزا دہلی مین ہی یا دہلی سے نکل کر ہلاک ہو جاویگا

مگر **کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم** کیا حق و قیوم خدا کا اسکو اب تک زندہ رکھنا ان لوگون کے لئے ڈوب مرنے کی جگہ نہین -؟

ہنری کلارک کے مقدمہ مین دشمن کہتے تھے کہ خاتمہ ہوگیا؟ کیا نجات کے بعد ان کے لئے منہ چھپانیکا مقام تھا؟

ابھی پچھلے مقدمہ مین سنت اللہ سے ناواقف - خدا کی باتون سے ناآشنا الہام کے مدعی کہہ اٹھے تھے کہ اب اس مقدمہ کے بعد اس سلسلہ کا خاتمہ ہے؟ کیا دن دونی رات چوگنی ترقی نے ان کو ابھی سوچنے اور غور کرنے کی طرف توجہ نہ دلائی؟ آہ! وہ کیون نہین سوچتے!! اور کیون نہین سوچتے!!! حق تو یہ تھا کہ اب خدا کے اس مامور پر ایمان لے آتے اور اس ایمانی لذت اور معرفت یقین کی حلاوت سے بہرہ اندوز ہوتے جو مومن کے لئے مخصوص ہے مین اس سلسلہ کو کہان تک لمبا کرون یہ ناعاقبت اندیش ہر سال مین دو دفعہ یا ایک دفعہ بربادی کا حکم لگاتے ہین مگر ان کی باتین ان کے ہی منہ پر ماری جاتی ہین اور یہ خدا کا مرد بڑھتا ہے اور پہلے سے زیادہ قوت و استحکام کے ساتھ قدم اٹھاتا ہے **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء** -

ان ناعاقبت اندیشون نے جب ہر طرف سے ذلت ہی ذلت دیکھی تو اب مشہور کیا ہے کہ ولایت ختم ہوگئی مگر عنقریب **تریاق القلوب** ان کو بتلادے گا کہ وہ کیا کرتا ہے -

الغرض دوستو! آج ان آیات کی عظمت اور سچائی دنیا مین صرف یہی سلسلہ عملی طور پر دکھا رہا ہے پس اس کی قدر کرو - اور اس سے فائدہ اٹھاؤ -

اللہ تعالے مجھکو اور میرے حاضر و غائب دوستون کو سچی قدر کی توفیق دے اور ہماری زندگی موت اور حشر اسی سلسلہ مین ہو **ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم آمین**

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ

مندرجہ بالا الفاظ جو اسلام کے پہلی اصل کے نام سے موسوم ہین اپنے اندر جو کمالات رکھتے ہین ہم چاہتے ہین کہ کسی قدر مختصر طور پر انھین بیان کرین -

اس کلمہ کے دو جز ہین - پہلا جزو **لا الہ الا اللہ** ہے جس کے معنی ہین کہ کوئی بھی (خواہ وہ کچھ ہی کیون نہو) بجز اللہ تعالے کے محبوب مطلوب معبود اور مطاع نہین +

محبت کا منبع اور اصل دو چیزین ہین - اول محبوب کا کمال حسن مین یکتا اور فرد ہونا دوم اس کے احسانات اور انواع و اقسام کی مروتون کا بے انتہا ہونا - پس اللہ تعالے کے حسن اور احسان کے مقابل مین کیا چیز ہو سکتی ہے - جب کہ ہر ایک چیز اس کی مخلوق اور پھر ہر چیز انسان کی خادم اور بے منت و مزدوری اسکے کام مین لگی ہوئی ہے اور ہر ایک اپنی زبان حال سے **یسبح للہ ما فی السموات و ما فی الارض** - کے مصداق ہے

لہذا کوئی محبوب - اگر ہو سکتا ہے تو وہی جسکو **اللہ** کہتے ہین - اور **اللہ** لغت عرب کی رو سے اسکو کہتے ہین جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقایص اور عیوب سے منزہ اور مبرا ہو یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے کو قرآن شریف مین ہر جگہ موصوف کیا ہے

غرض **اسلام** نے بتلایا ہے کہ دنیا مین اگر کوئی محبوب ہو سکتا ہے تو وہ **اللہ** ہے - محبوب مطلوب ہی ہوتا ہے اور لذت محبت کا تقاضا ہی عبادت جون جون انسان پر خدا تعالے کے حسن و احسان کے نظارے کھلتے جائین گے اور ظلمانی حجب اور درمیانی پردے اٹھتے جائین گے وہ اپنی عبودیت کے اقرار مین ترقی کرتا جائے گا اور اس کی رضا جوئی کے لئے مشتاق وار دوڑے گا۔

پرستش کے بھی تین درجے ہوتے ہین یا از روئے خوف کے ہو یا پرستش از روئے طمع کے یا پرستش از روئے محبت کے۔ ان تین مراتب کے علاوہ ایک اور درجہ بھی پرستش کا ہے جو از روئے تشکر کے ہوا کرتی ہے اور حقیقت مین شکر اُس حمد کا نام ہے جو منعم کے عطاے انعام پر کی جاتی ہے اور یہ پرستش ہر سہ اقسام متذکرہ بالا پر مشتمل ہے۔ اب معلوم ہوا کہ حقیقی کامل مضمون لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا یہ ہے کہ صرف اُسی سے ڈرے اور اُسی سے اُمید رکھے اور اُسی ایک سے پیار کرے ڈر انسان کو اس سے پیدا ہو سکتا ہے جو انسان کی اپنی مجموعی طاقتون سے بالاتر اور قوی تر ہو۔ پس اللہ تعالیٰ سے بڑھکر جو القہار ہے کون قوی ہو سکتا ہے ہوی اُس کی صفت القہار اُسکی صفت غالب اُسکی صفت ذوانتقام اُسکی صفت وہ پھر کوئی قوت کوئی طاقت زمین آسمان مین کونسی ہو سکتی ہے جس سے انسان ڈرے ؟ صرف اُسی سے اور ہان اُسی سے جو اللّٰہ ہے طمع اور اُمید اُس سے پیدا ہو سکتی ہے جو افلاک وخزائن کا مالک ہو۔ اور باین ہمہ احسان اور عام ربوبیت اُس کی شان ہو۔ اب غور کرو کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھکر کون خزائن و افلاک کا مالک ہو سکتا ہے وہ جسکو چاہے بادشاہ کرے اور جسے چاہے ذلیل کرے وہی ہے جو خزائن کا مالک ہے اور پھر وہی ہے جو رب العالمین ہے رحمن ہے رحیم ہے بدون کسی عمل کے ہماری پرورش کر رہا ہے اور بے انتہا اجرام ارضی و سماوی کو ہماری کام مین لگا رکھا ہے پس اُس سے بڑھکر جائے اُمید کون ؟

محبت کے لئے ہم حسن اور احسان اصل بتلا چکے اور یہ اکمل طور پر اللہ تعالیٰ مین پائے جاتے ہین بلکہ ایسے طور پر کہ کل دنیا کی مخلوق بھی ابداً ابداً اُس کے احسانات وحسن کا ایک شمہ بھی بیان نہین کر سکتے۔ غرض توحید کے ان مدارج کو حاصل کرنا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا مفہوم و مقصود ہے۔ مگر اس توحید تک پہنچنا انسان کے اپنے ہاتھ مین نہین ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ اُسکی رحمت کا دسترخوان وسیع اور عام ہے اپنے اس فضل کو بھی مخصوص نہین کیا عام کیا جو چاہے اُس سے بہرہ حاصل کرے۔ ہان جیسا کہ اُسکا قانون اور سنت ہے کہ ہر ایک حاجت کے پورا کرنے کے لئے ایک ایک وسیلہ اور اسباب رکھدیا ہے جیسے کانون کی شنوائی کے لئے ہوا کا وجود ہے بینائی کے لئے سورج کی روشنی۔ اسی طرح پر اُس فضل کے حقدارون کے لئے ایک ذریعہ رکھا ہے جو قرآن شریف کے نام سے موسوم ہے۔ اسجگہ اُن لوگون کے وہم کا بھی ازالہ ہوتا ہے جو یہ کہتے ہین کہ جب مدار نجات توحید پر ہے تو پھر مسلمان کی کیا خصوصیت ہے بلکہ جو شخص توحید اختیار کریگا وہ نجات پالے گا۔ یہ ایک دھوکا ہے جو غور نہ کرنے والی کج رو طبیعتون کو پیدا ہوا ہے اُن کو خیال کرنا چاہئے کہ بیشک مدار نجات توحید پر ہے لیکن توحید کا حاصل کرنا اور صدہا وساوس اور ظنون متناقض توحید سے اپنے دل کو پاک کرنا یہ ایک ایسا امر ہے جو ایک کامل قانون اور مصفا اور اتم ہدایت کے بدون ممکن نہین ہے جو قرآن شریف ہے کیونکہ اکمل و اتم ہدایت ہونے کا اُسکا دعویٰ ہے اور نہ صرف دعوے بلکہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دنیا مین بجز اہل اسلام کے اور کوئی فرقہ توحید خالص پر قائم نہین اور ذات باری کے ساتھ مختلف شریک ان کو تجویز کرنے پڑے۔ پس توحید کامل جس پر مدار نجات ہے وہ صرف قرآن شریف لایا ہے اور دوسرے لوگون کی توحید در اصل توحید ہی نہین۔ بلکہ وہ شرک کی ملونی اپنے اندر رکھتی ہے پس قرآن شریف پر ایمان لانا ضروری ہوا۔ تاکہ وہ کامل تیقن جو توحید کا مفہوم ہے حاصل ہو۔ اور یہ اُسیکو دیا جاتا ہے جو کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اور یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ توحید کامل محبت الٰہیہ کے لئے لازمی ہے۔ اور یہ امر خدا تعالیٰ نے خود فیصل کر دیا ہے کہ محبت الٰہیہ کا حصول بدون محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو نہین ہو سکتا جیسے کہ خدا نے فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ پس

کلمہ شریف کے دوسرے جزو پر ایمان لانا ضروری ہوا۔ یہ ہے مختصر حقیقت کلمہ طیبہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کی

ستارہ قیصرہ

مندرجہ بالا نام کا ایک مختصر رسالہ ابھی چھپکر طیار ہوا ہے جسمین حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی برکات کا ذکر ہے اور یہ بیان ہے کہ جناب ملکہ ممدوحہ کے عہد عدالت مہد مین اور اُن کے نہایت روشن ستارہ کی تاثیر سے انواع اقسام کی زمینی اور آسمانی برکتین ظہور مین آئین ہین۔ الغرض یہ ایک دلچسپ اور لطیف رسالہ ہے اسکی صرف (۵۰۰) کاپیاں طبع ہوئی ہین قیمت ۲ ہے مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان کے نام درخواست کرنے پر مل سکتا ہے۔

قبول اسلام

اخبار عام مظہر ہے کہ مراد آباد کی مشہور منشی امداد علی ؟ آبادی کے نبیرہ بھگوتی سہائے پیر لال نراین وہس پلیڈر نے دہلی مین اسلام قبول کیا۔ منشی امداد علی کو جسقدر اسلام کے ساتھ ضد اور عداوت تھی وہ اظہر من الشمس ہے مگر کرشمہ قدرت تو دیکھو کہ انکی نسل مین سے اسلام کی صداقت پر مہر لگانیوالا پیدا ہوا والحمد للہ علی ذلک

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حواریین
یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہی جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنیکے لئے نہایت نافع ہے
یہ وہ مرہم ہے جو واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے صلیبی زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی جب کہ جب مسیح صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم ان کو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کے کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے ان چوٹوں اور زخموں کے لئے یہ مرہم طیار ہوئی
جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کی صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپکو شفا بخشی
اور اس مرہم کا اس تواتر سے طبی کتابوں میں ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کی فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطبار اسلام سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حواریوں نے اسکو بنایا تھا۔ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم عیسیٰ کا ذکر معہ نسخہ درج ہے اور اس کے عجیب و غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریفیں اسقدر لکھنا کافی ہے کہ
حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح کو اچھا کیا
یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کیلئے نہایت پرتاثیر دوا ہے
اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل امراض کے لئے جسقدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہی نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کرکے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے
طاعون کے زخم، خنازیر کے گھاؤ، گلٹیاں، چوٹوں کے زخم، پھنسی، پھوڑے
گنج، خارش، طرح طرح کی جلدی بیماریاں، ہر قسم کے ناسور، پرانے گندے زخم
تلی کا ورم، بواسیر کا درد، ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا، کان سے ریم بہنا، جانوروں کا کاٹ لینا
جلجانا، عورتوں کی خطرناک بیماریاں، طاعون وغیرہ قیمت فی ڈبیہ عہ ۱۲
کارخانہ مرہم عیسیٰ
حکیم محمد حسین لاہور بہائی دروازہ سے طلب کرو

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں و الیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۶ ممیری کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے رخالص ممیرہ فی ماشہ عــ۲۰ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیری سرمہ کے اشتہار والوں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلو الیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیری کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا وصند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے۔ اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔
راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خوردخورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی مرض مذکور سے کلی صحت پائی ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج

۳ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل

۴ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیری کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنی زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پہ استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے بنک میں اسی مطلب کے لئے ۲ مارچ ۱۹۰۹ء کو جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان میں شیخ یعقوب علی مالک وایڈیٹر کے لئے چھپکر شایع ہوا۔

قادیان دارالامن والامان ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۸۹۹ء

مکتوب امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علیشاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ - بعد سلام مسنون آنمخدوم کا عنایت نامہ پہونچا یہ عاجز اگرچہ بہت چاہتا ہے کہ آنمخدوم کے بار بار لکھنے کی تعمیل کرے مگر کچھ خداوند کریم ہی کی طرف سے ایسے اسباب آپڑتے ہین کہ رُک جاتا ہون نہین معلوم کہ حضرت احدیت کی کیا مرضی ہے عاجز بندہ بغیر اُس کی مشیت کے قدم اٹھا نہین سکتا

ایک رات **خواب** مین دیکھا کہ کسی مکان پر جو یاد نہین رہا یہ عاجز موجود ہے اور بہت سے نئے نئے آدمی جنسے سابق تعارف نہین ملنے کو آئے ہوے ہین اور **آپ** بھی ان کے ساتھ موجود ہین مگر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور مکان ہے **اُن لوگون نے** اس عاجز مین کوئی بات دیکھی ہے جو انکو **ناگوار** گذری ہے سو اُن **سب کے دل منقطع ہوگئے** اُس وقت مجھکو کہا **وضع بدل لو** بینے کہا کہ نہین **بدعت ہے** سو وہ لوگ بیزار ہوگئے اور ایک دوسرے مکان مین جو ساتھ ہے بیٹھ گئے تب شاید آپ بھی ساتھ ہین - مین آپ کے پاس گیا تا اپنی امامت سے اُن کو نماز پڑھاؤن پھر بھی اُنھون نے بیزاری سے کہا کہ ہم نماز پڑھ چکے ہین تب اس عاجز نے اُن سے علحدہ ہونا اور کنارہ کرنا چاہا اور باہر نکلنے کے لئے قدم اُٹھایا معلوم ہوا کہ اُن سب مین سے **ایک شخص** چلا آتا ہے جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو **آپ ہین**

اب اگرچہ خوابون مین تعینات معتبر نہین ہوتے اور اگر خدا چاہے تو تقدیرات معلقہ کو مبدل بھی کردیتا ہے لیکن اندیشہ ہی گذرتا ہے کہ خدا نخواستہ وہ آپ ہی کا شبیہ نہ ہو۔

لوگون کے شوق اور ارادت پر آپ خوش نہ ہون۔ حقیقی شوق اور ارادت کہ جو لغزش اور ابتلا کے مقابلہ پر کچھ ٹھہر سکے لاکھون مین سے کسی ایک کو ہوتا ہے ورنہ اکثر لوگون کے دل تھوڑی تھوڑی بات مین بدظنی کیطرف جھک جاتے ہین اور پھر پہلے حال سے پچھلا حال اُن کا بدتر ہوجاتا ہے بمصداق الارادت وہ شخص ہے کہ جو رابطہ توڑنے کے لیے جلد تر طیار نہ ہوجاوے اور اگر ایسا شخص جسپر ارادت بھی کسی فسق اور معصیت مین مبتلا نظر آوے یا کسی اور قسم کا ظلم اور تعدی اس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا دیکھے یا کچھ اسباب اور اشیاء منہیات کے اس کے مکان پر موجود پاوے تو جلد تر اپنے جامہ سے باہر نہ آوے اور اپنی دیرینہ خدمت اور ارادت کو ایک ساعت مین برباد نہ کرے بلکہ یقیناً دل مین سمجھے کہ یہ ایک ابتلا ہے جو میرے لئے پیش آیا اور اپنی ارادت اور عقیدت مین ایک ذرہ فتور پیدا نہ کرے اور کوئی اعتراض پیش نہ کرے اور خدا سے چاہے کہ اسکو اس ابتلا سے نجات بخشے اور اگر ایسا نہین تو کسی نہ کسی وقت اس کے لئے ٹھوکر درپیش ہے۔

جنپر خدا کی نظر لطف ہے اُن کو خدا نے ایک مشرب پر نہین رکھا بعض کو کوئی مشرب بخشا اور بعض کو کوئی اور - ان لوگون مین ایسے مشرب بھی ہین کہ جو ظاہری علماء کی

سمجھ سے بہت دور ہیں حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم مرسل خضر کے کاموں کو دیکھکر سراسیمہ اور حیران ہوئے اور ہرچند وعدہ بھی کیا کہ میں اعتراض نہیں کرونگا۔ پھر جوش شریعت سے اعتراض کر بیٹھے اور وہ اپنے حال میں معذور تھے اور خضر اپنے حال میں معذور تھا غرض اس مشرب کے لوگوں کی خدمت میں ارادت کے ساتھ آنا آسان ہے مگر ارادت کو سلامت لے جانا مشکل ہے بات یہ ہے کہ خدا کو ہر ایک زاہد کا ابتلا منظور ہے تا وہ اُن پر اُنکی چھپی ہوئی بیماریاں ظاہر کرے سو نہایت بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اس ابتلا کے وقت تباہ ہو جائے کاش اگر وہ دور کا دور ہی رہتا۔ تو اس کے لئے اچھا ہوتا ابوجہل کچھ سب سے زیادہ شریر تھا رسالت کے زمانہ نے اُسکا پردہ فاش کیا اگر کسی بعد کی صدی میں کسی مسلمان کے گھر پیدا ہو جاتا تو شاید وہ خبث اُس کی چھپی رہتی سو خبث امتحان ہی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آنمخدوم ابھی اس عاجز کی تکلیف بیعت کے لئے بہت زور نہ دیں کہ کئی اندیشوں کا محل ہے۔ یہ عاجز معمولی زاہدوں اور عابدوں کے مشرب پر نہیں اور نہ ان کی رسم اور عادت کے مطابق اوقات رکھتا ہے بلکہ اُن کے پیرایہ سے نہایت بیگانہ اور دور ہے سیفعل اللہ ما یشاء اگر خدا نے چاہا تو وہ قادر ہے کہ اپنے خاص ایما سے اجازت فرماوے ہر ایک کو اسجگہ کے آنے سے روکدیں اور جو پردہ غیب میں مخفی ہے اس کے ظہور کے منتظر رہیں باقی سب خیریت ہے ۱۸ جنوری ۱۸۸۴ء مطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ

یہ مکتوب مقدس

خوب غور سے پڑھا جاوے کیونکہ اس سے اُس عظیم الشان پیشگوئی کا پتہ لگتا ہے جو عباس علی کے انکار سے وابستہ ہے یہ اللہ تعالے کا فضل ہے جس نے سترہ برس پہلے ایک واقعہ کی خبر دی اور وہ پوری ہوئی۔ (ایڈیٹر)

مِعیارُ الصّادِقین

۲۵ اگست ۱۸۹۹ء کے جمعہ کے خطبہ میں ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے جو مضمون بیان فرمایا اُس میں ایک راستباز مامور من اللہ مؤید بتائید کی شناخت پر قرآن کریم کی ایک آیۃ شریفہ سے استنباط کیا گیا تھا۔ اس لئے آج کے خطبہ کو ہم مندرجہ بالا عنوان سے لکھتے ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے اپنے مرسل اور مامور بندوں کی شناخت اور امتیاز کے مختلف اصول بتلائے ہیں انمیں سے ایک اصول اور امتیازی نشان جو خصوصیت کے ساتھ اُنکو دیا جاتا ہے وہ ہے جو ہمارے محسن و مخدوم نے بیان فرمایا ہے ایکسی تمہید کے بغیر ہم مولانا صاحب کی تقریر کو درج کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا

میرے دل میں ایک خیال ہے۔ خیال نہیں بلکہ اک عرصۂ دراز کی فکر اور غور کا یقینی نتیجہ اور تجربہ جسنے میرے دل کو ایک طاقت اور میری روح کو ایک لذت بخشی ہے اور جسنے مجھے بصیرت کے ساتھ اُن باتوں پر پہنچا دیا ہے جو اس آیت کے متعلق اپنے دوستوں کو سناتا ہوں۔

خدا فرماتا ہے ہماری ابدی عادت اور لاتبدیل سُنت ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں اپنے رسولوں کو نصرت رسولوں کو بلکہ اُن کے سچے متبعین مؤمنین کو بھی ایک امتیازی نصرت کا نشان دیتے ہیں۔ اور اُسدن جب کل اولیاء و انبیاء کل راستباز اور صادق غرضیکہ کل مخلوق اس میدان محشر میں جمع ہوگی اُن کو اور بھی عزت و امتیاز دیا جائے گا۔

یہ ایک قانون الٰہی ہے جو مرسلین اور مؤمنین کے ساتھ ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ میں ابھی بتلاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ کی اس سُنت محکمہ نے مختلف اوقات میں کیونکر اپنی صداقت کی چمکار دکھلائی ہے اور کیونکر ہر زمانہ میں اس کے تجربہ نے گواہی دی ہے۔ میں یہ بھی بتلاؤں گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا یہ یقین اور کبھی کبھی بھی خطا نہ کرنے والا وعدہ قرآن کریم کی عظمت۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل رسالت کی بُرہان اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ جب اس کو ہم بالکل اپنے الفاظ کے ساتھ پورا ہوتا ہوا ہر زمانہ میں دیکھتے ہیں تو کسقدر ایمان اللہ تعالےٰ کی مقتدر ہستی اُس کی پاک اور کامل کتاب اور اُس کے اصفی الاصفیا نامی کامل پر بڑھتا ہے۔

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی بڑے آدمی سے دوستی رکھتا ہے تو اس کی دوستی کے ایسے بین ثبوت اسکے پاس ہوتے ہیں کہ دنیا کو پتہ لگ جاتا ہے اور وہ خود سمجھ جاتی ہے کہ فلان عظیم الشان انسان سے اسکا تعلق ہے۔ ایک جلیل القدر بادشاہ کا مقرب کیونکر مقرب سمجھا جاتا ہے اُس کے پاس امتیاز کا ایک علانیہ اور روشن نشان ہوتا ہے بادشاہ کے آئے دن انعام و اکرام اور اس کو مختلف قسم کے رتبے اور اعزاز عنایت کرنا اس کی باتوں کو سننا اُس کی خاطر سے بعض انتظاموں کو جو لوگوں کی نظر میں لاتبدیل اور غیر ممکن سمجھے گئے ہوں بدل دینا۔ یہ ایسی باتیں ہوتی ہیں جو عام طور پر مقرب بارگاہ سلطانی کی شناخت کا معیار سمجھی جاتی ہیں۔ مگر ایک شخص جو کہیں دور سے بادشاہ کی کسی بات کو سُنکر یہ کہتا ہے کہ میں نے

بادشاہ کی بات سنی اس کے الفاظ بہری گنبد کان مین گونجے کیا اسکو سزاوار ہی کہ وہ یہ دعوے کرے کہ مین بادشاہ کا مقرب ہون وہ فخر نہین کرسکتا۔ اور اگر وہ ایسا دعوے کرے تو اُسے ضرور خبطی اور بے سمجھ کہا جاویگا اور کوئی دانشمند اس کی اس بات پر ہرون کسی ایسے امتیازی نشان کے جو ایک مقرب سلطانی کو ملتے ہین ہرگز ہرگز یقین نہ کرے گا۔ الغرض مین سمجھتا ہون کہ اس بات کا سمجھ لینا مشکل نہین کہ تقرب کے لئے خواہ کسی سے ہو خاص نشان ہین اور وہ ایسے عام ہوتے ہین کہ مقرب الیہ کی طاقت اور قوت کے آثار اپنے مقرب مین جلوہ گر ہوتے ہین اور وہ سب اُن کو شناخت کرسکتے ہین جو ایک فراست اور روشنی اپنے اندر رکھتے ہین۔

مین اس شبہ کو بھی ساتھ دور کردینا چاہتا ہون کہ یہ نشانات عام طور پر لئے ہین جنکو سب جانتے ہین بعض خاص نشان بھی اسکو دئے جاتے ہین جس سے عام لوگ کسی قسم کا اندازہ کرنے کی سمجھ نہین رکھتے۔ اور بعض نادان جو اپنی اندرونی بیماریون کی وجہ سے غور و فکر کی قوتین کھو بیٹھتے ہین وہ ان نشانات کو دیکھکر بھی بہک جاتے ہین۔ غرض یہ ایک عام اصول ہے جو اس مادی نظام مین ہم دیکھتے ہین اور جس سے انکار نہین ہوسکتا اسی طرح پر اس کے ہمرنگ روحانی دنیا کا ایک نظام اور قانون ہے جسکو اللہ تعالٰی نے اس آیت مین جو مینے پڑھی ہے بیان فرمایا ہے۔ آج ہم دیکھتے ہین کہ بہت سے مدعی موجود ہین جو تقرب الٰہی کا دعوے کرتے ہین۔ کوئی گدی نشین اور سجادہ نشین ہونے کا مدعی ہے۔ کوئی خلق اللہ کی مشکلکشائی اپنی مٹھی مین قرار دیتا ہے بلا خیال اس امر کے کہ تعظیم لامر اللہ کے مخالف ہے یا موافق۔ اسی طرح پر بہت سے دعویدار موجود ہین۔ پس کیا معیار ہے جس سے ان مدعیون کے دعاوی کی تحقیق اور کامل جانچ پڑتال ہو کر ایک صادق راستباز شناخت ہو؟ کیا یہ معاملہ کچھ ملتبس اور مشکوک ہے اور کیا خدا نے راستی اور صداقت کے طلبگارون کو ایک حیرانی مین ڈال رکھا ہے اور کوئی راہ امتیاز کا نہین رکھا؟ دنیا کے جسمانی اور مادی عالم مین ہر ایک چیز کی شناخت کے لئے مختلف معیار ہین سونے چاندی کی کسوٹیان موجود ہین۔ حساب کے پیمانے اور ناپ تول کے اوزان مقرر ہین پھر کیا روحانی عالم کے لئے جو انسان کی زندگی کا اصل مقصود اور محبوب ہے کوئی معیار نہین؟ نہین نہین ہے اور زبردست معیار موجود ہے جو انسان کو گھبراہٹ اور حیرت کی تاریکی سے نکال کر یقین اور صداقت کی روشنی مین لے آتا ہے۔

وہ عظیم الشان معیار اور کبھی خطا نہ کرنے والا محک جسپر **توریت** اور تمام **صحف انبیاء** نے مدار رکھا ہے اور جسکو آخر کامل و خاتم الکتب **کتاب** نے معیار قرار دیا ہے اور جو ثابت کرتا ہے کہ ایک راستباز کب خدا کیطرف سے مامور اور مؤید ہوتا ہے یہ ہے کہ الہام مین ایسی پیشگوئیان ہون جنمین اقتدار اور قاہری طاقت ہو۔ اور خدا کے وجود کو بتلا دینے والی اور کپکپا دینے والی قدرت ہو اور پھر اللہ جلشانہ ٹھیک اُسی طرح جسطرح اس کے الفاظ کا منشا ہو جو پیشگوئی مین موجود ہے اُسے پورا کردے۔ بڑے بڑے عقلمند اور دانشمند زمانہ سچائی کے معیار مقرر کرنے مین ٹھوکرین کھاتے رہتے ہین۔

مینے یورپ کے بڑے بڑے فلاسفرون کی کتابین پڑھی ہین اور دیکھا ہے کہ اس امر نے ان کو سخت حیران کیا ہے؟ بلکہ ایک توراستی اور صداقت کے موجود ہونے سے ہی منکر ہو بیٹھا اور دنیا کی ہر بات کو خواہ وہ تجربہ صحیحہ سے بھی کیسی ہی ثابت شدہ صداقت کیون نہ ہو؟ ایک ظنی امر خیال کرتا ہے۔ مگر خدا کی روشن کتاب یہ معیار بتلاتی ہے اور بس یہی معیار ہے۔ تجربہ اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ ایک بیکس بے بس بے حشم کوئی مدد لشکر اور سامان اس کے ساتھ نہین اُسی بیکسی کیحالت مین کہتا ہے کہ دیکھو مین مظفر و منصور ہونگا اور میرے دشمن کے شامل حال خذلان اور ناکامی ہوگی۔ خدا کا مقابلہ کرنے والا ہلاک ہوگا۔ یہ بات ایسی ہے کہ اسوقت ناعاقبت اندیش مخالفون کے نزدیک ایک معمولی بات تھی مگر آخر واقعات نے دکھلا دیا کہ کامیابی نے کس کی رکاب کو چوما۔ اور ذلت و ناکامی نے کس کو اپنی گود مین اٹھایا۔ یہ بات ایسی ثابت شدہ صداقت ہے کہ کوئی فلسفی اور عقل پرست اسکو رد نہین کرسکتا۔ احمقون نے بڑے بڑے اعتراضات معجزات پر کئے ہین اور اپنے خیال مین معجزہ کی ایسی تعریف کی ہے کہ اسپر اعتراض ہونا چاہئے۔ مینے جہانتک معجزات پر اعتراض کرنے والون کی رائے کی توزین کی ہے یہی معلوم ہوا ہے کہ ایک گدھا دوسرے گدھے کی پیروی کرتارہاہے۔ ان نادانون کو جو **اسلام** اور اس کے **کامل ھادی علیه الصّلوة والسلام** کی عزت پر حرف لانے والے تھے خدا نے رد کردیا اور محروم کرکے اپنی معرفت اور نور کا کرشمہ کسی اور کے ذریعہ سے دکھایا جو اس **صدی کا مجدد** اور امت مرحومہ کے **مرد و نکا مسیح** اور گمراہ قوم کا **مہدی** ہے اس نے اس راز کو کھولا۔ کہ **قران کریم** نے جس معجزہ کا دعوٰی کیا ہے اور جو قیامت تک تازہ اور تیار رہیگا اور کوئی اُسے رد نہین کرسکتا وہ ہی غالب اور مقتدر پیشگوئی کرنا اور پھر اُس کا پورا ہونا۔ کیونکہ یہ تو ایک مسلم امر ہے کہ ایک محدود خیالات محدود قوت کا انسان جو آئے دن ضعف اور بیماریون کا عرضہ بنا ہوا ہے۔ پس ایسی ضعیف ہستی جو قدرت کے نشانہ کی نشانہ ہو رہی ہے ممکن نہین ایک ہیبت و جبروت

بھری ہوئی پیشگوئی کر سکے اور پھر اسی طرح پوری بھی ہو۔

لہذا جبکہ صحیفوں اور کلام الہی کی بنا پر خدا اسکے مقرب کا یہ نشان ہے کہ خدا ان سے کلام کرتا ہے اور اس مین خدا کے اقتداری اور جبروتی پیشگوئیان ہوتی ہین۔ اور وہ نہین ٹل سکتین۔ زمین و آسمان ٹل جاوین مگر خدا کی باتین پوری ہی ہوتی ہین۔ یہ پیشگوئیان بتلا دیتی ہین کہ وہ خدا سے ہے اور خدا مین ہوکر بولتا ہے لیکن ایک آدمی جو کہتا ہے کہ مجھے الہام ہوتا ہے اور میری دعا سے فلان صاحب کے گھر لڑکا ہوگیا اس کا کیا ثبوت ہے۔ ایسا ہر ایک شخص کہتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہی میرے دوستو! جب تک اس کے کلام مین تحدیانہ پیشگوئی نہین اور پھر وہ اپنے الفاظ کے منشا کے موافق پوری نہین ہوتی اس کی باتین نری باتین ہی باتین ہین۔ مین کسقدر خوشی و سرور اور بصیرت سے سناتا ہون **انا لننصر رسلنا** یعنی ہم کو اپنی ذات کی قسم ہے ہماری خدائی یون ہی چلتی ہے ہان ہماری الوہیت کا یہی اقتضا ہے کہ ہم اپنے رسولون کی نصرت کرتے ہین اور پھر یہ نصرت ادھار نہین اور وعدہ ہی کے رنگ مین نہین بلکہ اسی دنیا مین دکھا دیتے ہین کہ وہ ہمسی ہین اور پھر ان کے ساتھ والے سچے مومن اور متبع بھی اس نصرت سے بہرہ ور ہوتے ہین۔

اب یہ ایک معیار ہے جو خدا تعالے نے خود اپنے صادق راستبازون اور مامورین کی حقیقت اور صداقت کی پرکھ کے لئے مقرر کیا ہے آج جو مدعی اس کا ہو بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اس کے دعوے کو اس کسوٹی پر پرکھ لین۔ کچھ ضرور نہین کہ لفظی بحثون اور فضول جھگڑون مین پڑین۔ خدا کا مقرر کردہ معیار موجود ہے اسپر آزماؤ حضرت اقدس جناب **مسیح موعود** کے متعلق اکثر لوگ پوچھتے ہین کہ کیا ثبوت ہے کہ

مین کہتا ہون **انا لننصر رسلنا** خدا کا فرمودہ ہے اگر اس کی تائید اور نصرت اسی نہج اور طریق سے ہوتی ہے جسطرح مامورمن اللہ نصرت پاتے ہین تو پھر ماننے مین کیا عذر! مین تو دعوے کے ساتھ اور نری لاف وگذاف کے طور پر نہین ایک لمبے تجربہ کے بعد سالہاسال انکے پاس بیٹھکر اور دیکھکر اب بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ خدا کی روح پاک کی باتین اس کے منہ سے نکلتی ہین۔ وقت سے پہلے ہر ایک قسم کا معجزہ اسے گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ یہ ناتوان کمزور اور بیمار ہستی جو دنیا مین کوئی جتھا اور برادری نہین رکھتی کوئی طاقت اور قوت اسے حاصل نہین پھر وہ کس زور اور جرأت کے ساتھ کہتا ہی **انا الفتاح افتح لك فتحا مبينا** یہ الفاظ اس کے منہ سے نکلتے ہین۔ جیسے یہ الفاظ لاہور کے عظیم الشان مجمع مین جو بابو میران بخش کی کوٹھی پر ہوا تھا اس وقت سنے تھے جب کہ مولوی **محمد حسین** پاس کی ایک مسجد کی شکستہ اور منہدم دیوار پر چلا چلا کر کہتا تھا کہ یہ جھوٹا ہے بیشک ایک مادی آدمی کو جس کی نگاہ مین دھندلا پن ہے اور جو دور تک پہونچ نہین سکتی ایسا ہی کہنا چاہیئے اسوقت تکفیر کا زور تھا۔ کوئی جماعت ساتھ نہ تھی۔ کسی قسم کی نصرت کا نشان نہ تھا۔ ایک پودہ تھا کہ جس کا ڈھنٹل تک بھی نہ نکلا تھا اس وقت یہ عجز و بیکسی کی تصویر پکار پکار کر کئی ہزار آدمی کے مجمع مین کہہ رہی تھی کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ **مین جیت جاؤن گا تم گواہ رہو** اور مجھے اس نے کہا ہے **کہ تیری دشمن تھوڑیون کے بل گرین گے اور کہین گے کہ الخدا کے مسیح ہمارے لئے خدا سے استغفار کر ہمنے نہین پہچانا** سات برس پیچھے نکل جاؤ اور اب تماشہ دیکھو کہ خدا کی کیسی نصرتین شامل حال

ہوئی ہین اب وہی پودہ ایک بڑکا درخت ہے اور اس کو کوئی ہلا نہین سکتا۔ اور ابداً ابداً نہین ہلا سکتا۔ واقعات نے بتلا دیا ہی کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے اور اس کا بانی خدا سے ہے۔ کس طرح خدا نے دکھایا کہ وہ اپنے مامورین کی کیسی نصرتین کرتا ہی۔ نادان مخالفون نے کیا کیا منصوبے کئے قتل کی دھمکیان دین۔ اقدام قتل کے مقدمو مین پھنسانا چاہا۔ سرکار دربار مین چغلیان کھائین مگر خدا نے نصرت کی **وکو خیر الناصرین**

میرے دوستو! اب کیا چاہتے ہو خدا کی نصرتون کا وقت ہی **امام** کے ساتھ ہو لو۔ اس کی اتباع مین وہ لذت پاؤ جو دائمی ہے۔ اپنے آپ کو اس قابل بنا لو کہ اللہ تعالے ہمارا ناصر ہو۔

مین اس وقت **خطبہ** کی گھڑی مین جو قبولیت دعا کی گھڑی ہے اپنے لئے اور اپنے دوستون کے لئے دعا کرتا ہون اور اپنے **امام** کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ وہ آمین کہے کیونکہ اس کی آمین رد نہین ہوتی۔ کہ خدا تعالے ہمارا خاتمہ ایمان پر کرے ہر ایک قسم کی کجی اور زیغ سے بچاوے مجھ راتدن اس فکر نے گداز کر رکھا ہے ایسا نہ ہو کہ اس پاک سلسلہ سے کٹ جاؤن خدا تعالے مجھے اور سب احباب کو محفوظ رکھے اور ہمارا پیوند اس شجرہ طیبہ سے رہے اور ہر یک قسم کی برائی سے بچاوے اور تقوی اور خشیت الہی کی توفیق رفیق حال ہو

آمین

وھو ولی التوفیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دوستو اک نظر خدا کیلئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم۔ حضور

اصلاح۔ ہمارے الحکم نمبر ۳۰ جلد ۱۳ صفحہ ۲ کالم ۳ کی سطر ۱۹ کو یوں پڑھنا چاہیئے۔ ان کدیوں میں چونکہ ابتلا اور امتحان آسمانی کا سلسلہ نہیں ہوتا اس سے منافق اور مومن اور فاسق اور فاجر اور متقی اور صالح کی امتیاز اور تمحیص کی کوئی سبیل نہیں۔

ممدوح ایدہ اللہ کے مقاصد سے واقف دینی ضرورتوں کے مہیا کرنے کی پیاس رکھنے والی قوم۔ پھر میں ناحق کا درد سر اٹھا کر قصہ کو لمبا کروں۔ زمانہ کے معروف چکنے چپڑے فقرے لکھوں کیا حاصل۔ صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہوں۔ کہ

مدرسہ تعلیم الاسلام

کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم نہ ہو کہ مدرسہ کا خرچ کہاں تک بڑھ گیا ہے اور یہی وجہ ان کی بے التفاتی کی ہو۔

سو سن لو۔ یکم اگست سے مدرسہ کا ماہوار خرچ ایک سو گیارہ روپیہ ماہوار ہوگیا ہے علاوہ ماسٹر شیر علی صاحب بی۔ اے۔ کے ایک لائق ٹرینڈ انڈر گریجوایٹ سکنڈ ماسٹر منگوایا گیا ہے ان سب پر بورڈنگ ہوس بنانے کے لئے روپیہ درکار ہے کیونکہ مدرسہ کی ترقی طلباء قطعاً اسی پر موقوف ہے دائمی چندہ دینے والے مقررہ رقم میں کچھ اضافہ کریں غافل ہوشیار ہو جائیں اور خدا کے لئے مافات کی تلافی کریں اور مقدور والے اچھی یکمشت رقموں سے اعانت کر کے اجرلیں والسلام۔

المشتہر

عبد الکریم سیالکوٹی منجانب سکرٹری مدرسہ
تعلیم الاسلام

مقدمہ خارج

نہایت خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ گوڑگانوہ والا مقدمہ دیوانی اصغر حسین بنام حضرت اقدس خارج ہوا مفصل حالات پھر۔ اخبار عام اور دست دھرم پرچارک وغیرہ وغیرہ ہندو اخبارات جو قبل از مرگ واویلا شور مچاتے تھے اور طرح طرح کی لن ترانیاں ہانکتے تھے سوچیں۔ اور اپنی رفتار پر غور کر کے کچھ شرم کریں کہ کرنی والے صاف بچ گیا یا نہیں

(ایڈیٹر)

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ

کا

ایک اور گرامی نامہ

مولوی عبد الجبار غزنوی ثم امرتسری کے نام

ذیل میں ہم اپنے محسن و مخدوم حضرت مولنا مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ ربہ کا ایک اور گرانقدر گرامی نامہ درج کرتے ہیں جو مولوی عبد الجبار غزنوی ثم امرتسری کے نام آپ نے مسلمانوں کی اس حالت پر رحم کھا کر درد دل سے لکھا تھا۔ جو آجکل روحانی طور پر خصوصاً بگڑ رہی ہے۔ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہ بتلایا جاوے کہ یہ خط کیوں لکھا گیا اور اس کا کیا نتیجہ ہوا۔

ہمارے ناظرین سے یہ امر اب پوشیدہ نہیں رہا۔ کہ لاہور میں منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ نے کچھ دنوں سے الہامی رنگ میں حضرت اقدس کی مخالفت کا اظہار کیا ہے۔ اور اپنے دو چار پرانے رفقا کی دوست نوازی کی بنا پر کچھ ہاتھ پیر نکالے ہیں چونکہ اس سے ایک عظیم الشان اور خطرناک حربہ اسلام پر ہوتا ہے کہ جب کہ ایک ہی مقدس ذات سے الہامات کا سلسلہ جاری ہے پھر کیا وجہ ہے کہ متضاد الہام ہوں؟ ایک کو اول المومنین اور مسیح موعود ہونے کا الہام ہو اور دوسرے کو اس کے خلاف۔ اس لئے حضرت اقدس نے عامۃ المسلمین کی بہی خواہی کے لئے چاہا۔ کہ ان مخالف الہاموں کو جمع کر کے توجہ کیجاوے تاکہ اللہ تعالےٰ کوئی فیصلہ اور یقین کی راہ نکالدے۔ اس پر ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا نے غزنوی گروہ کے امام کے نام ذیل کا خط لکھا تاکہ ان کے پاس جو الہام حضرت اقدس کے خلاف موجود ہوں وہ لکھکر بھیجدیں۔ ان خطوط سے جو مختلف اوقات میں کبھی حافظ محمد یوسف کبھی منشی الٰہی بخش کبھی مولوی عبد الجبار وغیرہ کے نام لکھے گئے کوئی غرض اور غائت بجز اس کے نہ تھی کہ تا مسلمانوں پر رحم کر کے انکو اس ٹھوکر سے بچایا جاتا اور اس صدمہ سے محفوظ رکھا جاتا جو ان کو اس ابتلا سے پہنچ سکتا تھا۔ مگر افسوس اور صد افسوس کہ ان لوگوں کو رحم نہ آیا اور حوصلہ نہ پڑا۔ کہ ان الہامات کو شائع کرتے یا ان کی ایک نقل ہی جیسا کہ مانگی گئی تھی دیتے۔ مولانا صاحب کے اس خط پر یہی جواب دیا گیا کہ ہمارے پاس کوئی نقل نہیں۔ اور بجائے اسکے کہ مولانا صاحب کی اس درد دل کی جو انکو مسلمانوں کی ایسی حالت پر ہمیشہ پہنچتا ہے کچھ قدر کی جاتی اور ان کے سچے اخلاص سے فائدہ اٹھایا جاتا یہ مشہور کیا گیا کہ حضرت مولانا صاحب نے معاذ اللہ حضرت اقدس سے قطع تعلق کر لیا ہے غرض جھوٹی اور ناپاک افواہیں اڑائی گئیں جنکی تردید الحکم کے ذریعہ ہم خود اور حضرت مولانا کے خطوط سے کر چکے ہیں اور اس خط کے اندراج کا وعدہ بھی کیا تھا علاوہ اس کے ملہم پارٹی کے نام خطوط کے سلسلہ میں سے یہ ایک خط ہے اس لئے اس کو درج کرنا ضروری سمجھا۔

امید ہے کہ ہمارے ناظرین اور عام پڑھنے والوں کے لئے فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ ایڈیٹر۔

اور وہ گرامی نامہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم خاتم الانبیاء وآلہ مع التسلیم۔

من نور الدین الی الفاضل عبد الجبار

اما بعد۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

فقیر خاکسار نے آپ کی کتاب تلبیس ابلیس بھیجدی ہے ان شاء الله تعالے پہنچی ہوگی اس وقت اپنا رضاعی برادر حافظ محی الدین ایک دینی غرض کے لئے روانہ کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ان الدنیا قد فسدت بلادها عامرة وہی خراب الا من کان الله و فی عون الله فله الفوز وحسن ماب

جناب من۔ ایک دردمند دل جسکو آلہی رضامندی مقصود ہے وہ بھی بعض وقت اپنی بعض غفلتوں اور نادانیوں سے ابتلا میں پھنسکر ہلاکت تک پہنچ سکتا ہے۔ ولا عصمة الا لمن عصمه الله اس واسطے مجھے ایمان بین الخوف والرجاء ملجاوے تو اُمید واثق ہے کہ میرا انجام اچھا ہو ہان مین جہان تک اپنے آپ کو دیکھتا ہون میرے لئے ایک بات بحمد الله موجود ہے کہ مین آلہی رضا کا طالب اور اُس کا اُمیدوار ہون اور غضب آلہی سے خائف اور خائف فی اللیل والنہار ہون مینے باین اعتقاد اوّل کتاب الله اور پھر سنت رسول الله کو ایام فتن مین اپنے دائین بائین ہمیشہ رکھاہے اور آئمۃ الاسلام آئمہ اربعہ فقہا اور آئمۃ التفقہ والحدیث بل آئمۃ اہل التصوف کی محبت کو بھی بحمد الله لحہ کے لئے نہین چھوڑا اگر آپ سوچو تو عبد الواحد کو اپنی لڑکی امامہ رحمہا الله کا نکاح بنھارے والد ماجد کی محبت کا ہی ثمرہ تھا ابتدا سے میرے کانونمین شیخ الاسلام الشیخ ابن تیمیہ وتلمیذ الشیخ ابن قیم کی مذمت پہنچی مگر میرا دل اُنکی محبت سے پُر ہے مین موافق اور مخالف کی باتین سُن لیتا ہون مگر مجھے بحمد الله۔ الله تعالے کی کتاب قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی محبت مین ترقی ہوتی ہے جیسے دنیا کے بڑے بڑے تعلقات اور آمدنی کو جو بظاہر مفید عام ہوتی ہے یا راحت رسان ترک کرکے قادیان کی اقامت جسند ایسے ہی امور پر نظر کرکے اختیار کرلی ہے۔

میری عمر کا بڑا حصہ گذر گیا ہے اور کم باقی معلوم ہوتا ہے قسم قسم کے امراض آئے دن لاحق ہوتے ہین اس لئے مین کونسی دنیوی امید پر رسولِ کریم کو ناراض کرنے کی جرأت کرسکتا ہون۔

مینے بتجربۂ الہامات الصحیحین

مرزا غلام احمد قادیانی

کو صادق یقین کیاہے اور ہر طرح کامل ارادہ اور استقلال سے اُسکا ساتھ دیاہے۔ دنیا کے لعن وطعن کی پروا کی وهذا امر ظاهر اجد الاخفاء فیه

آفتاب آمد دلیل آفتاب

لاکن آجکل ایک عظیم الشان امر پیش آگیا ہے جس مین آپ سے اعانت چاہتا ہون واعتقد ان المعین هو الله یارب ایاك نعبد وایاك نستعین اور مجھے یقین ہے کہ آپ کی اعانت بمصداق ما کان العبد فی عون اخیه المسلم کان الله فی عونه باعث برکات ہوگی اور وہ امر عظیم یہ ہے کہ مجھے میان آلہی بخش اکونٹنٹ اور عبد الحق الغزنوی اور مولوی محی الدین لکھوکے والے اور آپ کے جدّ ادکی نسبت بھی کامل یقین ہے کہ ہر ایک ان مین سے مفتری علی الله نہین اور ہرگز نہین اور مینے پختہ طور پر سُنا ہے کہ ان لوگون کو مرزاجی کے خلاف الہامات ہوتے ہین پس مین چاہتا ہون کہ ان مخالف الہامات کو سنون۔ آپ سعی فرماوین کہ ایک مجموعہ ایسے الہامات کا جو مرزاجی کے خلاف ہون جمع کرلون پھر اُسپر کامل توجہ اور غور سے کام لون آپ ضرور کوشش سے کام لین۔ اسمین ہر طرح انشاء الله فائدہ ہے ضرر کا واہمہ نہین وما رئیت منی خسنافظ۔

والحمد لله رب العلمین

بیک کرشمہ دوکار

"تقریر حضرت اقدس"

جو جلسہ دھرم مہوتسو کی تقریب پر لاہور مین پڑھی گئی تھی۔ اسلام کی حقیقت سے اگر واقفیت پیدا کرنا چاہو تو اسے ضرور پڑھو یہ تقریر چھوٹی تقطیع پر جداگانہ چھپی ہے اور اس کی قیمت ۸ ر ہے مگر ہمارے ایک مخلص دوست اس خیال سے کہ اس کی اشاعت ہو اور بندگان خدا کو روحانی فائدہ پہنچے ان لوگون مین جو بالکل خریدنے کی استطاعت نہین رکھتے مفت تقسیم کرنا چاہتے ہین انھون نے یہ بھی مناسب سمجھاہے کہ اس تقریر کی فروخت سے جو کچھ وصول ہو وہ حضرت اقدس کے مشن مین دیا جاوے۔ اس لئے وہ اشتہار دیتے ہین کہ اس تقریر کی قیمت وہ (۸ر) سے لے کر (۴ر) تک تجویز کرتے ہین۔ پس جو صاحب اس تقریر کو لینا چاہین وہ (۴ر) یا ۸ر کے ٹکٹ مع آدھ آنہ کے ٹکٹ برائے محصول مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجدین۔ ہم امید کرتے ہین کہ حضرت اقدس کی اس بے نظیر تقریر کے شائق اس موقع کو ہاتھ سے نہ دین گے اور فوراً درخواستین بھیجکر منگوالین گے۔ پتہ یہ ہے میان عبد العزیز انبالوی معرفت چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔

ضروری اطلاع

اکثر احباب نے شکایت کی ہے کہ اُنکو اخبار کے دو نمبر اکٹھے پہونچے ہمکو اس سے پیشتر بارہا لکھنا پڑا ہے کہ ایک گاؤن مین جسقدر مشکلات مطبع کے متعلق ہوسکتی ہین وہ علی العموم کوئی نہ کوئی رکاوٹ ڈال کر حارج ہو جاتی ہین یہ نہین کہ ہم اُن کے دور کرنے کی کوشش نہین کرتے حتی الوسع سعی کی جاتی ہے مگر الله تعالی جب چاہیگا اُن کو آسان کردیگا۔

انھین رکاوٹون نے ۲۴ اور ۳۱ اگست کے الحکم مین غیر متوقعہ دیر کرادی ہے جسکو ہمارے یہان کے احباب خوب جانتے ہین اس لئے ایسی مجبوریون پر ہمکو معذور سمجھا جاوے۔ (ایڈیٹر)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنے کیلئے نہایت نافع ہے

یہ وہ مرہم ہے جو واقع صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی اُن کے **صلیبی زخموں** کے واسطے بنائی گئی تھی جب کہ حضرت مسیح صلیب کے بعد حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم اُن کو دکھلائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کے کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے اُن چوٹوں اور زخموں کے لئے یہ مرہم طیار ہوئی۔

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی

اور اس مرہم کا اس تواتر سے **طبی کتابوں میں** ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا **عیسائی ڈاکٹر** اور کیا **یہودی مجوسی طبیب** اور کیا **اطبار اسلام** سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حواریوں نے اس کو بنایا تھا ✽ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم عیسیٰ کا ذکر معہ وجہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب و غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف میں اسیقدر لکھنا کافی ہے

کہ حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح کو اچھا کیا۔

یہ مرہم تمام قسم کی زخموں کیلئے نہایت پُر تاثیر دوا ہے

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل امراض کے لئے جسقدر مرہم اور مالش کے تیل آج کل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کرکے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے

طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر کے گھاو - گلٹیاں - چوٹوں کے زخم - پھنسی - پھوڑے

گنج - خارش - طرح طرح کی جلدی بیماریاں - ہر قسم کے ناسور - پرانے گندے زخم - تلّی کے ورم

بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کان سے ریم کا بہنا - جانوروں کا کاٹ لینا

عورتوں کی خطرناک بیماریاں - سرطان رحم وغیرہ وغیرہ قیمت فی ڈبیہ ۱۲؍

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ سے طلب کرو

مُصدّقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ہم خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیری سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے

المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیری کا سرمہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ یا پڑوال اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسیکو لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اسلئے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیری کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - پی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

۲ مین بڑی خوشی سے ممیری کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکوںمین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھنی رہتی تھین اُنمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئمین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ خود ان اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل

۳ مین نے ممیری کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے -

راقم ڈاکٹر بر جلال گھوس رای بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیری کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے طیار کیا ہے اپنی زیر علاج بھی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے -

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مبشر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے -

انوار احمدیہ پریس مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

جلد | قادیان دار الامن و الامان ۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء | نمبر

حضرت مولینا مولوی عبد الکریم صاحب کی پانچوین چٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

امابعد برادران ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مین درد دل سے خدا کے لئے چند باتین سناتا ہون بڑی توجہ سے سنئے ۔ کئی روز سے بعض اطراف سے ایسی آوازین میرے کان مین آرہی ہین کہ مین اپنے تئین گنہگار سمجھون گا اگر ان مفاسد کی اصلاح کے لئے مقدور بھر کوشش نہ کرون ۔ جسدن سے تصویر کا اشتہار ہوا ہے بعض طبائع مین کورانہ تقلید کی وجہ سے شورش پیدا ہوئی ہے اور بعض نے غلبہ اضطراب اور ضعف قلب کی وجہ سے اس آڑ مین پناہ لینا چاہی ہے کہ گویا وہ مزید اطمینان کے لئے یا شرح صدر کے لئے اس پر نصوص ہو جانی چاہتے ہین ۔ اگرچہ مین خدا تعالے کا شکر کرتا ہون کہ ایسے لوگون مین ہمارے احباب کی وہ پاک مخلص جماعت داخل نہین جنکی زبان پر بڑی صفائی سے یہ بات جاری رہتی ہے کہ **لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا** اور علم فضل فہم فراست اور رسم کے ارادون اور تمناؤن کے رہزن عزل ان کی راہون سے دور ہو چکے اور وہ بالکلیہ اپنے امام و مقتدا کے اتباع مین کھوئے جا چکے ہین ۔ مگر بعض کمزور دل بھی حق رکھتے ہین کہ ان کی ہمدردی کی جائے شاید کوئی کسی حق بات کے سننے سے راہ پر آجائے ۔

مین اس وقت موقعہ نہین دیکھتا کہ تصویر کی نسبت نقلی مباحث کی الجھیڑ مین پڑون ۔ شاید اس کے لئے کسی اور وقت ضرورت اور موقعہ نکل آوے ۔ مگر مین ایک عظیم الشان دلیل جس کے ذوق سے میرا سراپا مسرور ہے ایسی پاتا ہون کہ اس کے بعد ان کے لئے خصوصا جو کسی طرح حضرت اقدس کو **امام زمان** اور مؤید من اللہ مان چکے ہین اور دوسرون کے لئے بھی اگر وہ طبع سلیم رکھتے ہون اس سے زیادہ صاف اور قوی دلیل نہین ہو سکتی ۔ اور وہ کیا ہے خود حضرت **مؤید من اللہ مکلم اللہ مقرب اللہ** کا عمل ۔ اور حضرت **حکم عدل** کا فعل ۔ ایک جلدباز عجز کی عادت نہ رکھنے والا جھٹ بول اٹھے گا کہ ہم جس کورانہ تقلید سے لوگون کو چھڑانا چاہتے اور اس پر انہین ملامت کرتے ہین اپنی جگہ اپنی باتون کے لئے پھر اسی کی تعلیم دیتے ہین ۔ ایسا نہین ۔ تھوڑی فکر کرنے سے یہ عقیدہ کھل جاتا ہے ۔ خدا تعالے کے کامل رسول **خاتم النبیین** نے (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے کامل العلم کے بتانے سے **مسیح موعود** کا نام **حکم** رکھا ہے ۔ اگر وہ ایسی الجھنون کو جنہین قوم کے علماء و دانشمند مدتون سرگردان رہے اور کوئی مخرج نہ پا سکے اور بیسیون مختلف اقوال نقل کرنے پر سارے علم و فضل کا مدار رکھا اور کوئی قول فیصل لکھ نہ سکے ہان اگر وہ **حکم** ایسی الجھنون کو نہ سلجھائے اور ایک بین و قطعی فیصلہ کی راہ نہ دکھاوے تو

اُس نے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رکھے ہوئے نام کی کیا عزت رکھی اور اُس کا سچا مصداق کیونکر ہوا۔ حَکَم کا لفظ بڑا عظیم الشان لفظ ہے اور حقیقت مین دانشمند کے لئے اس راہ مین ہر مشکل کے حل کرنے کی کلید ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ اختلاف اور تنازعین کیا ہوسکتی ہین جسکے لئے ضرور تھا کہ ایک حکم آتا۔ مادی اور ارضی تنازعین اور اختلاف تو مقصود ہین ہی نہین اور نہ کوئی اسبات کا قائل ہوا ہے۔ تو پھر دینی اور ایمانی اختلاف ہی ہوے۔ مگر پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتب مدونہ احادیث کے موجود ہوتے اور علمار سلف کی مجلدات فتاوے کے موجود ہوتے پھر اختلاف کیا اور حکم کیا۔ مگر یہ واقعہ ہے اور وقوع ہی اس کا شاہد عدل ہے کہ باوجود ان سب سامانون کے اختلاف بھی ہے اور تنازع بھی ہے اور معًا یہ واقعہ حقہ بھی دوپہر کے آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ نبی اللہ خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) قطعی اور یقینی خبر دیچکے ہین کہ مسیح موعود تم مین حکم عدل ہو کر آئے گا۔ اب اگر غور سے دیکھین تو سارے سوالون اور اعتراضون کا ہدف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدل والی خبر ٹھیرتی ہے۔ اور درحقیقت اگر کسی کی تیز طبیعت ایسے سوالات اور اعتراضات پیدا کرنے کی جرأت کرسکتی ہے تو اُس ناعاقبت اندیش کی کرسکتی ہے جس نے خدا کے کامل رسول (علیہ افضل الصلوات والتسلیمات) کے مُنہ کی باتون کا پاس کرنا اور ایسی شوخیون سے ہراس کرنا نہ سیکھا ہو۔ اب بات صاف ہے کہ مخبر صادق (علیہ السلام والصلوۃ) نے امت کے لئے ایک حکم عدل کی خبر دی ہے۔ اور اُس پیشگوئی کیوقت خدا تعالیٰ بھی جانتا تھا کہ قوم مین قرآن و حدیث تو ضرور ہی ہوگا با وجود اسکے کہ یہ خبر بھی دی اور ضروری دی اور تمام امت اسے تسلیم کرچکی ہے تو اب خدا کے لئے اسمین غور کرنی چاہیے کہ وہ حکم بجز اس کے اور کیا کریگا کیا کرنا اس کا فرض منصبی ہے کہ مخالف اور متعارض اقوال اور انبار اقوال مین سے ایک کی نسبت قطعی فیصلہ کردے کہ حق و صدق اسی مین دائر ہے اور یون اُمت مرحومہ کو صدیون کی سرگردانیون اور قیل یقال کے حیرت افزا گورکھ دہندے سے نجات دی۔ ہان یہ بات باقی رہجاتی ہے کہ اس حکم مین دوسرے علمار کی نسبت مزیت اور فضیلت کیا ہوسکتی ہے کہ اُسی کی بات کو مان لیا جاوے۔ اس کا جواب بڑا صاف اور تسلی بخش یہ ہے کہ وہ الٰہی تائید مین آسمانی نشان رکھتا ہے اور مؤید من اللہ ہونے کے بین ثبوت اُس کے ہاتھ مین ہین۔ اختلاف کی تہ برتہ تاریکیون سے نکلنے کے لئے بجز اس کے اور کوئی راہ ہو نہین سکتی اور فطرت انسانی اضطرارًا اس امر کی مقتضی ہے کہ انسانی تمدنی عالم مین ایک ایسا مدار علیہ اور مشار الیہ انسان کامل ہو جو براہ راست راستی کے سرچشمہ ذات باری تعالےٰ سے واسطہ و تعلق رکھتا ہو اس لئے کہ قانون قدرت نے ایسا چاہا نہین کہ ہر فرد کی راے سچائی کی کھلی روشنی رکھتی اور خطا سے محفوظ ہو مگر ایک بین اور مبرہن اور معصوم راے اور مستقیم راہ کا ہونا ضروری اور انسانی فطرت کا مقتضا ہے سو حکم مؤید منصور کا ہونا قانون قدرت کا مقتضی اور تمام شرائع حقہ کا مدعا ہے ہمارے ہادی کامل خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے من جانب اللہ ہونے اور آپ کی نظر کے دور بین ہونے اور آپ کے مشن کے مطابق قانون قدرت اور صحیفہ فطرت ہونیکا یہ بڑا ثبوت ہے کہ آپ نے اس حکم عدل کی پیشگوئی سے مقتضیات فطرت کے سارے پہلوون کو پورا کردیا ہے۔ نظام ظاہری مین ہم ایسے افراد دیکھتے ہین کہ اُن کی رائین اور فیصلے پولٹکس مین نسبتًا بڑی وقعت سے دیکھی جاتی اور لاکھون انسانون کی قسمتون کا مدار اُن ہی کی رایون اور فیصلون پر آٹھیرتا ہے اُن کی اس مزیت اور ترجیح کے لئے قوم کے دانشمندون کے نزدیک کوئی معیار تو ہے اسی طرح روحانی نظام مین خدا کی مشیت نے اقتضا فرمایا ہے کہ بعض افراد ایسے ہون جو انسانی عقول اور آرار کی گھمسان لڑائی کیوقت جبکہ انسانی تمدن کی تباہی کا وقت قریب آگیا ہو ایک فلاح اور فوز کی راہ طیار کردین اور طبائع وحدت ارادی سے بیچون وچرا اس راہ پر قدم مارنے لگ جائین اور بڑے بڑے انانیت کے پتلے اور کسی کے آگے سر نیچا نہ کرنے والے اور خودسائی پر اترانے والے بھی شرح صدر سے سر تسلیم خم کردین۔ ہان یہ امر غور طلب رہ جاتا ہے کہ ایک حکومت کا مدعی درحقیقت اس منصب کا حقدار اور مؤید من اللہ ہے بھی؟ یہ بات اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ایک منکر یا مذبذب کے نزدیک دھندلی ہو مگر مومن کے نزدیک تو مسلّم اور صاف ہے چونکہ میرا روئے سخن اپنی قوم کیطرف ہے اور ان ہی کی قوت معرفت کی ترقی کے لئے مین نے قلم اُٹھایا ہے اس لئے مین ایسی طرز تحریر کو اختیار نہ کرونگا جو منکرون کے مقابل اختیار کی جاتی ہے ہان اگر کوئی اس بحث کو دیکھنا چاہے تو کتاب ایام الصلح پڑھ لے۔ اُس مین حضرت مسیح موعود حکم عدل نے (ایدہ اللہ) بڑی عمدگی سے اس امر کا فیصلہ کیا ہے کہ کیون ایک منجانب اللہ شخص کا فیصلہ ہمعصر علمار کے مقابل ماننے کے قابل ہوتا ہے۔

غرض وہ لوگ جو ایک شخص کو حکم مان چکے ہین وہ خدا کے فضل اور توفیق سے اس ایمان کے ساتھہ ہزارون حیران کرنے والی ظلمتون سے نکل چکے اور نجات کے بلند سطح پر قدم لگا چکے ہین۔ ان کے ہاتھہ مین قومی ترقی کی کلید آچکی ہے جسکی تلاش مین آج ساری قومین قابل رحم سرگردانیان کھینچ رہی ہین اور سیکڑون تدبیرین سوچتی اور زمینی منصوبون اور مادی عقلون سے کام لیکر نئی نئی راہین نکالتی ہین مگر چونکہ خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ کے خلاف چلتے ہین کوئی بات بنتی نہین۔ تم اب اُن لوگون کا فرض کیا ہے جو ایک امام تائیدی

اس کے پورے معنی مین تسلیم کر چکے ہین یہی کہ اس کی ہر حرکت ہر سکون ہر قول ہر فعل غرض اس کی ہر ادا کے ساتھ انھین کلی صلح اور پوری موافقت ہو جاوے اور دل کے کسی گوشہ مین اس کے کسی فیصلہ پر کوئی اعتراض اور نکتہ چینی باقی نہ رہے۔ اس وقت ایک سرسبز زمانہ کے آنے کے آثار پیدا ہون گے اور وہ مبارک گھڑی نمودار ہوگی جس مین کوئی شخص فخر اور بجا فخر سے کہہ سکے گا **فاصبحتم بنعمتہ اخوانا** اسی ایمان کامل اور موافقت تامہ کی طرف اشارہ ہے حکیم کتاب کی اس آیۃ مین **فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما**۔ یعنی خلاصہ ان امور کا یہ ہے کہ مومن نہین ہو سکتے ہان تیرے رب کی قسم (اس مین اشارہ ہے کہ خدا نے اپنی مشیت اور ارادہ سے تیری خاص تربیت کی ہے اور تیری فطرت ہی اس قسم کی بنائی ہے کہ تو حکم عدل ہو اور تیرا فیصلہ حق و صدق اور فلاح کی راہ ہو اور دوسرے لوگ فطرتا ایسے بناے گئے ہین کہ تیری طرف رجوع کرین اس لئے کہ ربوبیت الٰہیہ نے ایسا ہی چاہا ہے) مومن ہو نہین سکتے جب تک اپنے ہر قسم کے اختلافی امور مین تجھے حکم نہ بنائین پھر (یعنی یہی کافی نہین کہ بس حکم مان لیا اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہی الگ رکھی) تیرے قطعی فیصلہ سے کوئی گھبراہٹ اور اٹک ان کے دل مین پیدا نہ ہو (یاد رہے حرج ایک قسم کی خطرناک گھاس ہوتی ہے جس کو کھا جانے سے اونٹ کے پیٹ مین مہلک درد پیدا ہوتا اور اس کا پیٹ پھول جاتا ہے اور اس کی وہ حالت ہوتی ہے جسے ہم سوول کہتے ہین۔ خدا کی بلاغت بھری کتاب ہین جو اپنی زبان کے لحاظ سے بھی عظیم الشان معجزہ ہے اور جو عجیب مناسبت سے لغات کو

استعمال کرتی ہے اس لفظ حرج کا لانا بتاتا ہے کہ خواہ نہ خواہ منہ سے مان لین اور چونکہ مرشد اور حکم مان چکے ہین اور گلو پڑا ڈھول بجانا ہے اس لئے جیتھہ تو اقرار کر دے مگر اندر کراہت اور ناراضگی سے پیٹ پھول جاوے اور بالآخر انکار و ارتداد کی موت سے ہلاک ہو جاوے) اور (یہان تک تو روحانی حالت اور مخفی ارادون کا بیان ہے اور آگے اظہار عمل ہے جس پر تمدن کا مدار ہے) اس کے مقابل سر تسلیم پوری طرح جھکا کر اس پر عمل درآمد کرین۔

غرض یہ آیت قرآن کریم کی بڑا عظیم الشان سبق اور قابل اخذ گر ہے ان لوگون کے لئے جو قومی ترقی کے دلدادہ ہین اور کسی ہادی اور اصول کی تلاش مین سرگردان ہو رہے ہین۔ یاد رکھو کبھی کوئی قوم قوم نہین بن سکتی جبتک اس مین وحدت کی روح نفخ نہ ہو جاوے اور وحدت پیدا ہو نہین سکتی جب تک گروہ مین وحدت ارادی سے ایک روحانی لیڈر کے آگے جھک نہ جائین۔ خصوصا ایسی قوم کا متحد اور متفق ہونا جیسے مسلمان ہین جو سیکڑون گروہون اور مذہبون اور مشربون کا مجموعہ ہین اور پھر ایسی صورت مین کہ ہر گروہ اپنے اپنے طریق و مشرب کی نسبت سخت متعصب اور حامی ہے اور حریف کی تکفیر و تفسیق سے ذرا بھی ہراس نہین رکھتا۔ ان کی ترقی کے لئے وہی پہلا آسوہ ہے اور وہی زینہ ہے اور کوئی راہ نہین ہرگز نہین۔ غلط ہین اور راہین اور باطل ہین اور سب تدابیرین جو اس پہلے پاک نمونہ پر نہین۔ اگر کسی نیچری نے ایک پہلو اور خدا کی نگاہ مین ذلیل ترین پہلو لیا ہے تو دوسرے ہزارون اور حیات ابدی کے پہلوون سے چشم پوشی کی ہے اور اس لئے اپنے عبرتناک انجام سے مادی دنیا اور پیرمان ملت کو کافی سبق دیا ہے کہ آخر

دنیوی تدبیرون کا انجام ناکامی اور حسرت سے مرنا ہے۔ پہلا حال قوم کا اور پھر اس اسوہ پر چلنے کے بعد کا کیا ہی عجیب طرح ان مختصر لفظون مین کتاب حکیم نے دکھایا ہے حقیقت مین حضرت ہادی اکمل خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے کی حالت اور آپ کے وجود باجود کی ضرورت اور آپ کی دعوت تبلیغی کی پوری کامیابی کا نقشہ کھینچ دیا ہے اور وہ یہ ہے **واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا**۔ اب بھی مسلمانون کی وہی حالت ہے۔ مسجدون کے نمازیون سے بھر جانے اور مسلمان کہلانے والون کی تعداد کثیر کسی کو دھوکے مین نہ ڈالے اور اس ظاہری نظارہ سے کوئی اس بات کی کہنے کی جرأت نہ کرے کہ مسلمان بہت ہین ان کا کچھ بھی بگڑا نہین اور کسی مصلح کی کوئی ضرورت نہین وہ بات جس سے قوم قوم بنتی ہے اور قوم بننے کی جان ہے وہ کہان ہے۔ کوئی کسی رنگ مین ادا کرے اور کوئی کسی طرح اظہار کرے اس بات کا رونا اور جھینکنا تو سب کو ہے کہ قوم مین کچھ بھی نہین رہا۔ مین کہتا ہون اور حقیقت اور حق کہتا ہون اور بظاہر اسی لہجہ مین کہتا ہون جس طرح اور اصلاح چاہنے والے کہتے ہین کہ قوم مین تقویٰ و طہارت اور خدا کی صفات پر ایمان بہت کم ہو گیا الا ماشاء اللہ اور خدا نے قوم بننے اور نصرت و تائید کرنے کا ایک ہی قاعدہ بتایا ہے اور وہ **تقویٰ** ہے اور یہ عظیم الشان بات نہین حاصل ہو سکتی جب تک ایک شخص کو جو خدا کے ہاتھ سے پاک کیا گیا اور روح قدس نے اسے چھوا ہے امام اور نمونہ تسلیم نہ کیا جاوے۔ خدا کا شکر ہے کہ قوم کی اصلاح کے دن آ گئے ہین اور وہ شخص آ گیا ہے جس کا علم و عمل قومی اجتماع کی روح ورواں ہے کاش دردمند دل والے غور کرین اور کسی کی تلاش کی گدگدی دل مین محسوس کرنے والے اٹھین اور ڈھونڈین مین مبارک دیتا ہون ان سعیدون کو جنکی

وہ جو مین امام زمان مصلح دوران کی محبت بہن مخمر کی گئی ہین اور ان کو بھی جنھین اس راستی کی کچھ بھی پہچان ملی ہے - مگر مین بار بار یہی کہونگا کہ شرط استقامت یہی ہے اور خدا کی خوشنودی اسی مین ہے کہ ایمان مین اپنے تئین قرآن کریم کی اُس آیتہ کے مصداق بنائین اور اس کی سب باتون کو روح اور راستی سے قبول کرین اور اس علم حق کے مقابل اپنے علم خشک کی پگڑیان اتار دین - جیسے ایک شخص کے مُنہ سے سنا اور مین خیال کرسکتا ہون کہ اور بھی اس کے مثیل ہون گے وہ کہہ رہے تھے کہ ہماری تحقیقات حضرت اقدس کی تحقیقات سے بعض امور مین الگ ہے اور ہم اُنھین امور مین اُن کی اتباع کے لئے مکلف ہین جن کی نسبت وہ دعوی کرین کہ الہام الٰہی سے لکھے گئے ہین - مین ایسے دل کا آدمی ہون کہ میری روح ایسی تفریق و تقسیم سے ان امور مین کوسون بھاگتی ہے - میری روح جس اتباع سے لذت اُٹھاتی ہے وہ حضرت ابن عمر کا سا اتباع ہے جو اُنھون نے اُس ٹھوکر تک کی پیروی کو بھی نہ چھوڑا - علاوہ بران وہ محل جس مین یہ تفریق و تقسیم صورت پکڑتی ہے غور کے قابل ہے - خدا نے انسان کے جوف مین دو قلب پیدا نہین کئے ایک دل مین اپنی علمیت و نقلی پر بھی ناز اور انکار ہو اور ایک اور شاہد ہمہ حسن کا دلدادہ اور اسمین بکلی فنا شدہ بھی ہو یہ دو ضدین ہین جو جمع نہین ہوسکتین یا کم سے کم میرے جیسا دل اسے سمجھ نہین سکتا - میرا خیال ہے کہ ایک شخص کی نسبت باوجود تسلیم کرنے اس کی بہت سی خوبیون کے اس کی ذرا سی کمزوری کا دھیان دل مین رکھو یا اپنے دل کو اس سے کسی ایک بات مین اختلاف کرنے کی حیثیت دو تو وہ خفیف سا نقطہ پھیلتے پھیلتے آخر سارے دل پر برص کے مرض کی طرح محیط ہوجائے گا ونعوذ باللہ منہا - مین ان امور مین خود صاحب تجربہ ہون مین ۱۸۹۳ء تک بہت سے امور مین حضرت امام زمان سے اختلاف کرتا

اور اکڑ بیٹھتا تھا اور اسے طبیعت کی آزادی اور دلیری اور قوت تحقیق پر محمول کرتا تھا اور حقیقت مین وجہ یہ تھی کہ اس سے قبل مجھے حضرت کی خدمت مین اکثر دوستون کی طرح بہت کم بیٹھنا ملا تھا اور نہ مجھے ان علوم حقہ پر اطلاع تھی جو خدا نے اپنے برگزیدہ کو عطا فرمائے تھے - مگر اس کے بعد جو توفیق الٰہی نے مجھے مہینون اور سالون حضور اقدس کے آستانہ کی ملازمت کا شرف بخشا اور میرا سینہ ان انوار و علوم حقہ سے بھرا جو صرف آسمان ہی سے اُترتے اور کسی چترائی اور زبان درازی اور مادی تجویزون سے مل نہین سکتے تو اب میرا یہ حال ہے کہ مین بحمد اللہ اطمینان قلب اور شرح صدر سے آپ کی ہر ادا سے اپنے دل کو پورا مصلح اور موافق پاتا ہون اور مین پوری بصیرت سے صاف صاف یہ بات کہتا ہون کہ کبھی فتنہ اور ٹھوکر سے مطمئن نہ بیٹھے وہ شخص جسے یہ رتبہ اور توفیق نہین ملی اگرچہ با این ہمہ ہر نماز مین کئی دفعہ اس آیتہ کو پڑھتا ہون ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ٥

مین نے بہت دفعہ اپنے آپ مین سوچا ہے اور آخر میرے دل نے مجھے یقین دلایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو مان کر مجھے وہ لذت ملی ہے جو ایک واقعی اور لابدی شے کے حصول سے حاجت مند انسان کو ملتی ہے - اس لئے کہ میرا یقین ہے کہ جیسے ضروریات بقائے نوع مثلاً غذا ہوا روشنی پانی وغیرہا انسان کے لئے ضروری ہین اور ان کے عدم و وجود دونون صورتون مین انسان ایک کھلا فرق پاتا ہے ایسا ہی ایمان بھی بقائے روح اور اطمینان روح اور سکینت روح کے لئے ضروری شے ہے اور ایک سلیم اور زندہ روح کو اس کے عدم و وجود مین فرق محسوس

ہونا چاہیے - یا بلفظ دیگر مین کہہ سکتا ہون کہ مقتدا ایک تکیہ گاہ اور سہارا ہے اور ہر شخص اگر کوئی سہارا اور اُمید گاہ اور حاجت پوری کرنے والا شفیق رکھتا ہے تو وہ اُس سہارے اور اُمید کی لذت کو محسوس کرسکتا ہے جو مین پڑھنے اور لکھنے بسا اوقات تھک جاتا ہون اور میری کمر مین ایک کوفت سی محسوس ہونے لگتی ہے تو پیٹھ کو کرسی کا سہارا دلاتا ہون اور یون ایک آدہ منٹ مین کوفت رفع ہوجاتی ہے - مین کہتا ہون کہ جسطرح پیٹھ نے سہارے کو واقعی محسوس کیا اور حقیقۃً آرام پایا کیا اسی طرح ہماری روحین محسوس کرتی ہین کہ ہماری دل اور لذید اعتقاد کی تکیہ گاہ امام زمان ہے اور اس سہارے کو محسوس کرکے واقعی طمانیت اور سکینت انھین حاصل ہوگئی ہے - اگر یہ ہے تو مبارک ورنہ ایمان کی اور زندہ ایمان کی فکر کرنی چاہیئے - مردہ ایمان اور مذبذب ایمان اور ظنون کے تحت الثری مین گرا ہوا ایمان کیا نفع پہنچا سکتا ہے - بالفعل اس بارہ مین اتنے پر اکتفا کرتا ہون خدا کرے کہ میرے سب دوست لذید ایمان سے بہرہ مند ہون اور ہم سب کو حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کی پوری توفیق ملے -

ایک اور عجیب بات بھائیون کو سناتا ہون جو اگرچہ ایک معنی مین پرانی ہے مگر لذت مین نئی اور ایمان کے بڑھانے مین بالکل نئی ہے چند روز ہوئے بریلی سے ایک شخص نے حضرت کی خدمت مین لکھا کیا آپ وہی مسیح موعود ہین جسکی نسبت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے احادیث مین خبر دی ہے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر آپ اس کا جواب لکھین - جیسے معمولاً رسالہ تریاق القلوب سے دو ایک ایسے فقرے جو اس کا کافی جواب ہوسکتے تھے لکھدئے - وہ شخص اس پر قانع نہوا اور پھر مجھے مخاطب کرکے لکھا کہ مین چاہتا ہون کہ حضرت مرزا صاحب خود اپنے قلم سے جواب لکھین

کہ آیا وہ وہی **مسیح موعود** ہیں جن کا ذکر احادیث اور قرآن شریف میں ہے

مینے شام کی نماز کے بعد دوات قلم اور کاغذ حضرت کے آگے رکھدیا اور عرض کیا کہ ایک شخص لیسا لکھتا ہے حضرت نے عوزا کاغذ ہاتھ میں لیا اور یہ چند سطریں لکھدیں۔

"میں پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اُس خدا تعالی کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے

کہ **میں وہی مسیح موعود ہوں**

جس کی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن احادیث صحیحہ میں دی ہے جو

صحیح بخاری اور **صحیح مسلم**

اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔"

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

الراقم مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ واید - ۱۷ اگست ۹۹ء

اس ذکر سے میری دو غرضیں ہیں

ایک یہ کہ اپنی جماعت کا ایمان بڑھے اور اُنھیں وہی ذوق اور سرور حاصل ہو جو یہاں کے خوش قسمت حاضرین کو اس گھڑی حاصل ہوا اور اُنھوں نے سچے دل سے اعتراف کیا کہ اُن کو نیا ایمان ملا ہے اور دوسرے یہ کہ منکرین اور بدظن اس علی بصیرۃ قسم میں ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں کہ متعمد کذاب اور مفتری مختلق کی یہ شان اور اُسے یہ جرأت ہوسکتی ہے کہ ذوالجلال خدا کی ایسی اور اسطرح اور ایسے مجمع میں قسم کھائے - اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر!! بڑا بدکار اور بڑا ہی ناہنجار ہے وہ جو خدا پر افترا کرتا اور جلد تحت جانے کے لائق ہے وہ ظالم جو اپنے دل سے باتیں بناتا اور خدا کی طرف اُنھیں منسوب کرتا ہے اور سخت ہی ظالم اور بدکار ہے وہ بھی جو حق بین کی تکذیب کرتا ہے اور نشانات دیکھکر اور کئی مرتبہ تصدیق کر کر اور علی رؤ الاشہاد شہادت دیکر اور ایک وقت کے لئے اس حق کی خاطر ملامتوں کا نشانہ بن کر پھر نفس شریر کے کہنے سے اس کا انکار کرتا آپ ہلاک ہوتا اور دوسروں کو نار سعیر کی راہ دکھاتا ہے۔

برادران اس اقرار سے اور ہر سوال سے وہ سنت پوری ہوئی جو ایک شخص نے ہادے کامل (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی ایسی ہی قسم دیکر پوچھا تھا کہ آپ رسول اللہ ہیں الخ - میرا تو دل کانپ اُٹھتا ہے جب میں تصور کرتا ہوں کہ ایسے قلوب بھی ہیں جو اس کپکپا دینے والے اظہار پر بھی التفات نہیں کرتے اور کاذب کاذب کہے جاتے ہیں۔

میں سچے یقین سے پکار کر کہتا ہوں اور ایک عالم کو اس پر گواہ کرتا ہوں کہ ایک کاذب مفتری کی یہ شان ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی - اے مسلمانوں کی اولاد - اے وہ لوگو جن کے پاس خدا کی سنتوں کا علم آگیا ہے اور جو خدا تعالی کے فرستادوں کے لب ولہجہ سے آشنا ہو چکے ہیں اسے غور سے پڑھو اور خدا سے ڈرو اور قبل اس کے کہ خدا کی گرفت کا دن آجائے اور نامہ اعمال سامنے رکھے جائیں تلافی ما فات کرلو - اے تفرقہ پرداز الہام کے مدعی اگر تجھ میں واقعی جسارت ہے اور تو علی بصیرۃ بولتا ہے تو نقاب سے منہ باہر کر اور برقع پرے پھینک دے اور گھر کے آنگن سے پاؤں باہر نکال اور پست آواز اور چلمن کے پیچھے کی رنگ آرائی چھوڑ اور مردانہ وار میدان میں نکل اور ایسا ہی اور ان لفظوں میں دعوے کر اور حضرت خلیفۃ اللہ الرحمن مسیح موعود اور مہدی مسعود کی علانیہ صاف لفظوں میں تکذیب کر پھر دیکھ خدا کس کی طرف ہوتا ہے

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ

ان سب باتوں کے بعد مینے ضروری سمجھا کہ بھائیوں کو اُن تازہ مبشر الہامات سے آگاہ کروں جو گذشتہ ہفتہ حضرت مکلم اللہ پر نازل ہوئے - ۲۷ اگست ۹ بجے دن کے "خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھا دے اور تیرے نام کی خوب چمک آفاق میں دکھاوے۔" پھر ۲۷ اگست چار بجے بعد دوپہر - "آسمان سے کئی تخت اُترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔" پھر ۲۹ اگست کو خدا کا کلام یوں اُترا - "دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت ملائکہ نے تیری مدد کی۔" پھر ۳۰ اگست کو خدا نے اپنے برگزیدہ کو یوں بشارت دی ہے "رحمت الہی کے چھلکے سامان۔"

اسی تاریخ کو رؤیا میں حضرت اقدس نے نبض پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اس سے ذلت کی آواز آتی ہے یا نصرت کی - تو نبض سے نصرت کی آواز آئی -

اب یہ تو خدا کی باتیں اور اُس کے کلمات ہیں یا اقلاً یہ کہ ہم تحدی سے دعوے کرتے ہیں کہ یہ خدا کے مبشر وعدے ہیں اور یقیناً خداوند کریم ان کو اپنے اپنے وقت پر پورا کرے گا - سوا سے مخالفو لاہور میں ہو تو - اور امرتسر میں ہو تو - اور اے وہ جو ٹڈی کی طرح ادھر اُدھر منتشر ہو اور کوئی خیر تمہارے ہاتھ سے سرزد نہیں ہوتی اور اے گدی نشین صوفیو اور فقیرو جہاں کہیں ہو اکیلا اکیلے اور مل مل کر دعائیں کرو اور ان مبشرات کی نظیر اپنے لیے تم بھی لاؤ الہام یاد رکھو ہرگز ہرگز نہ لاسکوگے کیونکہ اگر کوئی تم میں سے راستباز کے مقابل ایسی جرأت کریگا تو غیور خدا اُسے شرمندہ کرے گا اور اُن کے دعووں کے خلاف ظاہر کرکے اُسکو اسی عالم میں نیچا دکھائے گا اور نہیں تو اے حاسدو حضرت **امام زمان** کے ان مبشر **الہامات** کے خلاف تم وعیدی الہامات شائع کردو - کوئی تو مردی کا کام دکھاؤ -

الہٰا اے رحمٰن رحیم خدا قوم کو فہم عطا کر کہ اپنی ذلیل حالت کو سمجھیں اور اُس وسیلہ کو شناخت کریں جو اس عالم میں ہر قسم کی خیر وبرکت کا ایک ہی وسیلہ ہے آمین -

آپ کا عاجز دوست

عبد الکریم سیالکوٹی -

اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ اللہ العلی العظیم
ونصلی علی رسولہ الکریم

دوستو اک نظر خدا کے لئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم۔ حضور ممدوح ایدہ اللہ کے مقاصد سے واقف۔ دینی ضرورتوں کے مہیا کرنے کی پیاس رکھنے والی قوم۔ پھر مین ناحق کا دردسر اُٹھا کر قصہ کو لمبا کرون زمانہ کے معروف چکنے چپڑے فقرے لکھون کیا حاصل صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون کہ

مدرسۂ تعلیم الاسلام

کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم نہو کہ مدرسہ کا خرچ کہانتک بڑھگیا ہے اور یہی وجہ اُن کی بے التفاتی کی ہو۔ سو سُن لو۔ یکم اگست سے مدرسہ کا ماہوار خرچ مالعیہ ہوگیا ہے۔ علاوہ ماسٹر شیر علی صاحب بی اے کے ایک لائق ٹرینڈ انڈر گریجوایٹ سکنڈ ماسٹر منگوایا گیا ہے۔ ان سب پر بورڈنگ ہوس بنانے کے لئے روپیہ درکار ہے اس لئے کہ طلبار مدرسہ کی ترقی کی تعداد قطعاً اسی پر موقوف ہے

دائمی چندہ دینے والے مقرر رقم مین کچھ اضافہ کرین۔ غافل ہوشیار ہوجائین۔ اور خدا کے لئے آفات کی تلافی کرین اور مقدور والے اچھی یکمشت رقمون سے اعانت کرکے اجر لین۔ والسلام

المشتہر عبدالکریم سیالکوٹی

منجانب سکرٹری مدرسۂ تعلیم الاسلام

تضمین حالی

بر غزل امام علیہ السلام

احمد مرسل کہ آمد صاحب خلق عظیم
ہم قسیم ست وجسیم ست ونسیم ست ووسیم
کس نیارد گفتنش کو ہست حادث یا قدیم
شان احمد راکہ داند جز خداوند کریم
آنچنان از خود جدا شد کز میان اُفتاد میم

باہمہ مشغولی اشغال تعلیم وودا د
باہمہ مصروفی فیض وہدٰی ودین وداد
عاشق حق بود ودر عشقش بجوش انقیاد
زان نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم

بارک اللہ جلوۂ حسن تو اے روحی فداک
لوحش اللہ خوبی روز تو اے قلبی ہواک
میکشد دل را وجان را حسن روی تابناک
بوئے محبوب حقیقی می دمد زان روی پاک
ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم

گرچہ دارند ابلہان در اعتقادم قیل وقال
گرچہ نادانان بجوو بندند صدگونہ خیال
غافلان را گرچہ باشد گونہ گونہ احتمال
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد وضلال
چون دل احمد نمی بینم دگر عرش عظیم

اہل دنیا را طلب در نان وآب آمد بکار
اہل دین دارند برزہد وورع دار ومدار
ہردو از عشق محمد غافلند اے ہوشیار
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار
صد بلا را میخرم از ذوق آن عین النعیم

گر ز طعن طاعنان جان ودلم را چاک چاک
غاویان با ما دیان دارند چون مہروتپاک
گرچہ من ہستم بعشق احمدی اندر ہناک
از عنایات خدا واز فضل آن داداریاک
دشمن فرعونیا نم بہر عشق آن کلیم

نازم الطاف خدارا کز رہ نام نشان
میرم احسان خدا را کز کمال جسم وجان
برگزیدہ کرد ذاتش از ہمہ اہل جہان
آن مقام ورتبت خاصش کہ بر من شد عیان
گفتنی گردید مے طبعی درین راہ سلیم

من نیخواہم کہ گنج ودولت وملکم بود
من نیخواہم کہ در دین عزت وجاہم شود
من ہمیخواہم ہمیخواہم ز خلاق صمد
در رہ عشق محمد این سر وجانم رود
این تمنا این دعا این در دلم عزم صمیم

مخمس

حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہان پوری

مسلمانون کو کہنے کس لئے ناحق برا تم ہو
ڈرو اللہ سے کس خوئے بد مین مبتلا تم ہو
ابھی سے اس قدر کس واسطے ہم سے خفا تم ہو
سمجھہ لو پہلے اتنا بر سر حق ہم ہین یا تم ہو
یون ہی تکفیر مین سرگرم کیون بیفائدہ تم ہو

خلائق سے نہین ہے شرم خالق سے تو شرماؤ
کرو نامصطفی کو ترک ہٹ دھرمی سے باز آؤ
کہین ایسا نہ ہو پل کر کف افسوس پچھتاؤ
یہ کس پر کفر کا لکھتے ہو فتویٰ کچھہ تو فرماؤ
یہ کس کے واسطے سوچو تو سرگرم جفا تم ہو

محبت جو کہ رکھتے ہین کلام پاک سبحان سے
تعشق ہے دلون کو جنکے شاہنشاہ ذیشان سے
رہا کرتے ہین فکر دین مین جو ہر وقت قرآن سے
فدا ہین جو رہ اسلام مین ہر دم دل وجان سے
اُنھین کو ہائے بے ایمان کہنے پر تلا تم ہو

نہین ہوتے ہین لوگ آیات قرآن دیکھکر قائل
دلون سے آہ کیسا نور ایمان ہوگیا زائل
جہالت سے لبون پر رہتی ہے تقریر لاطائل
کلام حق سے روگردان بیان خلق پر مائل
تمھین انصاف سے کہدو کہ ایسے ہم ہین یا تم ہو

کہو تو کس سے سیکھا تم نے نیکوں کو برا کہنا
کسی کو ناسزا کہنا کسی کو ناروا کہنا
بنا نا خوب ہٹ دھرمی کو تم نے واہ کیا کہنا
مگر اب مان لو اتنا مرا بہر خدا کہنا
ابھی انصاف کی جانب بھی مائل کیا تم ہو

جو شوق اتباع سید ابرار ہے تم کو
تو موت حضرت عیسی سے کیوں انکار ہے تم کو
یہ کیوں ہے اس قدر ضد کس لئے تکرار ہے تم کو
یہ کیسے امر حق کے ماننے میں عار ہے تم کو
ہم اہل حق ہیں کہنے کو یہ کہتے بار ما تم ہو

رسول حق سے جب کم ہیں صفات حضرت عیسی
نہیں افضل جب آنحضرت سے ذات حضرت عیسی
بھلا تسلیم ہو پھر کیوں حیات حضرت عیسی
ہوئی قرآن سے ثابت وفات حضرت عیسی
کہو اب پیرو فرمان خالق ہم ہیں یا تم ہو

نزول انکا جو تم سمجھے ہوئے ہو تم کو دھوکا ہے
یہ سوچو تو ہوا جو فوت وہ واپس بھی آیا ہے
احادیث نبی میں بھی یہی مرقوم بر جا ہے
کلام اللہ میں بھی فوت ہونا انکا لکھا ہے
نہ واقف ہو گے اس سے ایسے واقف بھی کیا تم ہو

جو آیا اس جہاں میں اسکو لازم موت آنی ہے
یہ ثابت ہو گیا آنا ہی جانے کی نشانی ہے
نہیں منکر کوئی ہر شخص نے یہ بات مانی ہے
مسلم ہو گیا یہ مسئلہ انسان فانی ہے
سمجھتے ہو نہ اس کو ناسمجھ ایسے بھی کیا تم ہو

کوئی کل ہو گیا رخصت کسی کی آج ہے باری
کسیکی آج ہے نوبت کسی کی کل ہے تیاری
غرض سب پر یونہی ہو جائیگی اک دن فنا طاری
سمجھ لینے میں پھر اسبات کے ہے کیوں یہ دشواری
خدا کے فضل سے جب صاحب ذہن رسا تم ہو

نہ اب جو لوگ ہٹ دھرمی سے باز آئیں گے
کف افسوس مل مل کر بہت آنسو بہائیں گے
جو ان کے منتظر ہیں یا دیکھیں منہ کی کھائیں گے
کہاں ہیں حضرت عیسی جو اب تشریف لائیں گے
عبث اس قصہ باطل پہ کیوں ایسے فدا تم ہو

یہی قول رسول اللہ بھی لکھا ہوا پایا
یہی قرآن میں خالق نے بھی ارشاد فرمایا
درست اس کا عقیدہ کب ہے جو اس میں شک لایا
ہوا جو فوت دنیا میں وہ پھر واپس نہیں آیا
اسے تو مدتوں سے دیکھتے صبح و مسا تم ہو

نہ ہوں اس قصہ باطل سے سو ر جسمگین کیونکر
یہ باتیں مانکر کھو دے کوئی ایمان و دین کیونکر
مسلمان ہیں ہمیں ہو ان فسانوں سے یقین کیونکر
بھلا آئیں گے عیسی بعد ختم المرسلین کیونکر
بتاؤ تو یہی اس وہم میں کیوں مبتلا تم ہو

علاج درد پنہان و عیان ہیں میرزا صاحب
شفا بخشندہ آزار جان ہیں میرزا صاحب
خدا کے مرسل باعز و شان ہیں میرزا صاحب
امام الوقت مہدی زمان ہیں میرزا صاحب
معاذ اللہ معاذ اللہ انھیں کہتے برا تم ہو

بنایا ہے خدا نے انکو موردِ لطف بیحد کا
ہوا ہے بول بالا انکے باعث دین احمد کا
بڑا ہے مرتبہ نزد خدا ان کے معبد کا
یہی ہیں وہ زمانہ منتظر تھا جنکی آمد کا
یہی ہیں وہ یہی ہیں اب بدل اپنے فدا تم ہو

یہی ہیں مدتوں تکتے تھے سب راستہ جن کا
یہی ہیں قبل بعثت بھی زمانہ تھا فدا جن کا
یہی ہیں وہ ہوا کرتا تھا چرچا جا بجا جن کا
یہی ہیں ذکر فرماتے تھے شاہ دوسرا جن کا
یہی ہیں وہ یہی ہیں طالب عفو خطا تم ہو

حق آگاہ و امین و متقی و مرسل رحمان
شفیق و غمگسار و باعث تسکین غمناکان
غلام احمد ختم الرسل شاہنشہ دین پاکستان
امام الوقت و مہدی زمان و عیسی دوران
یہی ہیں ہاں یہی ہیں شک میں اب کیوں مبتلا تم ہو

یہی ہیں مور ہے ہیں جنسے اب عالم میں سب عاجز
فصیحان عجم عاجز بلیغان عرب عاجز
کسی سے یہ زمانہ میں ہوئی کس وقت کب عاجز
مخالف ہوتے جاتے ہیں انھیں سے روز و شب عاجز
یہی ہیں آج جنکا شور سنتے جا بجا تم ہو

یہی ہیں وہ لقب جنکا ہے مہدی کرم گستر
مصدق ہیں انھیں سے قول کے اقوال پیغمبر
کلام اللہ بھی کرتا ہے تائید ان کی سر تا سر
شہادت دیچکے ہیں مہر و مہ بھی انکی دعوے پر
بتاؤ چاہئے اب کیا ثبوت اس کے سوا تم ہو

خدا کیواسطے باز آؤ اب شیخی و نخوت سے
کرو اس ضد کو تم فی الفور دور اپنی طبیعت سے
دل اپنا صاف کر لو مرسل حق کی کدورت سے
نصیحت کر رہا ہوں میں نہایت جوش الفت سے
نہیں منظور مجکو سر گروہ اشقیا تم ہو

یہ حکم امت کو صادر کر گئے ہیں سرور امت
کہ جب انکے سامنے ہوں جلوہ گر مہدی با عظمت
سلام ان کو ہمارا بھی وہ پہنچا کر بصد شفقت
ادب سے پھر کریں یہ عرض خود ان سے کہ یا حضرت
ہمارے رہنما تم ہو ہمارے پیشوا تم ہو

بیان ہو ہائے کیا طوفان بحر کفر کی حالت
جھکولے دے رہی ہے ہر طرف سے موج پر آفت
بچاؤ ڈوبنے سے اسکو ہے کون ایسا باہمت
طلاطم میں پڑی ہے کشتی دین شہ امت
مسیح وقت اس کے ناخدا بہر خدا تم ہو

اگر یہ چاہتے ہو خوش ہو تم سے خالق اکبر
تو ہے ہر وقت لازم پیروی قول پیغمبر
مٹا کر دل سے نقش اتباع نفس سر تا سر
کرو بیعت امام الوقت کے دست مبارک پر
اگر پابند فرمان محمد مصطفی تم ہو

خدا ہے بخشنے والا اگر تم اب بھی باز آؤ
نہ مایوس اتنے ہو لا تقنطو کو یاد فرماؤ
نصیحت ہے یہی مختار کی اس کو بجا لاؤ
ادب کے ساتھ پیچھے پیچھے مہدی کے چلے جاؤ
جو ڈھونڈا چاہتے جنت کا سیدھا راستہ تم ہو

ذیل کا اشتہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے

شائع کیا جاتا ہے امید ہے کہ بہت جلد توجہ کی جائے گی۔ (ایڈیٹر)

ضرورت تعمیر مکان

ہمارے ناظرین کو معلوم ہے کہ صاحبزادہ پیر سراج الحق جمالی نعمانی سرساوی ہجرت کرکے دار الامان میں حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن کے آستانہ علیا پر ہمیشہ کے لئے آگئے ہیں اور عنقریب وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد کے موافق بعض ضروری دینی خدمات کے سرانجام دینے کے لئے ایک لمبا سفر کرنے والے ہیں۔

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام نے تجویز کی ہے کہ اس سے پیشتر کہ صاحبزادہ صاحب اپنے مقررہ سفر کے لئے روانہ ہوں ان کے اہل و عیال کے رہنے کے لئے ایک مختصر سا مکان باہمی چندہ سے طیار کرا دیا جاوے اور خود حضرت اقدس اور حضرت ام المومنین نے اس کار خیر میں سبقت فرمائی ہے جیسا کہ فہرست چندہ سے معلوم ہوگا۔ لہذا بتعمیل ارشاد حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کے مخلص احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ حسب استطاعت اس چندہ میں شریک ہوں۔ کل روپیہ اس تعمیر مکان کے متعلق حضرت میر ناصر نواب صاحب مہتمم کی خدمت میں بھیجا جاوے جس کی رسید بذریعہ اخبار شائع ہوتی رہیگی اب ذیل میں ان احباب کے نام درج کئے جاتے ہیں جنھوں نے اس مکان کی تعمیر کے لئے چندہ دیا ہے۔

حضرت اقدس امام الزمان — ۱۰۰ ؎
حضرت ام المومنین — ۱۰۰ ؎
حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب۔ کسقدر لکڑی
حافظ غلام محی الدین صاحب — ۱ ر
[illegible] محمد [illegible] صاحب — ۸ ر
مولوی [illegible] مدرس [illegible] — ۲ ر
مرزا اسمٰعیل بیگ [illegible] — ۲ ر
پیر منظور محمد صاحب — عہ ر
غلام محمد صاحب طالب العلم — ۲ ر
قاضی سید امیر حسین صاحب — ۴ ر
حضرت میر ناصر نواب صاحب — ۶ ر
محمد اکبر خان صاحب سنوری — ۴ ر
یار محمد صاحب — ۸ ر
شیخ محمد اسمٰعیل صاحب — ۸ ر
حاجی فضل حسین صاحب شاہجہانپوری — عہ ر
مولوی محمد علی صاحب ایم اے — عہ ر
منفرق معرفت میر ناصر نواب صاحب — ۱۰ ر
ماسٹر شیر علی صاحب بی اے — عہ ر
شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر — ۱ ر
پیر سراج الحق صاحب — ھ ر
عبد الرؤف صاحب — ۱۶ ر
منشی کرم علی صاحب سنگ ساز — ۸ ر
شیخ نذر محمد صاحب — عہ ر

(ایڈیٹر)

تریاق القلوب

اکثر احباب تریاق القلوب کے متعلق استفسار کرتے ہیں کہ وہ اب تک شائع ہوا یا نہیں؟ جواباً اطلاع دیتے ہیں کہ تریاق القلوب قریباً ۶۴ صفحہ تک چھپ چکا ہے اور ابھی معلوم نہیں کہ کب تک طیار ہو سردست وہی چھپ رہا ہے اشاعت پر اطلاع دیجاویگی۔

گوڑگالوہ والا مقدمہ

یہ خبر ہم سنا چکے ہیں کہ مندرجہ بالا مقدمہ خارج ہوچکا ہے اس دعوی کی بنیاد وہ اشتہار تھا جو (ایک ہزار روپیہ انعام) کے عنوان سے پادریوں پر حجت پوری کرنے کی غرض سے شائع ہوا تھا۔ اصغر حسین نام ایک مولوی نے اپنے آپکو عیسائی قرار دیکر دعوی کیا تھا کہ چونکہ میں سب رسولوں کا ماننے والا ہوں اور مسیح علیہ السلام کو بھی مانتا ہوں اس لئے میں عیسائی ہوں۔ اس پر بعض نافہم کوتاہ اندیش اور قبل از مرگ واویلا کرنے والے متعصب اخبارات نے عجیب عجیب قسم کے بے سروپا ریمارک کئے آخر خدا کا راستباز کامیاب ہوا۔ اور خدا تعالی کی سنت سے ناواقف نادان شرمندہ ہوئے۔ اس مقدمہ کی پیروی جناب مہربان مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ اور مرزا خدا بخش صاحب اور مرزا فضل بیگ صاحب مختار قصوری کر رہے تھے جس اخلاص اور کوشش کے ساتھ انھوں نے اس مقدمہ کی پیروی کی ہے اللہ تعالی انکو جزائے خیر دے بیشک مندرجہ بالا احباب کی مساعی جمیلہ قابل نمونہ ہیں

معزز ناظرین!

آپ کو معلوم ہے کہ اخبار الحکم کا مالی سال آخر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ختم ہوگا جس میں اب صرف ڈیڑھ مہینہ ہی رہ گیا ہے۔ لہذا اپنے اپنے حساب بیباق کی طرف توجہ فرماویں۔ خصوصا وہ احباب نظر عنایت کریں جنہوں نے جون ۱۸۹۷ء سے لے کر آجتک قیمت اخبار میں ایک حبہ تک نہیں دیا باوجودیکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی سرد مہریوں سے زیر بار بھی ہونا پڑتا ہے۔ قومی اخبار قومی مقاصد کی تکمیل کے لئے پورے طور پر اس وقت میں کامیاب ہوگا جب قوم متوجہ ہو۔ امید ہے کہ ناظرین توجہ کرینگے

خان بہادر سید فتح علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر

نے ایک رجسٹرڈ خط حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام بجواب اس خط کے جو ۴ر جولائی ۱۸۹۹ء کے الحکم میں شائع ہوا ہے روانہ کیا ہے عنقریب اس خط کا جواب شائع کیا جائے گا بظاہر یہ خط شاہ صاحب کے نام سے لکھا گیا ہے لیکن پردہ زنگاری کے پس پشت بیٹھکر کارروائی کرنے والے برقع نشین کا پتہ اس خط سے خوب ملتا ہے بہر حال جواب بھی شاہ صاحب ہی کے نام ہوگا اور چونکہ یہ خط ایک طرح سے ہم پارٹی کے اعتراضات کا اچھا خاصہ مجموعہ ہے اس لئے امید ہے کہ جواب بہت ہی دلچسپ اور فائدہ بخش ہوگا۔

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریون مین سے کسی علاج کی ضرورت پڑے
تو اس مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز
ہرگز نہ خریدو یہ بے نظیر مرہم فورًا مقام
مرض پر اثر کرتی ہے آج تک ایسی
کوئی مرہم ایجاد
نہین ہوئی
مرہم عیسیٰ
ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم
ایک بزرگ نبی کی یادگار
ہے
تریاق اعظم
یہ بہت سی تریاقی دواؤن کا ایک مرکب ہے
جو وبائی کیڑون کو ہلاک کرتی اور سمیت کو دور
کرکے انسان کے لئے ٹھنڈک پہنچاتی ہے اور
بہت سی عفونتی بیماریون کو روک دیتی ہے
اور باذن اللہ طاعون اور وبا سے محفوظ
رہنے کے لئے سب سے عمدہ دوا ہے اور سمیت کو
بدن مین پھیلنے نہین دیتی اور جمیع سموم کی
قادر زہر ہے۔ اور نزلات کھانسی
تشنگی اطفال
اسقاط حمل ضعف
غشی ہول دل
قوی کی کمی کثرت
سیلان خون
اور معدہ کی کمزوری
ذیابیطس
سل وغیرہ
مجرب ہے
قیمت
فی ڈبیہ
لاہور
بھاٹی دروازہ
کارخانہ مرہم عیسیٰ
حکیم محمد حسین
معزز بھائیو! کوئی تعجب
کرنے کی بات نہیں۔ مرہم عیسیٰ اسکو
اس لئے کہتے ہیں کہ صلیب کھینچے جانے کے بعد جب
حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی
زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر انکے حواریوں نے
اسکو طیار کیا تھا۔ خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ میں اترا اس
مقدس بشر کے زخموں کے چنگا کرنے میں معجزہ ثابت ہوا۔
ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبوں نے اسکو آزمایا۔ اور
اسکی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا
حکماء یورپ بھی اسکے اعجازی خواص کے قائل ہیں۔ ہم نے
بڑی محنت اور احتیاط سے اسکے اصل بیش قیمت اجزا ممالک
غیر سے منگائی ہیں خالص یقینی صحیح اور آلائش سے پاک مرہم صرف
ہم ہی طیار کرتے ہیں قیمت فی ڈبیہ ۔۱۲ ۔ عہ ۔ عہ
ان مرضون کے لئے
شفا ہے
ہر قسم کی طاعون ۔ سرطان کے زخم ۔ خنازیر
گلٹیان ۔ چوٹون کے زخم ۔ پھنسی پھوڑے
گھاؤ ۔ خارش ۔ گنج ۔ طرح طرح کی جلد کی بیماریان
ہر قسم کے ناسور ۔ پرانے گندے زخم ۔
زخمون کے کیڑے ۔ تلی کے ورم ۔ بواسیر کے درد
ہاتھون کا سردی سے پھٹ جانا ۔ جل جانا
کان سے ریم کا بہنا ۔ جانورون کا کاٹ لینا
عورات کی خطرناک بیماریان سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

ممیرے کا سرمہ

مصدّقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پربال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ہ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہنا جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔ پنجاب

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ اٹھانے کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پربال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور تھیں اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر بریلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل

۴ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کی نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے ... جمع کرایا گیا

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

قادیان دار الامن والامان جمادی الاول ھ مطابق ستمبر ۱۸۹۹ء

ایمان بالغیب کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالے اور عالم مجازات اور دیگر امور مبدء اور معاد کے ماننے مین فلسفیون کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مختلف ہے نبیون کے طریق کا اصل اعظم یہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مترتب اور بارور ہوگا کہ جب غیب کی باتون کو غیب ہی کی صورت مین قبول کیا جاوے اور ظاہری حواس کی کھلی کھلی شہادتین یا دلائل ہندسیہ کے یقینی اور قطعی ثبوت طلب نہ کئے جائین کیونکہ تمام وکمال مدار ثواب اور استحقاق قرب و توصل الٰہی کا تقوے پر ہے اور تقوے کی حقیقت وہی شخص اپنے اندر رکھتا ہے جو افراط آمیز تفتیشون اور بیجا جھگڑے اور تکرارون اور ہر ہر جزئی کی موشگافی سے اپنے تئین بچاتا ہے اور صرف دور اندیشی کے طور سے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہون پر غلبہ اور رجحان دیکھکر بحسن ظن قبول کرلیتا ہے اسی بات کا نام ایمان ہے اور اسی ایمان پر فیوض الٰہی کا دروازہ کھلتا ہے اور دنیا و آخرت مین سعادتین حاصل ہوتی ہین ۔ جب کوئی نیک بندہ ایمان بحکم قدم مارتا ہے اور پھر دعا اور نماز اور فکر اور نظر سے اپنی حالت علمی مین ترقی چاہتا ہے تو خدا تعالے خود اُس کا متولی ہوکر اور آپ اُس کا ہاتھ پکڑ کر درجہ ایمان سے درجہ عین الیقین تک اُس کو پہنچا دیتا ہے مگر یہ سب کچھ بعد استقامت و مجاہدات و ریاضات وتزکیہ و تصفیہ نفس ملتا ہے پہلے نہین اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی بکلی صفائی کرنا چاہتا ہے اور قبل از صفائی اپنے بدعقائد اور بداعمال کو کسی حالت مین چھوڑنا نہین چاہتا وہ اس ثواب اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے کیونکہ ایمان اُسی حد تک ایمان ہے جب تک وہ امور جنکو مانا گیا ہے کسی قدر پردہ غیب مین ہین یعنی ایسی حالت پر واقعہ ہین جو ابھی تک عقلی ثبوت نے ان پر احاطہ تام نہین کیا اور نہ کسی کشفی طور پر وہ نظر آئے بلکہ اُن کا ثبوت غلبہ ظن تک پہنچا ہے وبس ۔

یہ تو انبیاء کا سچا فلسفہ ہے جس پر قدم مارنے سے کروڑہا بندگان خدا آسمانی برکتین پا چکے ہین اور جس پر ٹھیک ٹھیک چلنے سے بیشمار خلق اللہ معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ چکے ہین اور ہمیشہ پہنچتے ہین اور جن اعلے درجہ کی تجلیون کو سوحی اور جلدی سے فلسفی لوگون نے ڈھونڈا اور نہ پایا وہ سب مراتب ان ایمان دارون کو بڑی آسانی سے مل گئے اور اس سے بھی بڑھکر اس مین معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ گئے کہ جو کسی فلسفی کے کانون نے اُسکو نہین سنا اور نہ اُس کی آنکھ نے دیکھا اور نہ کبھی اس کے دل مین گذرا لیکن اس کے مقابلہ پر خشک فلاسفرون کا جھوٹا اور مغشوش فلسفہ جس پر آج کل کے نوتعلیم یافتہ لوگ فریفتہ ہو رہے ہین اور جس کے بد نتائج کی بیخبری نے بہت سے سادہ لوحون کو برباد کر دیا ہے بات یہ ہے کہ جب تک کسی اصل یا فرع کا قطعی طور پر فیصلہ نہ ہو جاوے اور بکلی اُس کا انکشاف نہ ہو جاوے تب تک اُسکو

ہرگز ماننا نہیں چاہیے گو یا خدا ہو یا کوئی اور چیز ہو ان میں سے اعلیٰ درجہ کے اور کامل فلاسفر جنھون نے ان اصولون کی سخت پابندی اختیار کی تھی اُنھون نے اپنا نام محققین رکھا جنکا دوسرا نام دہریہ بھی ہے ان کامل فلاسفرون کا یہ پابندی اپنے اصول ذریعہ سے یہ مذہب رہا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا وجود قطعی طور پر بذریعہ عقل ثابت نہیں ہو سکتا اور نہ ہم نے اُس کو بچشم خود دیکھا اس لئے ایسے خدا کا ماننا ایک امر مظنون اور مشتبہ کا مان لینا ہے جو اصول متقررہ فلسفہ سے بکلی بعید ہے سو اُنھون نے پہلے ہی خدا تعالیٰ کو درمیان سے اڑایا پھر فرشتون کا یون فیصلہ کیا کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرح نظر نہیں آتے چلو یہ بھی درمیان سے اُٹھاؤ۔ پھر روحون کی طرف متوجہ ہو اور یہ راے ظاہر کی کہ ہم کو کوئی ثبوت قابل اطمینان اس بات پر نہیں دیکھتے کہ بعد مرنے کے روح باقی رہ جاتی ہے نہ کوئی روح نظر آتی ہے اور نہ واپس آکر کچھ اپنا قصہ سُناتی ہے بلکہ سب روحین مفارقت بدن کے بعد خدا اور فرشتون کی طرح بے اثر و بے نشان ہین سو اُن کا بھی وجود ماننا خلاف دلیل و برہان ہے۔ ان سب فیصلون کے بعد ان کی نظر عمیق نے تکالیف شرعیہ کی مشقت اور حلال و حرام کا فرق اصول فلسفہ کا سخت مخالف سمجھا اس لئے انھون نے صاف صاف اپنی یہ راے ظاہر کردی کہ مان اور بہن اور جورو مین فرق کرنا یا اور چیزون مین سے بلا ثبوت ضرر طبّی بعض چیزون کو حرام سمجھ لینا یہ سب بناوٹی باتین ہین جنپر کوئی فلسفی دلیل قائم نہین ہو سکتی۔ اسی طرح اُنھون نے یہ بھی بیان کیا کہ ننگا رہنے مین کوئی شناعت عقلی ثابت نہین ہوتی بلکہ اس مین طبّی قواعد کے رو سے فوائد ہین اسی طرح ان فلاسفرون کے اور بھی مسائل ہین اور خلاصہ اُن کے مذہب کا یہی ہے کہ وہ بجز دلائل قطعیہ عقلیہ کے کسی چیز کو نہین مانتے اور اُن کی فلسفیانہ نگاہ مین گو کیسی ہی کوئی بد عملی ہو جبتک اس مین کوئی طبّی ضرر یا دنیوی بد انتظامی متصور نہ ہو تب تک اُس کا

ترک کرنا بیجا ہے مگر جو دوسرے درجہ کے فلاسفر ہین اُنھون نے لوگون کے لعن طعن سے اندیشہ کر کے اپنی فلاسفری کے اصولون کو کچھ نرم کر دیا ہے اور قوم کے خوف اور ہم جنسون کی شرم سے خدا اور عالم جزا اور دوسری کئی باتون کو ظنی طور پر تسلیم کر بیٹھے ہین لیکن یہ اعلیٰ درجہ کے فلاسفر اُن کو سخت نالائق اور بدفہم اور غبی الطبع اور بزدل اور اپنی سوسائٹی کے بدنام کنندہ خیال کرتے ہین کیونکہ اُنھون نے فلاسفر ہونے کا دعوی تو کیا لیکن اصول فلسفہ پر جیسا کہ حق چلنے کا تھا نہین چلے اس لئے اول درجہ کے فلاسفر اس بات سے عار رکھتے ہین کہ ان ناقصون کو فلاسفر کے باعزت لفظ سے مخاطب یا موسوم کیا جائے کیونکہ اُنھون نے کچھ کچھ تو فلسفہ کے طریقہ پر قدم مارا اور کچھ عام لوگون کی ملامت لعنت سے ڈر کر نبیون کے عقاید مین بھی (جو فلسفیون کے منشاء کے موافق قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت نہین ہو سکتے) ٹانگ اڑا دی اس لئے یہ لوگ اُنکی نظر مین نیم حکیم ہین حقیقی فلاسفر نہین ہان ممکن بلکہ قرین قیاس ہے اور اُمید کی جاتی ہے کہ جیسی جیسے ایک سخت جوش قطعی اور یقینی اور نہایت واشگاف ثبوت عقلی طلب کرنے کا ان کے مستعد اور ہونہار لوگون کے دلو مین آتا جائے گا ویسی ویسی وہ کسرین جو باقی رہ گئی ہین اُن کے خیالات سے وہ سب نکل جائین گے اور عقاید اور اعمال مین پوری پوری مطابقت اپنے بڑے بھائیون سے کرلین گے تب وہ شیطانی اور ظلمانی دوکان پانی دنیا کے برباد کرنے کے لئے ایک ہی ہوکر رہین گے اور اگر آیندہ ذرّیت مین فلسفہ نے ترقی کی تو وہ بجائے اس کے کہ حال کے فلسفیون کی طرح یہ سوال کرین کہ اگر ملائک یا شیاطین کچھ چیز ہین تو ہمین دکھلاؤ یہ اعلیٰ درجہ کے سوالات کرین گے کہ اگر خدا اور اُس کی قدرتین کچھ چیز ہین تو ہمین ظاہر ظاہر بلا واسطہ اسباب دکھلاؤ اور اگر روحین بعد مفارقت بدن باقی رہ جاتی ہین اور اُن کا وجود بھی کچھ چیز ہے تو وہ بھی ہمین دکھلاؤ غرض جیسے جیسے ان نوآموزون کے فلسفہ مین صیقل ہوتا جائے گا اعلیٰ سے اعلیٰ سوال ان کے دلون مین پیدا ہوتے جائین گے یہان تک کہ اول درجہ کے فلاسفرون سے ہاتھ جا ملائین گے ابھی تو حال بھی کچا اور خیال بھی کچا ہے —

(حضرت اقدس امام الزمان)

حقیقت الصلوٰہ

۸ ستمبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ مین جو خطبہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا تھا اس مین کسی قدر حقیقت نماز بیان فرمائی تھی چونکہ وقت تنگ تھا اس لئے جس قدر مولانا بیان کرنا چاہتے تھے اسقدر وسعت سے بیان نہ کر سکے بہر نمط جو کچھ فرمایا وہ قلبی اور روحانی امراض کے لئے ایک شفا بخش نسخہ ہے۔ امید ہے کہ اکثر بیمار دلون کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

(ایڈیٹر)

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ

یہ کتاب جو تیری طرف وحی کی گئی ہے وہ پڑھ سُنا۔ اور نماز کو ٹھیک رکھ۔ نماز ہر قسم کی بدکاری اور بُری باتون سے روکتی ہے۔ نماز ہی ذکر اللہ ہے اور ذکر اللہ تمام چیزون سے بڑھکر ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

چونکہ وقت بہت تھوڑا ہے اور خطبہ کو لمبا کرنا جائز نہین ہے۔ اس لئے

مین جو کچھ کہون گا بہت مختصر کہون گا۔ یہ آیت مینے خصوصاً اس لئے پڑھی ہے کہ آداب نماز کے متعلق چند باتین جو میرے دل مین ہین آپ کو سناؤن۔

مین دیکھتا ہون کہ ہر مجلس اور دربار کے کچھ قواعد اور آداب ہوتے ہین اور کوئی شخص جو اُس مجلس اور دربار مین جانا چاہے اس کو ان آداب کی رعایت اور نگہداشت لازم طور پر کرنی پڑتی ہے اگر وہ پرواہ نہ کرے یا کوئی فروگذاشت کرے تو وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

مسجد کیا ہے ؟ اللہ کریم کا ایک دربار ہے پس جب نماز کے لئے مسجد مین جاؤ تو یقیناً یقیناً دل کی بصیرت اور بینائی کے ساتھ اعتقاد رکھو کہ خدا کے حضور جاتے ہین اور نماز کے ارکان قیام رکوع۔ سجود۔ قومہ۔ جلسہ۔ وغیرہ۔ سب کے سب آداب الصلوٰۃ ہین پس اگر کوئی آدمی ان آداب اور قواعد کی اُسی طرح پر رعایت نہ کرے جیسا کہ اس عظیم الشان مجلس کے بانی یا ان قواعد کے مرتب کرنے والے مقنن نے فرمایا ہے تو وہ گویا مجلس کی توہین کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور ضرور ضرور ذلیل ہوگا مین مسلمانون کی حالت پر جب ایک لمبی نگاہ کرتا ہون تو میرے دل مین ایک درد اُٹھتا ہے کہ انھون نے مسنون طریقون مسنون اذکار کو چھوڑ کر خود تراشیدہ وظائف اور اوراد مقرر کر لئے ہین۔ اور اُن مین یہان تک منہمک ہو گئے ہین کہ فرائض کی بجا آوری تک چھوڑ دی ہے بات یہ ہے کہ جب کسی قوم کے بُرے دن آتے ہین تو اُس کی خوبیان نکل جاتی ہین اور برائیان اُن کی جگہ آجاتی ہین۔ مسلمانون کی بدقسمتی سے ایسے صوفی اور بدعت پسند مشائخ پیدا ہو گئے جنھون نے اللہ اور اُس کے برگزیدہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ کی پرواہ نہ کرکے من عند النفس وظائف تراش لئے۔ اور وہ حزب جس پر اللہ تعالے کی مہر تھی اور جو منزل مقصود تک پہنچانے کے واسطے ایک سیدھی راہ اور تختہ بہ کار بدرقہ کا کام دیتا تھا جس کے ساتھ ہزارون ہزار برگزیدگان الٰہی کی شہادتین موجود تھین اُسے چھوڑ دیا۔ پاک اسلام نے کبھی یہ پسند نہین کیا کہ کوئی شخص دنیا کے تمام ضروری اور عظیم الشان کامون سے کنارہ کشی کرکے صرف تسبیح ہی لے کر بیٹھا رہے۔ ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک اسوۂ یعنی عمل درآمد سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے نمونہ سے دکھا دیا ہے کہ فرائض انسانی کیا ہین۔ اُن کو میدان جنگ مین دیکھنے والا کبھی خیال بھی نہین کر سکتا تھا کہ یہ لوگ مسجدون مین خشوع و خضوع اور پورے تبتل سے نمازین پڑھتے ہون گے اور اُس وقت ایسے مستغرق ہون گے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر خون نہ نکلے اور نماز مین اُن کو دیکھنے والا نہین کہہ سکتا تھا کہ یہ ایسے تیغ زن اور بہادر ہو سکتے ہین جیسے وہ تھے اور کہ ایسے لوگ رقت قلب اور سوز و گداز کے منازل سے کیا واقف ہون گے۔ غرض وہ لوگ ہر کام مین مستعد اور ہوشیار تھے اور جو کچھ کرتے دل سے اور خدا کے لئے کرتے تھے اصل یہ ہے کہ جو کام انسان کی فطرت مین مرکوز اور انسانیت کی غائت ہین وہ سب کے سب ایک مومن اور مسلمان کو کرنے چاہئین لیکن شرط یہ ہے کہ خدا مین ہو کر کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر ایک گہری نگاہ کرو اور دیکھو کہ آپ کو کیا کچھ کرنا پڑا ہے مین پورے یقین اور شعور کے ساتھ اور ایمان کی بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ مینے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر غور کی ہے اور ہر روز کرتا ہون کیونکہ جب قرآن شریف کی ایک آیت بھی پڑھتا ہون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی لائف میرے سامنے آجاتی ہے اور آپ کی زندگی کے واقعات کا ایک نقشہ میرے دل کے سامنے کھنچ جاتا ہے اور مین آپ کو انسانی نوع مین خدا سے قدوس کی طرح ایک عظیم الشان اور کامل انسان اور یکتا دیکھتا ہون اور اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ خدا کی طرح اس انسان کامل کی کنہ تک بھی پہنچنا محال ہے۔ تو اب غور کرو کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھیون کی طرح کوئی خاص حزب پیش دست لئے بیٹھے رہتے تھے اور کوئی شغل نہ تھا آپ کا عام وظیفہ صرف نماز تھا اور یون تو آپ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی ایسا نہ پاؤ گے جو ذکر اللہ اور وظیفہ سے خالی ہو آپ کا رزہ بکتر پہننا بھی ذکر اللہ تھا۔ آپکا بیویون کے ساتھ معاشرت کرنا بھی ذکر اللہ تھا۔ آپ کا مہمانون کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آنا ذکر اللہ تھا اور اُنکی مہمان نوازی بھی ذکر اللہ ہی تھا غرض آپ کا ہر فعل ہر حرکت و سکون ذکر اللہ تھا آپ کی مقدس اور مطہر زندگی سے مومن کے لئے ایک تسلی دینے والا سبق ملتا ہے کہ جب وہ ہر فعل خدا مین ہو کر کرتا ہے تو وہ سب کے سب ذکر اللہ ہی ہوتے ہین کاش کوئی سوچنے والا سوچے اور سعید روح غور کرے !!

جب نحوست کے دن آئے اور اسلام کی ہدایتون پر عمل نہ رہا۔ تو ہزارون ہزار وظائف اور اذکارون کے انبار ورد نئے نئے طیار کئے گئے۔ چشتیون نے اپنے ورد و وظائف الگ سہروردیون اور نقشبندیون نے الگ اور قادریون نے الگ تجویز کئے اور چودہ خانوادون نے ان کے سوا جو تودہ طوفان بنایا اس کا کچھ شمار ہی نہین اور انبار استغفار اور قصائد کے اور بڑون کے نامون کے خدا کے ذکر کی جگہ قائم کر دئے۔۔ چونکہ یہ باتین یہ اوراد و وظائف خدا سے نہ تھے اور خدا مین ہو کر نہ تھے اخلاق اور عادات کی تبدیلی مین وہ قطعاً کوئی اثر پیدا نہ کر سکے جو خدا تعالے کے فرمودہ کے موافق حزب اور وظائف نے کر کے دکھلایا۔ قوم کی جو گت اس طرح پر بنی وہ بینی اور بالکل ایک ظاہر امر ہے مجھے اس پہ کچھ کہنے کی ضرورت اور حاجت نہین۔ مگر ان وظائف اور اوراد نے کیون اثر نہ کیا ؟ اس لئے کہ

اُن کے ساتھ کوئی زندہ شہادت اور زندگی کی دلیل موجود نہ تھی اُن کی علت غائی زیادہ سے زیادہ حبّ و بغض اور دیگر اغراض پنہاں تک مقصود تھی - یہ بات صرف کتاب اللہ میں ہی ہے کہ اُس کی ہر بات تزکیۂ قلب اور تصفیہ روح کے لئے ہوتی ہے اور پھر ہر دعوے کے ساتھ ہر قسم کے دلایل موجود - عقلی شہادتیں اور ہر زمانہ میں تجربہ کے زندہ شواہد ساتھ ہوتے ہیں - ان وظائف کو عاملوں نے اغراض کی تحریک سے سر پر اُٹھا تو لیا مگر ہمیشہ ناقابل تحمل بوجھ سمجھا گئے اور رسم و عادت سے نبھاتے رہے یہی وجہ ہے کہ نہاں در نہاں خیانتوں اور بعض جیسی بدکاریوں اور بعض اعمال خلاف شریعت حقہ سے محفوظ نہ رہ سکے - اور اُن وظائف کے ساتھ دلائل حقہ کے نہ ہونے کے باعث سے شرح صدر سے اُن کو اُٹھا نہ سکے - مگر قرآن کریم کی حالت اس کے خلاف ہے اس نے ہر حکم کے ساتھ علت موجبہ اور مدلل دلیل دی ہے چنانچہ اسی نماز کی نسبت فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ نماز کو قائم کر - کیوں ؟ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ اس میں فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ یہ ہر فعل بد اور ہر قول بد سے بچا لیتی ہے - میں اپنی کہتا ہوں کہ ایسے اخلاق ذمیمہ سے جن کی اصلاح سے میں قریب قریب نومید سا ہو گیا ہوں نماز ہی کے واسطہ سے میں بچا ہوں اور بخدا میں اسے اپنا بڑا رفیق اور محافظ سمجھتا ہوں - میں نے تجربہ کیا ہے کہ اگر کوئی ناسزا لفظ جوش نفس سے میرے مُنہ سے نکل گیا جس کی نسبت میرے ایمان نے یقین دلایا کہ اُس میں للٰہیت کی بو نہ تھی اور معاً اس کے بعد نماز کا وقت آ گیا کیونکہ ہر فعل کے بعد ضرور ہے کہ ایک نہ ایک نماز کا وقت بھی آ جاوے تب مجھے ایسی شرم لاحق ہوئی کہ اس ناپاک گندے مُنہ سے اب خدا کے آگے اپنے حالات عرض کروں گا اور بار بار یہ خیال برق کی طرح سامنے آتا کہ لوگوں کے ساتھ معاملہ

اور خدا کے روبرو اب منافقانہ طور پر اب کہے گا اِیَّاکَ نَعْبُدُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یعنی ہمارے اقوال و افعال تیرا ہی جلال و کمال ظاہر کرتے ہیں - غرض یہ ہے مہنید نماز کی انسان کو پاک کرنے ناسزا کردنی اور گفتنی امور سے اسی طرح کی تواتر واردات نے میرے جیسے تباہ حال کو اُمید دلادی ہے کہ میں انشاء اللہ اپنے مقصود کو پا لوں گا پھر حال نماز کمال درجہ کی فروتنی اور تواضع اور تمام قوی کا گرا دینا سکھاتی ہے اور اس میں ذاتی خاصیت کہ نفس کے جذبات و اشتغالات کو فنا کر دیتی ہے اور میرا اعتقاد ہے کہ اُس وقت تک انسان راستباز نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے جوش نفس سے اس طرح پر باہر نہ آ جاوے جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکل آتا ہے - اور وہ پاکباز جو مرنے کو قریب جانتا ہے اور عرش عظیم کے سامنے کھڑا ہونے کا یقین رکھتا ہے اُس کو چونکہ ہر گھڑی کبھی ظہر اور کبھی عصر کی نماز میں خدا کے حضور حاضر ہونا پڑتا ہے ضرور ہے کہ اپنے افعال اور اقوال میں خوف خدا کو مدنظر رکھے اور جب کہ ایک عام دربار میں جانے والا اپنے کپڑوں کو گوبر میں لت پت کر کے نہیں جاتا اور ایسی ادا کو کبھی روا نہیں رکھتا جو داب مجلس کے خلاف ہو تو پھر اس حقیقی دربار میں حاضر ہونے والا کیونکر اپنی کسی ادا کو کریہ اور بدنما بنانے کی جرأت کر سکتا ہے -

غرض یہ بڑا مجرب اور کبھی خطا نہ کرنے والا وظیفہ ہے جو انسان کو منعم علیہ گروہ کا بنا دیتا ہے اور جس کے مجرب اور مفید ہونے کی لاکھوں راستبازوں نے شہادت دی ہے نمازوں کو درست کرو - اور سچا خشوع اور خضوع پیدا کرو اور چاہیئے کہ نمازوں کو دعاؤں کا مخزن بنایا جاوے - خلاف سنت ہے یہ بات کہ نمازوں کو جلد جلد ختم کر لیا جاوے اور پھر آدھ گھنٹہ تک دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا کر بیٹھے رہیں اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص جب تک بادشاہ کی حضور میں رہا اور عرض معروض کا پورا موقع بھی ملا اور خود حضرت سلطان نے ہر قسم کی درخواست اور خواہش کے بیان کرنے کی اجازت بھی دی تھی مگر وہاں تو بدقسمت چپ رہا اور جب باہر آیا تو لگا دانت نکال کر مانگنے اور رونے دھونے پس نمازوں میں دعائیں مانگو سجود میں قبولیت کا ایک وقت ہوتا ہے قانون قدرت نے یہ امر ثابت کر دیا ہے کہ ہر فعل کے لئے ایک وقت ہے - علم موسیقی کے ماہر بتلاتے ہیں کہ راگوں کی تاثیرات کے لئے اوقات ہیں اسی طرح پر نفحات الٰہیہ کے لئے اوقات ہیں - جب انسان پوری عجز اور نیاز مندی کے ساتھ سجدہ میں گر کر

مولانا صاحب کے اس استدلال نے ایک لطیف اور ضروری سوال کا حل بھی کر دیا ہے جو اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہمکو یہ کیونکر معلوم ہو کہ ہماری نماز قبول ہوئی ہے ؟ ہر چیز اپنے آثار سے ثابت ہوتی ہے یا بقول سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے - پس نماز کے لوازمات اور ثمرات ہیں ہر قسم کی بدکاری و بد اطواری سے محترز رہنا - اگر نماز پڑھنے سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں اور ہر ایک قسم کی بُرائی میں کمی اور تنزل ہو رہا ہے تو بیشک وہ نماز موجب برکات ہو رہی ہے ورنہ ہم کو زیادہ استغفار اور زیادہ دعا کی ضرورت ہے + نماز کے ان ثمرات کے مرتب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اُن آداب کا لحاظ رکھا جاوے جو مولانا صاحب نے بیان فرمائے ہیں نماز اس کی قبولیت اور حقیقت کے متعلق پوری واقفیت چاہتے ہو تو حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی وہ تقریر پڑھو جو آپ نے صرف نماز پر فرمائی ہے اور جو ۲/ کو دفتر الحکم سے مل سکتی ہے

(ایڈیٹر)

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہے خدا کی الوہیت اس سے مزا لیتی ہے اور اس لذت عبودیت اور ربوبیت سے مل کر ایک چیز پیدا ہوتی ہے جو مومن یا انسان کی علت غائی ہے اور یہی نماز کا حقیقی ثمرہ ہے پس میرے عزیزو یاد رکھو کہ ہر قسم کی دعا خواہ وہ ایک سوئی یا تسمہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو مسنون تسبیحوں کے بعد نماز میں نہایت عجز و نیاز سے مانگو خدا بڑا اکریم ہے۔ جھوٹھا اور نادان ہے وہ انسان جس کی روح ان دعاؤں میں لذت نہیں پاتی اور اور راہوں سے لذت طلب کرتا ہے ہم نے خود دیکھا ہے اور چکھا ہے کہ اللہ تعالے نماز کے اندر کی دعاؤں کے وقت داعی کے قریب ہو جاتا ہے آخر میں ایک بات اپنے دوستوں کو کہنی چاہتا ہوں اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ آداب نماز کی رعایت نہیں کی جاتی جو نماز پڑھ چکتے ہیں وہ اس قدر جلد مسجد سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا جب تک نکل نہ جاویں ان کو ڈر ہے کہ چھت ان پر ٹوٹ نہ پڑے۔ بعض بوڑھوں نے مجھ سے بھی اور میرے مخدوم مولوی نور الدین صاحب سے بھی شکایت کی ہے۔ کہ اکثر دفعہ ایسا دھکا لگتا ہے کہ نماز پڑھنے والے کو اپنے مرکز سے اٹھا دیا جاتا ہے تم جانتے ہو کہ تم مبارک خدا کے انتخاب کی نگاہ کے نیچے۔ درستی سیکھنے آئے ہو۔ تم شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ بنو۔ خدا اور اس کا رسول تم پر گواہ ہو اگر تم قابل گرفت چلن رکھتے ہو تو پھر نمونے بننے والے کون ہوں گے؟ سوچو! اور اپنی کمزوریوں کے لئے خدا سے مدد چاہو۔ خدا تعالے مجھکو اور تمکو برکت دے کہ اس کے مسیح مبارک انسان کے نقش قدم پر چلیں اور لوگ بول اٹھیں کہ ان کا

قول و فعل اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ کے موافق ہے آمین آمین

مکتوب امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا یہ عاجز یہ دعا کرتا ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے آنمخدوم کی عمر میں برکت بخشے زیادہ تر اس بات میں کوشش کرنی چاہئے کہ کسی طرح مولیٰ کریم راضی ہو جاوے ہر ایک سعادت اس کی رضا سے حاصل ہوتی ہے دنیا میں جو کچھ انسان رسوم کے طور پر کرتا ہے وہ کچھ چیز نہیں ہے مگر جو کچھ خالصاً رضائے الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے صدق قدم سے کیا جاتا ہے وہ عمل صالح ہے جس کی انسان کو ضرورت ہے عمل صالح بڑی نعمت ہے خداوند کریم عمل صالح سے راضی ہو جاتا ہے اور قرب احدیت حاصل ہوتا ہے مگر جس طرح شراب کے آخری گھونٹ میں نشہ ہوتا ہے اسی طرح عمل صالح کے برکات اس کے آخری جز میں مخفی ہوتے ہیں جو شخص آخر تک پہنچتا ہے اور عمل صالح کو اپنے کمال تک پہنچاتا ہے وہ ان برکات سے متمتع ہو جاتا ہے لیکن جو شخص درمیان سے ہی عمل صالح کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کو اپنے کمال مطلوب تک نہیں پہنچاتا وہ ان برکات سے محروم رہ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ باوجود اس کے کہ کچھ کچھ عمل صالح بجا لاتے ہیں مگر برکات ان اعمال کی ان میں نمایاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب تک کوئی میوہ خام ہے وہ پختہ اور رسیدہ میوہ کی لذت نہیں بخش سکتا سب برکتیں کمال میں ہیں اور عمل ناتمام میں کوئی بھی برکت نہیں بلکہ بسا اوقات ناقص العمل انسان کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے اور ان لوگوں میں جا ملتا ہے جو خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ہیں سو حقیقی طور پر عمل صالح اس عمل کو کہا جاتا ہے کہ جو ہر یک قسم کے فساد سے محفوظ رہ کر اپنے کمال کو پہونچ جائے اور اپنے کمال تک کسی عمل صالح کا پہونچنا اس بات پر موقوف ہے کہ عامل کی ایسی نیت صالح ہو کہ جس میں بجز حق ربوبیت بجا لانے کے کوئی اور غرض مخفی نہ ہو یعنی صرف اس کے دل میں یہ ہو کہ وہ اپنے رب کی اطاعت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور گو اطاعت بجا لانے پر ثواب مترتب ہو یا عذاب مترتب ہو اور گو اس کا نتیجہ آرام و راحت ہو یا نکبت اور عقوبت ہو لیکن بہرحال وہ اپنے مالک کی اطاعت میں رہے گا کیونکہ وہ بندہ ہے پس جو شخص اس اصول پر خدا کی عبادت کرتا ہے وہ اس راہ کی آفات سے امن میں ہے اور امید ہے کہ اس پر فضل ہو لیکن اسے یہ لازم ہے کہ کسی امید پر بنیاد نہ رکھے اور اطاعت اور عبودیت کو ایک حق ربوبیت کا سمجھے کہ جو بہرحال ادا کرنا ہے اور سرگرمی سے خدمت میں لگا رہے اور اپنی کارگزاری اور خدمت کو کچھ چیز نہ سمجھے اور مولیٰ کریم پر احسان خیال نہ کرے دنیا مزرعہ آخرت ہے اور فارغ باتیں کچھ چیز نہیں وہی لوگ مبارک ہیں کہ جو دن رات اپنی زور سے اپنے تمام اخلاص سے اپنے تمام رجوع سے رضائے مولے حاصل کرنا چاہتے ہیں

۲۸ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۱ ہجری

(وله)

علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی مولانا اخویم مولوی محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ آنمخدوم پہونچا باعث ممنونی ہوا الحمد للہ والمنۃ کہ علمائے شرع کی طرف سے حسن ظن اور رفق اور نرمی ظہور میں آئی اور اگر بعض نے طریق نزاع اختیار کیا ہے تو اس میں بھی حضرت ارحم الراحمین کی طرف سے کوئی مصلحت ہوگی یہ عاجز بخوبی جانتا ہے

کہ جناب الٰہی کی یہ عادت نہیں ہے کہ ایسے کاموں کو جنکو چھپے یکدفعہ کمال تک پہونچا دے اور ہریک فہم کے دل سے یکبارگی **امنا صدقنا** کا اقرار کرا دے اگر ایسا ہوتا تو بہت سے ثواب کہ جو شدائد اور مکروہات کے اوٹھنے پر موقوف ہیں۔ نبیوں اور مرسلوں کو اور ہم لوگوں کو جو ان کے متبعین ہیں ہرگز حاصل نہ ہو سکتے بلکہ انواع و اقسام کے اسرار مخفی رہ جاتے اور کئی قسم کی تائیدات اور برکات سماوی اور آیات رحمانی جنکا ظہور بروز کسی موذی کی ایذا سے وابستہ ہے پردۂ اخفا میں چھپی رہتی

۱۵ر فروری ۱۸۸۴ء
مطابق
۱۶ر ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ

نظام شمسی میں تغیر عظیم

اور

ایک عظیم الشان مصلح یا مثیل مسیح کی ضرورت

اخبار ٹریبیون لاہور ولایت کے ایک اخبار سے ناقل ہے کہ سنہ ۱۹۰۰ء سے ایک نیا دور حرکات آفتاب اور اس کے متعلق کل نظام شمسی کا شروع ہوتا ہے سنہ ۱۹۰۰ء سے لے کر سنہ ۱۹۰۱ء تک ایک بڑے دائرہ کا خاتمہ نظر آتا ہے۔ جس کے اخیر میں سورج ایک نئے طرح کے سلسلہ بروج میں داخل ہوگا۔ قریباً ۲۱۶۰ سال کے بعد ایک دفعہ ایسا واقع ہوتا ہے۔ اور نظام شمسی پر اس کا بہت اثر پڑتا ہے۔ اس وقت سیارے ایک خاص طور کے اقتران میں ہوتے ہیں۔ جس کا زمین پر بھی بڑا اثر پڑتا ہے۔ ٹھیک حساب کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ جب پچھلی دفعہ ایسا واقعہ ہوا تھا تو وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پیدا ہونے کا وقت تھا۔ دراصل عیسوی سنہ ہمارے شمار سے ۱۶۰ سال بعد شروع ہوا تھا۔ یعنی جسکو ہم عیسوی سنہ ۱۶۰ دان سال قرار دیتے ہیں وہ دراصل ابتدائی سال ہے۔ اہل ہنود کے حساب کے مطابق (حضرت مسیح کی پیدائش سے پہلے) جب ایسا واقع ہوا تھا۔ تو اس وقت کرشن جی مہاراج نے جنم لیا تھا جوگی فقرا اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۰ء میں نوکس ایک نیا جنم دھارے گا۔ جو کہ زمین پر مظہر الٰہی ہوگا۔ اور خلق اللہ کے لئے وہی کچھ کرے گا جو یسوع مسیح نے اپنے وقت میں کیا تھا۔ اہل نجوم اس بات کے قائل ہیں کہ ۲۱۶۰ سال کے وقفہ کے بعد ہمیشہ زمین پر ایک ایسا آدمی پیدا ہوتا رہتا ہے۔ جو زمین پر مسیح یا نبی کا سا کام کرتا ہے وہ اہل دنیا کو پاک ترین زندگی کی طرف ترقی دیتا ہے اور وہ پاک علوم جو صدیوں صرف چند لوگوں کے سینوں تک محدود رہے تھے۔ اس کے ذریعہ سے تمام مخلوقات کو عطا کئے جاتے ہیں۔ (ہم لوگوں کو جو ایک روحانی ریفارمر یا زیادہ واضح الفاظ میں یوں کہو کہ **مسیح موعود** کی ضرورت کو مختلف پہلوؤں سے محسوس کرتے ہیں یہ خوشخبری سنانا چاہتے ہیں کہ آنے والا مسیح آ گیا جس کی دیکھنے کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔

(ایڈیٹر)

حضرت اقدس امام الزمان کا ایک تازہ الہام

یہ چار الہام جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ۱۳ر ستمبر ۱۸۹۹ء کو ہوئے نہایت خوشخط اور خوبصورت لکھوا کر حضرت اقدس نے ۱۶ ستمبر ۹۹ء کو مسجد بیت الذکر میں چسپاں کرائے ہیں کلام الٰہی کے الفاظ بجائے خود ایک عظیم الشان بشارت اور نشان کی خبر دیتے ہیں ہماری غرض اس اشاعت سے صرف یہی ہے کہ جس وقت یہ الہام پورا ہو مومنوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔

(ایڈیٹر)

الہام یعنی کلام الٰہی جو حضرت اقدس پر نازل ہوا یہ ہے

ایک عزت کا خطاب
ایک عزت کا خطاب
الک خطاب العزۃ
ایک بڑا نشان اسکے ساتھ ہوگا

[illegible]

سالانہ جلسہ ۱۸۹۹ء کی مفصل رپورٹ [illegible]
[illegible]
(۱) حضرت اقدس علیہ السلام کی [illegible]
(۲) حضرت مولانا نور الدین صاحب [illegible]
(۳) حضرت [illegible] عبدالکریم صاحب [illegible]
(۴) مولوی مبارک علی صاحب [illegible]
(۵) مولوی [illegible] الدین صاحب [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
مرہم عیسیٰ
خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریون
مین سے کسی علاج کی ضرورت پڑے تو اس
مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز نہ خریدو
یہ بے نظیر مرہم فورًا مقام مرض پر اثر کرتی ہے
آج تک ایسی کوئی مرہم عمدہ ایجاد نہین
ہوئی۔ ...
ضرور آزماؤ کیونکہ یہ
مرہم ایک بزرگ
نبی کی
یادگار ہے
کارخانہ
مرہم عیسیٰ
حکیم محمد حسین لاہور
بھاٹی دروازہ
معزز بھائیو! کوئی تعجب کرنے کی بات
نہین۔ مرہم عیسیٰ اس کو اس لئے کہتے ہین کہ صلیب
کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ
بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخمون پر لگانے کے لئے
الہام الٰہی کی بنا پر اُن کے حواریون نے اس کو طیار کیا تھا
خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ مین اُترا اُس مقدس بشر
کے زخمون کے چنگا کرنے مین معجزہ ثابت ہوا۔ ہر ایک زمانہ
کے نامی فاضل طبیبون نے اس کو آزمایا اور اس
کی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا حکماء
یورپ بھی اس کے اعجازی خواص کے قائل ہین ہم نے
بڑی محنت اور احتیاط سے اس کے اصل بیش قیمت اجزا
ممالک غیر سے منگائے ہین خالص یعنی صحیح آلائش سے
پاک مرہم صرف ہم ہی طیار کرتے ہین۔
ان مرضون کے لئے شفا ہے
ہر قسم کی طاعون۔ سرطان کے زخم۔ خنازیر
گلٹیان۔ چوٹون کے زخم۔ پھنسی۔ پھوڑے
گھاؤ۔ خارش۔ گنج۔ طرح طرح کی جلد کی بیماریان
ہر قسم کے ناسور۔ پرانے گندے زخم۔
زخمون کے کیڑے۔ تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد
ہاتھون کا سردی سے پھٹ جانا۔ جل جانا۔ کان
سے ریم کا بہنا۔ جانورون کا کاٹ لینا۔ عورات
کی خطرناک بیماریان سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی دان میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا اسبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جاتا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتا ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۸ر خاص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے -

المشتہر ہرجیسہ میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہی بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن گرمد کی ناخنہ یا ہر اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مضافات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے - اس لئے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے -

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم ساگنگی صاحب بہادر ایم - بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمرہ ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی مین اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پروسکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی -

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو سردار میا سنگھ تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضوں کو واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے -

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مبشر شاہ ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاے گا - جو کہ نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۸ء مین جمع کیا گیا ہے -

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان مین شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہو

قادیان دارالامان ۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء

مکتوب

حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی حضرت والاشان نواب صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا والا نامہ آنحضرت عین انتظار مین اس احقر عباد کو پہونچا خداوند کریم کے لطف واحسان کا کیا شکر ادا کیا جاوے جس نے اس ناچیز کی دعا کو قبول فرمایا الحمد للہ ثم الحمد للہ آن مخدوم کا منی آڈر بھی پہونچ گیا۔ جزاکم اللہ خیرا واحسن الیکم فے الدنیا والآخرۃ۔ آنمخدوم نے اپنے دلی اعتقاد سے بہت سی مدد فرمائی خدا تعالے آپ کو خوش وخرم رکھے اور آپ کی عمر اور عزت اور عاقبت مین برکت اور ترقی بخشے۔

حضرت خداوند کریم کی قبولیت کی ایک یہ نشانی ہے کہ بعض اوقات آپکی توجہات کی مجھکو وہ خبر دیتا رہا ہے اور پرسون کے دن بھی ایک عجیب بات ہوئی کہ ابھی آنمخدوم کا منی آڈر نہین پہنچا تھا اور نہ خط پہنچا تھا کہ ایک منی آڈر آپ کی طرف سے برنگ زرد مجھکو حالت کشفی مین دکھلایا گیا اور پھر آن مخدوم کے خط سے اس عاجز کو بذریعہ الہام اطلاع دی گئی اور آپ کے مافی الضمیر سے اور خط کے مضمون سے مطلع کیا گیا اس مین یہ پیرایہ الہامی عبارت بطور حکایت آنمخدوم کی طرف سے یہ بھی فقرہ تھا میرے خیال مین یہ آپ کی توجہ کا اثر ہے۔ چنانچہ یہ خط کا مضمون اور مافی الضمیر کا منشا رتین ہندوون اور بہت سے مسلمانون کو بھی بتلایا گیا اور ان بعد آنمخدوم کا منی آڈر اور خط بھی آگیا سو حضرت خداوند کریم کا پیش از وقوع آپ کے نام اور آپ کے منی آڈر اور آپ کے خط اور آپ کے مافی الضمیر سے مطلع فرمایا اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت ارحم الراحمین کی آپ پر رحمت شامل ہے فالحمد للہ علی ذلک۔

آنمخدوم کے لئے یہ عاجز دعا کرے گا اور آپ کا دلی اعتقاد اور ربط بھی بمقام دعا کا ہی ہو رہا ہے دلی محبت اور ربط کو دعا مین بہت کچھ دخل ہے اور جس سے دلی ربط اور توجہ ہو اگرچہ اس کے حق مین کسی وقت دعا نہ کرین تب بھی اثر ہو جاتا ہے۔ مجھکو یاد ہے اور شاید عرصہ تین ماہ یا کچھ کم وبیش ہوا ہے کہ اس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھکر مجھکو بھیجا کہ جو سینے امتحان تحصیلداری کا

دیا ہے اُس کی نسبت دعا کریں کہ پاس ہو جاوے اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا کہ ضرور دعا کریں مجھکو وہ خط پڑھ کر بجائے رحم کے غصہ آیا کہ اس شخص کو دنیا کے بارہ میں کس قدر ہم اور غم ہے چنانچہ اس عاجز نے وہ خط پڑھتے ہی بہ تمام نفرت وکراہت چاک کر دیا اور دل میں کہا کہ ایک دنیوی غرض اپنے مالک کے سامنے کیا پیش کروں اُس خط کو چاک کرتے ہی الہام ہوا کہ (پاس ہو جاویگا) اور وہ عجیب الہام بھی اکثر لوگوں کو بتلایا گیا چنانچہ وہ لڑکا پاس ہو گیا

فالحمدللہ۔

سو خداوند کریم کی عالیشان درگاہ میں نازک آداب ہیں جب کوئی عرض آداب کے مطابق صادر ہو جاتی ہے تو قبول ہو جاتی ہے اور ربط اور محبت اور اعتقاد کو ان معاملات میں بہت کچھ دخل ہے اور صاحب محبت اور ارادت کے بہت سے ایسے آفات اور مکروہات بباعث عین محبت دور کیے جاتے ہیں کہ ان کی اُسکو خبر بھی نہیں ہوتی۔ فقط

۱۱ مئی ۱۸۸۴ء مطابق ۱۴ رجب ۱۳۰۱ ہجری

والا

علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بعد ہذا آپ نے جو اس عنایت نامہ مرقومہ ۲۹ فروری ۱۸۸۴ء میں ایک سوال تحریر فرمایا تھا آج تک میں نے بباعث علالت طبع اُس کی طرف توجہ نہیں کی اور اب بھی بباعث ضعف دماغ دور دور طبیعت حاضر نہیں ہے

لیکن جو آن مخدوم کا وہ خط دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سوال صرف ایک نزاع لفظی ہے کیونکہ جس مرتبہ توحید کو آنمخدوم ابتدائی مرتبہ تصور فرماتے ہیں وہ مرتبہ اس عاجز کے نزدیک ان معنوں کرکے انتہائی مرتبہ توحید کا ہے کہ وہ سید اولیا کا منتہا اور آخری حد ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اگرچہ دریائے احدیت بے نہایت ہے لیکن جس کمال توحید کو انسان اپنے مجاہدہ سے اپنی کوشش سے اپنے تزکیہ نفس سے اپنے سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ یہیں تک ہے۔ پھر بعد اس کے محض تفضلات الٰہیہ اور مواہب لدنیہ ہیں جن تک کوششوں کو راہ نہیں ساری کوششیں اور محنتیں صرف اس حد تک ہیں کہ انسان اپنے اور تمام خلق کو ہیچ اور لاشے محض سمجھکر اور اپنی ہوا اور ارادہ سے باہر ہو کر بکلی خدا کے لیے ہو جاوے اور اپنی ناچیز ہستی لبشہود ہستی حقیقی حضرت باری تعالےٰ کے نابود اور معدوم دکھائی دے اور جیسا فی الواقع انسان محبت وجود حضرت قادر مطلق کے ہیچ اور ناچیز ہے ایسی ہی حالت پیدا ہو جائے گویا اب بھی وہ نیست ہے جیسا پہلے نیست تھا سو یہ مرتبہ عبودیت کی آخری حد ہے اور یہی اس توحید کا انتہائی مقام ہے کہ جو سعی اور کوشش اور سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہیے یہ سچ ہے کہ بعد اس کے مرتبہ سیر فی اللہ ہے لیکن اس مرتبہ کے حصول کے لیے کوششوں کو دخل نہیں بلکہ یہ محض بطریق فضل اور موہبت کے حاصل ہوتا ہے اور کوششیں صرف اسی مرتبہ فنا تک ختم ہو جاتی ہیں کہ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے مثلاً ایک شخص کئی منزلیں طے کرکے بادشاہ کے ملنے کے لیے آیا ہے اور جس قدر راہ میں موانع تھے سب سے خلاصی پاکر بادشاہ کے خیمہ تک پہنچ گیا ہے اب خیمہ میں داخل کرنا اور بارگاہ میں دخل دینا یہ خاص بادشاہ کا کام ہے کہ جو ایک خاص اجازت بادشاہ ہی پر موقوف ہے ناچیز بندہ کیا حقیقت رکھتا ہے کہ جو اپنی بشری طاقتوں کے ذریعہ سے اور اپنے اختیار سے خود بخود بلا اجازت بارگاہ میں داخل ہو جاوے۔

اور اب بباعث ضعف زیادہ لکھ نہیں سکتا۔

آپ نے جو کئی شعروں کے معنی دریافت فرمائے ہیں وہ کسی اور وقت اگر خدا نے چاہا تحریر کروں گا اور امرتسر سے واپس آگیا ہوں اور واپس اگر میر علی مراد صاحب کا خط ملا سو ان کی نسبت اور آنمخدوم کے لخت جگر کی نسبت دعا خیر کرکے حوالہ بخدا کرتا ہوں جب طبیعت روبصحت ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ بشرط یاد آنمخدوم کے سوال یعنی اشعار کے معنوں کی بابت لکھا جاویگا۔

۱۱ مارچ ۱۸۸۴ء مطابق ۱۳ جمادی الاول ۱۳۰۱ سنہ ہجری

اسلام

اور غیر مذاہب والوں میں محبت

واضح ہو کہ یہ تمام ناقص اور ادھوری انجیل کی نحوستیں ہیں کہ عیسائی لوگ حق اور حقیقت سے دور جا پڑے ورنہ اگر ایک گہری نگاہ سے دیکھا جاوے کہ محبت کیا چیز ہے اور کس کس محل پر اس کو استعمال کرنا چاہیئے اور بغض کیا چیز ہے اور کن کن مقامات میں برتنا چاہیئے تو فرقان کریم کا سچا فلسفہ نہ صرف سمجھ ہی میں آتا ہے بلکہ روح کو اُس سے معارف حقہ کی ایک کامل روشنی ملتی ہے۔

اب جاننا چاہیئے کہ محبت کوئی تصنع کا کام نہیں بلکہ انسانی قویٰ

مین سے یہ بھی ایک ثبوت ہی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ دل کا ایک چیز کو پسند کرکے اُس کی طرف کھینچ جانا اور جیساکہ ہر ایک چیز کے اصل خواص اُس کے کمال کے وقت بدیہی طور پر محسوس ہوتے ہین یہی محبت کا حال ہے کہ اس کے جوہر بھی اُس وقت کھلے کھلے ظاہر ہوتے ہین کہ جب اتم اور اکمل درجہ پر پہنچ جاوے اللہ تعالے فرماتا ہے **اُشْرِبُوا فِی قُلُوبِہِمُ الْعِجْلَ** یعنی اُنھون نے گوسالہ سے ایسی محبت کی کہ گویا اُن کو گوسالہ شربت کی طرح پلا دیا گیا درحقیقت جو شخص کسی سے کامل محبت کرتا ہے تو گویا اُسے پی لیتا ہے یا کھا لیتا ہے اور اُس کے اخلاق اور اُس کے چال چلن کے ساتھ رنگین ہو جاتا ہے اور جسقدر زیادہ محبت ہوتی ہے اُسی قدر انسان بالطبع اپنے محبوب کی صفات کی طرف کھینچا جاتا ہے یہان تک کہ اُسی کا روپ ہو جاتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہی یہی بھید ہے کہ جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ ظلی طور پر بقدر اپنی استعداد کے اُس نور کو حاصل کر لیتا ہے جو خدا تعالے کی ذات میں ہے پس جبکہ محبت کی حقیقت یہ ہے تو پھر کیونکر ایک سچی کتاب جو منجانب اللہ ہے اجازت دے سکتی ہے کہ تم شیطان سے وہ محبت کرو جو خدا سے کرنی چاہیے اور شیطان کے جانشینون سے وہ پیار کرو جو رحمان کے جانشینون سے کرنا چاہیے افسوس کہ پہلے تو انجیل کے باطل ہونے پر ہمارے پاس یہی ایک دلیل تھی کہ وہ ایک عاجز مشت خاک کو خدا بناتی ہے اب یہ دوسری دلایل بھی پیدا ہو گئین کہ اُس کی دوسری تعلیمین بھی گندی ہین کیا یہ پاک تعلیم ہو سکتی ہے کہ شیطان سے ایسی ہی محبت کرو جیساکہ خدا سے - اور اگر یہ عذر کیا جاوے کہ یسوع کے مُنہ سے سہواً یہ باتین نکل گئین کیونکہ وہ الٰہیات کے فلسفہ سے ناواقف تھا تو یہ عذر نکما اور فضول ہو گا کیونکہ اگر وہ ایسا ہی ناواقف تھا تو کیون اُس نے قوم کے مصلح ہونے کا دعوے کیا - کیا وہ بچہ تھا اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ محبت کی حقیقت بالالتزام اس بات کو چاہتی ہے کہ انسان سچے دل سے اپنے محبوب کے تمام شمایل اور اخلاق اور عبادات پسند کرے اور اُن مین فنا ہونے کے لیئے بدل وجان ساعی ہو تا اپنے محبوب مین ہو کر وہ زندگی پاوے جو محبوب کو حاصل ہے سچی محبت کرنے والا اپنے محبوب مین فنا ہو جاتا ہے اپنے محبوب کے گریبان سے ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تصویر اُس کی اپنے اندر کھینچتا ہے کہ گویا اُسے پی جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اُس مین ہو کر اور اُس کے رنگ مین رنگین ہو کر اور اُس کے ساتھ ہو کر لوگون پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ درحقیقت اُس کی محبت مین کھویا گیا ہے۔

محبت ایک عربی لفظ ہے اور معنی اس کے پُر ہو جانا ہے چنانچہ عرب مین یہ مثل مشہور ہے کہ **تحبّب الحمار** اور جب یہ کہنا منظور ہوتا ہے کہ گدھے کا پیٹ پانی سے بھر گیا تو کہتے ہین **شربت الابل حتّی تحبّبت** اور حب جو دانہ کو کہتے ہین وہ بھی اسی سے نکلا ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ وہ پہلے دانہ کی کیفیت سے بھر گیا اور اسی بنا پر احباب سونے کو بھی کہتے ہین کیونکہ جو دوسرے سے بھر جائے گا وہ اپنے وجود کو کھو دے گا گویا سو جائیگا اور اپنے وجود کی کچھ حس اس کو باقی نہین رہے گی پھر جب کہ محبت کی یہ حقیقت ہے تو ایسی انجیل جس کی یہ تعلیم ہے کہ شیطان سے بھی محبت کرو اور شیطانی گروہ سے بھی پیار کرو دوسرے لفظون مین اس کا ماحصل یہی نکلا کہ اُن کی بدکاری مین تم بھی شریک ہو جاؤ۔ خوب تعلیم ہے ایسی تعلیم کیونکر خدا تعالے کی طرف سے ہو سکتی ہے بلکہ وہ تو انسان کو شیطان بنانا چاہتی ہے خدا انجیل کی اس تعلیم سے ہر ایک کو بچاوے۔

اگر یہ سوال ہو کہ جس حالت مین شیطان اور شیطانی رنگ وروپ والون سے محبت کرنا حرام ہے تو کس قسم کا خلق اُن سے برتنا چاہیئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالے کا پاک کلام **قران** شریف یہ ہدایت کرتا ہے کہ اُن پر کمال درجہ کی شفقت چاہیئے جیساکہ ایک رحیم دل آدمی جذامیون اور اندھون اور لولون اور لنگڑون وغیرہ دُکھ والون پر شفقت کرتا ہے اور شفقت اور محبت مین یہ فرق ہے کہ محب اپنے محبوب کے تمام قول اور فعل کو بنظر استحسان دیکھتا اور رغبت رکھتا ہے کہ ایسے حالات اُس مین بھی پیدا ہو جائین مگر مشفق شخص مشفق علیہ کے حالات بنظر خوف وعبرت دیکھتا ہے اور اندیشہ کرتا ہے کہ شاید وہ شخص اس تباہ حال مین ہلاک نہ ہو جاوے اور حقیقی مشفق کی یہ علامت ہے کہ وہ شخص مشفق علیہ سے ہمیشہ نرمی سے پیش نہین آتا بلکہ اس کی نسبت محل اور موقع کے مناسب حال کارروائی کرتا ہی اور کبھی نرمی اور کبھی درشتی سے پیش آتا ہے بعض وقت اُس کو شربت پلاتا ہے اور بعض اوقات ایک صادق ڈاکٹر کی طرح اس کا ہاتھ یا پیر کاٹنے مین اُس کی زندگی دیکھتا ہے اور بعض اوقات اُس کے کسی عضو کو چیرتا ہے اور بعض اوقات مرہم لگاتا ہے - اگر تم ایک دن ایک بڑے شفا خانہ مین جہان صدہا بیمار اور ہر ایک قسم کے مریض آتے ہون بیٹھکر ایک حاذق تجربہ کار ڈاکٹر کی کارروائیون کو مشاہدہ کرو تو اُمید ہے کہ مشفق کے معنی تمھاری سمجھ مین آجائین گے سو تعلیم قرآنی ہمین یہی سبق دیتی ہے کہ نیکوں اور ابرار

مذیل

احیاء سے محبت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ یعنی اے کافرو یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پا جاؤ۔ پھر فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ یعنی کیا تو اس غم سے ہلاک ہو جائے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ مطلب یہ ہے کہ تیری شفقت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تو ان کے غم میں ہلاک ہونے کے قریب ہے اور پھر ایک مقام میں فرماتا ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ یعنی مومن وہی ہیں جو ایک دوسرے کو صبر اور مرحمت کی نصیحت کرتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ شدائد پر صبر کرو اور خدا کے بندوں پر شفقت کرو اس جگہ بھی مرحمت سے مراد شفقت ہے کیونکہ مرحمت کا لفظ زبان عرب میں شفقت کے معنوں پر مستعمل ہوتا ہے۔ قرآنی تعلیم کا اصل مطلب یہ ہے کہ محبت جس کی حقیقت محبوب کے رنگ رنگین ہو جانا ہے بجز خدا تعالیٰ اور صلحاء کے اور کسی سے جائز نہیں بلکہ سخت حرام ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ اور فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ اور پھر دوسرے مقام میں فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ یعنی یہود اور نصاریٰ سے محبت مت کرو اور ہر ایک شخص جو صالح نہیں اس سے محبت مت کرو۔ ان آیتوں کو پڑھ کر نادان عیسائی دھوکا کھاتے ہیں کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ عیسائی وغیرہ بے دین فرقوں سے محبت نہ کریں۔ لیکن نہیں سوچتے کہ ہر ایک لفظ اپنے محل پر استعمال ہوتا ہے جس چیز کا نام محبت ہے وہ فاسقوں اور کافروں کی

اُسی صورت میں بجا لانا متصور ہے کہ جب ان کے کفر اور فسق سے کچھ حصہ لے لے وہ نہایت سخت جاہل وہ شخص ہو گا جس نے یہ تعلیم دی کہ اپنے دین کے دشمنوں سے پیار کرو ہم بار ہا لکھ چکے ہیں کہ پیار اور محبت اسی کا نام ہے کہ اُس شخص کے قول اور فعل اور عادت اور خلق اور مذہب کو رضا کے رنگ میں دیکھیں اور اُس پر خوش ہوں اور اُس کا اثر اپنے دل پر ڈال لیں اور ایسا ہونا مومن سے کافر کی نسبت ہرگز ممکن نہیں۔ ہاں مومن کافر پر شفقت کرے گا اور تمام دقائق ہمدردی بجا لائے گا اور اُس کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا غمگسار ہو گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب ملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو بھوکوں کو کھلاؤ غلاموں کو آزاد کرو قرضداروں کے قرض ادا کرو اور زیر باروں کے بار اٹھاؤ اور بنی نوع سے ہمدردی کا حق ادا کرو اور فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ یعنی خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ کہ احسان کرو جیسے بچہ سے اُس کی والدہ یا کوئی اور شخص محض قرابت کے جوش سے کسی کی ہمدردی کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ یعنی نصاریٰ وغیرہ سے جو خدا نے محبت کرنے سے ممانعت فرمائی تو اس سے یہ نہ سمجھو کہ وہ نیکی اور احسان اور ہمدردی کرنے سے تمہیں منع کرتا ہے نہیں بلکہ جن لوگوں نے تمہارے سے قتل کرنے کے لئے لڑائیاں نہیں کیں

اور تمہیں تمہارے وطنوں سے نہیں نکالا وہ اگرچہ عیسائی ہوں یا یہودی ہوں بے شک اُن پر احسان کرو اُن سے ہمدردی کرو انصاف کرو کہ خدا ایسے لوگوں سے پیار کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ یعنی خدا نے جو تمہیں ہمدردی اور دوستی سے منع کیا ہے تو صرف اُن لوگوں کی نسبت جنہوں نے دینی لڑائیاں تم سے کیں اور تمہیں تمہارے وطنوں سے نکالا اور بس نہ کیا جب تک باہم مل کر تمہیں نکال نہ دیا سو اُن کی دوستی حرام ہے کیونکہ یہ دین کو مٹانا چاہتے ہیں اس جگہ یاد رکھنے کے لائق ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تولّی ✥ عربی زبان میں دوستی کو کہتے ہیں جس کا دوسرا نام مودت ہے اور اصل حقیقت دوستی اور مودت کی خیر خواہی اور ہمدردی ہے سو مومن نصاریٰ اور یہود سے اور ہنود سے دوستی اور ہمدردی اور خیر خواہی کر سکتا ہے احسان کر سکتا ہے مگر ان سے محبت نہیں کر سکتا۔ یہ ایک باریک فرق ہے اس کو خوب یاد رکھو۔

(حضرت اقدس امام الزمان)

مسئلہ تصویر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فوٹو کی متعلق بعض دوستوں نے کئی قسم کے سوال کئے ہیں اور اس مسئلہ کی تحقیقات [illegible] ہمارے محسن [illegible] مولانا مولوی عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی نے جس طرز اور اسلوب پر اس مسئلہ کو

✥ نوٹ تولّی کی تا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تولّی میں ایک تکلف ہے جو مغائرت پر دلالت کرتا ہے مگر محبت میں ایک ذرہ مغائرت باقی نہیں رہتی [illegible]

اپنی چٹھی نمبر ۵ مطبوعہ الحکم مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء مین حل کیا ہے ہمارے خیال مین اس سے بہتر ممکن نہین ہے۔ مولانا صاحب کا طرز ایک بصیرۃ اور ایمانی قوت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اگر ہمارا ایمان اس قسم کا نہین تو بے شک ٹھوکر اور خطرہ کا اندیشہ ہے کیونکہ اُس حکم عدل کا ایک فعل ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ٹھیرایا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا گو اس کے بعد کسی اور مضمون کی اس مسئلہ پر ضرورت نہ تھی تاہم ہم ذیل مین ایک اور مضمون درج کرتے ہین جو ہمارے محترم بھائی منشی عبد العزیز دہلوی نے کرزن گزٹ مین چھپوایا ہے۔ (ایڈیٹر)

یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ کتب سابقہ کی تعلیم مختص الزمان اور مختص المکان تھی اور اس بات کا حق صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ اس کے تمام عالمگیر اصول کل دنیا کے واسطے اور ہر زمانہ کے لئے قواعد فطرت انسانی کے موافق نہایت موزون اور مناسب ثابت ہوئے ہین اور کوئی ایک اسلامی مسئلہ بھی ایسا نہین مل سکتا ہے جو گوش خوش کن ابلہ فریب ڈھکوسلون کی طرح محض خیالی ہون اور ان پر عملدرآمد کرنے کی کبھی کسی نے کوشش نہ کی ہو اگر کتب سابقہ کی تعلیم پر کسی کو پورا پورا عمل درآمد ہو تو سبت کے دن ریل محکمہ ڈاک خانہ اور تار برقی اور بعض دیگر کارخانجات کا کام بند کر دینے سے تمام کارخانہ درہم برہم ہو جاتا ہے لیکن الحمد للہ کہ ہمارے پیارے مذہب اسلام مین کوئی ایک بھی ایسا مسئلہ نہین ہے جس کی وقعت ایک تصور یا خیال کے برابر ہو۔ اور جس پر عمل درآمد ہونے سے تمام کارخانہ عالم درہم برہم ہو جاتا ہو۔ وہ لوگ جنھون نے اپنے ہر ایک خلاف فطرت خیالات کے اثبات

اور تصدیق کا ٹھیکہ لے رکھا ہے خواہ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی ان خیالات کی پابندی نہ کی ہو وہ میرے مخاطب نہین ہین البتہ محققانہ طبیعتون کے واجب التعظیم خیالات کی ہماری نگاہ مین وقعت ہے اس لئے ہم جواز و حرمت تصویر کی بابت مختصر الفاظ مین اپنے خیالات ظاہر کرتے ہین تصویر کی حرمت کی بابت پہلے بھی بہت کچھ بحثین ہو چکی ہین لیکن افسوس ہے کہ ان پر مجموعی نگاہ ڈالنے سے جواز یا عدم جواز کی بابت کوئی قطعی رائے قائم نہین ہو سکتی ہے اس لئے ہم فی الحال چند مختصر نوٹ کرزن گزٹ کے ناظرین کی واسطے پیش کرتے ہین اور آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ تمام حدیثون اور اقوال کو یکجا جمع کر کے اس مسئلہ پر مفصل بحث کرین گے۔

حرمت تصویر کی بابت کلام الٰہی مین تو کہین بھی ذکر نہین ہوا ہے اب رہین احادیث سو اکثر احادیث پر عمیق نگاہ ڈالنے سے یہ ضرور پتہ لگتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کپڑون کو جن پر تصویرین ہوتی تھین بعض صحابی کے گھر مین دیکھنے سے ناراضگی ظاہر فرمائی ہے لیکن یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا ہے کہ آپ نے کبھی اُن کپڑون کو بالکل ضائع کر دینے کے واسطے ارشاد فرمایا ہو بلکہ اُن کپڑون کو پھاڑ کر تکیہ وغیرہ بنانے کا حکم دینے سے تو اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ تصویر کا گھر مین رکھنا قطعی حرام تو نہین ہے کیونکہ اگر قطعی حرام ہوتا تو ضرور اُن کپڑون یا جن پر تصویرین ہوتی تھین قطعاً ضائع کر دیا جاتا ان کے علاوہ بعض احادیث ایسی بیان کی جاتی ہین کہ جس کے گھر مین تصویر ہوتی ہے وہان رحمت کے فرشتہ کا دخل نہین ہوتا ہے۔ اگر اس قسم کی احادیث واقعی صحیح ہین تو بھی اُن سے تصویر کی حرمت ثابت نہین ہو سکتی ہے کیونکہ اول تو اس بات کی تحقیق کرنی چاہیئے کہ مخبر صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد تصویر سے کیا تھی ہم کہتے ہین کہ ضرور

اس موقعہ پر تصویر سے مراد بُت تھے ورنہ جب آپ جانتے تھے کہ محض تصویرون کے گھر مین رہنے سے رحمت کے فرشتہ کا گذر ہونا بند ہو جاتا ہے تو آپ تصویرون دار کپڑون کے تکیہ اور فرش بنانے کی بابت ہرگز ارشاد نہ فرماتے بلکہ اُنکو جلا کر ضائع کر دینے کا حکم فرماتے۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہین کہ جو لوگ تصویرون کے گھر مین رکھنے سے رحمت کے فرشتہ کی آمدورفت بند ہو جانے کا عقیدہ رکھتے ہین آیا انھون نے کبھی اپنے خیالات کے موافق کاربند ہونے کی کوشش کی یا نہین۔ سو ہم دعوے سے کہتے ہین کہ نہین اور ہرگز نہین ان کی مثال بعینہٖ ایسی ہے کہ مچھر کو چھانتے اور اونٹ کو نگل جاتے ہین۔ یہ سخت حماقت بلکہ بے شرمی کی بات ہے کہ اپنی خود غرضی اور تن آسائی کے واسطے سرکاری سکہ کو جس پر تصویر موجود ہے کئی کئی قفلون مین بند کر کے رکھا جاوے بلکہ کمینطور پر بھی اگر یہ تصویرین ہاتھ آ سکتی ہون تو ان کے حاصل کرنے سے دریغ نہ کیا جاوے اور ان کی وقعت دل مین اس درجہ قائم کر لی جاوے کہ خدا پر بھروسا کرنے کی بہ نسبت اسپر حد درجہ جان فدا کی جاوے لیکن معمولی تصویرون کی بابت ایسی شد و مد سے بحث کی جاوے ہماری رائے مین ان سکون سے بڑھ کر اور کونسی تصویرین ہو سکتی ہین جن کی وجہ سے انسان خدا اور رسول کریم کی طرف سے ازحد غافل ہو جاتا ہے بلکہ اور تصویرون کی تو اس زمانہ مین جس قدر بے قدری ہوئی ہے شاید ہی کسی زمانہ مین ایسی ہوئی ہوگی۔ البتہ ان تانبے چاندی اور سونے کی تصویرون نے جس قدر دنیا کو قبلۂ حاجات کی طرف سے دور اور مہجور کرنے مین کامیابی حاصل کی ہے اگر اس پر ان تصویرون والے خیالی احکام کو چسپان کرنے کی کوشش کی جاوے تو شاید بیجا نہ ہوگا لیکن ہم کو کوئی شخص ایسا نہین دکھائی

دیتا ہے جس نے ایک لمحہ کے لئے
بھی اس پر عمل درآمد کرنے کی کوشش
کی ہو کیا کوئی خیال کرسکتا ہے کہ ایسے
ناقابل عمل احکام اسلام کی تعلیم میں موجود
ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص تصویر کے
گھر میں نہ رکھنے کی بابت اس درجہ کا پابند
ہو کہ وہ شیشہ بھی دیکھنا چھوڑ دے
کیونکہ اس میں خود اپنی ہی تصویر کھنچی
کھنچائی سامنے موجود ہو جاتی ہے
بلکہ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ خواہ کوئی
اس مسئلہ پر اس درجہ پر کاربند ہو جاوے
کہ ہر وقت اپنی آنکھیں بند رکھنے لگے
کیونکہ یہ ثابت شدہ بات ہے کہ دونوں
آنکھوں میں جو کچھ سامنے موجود ہوتا ہے
اس کا عکس پڑنے سے ہر وقت آنکھوں
میں وہ تصویریں کھنچی ہوئی ہیں لیکن کوئی
ذی شعور باور نہیں کر سکتا ہے کہ ان سے
احکام اسلام کچھ بھی تعلق رکھتے ہوں
یہ سخت غلطی ہے کہ کسی مسئلہ میں اپنے
خیالات کی پابندی سے حد درجہ تجاوز کیا
جاوے۔ جہاں تک ہم خیال کرتے
ہیں ہم کو تصویر کی حرمت کی بابت
کوئی قطعی حکم نہیں ملتا ہے [illegible]
اس بات کے حکم پر عمل درآمد کیا ہونا
امر محال ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے
ہیں اور ایسے ناقابل عمل احکامات
سے اسلام کو کچھ تعلق نہیں ہے
([illegible])

غض بصر

مندرجہ بالا مضمون پر ہمارے محسن
مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب
سیالکوٹی نے ایک مختصر سا خطبہ یکم
ستمبر ۱۸۹۹ء کو پڑھا تھا۔ ہم
اس مضمون کو اپنے الفاظ میں
بیان کرنا چاہتے ہیں۔

قرآن کریم کا یہ عام
اصول ہے کہ وہ مبادی گناہ تک سے
روکتا ہے جو تقوی اللہ کی باریک سے
باریک راہ ہے۔ آنکھ کا بے محل اٹھنا
بہت سی خرابیوں کا موجب ہو کر
اس لئے قرآن کریم نے غض بصر یعنی
نیچی نگاہ رکھنے کی تعلیم دی چنانچہ فرمایا
قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم
ویحفظوا فروجهم ذلك ازكى
لهم ان الله خبير بما يصنعون
یعنی مومنوں سے کہدو کہ اپنی نگاہیں
نیچی رکھا کریں۔ اور شرم گاہوں کی
حفاظت کریں یہ نہایت پسندیدہ
بات ہے بے شک اللہ ان تمام
باتوں سے آگاہ ہے جو وہ کرتے ہیں
اس آیت کو اللہ تعالیٰ
نے باہمی معاملات اور اصول تمدن
پر تعلیم دیتے ہوئے سورہ نور
میں فرمایا ہے۔ جس سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس حکم کے نیچے ایک
عظیم الشان نور موجود ہے اور
عدم تعمیل سے ایک خوفناک
اندھیرا قلب پر چھا جاتا ہے جو آخر
دل دماغ سب کو تباہ کر کے انسان
کو تاریکی کا فرزند بنا دیتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے
کہ قرآن کریم باریک سے باریک
مبادی گناہ سے بچنے کی ہدایت
فرماتا ہے اس مقام پر بھی قرآن
کریم کی پہلی آیتوں پر غور کرنے سے
پتہ لگتا ہے کہ اول ان موٹی موٹی
باتوں کی ہدایت کی ہے جو انسان
کو شرمناک گناہ حرامکاری سے
روکتی ہیں اور پھر سلسلہ وار ذکر
کرتے کرتے غض البصر کی ہدایت
فرمائی ہے۔

بہت سے گناہ ایسے ہیں
کہ ان سے بچنے میں کسی نہ کسی قسم کی
ریا کو دخل ہوتا ہے یا کم از کم ہو سکتا
ہے مثلاً اگر شراب پینے سے بچتا ہے
تو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ لوگ شرابی
سمجھکر نکو نہ بنائیں یا جھوٹ سے احتراز
کرتا ہے تو بے اعتبار نہ بننے کے
خیال سے مگر غض بصر کا ایک حکم ایک
ایسا حکم ہے کہ اس پر چلنے والا اور
اس کی پابندی کرنے والا بالکل [illegible]
اور خدا تعالیٰ ہی کے لئے اس کی
تعمیل کرنے والا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ
آنکھ کی چوری ایک ایسی چوری ہے
کہ انسان نامحرم کو دیکھ بھی سکتا ہے
اور کوئی آگاہ بھی نہیں ہو سکتا وہ بڑا
فسق یعنی زنا اگر اس کی تاریخ پر غور
کرو۔ اور ان ہزاروں لاکھوں آباد
شہروں پر نظر کرو جو اس زنا کی وجہ
سے تباہ ہو کر کھنڈرات بن گئے۔
ہاں جس بدکاری کی وجہ سے زمین
کانپتی اور کوشش کرتی ہے کہ زانی
کو نگل جاوے۔ جس نے ہزارہا قوموں
کے نام نشان مٹا دیے اس کی علت موجبہ
آنکھ ہی کی چوری ہے۔ پہلے آنکھ کسی
نامحرم کو تاڑتی ہے پھر زبان اس کے
متعلق حالات دریافت کرتی ہے اور
کان سنتے ہیں۔ پھر یہاں تک کہ زنا تک
نوبت پہنچ جاتی ہے۔ پس دیکھو قرآن
کریم نے اس اصل مرض سے بچنے کے
لئے اول ہدایت کی کہ تم اپنی نگاہیں
نیچی رکھو۔ چونکہ یہ حکم قل للمؤمنین
سے شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ ایمان
کے لئے غض بصر ایک لازمی شے ہے
اگر ہم غض بصر کی پرواہ نہیں کرتے
اور آنکھ کو ہر محرم و نامحرم جگہ پر کھلا
اور آزاد چھوڑتے ہیں تو یاد رکھو
کہ یہی نہیں کہ ہم ایک بربادی اور
تباہی کے لئے سامان بنا رہے ہیں
بلکہ ایمان کو ہاتھ سے دے رہے
ہیں اسی لئے ہمارے ہادی کامل
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ مومن جب زنا کرتا ہے تو ایمان
اس سے نکل جاتا ہے۔

بے شک یہ امر واقعی ہے کیونکہ
ارتکاب زنا تک تو بہت سی بے
ایمانیوں کا ارتکاب کر چکا۔ ایک بدی
دوسری بدی کا نتیجہ اور تیسری کی علت
ہوتی ہے۔ یوں یہ یوں ہی ترقی ہوتی ہے
اور ایمان زائل ہوتا چلا جاتا ہے
یہاں تک کہ ایمان سلب ہو جاتا ہے
(اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے آمین)

اس امر کو اور بھی واضح کرنے کے لئے فرمایا **ویحفظوا فروجھم** اور اپنے شرم گاہوں کو محفوظ رکھیں۔ ترتیب قرآن کریم پر غور کرو۔ اوّل غض بصر کا حکم دیا۔ پھر حفاظت فروج کی ہدایت فرمائی۔

چونکہ انسان کے وہ تمام سوراخ جو حواس کے نام سے موسوم ہوکر ہیں۔ مثلاً کان۔ ناک۔ دہن۔ وغیرہ ان سب کا عمل نظر کے بعد شروع ہوتا ہے اس لئے اس ہدایت کو غض بصر کے بعد میں رکھا۔ اس کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ غض بصر اگر کریں گے تو حفاظت فروج کی توفیق ضرور ملے گی۔

اور ایک اور نصیحت اور پاک ہدایت بھی **یحفظوا فروجھم** میں مرکوز ہے کہ غض بصر تو کرو۔ اس سے کہیں سمجھ لو کہ منہ سے ناپاک باتیں کریں یا کانوں سے گندی اور ناپاک باتیں سنیں اس میں کوئی گناہ نہیں۔ نہیں نہیں ایسا بھی مت کرو۔ بلکہ ہمارے اپنے خیال میں ناپاک اور مخرب اخلاق فسانوں اور ناولوں کا پڑھنا بھی اس حکم کے رو سے صحیح نہیں ہے۔

تو غرض یہ ہے کہ زنا اور بدکاری کے تمام مبادی سے اللہ کریم نے انسان کو بچنے کی ہدایت فرمائی ہے اور پھر اس کا نتیجہ بھی بتلایا کہ **ذالک ازکی لھم** یہ تمہارے لئے بہت ہی پسندیدہ بات ہے۔ تزکیہ قلب اور تصفیہ روح کے لئے یہ بہترین نسخہ ہے خدا قدوس اور پاک خدا ہے وہ پاکیزگی چاہتا ہے اور پاکیزگی کے لئے یہ راہ ہے۔

اس وقت ہم ضرورت نہیں سمجھتے کہ زنا کی برائیوں پر کوئی مضمون لکھیں کیونکہ یہ ایک مسلم برائی ہے خود زانی اور حرامکار اس کو برا سمجھتے ہیں۔ اس کے نتایج ایسے بدیہی ہیں کہ ان پر بھی کسی بحث کی ضرورت نہیں نہ جسمانی صحت درست رہ سکتی ہے نہ روحانی حالت ٹھیک ہو سکتی ہے آتشک اور جذام کا مرض ہوکر دنیا سے دور اور دنیا کا ملعون۔ اور حدود اللہ کے توڑنے کی وجہ سے خدا سے دور اور ملعون ہو جاتا ہے۔ پس اس سے بچنے کے لئے شفا بخش نسخہ اگر کوئی ہے تو یہی غض بصر ہے۔

پھر غض بصر کو شاید کوئی مشکل امر اور ناممکن بات خیال کرے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کا علاج بتلایا کہ غض بصر کیونکر ہو سکتی ہے یاد رکھو **ان اللہ خبیر بما یصنعون**۔ اللہ تعالیٰ ان تمہاری کرتوتوں سے واقف ہے جو وہ کرتے ہیں۔ یعنی جو کچھ اپنی زبان سے کہتے اور کانوں سے سنتے دل و دماغ سے سوچتے اور اعضاء سے کام لیتے ہیں۔ خدا ان سے بیخبر نہیں۔

یہ ایک ایسا گر ہے کہ اگر انسان اس کو ہر وقت پیش نظر رکھے تو یقیناً یقیناً وہ نیکی اور پاکیزگی کی راہوں پر قدم مارنے کی توفیق پائے گا جب انسان کوئی کام کرے تو تو وہ سوچے کہ کیا اللہ تعالیٰ کی نظر سے یہ پوشیدہ اور مخفی ہے؟ اور جب مخفی نہیں تو پھر اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ سوچے کہ کیا اس میں اس کی رضا اور اجازت ہے یا نہیں؟ اگر اجازت نہیں تو اس سے احتراز کرے اور اگر اس کی رضا کا ذریعہ ہو تو الی القدر کرے۔

الغرض خدا تعالیٰ نے مومنین کو غض بصر کی ہدایت کی ہے جو ان کے لئے پاک اور بہترین نتایج کی مثمر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے پڑھنے والوں کو اس پاک ہدایت کی توفیق دے۔ آمین

کچھ اپنی نسبت

یہ امر ہمارے ناظرین سے مخفی نہیں کہ جون ۱۸۹۹ء سے جب سے کہ اخبار کی ظاہری حالت میں ایک نمایاں تبدیلی ترقی کی صورت میں کی ہے سابق اور حال کے اخراجات میں دو اور تین کی نسبت ہوگئی ہے ہم کو خیال تھا کہ ہمارے ناظرین بجائے خود اس امر پر توجہ کریں گے لیکن ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجز چند ایک دوستوں کے کسی نے اس ضرورت کو محسوس نہیں کیا چنانچہ انہوں نے اخراجات کی بیشی پر لحاظ کرکے نہایت خوشی سے لکھا کہ اگر اخبار کی قیمت میں کچھ بیشی کردی جائے تو مناسب ہے اور وہ دینے کو طیار ہیں۔ مگر ہم نے عام ناظرین کی حالت کا اندازہ کرنے کے لئے اس امر پر کوئی توجہ نہیں دلائی۔ اور پہلے یہ چاہا کہ ہم خود اس طرز پر اخبار کو چلا کر تو دیکھیں۔ سو الحمد للہ کہ چار مہینے سے الحکم نئی طرز پر شائع ہو رہا ہے اور خدا کے فضل سے دوسرا نمبر پہلے نمبر سے بہتر ہی ہوتا ہے۔

ہاں

بعض مشکلات اور دقتیں جو اس راہ میں ہیں اور خصوصاً ہماری راہ میں وہ بعض اوقات ہمارے شوقین ناظرین کو منتظر کر دیتی ہیں بے شک انکا حد سے بڑھا ہوا شوق انکو اس حالت تک پہنچا دیتا ہے لیکن اگر ہماری مشکلات کا جو یہاں ہو سکتی ہیں اندازہ بھی وہ کرلیں تو ممکن ہے کہ حد سے بڑھے ہوئے اضطراب تک وہ نہ پہونچیں۔ بہرحال یہ سب کو ماننا پڑے گا کہ اخبار کی حالت پہلے کی نسبت اچھی اور عمدہ ہے۔

مگر

اس کے قیام اور استقلال کے لئے ناظرین

کی توجہ کی ضرورت بدستور ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہمارے اس اپیل پر جو مارچ ۱۸۹۹ء میں شائع کی گئی تھی بہت کچھ توجہ ہو گی مگر بجز دو تین خطوں کے کسی نے اظہار ہمدردی بھی تو نہ کیا۔ البتہ آفرین ہے واسطے ہمارے دو تین احباب اس سے مستثنیٰ ہیں جنہوں نے مالی امداد دیکر ایک بوجھ سے سبکدوشی فرمائی۔ امید کی گئی تھی کہ اگر اور کچھ نہیں تو کم از کم ہمارا زر واجب ہی دیکر ہماری مدد کی جاوے گی لیکن اکثر دوستوں کی طرف سے ایسا سلوک ہوا ہے جو الٹے نقصان کا موجب ہوا ہے۔ بعض نے وی پی منگوا کر واپس کئے۔ بعض نے جنکو اطلاع دیکر وی پی بھیجا تھا۔ باوجودیکہ اول کوئی جواب نہیں دیا پھر رکیک عذر کر کے واپس کر دیا۔ بعض نے یہ کمال دکھایا کہ اخبار لیتے رہے جب قیمت طلب کی تو ہتک تدارد گمنام ہو گئے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس قسم کے آدمی ہمارے احباب میں سے نہیں ہونگے۔ ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ ان کے نام نامی کا اظہار کیا جاوے۔ بہر حال اس وقت تک ایک بہت بڑا حصہ بیباق نہیں ہوا۔ اور ابھی کوئی تین سو سے اوپر اخیر ۱۸۹۹ء تک خریداران موجودہ کے ذمہ ہے۔ اگر یہ روپیہ جلد وصول ہو جاوے تو اس میں سے اخراجات نکال کر پہلی زیر باریوں سے کسی قدر مخلصی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہمنے تجویز کی ہے کہ آئندہ تا وقتیکہ یہ لوگ بیباق نہ ہو لیں۔ ہر ایک کے نام اس کے بقایا حساب کے لئے جب چاہیں وی پی بھیجکر قیمت وصول کریں۔ اور اگر کسی کو کوئی عذر ہو تو وہ ہم کو اطلاع دے ورنہ پھر اس کا حق نہ ہو گا کہ ہم کو سخت کا نقصان پہنچاوے۔ ۱۸۹۸ء تک کا حساب بیباق ہو جانا ضروری ہے۔ اس کے بعد آئندہ کے لئے جو مناسب ہو گا وہ ناظرین کے مشورہ سے ہو گا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست و ناظرین پوری توجہ فرمائیں گے۔

ہمارے مخالف نئے بھیس میں

شعر

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

لاہور سے خادم ہند نام ایک پندرہ روزہ چورقہ شائع ہوا ہے جس کی پاک اور ضروری خدمت شاید یہ قرار پائی ہے کہ وہ حق پرست راستباز بنی نوع انسان کی ذات پر ناپاک اور ناقابل شرم حملے کرے۔ اس کا ایک نمبر ہمارے پاس بھی پہنچا ہے جس میں حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود ادام اللہ برکاتہم پر ملا جعفر زٹلی نے ایک خواب کے پیرایہ میں حسب معمول نہایت کمینے حملے کئے ہیں ہم کو جعفر زٹلی کے مخاطب کرنے کی تو کچھ ضرورت نہیں ہے ہاں ملک کی حالت پر رحم آتا ہے کہ اگر اس کا مذاقی اور اخلاقی اور روحانی حالت بگڑی ہوئی نہیں تو کیوں ایسے رسالے یا اخبار اشاعت پاتے ہیں۔ بہر حال جبکہ مسٹر ڈوئی آج کل لاہور میں کمشنر ہیں (جبکے زمانہ ڈپٹی کمشنری گورداسپور میں وہ مشہور مقدمہ ہوا تھا جس میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بطور فریق ثانی تھے اور جس میں انہوں نے آئندہ کے لئے فریقین کو اپنے اور اپنے دوستوں کی سخت تحریروں کے شائع کرنے سے ہدایت کی تھی) تو کم از کم یہ اخبار ان کی نظر سے گذرنا چاہیئے۔ اور گورنمنٹ کو یہ امر مد نظر رکھنا چاہیئے کہ کس فریق نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے اور یہ دوسرا موقعہ ہے ہم ایسی تحریروں کو پسند نہیں کرتے اور حضور صاحب کہ ہمارے حضرت نے ان لوگوں کو مخاطب کرنے سے بھی عام اشتہار کے ذریعہ منع فرمایا ہے پس ہمارے مخالفوں کو کم از کم متانت اور تہذیب کا شیوہ اختیار کرنا چاہیئے اور گورنمنٹ کو ایسے لوگوں کا خیال رکھنا چاہیئے جو ایسی تحریروں سے ایک جماعت کی دل آزاری کرتے ہیں۔

فہرست آمد چندہ مکان

چودھری حاکم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ۵
مفتی محمد صادق صاحب معرفت مولوی نور الدین صاحب عہ
حکیم فضل الدین صاحب معرفت ایضاً ...... عا
محمد صدیق صاحب اسٹیشن ماسٹر سیکھواں ...... لعہ
امام الدین صاحب ایضاً لعہ
خیر الدین صاحب ایضاً عہ
منشی عبد العزیز صاحب پٹواری ایضاً عہ
محمد یامین صاحب از ورتہ عہ

قابل توجہ و تعمیل

تمام برادران جماعت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں التماس ہے کہ چونکہ میں حضرت اقدس کی تصدیق میں ایک کتاب لکھ رہا ہوں اور اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ لوگوں کے خوابوں اور الہاموں اور کشوف کو بھی درج کتاب کیا جاوے جنکی رو سے حضرت اقدس کو راستباز اور مہدی اور مسیح موعود سمجھنے لگے ہیں۔ لہذا آپ قسم کھا کر سچ سچ لکھ کر میرے پاس قادیان میں بھیج دیں تاکہ ان کو بطور شہادت درج کیا جاوے۔

خاکسار مرزا خدا بخش

معزز بھائیو!
کوئی تعجب کی بات نہین مرہم عیسیٰ اسکو اس لئے کہتے ہین کہ صلیب پر کھینچ جانے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بچ گئے تو ان کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر حواریون نے اس کو طیار کیا تھا۔ اسی لئے اس کو مرہم حواریین بھی کہتے ہین ◆
خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ مین اُترا اُس مقدس بشر (مسیح) کے زخمون کے چنگا کرنے مین معجزہ ثابت ہوا۔ ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبون نے اسکو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا۔ حکماء یورپ بھی اس کے اعجازی خواص کے قائل ہین۔
ہم نے بکمال محنت و احتیاط سے اسکے بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے منگائے ہین خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک مرہم خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی طیار کرتے ہین۔
کارخانہ مرہم عیسیٰ
حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون ـ نامور ڈاکٹرون ـ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت "تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی ـ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے ملنے کا ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ہے خالص ممیرا فی ماشہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور ہو ین نقلی جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر ـ پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب احاطہ

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ یا پردہ اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا کرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے مین بلاشک و شبہ بشارت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے ـ راقم ڈاکٹر ـ ڈی ـ ایم ـ بی ـ ایم سانگل صاحب بہادر ایم ـ بی ـ ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ـ

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکونمین جوڑو جوڑ دانے نکلے ہوئے تھے اور پردہ ال پڑے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی تھی ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا ـ اس کی بینائی مین فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا ـ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی ـ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے طیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین حاصکر ان مریضون کے لئے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے ـ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید نبی شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ـ

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۵ء مین جمع کیا گیا ہے۔

(کاتبہ) مطبع انوار احمدیہ مین ... پرنٹر کے اہتمام سے چھپکر بفضلہ تعالیٰ شائع ہوا (جمالی)

قادیان دار الامان ۲ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۸۹۹ء

منشی عبدالحق صاحب لاہوری کے اعتراضات

اور حضرت مولنا مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

ساصرف عن ایتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق۔

مین مدتون اس مین حیران رہا یون سمجھئے کہ میرے دل کی ایسی بناوٹ ہی نہ تھی کہ مین جلد اس راز کو پا جاتا اور حیرانی کی زیادہ زحمت نہ اٹھاتا کہ ایک کھلی صداقت کا کیونکر انکار کیا جاتا ہے اور ایک دیکھے ہوئے پرکھے ہوئے راستباز سے الجھنے کیا معنے۔ بار بار ہ کر مینے اس آیت کو سوچا ہے وقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون ہ مجھے اس سے بڑھکر قوم پر حجت پوری کرنے والی بات نظر نہین آتی۔ یہ حجت سیدھی تیر کی طرح کلیجون کے اندر لگتی اور انسانی کانشنس کے آگے درد انگیز اپیل ہے۔ اسی لئے اس کے مقطع مین افلا تعقلون لایا گیا ہے حقیقت مین ایک شخص چالیس سال تک اٹھتی ہوئی جوانی کے جوشون اور پرزور جذبات کے ہیجان کے وقت ایک ایسی سوسائٹی مین رہ کر جس مین بے قیدی کی کوئی حد و پایان نہ ہو مسلم امین۔ امون اور متقی ہو۔ حیرت انگیز امر ہے۔ یہ تو صحیح نہ ہوگا کہ گرد و پیش کے نظارون کو اس کا محرک و موثر کہا جائے کہ اس کی پاک تہذیب اور تصفیہ باطنی اور ممتاز سیرت کے وہ باعث ہوکر اس لئے کہ یہ امر مسلم ہے کہ اس کے آس پاس کوئی پاکیزہ منظر اور اس کی تطہر کے لئے کوئی دلکش میدان نہ تھا۔ اور قومی مالوفات اور معاشرت و تمدن کا حال خود عیان ہے۔ پھر یہ بلند پروازی اور بلند حوصلگی اور یہ تقدس اور تطہر اور مالوفات و محجوبات قومی سے یہ بیزاری۔ یہ مہذب اخلاق یہ پرلے درجہ کی راست بازی اور یہ مادی جسمانی چیزون سے کامل انقطاع اور تبتل الی اللہ اگر کسی اندرونی تحریک یا بلفظ دیگر یون کہو اور یہی درست اور اکمل پیرایہ ہے کہ کسی مادی اور مالوف اسباب سے وراء الورا تحریک کا اثر نہین تو کیا ہے دانشمندون اور انسانی حالات کے واقف کارون کے لئے غور کرنے اور اس سے اور زیادہ آگے بڑھنے کے لئے اتنا سامان کافی تھا اور جنہون نے اس جدید دعوت کرنے والے داعی کو قبول کیا ان ہی قرائن کے مدد کی رہبری سے کیا ہے۔ اسی سے تو ان حسن ظن مین سبقت لے جانے والون اور قرائن مرجحہ کی بنا پر قبول کر لینے والون کا نام صدیق ہوا۔ خدا کی باتین کیا ہی درست اور پر حکمت ہین لیھلک من ھلک عن بینۃ و

یحییٰ من حیّ عن بیّنۃ -

بہر حال چونکہ ہر
مرض کا سبب ضرور ہوتا ہے اس خطرناک
مرض کا بھی تو کوئی سبب ضرور ہونا
چاہیئے - کہ ایک انسان کو رحیم برنگ
بات میں معروف و مسلّم پھر اس کا
انکار ہی نہیں کیا گیا بلکہ اس کے استیصال
کے لیے ہر قسم کے منصوبے سوچے گئے -
میں بچپن کے ایام میں جب کبھی قرآن
کریم کی آیت یعرفونہ کما یعرفون
ابناءھم پڑھتا مجھے بڑا تعجب آتا کہ ایسی
معرفت پھر انکار اور جدال کیا -
مگر عمر نے یہ معما کھول دیا کہ مختلف قسم
کے نہان در نہان امراض کی وجہ سے
انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے اور یہاں
تک اس کی حالت ہو جاتی ہے کہ دیکھتے
ہوئے نہیں دیکھتا اور سنتے ہوئے
نہیں سنتا - اس حالت کو خدا نے
ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے ختم
اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و
علی ابصارھم غشاوۃ ۔ ہم اپنے
دل کی رقت کو دیکھتے ہیں کہ قصداً
ادنیٰ سی ایذا کسی کو دینے کی جرأت
نہیں کر سکتا اور اگر کبھی سہواً کوئی
درشت کلمہ جوش نفس سے کسی کے
حق میں نکل جائے تو پشیمانی سے گھنٹوں
دماغ کی حالت ایسی رہتی ہے کہ گویا
کوئلوں کی ایک انگیٹھی ہے جو جل
رہی ہے اور پھر ایک ایسے سنگدل
انسان کا تصور کرتے ہیں جو چند روپیہ
بلکہ چند پیسوں کے لالچ سے انسان
کے پیارے ننھے بچے کا خون کر دیتا ہے
تو حقیقت میں حیرت انگیز مقابلہ نظر
آتا ہے - مگر باریک بین سمجھ سکتا ہے
کہ ہر بات کا سبب ہے - یقیناً مبادی
میں جو آخر دل کے اس درجہ تک قساوت
ہی کے موجب بن گئے - مگر خدا کی کتاب
نے جو حیرت کی تاریکی سے نکال کر
نور کے بلند سطح پر لانے والی ہے
راستبازوں کے انکار اور ان سے
جدال کے مرض کی ایک وجہ بیان
فرمائی ہے اور وہ بڑا عجیب روحانی
اور قلبی علم ہے اور وہ وہ آیت
ہے جسے میں عنوان میں لکھ آیا ہوں
اس کا مطلب یہ ہے کہ "میں اپنے
نشانوں (مامور اور مرسل لوگ
اور ان کے تائیدی نشانات) سے ان
لوگوں کا منہ پھیر دوں گا (یعنی سمجھنے
اور پہچاننے کی توفیق ان سے
چھین لوں گا) جو قوم اور ملک میں
خواہ نخواہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور
بڑائی کی کوئی اہلیت اور استحقاق
نہیں رکھتے - اس وجہ موجہ میں غور
کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ
راستبازوں کے انکار کی وجہ کبر
ہی ہوا کیا ہے اور کبر کیا ہے
کہ ایک شخص تو دعضا بزرگی اور
اہلیت کا لباس پہننا چاہتا اور امتیاز
کا تاج سر پر دھرنے کی کوشش یا
آرزو کرتا ہے مگر خدا نے اس کے
باطن کو جھانک کر آسمان کی نگاہ
میں اسے مردود و مخذول کر دیا
ہوتا ہے - ایسا شخص خدا کے
مقبول کے قبول عام کو دیکھ نہیں
سکتا اس کے روز افزوں تکریم
و تعظیم کو دیکھ کر انگلیاں کاٹتا اور
اس کی جگہ اپنے تئیں بٹھانے کے
لئے زمینی منصوبے اور ناپاک حیلہ
بازیوں سے ریشہ دوانیاں کرتا
اور آخر الٰہی خذلان کی وجہ سے
ناکام رہ جاتا ہے - کیا ہی عجیب
نقشہ متکبروں کے دل کے سر جوش
کا اس آیۃ نے کھینچا ہے -
وقالوا لولا نزل ھذا القرآن
علی رجل من القریتین عظیم
یعنی مہبط انوار الٰہی ہونے مکلم اللہ
ہونے مثیل موسیٰ ہونے مبشر مسیح
ہونے اور موعود ابراہیم ہونے
کے لئے یہی چھوٹا سا اور کس مپرس
آدمی رہ گیا تھا - ایک بڑا نامی
آدمی منتخب ہونا چاہیئے تھا -
نادان متکبر اور احمق نکتہ چین کو یہ
غلطی لگی ہے کہ اس نے اپنے علم
و فہم اور اپنے حدس و فراست کو
مردم شناسی اور انتخاب کا آلہ سمجھا ہے
اور اس پر قیاس کیا ہے کہ تمدن عالم
میں لوگوں کی رائے سے ایک بڑا
آدمی انتخاب کیا جاتا ہے - مگر خدا
کی حکمت نے انتخابی اصول اور
ہی رکھے ہیں اور یہ سب کچھ پہلے
آسمان پر ہو ہوا جاتا ہے اس لئے
ضرور ہے کہ زمین پر زمینی آدمی
اس سے نزاع کریں -
الغرض یہ بڑی مزے کی بات
اور لمبی بات ہے اور اس کو چھیڑ
جانا اصل مقصد سے بہت دور
لے جانے کا احتمال رکھتا ہے -
اصل بات یہ ہے کہ میرے پاس حضرت
خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی ذات
پاک کی نسبت چند اعتراض پہنچے ہیں
ان اعتراضوں کو پڑھ کر میں تمیز
نہیں کر سکا کہ میں ان کو پرانے معترض
مولوی صاحب کے دل و دماغ کا
نتیجہ کہوں یا ایک صوفی مذاق کسی
زمانہ کے مصدق حسن ظن کا دعویٰ
کرنے والے منشی عبدالحق اکاؤنٹنٹ
پنشنر کی طبع عالی کے لطایف تسلیم
کروں - منشی صاحب خود تو جیسے
تھے تھے مگر میں اس بات کے کہنے
سے رک نہیں سکتا کہ ان کے
متکبر دوست سڑی دوست اور خود
پسند دوست اور دشمن انبیاء علیہم
السلام سے نادان دوست کی
روح کا اثر ان پر پڑا اور وہ ظلمت
ان کے چاروں طرف محیط ہوگئے
اور ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے میں
انھیں چھوڑ دیا - کاش وہ اب بھی
سمجھیں اور ایک تاریکی کی روح کی
صحبت سے خدا کی حضور میں استعاذہ
کریں کہ رحیم خدا ان کی سمجھ کھولدے
اور پشیمانی انھیں پھر اس کھوئی
ہوئی جگہ پر پہنچا دے - ان نکتہ
چینیوں کے جواب میں قلم اٹھانے
سے میرا مدعا یہ ہے کہ اس تقریب
سے حق کی اشاعت اور حضرت
خلیفۃ اللہ کی خوبیوں کا اظہار ہو ورنہ

بخدا اب اس سلسلۂ عالیہ کی جڑ ایسی ثابت اور محکم ہو گئی ہے کہ اعدائی منفرد اور متفق کوششون کی آندھیون کا اسے ذرہ بھر کھٹکا نہین رہا اور خدا تعالےٰ کے آسمانی اور زمینی نشانون نے حضرت موعود علیہ السلام کی صداقت کو عالم پر حقایق ثابت شدہ کی طرح مسلم اور آشکار کر دیا ہے۔ اور جیسے حضرت کلیم اللہ مسیح موعود علیٰ بصیرۃ بولتے اور کامل یقین رکھتے ہین کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہین ویسے ہی ان کے متبع مومن بصیرۃ سے جانتے ہین کہ یہ کارخانہ حق اور صدق ہے اور خود خداوند قادر قاہر اس پر ثمر پیڑ کا باغبان ہے اور وہ اس کے لئے جو اس کے کاٹنے کو دوڑے گا خود ہی کافی ہے۔

اب مین ان اعتراضون کو **قوله** **اقول** کے پیرایہ مین لکھتا ہون۔

وباللہ التوفیق

قوله مرزا صاحب راستباز نہین۔

اقول راست باز کے لفظ کے کوئی خاص اور معین معنے معترض کے دل مین ہون یا مجاب اللہ اور محدث اور مکلم اللہ اور جری اللہ اور مرسل اللہ اور مامور موعود کا مرادف اس لفظ کو ذہن مین رکھتا ہو۔ مین خدا کے فضل اور اس کے **روح القدس** کی تائید سے علیٰ بصیرۃ کہتا ہون کہ ان سب الفاظ کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہین۔ اس مشکل کے سلجھانے کے لئے مین لمبی اور پیچیدہ راہون پر چلنا نہین چاہتا اور نہ مین بڑے بڑے اصول موضوعہ کی پیش بندیان تیار کرنا چاہتا ہون میرے نزدیک یہ بات بہت جلد طے ہوتی اور ہر قسم کا اختلاف بآسانی فیصلہ پا جاتا ہے۔ ایک ہی معیار ہے جو اس مقام مین یعنی سلسلۂ نبوت اور ان کے اتباع کے سلسلہ مین کھرے اور کھوٹے کے پرکھنے کے لئے ہے وہ ہے

تائید سماوی اور نصرت الٰہی

اگر نفس نکتہ چینی کسی امر کے تخفیف کرنے کے لئے آلہ بن سکتی اور اعتراض کسی اہل کا استحقاق چھین سکتا ہے تو اس سے اوپر چڑھ جاؤ اور بتاؤ کون صالحین مین سے تیز طبیعتون کے تیر افگنی کا آماج گاہ نہین ہوا بیخ کنی کے ارادے کرنے والے اور اپنی قوم مین بڑے دور اندیشن اور دوربین دشمنون نے راستبازون پر اخلاقی اور روحانی اعتراض ہی نہین کئے بلکہ ان کی وجاہت اور شہرت عام کو داغدار کرنے کے لئے ان کے خانگی امور پر ان کے اہل بیت پر بھی حملے کئے۔ ناشکر گذارون نے شاعر کہا مجنون کہا ساحر کہا کاہن کہا ڈکاندار کہا شہرت طلب بڑائی کا بھوکا پیاسا کہا لوگون کے روپے مار کھانے والا کہا اور یہ کچھ تھوڑا نہ تھا مگر اس سے معلوم ہوا ان کے اندر کی جلن تجھنبلکی اور بڑی دور کی سوجھی اور اپنے نزدیک ہر شکست کے کافی انتقام وتلافی کی سوجھی مامور کی **صدیقہ** عفیفہ زوجہ پر افک باندھ دیا اور درحقیقت سارے سلسلہ کو خاک مین ملا دیا تھا اگر خدا کی نصرت نے دست گیری نہ کی ہوتی درحقیقت اندرونی باتون یا اخلاقی باتون کا فیصلہ ہی کون کر سکتا ہے اور لفظی مباحثات نے کب کسی میدان کو خس وخاشاک سے پاک کیا ہے۔ **احمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لفظ فارقلیط کی جہت سے ماننے کی راہ مین جو ٹھوکرین آپ کے ہم عصر نصارٰی نے کھائین وہی آج ہین لفظون کے لحاظ سے مطلع مخالفون کے نزدیک نہ تو جب صاف تھا نہ اب ہے اور **مثیل موسیٰ** (علیہما الصلوٰۃ والسلام) مدینہ کے یہودیون کے لئے اولاً وخصوصاً اور تمام یہودیون کے لئے عموماً مبشر شکل مین ظاہر ہوا اور صاف صاف کہہ دیا

عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا۔

یعنی اب وقت آ گیا ہے کہ خداوند تمہارا خدا تم پر رحم کرے اور تمہین غلامی کے گڑھے سے نکال کر سلطنت کے اوج اور آزادی کے بلند سطح پر پہنچائے اور اگر تم نے اس **مثیل موسیٰ** کو نہ پایا اور وہی شرارتین شروع کین جو باوجود راست بازون کے مقابل تم کرتے رہے ہو تو ہم بھی تمہاری سزا دہی کے لئے وہی ہتھیار نکالے بیٹھے ہین اور اس نعمت کے ناقدر شناسون کو ہم جہنم مین جھونک دینگے۔ ظاہر ہے کہ یہود مرتے مر گئے اور قریظہ اور نضیر کیسی کیسی ذلتون اور تباہیون کے ہدف بنے مگر ابھی تک اسی پر اڑے بیٹھے ہین کہ **مثیل موسیٰ** بنی اسرائیل سے ہونا ضروری ہے نہ بنی اسمٰعیل سے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس وقت جن سعیدون کو دولت اسلام کا شرف ملا اور نصارٰی اور یہود سے بہتیرے صدق دل سے مسلمان ہو گئے تو کیا یہ الفاظ دو اور دو چار کی طرح ان پر منکشف ہو گئے تھے۔ یہ تو **سنت اللہ** ہی نہین۔ اور نہ آئندہ قیامت تک کبھی ہوگا کہ پیشگوئیان ہندسی حقایق کی طرح کھل جائین اور موعودین آفتاب کی طرح واضح ہو جائین ورنہ وہ ایمانیات مین سے نہ رہین گے اور خدائے علیم نے وجود رسل کو ایمانیات مین داخل کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تائیدات سماویہ اور نصرتہائے الٰہیہ نے جو حضرت **احمد** فارقلیط مثیل موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شامل حال تھین اور وہی بین فارق اور مابہ الامتیاز تھین آپ مین اور دوسرون مین سعید فطرتون کو یقین دلا دیا کہ حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) حق پر ہین اور آپ کے مخالف بطلان پر۔ آج بھی باطل خیالات اور باطل مذاہب کے پیرو اپنے اپنے خیال اور ہوا کی تائید مین تھوڑی تقصیرین نہین کرتے۔ ایک ظلم عظیم اور شرک جسیم یعنی انسان کو خدا بنانے اور منوانے کی تائید و اعانت مین نصاریٰ کیا کچھ کر رہی ہین۔ اس بین بطلان کی حمایت مین اس اس سرحق اور عنو ان کی کتابین اور اس قدر لکھی ہین۔ کہ انکا شمار خدا ہی جانتا ہے۔ مینے خود اوڈینشر آف کرسچینٹی کے متعلق بڑی بڑی ضخیم کتابین دیکھی ہین۔ ان باطل پرست نصاریٰ کے پیرو آریہ ایک مردہ اور مخذول کتاب اور تناسخ اور نیوگ جیسے کپکپا دینے والے مسئلہ کی حمایت پر کیسے تلے ہوے اور آفتاب صداقت سید المعصومین امام الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیسی اہانت کرتے ہین کہ ایک غیور دل سینہ سے تڑپ کر باہر نکل جاتا ہے۔ اب اگر تقریرون اور لفاظیون پر ہی مدار ہو یا کبھی ہوا ہو تو پھر ظلمت اور نور مین کبھی امتیاز نہین ہوا اور نہ ہو سکتا ہے قرآن کریم نے کیون واقعۂ بدر کو یوم الفرقان کہا۔ یہ لفظ بڑی غور کے قابل ہے اور بار بار مسلمانون کو وعدہ دیا تھا کہ ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا یعنی اگر تم اللہ کے لئے متقی بنجاؤ گے تو خدا تم مین اور تمھارے غیر مین ایک فارق امر پیدا کر دے گا۔ اور وہ یوم کیا تھا تھوڑے تھا دیدقریش کا میدان جنگ مین کھیت رہنا معمولاً

دنیا مین لڑائیان ہوا ہی کرتی ہین اور دو لڑنے والون مین آخر ایک جیتا ہی کرتا ہے۔ اور یون ایک معمولی و معروف واقعہ ہوا جاتا ہے مگر قرآن جیسی حکیم کتاب نے اس پر ناز کیا اور ثبوت نبوت مین اس پر بڑا زور دیا بلکہ اس کو کل صداقتون کا مدار ٹھیرایا ہے۔ قرآن مجید مین علمی اور نظری دلائل کیا کچھ تھوڑی ہین۔ دنیا مین کوئی کتاب نہین بجز قرآن کے جس کے صفحہ صفحہ مین اپنے دعاوی پر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ ہون۔ تو بات کیا ہے کہ ان نظری اور علمی دلائل اور حجج کو الفرقان کے نام سے موسوم نہین کیا۔ دلائل نظریہ اور علمی بیان ایک بہت گہری شئے اور بہت تھوڑے ذہنون پر اس کا راز آشکارا ہوتا ہے اور وہ بھی چونکہ ایسا میدان ہے کہ زمانہ کے فلاسفر اور حکما اور علما بھی اس مین اپنی اپنی قدر پر گھوڑے دوڑا چکے ہین۔ اس لیے اُس کا حق بین ہونا کھل نہین سکتا اور ایک التباس واشتباہ کی چادر کا پلہ اس کے کسی نہ کسی رُخ پہ ڈھکا رہتا ہے۔ مگر نصرت الٰہی ہمیشہ ایک فارق امر اور بین امتیاز ہوا کیا ہے انبیا مین اور مادی حکما اور فلاسفرون مین یہ یارا اور دل گردہ کسی فلسفی اور دوسرے باطل پرست کو نہین ملا کہ تحدی سے کہے اور بے سامانی اور کامل درویشی کی حالت مین کہے اور باسامان اور کافی احتشام والی جماعت کو کہے کہ مین منصور و مؤید ہون گا اور میرے دشمن ذلیل و خوار و نامراد ہون گے۔ خدا کی پہلی کتابین بھی یہی خبر دیتی ہین کہ اس دن قیدار کی حشمت جاتی رہے گی اور آخر قرآن حکیم نے بھی اسی کو اپنی نبوتون کی صداقت کا معیار ٹھیرایا۔ اگر وہی رسّیان اور عصا کا

پھینکنا رہتا اور آگے کوئی بین نشان نہ چلتا تو موسیٰ کی نبوت ہو چکی تھی۔ قرآن حکیم نے جس امر مین اپنے نبی کریم کو موسیٰ کا مثیل ٹھیرایا ہے کیا اتنی ہی بات ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے رسّیون کو باطل کر دیا اور سوٹے کا سانپ بنا دکھایا۔ بس ایک ہی بات ہے جو پہلے سے کہی گئی تھی انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے کس دلیری سے اور کس سامان کے برتے پر اور کس کو کہا کہ مجھکو خداوند خدا نے صاف کہدیا ہے کہ تو میری تکذیب و اعراض پر سزا پائیگا یہی ایک مقام ہے اور بجز ایسی ایک موقعہ ہے جہان ایک دھریہ اور میٹیریلیسٹ اور پورا بے باک بھی سر نوا دیتا ہے۔ اُس معصوم بچہ اور بے زبان ننھی سی جان کو کنوئین مین پھینک کر جانے والے اپنے نزدیک کیا ہی خوش نصیب اور کامیاب ہو گئے اور مادی نگاہون مین پورے کامیاب ہو گئے اس لیے کہ انھون نے اپنا ارمان نکال لیا اور ایک رقیب کو میدان سے باہر نکال پھینکا اگر خدا کی نصرت و تائید اس مظلوم و مہجور یوسف کو مصر کا منصور سردار یوسف نہ بنا دیتی اور پھر ان ناعاقبت اندیش اکڑ و اون کو ہاتھ باندھے ہوے اس کے سامنے لا کر کھڑا نہ کر دیتی اور ضرور تھا کہ یہ سب کچھ ہوتا اور یون ہی ہونا ضرور تھا اس لئے کہ کتاب پہلے سے کہہ چکی تھی کہ لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لا یشعرون ۝ یعنی تو یقینا یقینا ایسی جگہ اور منزلت پہ پہنچے گا کہ سر بلندی اور بزرگی کے ہجوم مین تو انھین ان کے اس ذلیل معاملہ اور سلوک بد کی داستان سنائے گا پر انھین اس وقت پتا نہین کہ یہ کیسے سرنگون اور ذلیل ہون گے۔

اسد اکبر جنگل کے متروک کنو مین مین ایک معصوم بچہ اور اس بھیانک منظر مین ایک ننی سی جان جو کبھی تو مان کے کنار عاطفت مین اور کبھی پدر کے مردمک چشم مین جاگزین ہے اور وہ جس نے ناز و نعم کی چار دیوار سے کبھی پاؤن باہر رکھا ہی نہین جس کی نسبت عادتاً یہ توقع ہونی چاہیے تھی کہ بلک بلک کر دم توڑ دیتا اور سسک سسک کر ٹھنڈا ہو جاتا وہ اس قوت اور تحدی کی پیشگوئی کرتا ہے اور ایسی زور آور لہجہ مین بولتا ہے کہ مین ایک وقت عزیز ہو جاؤن گا اور یہ میرے نامہربان بھائی ذلیل ہو جائین گے۔

مادی عقلون پر ناز کرنے والو سوچو اکیلے اکیلے مل مل کر۔ جرمن کے فلاسفرون سے سر ملا کر۔ یورپ کی تیز دوربین لگا کر تمہاری سمجھ مین کوئی سبب آتا ہے کہ وہ بچہ کیونکر بولا۔ کاش بوڑھا سید اور مرحوم سید جو زمین سے لگی ہوئی اور منہ کے بل چلنے والے یورپ کی تقلید مین راہ سے ایک طرف ہٹ گیا تھا اس مین غور کرتا مگر کیونکر کر سکتا اور اسے راہ ہی کیونکر ملتی جب تک ایک صادق کی صحبت اختیار نہ کرتا اور اس نور سے مستنیر نہ ہوتا جو آسمان سے اترتا ہے بہر حال اگر سید اس نکتہ معرفت مین پے لے جاتا تو وحی کے بیان مین تحت الثری تک پہنچانے والی ٹھوکر نہ کھاتا کہ "وحی فوارہ کی طرح دل ہی سے نکلتی اور دل پر پڑتی ہے"۔ محض غلط اور خطرناک غلطی ہے۔ وہ بچہ دل کس قدرتی نظارہ اور فیلسوفانہ اور کن محرکات سے متاثر ہے جو اس قدر یقینی اور قطعی بات کہتا ہے لَتُنَبِّئَنَّهُمْ (لام تاکید اور نون تاکید قائم مقام عظیم الشان قسم اور فوق العادۃ تاکید کے ہوتا ہے جیسے

کبھی ٹلتا ہی نہین ہوتا) اور پھر کتنی مدت مین کیا کیا سامان بنتے اور اس کی موافقت مین بنتے ہین یہان تک کہ اس پیشگوئی کے موافق وہ کامیاب ہوتا ہے اور اس کے مخالف تباہی پر تباہی دیکھتے اور قحط کا عرصہ بنتے آخر قدرت کے زور آور ہاتھ سے دھکے کھاتے ہوئے اسی کے آگے کھڑے کئے جاتے ہین یہ ترتیب ذرات کائنات اور یہ تقلیب نظام عالم کیا اس بچہ کے ہاتھ مین تھی۔ نہین یہ اُس قادر مطلق خدا کی آواز تھی یہ اُس کی وحی تھی جس کے ہاتھ مین سارا نظام عالم ہے اور وہ اپنے کامل ارادے اور کامل علم اور کامل قدرت سے ہر وقت اس پر حکمران اور متصرف ہے اور وہ جو ہمیشہ سے متکلم ہے اور ہمیشہ متکلم رہے گا اور وہ جو اپنی ہستی کا پتا آپ ہی اپنے کلام سے دیتا اور کسی حکیم ارضی کے کھوج کھوج مصنوعات سے پتہ لگانے اور اُس کا مشکور و مرہون ہونے کا کبھی بھی محتاج نہین ہوا۔

الغرض یہی ایک بات ہے جو مذہب حق کی جان ہے یا صاف صاف یون کہو کہ قرآن کریم کا فخر اور امتیازی نشان ہے۔

اگر کسی مذہب مین سب کچھ ہے اور یہی نہین تو کچھ بھی نہین۔ افسوس اسلام کے نادان دوست اس فضیلت کا انکار کرتے ہین۔

اور دوسرے مردہ مذہبون اور کتابون کی طرح اسلام اور قرآن کریم کو پہلون کی قصہ کہانیون اور نچوڑی ہوئی باتون کا مجموعہ مانتے اور صاف اقرار کرتے ہین کہ نصرتین اور تائیدین پہلے ہو چکین اور برکات اور تاثیرات کسی زمانہ مین تھین اور وہین تک رہین۔ اب صرف مان لینا اور

آنکھ بند کر کے چلے جانا ہے۔

افسوس انھین زندہ ایمان یقین بخش ایمان اور گناہ سوز ایمان کی ضرورت ہی محسوس نہین ہوتی۔ اور کبھی سوچتے نہین کہ صحابہ نے تو خدا کو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا تھا جب ہی اخلاق کی اس اعلیٰ معراج پر وہ پہنچے تھے پر تم نے کیا دیکھا ہے اور کیا تم مین وہ صحابہ کا سا نور یقین اور قوت ایمان اور گناہ سوز بصیرۃ ہے۔

اور تعجب آتا ہے کہ صراط الذین انعمت علیہم پڑھتے ہوئے یہ اپنے ذہنون مین کیا مدعا اور کیا معنی رکھتے ہین۔ اُن پر کیا انعام ہوا تھا اور وہ کیا صراط تھا جس پر چلنے سے وہ برکات انھین ملی تھین۔ اور کونسی صراط اور کیا انعام یہ لوگ چاہتے ہین۔

الغرض خدا کے برگزیدہ اور اس کے مرسل کی عداوت کے سبب سے اسلام کے فخر اور یگانہ امتیاز سے انکار کر بیٹھے ہین۔ اور جس قدر وہ موعود مرسل اس پر زور دیتا اور دعوی سے کہتا ہے کہ مین موید من اللہ اور نصرت یافتہ الہی ہون اور مجھے ان نصرتون اور آسمانی نشانون سے پہچانو اور مجھ مین اور غیرون مین یہی بڑا امتیاز اور امر فارق ہے کہ آسمان میری تائید مین بولتا اور زمین میرے صدق پر گواہی دیتی ہے۔ غرض جس قدر وہ بندۂ خدا اس پر زور دیتا ہی اتنا ہی انھین اس اصول سے بیزاری بڑھتی جاتی ہے تاکہ ثابت ہو جاوے کہ اہل اللہ کی عداوت سے ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

آج تیسرے روز کی بات ہے مولوی عبد الواحد غزنوی جو غزنوی جرگہ مین نیک بخت اور ذہین مانے جاتے ہین مولوی نور الدین صاحب کے تعلق کی وجہ سے قادیان مین آئے اور حضرت اقدس (علیہ السلام) سے بھی ملے۔ حضرت اقدس نے سنت انبیاء (علیہم السلام) کے اقتدا پر کہ بلاتا خدا کے لئے ہو جاتا کہ ہدا انفاس ضائع نہون

بڑی دل سوزی اور ہمدردی سے جو اس پاک رحیم جماعت کا خاصہ ہے مولوی عبد الواحد کو تبلیغ شروع کی۔ مولوی صاحب چپکے سنا کئے مگر جب حضرت اقدس نصرت و تائید الٰہی کے بیان پر پہونچے تو جھنجھلا کر بول اُٹھے کہ تائید و نصرت الٰہی کوئی معیار نہیں اور مفتری سے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کہ کب اس کے افترا پر خدا کی گرفت پڑے اور آپ لوگ بار بار یہی دعوے کرتے ہیں مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی معیار نہیں۔ اور معًا یہ بھی کہہ کہ میں کوئی بحث کرنا نہیں چاہتا اور نہ زیادہ سننا چاہتا ہوں۔

عبد الواحد اس اعتقاد میں اکیلے نہیں بد قسمتی سے چونکہ قوم کو قرآن کریم میں تدبر کرنے سے روک دیا اور بجا رگی سنن الٰہیہ سے جہالت قوم کے اکثر افراد خصوصا دینی رہنماؤں کے حصہ میں آگئی ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اس مغالطہ کی چادر کو حقیقت کے خوبصورت مُنہ سے اٹھا دیا جاوے۔

نصرت الٰہی پر تو کسی قدر میں لکھ آیا ہوں اور یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ اسلام میں یہی کامل اور بڑا معیار ہے اب رہی یہ بات کہ مفتری کو کب پکڑا جانا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ کہاں تک اس کی میعاد ہونی چاہئے۔ ہمارا دعوی ہے کہ اس کے لئے ہمارے نبی کریم خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ۲۳ برس کی زندگی کامل اور اکمل معیار ہے۔ مکہ میں جناب نبوت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعوی کیا اور آنحضرت کی اس آیت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاوے گا یہ تحدی کی وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اور وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡہُ الۡوَتِیۡنَ فَمَا مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ عَنۡہُ حٰجِزِیۡنَ یعنی خدا تم کو کفار کے ہاتھوں یعنی ان کے قتل کے منصوبوں سے بچائے گا۔ اگر یہ شخص مفتری ہوتا اور کوئی ایک بات بھی جھوٹی اپنی طرف سے ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اسے بڑی مضبوطی اور قوت سے پکڑ کر اس کی رگ جان کاٹ دیتے اور کوئی تم میں سے اسے بچا نہ سکتا۔ یوں آنجناب کا تیرہ برس تک اُس خونخوار مقام میں ننگی تلواروں کے مقابل اس پر تحدی دعوی کے بعد معصوم و محفوظ رہنا سنت اللہ ٹھیر گیا کہ دعوے نبوت اور دعوے ماموریت من جانب الٰہیت کے بعد اگر کوئی شخص اس حد تک معصوم و محفوظ رہے اور آسمانی عذاب اور خدا کی گرفت اُس پر نہ پڑے تو یقین جانو کہ وہ صادق ہے۔ اور اگر ہم اسے اور زیادہ وسعت دیں اگرچہ چنداں ضرورت نہیں تو حضور علیہ السلام کے کامل ۲۳ برس کی زندگی کو اُسوہ اور معیار قرار دیتے ہیں۔ اگر کوئی بخل اور حسد سے اس اصول کو نہ مانے اس لئے کہ حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود اس کا فائدہ اُٹھاتے ہیں تو افسوس وہ اپنی نادانی سے قرآن کریم کو ایک خطرناک فروگذاشت اور نقص کا داغ لگائے گا۔ اس لئے کہ قرآن کریم نے مہیمن اور کل اختلافوں میں حکم ہونے کے ساتھ ایک محیط دعوی کر دیا ہے اور ہم اپنی استطاعت اور فہم کے موافق اس کو ہر دعوے میں صادق پاتے ہیں۔ تو کس قدر ناقابل عفو غلطی اور افسوس ہوگا کہ مفتریوں اور صادقوں ہی میں اس نے کوئی امر فارق اور مابہ الامتیاز قائم نہیں کیا اور مفتری کے ابطال و استقبال کے بعض پہلو تو بیان کئے اور ایک ضروری اور اہم امر کو قطعًا چھوڑ دیا گویا بر کرنے والے خدا کے کلام اور خدا کے فعل سے لطف اُٹھاتے ہیں کہ ایک طرف کلام میں وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اور وَلَوۡ تَقَوَّلَ الخ دعوی کر دیا اور عملا مشاہدہ میں حضرت دعوے کنندہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معصوم و محفوظ رکھہ کر اپنی سنت پر مہر لگا دی اور یوں قیامت تک صادق اور مفتری کے امتحان کی صاف راہ کھول دی۔ اب ایسی صاف اور واضح حجت کے ہوتے بھی اگر کوئی انکار کرے اور حضرت مرسل اللہ کے ساتھ بغض و حسد کی وجہ سے انکار کرے تو ہم بجز اعراض کے اور کیا کر سکتے ہیں۔

حاصل نصرت الٰہی ہی ایک بڑا معیار حق و صدق ہے۔ میں حیران ہوں اور سمجھہ ہی نہیں سکتا کہ قوم کو کیا ہوگیا ہے کم سے کم اتنے میں غور کریں اور اس میں ڈوب کر سوچیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کس شعور اور بصیرۃ کے ساتھہ اس دعوے پر کھڑے ہیں نہ اب سے بلکہ براہین احمدیہ میں اور پرائیویٹ خطوط میں بھی یہی دعوے پایا جاتا ہے وہ ہے کون سی بات جسنے اتنی مدت تک انہیں تھام رکھا ہے اور دل اس یقین سے بھرا ہوا اور اس لذت سے سرشار ہے کہ وہ منصور و مؤید ہیں۔ اگر کوئی آسمانی پشتی اور دلی بصیرۃ نہ ہوتی تو کبھی دل ڈر جاتا اور اندر ہی اندر ڈوب کر رہ جاتا۔ اپنے اپنے نفوس میں سوچ کر دیکھو کوئی ایک لحظہ کے لئے نصرت و تائید کا دعوے تو کر دیکھے اور نہیں تو تنہائی میں خود اپنے ہی نفس کو تسلی یا مغالطہ دیکر دیکھے اور پھر اپنے اندر جھات ڈالکر دیکھے کہ اندر سے آواز کیا

آتی ہے اور کیسے اپنا دل خود اپنی صاف صاف تکذیب کرتا ہے - بہرحال یہ مسلم امر ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ۲۲ برس سے متواتر اور متصل یہ دعوے کر رہے ہین کہ خدا کی نصرت میرے ساتھ ہے اور مین من جانب اللہ ہون اور بارہا خدائے عزیز رب العرش کی قسمین خلوت مین جلوت مین عام جلسون مین خدا کی مسجدون مین اور تحریرون مین کھائین اور کپکپا دینے والے پیرایہ مین کھائین ہین اور اس پر عجیب مطابقت وموافقت اور قابل غور کے یہ بات ہے کہ مدتون پہلے جبکہ ہنوز پبلک لائف یا یون کہو کہ دوستی و دشمنی کے نشیب و فراز مین قدم نہین رکھا تھا اپنے مقتدا ومولی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرز پر دعوے بھی کیا یعصمك الله ولولم یعصمك الناس - یہ کوئی اتفاقی بات نہین اس کش مکش کے برسون پہلے براہین احمدیہ مین یہ الہام درج ہے -

اب یہان ایک خدا ترس اور مرنے کے بعد مقام الرب سے خوف کرنے والا ٹھہر جاتا ہے اور ضرور ٹھہرنا چاہئے کہ کیا باتین ہین کم سے کم اس کے دل پر رعب پڑتا اور اپنی جبیبہ کو دستی کیطرح چلنے اور اعمال کا سبز کھیت کاٹنے سے روکنے پر متوجہ ہوتا ہے کہ یہ کارخانہ یون ہی لغو تو نہین اور یہ نظارہ ہنسی اور استہزا سے تو ٹال دینے کے لایق نہین۔

غرض حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی لائف سے اپنے مقتدا ومولے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لائف کی عمر ۲ کر آسمان سے زمین سے ملائکہ سے - خدا سے اور مومنین سے گواہی ملتی ہی کہ حضور اقدس اپنے دعوے مین صادق و مصدوق ہین -

اب پھر مین منشی عبد الحق کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اگر خدا طلبی اور تقوی اور خشیت اللہ کی کچھ بھی بو ان مین باقی رہ گئی ہے تو اس مین غور کرین اور ٹھنڈے دل سے غور کرین۔

اور اگر وہ حضرت اقدس کو کسی اور معنی مین سچے کہتے ہین کہ وہ راست باز نہین ہین - اور وہ چھوٹی چھوٹی باتین ان کے دل مین ہین جو بوجہ اپنی خفت و سفاہت و بے وقری کے درحقیقت ایسے نہان معاملات ہوتے ہین کہ اگر کسی کورٹ مین بھی پیش کئے جائین تو فیصلہ نہ پا سکین تو وہ خدا سے ڈرین اور وقار اور متانت اور معاملات دنیا کی واقف کاری کی قوت سے مدد لین کہ ایک طرف اتنا عظیم الشان دعوے اور دوسری طرف وہ کمینہ باتین اور سفیہانہ چلن جو آپ کی چھاتیون پر سانپ کی طرح لوٹ رہا ہے ممکن ہی؟ ایک عامی مسلمان اور متنفی مسلمان ایسی رویہ کے اختیار کرنے سے تحاشی کرتا ہے چہ جائیکہ ایک عظیم الشان انسان - یہ میری تقلیدی بات نہین مقدس تاریخ بتاتی ہے کہ آپ ایسے دل کے آدمی اور ایسے کم حوصلہ اور تنگ ظرف آدمی پہلے بھی تھے -

مدینہ مین جب غنایم کے ڈھیرون ڈھیر آنے شروع ہوگئے اور حساب و کتاب کا نہ کوئی رجسٹر اور نہ کوئی اکونٹنٹ اور اس پر یہ قول کہ نحن قوم امیون لا نکتب ولا نحاسب علی الحساب جتنا جس کی نسبت چاہا دیدیا تو بعض کے دل مین کچھ خیال آگیا - رپورٹ ہونے پر صادق قاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر ہم عدل نہین کرتے تو پھر اور کون کرے گا اور اگر مین لوگون کے مال پر امین نہین تو لوگون کے ایمان پر کیونکر امین ہو سکتا ہون - شاید آپ جیسے باقاعدہ حساب رکھنے والے اکونٹنٹ کو تو حضرت رسالت مآب کا یہ جواب بڑا ہی ناگوار اور خلاف دیانت و امانت معلوم ہوگا اس لئے کہ موجود مشہود خلیفۃ اللہ پر آپ کا یہی اعتراض ہے اور آپ اس اعتراض سے جھکتے نہین اور یہ موجودہ حالت گواہی دیتی ہے کہ اگر آپ اس وقت ہوتے تو ان رسول سے ضرور ہاتھ لاتے - اگرچہ آپ کو یہ جواب ناپسند ہو مگر واللہ مومن اس سے بڑی لذت اٹھاتے ہین اور ان کی روح قوت و ذوق سے بھر جاتی ہے کہ لاریب خلیفۃ اللہ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ایسے نبوت بھاؤن تنگ دلون زر پرستون کے سے حساب کتاب سے کیا کام۔

الغرض ایک ہی بات ہی جو مختلف نتیجے پیدا کرتی ہے مومن اسے اور رنگ مین لیتے ہین اور وہی حق پر ہوتے ہین اور منکرین اور محل پر اسے اتارتے ہین - یہ ساری باتین آپ کی ہم نے بھی پڑھی ہین - اللہ تعالی رب العزت گواہ ہے کہ نہ دھڑے بازی کے خیال سے بلکہ خدا کے خوف سے ان مین غور کیا ہے اور آخر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ لوگون نے خدا جانے کس پنہانی معصیت الہی کی وجہ سے اپنے قلوب کو یہان تک سخت کر دیا ہے کہ پست فطرت تنگ حوصلہ ملاؤن کی ٹوٹی ہوئی گھنونی چارپائی پر جا بیٹھے ہین -

بس ایک ہی راہ اور صرف ایک ہی راہ ہے جسے مین مکرر لکھ آیا ہون اور وہ تائید سماوی ہے اس مین آپ لوگ حضرت خلیفۃ اللہ کا مقابلہ کر لین - اور بات بھی بڑی عجیب اور سہل خوب صاف ہوگئی ہے اس لئے کہ اگر حضرت مرزا صاحب آپ کے نزدیک ایسے ہی ہین جیسے آپ الزام لگاتے ہین تو اس میدان مین وہ ضرور ضرور شکست کھائین گے - رسالہ بازیون سے کچھ نہین بنتا اگر آپ نے پانچ ورق لکھے تو کوئی دو دو سو لکھدیگا -

کیا آپ اس بات کا بھی دلی شعور رکھتے ہین اور کوئی کھٹکا ہے کہ مرزا صاحب اس مقابلہ مین غالب ہو جائین گے تو پھر آپ پر حجت پوری ہو گئی ورنہ دیر کیا ہو آئیے - بسم اللہ -

باقی آیندہ انشاء اللہ

عاجز عبد الکریم سیالکوٹی ۲۰ ستمبر

از قادیان

ایک شیعہ سے خط و کتابت

ذیل میں ہم وہ خط و کتابت درج کرتے ہیں جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور ایک شیعہ صاحب کے درمیان ہوئی ہے۔ جن لوگون نے مولانا صاحب کا اثبات خلافت شیخین کے عنوان والا لیکچر پڑھا ہے۔ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ مولانا صاحب اہل التشیع کے جملہ اعتراضات کا خاتمہ کر چکے ہیں۔ جو اسلوب اور طرز مولانا صاحب نے حضرت اقدس امام ہمام مسیح موعود و امام اللہ فیوضہم کے طرز پر مخالفین اسلام کو جواب دینے کا اختیار کیا ہے وہ ایک مومن قرآن کریم کی عظمت و شان کے شیدا مسلمان کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔ لاریب دنیا میں کل ملل باطلہ کی تردید کے لئے جو ہتھیار امام وقت نے پیش کیا ہے وہ کبھی بھی خطا نہ کرنے والا حربہ ہے وہ کیا؟ قرآن کریم۔

اور یہ واقعی امر ہے کہ اگر قرآن کریم کو قول فصل اور امام اور مہیمن مانتے ہوئے بھی اسی کو کل نزاعوں کا فیصلہ نہیں کرتے تو ایک طرح سے شان قرآن مجید کی ہتک کرتے ہیں (خدا نہ کرے کہ ہم ان لوگوں میں ہوں) مولانا صاحب کی ذیل کی خط و کتابت پڑھ کر جو لذت اور حظ ہم نے اپنے اندر محسوس کی ہے اور جو فائدہ قرآن کریم کی عظمت کو نگاہ رکھنے کا ہمکو ملا ہے ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے احباب کو بھی ہو۔ جس اسلوب پر مولانا صاحب نے شیعہ صاحبکو قرآن کریم کے حکم بنانے پر مجبور کیا ہے وہ نیا اور لطیف طرز ہے۔ امید ہے کہ یہ خط و کتابت جہاں ایک طرف اہل التشیع کے اعتراضات کا لطیف جواب ہوگی دوسری طرف حضرت مسیح موعود کے مشن کی خصوصیت کو اسلامی دنیا پر روشن کریگی۔ اور بتلا دیگی کہ اس فرقہ کی نگاہ میں قرآن کریم کی کسقدر عظمت ہے اور یہ حقائق و معارف قرآنی بیان کرنے میں بجائے خود انکی تطہیر قلب کی دلیل ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون

سے صاف اس امر کی شہادت ملتی ہے۔ اصل جواب شایع کرنے سے پہلے شیعہ صاحب کا خط درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

شیعہ صاحب کا خط

مکرم بندہ جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم۔ گرامی نامہ پہنچا۔ آپ کی مہربانی اور حسن ظن کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ غالباً آپ جناب امیر کی نسبت میرا عقیدہ دریافت فرماتے ہیں سو وہ یہ ہے۔ کہ وہ رسول خدا کے وصی مطلق تھے خلیفہ بلا فصل تھے امام برحق تھے اور معصوم تھے۔ الغرض بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اب آپ فرمائیے کہ اس میں حد سے بڑھ جانے والی کونسی بات ہے اگر کوئی ہے تو براہ کرم مطلع فرمایا جاؤں جیسے کہ آپ حضرت اقدس کی جماعت کہلاتے ہیں ہم کو حضرت علیؑ کی جماعت ہونے کا فخر ہے اور بموجب حدیث الثقلین کے فرقہ حقہ ہونے کا ناز ہے یہ اور بات ہے کہ شیعوں کو خواہ مخواہ ہدف ملامت بنایا جاوے۔

الراقم بندہ غلام مرتضیٰ خان از کھیوڑہ ضلع جہلم

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خان صاحب۔ السلام علیکم۔ مجھے آپ کے خطوط سے آپ کی نسبت گمان ہوا ہے کہ آپ صلح جو ہیں۔ مگر کیا آپ خلاف طبیعت اور مخالف رسم و عادت سننے پر بھی صبر کر سکیں گے درحقیقت کمال حوصلہ ایسے ہی امتحان کے وقت آزمایا جاتا ہے۔ چونکہ ابتدائی سوال آپ کی طرف سے ہے اور آپ نے بقول آپ کے طلب حق کے لئے قدم اٹھایا ہے مجھے خیال کر لینا چاہیئے کہ آپ ٹھنڈے دل سے میری معروضات کو سنیں گے اور رسم و عادت کی پیروی کے جوش سے یکبارگی بیزار نہ ہو جائیں گے۔ ہاں سنیئے آپ جانتے ہیں شیعہ سنی کا جھگڑا نیا نہیں بہت پرانا ہے اور آسان اور ہلکی سی بات نہیں بہت خطرناک زہرہ گداز نزاع ہے۔ اس نزاع سے جو جو واقعات اور حوادث مسلمانوں پر نازل ہوئے ہیں تاریخوں کے صفحے ہنوز خون سے رنگین اور تر ہیں۔ خلفائے عباسیہ کی بارونق سلطنت اور شہر بغداد کی خون رلا دینے والی تباہی جس میں ۲۴ لاکھ علماء و فقہا و زہاد بھیڑ بکری کی طرح ذبح کئے گئے۔ علقمی وزیر اور نصیر الدین طوسی کی سازش اور اسی منحوس نزاع کا نتیجہ اور کرشمہ تھا۔ ایرانیوں اور ترکوں کی خونخوار لڑائیاں جو آخر دونوں سلطنتوں کی ضعف اور بالآخر نصاریٰ کا نخچیر لاغر بنا دینے کا باعث ہوئیں۔ اسی خانہ برانداز نزاع کا نتیجہ تھیں اور یوں قوموں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ عیاں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کے فیصلہ کی کوئی صورت بھی ہے؟ مگر چونکہ یہ نزاع دینی اور ایمانی ہے۔ ضروری ہے کہ کوئی زبردست دینی رہنما ہی اس کے فیصلہ کا متکفل ہو۔ ارضی حاکموں اور مادی پیچوں سے تو یہ قضیہ پاک ہوتا نظر نہیں آتا تو اب دینی حاکم دو ہی مانے گئے ہیں قرآن و حدیث اور شیعوں کے نزدیک اس کے سوا بھی جو کچھ ہو۔ احادیث کا یہ حال ہے کہ شیعوں کی الگ سنیوں کی الگ۔ علاوہ بران اگر وہ حدیثیں علوی فریق کی ہیں تو تقیہ کے داغ اور احتمال کے سبب سے قابل اعتماد نہیں ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے اور شیعہ اس کے قایل اور گواہ ہیں کہ آئمہ اطہار سدا مغلوب اور مظلوم اور مقہور رہے ہیں کبھی ان کے پاک مونہوں سے جو سنیوں کے اکابر کی مدح و ثنا نکلی ہے اور جس سے شیعوں کی مستند کتابیں خالی نہیں تو شیعان پاک نے بڑے وثوق سے اور بڑی صفائی سے اس کی یہ توجیہ فرمائی ہے کہ چونکہ جناب معصوم علیہ السلام کی مجلس پاک میں چند زبردست ناصبی بیٹھے تھے حضرت امام نے ان کے ڈر سے تقیۃً زبان سے وہ تعریف کر دی جو ان کے پاک دل میں نہ تھی۔ ایسا ہی سلیم الفطرت کے نزدیک یہ احتمال بھی ساتھ ساتھ چلتا ہے کہ جو سنیوں کے اکابر کی ہجو ان کے مونہوں میں دی جاتی ہے وہ ان تیز مزاج دشمنان صحابہ کی تالیف و مدارات کے لئے انھوں نے کی ہو جو ہمہ وقت ان کے حضور میں بیٹھے تھے۔ اسلئے کہ تاریخ افسوس کے ساتھ یہ شکایت کرتی ہے کہ آئمہ اطہار کے شیعان پاک جناب امیر

علیہ السلام سے لے کر آخر تک منہ زور اور سرکش اور آزاد رہے ہیں - اور حضرات آئمہ نے ان فتنہ پرداز منہ زوروں سے ڈر کر بسا اوقات بہت کچھ کہا اور کیا ہے - یہ دو احتمال جو درحقیقت واقعہ محققہ اور تاریخی ثبوت سے مزین ہیں آئمہ معصومین کے اقوال اور اعمال کی طرف سے ایک محقق کو مایوس کر دیتے ہیں -

خود آئمہ اطہار کے جد بزرگوار جناب امیرؑ کا یہ حال رہا کہ وہ ان پر رعب اور کمال عروج پر پہونچے ہوئے خلفا کی حضور میں جاتے بیٹھتے مشوروں میں شریک ہوتے اور ان کی مہربانیوں اور انعامات سے کافی حصہ لیتے - شیعوں کی مستند کتابوں میں جناب امیر علیہ السلام کی زبان سے خلفای راشدین کی مداح وثنا میں عجیب الفاظ مذکور ہیں - اگر یہ سب کچھ بقول شیعان پاک کے تقیہ (نفاق) کی کارروائی تھی اور باطن میں سخت عداوت و بغض تھا تو ایک غیور عقل پسند انسان سمجھ سکتا ہے کہ ایسے لوگ انسانی جماعت میں کسی ادنی سی جگہ میں بھی بیٹھنے کے لایق نہیں سمجھے جا سکتے چہ جائیکہ ان کو اعتقاد و ایمان کے پاک اور قیمتی امانت سپرد کی جائے اور اگر وہ راستباز صدیقی جماعت کی ہیں تو خود شیعوں کے نزدیک وہ قابل اعتماد نہیں - اس صورت میں بجز اس کے کہ ہم ایک ایسی دست آویز پر فیصلہ کا مدار رکھیں جس کی صحت و قابل استناد ہونے میں فریقین سے کسی کو بھی کلام نہ ہو اور جو خدا تعالیٰ کی حفاظت کے مضبوط قلعہ میں جاگزین ہونے کے سبب سے انسانی دست برد اور تطاول سے ہمیشہ مامون و محفوظ رہی ہو اور کیا چارہ ہے وہ قرآن کریم ہے جس کو خود خدائے علیم و حکیم نے نور - کتاب مفصل - ہدی - حاکم - مبین اور مہیمن فرمایا ہے - اس حاکم کے حضور سے جو فیصلہ ہو جائے اسے قطعی سمجھا جائے سورۃ النور میں خدا فرما چکا تھا وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت منکم لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الی آخر الآیہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ استخلاف خدا تعالیٰ کا وعدہ اور حتمی وعدہ تھا جس کا خلاف ہونا ممکن نہ تھا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خلیفہ بنانا خود خداوند عالم کا فعل تھا - انسانی تدبیر اور منصوبہ اور سازش کا اس میں دخل نہ تھا - اور اس آیت نے ہمیشہ کے لئے قانون مستمرہ خداوند کریم کا بتا دیا کہ خلیفۃ اللہ ہمیشہ آسمان سے مقرر و منصوب ہو کر آیا کرتا ہے یہ کبھی نہیں ہوا اور نہ ہوگا کہ چند یا زیادہ انسان ملکر اپنی رائے و مشورہ سے سماوی تحریک و تائید کے بغیر کسی کو خلیفۃ اللہ بناویں - ہاں چونکہ تمدن عالم میں سلسلہ اسباب سے وابستہ ہے اسباب سے تمسک کرنا لابدی ہوتا ہے لہذا ظاہری صورت شوری و اجتماع کی ایسی ہی واقع ہوا کرتی ہے کہ گویا مادی کمیٹیوں اور اجتماعوں کی طرح خود اعضائے کمیٹی اپنے لئے پریسیڈنٹ منتخب کر رہے ہیں مگر ہوتا وہی ہے جو آسمان پر پہلے مقرر ہو چکا ہوتا ہے - اس لئے کہ خدائے متصرف مدبر بالارادہ کا پہلے ہو چکا ہوا وعدہ اور نفاذ پا چکی ہوئی مشیت انسانی منصوبہ اور نفس کی سوچی ہوئی تدبیر سے ہرائی نہیں جا سکتی - اور اس کے پرحکمت کاموں اور عجیب نظام کو ضعیف القوی محدود العلم انسان درہم برہم نہیں کر سکتا - یہی راز اس آیت کا ہے جو قرآن حکیم میں مکرر آئی ہے وما انتم بمعجزین اور کہیں فرمایا ہے وما نحن بمسبوقین یہ ایسی سچی ایمانی فلاسفی ہے کہ ایک مومن بالقرآن یا خدا تعالے کی عادات و سنن کو جاننے والا اس کا انکار نہیں کر سکتا بلکہ اس سے لذت اٹھاتا ہے - اب اس خدائی وعدہ کا تحقق اور وقوع کیونکر ہوا اور خدا تعالیٰ کے نظام عالم کے اسباب یا صاف صاف یوں کہو کہ آسمانی تائیدات اور الٰہی نصرتوں نے کیا جلوہ دکھایا اور کن کی حمایت میں جمع ہوئیں - صاف ظاہر ہے -

آپ لکھتے ہیں میں جناب علی کو خلیفہ بلافصل مانتا ہوں - ماننے کو آپ سو دفعہ نہیں ہزار دفعہ نہیں لاکھ دفعہ نہیں بلکہ ان گنت دفعہ مانئے مگر یہ تو بتائیے کہ اگر آپ لوگ اپنی روح کو مغالطہ نہیں دیتے اور ایک نادان بچہ کی طرح بیجان کھلونے اور گوڑیا سے تسلی نہیں پاتے تو اور کیا ہے - تعجب کی بات ہے کہ اگر حواس میں کندی نہیں اور مدرکات میں جان ہے تو ایک خلاف واقعہ بے اصل بات سے جی بہلتا کیونکر ہے - جناب صدیقؓ خلیفہ بلافصل ہوئے اور واقعہ میں ہوئے اور یقینا ہوئے - جناب فاروقؓ خلیفہ ثانی ہو کر اور واقعہ میں ہوئے اور یقینا ہوئے جناب ذی النورین خلیفہ ثالث ہوئے اور واقعہ میں ہوئے اور یقینا ہوئے جناب امیر خلیفہ رابع ہوئے اور واقعہ میں ہوئے اور یقینا ہو کر یہ تو حقائق ثابتہ اور واقعات متحققہ محققہ ہیں اور کسی ایک کو بھی مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اس واقعی اور عملی ترتیب و نظام سے اختلاف و انکار نہیں - اب آپ فرمائیے اور یہ تعصب سے ذرا الگ ہو کر فرمائیے کہ خلیفہ بلافصل علی چہ معنی دارد - یہ کوئی تثلیث کی طرح معما ہے جو دوسرے عالم میں کھلے گا یا آواگون کا چکر ہے جس کا بھید آج تک خود ماننے والوں پر بھی آشکارا نہیں ہوا - اگر یہ عقیدہ آپ لوگوں کا تثلیث و تناسخ کی طرح لاینحل اور دل خوش کن مسئلہ ہے - اور چونکہ قوم مان چکی ہے اور عورتیں اس لذیذ اعتقاد پر صدق دل اور رقت قلب سے قائم ہو چکی ہیں اس لئے اسے پالنا اور ماننا ہی ہے تو مبارک ہمیں کچھ تعرض نہیں دنیا میں پتھروں کو پوجنے والے عاجز انسان ضعیفہ کے پیٹ سے نکلے ہوئے ناتوان انسان کو خدا ماننے والے اور تثلیث جیسی قفل وسواسی سے دل لگانے والے آدمی بھی تو ہیں جن کی نسبت خدا کی حکیم کتاب لطیف پیرایہ میں کہہ چکی ہے

ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم و اباءکم ما انزل اللہ بھا من سلطٰن

یعنی تمہارے یہ معبود اور واجب التعظیم بزرگ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے بزرگوں نے رکھے ہوئے ہیں خدا کی کتاب اور اس کے فعل میں ان کے تحقق اور وجود کی کوئی سند نہیں - یعنی یہ بے حقیقت اشیا ہیں اور یوں ہی اسماء ہی ہیں انکا واقعی مسمی وجود میں کوئی بھی نہیں - وہ جو ہیں تو یقیناً قرآن کے الزام کے نیچے آ چکے ہیں اس لیے کہ وہ اُن اسماء موضوعہ مختلفہ کی کوئی حقیقت واقعہ موقع میں نہیں بتا سکیں - اور خدا تعالیٰ کی کتابوں اور فعل الٰہی نے انہیں سخت شرمندہ کیا ہے - اب آپ عزاداری اور شیعان پاک کے اولین و آخرین سے پوچھکر اور خوب مشورہ لیکر بتائیے کہ علی خلیفہ بلافصل ہے؟ اس کے لیے کتاب اللہ میں کوئی سلطان اور برہان اور کوئی حجت نیرہ؟ خدا تعالیٰ کے فعل یعنی واقعہ اور مشاہدہ میں اس کی کوئی سند؟ خدا تعالیٰ کے کلام نے لاریب اشتراکاً یعنی دوسروں کی شمولیت و تبعیت میں اُن کو خلیفہ کہا اور تسلیم کیا اور خدا تعالیٰ کے ایفاء وعدہ یعنی فعل الٰہی نے واقعہ اور مشاہدہ میں اُنکا چوتھا درجہ رکھا - یہی حق و صدق ہے اور یہی خدا کے کلام اور کام سے روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہے - اب وہ بلافصل خلیفہ علی خدا کے لیے بتائیے کون شخص ہے - اگر نرا اسم ہی اسم اور بلا حقیقت معدوم محض شے نہیں تو اور کیا ہے - اگر اتنا آپ لکھتے کہ میں جناب علی کو خلیفہ مانتا ہوں تو بات درست تھی اور اس میں نزاع ہی کسکو ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ سادہ اعتقاد اور طفولیت کی مانی ہوئی شے کی الفت نے آپکو لفظ بلافصل کی قباحت اور شناعت کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا - میرے دوست یہ نظام عالم ایک وجود رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اسکی حقیقت ہے سوفسطائیوں کی طرح وہم و خیال کا کارخانہ تو نہیں کہ بود کو نابود اور نابود کو بود مانا جائے - خلفائے راشدین کی ترتیب ایک واقعی نظام اور امر متحقق ہے - اس بود کے مقابل نابود کو (خدا کے علم میں نابود - خدا کی کتاب میں نابود خدا کے فعل میں نابود) بلافصل کہنا اور ایسا اعتقاد رکھنا سفسطہ اور دیوانگی نہیں تو کیا ہے - کیا ہی حسرت ہوگی اس دن جبکہ حقایق اشیا کما ہی ہی متمثل ہونگے اور ایمانی کیفیات کمیت اور وجود مشہودی کا جامہ پہنیں گی - آہ کیا ہی ندامت اور خجالت ہوگی اُس وقت جبکہ ان اپنے ہاتھوں کی تراشی ہوئی باتوں اپنے ہاتھوں کی گھڑی ہوئی سنگ و گل کے معبودوں کا کوئی وجود نہ ہوگا اور ان کے پجاری اور صانع اور خالق حسرت سے ڈھونڈیں گے اور چلاتے پھریں گے کہ اے الفا و میگا قادر مطلق خدا یسوع مسیح تو کہاں ہے جس کے لہو میں ہم نہائے اور اس پر بڑی بڑی امیدیں باندھ رکھی تھیں اور تجھ اکیلے کے لیے ہم نے سارے راستبازوں کو چور ڈاکو پرائی عورتوں کو اغوا کرنیوالے اور پوری حرام کار کہا اور مانا - اب تو کہاں ہے ہم غلطی سے سمجھ بیٹھے تھے یا سمجھائے گئے تھے کہ تو جلال کے تخت پر باپ کی داہنی بیٹھا ہوگا افسوس وہ خیالی بُت اور نفس کی تراشی ہوئی بات انہیں کہاں نظر آوے - وہ خدا کے عاجز سرنگون بندوں میں شامل مارے فزع و خوف کے کہیں دبکے بیٹھے ہوں گے - اسی طرح بلافصل اور کیا ماننے والے اور مسیح کی طرح انکی حقیقت اطراء کرنیوالے اس بلافصلیت کی رتبہ اور درجہ اور اُن اپنی طرفسے دئیے ہوئے بڑی بڑی خطابوں کے مصداق شخص کو ڈھونڈیں گے اور چیخ چیخ کر اور پھوٹ پھوٹ کر روئیں گے اور کہیں گے اے خلیفہ بلافصل اب تو کہاں ہے تیری خاطر ہم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار راستبازوں - خدا کے قدوسیوں - خاتم النبیین کے خلیفوں احمد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ میں جان دینے والوں کو اسکی راہ میں سینہ سپر کرنیوالوں عسرت کی گھڑیوں اور تنہائی کے وقتوں میں اس کی جان و مال سے مدد کرنے والوں - علماء اسلام کے پھیلانیوالوں اور آئمہ اطہار کے محسنوں مربیوں کو برا کہا غاصب کہا بے ایمان کہا - فاسق کہا اور کیا اور کیا کیا کہا - ہائے اب حقیقت کھلی کہ تو ہمارا عرض کیا ہوا ایک وہمی نام تھا - اور واقعہ میں تیری حقیقت وہ نہ تھی جو ہم نے اور ہمارے خود غرض آباء نے تراشے - درحقیقت بڑی حسرت ہے کہ سارا رونا پیٹنا اور برسوں کا ماتم و شیون بے سود چلے جائیں اور صحابہ کی ساری مطاعن اور مثالب شماریاں گناہوں کی شکل میں طوق گردن ہو جائیں - میرے دوست اسمیں آپ بہ غور کریں یہ انشا پردازی اور لفاظی نہیں - خدا آگاہ اور گواہ ہے کہ میں نے بڑے درد دل سے لکھا ہے اور یہ اسرار حقایق ہیں جو ایک طالب حق کی بصیرت کو بڑھاتے ہیں کوئی شخص بیباکی سے یوں ہی ہنسی میں اڑادے تو آسان بات ہے - مگر خدا کی کتاب اور خدا کی فعل یعنی کلام اللہ اور صحیفۂ قدرت دونوں کو اسی طرح مدنظر رکھ کر اپنے اعتقاد کا ثبوت دے تو بات ہے

ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان

آپ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ تشیع میں کونسی بیہودہ بات ہے اور کس بات میں شیعہ حد سے بڑھ گئے ہیں اور کیوں خواہ مخواہ ہم شیعوں کو ملامت کرتے ہیں - میرے دوست سچائی کا خون کرنا ایک ثابت شدہ واقعہ کا انکار کرنا ایک صریح باطل اور نابود شے کو حق اور بود کا لباس پہنانا - ایک فرضی بات کی خاطر خدا کی ہزاروں راستبازوں کو کوسنا اور ان راستبازوں نذر تبرّا بازی کا ہدف ٹھہرانا اور سب و شتم اور بغض و عداوت کو سینہ میں پالنے کو جزو ایمان کہنا اور خدا کے کلام اور کام کے خلاف ایک انسان کو وہ رتبہ دینا جسکا استحقاق خود خدا کی کتاب نے - خدا کے فعل نے - ملائکہ سماوی و ارضی نے اور ایک لاکھ سے زیادہ عباد اللہ الصالحین نے اُسکو نہ دیا تھا کیا یہ بیہودگی اور حد سے بڑھنا نہیں اور ظلم عظیم نہیں تو کیا ہے اور کیا راستباز غیور کا عمل نہیں کہ الفتاً کہ ایسی قوم کو ہر طرح سمجھائے - میں آپ کو بہت سی باتیں کہنا چاہتا تھا مگر بالفعل میں انہیں پر بس کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ میں حق کو سننے کا حوصلہ ہے کہ نہیں اگر آپ کی سعادت و رشد نے مجھے حوصلہ دلایا تو انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی کام کی باتیں سناؤں گا -

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

عاجز

عبدالکریم سیالکوٹی

از قادیان ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں میں سے کسی علاج کی ضرورت
پڑے تو اس مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز نہ خریدو یہ بے نظیر
مرہم فوراً اثر کرتی ہے ایسی ایجاد
آج تک کوئی مرہم نہیں ہوئی
مقام مرض پر
مرہم عیسیٰ
یا مرہم رسل یا مرہم حواریین
ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی کی یادگار ہے اس کے نہایت پرتاثیر اور عجیب وغریب ہونے کی سند بکثرت موجود ہیں
معزز بھائیو!
کوئی تعجب کی بات نہیں - مرہم عیسی اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ صلیب پر کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسی علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر ان کے حواریوں نے اس کو تیار کیا تھا خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ میں اترا اور مقدس بشر کے زخموں کے چنگا کرنے میں معجزہ ثابت ہوا - ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبوں نے اس کو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا - حکما یونانی
اصل بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے
حکیم محمد حسین
لاہور
بھاٹی دروازہ
سے طلب کرو
ان مرضوں کے لئے شفا ہے
ہر قسم کی طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر - گلٹیاں - چوٹوں کے زخم - پھنسی پھوڑے - گھاؤ - خارش - گنج - طرح طرح کی جلد کی بیماریاں - ہر قسم کے ناسور - پرانے گندے زخم - زخموں کے کیڑے - تلی کے ورم - بواسیر کے درد - ناخنوں کا سردی سے پھٹ جانا - جل جانا - کان سے ریم کا بہنا - جانوروں کا کاٹ لینا - عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ
قیمت فی ڈبیہ
(علاوہ محصول ڈاک)

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ ۔ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ون کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھائی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی ۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیری کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ سے خالص ممیرہ فی ماشہ عسے مصری سرمہ فی تولہ ۸ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے ۔ **المشتہر** پروفیسر میاسنگہ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور ۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگہ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش چشم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جالا کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اسلیئے ہر کسی کے لیئے استعمال مفید ہے خصوصاً مین جہان لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اسلیئے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے ۔
راقم ڈاکٹر ڈی ۔ ایم ۔ بی ۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگہ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوے تھے اور پڑوال پڑنے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا ۔ اس کی بینائی مین اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پروسکتی تھی ۔ اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی ۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و مشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جن کی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطہ جن کی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنی زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا ۔ میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے ۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لیئے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے ۔

(کتبہ) انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا (جمالی تغلی)

قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۸۹۹ء

نظر انصاف

جب کہ مین کئی مرتبہ کی متواتر درخواستون کے بدون کسی صاحب کے نام اخبار جاری نہین کرتا پھر یہ معنی میری سمجھ مین نہین آتی کہ بعض مہربان دوست جبکہ عند الطلب قیمت دینا نہین چاہتے یا اگر اُنسے قیمت طلب ہکٹ کے ذریعہ سے قیمت مانگی جاویگی تو پہلی درخواستون کی پروا نہ کرکے لکھدیتے ہین کہ آیندہ اخبار بند کیا جاوے پہلے کیون درخواست کرتے ہین شاید اُن کے خیال مین اخبار الحکم مفت دیا جاتا ہے۔ لہذا ایسے احباب براہ کرم آیندہ کے لئے یاد رکھین۔ کہ اخبار الحکم مفت تقسیم نہین ہوتا خدا کا شکر ہے کہ اس وی پی کے طریق سے ہمکو ایسے نا قدردانون کا پتہ چل گیا جو بدون نیت اخبار لینا چاہتے تھے ورنہ ہم یہ سمجھکر کہ قیمت آجاویگی تعداد خریداران کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے۔ اور آخر افسوس ہوتا۔ ضرورت ہوئی تو ان لوگون کے نام معہ زر مطالبہ اور انکی درخواست کے وقتاً فوقتاً درج اخبار کردینگے۔

پھر ہم یاد دلاتے ہین کہ آخر ۱۸۹۹ء تک سات تین سو روپیہ سے اوپر بقایا موجود ہے جسکو قیمت طلب پیکٹ بقایا دار کے نام جاری ہین اگر کسی صاحب

تصدیق المسیح

اس عنوان کے تحت مین ہم وہ الہامات وکشوف وقتاً فوقتاً درج کرینگے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصدیق مین ہمارے بعض دوستون کو ہوے یا انھون نے دیکھے ہین۔ چنانچہ آج کے نمبر مین دو زبردست اشتہار درج کرتے ہین جو سیالکوٹ اور لاہور سے شائع ہوے ہین۔

چونکہ حضرت اقدس امام موعود ؑ نے عام طور پر اپنے ایسے دوستون کو اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے خواب اور کشوف اور الہام خدا تعالے کی قسم کے ساتھ موکد کرکے مخالفون پر حجت پوری کرنے کے لئے شائع کرین۔

اس لئے ہم بذریعہ اخبار اطلاع دیتے ہین کہ جس کسی نے کوئی خواب یا کشف یا الہام حضرت اقدس وامجد کی تصدیق مین دیکھا ہو وہ ہمارے پاس بھیجدین اور اس کو جدا گانہ بھی بطور اشتہار شائع کردین۔

اب ہم امید کرتے ہین کہ جناب منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہوری اور ان کے گہرے دوست ان مخالف الہامات کے شائع کرنے مین دیر اور توقف نہ کرینگے جو ان کو ہمارے سید و مولےٰ خلیفۃ اللہ مرسل اللہ مؤید من اللہ امام ہمام انسان کامل نائب خیر الانام صاحب البرہان حجت اللہ آیت اللہ مہدی معہود مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام الی یوم القیام کی نسبت ہوئے ہین۔ کیونکہ اب یہ معاملہ پبلک کے سامنے آچکا ہے۔

اور صادق اور کاذب کی پرکھ کے لئے یہ موقعہ عمدہ ہے۔

اور سچے طالبان حق کے واسطے یہ وقت ہے فقط۔

(ایڈیٹر)

اشتہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لَا تَکْتُمُوا الشَّہَادَۃَ وَمَنْ یَّکْتُمْہَا فَاِنَّہٗ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ

نہ چھپاؤ شہادت کو اور جس نے چھپایا تو وہی ہے جس کا دل گنہگار ہے۔

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰہِدِیْنَ

اے رب ہمارے ایمان لائے ہم ساتھ اس کی جو تو نے نازل کیا اور تابعداری کی ہم نے اس رسول کی پس لکھ لے تو ہم کو گواہوں میں۔

اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود کے منجانب اللہ ہونے پر آپکی تصدیق میں ایک سچی شہادت

میں سید امیر علی شاہ ولد سید بہار شاہ ساکن سیدانوالی تحصیل سیالکوٹ اس تحریر کو حضرت امام برحق میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصدیق و تائید میں ان الہامات اور رؤیا کی بنا پر جو مجھکو آپ کے منجانب اللہ مسیح موعود اور امام برحق ہوکر دنیا میں نازل ہونے کی بابت ہوئے ہیں اور جن پر میں علی وجہ البصیرۃ یقین رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنے الہامات اور رؤیا کو خدا تعالیٰ کی طرف سے پاتا ہوں بطور اشتہار شائع کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یقینی علم پاکر یہ شہادت ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی واقعی وہی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں جو حسب مراد احادیث صحیحہ حضور رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور اشارات قرآن مجید کلام پاک رب حمید بغرض اصلاح امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام و رفع فتنہ زمانہ موجودہ چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہوکر آئے ہیں اور میں صدق نیت کے ساتھ مخلوق خدا کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ مجھکو یہ الہام اور رؤیا کی دولت محض بطفیل حضرت مرزا صاحب ایدہ اللہ کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے اور صرف اسی امام برحق کے قدموں میں حاضر ہونے کی وجہ سے یہ شرف بخشا گیا ہے۔

میں ان فیوض و برکات کو جو حضرت مسیح موعود کے سلسلہ پاک میں داخل ہونے سے شامل حال عاجز ہوئے ہیں بیان نہیں کرسکتا وہ الہامات اور رؤیا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز پر وارد ہوئے یا اب ہوتے ہیں سلسلہ وار اور تاریخوار میری کتاب یادداشت میں قلمبند موجود ہیں۔

میں اس مالک حقیقی کے حضور میں اپنے اس پاک تعلق کے قائم ہو جانے پر وہ سرور پاتا ہوں کہ بیان نہیں کرسکتا میرے مالک سے میرا یہ تعلق ماہ جنوری ۱۸۹۹ء سے شروع ہوا ہے اور اس وقت سے اب تک برابر مجھکو حضرت مرزا صاحب کے امام برحق ہونے کے کھلے کھلے نشانات ملے ہیں۔ میں نے آپ کے مراتب روحانی کو جو دربار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم میں آپ کو حاصل ہیں۔ اپنا کئی رؤیا میں مشاہدہ کیا ہے اور مجھے دکھلایا گیا ہے آپ کی اس شان کو جو عالم بالا میں آپکو حاصل ہے۔ میں اگر ان سب مشاہدات کو درج کروں تو اشتہار اشتہار نہ رہے بلکہ ایک کتاب ہو جاوے۔ مگر چونکہ اس وقت سے اس اشتہار کو مخلوق خدا کے سامنے صرف اس امر کے لئے پیش کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کے امام برحق ہونے پر سچی شہادت ادا کروں۔ اس لئے میں ان مشاہدات میں سے جو کل الہامات اور رؤیا کو ملا کر تخمیناً دو ہزار پانچسو سے زیادہ ہیں اور میری کتاب یادداشت میں بقید تاریخ مسلسل درج ہیں بارہ رؤیا سال رواں کے اندراج سے بطور نمونہ درج کرتا ہوں۔

میں امید کرتا ہوں کہ مخلوق خدا میری اس تحریر کو امام آخر الزمان حضرت مسیح موعود مہدی وقت مجدد دوران کے حق میں ان کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے پر ایک شہادت تصور کریگی اور مجھے بجائے خود بھی اس مبارک موقعہ کے ملجانے پر ادائے شکر حق کا محل ہے کہ میں اس سچی شہادت کو جو محض خدا کے واسطے ہے ادا کرکے ایک فرض سے سبکدوش ہوا ہوں۔

العبد
خاکسار سید امیر علی شاہ ولد سید بہار شاہ
ساکن سیدانوالی تحصیل سیالکوٹ
ضلع سیالکوٹ

۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء بعد از تہجد

(۱) آج بڑی رات سے کہ میں نماز تہجد کو اٹھا بعد فراغت نماز استغفار پڑھتے پڑھتے عالم غنودگی طاری ہوکر سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ گھوڑے پر سوار ہوں اور کسی طرف کو جا رہا ہوں۔ محمد حسین میرا پسر میرے ہمراہ ہے ایک دریا کناروں تک بھرا ہوا نظر آیا۔ دریا طغیانی میں ہے دل میں خیال کرتا ہوں کہ اب عبور کیسے ہوگا مگر گھوڑے برابر پانی میں رپ رپ چل رہے ہیں مندا نہیں رکتے۔ وہیں سے کسی شخص کی آواز آئی کہ آپ پل کے رستہ سے چلکر پار ہو جائیں۔ میں نے کہا کہ جو رستہ ہم نے پانا تھا پا لیا ہے اب کون سے عبور کی تلاش کرکے سہارا پکڑیں گے

دیکھتے رہو اسی رستہ سے گھوڑے
پار ہو جاتے ہیں یا نہیں - ہمارے امام
نے ہمکو یہی سیدھا رستہ بتایا ہے
ہم غیروں کے رستہ پر کیوں جاویں
اتنے میں حضرت امام ہمام علیہ السلام
سامنے نظر آئے - خوب صاف ستھری
جگہ تھی ہم سب وہاں بیٹھ گئے وہاں
ایک بڑا سا ڈھیر کئی سو من شکر تری کا
لگا ہوا ہے جس کو دیکھکر میں متعجب
ہو رہا ہوں کسی نے پوچھا یہ کیسا ڈھیر ہے
اور کس کا ہے میں جواب میں کہتا ہوں
کہ یہ ڈھیر ہمارے امام ہمام علیہ السلام
کی برکات و انوار کا ہے جو میرے سپرد
ہوا ہے جس کو حکم ہوگا اس پر تقسیم کرونگا
اسی گفتگو میں حضرت امام نے نماز کا
اشارہ فرمایا میں اٹھا اور وضو کرکے
نماز فجر میں مشغول ہوا اٹھتے اٹھتے
یہ الہام ہوا - واسئلوا اللہ من فضلہ
یعنی مانگو اللہ سے اس کا فضل -

۳ مارچ ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۲) ایک رات مجھکو قیامت کا عالم
دکھلایا گیا - انوار و برکات کے بھی عجائبات
مشاہدہ کئے اور مقامات خوف و خطر بھی
دکھلائے گئے وہاں ایک کرسی پر جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز
ہیں اور ایک طرف بہت قریب حضرت
مرزا صاحب بھی کرسی نشین ہیں - باقی
اصحاب کبار بھی اپنے اپنے درجہ کے موافق
مسند نشین ہیں نظر آئے اتنے میں
شراباً طہوراً کے تقسیم کرنے کا ارشاد
ہوا ہے - حضرت مرزا صاحب علیہ السلام
نے فرمایا کہ اول سید امیر علی شاہ کو سب
سے زیادہ ایک بڑا سا گلاس پر کرکے
دو - میرا پسر محمد حسین جو جماعت دہم انٹرنس
میں پڑھتا ہے وہاں موجود ہے - ارشاد
ہوا کہ اس کو نصف گلاس شراباً طہوراً
کا دو - جب وہ گلاس اس کو ملا تو پاس
سے کسی نے کہا کہ بقیہ دیگر چھوٹے بچوں
کو بانٹو مگر اس نے انکار کیا اور کہا کہ
یہ تو مجھے ہی عنایت ہوا ہے میں کسی اور
کو کس طرح سے دوں - پھر کیا دیکھتا ہوں
کہ ایک جانور جو قد میں گھوڑے سے کم
اور خچر سے زیادہ ہے مگر شکل اس کی
ہو بہو خچر کی سی معلوم ہوتی ہے موجود
ہے - محمد حسین پسرم کود کر اس پر
سوار ہو گیا ہے اور زور سے دوڑاتا
ہوا اس کو لے گیا ہے سواری کی حالت
میں شراباً طہوراً بھی پیئے جاتا ہے
میں وہاں قدموں میں بیٹھا ہوا اس
مجلس کے انوار و برکات جو نور و
برکت سے معمور ہو رہی ہے مشاہدہ
کر رہا ہوں اور کل اہل مجلس حضور
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
باادب دم بخود بیٹھے ہیں اور طہارت
اور تقوے کے بارہ میں ارشاد ہوتا
ہے - میں کسی کی آواز سنکر بیدار ہو گیا -

۱۱ اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۳) آج رات ایک ایسی مجلس پاک
منعقد دیکھی کہ جس میں آیات قرآنی
کا بیان ہوکر اول درجہ کی تقریریں
اور مقالات روحانی ہو رہے ہیں
اور حضور امام برحق کے سلسلہ پاک
کے معتقدین خلق اللہ کو بڑے جوش
سے وہ تقریریں سنا رہے ہیں اور
حضرت امام برحق علیہ السلام کو دیکھا
کہ آپ کرسی نشین ہیں - سبحان اللہ
کیسی قیل و قال احکام اللہ و رسول
کی ہوتی دیکھی کہ جس کا لطف بیان
میں نہیں آسکتا - ہر ایک چھوٹے
بڑے کے دل لذت اور سرور سے
بھرے ہوئے ہیں اور اس لطف سے محظوظ
ہو رہے ہیں اسی عالم میں یہ الہام
ہوا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ -
یعنی اور ہم ایسا ہی بدلا دیتے ہیں نیکو
کاروں کو - یہ الہام سنکر میں بیدار ہوگیا
تو ابھی تہجد کا وقت تھا نماز میں مصروف
ہوا بعد فراغت استغفار شروع کیا پھر
غنودگی سی ہوئی اور الہام ہوا عَسٰی
رَبِّيْ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ
یعنی امید ہے کہ میرا رب دکھاوے مجھکو
سیدھی راہ -

۱۸ اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۴) - آج رات یہ عجیب و غریب نظارہ
دیکھتا ہوں کہ حضرت امام ہمام علیہ السلام
تقوے اور طہارت کا وعظ فرما رہے
ہیں اور عجیب عجیب کلمات طیبات بڑی
جوش سے بیان فرماکر اپنے مریدوں کو
متنبہ کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ
تم سب ہوش کرو اور اتقا کی طرف بہت
رجوع لاؤ اور اللہ اور اس کے رسول
علیہ الصلوۃ والسلام سے ڈرو اور دل
و جان سے سچے اعتقاد کے ساتھ نماز
ادا کرو اور عبادت کرو کیا تم نے نہیں سنا
کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ
تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ یعنی نماز
روکتی ہے برے اقوال اور برے
افعال سے اور پھر قرآن بار بار منادی
کرکے کہہ رہا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یعنی
اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ
سے اور ایمان لاؤ ساتھ اس کے رسول
کے - اور ہم دعا کر رہے ہیں کہ خدایا خشک
ڈالی ہمارے باغ سے کاٹ ڈال -
جب حضرت کے منہ سے یہ کلمات نکلے
تو کل حاضرین مجلس بلند آواز سے گڑگڑاکر
ایسے روئے کہ حواس باختہ ہوگئے
پھر فرمایا ہوش کرو اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ یعنی تحقیق فضل اللہ کے
ہاتھ میں ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے -

۲۷ اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۵) آج رات یہ عاجز اپنے آپکو ایک
بڑے اونچے پہاڑ پر دیکھتا ہے - ایک
اونچے ٹیلہ پر جا چڑھا ہوں - نیچے کیطرف
نگاہ کی تو معلوم ہوا کہ اس پہاڑ کے دامن
میں ایک بڑا بھاری دریا بہ رہا ہے
پانی ایسا صاف و شفاف پاکیزہ ہے
کہ جو اس بلندی کے چہرہ اور بدن
اس میں برابر نظر آتا ہے اور اس ٹیلہ سے
پہاڑ کے نیچے تک بہت ہی عمدہ پختہ
سیڑھیاں بڑی فراخ بنی ہوئی ہیں - ایک
بزرگ مجھے وہاں فرماتے ہیں کہ ان

سیڑھیوں کے رستہ نیچے جاکر اس دریا میں خوب غوطے لگا کر نہاؤ اور غسل کر کے بدن صاف کرلو یہ دریائے وحدت ہے اس میں غوطہ لگانا آپ کے واسطے بڑا ہی ضروری ہے ۔ میں حسب ایمائے بزرگ موصوف دریا کے کنارہ پر گیا ہوں دریا بڑا ہی گہرا معلوم ہوتا ہے پانی تو خوب ہی صاف ہے ۔ مگر میں گہرائی سے ڈرتا ہوں مجھے غوطہ لگانے سے خوف معلوم ہوتا ہے مگر وہ بزرگ مجھے پیچھے دھکیلتے ہیں اور دریا کی طرف رجوع دلاتے ہیں میں نے دریا کے اندر جاکر خوب غسل کیا اور بعد فراغت انہیں سیڑھیوں کے رستہ پھر پہاڑ پر چڑھ گیا ہوں ۔ اللہ اکبر کی آواز کان میں آئی ۔ اور چونک اٹھا ۔ جسم کانپتا تھا ۔ چونکہ تہجد کا وقت تھا وضو کر کے نماز میں مصروف ہوا اور استغفار پڑھنا شروع کیا ۔

۲۹ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۶) آج رات کو ایک مجلس میں ہوں بڑا بھاری مردمان کا انبوہ ہو رہا ہے ۔ ان سب کی نگہبانی اس عاجز کے سپرد ہوئی ہے اس وقت کا سمان عجیب تھا مکان فراخ اور روشنی ایسی کہ باوجود رات ہونے کے ہزارہا لوگ نظر آتے تھے ۔ میں کبھی تو بیٹھ جاتا اور کبھی اٹھ کر سب کی طرف نظر ڈالتا تھا ۔ ایک شخص ہندو کو بھی وہاں دیکھا ۔ مگر میں ابھی اس کی بابت میں سوچتا ہی تھا کہ کسی نے اس کو اس مکان کے احاطہ سے باہر نکال دیا میں نے پوچھا کہ یہ شخص کیوں نکالا گیا تو مجھے جواب ملا کہ اس نے آپ کی شکایت کی تھی اس لئے اس مکان سے خارج ہوا ۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ عالی شان سوار ونکی ایک جماعت تشریف لائی ۔ ابھی جماعت پاک کچھ فاصلہ پر ہی تھی کہ خوشبو سے مکان مہک گیا اور دماغ معطر ہو گئے ۔ میں نے دریافت کیا کہ سبحان اللہ یہ خوشبو کی لپٹیں اس مکان میں ہمارے ارد گرد کہاں سے آئی ہیں کسی صاحب نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نیز حضرت اقدس میرزا صاحب علیہ السلام تمہاری طرف تشریف لا رہے ہیں ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا ۔ میں نے عرض کیا کہ خوشبو سے اس وقت معطر تو ہو رہا ہوں مگر ابھی تک زیارت سے مشرف نہیں ہوا کسی بزرگ نے پاس سے فرمایا کہ تمہارے مکان میں جلوہ فرما ہیں دیدار فیض آثار سے شرف حاصل کر لینا ۔ میں اس خوشبو میں ایسا بے خود اور محو ہو رہا ہوں کہ ہوش نہیں رہی ۔ میں ابھی اسی حال میں تھا کہ کسی نے آواز دیکر جگا دیا ۔ اٹھ کر مصروف نماز تہجد ہوا ۔

۲۷ مئی سنہ ۱۸۹۹ء قبل از نماز تہجد

(۷) آج شب کو جناب امام برحق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی اور آپ کے حضور میں اس عاجز نے عرض کیا کہ یا مولیٰ بہت غم و الم میں ہوں جب یوم الحشر کی حالت یاد آتی ہے اور یوم الجزا کی نسبت تصور کرتا ہوں تو اس قدر فکر و تردد ہوتا ہے کہ ہوش و حواس قائم نہیں رہتے ۔ جناب نے فرمایا کہ خدا اور رسول کی اطاعت دل و جان سے مقدم رکھو ۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ یعنی جس نے تابعداری کی میری ہدایت کی پس نہیں خوف ان پر اور نہ وہ غم کھاوینگے ۔ حضرت نے دیگر آیات قرآنی بیان فرما کر مطمئن فرمایا اور ظاہر و باطن کے تزکیہ کی بڑی تاکید فرمائی ابھی حالت میں تھا کہ وقت تہجد کا ہو گیا اٹھ کر نماز ادا کی اور استغفار میں مشغول ہوا ۔

۲۴ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء قبل از نماز تہجد

(۸) آج رات حضرت امام برحق علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ اپنے مواعظ حسنہ سے اپنے خادموں کو مسرور فرما رہے ہیں کیا ہی مبارک شب تھی ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اے عزیزو مبارک ہیں جو متابعت اللہ و رسول میں اپنا وقت عزیز صرف کرتے ہیں و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول میں سرگرم ہیں اور شیطان مردود اور اس کی دعوتوں سے باز رہتے ہیں و لا تتبعوا خطوات الشیطٰن پر عمل کرتے ہیں ۔ جب ان کلمات سے مشرف و ممتاز فرما چکے تو مجھے محمد شفیع پسر زادہ خود نظر آیا اور میں نے دیکھا کہ سراپا نور ایک بزرگ اس سے محبت اور پیار کرتے ہیں ۔ مجھ سے ذرا فاصلہ پر تشریف فرما تھے میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں جو میرے لخت جگر سے پیار کر رہے ہیں اس کے جواب میں مجھے حضرت امام برحق نے فرمایا کہ آپ نہیں پہچانتے یہ آپ کے جد امجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ مجھ کو دیکھ کر ازبس خوشی حاصل ہوئی اور چاہتا تھا کہ اپنے رہنما اور ہادی کے ہمراہ قدم بوسی کا شرف حاصل کروں کہ اتنے میں آواز آئی کہ تہجد کا وقت ہے اور مصروف نماز ہوا اور بعد ازاں استغفار اور درود شریف میں مشغول ہو گیا ۔

۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۹) آج میں نے بڑی رات اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کی اور استغفار پڑھتا پڑھتا سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مکان نفیس میں بیٹھا ہوں وہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین و حسنین علیہما السلام تشریف لائے اور آپ نے اصحاب کو ارشاد فرمایا کہ یہ شیرینی جو بہشت کی گولیوں کی طرح ہے تقسیم کرو اول امیر علی شاہ کو ہمارے سامنے دو پھر سب کو بانٹو ۔ چنانچہ بارشاد عالی مجھکو بہت سی شیرینی عطا ہوئی اور میں نے کھانی شروع ہو گی ۔ باقی دیگر صاحبان حاضرین کو ملی جنہیں محمد علی شاہ اور محمد حسین ہر دو پسران عاجز بھی شامل تھے ۔

اسمٰعیل

ان کو بھی وہ شیرینی ملی - مین بجائے خود بہت شکر گذاری کرتا تھا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی مہربانی ہے کہ مجھکو یہ نعمت عظمیٰ بخشی اور دیدار فیض آثار سے مشرف و ممتاز فرمایا - اسنتے مین فجر کی اذان ہوئی اور مین نماز کے واسطے اٹھا۔

۲۱ - ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۱۰) آج مین نے جناب امام ہمام ہادی انام علیہ السلام کو ایک مجلس منعقد فرماتے ہوئے دیکھا - بہت سے معتقدین دو زانو ہو کر باادب خاموش سر جھکائے خدمت معلی مین بیٹھے ہین اور جناب کلمات طیبات سے ہر ایک کے دل کو منور فرمارہے ہین یہ عاجز بھی ان پاک قدسون مین بیٹھ گیا - کیا دیکھتا ہون کہ ایک مستاق بیدین مرتد نے جناب پر حملہ کرنا چاہا بلکہ کردیا - ہم سب کھڑے ہو گئے مین نے ایک لاٹھی اٹھا کر اس پر وار کرنا چاہا تو وہ میرے آگے بھاگا مین نے اس کا تعاقب کیا - مین یہ چاہتا تھا کہ اس کو مار کر فی النار کردون - مگر فرار ہو کر نکل گیا - مین واپس قدمون مین حاضر ہوا - حضرت خندہ پیشانی ہو کر فرمانے لگے کہ یہ لوگ ایسے ہی حملہ کرتے ہین اور ۱۸ سال سے کرتے چلے آتے ہین - مگر آخر ذلیل وخوار ہونگے بہت سے نشان بھی یہ لوگ دیکھ چکے ہین مگر ان کے دلون کی سیاہی دور نہین ہوتی سب کو دعا کرنی چاہیئے کہ خدا انکو ہدایت کرے اور یہ راہ راست پر آوین لاٹھی سونٹا کرنے سے ان کا درست ہونا ناممکن ہے - دعا سے کام لینا چاہیئے ہم سب چپ چاپ سنتے رہے آمنا وصدقنا کہتے رہے اتنے مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان رونق افروز ہوئے سب تعظیم وتکریم مین سرو قد کھڑے ہو گئے جناب رسالتماب صلعم حضرت امام برحق کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے ہین آپ امام ماموریں اللہ ہین جو میری امت سے آپ کی بیعت مین نہ ہوگا وہ جہنم کی راہ حاصل کرے گا - آپ سمجھانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھین۔

۲۳ ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۱۱) آج مجھے ایک ایسے مکان کا مشاہدہ کرایا گیا کہ پہلے کبھی اس کا نظارہ نہین ہوا - کیا دیکھتا ہون کہ اس مکان مین ایک ترازو آویزان ہے مین نے ایک صاحب سے جو وہان کھڑے تھے پوچھا کہ یہ کیسا مکان ہے اور یہ ترازو کیا ہے انھون نے فرمایا کہ یہ عرش معلی اور یہ ترازو میزان عدل ہے اور جس امام الزمان کی آپ بیعت مین ہین ان کی بردباری - تحمل سکوت صبر وشکر ایک پلہ مین رکھا گیا ہے - اور جبر وتعدی دشنام دہی وظلم ظالمان ایک پلہ مین - آپ نے دیکھا کہ وہ پلہ جس مین حضرت مسیح موعود کا صبر وشکر اور تحمل وبردباری ہی کس قدر بھاری ہے باوجود اس قدر شدت جور وجفا وصبر وظلم کے اس امام برحق کا صبر اور تحمل فوق لیگیا ہے اللہ تعالے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس امام مقبول پر از بس راضی وخوشنود ہین - جن صاحب سے میری یہ گفتگو ہورہی تھی معلوم نہین ہوا کہ وہ کون صاحب ہین - مگر جب امام الزمان کا نام آتا ہے تو آنکھین بند کرکے بہت ادب سے سر جھکا کر اسم مبارک لیتے ہین - پھر اسی اثنا مین کیا دیکھتا ہون کہ گھوڑے پر سوار ہون اور کسی اور طرف کو جارہا ہون بارش شروع ہو گئی ہے اور لگاتار مینہ برس رہا ہے کہ زمین خوب تر ہو گئی ہے جاتے جاتے رستہ مین ہی ایک شخص کہ جس کے پاس کچھ بتاشے اور برتن روغن زرد سے بھرا ہوا ہے اور کچھ نقدی - مجھے کہتا ہے کہ آپ کی نذر لیکر آیا ہون - مین لینے سے انکار کرتا ہون کہ مین اس لایق نہین ہون مگر وہ نہین مانتا اور اصرار کرتا ہے مجبوراً مین خاموش رہا اسی حال مین کسی نے بلند آواز سے اذان دی اور مین بیدار ہو گیا اور نماز مین مصروف ہوا۔

۲۶ ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۱۲) آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت سواری براق دیدار فیض آثار سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا کہ ۲۳ ستمبر ۱۸۹۹ء کو مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ومہدی مسعود کی حالت عرش معلی پر مفصلاً دیکھ چکے ہو - آؤ آج لخت جگر امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کی حالت جو گذر چکی ہوئی ہے عرش منور پر مشاہدہ کرو جب مین حسب الارشاد عالی ہمرکاب چلا تو اس وقت حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام ومحمد حسین پسرم بھی کہ اسی مہینہ مین بیعت حضرت مثیل مسیح سے مشرف ہو چکا ہے ہمرکاب ہی مین نے عزیز محمد حسین کو جناب رسول اللہ صلعم کی حضور مین پیش کیا کہ اسپر رحم فرما کر دینی ودنیوی کامیابی کی سرفرازی بخشی جاوے پھر مین نے محمد حسین کو کہا کہ جلد آگے بڑھکر قدمبوسی حاصل کرو - چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار تھے اور ہم اپنے امام برحق علیہ السلام کے ہمرکاب قدمون مین چلے جاتے تھے محمد حسین دوڑا اور رکاب عالی پر سر جھکا کر قدمبوسی کرنے لگا جناب نے براق کو کھڑا کرکے فرمایا کہ یہ پڑھنا ہے خوب استقلال سے محنت کرے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پیار کیا - پھر آگے کو تشریف فرما ہوئے - اور مکان عرش معلی مین جس کی بابت پہلے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تھا پہونچے۔
کیا دیکھتے ہین کہ جناب امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کا صبر وشکر ایک ترازو کے پلہ مین فرشتگان ودیگر مقربان بارگاہ الٰہی رکھ رہے ہین اور دوسرے پلہ مین ظالمان جفاکار کا ظلم وتعدی رکھا جارہا ہے - مگر وہ ترازو ایسا ہے کہ ہر ایک پلہ اس کا گویا ایک عمدگی ڈنڈی

سے ملا ہوا ہے نور ہی نور نظر آتا ہے جس پلہ مین صبر و شکر حضرت امام حسین علیہ السلام کا رکھا جارہا ہے مین کثرت انوار کے سبب دیکھ نہین سکتا اور ایسا بیتاب و توان ہو رہا تھا کہ نظر جمتی نہین تھی - مگر ان جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام زمان علیہ السلام و دیگر مقربان دوران کی کارروائی دربارہ وزن خوب طرح سے نظر آرہی تھی اور شدت ظلم ظالمان جو ایک پلہ مین رکھا جاتا تھا دیکھکر غم اور خوف طاری ہوتا تھا اور کلیجہ کا پنتا تھا اس حال کے نظارہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت سواری براق مین فرمایا کہ دیکھا ظلم ظالمان بد شعار و صبر و شکر لخت جگر امام حسین علیہ السلام اور پھر ساتھ ہی استقلال - بھلا کوئی ایسے نازک اور جان گداز موقعون پر مستقل مزاج رہتا ہے - اے میرے عزیز و سب مصائب مین صبر اور شکر کے ساتھ مثل صبر لخت جگر کے ثبات قدم اور استقلال دکھاؤ کہ یہ بڑی بھاری صفت ہے - مین نے عرض کیا کہ یا کہو اس غلام کا دل منور فرمایا جاوے حکم دیا کہ اسی طرح سے تا بیداری پر مسیح موعود و مہدی مسعود مین کہ جس کے ہاتھ مین تمھارا ہاتھ دیتا ہون لگے رہو جو ان کے برخلاف ہے کافر ہے۔

مطبوعہ مفید عام پریس سیالکوٹ

اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

[illegible]

[illegible]

بخدمت منشی الہی صاحب [illegible]

منشی صاحب موصوف [illegible]

اعلی حضور جناب مرزا غلام احمد صاحب

رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے ساتھ (جنکو خدا تعالی نے ضرورت حقہ کے ساتھ اس صدی کے سر پر مجدد بنا کر مہدی و مسیح موعود کما ارسلنا الی فرعون رسولا کے عہدہ پر مامور فرمایا ہے) حسن ظن رکھکر ان کے دعوان اور الہامات کی اپنے قول و فعل و الہامات سے نہایت اطمینان و استقلال کے ساتھ حمایت و تاکید رہے اب تھوڑے عرصہ سے کسی وجہ سے ناراض ہو کر ناحق مخالفت پر کھڑے ہو گئے ہین اور سوء ظن کو کمال تک پہنچا کر اپنے الہامات کی تفسیر کا رخ بھی ناحق اس مقدس بشر اور اس کی جماعت کے برخلاف پھیر کر ایک ناگفتنی الزام و اتہام کا کفر تک نشانہ بنا رکھا ہے - اس سے میری طبیعت مین تحریک پیدا ہوئی اور مین نے اللہ تعالی کی حضور مین اس امر کی حقیقت کے انکشاف کے لئے بہت دعا کی - تب سے مجھے اکثر ایسے الہام ہو رہے ہین جن سے حضرت اقدس کی صداقت و بزرگی اور عند اللہ وجاہت آشکارا ہوتی ہے - جنمین سے چند ایک بطور نمونہ اس جگہ درج کرتا ہون -

(۱) ایک رات کو مینے خواب مین دیکھا کہ مدینہ منورہ مین روضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گیا ہون اور روضہ کے گرد خیمے نصب ہین - مینے ایک آدمی سے دریافت کیا کہ یہ خیمے کس کے ہین اسنے جواب دیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کے ہین - یہ (یعنی مرزا صاحب) روضہ کے گرد جھالر لگوا رہے ہین اس وقت میری نگاہ جھالر پر پڑی - جھالر نہایت ہی نفیس جالی دار پڑی تھی -

(۲) ایک رات کو مینے خواب مین دیکھا کہ مرزا صاحب کی کتاب نور الحق میرے ہاتھ مین ہے اور اسپر یہ شعر لکھا ہوا تھا ؎ الحمد [illegible] آیا [illegible] سہرا اسپر دھر کر آیا ہے -

(۳) ایک رات ایک شخص نے مجھے خواب مین کہا کہ ولتعرفنہم فی لحن القول تمھاری ہی شان مین آیا ہے -

(۴) عیسائیون کے مقدمہ کے وقت الہام تھا ولن ترضی عنک الیہود ولا النصری حتی تتبع اھواءھم -

(۵) مجھ حضرت مرزا صاحب نے ایک کاغذ دیا جس پر لکھا ہوا تھا - مرزا صاحب لوگون لنگڑون کے اچھا کرنے کے لئے آئے ہین

(۶) ۱۷ ستمبر ۱۸۹۹ء کو مینے خواب مین دیکھا کہ نہایت ہی خوبصورت گھوڑا مرزا صاحب کی خدمت مین گورنمنٹ نے ارسال کیا ہے اور اس گھوڑے کو دو اہل اللہ لیکر آئے ہین تب مینے کہا کہ مرزا صاحب گورنمنٹ کے ایسے سچے خیر خواہ ہین جس وجہ سے یہ گھوڑا اور ایسی عزت ملی ہے

(۷) آتھم کے ابتلا کے وقت یہ الہام ہوا الحق من ربک فلا تکونن من الممترین -

اور بہت سے الہام ایسے ہوتے رہتے ہین جن سے منشی صاحب کا صریح غلطی پر اور نا کام رہنا اور آخر کار اس مقابلہ مین ناکام رہنا واضح ہوتا ہے - انمین سے بطور نمونہ چند الہام درج کرتا ہون

(۱) کداب ال فرعون والذین کذبوا بایتنا اولئک اصحب النار

(۲) ہم اس کو راستہ مین ہی تہ کر دین گے) (اس سے یہ مراد ہے کہ حضرت اقدس کے بالمقابل منشی صاحب کو سخت ناکامی نصیب ہوگی جس سے وہ نہایت زیانکار ہون گے -

(۳) ایک دفعہ نماز تہجد کے بعد میرے دل مین خیال آیا کہ لوگ ملکر حضرت مرزا صاحب سے بارش کے واسطے دعا کی درخواست کرین تاکہ بارش ہو اور تمام خلقت جو تشنہ لبی قحط کی مصیبت سے بچ جاوے - حضرت اقدس کے مقابلہ مین مخالفین خود ہی دعا کرین پھر دیکھین کہ سچا کون ہے تب الہام ہوا -

(اس دعوی کو بھی آگے رکھ لیوین)

یہ تمام واقعہ مینے اپنی اہلیہ کو سنایا اس نے ایک [illegible] کے بعد کہا کہ [illegible] کسی شخص نے کہا ہے کہ [illegible] ہم نہین کہتے کہ الہی بخش صاحب [illegible] ایک [illegible]

کہا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے پکارا ہے۔

(۳) [illegible] ۱۸۹۹ء کی رات کو الہام ہوا [illegible]

[illegible] حیرت انگیز امر ہے کہ الٰہی الہامات جو ایک ہی سرچشمہ سے جاری ہوتے ہیں کیسے ایک دوسرے کے مخالف ہو سکتے ہیں۔ میں اس امر کے فیصلہ کے لئے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھکر حلفاً بیان کرتا ہوں کہ میرے مندرجہ بالا الہامات خدا کی طرف سے ہیں۔ میرا افترا نہیں۔ اگر میں افترا کرتا ہوں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت کا مستوجب ہوں۔

اب میں منشی الٰہی صاحب کی خدمت میں بڑے ادب و انکسار سے عرض کرتا ہوں کہ اگر درحقیقت وہ اس مخالفت پر نیک نیتی سے قائم ہوئے ہیں اور فی الواقعہ ان کے الہامات کا مشار الیہ حضرت اقدس ہی ہیں کوئی اور شخص نہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو اس کام میں کامل اطمینان و یقین کے ساتھ سچا سمجھتے ہیں تو خدا کے واسطے خلق اللہ کو اس عظیم فتنہ سے بچانے کے لئے میری صریح حلف کے ساتھ ان الہامات کو جو اُن کی اپنی صداقت اور حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب کی تکذیب میں ہوئے ہیں بہت جلد بذریعہ اشتہار شایع کردیں اور لکھدیں کہ ان میرے الہامات سے الٰہی منشاء حقیقی طور پر مرزا صاحب کی تکفیر و تکذیب ہے اور ان الہامات میں اور انکی تفسیر میں میرا اپنا کچھ افترا و دخل نہیں ہے۔ اگر میں افترا سے کام لیتا ہوں اور غلطی پر ہوں تو حق و باطل میں کھلی کھلی تمیز دکھلانے کے لئے خدا مجھے رسوا و ذلیل کرے۔ میں امید کرتا ہوں کہ منشی صاحب **فاصدع بما تؤمر** — بلغ ما انزل الیک من ربک۔ اما بنعمۃ ربک فحدث وغیرہ احکام الٰہی کو مدنظر [illegible] ضرور اپنے الہامات شایع کرکے دکھلا دیں گے [illegible] وہ مدعی حقیقت

بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد و خیر خواہ ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار

محمد علی۔ خادم حضرت اقدس مجدد الوقت مہدی و مسیح موعود جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ از لاہور ۱۲ ستمبر ۱۸۹۹ء

ضروری نوٹ

از جانب جناب مرزا غلام احمد صاحب مجدد الوقت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام

آج سے پہلے ۱۸ ستمبر ۱۸۹۹ء کو بروز دوشنبہ خواب میں دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے آہستہ آہستہ مینہ برس رہا ہے میں نے شاید خواب میں یہ کہا کہ ہم تو ابھی دعا کرنے کو تھے کہ بارش ہو رہی ہو رہی گئی میں نہیں جانتا کہ عنقریب بارش ہو جائے یا ہماری

الہام ۱۳ ستمبر ۱۸۹۹ء

ایک عزت کا خطاب

ایک عزت کا خطاب

لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃِ

ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا

کے متعلق خدا کی رحمت اور فتح و نصرت کی بارش ہماری جماعت پر ہوگی یا دونوں ہی ہو جاویں ہماری خواب سچی ہے اس کا ظہور ضرور ہوگا دونوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی یعنی یا تو خدا تعالیٰ کی مخلوق کیلئے باران رحمت کا دروازہ آسمان سے کھلے گا یا غیر معمولی کوئی نشان روحانی فتح اور نصرت کا ظاہر ہوگا مگر نشان ہوگا۔ نہ معمولی بات ہا۔

صاحبزادہ سراج الحق جمالی کے مکان کا چندہ

شیخ محمد جان صاحب وزیرآبادی	عا
بابو محمد صاحب کیمپ انبالہ	عا

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت ہا کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پر وال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۶؎ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۸؎ خالص ممیرہ فی ماشہ ۵؎ مصری سرمہ فی تولہ ۴؎ خرچہ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار دہندوں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگی صاحب بہادر ایم ایس سند یافتہ یورپ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض امتہ دیوی مسماۃ بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مرض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کو واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے کے لئے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید ببر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بینک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۹ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر کے باہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

جلد — قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۹ء — نمبر

قرآن کا خدا

جاننا چاہیئے کہ جس خدا کی طرف ہمین قرآن شریف نے بلایا ہے اس کی اس نے یہ صفات لکھی ہیں۔ هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم ۰ مالک یوم الدین ۰ الملک القدوس السلام المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر ۰ هو الله الخالق الباری المصور له الاسماء الحسنی یسبح له ما فی السموات والارض وهو العزیز الحکیم ۰ علی کل شیء قدیر ۰ رب العلمین ۰ الرحمن الرحیم ۰ مالک یوم الدین ۰ اجیب دعوة الداع ۰ الحی القیوم ۰ قل هو الله احد ۰ الله الصمد ۰ لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد ۰ یعنی وہ خدا جو واحد لاشریک ہے جس کے سوا کوئی بھی پرستش اور فرمان برداری کے لائق نہیں

یہ اس لیئے فرمایا کہ اگر وہ لاشریک نہ ہو تو شاید اس کی طاقت پر دشمن کی طاقت غالب آجائے اس صورت میں خدائی معرض خطرہ میں رہے گی اور یہ جو فرمایا کہ اس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ ایسا کامل خدا ہے جس کی صفات اور خوبیاں اور کمالات ایسے اعلے اور بلند ہیں کہ اگر موجودات میں سے بوجہ صفات کاملہ کے ایک خدا انتخاب کرنا چاہیں یا دل میں عمدہ سے عمدہ اور اعلے سے اعلے خدا کی صفات فرض کریں تو وہ سب سے اعلے جس سے بڑھکر کوئی اعلے نہیں ہو سکتا وہی خدا ہے جس کی پرستش میں ادنی کو شریک کرنا ظلم ہے پھر فرمایا کہ عالم الغیب ہے یعنی اپنی ذات کو آپ ہی جانتا ہے اس کی ذات پر کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہم آفتاب اور ماہتاب اور ہر ایک مخلوق کا سراپا دیکھ سکتے ہیں مگر خدا کا سراپا دیکھنے سے قاصر ہیں۔ پھر فرمایا کہ وہ عالم الشہادة ہے یعنی

کوئی چیز اس کی نظر سے پردہ میں نہیں ہے یہ جائز نہیں کہ خدا کہلا کر پھر علم اشیاء سے غافل ہو وہ اس عالم کے ذرہ ذرہ پر اپنی نظر رکھتا ہے لیکن انسان نہیں رکھ سکتا وہ جانتا ہے کہ کب اس نظام کو توڑ دے گا اور قیامت برپا کر دیگا اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کب ہوگا سو وہی خدا ہے جو ان تمام وقتوں کو جانتا ہے پھر فرمایا هو الرحمن یعنی وہ جانداروں کی ہستی اور ان کے اعمال سے پہلے محض اپنے لطف سے نہ کسی کے عمل کی پاداش میں ان کے لئے سامان راحت میسر کرتا ہے جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب اور زمین اور دوسری تمام چیزوں کو ہمارے وجود اور ہمارے اعمال کے وجود سے پہلے ہمارے لیئے بنا دیا اس عطیہ کا نام خدا کی کتاب میں رحمانیت ہے اور اس کام کے لحاظ سے خدا تعالے رحمن کہلاتا ہے اور پھر فرمایا کہ الرحیم یعنی وہ خدا نیک عملوں کی نیک تر جزا دیتا ہے کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔

اور اس کام کے لحاظ سے رحیم کہلاتا ہے اور یہ صفت رحیمیت کے نام سے موسوم ہے اور پھر فرمایا مٰلک یوم الدین یعنی وہ خدا ہر ایک کی جزا اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اس کا کوئی ایسا کارپرداز نہیں جسکو اُس نے زمین و آسمان کی حکومت سونپ دی ہو اور آپ الگ ہو بیٹھا ہو اور آپ کچھ نہ کرتا ہو وہی کارپرداز سب کچھ جزا سزا دیتا ہو یا آیندہ دینے والا ہو اور پھر فرمایا کہ الملک القدوس یعنی وہ خدا بادشاہ ہے جس پر کوئی داغ عیب نہیں یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں اگر مثلاً تمام رعیت جلاوطن ہو کر دوسرے ملک کی طرف بھاگ جاوے تو پھر بادشاہی قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر مثلاً تمام رعیت قحط زدہ ہو جائے تو پھر خراج شاہی کہاں سے آئے اور اگر رعیت کے لوگ اُس سے بحث شروع کر دیں کہ تجھ میں ہم سے زیادت کیا ہے تو وہ کون سی لیاقت اپنی ثابت کرے پس خدا تعالیٰ کی بادشاہی ایسی نہیں ہے وہ ایک دم میں تمام ملک کو فنا کر کے اور مخلوقات پیدا کر سکتا ہے اگر وہ ایسا خالق اور قادر نہ ہوتا تو پھر بجز ظلم کے اُس کی بادشاہت چل نہ سکتی کیونکہ وہ دنیا کو ایک مرتبہ معافی اور نجات دیکر واپس لیتا تو اُس صورۃ میں اُس کی خدائی میں فرق آتا اور دنیا کے بادشاہوں کی طرح ایک غدار بادشاہ ہوتا جو دنیا کے لئے قانون بناتے ہیں بات بات میں بگڑتے ہیں اور اپنی خود غرضی کے وقتوں پر جب دیکھتے ہیں ظلم کے بغیر چارہ نہیں تو ظلم کو شیر مادر سمجھ لیتے ہیں مثلاً قانون شاہی جائز رکھتا ہے کہ ایک جہاز بچا سکنے کے لئے ایک کشتی کے سواروں کو تباہی میں ڈالدیا جائے اور ہلاک کیا جائے مگر خدا کو تو یہ اضطرار پیش نہیں آنا چاہیئے پس اگر خدا پورا قادر اور عدم سے پیدا کرنے والا نہ ہوتا تو وہ یا تو کمزور راجوں کی طرح قدرت کی جگہ ظلم سے کام لیتا اور یا عادل بنکر خدائی کو ہی الوداع

کہتا بلکہ خدا کا جہاز تمام قدرتوں کے ساتھ سچے انصاف پر چل رہا ہے پھر فرمایا السلام یعنی وہ خدا جو تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے اس کے معنے بھی ظاہر ہیں کیونکہ اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا لوگوں کے ہاتھ سے مارا جاتا اور اپنے ارادوں میں ناکام رہتا تو پھر اس بدنمونہ کو دیکھکر کس طرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرر اور مصیبتوں سے چھڑا دے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ باطل معبودوں کے بارہ میں فرماتا ہے ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبھم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہ ان اللہ لقوی عزیز۔ الجزو نمبر ۱۷ سورہ حج۔ جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب ملکر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو کبھی پیدا نہ کر سکیں اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں بلکہ اگر مکھی کوئی اُنکی چیز چھین کر لیجائے تو انہیں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ مکھی سے چیز واپس لے سکیں ان کے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہیں کیا خدا ایسے ہوا کرتے ہیں خدا تو وہ ہے کہ سب قوتوں والوں سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب آنے والا ہے نہ اُسکو کوئی پکڑ سکے نہ مار سکے ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں وہ خدا کا قدر نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے کہ خدا کیسا ہونا چاہیئے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا امن کا بخشنے والا اور اپنے کمالات اور توحید پر دلائل قائم کرنے والا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ اس کے پاس

زبردست دلائل ہوتے ہیں لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت میں ہوتا ہے وہ بجائے دلائل بیان کرنے کے ہر ایک بیہودہ بات کو راز میں داخل کرتا ہے تا ہنسی نہ ہو اور ثابت شدہ غلطیوں کو چھپانا چاہتا ہے۔

اور پھر فرمایا کہ المھیمن العزیز الجبار المتکبر یعنی وہ سب کا محافظ ہے اور سب پر غالب اور بگڑے ہوئے کاموں کا بنانے والا ہے اور اُس کی ذات نہایت ہی مستغنی ہے اور فرمایا ھو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنیٰ یعنی وہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کا بھی پیدا کرنے والا اور روحوں کا بھی پیدا کرنے والا رحم میں تصویر کھینچنے والا تمام نیک نام جہاں تک خیال میں آ سکیں سب اسی کے نام ہیں اور پھر فرمایا یسبح لہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم یعنی آسمان کے لوگ بھی اُس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں اور پھر فرمایا علی کل شیء قدیر یعنی خدا بڑا قادر ہے یہ پرستاروں کے لئے بڑی تسلی ہے کیونکہ خدا اگر عاجز ہو اور قادر نہ ہو تو ایسے خدا سے کیا امید رکھیں اور پھر فرمایا کہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین اجیب دعوۃ الداع اذا دعان یعنی وہی خدا ہے جو تمام عالموں کو پرورش کرنے والا رحمن رحیم اور جزا کے دن کا آپ مالک ہے اس اختیار کو کسی کے ہاتھ میں نہیں دیا ہر ایک پکارنے والے کی پکار کو سننے والا اور جواب دینے والا یعنی دعاؤں کا قبول کرنے والا اور پھر فرمایا الحی القیوم یعنی ہمیشہ رہنے والا اور تمام جانوں کی جان اور سب کے وجود کا سہارا یہ اس لئے کہا کہ وہ ازلی ابدی نہ ہو تو اس کی زندگی کے بارہ میں بھی دھڑکا رہے گا کہ شاید ہم سے پہلے

فوت نہ ہو جائے اور پھر فرمایا کہ وہ خدا اکیلا خدا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا بیٹا اور نہ کوئی اس کے برابر اور نہ کوئی اس کا ہم جنس۔
اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید کو صحیح طور پر ماننا اور اس میں زیادت یا کمی نہ کرنا یہ وہ عدل ہے جو انسان اپنے مالک حقیقی کے حق میں بجا لاتا ہے یہ تمام حصہ اخلاقی تعلیم کا ہے جو قرآن شریف کی تعلیم میں سے درج ہوا ہے اس میں اصول یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام اخلاق کو افراط اور تفریط سے بچایا ہے اور ہر ایک خلق کو اس حالت میں خلق کے نام سے موسوم کیا ہے کہ جب اپنے واقعی اور واجب حد سے کم و بیش نہ ہو یہ تو ظاہر ہے کہ نیکی حقیقی وہی چیز ہے جو دو حدوں کے وسط میں ہوتی ہے یعنی زیادتی اور کمی یا افراط اور تفریط کے درمیان ہوتی ہے ہر ایک عادت جو وسط کی طرف کھینچے اور وسط پر قائم کرے وہی خلق فاضل کو پیدا کرتی ہے محل اور موقعہ کا پہچاننا اک وسط ہے۔
مثلاً اگر زمیندار اپنا تخم وقت سے پہلے بووے یا وقت کے بعد دونوں صورتوں میں وہ وسط کو چھوڑتا ہے نیکی اور حق اور حکمت سب وسط میں ہے اور وسط موقعہ بینی میں یا یوں سمجھو کہ حق وہ چیز ہے کہ ہمیشہ دو مقابل باطلوں کے وسط میں ہوتا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ عین موقعہ کا التزام ہمیشہ انسان کو وسط میں رکھتا ہے اور خدا شناسی کے بارہ میں وسط کی شناخت یہ ہے کہ خدا کی صفات کے بیان کرنے میں نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف جھک جائے اور نہ خدا کو جسمانی چیزوں کا مشابہ قرار دے یہی طریق قرآن نے صفات باری تعالیٰ میں اختیار کیا ہے چنانچہ وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ خدا دیکھتا سنتا بولتا جانتا کلام کرتا ہے اور پھر مخلوق کی مشابہت سے بچانے کے لئے یہ بھی فرماتا ہے کہ لَیْسَ

کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰہِ الْاَمْثَالَ
یعنی خدا کی ذات اور صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں اس کے لئے مخلوق سے مثالیں مت دو سو خدا کی ذات کو تشبیہ اور تنزیہ کے بین بین رکھنا یہی وسط ہے غرض اسلام کی تعلیم تمام میانہ روی کی تعلیم ہے سورۃ الفاتحہ بھی میانہ روی کی ہدایت فرمائی ہے کیونکہ فرماتا ہے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ
مغضوب علیہم سے وہ لوگ مراد ہیں جو خدا تعالیٰ کے مقابل پر قوت غضبی کو استعمال کر کے قوائے سبعیہ کی پیروی کرتے ہیں اور ضالّین سے وہ مراد ہیں جو قوائے بہیمیہ کی پیروی کرتے ہیں اور میانہ طریق وہ ہے جو اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ سے یاد فرمایا ہے۔
غرض اس مبارک امت کے لئے قرآن شریف میں وسط کی ہدایت ہے توریت میں خدا تعالیٰ نے انتقامی امور پر زور دیا تھا اور انجیل میں عفو اور درگذر پر زور دیا تھا اور اس امت کو موقع شناسی اور وسط کی تعلیم ملی چنانچہ اللہ فرماتا ہے
وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا
یعنی ہم نے تم کو وسط پر عمل کرنے والی امت بنایا ہے اور وسط کی تعلیم تمہیں دی سو مبارک وہ جو وسط پر چلتے ہیں
خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا

حضرت امام الزمان

حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود کی بیعت حضرت میاں کوٹھہ والے صاحب کی گواہی

حضرت کوٹھے والے صاحب سے پنجاب کے بہت تھوڑے لوگ ناواقف ہیں۔ حضرت مغفور و مبرور کی کفش برداری پر عبد اللہ غزنوی مرحوم کو بھی ناز تھا اور مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ساکن قلعہ میاں سنگھ بھی آپ کے خدام سے تھے۔ اور اس وقت بہت سے ایسے اچھے لوگ موجود ہیں جو ان سے انتساب پر فخر کرتے ہیں۔
مولوی برہان الدین صاحب جہلمی نے کئی بار مجھ سے ذکر کیا کہ وہ جب کوٹھے والے صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تو صاحب موصوف خلاف عادت انسی بکمال محبت و اکرام پیش آتے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں دل میں حیران ہوتا تھا کہ اس میں کوئی راز ضرور ہے۔ پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی بات نہاں کی نہاں رہی مگر جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت ہوا جب مجھ پر کھلا کہ حضرت کوٹھہ والے صاحب اُس نسبت کے سبب سے جو مجھے حضرت مہدی خلیفۃ اللہ علیہ السلام سے میسر آنے والی تھی مجھ سے پیار کرتے تھے
آج ہم مولوی برہان الدین صاحب کی فراست کو مبارک دیتے ہیں کہ اس نے خطا نہیں کی اور مولوی صاحب نے جو کچھ سمجھا تھا درست سمجھا تھا۔
آج ہمارے پاس ایک ثقہ صالح آدمی کی ایسی قسمیہ گواہی پہنچی ہے جو امید ہے بہت سے سعیدوں کی راہ نمائی اور حضرت امام زمان کی شناخت کا باعث اُن کے لئے ہوگی۔
نیک فطرت ضد و تعصب کی تاریکی سے نجات یافتہ مسلمان اس میں غور کریں خصوصاً وہ لوگ جو زبان سے حضرت کوٹھہ والے صاحب کی بزرگی کا اعتراف کرتے ہیں وقت کو غنیمت سمجھیں اور اس نعمت سے حصہ لینے میں جلدی کریں۔ جبکی صحبت میں ہزاروں ہزار صلحا و اتقیا مثل کوٹھے والے صاحب کے اس جہان سے رخصت ہوئے۔
اور اے حق کے خلاف میں جلدی کرنے والو اور بیباکی میں حد سے نکلنے والو اب تو خدا سے ڈرو۔ اور گواہی پر گواہی کو رد تو نہ کرتے جاؤ۔ اور اگر تم میں کوئی صلاح و تقویٰ ہے تو ایسی ہی کوئی گواہی تم بھی

اپنے لئے کہیں سے لاؤ۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ الآیہ۔

عاجز عبدالکریم از قادیان ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء

اور وہ شہادت یہ ہے

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

بخدمت شریف کاشف رموز نہانی واقف علوم ربانی جناب مرزا صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرضداشت اینکہ چونکہ فضیلت پناہ محمد یحییٰ اخوانزادہ صاحب در خدمت شما مشرف شدہ واپس آمد بارہا بمن اتفاق ملاقاتش افتاد ہر بار کہ ملاقاتش حاصل شدے ذکر جمیل آں جناب و تذکرہ خلق عظیم مولوی نور الدین صاحب بجا بیندے بحکم من احب شیئا اکثر ذکرہ ہر وقت برزبانش گفتگوئے شما و یار شما می بود آخر یک روز در اثنا بحث سخن از مہدی و عیسیٰ ومجدد درآمد ناگاہ ازز بانم برآمد کہ یک روز مرشد ما حضرت صاحب کوٹھہ والا فرمودند کہ مہدی موعود پیدا شدہ است لیکن ظاہر نشدہ است اکنوں فضیلت پناہ محمد یحییٰ اخوانزادہ صاحب دریں مصر شدہ کہ ایں اخبار بصورت گواہی قسمیہ بقلم خود بنویس پس من بحکم آیہ کریمہ وَلَا تَکْتُمُوا الشَّہَادَۃَ وَمَنْ یَّکْتُمْھَا فَاِنَّہٗ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ وَلَا نَکْتُمُ شَہَادَۃَ اللّٰہِ اِنَّا اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ۔ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْہَدُوْنَ الزُّوْرَ۔ گواہی بخامی میدہم کہ پیش از وفات خود حضرت صاحب کوٹھہ والا سال یا دو سال یعنی* در ۱۲۹۲ ہجری یا ۱۸۷۵ء با خواص خویش نشستہ از ہر باب گفتگو از معارف و اسرار میفرمودند ناگاہ سخن مہدی درمیان آمد فرمودند کہ مہدی موعود پیدا شدہ اما ظاہر نشدہ وَاللّٰہِ بِاللّٰہِ ثُمَّ تَاللّٰہِ کہ ایں راست و درست گفتہ ام نہ بہوائے نفس و یا غرض دیگر لیکن حضار مجلس ایں سخن را مقصود نہ دانستند کہ مہدی حیثیت و کجا باشد و کی باشد۔ اگر پرسیدہ شدے امید کہ مفصل بیان کردہ بودے اما مجمل باین الفاظ افغانی باین عبارت **چہ مہدی پیدا شوی دی او وقت د ظہوری ندی** ترجمہ مہدی موعود پیدا شدہ لیکن ظاہر نشدہ است فقط وسنہ وفات حضرت موصوف سلخ ذی الحجہ ۱۲۹۴ ہجری است و ایں عاجز را شوق شرف اندوزی آنجناب از حد زیادہ است دعا فرمایند کہ اسباب میسر شوند بخدمت شریف مولانا نور الدین صاحب تحیۃ سلام بشوق تمام قبول باد باقی السلام علیکم وعلی من لدیکم دست لرزان است اگر قصور رفتہ معاف فرمایند زیادہ ادب

راقم

حمید اللہ المشہور بملا صوات

از مقام پھورڑ ضلع ہزارہ علاقہ مانسہرہ یکم ماہ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔

رفیق ہند کا اجرائے ثانی

ہم بڑی خوشی اور مسرت سے اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ لاہور کا مشہور و معروف اخبار رفیق ہند جو بعض وجوہات کی وجہ سے بند ہو گیا تھا ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے پھر اشاعت پذیر ہوا ہے۔ رفیق ہند کے لائق ایڈیٹر کی زبردست تحریر اور زور قلم اور ملکی معاملات میں انکی مستند رائے کا عموماً اعتراف کیا جاتا ہے۔ اس لئے رفیق ہند کی کامیابی میں جہاں تک ان اسباب کی رعایت ہو سکتی ہے پوری امید ہے رفیق ہند کا پہلا نمبر ہمارے پاس پہنچ چکا ہے اور ہم نے اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھا ہے اس کے مضامین کی نسبت کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ رفیق ہند کی شستہ اور شایستہ تحریریں ہمیشہ سے پبلک میں وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئی ہیں۔ در اسم حق لگتی بات لکھتے ہیں کہ چشتی صاحب کے ذاتی مخالفوں نے نہیں نہیں حاسدوں نے بھی عموماً اس کی تعریف کی ہے۔ اور اردو خوان پبلک اس کو وسیع کر کے یوں کہو کہ پولٹیکل ریفارم کی خواہشمند دنیا رفیق ہند اور اس کے لائق ایڈیٹر سے خوب واقف ہے اس لئے ہم کو کسی قسم کے جدید انٹروڈیوس کی ضرورت نہیں جرنلزم کی فلاسفی چشتی صاحب خوب سمجھے ہوئے ہیں اور ان کے وسیع تجربہ نے اس فن میں انکو ایک خاص ملکہ عطا کیا ہے۔ اور مختلف معاملات میں پڑنے سے اس میں اور بھی وسعت ہو گئی ہے اس لئے اب کے رفیق ہند زیادہ مفید ثابت ہو گا۔

رفیق ہند اردو اخباری دنیا کی وقعت قائم کرنے کا ہمیشہ ایک آلہ سمجھا گیا ہے اور اب بھی امید ہے کہ وہ اخباری حیثیت کو جو اکثر ناواقفوں کے ہاتھ میں پڑ کر کمزور ہو رہی ہے پھر قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔ چنانچہ رفیق ہند کے پہلے نمبر ہی کو اگر غور سے پڑھا جائے تو اس میں کریکٹرزم کا جو طریق اختیار کیا گیا ہے وہ ہمارے ہم عصروں کو بہت مفید ہو سکتا ہے ہماری رائے میں اگر رفیق ہند کی ان ہدایتوں پر جو انھوں نے اپنے دستور العمل کے طریق پر بیان کی ہیں ایک اخبار نویس اختیار کرلے اور ہمارے خیال میں کرنا چاہیئے تو اس کو ان دقتوں اور شکایتوں کا موقع نہ ملے جو بعد میں نادہندگان کی شکایت

---

* یہ وہ زمانہ ہے جب امام الزمان سلسلہ عالیہ نے براہین احمدیہ شروع کی۔ ایڈیٹر

بیکسی اور مصیبت مین پھنس جانے پر کرنی پڑتی ہین بہرحال ہماری خیال مین رفیق ہند ایسے اخبار کی ضرورت تھی اور اشد ضرورت تھی - جو چشتی صاحب نے اپنے احباب کے اصرار سے پوری کر دی ہے - ہان ہم کو اتنا اور کہنا ہے کہا جاتا ہے کہ چشتی صاحب دھڑہ بندی اور پارٹی سپرٹ پھیلانے کے ہمیشہ سے خواہشمند ہین اس الزام کو گو بے حقیقت ہی سہی چشتی صاحب نے بھی عوام کے خیالات مین ذکر کیا ہے اس لئے امید ہے کہ وہ جیساکہ انھون نے اپنی پچھلی زندگی (یعنی رفیق ہند کی مسدودی اور اجرا سے حال کا زمانہ) مین ثابت کیا ہے رفیق ہند کو ہاپوسر بنا دین گے اور دکھا دین گے کہ ان کے وعدے

الگذنڈر سکینڈر امیر آف زیبا

کے اس قول کے نیچے کہ عہد نامے توڑنے ہی کے لئے ہوتے ہین نہ آ جین گے - بالآخر ہمکو اپنے معزز ناظرین سے اتنا اور کہنا ہے کہ چونکہ رفیق ہند کوئی دینی پرچہ نہین مذہبی معاملات پر بحث کرنا رفیق ہند کے نام اور کام سے دور سمجھا گیا ہے۔

اور باوصفیکہ ہمارے اور چشتی صاحب کے مذہبی معتقدات مین اختلاف رائے ہے تاہم ہم چشتی صاحب کی پولٹیکل معاملات مین واقفیت کی تعریف کرتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ ان کو اپنے مقصد مین کامیاب کرے اور وہ تقوی اللہ اور خوف الٰہی کو زیر نظر رکھتے ہوئے کام کرین گے - ایڈیٹر

مہدی آخر الزمان

ہم اور ہمارے مخالف

نمبر چہارم

قابل توجہ گورنمنٹ

عرصہ گذرتا ہے کہ ہم نے اس عنوان سے دو تین مسلسل نمبرون مین اس امر کا اظہار کیا تھا - کہ **مہدی** کا نام پولیٹیکل دنیا مین ہمیشہ خطرناک سمجھا گیا ہے اور جب کبھی کسی بزرگ اور دلیر مسلمان نے مہدی ہونے کا دعوے کیا ہے - اس بات کا خیال گورنمنٹ کو پیدا ہوا ہے کہ مسلمان اب فتنہ و فساد کرین گے اور دنیا مین ایک شورش عظیم برپا ہوگی - چنانچہ ہمیشہ عظیم الشان سلطنتین ایسے مدعی مہدیون کو نیست و نابود کرنے کے درپے رہی ہین - چونکہ آج کل **مہدی آخر الزمان** کا اکثر چرچا ہے اس لئے ہم نے اس مبارک اسلامی پیشگوئی کی حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا تھا - اور بتلا دیا تھا کہ مسلمانون کی غلط فہمی نے اس مبارک پیشگوئی کو دھندلا بنا کر پولیٹیکل دنیا مین ایک مبارک اور امن اور سلامتی کے اکلوتے صلح و عدل کے فرشتہ کو ہیبت ناک بلکہ خونریز وجود قرار دیکر مسلمانون سے گورنمنٹ کو ایک حد تک بدظن کر دیا حالانکہ آنیوالا **مہدی** یا یہ کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبشر مہدی نہ خطرناک ہے نہ اس سے کسی قسم کا اندیشہ بلکہ وہ تو عدل اور انصاف سے دنیا کو بھر دیگا جیساکہ ہمارے حضرت مہدی موعود - جناب مرزا صاحب سلمہ ربہ نے کیا اور کر رہے ہین بہرحال اب ہم ضرورت نہین سمجھتے کہ ان ساری باتون کو پھر دہرا دین - اب صرف چند ایک ضروری باتون کو خلاصہ کے طور پر بیان کر کے ہم دکھانا چاہتے ہین کہ موجودہ مدعی مہدویت نے کیا کیا - اور اس کا وجود کیسا مبارک اور سودمند ثابت ہو رہا ہے

مہدی کے متعلق مسلمانون کی اعتقادی تقسیم

مہدی کے متعلق مسلمانون کی اعتقادی تقسیم تین طرح پر ہے ۱ ایک گروہ نے تو سرے سے انکار کیا ہے اور ان لوگون نے ان احادیث کو جنمین مہدی کا ذکر ہے بالکل وضعی اور خلافت حاصل کرنے کے بہانے قرار دیا ہے ۲ دوسرے گروہ نے انکار تو نہین کیا لیکن اقرار کی بنا کمزور روایتون پر رکھی ہے ۳ تیسرے گروہ نے اعتراف کیا ہے کہ مہدی کی بشارت صحیح اور یقینی ہے - اول الذکر نے احادیث متعلقہ مہدی کی خوب تنقیح کی ہے اور تدریج سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ بنو فاطمہ - بنو عباس بنو امیہ اور عبداللہ بن زبیر کے طرفدارون نے اپنے گروہ مین مہدی کے ہونیکی احادیث کو مشتہر کیا تھا بہرحال خواہ کچھ ہی ہو ماننا پڑیگا کہ مسلمان ایک آیندہ آنیوالے امام کے منتظر ضرور تھے اور وہ نہایت شوق سے اسکی راہ تکتے تھے ہم نے ان احادیث اور بنو فاطمہ اور بنو عباس وغیرہ خلافت کے دعویدارون اور خواہشمندون کے خیالات اور مساعی پر بہت مجموعی نظر کر کے یہ نتیجہ نکال لیا ہے اور ہمارے اس نتیجہ کی تائید اہل اسلام کے اکثر واجب الاحترام بزرگ جیسے ابن ماجہ اور حاکم وغیرہ نے تائید کی ہے کہ دراصل مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے کہ دو جدا نام ہین باعتبار خدمات اور مناصب کے ورنہ نفس الامر مین وہ ایک ہی شخص ہے نہ دو - اور ابن قیم نے اس مسئلہ مین خوب بحث کی ہے کہ جب کہ ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابون مین اس روایت کو لائے ہین کہ **لا المہدی الا عیسیٰ** پھر ایسی قوی سندات کے ہوتے ہوئے کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ اس سے انکار کیا جاوے کہ مہدی اور عیسی ایک ہی شخص کے دو نام ہین اور احادیث کے مضامین کو اگر یکجائی نظر سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو جداگانہ شخصون کے نام نہین بلکہ ایک ہی شخص ہے صحیح حدیث کا مضمون ہے کہ مہدی حکم اور عدل ہو کر آئیگا نصاریٰ کے غلبہ و اقتدار کے وقت مین - اور لکھا ہے کہ اس کے آنے سے زمین عدل و انصاف سے اسی طرح بھر جاوے گی جیسے کہ ظلم و فساد سے بھری ہوئی ہوگی -

اب غور کا مقام ہے یہ جو لکھا ہے کہ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا اور اس وقت زمین ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی اس سے نادان کوتہ اندیش لوگوں نے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ وہ جنگ کرے گا اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا حالانکہ اس سے کوئی بھی سلیم العقل یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ ہم اس مضمون کو حضرت اقدس امام زمان جناب مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے کلام سے لکھتے ہیں تاکہ عام مسلمانوں کو ایک طرف اور گورنمنٹ کو دوسری طرف معلوم ہو کہ حقیقت کس کے ساتھ ہے اور کون ہے جو صلحکاری اور امن کا تحفہ لیکر آیا ہے اور گورنمنٹ اگر غور سے کام لیگی تو اُسے معلوم ہو جاوے گا کہ اس مدعی مہدویت نے کتنی بڑی خطرناک غلطی کو عوام الناس کے خیال سے دور کرنے میں ہمیشہ کے لئے کامیابی حاصل کی ہے۔

حضرت اقدس نے ایک موقع پر فرمایا کہ یہ جو فرمایا کہ آثار مہدی میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی گورنمنٹ ظالم طبع ہوگی نہیں نہیں ظلم کے معنے ہم قرآن شریف میں دیکھتے ہیں کہ کیا ہیں قرآن کریم میں ظلم کا اطلاق تین طرح پر ہوا ہے۔ **اولاً** وہ لوگ ظالم ہیں جو خدا تعالیٰ کی توحید کو چھوڑ کر شرک کے پنجہ میں گرفتار ہیں جیسے فرمایا **اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ**۔ **ثانیاً**۔ وہ لوگ ظالم ہیں جو انبیاء علیہم السلام کا انکار کرتے ہیں اور تکذیب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے [illegible] **وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ** جھٹلاتے ہیں **ثالثاً** وہ لوگ ظالم ہیں جو حقوق العباد کو تلف کرتے یا غصب کرتے ہیں اس کی بہت ہی صورتیں ہیں کوئی کسی کی آبرو کے حقوق اور کسی کی جان اور مال کے متعلق حقوق کو تلف کرتا ہے۔

غرض ظلم سے یہ تینوں قسمیں مراد ہیں اور کوئی چوتھی قسم ظلم کی آج تک پیدا نہیں ہوئی پس اس حدیث نے گویا آنیوالے مہدی یا عیسیٰ موعود کا نشان یہ قرار دیا ہے کہ خدا پرستی اُٹھ جائیگی اور شرک کثرت سے پھیل جائے گا اب دیکھو عیسائی الگ تثلیث پرستی اور صلیب پرستی کے لئے مال و زر پانی کی طرح بہا رہی ہیں اور ان تھک کوششیں کر رہی ہیں توحید پرست مسلمانوں میں قسم قسم کے شرک پیدا ہو گئے حضرت مسیح کو حی و قیوم قرار دیا اور اُن کے خلق کو خلق اللہ وغیرہ مانا اور بہت سی باریک باریک قسمیں شرک کی انہیں رائج ہیں انبیاء کی تکذیب کی حد نہیں رہی خود مسلمانوں کے گھر میں نیچری لوگوں نے الہام اور وحی سے انکار کیا معجزات پر ہنسی اُڑائی گویا لوازمات اور اصول نبوت سے انکار کر دیا برہموازم کثرت سے اپنے مشن کو پھیلا رہا ہے۔ آریہ لوگ حد التکذیب الرسل پر منہ کھولے ہوئے ہیں عیسائیوں نے تو حد ہی کر دی۔ غرض یہ دوسری قسم بھی کثرت سے پھیل رہی ہے۔ اور تیسری قسم کا تو کیا ہی کہنا ہے جیلخانوں کی رپورٹوں سے پتہ لگ سکتا ہے کہ زنا بالجبر۔ خون ناحق سرقہ بالجبر وغیرہ کس قدر اتلاف حقوق ہو رہا ہے اور اُن چھپی ہوئی بدکاریوں اور سیہ کاریوں کو علیحدہ رکھو غرض جب کہ ظلم کے یہ معنے ہیں اور اس کے سوا اور کوئی معنے نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ **مہدی** آکر اس ظلم سے دنیا کو نجات دیگا اور عدل اور انصاف سے بھر دے **قسط** اور **عدل** کا لفظ صاف بتلا رہا ہے کہ وہ ترازو کی زبان کی مانند ہوگا۔ یا حضرت مسیح کے الفاظ میں یہ تعبیر یوں کہو قیصر کا قیصر کو دے گا اور خدا کا خدا کو

اب ضروری ہوا کہ ہم حضرت اقدس **مہدی موعود** کی تعلیم اور رفتار زندگی سے اس امر کو ثابت کریں کہ اس نے اس ظلم کو **عدل** اور انصاف سے بدل دینے میں کیا کوشش کی اور کہاں تک کامیاب ہوا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ مضامین کا گورنمنٹ اور مسلمانوں کے لئے بہت مفید ہوگا خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے اور ہمارے سینہ کو کھول دے تاکہ بہت صفائی سے اسکو بیان کر سکیں

آمین

باقی انشاء اللہ تعالیٰ پانچویں نمبر میں۔

فہرست چندہ مکان صاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب

جماعت لاہور ۵؍
مولوی وزیرالدین صاحب سرہندی ۴؍
مرزا خدا بخش صاحب [illegible]
ڈاکٹر رشید الدین خانصاحب [illegible]

نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر وغیرہ [illegible]
جن صاحبوں نے ابھی اس طرف توجہ نہیں کی امید ہے کہ اب وہ توجہ کریں کہ مکان کی تعمیر شروع ہو۔

رویاء صالحہ

اس نام کی ایک مختصر سی کتاب حضرۃ اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تصدیق میں منشی محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس دہلی نے لکھی ہے۔ کتاب کا مضمون اس نام سے ظاہر ہے۔ مسیح علیہ السلام کے نزول ثانی فتن دجال وغیرہ امور کے متعلق لطیف بحث کی گئی ہے جو صاحب مفت تقسیم کرنے کے لئے خرید کریں گے انکو فی روپیہ گیارہ کتابیں دی جاوینگی ورنہ عام قیمت فی جلد ۲؍ بلا محصولڈاک اور اگر کوئی مجلد لے تو ۲؍ تمام درخواستیں محمد امین مالک مطبع خورشید اسلام دہلی کے نام ہوں۔ مطبع خورشید اسلام میں ہر قسم کا کام چھپائی کا صفائی اور [illegible]

ضروری یادداشت

جو صاحب بلکہ یا عند الطلب قیمت اخبار دینی کو طیار نہیں ہیں وہ آیندہ درخواست نہ بھیجیں اور موجودہ خریداروں میں سے بھی جو صاحب آیندہ کے لئے اس بات پر طیار نہیں ہیں وہ بقایا بھیج کر کے اخبار بند کرا دیں۔ منیجر الحکم۔

جلسۃ الوداع

ہم اشتہار لاانصار میں لکھ چکے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے تین آدمی اس کام کے لئے منتخب کئے جائیں گے کہ وہ نصیبین اور اس کی نواح میں جائیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آثار اس ملک میں تلاش کریں۔ اب حال یہ ہے کہ خدا کے فضل سے سفر کے خرچ کا امر قریباً انتظام پذیر ہو چکا ہے صرف ایک شخص کی زاد راہ کا انتظام باقی ہے یعنی اخویم مکرمی مولوی حکیم نور الدین صاحب نے ایک آدمی کے لئے ایک طرف کا خرچ دیدیا ہے اور اخویم منشی عبد العزیز صاحب پٹواری ساکن اوجلہ ضلع گورداسپور نے باوجود قلت سرمایہ کے ۱۲۵ روپیہ دیئے ہیں اور میاں جمال الدین کشمیری ساکن سیکھواں ضلع گورداسپور اور ان کے دو برادر حقیقی میاں امام الدین اور میاں خیر الدین نے ۵۰ روپیہ دیئے ہیں۔ ان چاروں صاحبوں کے چندہ کا معاملہ نہایت عجیب اور قابل رشک ہے کہ وہ دنیا کے مال سے نہایت ہی کم حصہ رکھتے ہیں گویا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ گھروں میں تھا وہ سب لے آئے ہیں اور دین کو آخرت پر مقدم کیا جیسا کہ بیعت میں شرط تھی ایسا ہی مرزا خدا بخش صاحب نے بھی اس سفر خرچ کے لئے پچاس روپیہ چندہ دیا ہے خدا تعالیٰ سب کو اجر بخشے۔ آج ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو قرعہ اندازی کے ذریعہ سے وہ دو شخص تجویز کئے گئے ہیں جو مرزا خدا بخش صاحب کے ساتھ نصیبین کی طرف جائیں گے۔ اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان عزیزوں کی روانگی کے لئے ایک مختصر سا جلسہ کیا جائے کیونکہ یہ عزیز دوست ایمانی صدق سے تمام اہل و عیال کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کر کے اور وطن کی محبت کو خیرباد کہہ کر دور دراز ملکوں میں جائیں گے اور سمندر کو چیرتے ہوئے اور جنگلوں اور پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے نصیبین یا اس سے آگے بھی سیر کریں گے اور کربلا معلی کی بھی زیارت کریں گے اس لئے یہ تینوں عزیز قابل قدر اور تعظیم ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے لئے ایک بڑا تحفہ لائیں گے۔

آسمان ان کے سفر سے خوشی کرتا ہے کہ محض خدا کے لئے قوموں کو شرک سے چھڑانے کے لئے یہ تین عزیز ایک سچی کی صورت پر اُٹھے ہیں اس لئے لازم ہے کہ ان کے وداع کے لئے ایک مختصر سا جلسہ قادیان میں ہو اور ان کی خیر و عافیت اور ان کے متعلقین کی خیر و عافیت کے لئے دعائیں کی جائیں لہذا میں نے اس جلسہ کی تاریخ ۱۲ نومبر ۱۸۹۹ء مقرر کر کے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ ان تمام خالص دوستوں کو اطلاع دی جائے اس سے بڑھکر کوئی عید نہیں کہ جس کام کے لئے وہ اس سردی کے ایام میں اپنے اپنے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر اور اپنے عیال اور دوستوں سے علیحدہ ہو کر جاتے ہیں اس مراد کو حاصل کر کے واپس آویں اور فتح کے نقارے ان کے ساتھ ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اے قادر خدا جس نے اس کام کے لئے مجھے بھیجا ہے ان عزیزوں کو فضل اور عافیت سے منزل مقصود تک پہنچا اور پھر بخیر و خوبی فائز المرام واپس لا۔ آمین ثم آمین اور میں امید رکھتا ہوں کہ میرے وہ عزیز دوست جو دین کے لئے اپنے تئیں وقف کر چکے ہیں حتی الوسع فرصت نکال کر اس جلسہ وداع پر حاضر ہوں گے اور اپنے ان مسافر عزیزوں کے لئے رو رو کر دعا کریں گے۔ والسلام ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء

نظم

خیز تا ہمدمے آن یار مرادے طلبیم
بر در دوست نشینیم و کشادے طلبیم
دیرگاہے است کہ بینیم زمین پُر ز فساد
بہ کہ با دست دعا صدق و سدادے طلبیم

راقم
مرزا غلام احمد
از قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب

(۲) اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے شروع ہو کر ۶ نومبر ۱۸۹۹ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے لہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ اعلیٰ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے۔ مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہوں گے اور مادہ گاواں قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنی یکم۔ دوم۔ سوم۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاوے گا علاوہ ازیں میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاوے گا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مالک کو دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکالے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کے رہے گی۔

المشتہر
مسٹر جے۔ جی۔ ایلسپ صاحب بہادر سکرٹری
میونسپل کمیٹی امرتسر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست امراء کلاسپت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۵ر خالص ممیرہ فی ماشہ ۵ر مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے سرمہ کے اشتہار ولنسی بچنا چاہیئے

المشتہر پروپرائیٹر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ بار اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ۔ ڈی ۔ ایم ۔ بی ۔ ایم سانگی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ... زوجہ ... بعمرہ ۵۰ سالہ سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خود رو خود دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اس قدر آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس راسئے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن محمد جمال ہسپتال

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

جلد ۳ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء

غیرت ایمانی

یہ اُس خطبہ کا مضمون ہے جو ہماری محسن و مخدوم مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے کسی زبردست تحریک پر ۲۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ میں پنجابی بولی میں بیان فرمایا تھا۔ چونکہ یہ مضمون اپنی اہمیت اور ضرورت کے لحاظ سے شائع ہونا لازم تھا لہذا ہم نے اس کو ساتھ ساتھ اردو زبان میں لکھ لیا اور پھر حضرت مولانا صاحب کی نظر ثانی کے بعد آج درج کیا جاتا ہے۔

ہم کو اُمید ہے کہ جس غرض اور منشا کے لئے مولوی صاحب نے اس کو بیان فرمایا تھا۔ وہ اس اشاعت سے اور بھی وسعت کے ساتھ پوری ہو سکے گی انشاء اللہ تعالے۔ (ایڈیٹر)

میں آج اپنے دوستوں کو چند باتیں سنانی چاہتا ہوں۔ اُمید ہے وہ دھیان اور فکر سے سُنیں گے۔ اور جو موجود نہیں ہیں اُنکو سنا دیں گے۔

میرے عزیزو!

یاد رکھو اللہ تعالے انسان کی ایک حالت کو پیار کرتا ہے۔ اگر وہ حالت اُس کی نہ ہو اور وہ نقطہ اُس کے دل میں نہ ہو تو اللہ خواہ سیکڑوں ہی باتیں اُس میں موجود ہوں وہ اللہ تعالے کی قبولیت اور رضا کو من کل الوجوہ حاصل نہیں کر سکتیں۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اگر وہ خاص بات جس کا میں ابھی ذکر کرونگا اُس میں نہ ہو تو مجھے اندیشہ ہی ہے کہ دوسری سعادت اور خدا ترسی کی باتوں سے اُسے بہرہ ملے۔ پھر وہ بات جو خدا تعالے کی رضا کو پیدا کرتی ہے کیا ہے؟ وہ

غیرت ایمانی ہے

اگر کسی میں سو خوبی ہو۔ نماز روزہ کا پابند بھی ہو دوسری نیکی کے کام بھی کرتا ہو لیکن اگر یہ سعادت اُس کو حاصل نہیں تو کچھ بھی نہیں اور دوسرے تمام اعمال بجز اس کے کچھ بھی نہیں ہونگے کہ رسم و عادت کے طور پر وہ کرتا ہے کہ اُس لذت و سرور سے جو ایک غیور مؤمن ان میں پاتا ہے۔ پس وہ چیز جو خدا تعالے کی نظر میں مقبول اور پسندیدہ ہے اور جو انسان کو سچی عبودیت کا شرف دیتی ہے غیرت ایمانی ہے اور غیرت ایمانی سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالے جن چیزوں کو پیار کرتا ہے ان سے پیار ہو اللہ کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جن باتوں کو عزیز رکھتا ہے اُن سے محبت ہو کتاب اللہ پر عمل ہو اور اُس کے خلاف سے بے حد نفرت اور بیزاری ہو۔ دیکھو اگر کوئی آدمی کسی کے باپ یا ماں پر تہمت رکھے

یا بہن یا بیوی پر حرف رکھے تو کیا
کشادہ پیشانی اور خوشی کے ساتھ
اس سے ملنا وہ پسند کرے گا ؟
ہرگز نہیں۔ یہ غیرت مادی اشیاء کی نسبت
ہے ایمانی چیزوں کی نسبت اس
سے بدرجہا زیادہ غیرت ہونی چاہئے
اگر کہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ہتک ہوتی ہو اور خدا اور اس
کی پاک کتاب سے ہنسی ہوتی ہو
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو جب تک
اس مکان سے جہاں ایسی باتیں ہوں
اور اس ناپاک منہ سے جس سے
ایسی گستاخانہ باتیں نکلتی ہوں پوری
بیزاری اور کامل نفرت نہ ہو ایمان
کی تکمیل نہیں ہو سکتی ؟
کس قدر تعجب اور شرم کی بات ہے
کہ ہم اپنے رشتہ داروں کی نسبت
ذرا بھی ہتک آمیز لفظ سننا گوارا
نہیں کر سکتے۔ مگر اللہ اور اس کے
پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
توہین اور تضحیک سنتے ہوئے
ہماری پیشانی پر شکن تک نہ پڑے
اور پھر مومن کے مومن اور مسلمان
کے مسلمان بنے رہیں۔ سوچو! او
پھر سوچو!! میرا یہ منشا نہیں کہ ایسے
لوگوں سے جھگڑا اور فساد کرو۔
ہرگز ہرگز نہیں قرآن کریم اور
اسلام کا یہ منشا نہیں۔
اعراض عن اللغو مومن کی
شان ہے۔ بیزاری اور نفرت سے
یہ مراد ہے کہ ایسے مواقع و مجالس
اور ایسے اشخاص کی مخالطت اور
ان کو قلوب میں وقعت دینے
سے کلی پرہیز کرو ایسے مکان
اور ایسے انسان سے تعلق رکھکر
اگر چاہو کہ خدا تعالے کے حضور سچا
ایمان لے کر جاؤ ممکن نہیں روح سے
پاک توفیق چھن جائے گی۔ یاد رکھو
میں بڑے درد دل کے ساتھ کہتا
ہوں کہ ایسا انسان سعادت اور رشد
کی ادنےٰ سی بات پر بھی رفتہ رفتہ کاربند
نہ ہو سکے گا۔ اور اندیشہ ہے کہ اسکا

ایمان نفاق سے نہ بدل جائے
مومن کامل ہاں غیور مومن اسی
وقت ہو گا جب کہ اس کو عدو اللہ
اور عدو الرسول سے پوری بیزاری
ہو سنو! خدا کی عزیز اور حکیم
کتاب اس بارہ میں کیا فتویٰ دیتی
ہے فمن یومن باللہ و یکفر
بالطاغوت فقد استمسک
بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام
لھا اس آیۃ یعنی جب تک انسان کا
ایمان باللہ اور کفر بالطاغوت
پکا اور کامل نہ ہو اسے حبل اللہ
ل نہیں سکتی یعنی جیسے ایک طرف
اللہ تعالے سے اس کا پختہ رابطہ ہو
اس کے غیر سے یعنی اس کی نواہی
اور مرتکبان نواہی سے کلی بیزاری
اور تنفر ہے۔ بعض آدمی ہیں جو
طبعاً زنا۔ شراب اور فسق و فجور
کے خود مرتکب نہیں مگر باایں ہمہ
شراب خوار یا زناکار کو برا نہیں
جانتے اگر کوئی بھلا آدمی ملے تو بھی
خیر اور اگر کوئی عیاش اوباش
ملجاوے تو بہتر۔ غرض اپنے
منہ سے آپ کو صلح کل اور بردل
عزیز کہتے ہیں اور اپنے مشرب
کی خوبی میں کہتے ہیں۔
با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام
ایسے شریر صلح کل نہیں ہوتے
اور نہیں ہو سکتے۔ ایک میان میں
دو تلواریں سما نہیں سکتیں۔
ظلمت اور نور یکجا اکٹھے نہیں
ہو سکتے۔ میں بڑے زور سے
کہتا ہوں کہ ہو نہیں ہو سکتا کہ ایک
آدمی خدا تعالے اور اس کے
پاک رسول اور اس کی مجید کتاب
سے دوستی اور سچا پیار بھی رکھے
اور اس کے دشمنوں سے بھی
پیار کرے۔

میرے عزیزو!

جو یہاں موجود ہو اور جو یہاں
موجود نہیں وہ دوسروں کو سنا دیں
کہ خدا ایک بات چاہتا ہے
اور اگر وہ بات نہیں تو ساری محنتیں
اور کوششیں رائگان جانے کا
اندیشہ ہے اور یہ وہی غیرت ایمانی
ہے جسکا میں ذکر کر رہا ہوں۔

اس زمانہ میں

جہاں طرح طرح کی اعتقادی بیباکیاں اور
بے غیرتیاں ہر قسم کے فسق و
فجور ہو رہے ہیں اس کے ساتھ
ساتھ ایمانی غیرت بھی بہت کم
ہو رہی ہے۔ میں دیکھتا ہوں
کہ برادریوں کے لحاظ سے دنیا
داری اور ظاہرداری کے خیال
سے شریعت اور شریعت کے
حامیوں کی ہتک اور تضحیک کی بھی
پروا نہیں کی جاتی۔
اس مسجد میں بہت سے لوگ ہیں
جو نمازیں پڑھتے ہیں اگر یہاں نہیں
تو کسی اور مسجد میں مگر ساتھ ہی سچی غیرت
اور ایمانی غیرت۔ اللہ اور اس کے
رسول کے لئے ان کے دشمنوں
سے نفرت اور بیزاری ان میں نہیں
ہے۔ وہ ان لوگوں کے پاس جاکر
بیٹھتے ہیں جو خدا اور رسول کی
باتوں پر ہنسی اڑاتے اور بری
باتوں سے ان کو تشبیہ دیتے ہیں
اس وقت وہ بھی ان کے سامنے
بیٹھے سنتے اور ہنستے ہیں۔ کیا یہ ایمان
ہے ؟ کیا یہی اسلام ہے ؟ ہم
میں تب سمجھوں کہ اگر ان کی ماں بہن کو
وہاں گندی گالی دی جاوے اور
نہایت بیباکی اور خباثت سے ان کا
ذکر کیا جاوے اور وہ پھر بھی وہاں
بیٹھے ہوئے ان میں ان ملاتے
رہیں۔ خدا کے لئے سوچو!
اور بتلاؤ کہ کیا اگر کوئی تمہاری ماں
بہن کو گالی دے تم پھر بھی ان سے
خندہ رو مل سکتے ہو ؟
یقیناً کوئی باحیا اور غیرت پسند شریف
ایسا نہ کرے گا پھر تم ہی بتلاؤ۔
اگر کوئی ناپاک فطرت دہریہ بیدین خدا
کے برگزیدوں کو معاذ اللہ کتوں
سے تشبیہ دے۔ اگر تم میں بے ایمانی

رگ اور کفر کی بو نہیں تو پھر ایسے لوگون سے اختلاط کیون ہے ؟

مین قسم کھا کر کہتا ہون اُس ذات پاک کی جس نے حضور مرنے کے بعد جانا ہے۔ کُتّے کے مُنہ سے مُنہ لگانا آسان۔ چند ایبون کی رال اور رنے چاٹنا آسان۔ کسی متعفن سے متعفن اور گھنونی سے گھنونی چیز کا اُٹھا لینا آسان۔ مگر مشکل اور بدتر ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول اور اُس کی پاک کتاب کے دشمن کے مُنہ سے کچھ سُننا اور اس کے ساتھ مل مل کر بیٹھنا اور اس کے ناپاک سانس سے متاثر ہونا ایسا انسان مجذوم سے بدتر اور کُتّے اور مردار سے پلید تر اور ناپاک تر ہے۔

اللہ اللہ سوچو تو سہی وہ کیا بات ہے جس نے ایک کنجر کو کنجر بنا دیا۔ وہ کیا چیز ہے جس نے ایک خانگی کو خانگی بنا دیا اور وہ اپنی شرم گاہ کو ہر ایک راہ چلتے ہوئے کے آگے چند پیسون پر رکھنے کو طیار ہو گئی۔ یہ وہی بے غیرتی اور حیا سوزی ہے جو ابتدا مین قلیل تھی مگر آخر مین نوبت بدین جا رسید۔

بس یاد رکھو جس دل مین اللہ کی عزت اور اس کے دین اور شریعت کی عزت نہین وہ دل کنجری اور خانگی ہے اور مین خدا سے پناہ چاہتا ہون کہ ایسا بے عزت اور بے حیا دل ہماری جماعت کے کسی فرد کے سینہ مین ہو۔

میرے دوستو! دل کے کانون سے سنو اور نہ صرف سنو

بلکہ

ایسا غیور دل اور غیور روح پیدا کرو کہ خدا اور اس کے پاک دین کے خلاف سُننے کی تم مین برداشت اور تحمل نہ ہو۔ اور تمھاری پیشانیون پر

عزت مند مومن

لکھا ہوا ہو۔ اور ایک چمکتا ہوا نور کا شعلہ ہو جو ایسے حیا سوز لوگون کو اندھا [illegible]

سیاہ کر دے۔

یاد رکھو

کہ وہ مجلس جہان تمھارے پاک و برگزیدہ امام (علیہ افضل التحیات والسلام) کو بُرا کہا جاوے وہان مت جاؤ۔ ورنہ بے عزت ہو جاؤ گے وہ دل اور بے حیا ہو جاوے گی وہ روح جو ایسی باتین سُننے کا نام تحمل رکھے گی۔ تم خوب جانتے ہو کہ ہر فعل کا پھل ہوتا ہے۔ بیغیرتی پھل بہری (برص) کی طرح تمام روح کو گھیر لیتی ہے۔

تم جو عزت مند کے مطیع اور متبع اور مرید ہو عزت مند بنو۔ اُس کی عزت کا اندازہ کرو۔ برادری سے قطع تعلق کر لیا ؟ کیون۔ غیرت ایمانی کا تقاضا یہی تھا ؟ بیٹون کی پروا نہین کی کیون ؟ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتون پر ہنسی اُڑانے والون کی مکروہ آواز سننے کی برداشت نہ تھی۔ اس سے بڑھکر کیا عزت ہو گی۔

تم اس کے مرید ہو پس ایسے ہی غیور بنو۔

تم جو اس پاک جماعت مین داخل ہوئے ہو

یاد رکھو!

کبھی اُس شخص کے پیچھے نماز مت پڑھو جو خدا تعالےٰ کے اس برگزیدہ بندہ اور منتخب امام کو اس کو جسے

خاتم النبیین ؐ نے سلام

اور جسے خود خدا نے چنا اور اپنے ہاتھ سے مسح کیا بُرا کہتا۔ بُرا جانتا یا مداہن ہو۔ یا جہان اُس خلیفہ اللہ کے خلاف باتین ہوتی ہون جو خدا کی توحید اور جلال اُس کے رسول کی عزت اور عظمت کو قائم کرنے کے لئے اس فسق و فجور کی تیرہ و تار رات مین بدر کامل کی طرح چودھوین صدی کا امام ہو کر آیا ہے۔

سیاہ ہو وہ مُنہ جس مین اسکا شکوہ اور گلہ ہو۔

اور کٹ جائے وہ جیبھ جو اسکی عیب چینی کرتی ہو۔

بالآخر مین پھر کہتا ہون۔ کہ تم اپنے اعمال و افعال سے دکھا دو کہ تم غیور مومن ہو۔

تمھاری نماز اپنی جماعت کے ساتھ درست ہو سکتی ہے اور کسی کے پیچھے نہین ہوتی۔ اگر اپنے احباب نہین کچھ پرواہ نہین اکیلے پڑھو۔

مگر نور کے اعدا اور خلیفۃ اللہ کے مخالفون کی اقتدا ہرگز ہرگز نہ کرو۔

خدا تعالےٰ مجھے اور میرے سارے دوستون کو جو حاضر و غائب ہین غیور مومن بناوے آمین۔

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ نے ۲۰ر اکتوبر ۹۹ء کو پڑھا۔

سُورۃ الدھر کا پہلا رکوع

یہ ایک سورہ شریف ہے جو جمعہ کے دن فجر کی نماز کی دوسری رکعت مین پڑھی جاتی ہے۔

اللہ تعالےٰ اس مین اوّل اپنے اُن احسانات کا تذکرہ فرماتا ہے جو مولیٰ کریم نے انسان پر کئے ہین۔ اس تذکرہ کی وجہ یہ ہے کہ اگر آدمی کی فطرۃ اچھی ہو اور وہ سعادت مند ہو۔ فہیم ہو عقل کی مار اُس پر نہ پڑی ہو تو یہ بات ایسے انسان کی سرشت مین موجود ہے کہ جو کوئی اس پر احسان کرے تو محسن کی محبت طبعًا انسان کے دل مین پیدا ہوتی ہے۔ اسی طبعی تقاضائے فطرۃ کی طرف ہمارے سید و مولےٰ محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایما کر کے ارشاد فرمایا ہے

جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا یعنی انسانی سرشت مین یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے۔ اسی قاعدہ اور تقاضاء فطرۃ کی وجہ سے اللہ نے قرآن کریم مین یہ طرز بھی اختیار کیا ہے کہ سعادت مندون کو اپنے احسان و انعام یاد دلاتا ہے کہ وہ محبت الٰہی ترقی دیکر کے سعادت حاصل کرین اندرونی اور بیرونی انعامات پر غور کرین اور سوچین تا انکی جناب الٰہی سے محبت ترقی کرے

پھر یہ بات بھی انسان کی فطرۃ مین ہے کہ جب انسان کسی سے محبت بڑھا لیتا ہے تو محبوب کی رضامندی کے لئے اپنا وقت اپنا مال اپنی عزت و آبرو غرض ہر عزیز سے عزیز چیز کو خرچ کرنے پر طیار ہو جاتا ہے پس جب خدا تعالےٰ کے احسانات اور انعامات کے مطالعہ کی عادت پڑ جاوے تو اسے اللہ تعالےٰ کی محبت پیدا ہوگی اور روز بروز محبت بڑھے گی۔ اور جب محبت بڑھ گئی تو وہ اپنی تمام خواہشون کو رضاء الٰہی کے لئے متوجہ کرے گا اور اس رضاء الٰہی کو ہر چیز پر مقدم سمجھ لے گا۔

دیکھو سب سے بڑا اور عظیم الشان احسان جو ہم پر کیا وہ یہ ہی کہ ہمکو پیدا کیا۔ اگر کوئی دوست مدد دیتا ہے تو ہمارے پیدا ہونے اور موجود ہونے کے بعد اگر کوئی بھلی راہ بتلا سکتا ہے یا علم پڑھا سکتا ہے مال دے سکتا ہے غرض کہ کسی قسم کی مدد دیتا ہے تو پہلے ہمارا اور اس چیز کا اور دینے والے کا وجود ہوتا ہے تب جاکر وہ مدد دینے والے مدد دینے کے قابل ہوتا ہے۔ غرض تمام انعامون کے حاصل کرنے سے بیشتر جو کسی غیر سے ہون پہلا اور عظیم الشان احسان خدا تعالےٰ کا ہے جس نے ہم کو اعدا اس چیز کو جس سے ہمین راحت پہونچے اور جس نے ہمین راحت پہنچائی اس کو وجود عطا کیا پھر صحت و تندرستی عطا کی اگر ذرا بھی بیماری ہو جاوے تو تمام راحت رسان چیزین بھی راحت رسان نہین رہتین۔ دانت درد کرے تو اس کا نکالنا پسند ہو جاتا ہے آنکھ دُکھ دینے کا باعث بن جاوے تو گا ہے اس کا نکلنا ہی پڑتا ہے۔

برادران جب بیماری لاحق ہوتی ہے تب پتہ لگتا ہے۔ کہ صحت کیسا انعام تھا۔ اس صحت کے حاصل کرنے کو دیکھو کس قدر مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ طبیبون کی خوشامد۔ دعا والون تعویذ ٹوٹکے والون کی منتین غرض قسم قسم کے لوگون کے پاس جنسے کچھ بھی امید ہو سکتی ہے انسان جاتا ہے۔ دواؤن کے خرید کرنے مین کتنا ہی روپیہ خرچ کرنا پڑے بلا دریغ خرچ کرتا ہے۔ ایک آدمی مرنے لگتا ہے تو کہتے ہین دو باتین کرا دو خواہ کچھ ہی لے لو۔ حالانکہ اس نے لاکھون باتین کین۔

چونکہ ان لوگون کو جو احسانات کا مطالعہ نہین کرتے خبر بھی نہ تھی غرض یہ سب انعامات جو ہم پر ہوئے ہین ان مین سے اول اور بزرگ ترین انعام وجود کا ہے جو اللہ تم نے دیا ہے پس اس سورہ شریفہ مین اول اسی کا ذکر فرمایا۔

+ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۔ انسان پر کچھ زمانہ ایسا بھی گذرا ہے یا نہین ؟ کہ یہ موجود نہ تھا۔

میری حالت کو دیکھو اس وقت مین کھڑا بول رہا ہون مگر کیا کوئی تبلا سکتا ہے کہ سواسی برس بیشتر مین کہان تھا ؟ اور میرا کیا مذکور تھا۔ کوئی نہین تبلا سکتا یہ جناب الٰہی کا فیضان ہے کہ ایک ذرہ سی چیز سے انسان کو پیدا کیا چنانچہ فرماتا ہے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ۔ ہم نے انسان کو نطفہ سے بنایا نطفہ مین صدہا چیزین ایسی ہین جنسے انسان بنتا ہے۔

عام طور پر ہم لوگ ان کو دیکھ نہین سکتے کوئی بڑی اعلیٰ درجہ کی خوردبین ہو تو اس کے ذریعہ سے وہ نظر آتے ہین پھر بتلایا کہ پہلا انعام تو عطاء وجود تھا یہ انعام کیا فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا خدا ہی کا فضل تھا کہ کان دئے۔ آنکھین دین اور سنتا دیکھتا بنا دیا۔

سارے کمالات اور علوم کا پتہ کان سے لگ سکتا ہے یا نظارۂ قدرت کو دیکھکر انسان باخبر ہو سکتا ہے۔ یہ عظیم الشان عطیے بھی کس کی جناب سے ملے ؟ مولیٰ کریم ہی کی حضور سے ملے۔ آنکھین ہین تو نظارۂ قدرت کو دیکھتی ہین۔ خدا کے پاک بندون اس کے پاک صحیفون کو دیکھکر حظ اٹھا ئین۔ کان کے عطیہ کے ساتھ زبان کا عطیہ بھی آگیا کیونکہ کان اگر نہ ہون تو زبان پہلے چھن جاتی ہے۔ اب اگر ان مین سے کوئی نعمت چھن جاوے تو پتہ لگتا ہے کہ کیسی نعمت جاتی رہی۔ آنکھ بڑی نعمت ہے یا کان بڑی دولت ہے ان عطیون مین کوئی بیماری یا روگ لگجاوے تو اس ذرا سی نقصان کی اصلاح کے لئے کس قدر روپیہ۔ وقت خرچ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مگر یہ صحیح سالم عمدہ بے عیب۔ بے روگ عطیہ اس مولیٰ کریم نے مفت بے مزد عنایت فرمائے ہین۔ یون نظر اٹھاتے ہین تو وہ عجیب و عجیب تماشا ہائے قدرت دیکھتے ہوئے آسمان تک چلی جاتی ہے ادھر نظر اٹھاتے ہین تو خوش کن نظارے دیکھتی ہوئی افق سے پار جا نکلتی ہے کان کہین کہین دلکش آوازین سن رہے ہین کہین معارف و حقایق توحید کی داستان سے حظ اٹھاتے ہین۔ کہین روحانی عالم کی باتون سے لطف اٹھا رہے ہین۔ بیشک یہ مولیٰ کریم ہی کا

+ نوٹ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۲

فضل اور احسان ہے کہ ایسے انعام کرتا ہے۔ پیدا کرتا ہے اور پھر ایسی ایسی بے بہا نعمتیں عطا کرتا ہے کسی کی ماں۔ کسی کا دوست۔ کسی کا باپ وہ نعمتیں نہیں دے سکتا جو خدا تعالیٰ نے دی ہیں۔ پھر اسی پر بس نہیں فرمائی اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ ہم نے انسان کو ایک راہ بتلائی۔ یہی ایک مسئلہ ہے جو بڑا ضروری تھا۔ ہم پیدا ہوئے سب کچھ ملا مگر کوئی کتنی کوشش کرے۔ ہمیشہ کے لئے نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا سارے انبیاء و رسل تمام اولیاء و کبراء ملت تمام مدبر اور بڑے بڑے آدمی سب کے سب چل دیئے۔ بس کوئی ایسا انعام ہو جو ابدالآباد راحت اور سرور کا موجب ہو۔ اس کے لئے فرمایا انا هدينٰه السبيل ہم نے ایک راہ بتلائی اگر اس پر چلے تو ابدالآباد کی راحت پا سکتا اس پاک راہ کی تعلیم ہمیشہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی معرفت ہوئی ہے۔

گو خود فطرت انسانی میں اس کے نقوش موجود ہیں۔ بہت مدت گذری جب کہ دنیا میں ایک عظیم الشان انسان اس پاک راہ کی ہدایت کے لئے آیا جس کا نام آدم علیہ السلام تھا۔ پھر نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام آئے اور ان کے درمیان ہزاروں ہزار مامور من اللہ دنیا کی ہدایت کو آئے۔ اور ان سب کے بعد ہمارے سید و مولیٰ سید ولد آدم فخر الاولین و الآخرین افضل الرسل و خاتم النبیین حضرت محمد رسول رب العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور پھر کیسی رہنمائی فرمائی کہ ان کے ہی نمونہ پر ہمیشہ خلفاء امت کو بھیجتا رہا حتیٰ کہ ہمارے مبارک زمانہ میں بھی ایک امام اس ہدایت کے بتلانے کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور اس کو اور اس کے اقوال کو تائیدات عقلیہ اور نقلیہ۔ و آیات ارضیہ و سماویہ

سے مؤید فرما کر روز بروز ترقی عطا کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ کس طرح الٰہی ہاتھ ایک انسان کی حفاظت کرتا ہے اور کس طرح آئے دن اس کے اعدا نیچا دیکھتے ہیں والحمد للہ رب العٰلمین

ہاں تو پھر خدا کی ایک ممتاز جماعت ہمیشہ اپنے اقوال سے اس راہ کو بتلاتی اور اپنے اعمال سے نمونہ دکھلاتی ہیں۔ جس سے ابدی آرام عطا ہو۔ پھر دیکھو کہ انعام الٰہی تو ہوتے ہیں مگر ان انعامات کو دیکھنے والے دو گروہ ہوتے ہیں اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا۔ ایک تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان ہدایات کی قدر کرتے ہیں اور ایک وہ ہوتے ہیں جو قدر نہیں کرتے ہیں۔ اور ان دستوروں پر عمل درآمد نہیں دکھاتے۔ ہمیشہ سے یہی طریق رہا ہے ایک گروہ جو سعادتمندوں کا گروہ ہوتا ہے ان پاک راہوں کی قدر کرتا ہے اور اپنے عمل درآمد سے بتلا دیتا ہے کہ وہ فی الحقیقت اس راہ کے چلنے والے اور اس راہ کے ساتھ پیار کرنے والے ہیں اور دوسرے اپنے انکار سے بتلا دیتے ہیں کہ وہ قدر نہیں کرتے۔ جب قرآن شریف جب آیا۔ اور ہمارے سید و مولےٰ رسول اکرم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم اور پھر اپنے کامل اور پاک نمونہ سے ہدایت کی راہ بتلائی۔ بہت سے نابکار سعادت کے دشمن انکار اور مخالفت پر تل پڑے اور جو سعادت مند تھے وہ ان پر عمل کرنے کے لئے نکلے اور دنیا کے سرمایہ فخر و سعادت اور راحت و آرام ہوئے اور ان کے دشمن خائب و خاسر اور ہلاک ہوئے آخر وہ سعادت کا زمانہ گذر گیا۔ دور کی باتیں کیا سناؤں۔ گھر کی اور آج کی بات کہتا ہوں۔ اب بھی اسی نمونہ پر ایک وقت لایا گیا اور وہی قرآن شریف پیش کیا گیا ہے۔ مگر سعادت مندوں نے قدر کی اور ناعاقبت اندیش نابکاروں نے ناشکری اور مخالفت۔

مگر نادان انسان کیا یہ سمجھتے ہیں کہ انعام الٰہی کی ناقدری کرنے سے ہم سے کوئی باز پرس نہ ہوگی ان کا یہ خیال غلط ہے دنیوی حکومت میں ہم دیکھتے ہیں کہ کسی حاکم کا حکم آجاوے اور پھر رعایا اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو سزایاب ہوتی ہے۔ نہ ماننے والوں کا آرام رنج سے اور ان کی عزت ذلت سے مبتدل ہو جاتی ہے۔ پھر اگر کوئی احکم الحاکمین کی بتائی راہ اپنا دستور العمل نہ بنا وے تو کیونکر دکھوں اور ذلتوں سے بچ سکتا ہے۔

یاد رکھو کہ حکم حاکم کی نافرمانی حسب حیثیت حاکم ہوا کرتی ہے یہ ذلت بھی اسی قدر ہوگی جس قدر کہ حاکم کے اختیارات ہیں۔

دنیا کے حاکم جو محدود حکومت رکھتے ہیں ان کی نافرمانی کی ذلت بھی محدود ہی ہے مگر خدا تعالےٰ جو غیر محدود اختیارات رکھتا ہے اس کے حکم کی خلاف ورزی میں ذلت بھی طویل ہوگی۔ گو یہ سچ ہے کہ سبقت رحمتی علی غضبی میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے مگر جیسی کہ اس کی طاقتیں وسیع ہیں اسی اندازہ سے نافرمان کی ذلت بھی ہونی چاہیئے اور ہوگی۔ ہاں بہت سی سزائیں ایسی ہیں کہ انسان انکو دیکھتا ہے اور بہت سی سزائیں ہیں کہ انکو نہیں دیکھ سکتے تو غرض یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ خدا کے قانون اور حکم کی اگر پرواہ نہ کریں گے تو کیا نقصان ہے۔ ہاں نہیں نہیں خبردار ہو جاؤ۔ مولیٰ فرماتا ہے اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا۔ منکروں کو تین قسم کی سزا دیں گے۔

ہر ایک انسان کا جی چاہتا ہے کہ میں آزاد رہوں جہاں میری خواہش ہو وہاں پہنچ سکوں پھر چاہتا ہے کہ جہاں چاہوں حسب خواہش نظارہ ہای مطلوبہ دیکھوں اور آخر جی کو خوش کروں۔ کہیں جانا پڑے تو جاؤں اور کہیں سے بھاگنا پڑے تو وہاں سے بھاگوں اور کسی چیز کو دیکھنا پڑے تو اسے دیکھوں

نوٹ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۳

بہرحال اپنا دل ٹھنڈا رکھوں۔
پس یہ تین عظیم الشان امور ہیں۔ اگر کہیں جاتا ہے تو منشا ہے کہ دل خوش ہو۔ کسی کو دیکھتا ہے تو اس لئے کہ جان کو راحت ملے۔ نتیجہ بہرحال دل کی خوشی ہے مگر جب انسان خدا تعالے کی نعمتوں کا کفر کرتا ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔
خدا تعالیٰ نے "اولاً" تین ہی نعمتوں کا ذکر کیا ہے عطاء وجود۔ عطاء سمع۔ عطاء بصر۔ ان نعمتوں سے اگر کوئی جانی رہے تو کیا سچی خوشی اور حقیقی راحت مل سکتی ہے کبھی نہیں۔ پھر خاص الخاص نعمت جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ملی ہے اس کے انکار سے کب راحت پا سکتا ہے؟۔
قانون الٰہی اور شریعت خداوندی کو توڑتا ہے کہ راحت ملے؟ مگر راحت کہاں؟ دیکھو ایک نابکار انسان حدود اللہ کو توڑ کر زنا کا ارتکاب کرتا ہے کہ اسے لذت و سرور ملے مگر نتیجہ کیا ہے کہ اگر آتشک اور سوزاک میں مثلاً مبتلا ہو گیا۔ تو بجائے اس کے جسم کو راحت و آرام پہونچاوے۔ دل کو سوزش اور بدن کو جلن نصیب ہوتی ہے قانون الٰہی کو توڑنے والے کو راحت کہاں۔؟ پھر اس کے لئے انا اعتدنا للکفرین الی الآیہ یعنی منکر انسان کے لئے کیا ہوتا ہے۔ پاؤں میں زنجیر ہوتی۔ گردن میں طوق ہوتا ہے جن کے باعث انواع و اقسام راحت و آرام سے محروم ہو جاتا ہے دل میں ایک جلن ہوتی ہے جو ہر وقت اس کو کباب کرتی رہتی ہے دنیا میں اس کا نظارہ موجود ہے مثلاً وہی نافرمان زانی۔ بدکار قسم قسم کے آرام جسمانی میں مبتلا ہو کر اندر ہی اندر کباب ہوتے ہیں اور پھر نہ وہاں جا سکتے ہیں نہ نظر اٹھا کر دیکھ سکتے ہیں اسی ہم و غم میں مصائب اور مشکلات پر قابو نہ پا کر آخر خودکشی کر کے ہلاک ہو جاتے ہیں دنیا میں ہدایت کے منکروں اور ہادیوں کے مخالفوں نے کیا پھل پایا۔
دیکھو ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر جنھوں نے اس ابدی راحت اور خوشی کی راہ سے انکار کیا کیا حال ہوا؟ وہ عمائد مکہ جو ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ وغیرہ تھے اور مقابلہ کرتے تھے وہ فاتح نہ کہلا سکے کہ وہ اپنے مفتوحہ بلاد کو دیکھتے اور دل خوش کر سکتے؟ ہرگز نہیں ان کے دیکھتے ہی دیکھتے انکی عزت گئی۔ آبرو نہ رہی۔ مذہب گیا۔ اولاد ہاتھ سے گئی غرض کچھ بھی نہ رہا۔
ان باتوں کو دیکھتے اور اندر ہی اندر کباب ہوتے تھے۔ اور اسی جلن میں چلدئے۔ یہ حال ہوتا ہے منکر کا۔ جب وہ خدا تعالیٰ کی کسی نعمت کا انکار کرتا ہے تو برے نتائج کو پا لیتا ہے اور عمدہ نتائج اور آرام کے اسباب سے محروم ہو جاتا ہے۔
- باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ -

نوٹ متعلق صفحہ ۴

انسان پر ہر زمانہ ایسا آتا ہے یا زیادہ وضاحت سے یوں کہو کہ ہر ادنیٰ سے ادنیٰ حصہ وقت جو اس پر آتا ہے اس میں انسان پر ایک نیا وقت اور نئی حالت آتی ہے جو پہلے نہ تھی کچھ ذرات اور اشیاء اس میں بڑھتی جاتے ہیں اور کچھ اپنی ہستی کا زمانہ پورا کر کے نکلتے رہتے ہیں۔ غرض اس آیت پر ایک گہری اور دور بین نگاہ کرنے سے وہ مسئلہ طبعیات کا ثابت ہوتا ہے کہ ہر آن میں یا آن کے بھی ادنیٰ ترین حصہ میں (کیونکہ حین کا لفظ عام ہے اور وہ زمانہ کے ہر چھوٹے سے چھوٹے حصہ پر بولا جا سکتا ہے) ایک نیا جسم انسان اور تمام اشیاء کا ہوتا ہے جو نادان کہتے ہیں ہستی سے نیستی نہیں ہوتی وہ اس مسئلہ مسلمہ پر غور کریں یہ ہمارا وجود بایں ہیئت و حالت جواب موجود ہے ہمارے وجود میں آنے سے پیشتر کہاں تھا بلکہ ہر آن میں جب نیا ہوتا ہے تو کہاں سے آتا ہے غرضکہ قرآن کریم کا یہ فلسفہ کیسا سچا اور ثابت شدہ صداقت ہے ہر آن میں انسان اپنی حالت پر غور کر سکتا ہے اور ہر آن ایک نئی بات اس میں پاتا ہے پس اگر غور کرے تو خدا تعالیٰ کے انعامات و احسانات کا کچھ بھی شمار اور اندازہ نہیں کر سکتا۔
کیا ہی مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے وجود کا مطالعہ کرتے ہیں اور یوں انعامات الٰہیہ کو دیکھکر اس کی محبت میں سرشار ہوتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

نوٹ متعلق صفحہ ۵

چونکہ ہدایت کے معنے طبعی قوتوں کا نشو و نما بھی ہے اس لئے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ ان قویٰ بصر۔ سمع۔ وغیرہ میں جو خواص طبعیہ ہیں وہ بھی اللہ تعالے نے ہی پیدا کئے ہیں اور ہر ایک انہیں سے.....
......اپنے اس کام میں لگ رہی ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوئی ہے اگر ان سے انسان کام نہ لے جس کے لئے وہ وضع ہوئی ہیں تو اس کو ان نتائج بد کا منہ دیکھنا ہو گا جو اس سے اگلی آیت میں درج ہیں۔
پس ضروری ہے کہ ان قویٰ کی قدر اور شکر کیا جاوے جو صرف ان کو برمحل خرچ کرنا ہے۔ (ایڈیٹر)

اقتباس از مکتوب

مفتی محمد صادق صاحب

آج چودھویں صدی کے سر پر اللہ تعالے کا رسول اس کی طرف سے خلقت کے لئے رحمت اور برکت ہے۔ خدا کی رحمت وسیع ہے اور اس کے ہاں بخل نہیں اور نہ اس کا

جو ہمارے درمیان موجود ہے بخیل ہے ہر کسی کے اپنے ہی عمل خراب ہوں تو وہ اپنے آپ کے سوا اور کسی پر ناراض نہ ہو۔

میرے آقا میں جانتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور اس کے سوا اور کوئی الٰہ (معبود محبوب مطلوب مطاع) نہیں۔ اس کو راضی کرنیکا دروازہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اس کے سوا کوئی راہ نہیں جو خدا تک جاوے۔ اللہ تعالے کے اس پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے واسطے آج کل سوائے آپ کے کوئی ذریعہ نہیں ہے ہاں جو اللہ تعالے کے بھیجے ہوئے کو نہ مانے گا وہ جہنم میں اوندھا گرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالے ایک ہے اور اس کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں۔ (صادق)

حیدرآباد کی انجمن اتحاد اسلامی

(۱) جو حضرت اقدس کے متبعین کی مجلس ہے نہایت سرگرمی سے اپنا کام کر رہی ہے جیسا کہ اس کے ہفتہ وار جلسوں کی رویدادوں سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲) ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس جو لنڈن تشریف لے گئے تھے ان کی خیر بھی پہنچی۔ انکا ارادہ سیدھے دارالامان آنے کا تھا مگر انکے عم زاد بھائی کی خبر وفات نے پہلے ان کو گجرات جانے پر بحکم حضرت اقدس مجبور کیا ہے غالباً شیخ صاحب جلسۃ الوداع پر تشریف لائیں گے۔

(۳) حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کچھ وقت کے لئے سیالکوٹ تشریف لیگئے امید کی جاتی ہے کہ جلسہ پر تشریف لے آئیں گے

(۴) اتفاق حسنہ سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب افریقہ سے تشریف لائے اور مع الخیر واپس رخصت ہوئے ڈاکٹر صاحب کے چہرہ سے رشد وسعادت کے آثار نمایاں ہیں افریقہ میں ڈاکٹر صاحب کو ذاتی نمونہ سے بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا خدا تعالے ڈاکٹر صاحب کا سا خلوص محبت۔ استقلال سب کو عطا کرے

(۵) حضرت اقدس نے الہامی پیشگوئی کے متعلق نیا اشتہار شائع فرمایا ہے اگلے آنے میں درج کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ

فائدہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شایع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے

(۱) دوائی قوت باہ (داخلی وخارجی علاج) چودہ قسم کی ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی عہ علاج داخلی عا

(۲) دوائی بواسیر خونی وبادی کے لئے اکسیر ہے عا

(۳) دافع جریان ہر قسم للعہ

(۴) علاج آتشک ہے

(۵) دوائی سوزاک کہنہ وجدید ہر قسم عا

(۶) خضاب سالانہ جو نیل کیطرح لگایا جاتا ہے عہ

(۷) دوائی مصفی خون معہ

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت معرزہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اس قدر دوائی سے کوئی نقص باقی رہے زاید دوا مفت دیجاوے گی۔

تمام درخواستیں بنام حکیم محمد امین خادم مسیح موعود بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور آنی چاہئیں۔

صاحبزادہ صاحب کے مکان کا چندہ

نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم عہ

اشتہار

میلہ مال مویشی واسپان دیوالی ۲۹ر اکتوبر ۱۸۹۹ء سے شروع ہوکر ۶۔ نومبر ۱۸۹۹ء تک امرت سر میں قرار پایا ہے اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا۔ اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنی یکم دوم۔ سوم۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاوے گا۔ اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاوے گا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کے رہے گی۔ (دستخط)

المشتہر

مسٹر۔ جے۔ جی۔ ایس صاحب بہادر سکرٹری میونسپل کمیٹی

امرتسر

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۓ خالص میرانی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اسنے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے میرے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی عمر ۴۰ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں مین خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پردال پڑنے ہوئے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور درد کرتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پر سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مینے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے درد دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور سابق

آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید پیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کرے تو اس کو مبلغ ۵۰۰۰ روپیہ انعام دیا جاوے گا [illegible]

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی [illegible] کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۶

قادیان دار الامن والامان مورخہ ۳۱ - اکتوبر ۱۸۹۹ع

خطبہ (موعظت)

جو
۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝

سورہ توبہ رکوع ۱۵

یہ تو ہو نہیں سکتا کہ کل مومن اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلیں اور اپنے وطنوں کو چھوڑیں۔ کیوں ایسا نہ ہونا چاہیے کہ ہر فرقہ اور جماعت میں سے چند آدمی خدا تعالیٰ کی راہ میں نکلیں اور اپنے آرام اور اوطان کو چھوڑ کر **خلیفۃ اللہ** کی خدمت میں آکر رہیں اس لئے کہ دین کی سمجھ پیدا ہو اور خلیفۃ اللہ کے مبارک منہ کی پاک باتیں سنکر اور اس سے سبق لے کر اپنی قوم کے پاس واپس جاویں اور اہل غفلت کو ڈراویں اور بیدار کریں شاید وہ خوف کر جاویں۔

میں نے بہت غور کی ہے اور میری عمر کا بہت بڑا حصہ اسی غور و فکر میں گذرا ہے اور اللہ علیم اس بات کا گواہ ہے کہ مجھے ہوش کے زمانہ سے یہی شوق دامنگیر رہا کہ خدا کی رضا کی راہیں حاصل کروں اور میری بڑی خواہش اور سب سے بڑی آرزو یہی رہی ہے کہ کسی طرح اپنے مولیٰ کریم کو راضی کروں۔

حضرت مولوی **نور الدین** صاحب (خدا تعالیٰ ان پر اپنا بے حد فضل کرے) سے مجھے اللہ تعالیٰ نے ملا دیا۔ اور اس طرح پر مجھے دین کی طرف اور قرآن کریم کے معارف اور حقایق طرف توجہ ہوئی۔ مگر باایں ہمہ بعض اخلاق ردیہ کی اصلاح نہ ہوئی اور طبیعت معاصی کی طرف اس طرح جاتی جیسے ایک سرکش جانور رسا تڑا کر بے اختیار دوڑتا ہے اور قابو سے نکل جاتا ہے اور میری روح میں وہ سیری اور لذت نہ ہوئی جس کا کہ میں جویاں تھا اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم کے حقایق و معارف میں نے حضرت مولانا صاحب کے منہ سے سنے اور بہت فیض اٹھایا اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ پختہ مسلمان اور غیور بن گیا لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ کیا بات تھی جس سے روح میں ایک بیقراری اور اضطراب محسوس ہوتا تھا اور سکون اور جمعیت خاطر جس کے لئے میری روح تڑپتی ہے میسر نہ آتی تھی اور اس اثنا میں ایک بڑی نازک بات اور نا شدنی گردن زدنی عقیدہ کی پرورش میں بڑا متوجہ تھا اور گویا بغل میں ایک ہبل اور لات کو رکھتا تھا اور دل میں سمجھتا تھا کہ یہ خدا کی رضا کی راہ ہے مگر خدا تعالیٰ نے خوب جانا ہے کہ اس کے اختیار کرنے میں بھی نیت نیک تھی۔

سید احمد خان صاحب

کے خیالات ؟ ابھی میں ۱۷ یا ۱۸ برس
کی عمر کا سادہ لڑکا تھا کہ سید صاحب کے
خیالات کے پڑھنے کا مجھے موقع ملا یعنی
تہذیب اخلاق جو سید کے خیالات
اور معتقدات کا آئینہ تھا میں اُسے
شروع اشاعت سے پڑھنے لگا
اور تیس برس کی عمر تک اس میں متوغل
رہا سید صاحب کے قلم سے کوئی ایسا
نقطہ نہیں نکلا الا ماشاء اللہ جو میں نے
نہ پڑھا ہو اُن کی تفسیر کو بڑے عشق
سے پڑھتا برابر بیس بائیس برس کا
زمانہ تھوڑا نہیں ایک بڑی مدت
ہے اس عرصہ میں بھی میری روح کو
طمانیت اور سکینت حاصل نہ ہوئی
اور وہی اضطراب اور بیقراری
دامنگیر رہتی بلکہ بعض بعض اوقات
میں اپنی تنہائی کی گھڑیوں میں ہلاک کرنے
والی بے چینی محسوس کرتا اور میں آخر
اس نتیجہ پر پہونچتا کہ ہنوز اگر خدا
تعالیٰ کو خوش کیا ہوتا اور واقعی
خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہوگیا
ہوتا تو ضرور تھا کہ سکینت اور طمانیت
کا سرد پانی میرے اُبلتے ہوئے
کلیجہ کو ٹھنڈا کرتا۔ اس خیال سے
تردد تذبذب اور پریشانی اور بھی
بڑھتی گئی۔

میرے مخدوم مولوی صاحب بھی سید صاحب
کی تصانیف منگوانے اور صفات الٰہی
کے مسئلہ میں ہمیشہ سید صاحب سے
الگ رہے اور میں اُن کے ساتھ
ہوکر بھی سید صاحب کی ہر بات کی
پیچ کرتا اور کبھی مولوی صاحب مجھ سے
اُلجھ بھی پڑتے مگر میں اقرار کرتا
ہوں کہ وہ میرے اس جن کے
نکالنے میں کامیاب نہ ہوئے۔
فتوحات ابن عربی اور **امام
غزالی** کی احیاء العلوم کو میں نے
کئی بار پڑھا اور خوب غور اور تدبر
سے پڑھا مگر میں سچ کہتا ہوں کہ
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی
والا معاملہ رہا شاید میری روح
ہی ایسی تھی کہ تسلی نہ پا سکتی تھی
یا وہ خیالات واقعی طمانیت کا
موجب نہ تھے۔ مگر اب کہوں گا کہ
وہ خیالات ہی یقیناً یقیناً تسلی بخش
راہ نہ دکھا سکتے تھے۔

بہر حال میں اس کو گناہ نہ سمجھتا تھا
دل بیقرار رہتا تھا اور ایک دھڑکا
لگا ہوا تھا۔ میں نے کئی بار رؤیا میں
دیکھا کہ بڑے جلتے ہوئے شعلے
مارتی ہوئی آگ کے بھٹوں میں
اور کوندتی ہوئی بجلیوں میں
ڈالا گیا ہوں اور پھر کئی بار بصیرت
کی آنکھ سے دیکھا کہ بہشت میں
ڈالا گیا ہوں۔ مگر میں وجوہات
اور اسباب کو نہ سمجھتا تھا۔ اسی
بیقراری اور اضطراب میں میری
عمر کا ایک بڑا حصہ گذر گیا یہاں
تک کہ حضرت مولوی **نورالدین**
کے طفیل سے۔ امام الزمان۔ نور
مرسل اور خلیفۃ اللہ کی صحبت
نصیب ہوئی حضرت مولانا نورالدین
کو تو بہت برس پیشتر **براہین احمدیہ**
کے اشتہار کی ایک پرچہ نے اس
نور کا پتہ دیدیا تھا۔ اور اُسوقت
ہمارے **آقا و امام** حضرت
**مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام** ابھی گوشہ گزین تھے
اور کجدار و مریز دنیا میں ہنوز
قدم نہ رکھا تھا۔

غرض مولوی صاحب نے مجھے
امام الزمان کے متعلق فرمایا
چونکہ مولوی صاحب کے ساتھ
ایک خاص محبت اور اُن پر اعلیٰ
درجہ کا حسن ظن تھا میں نے مان لیا
مگر وہ بصیرت اور معرفت نصیب
نہ ہوئی۔

مارچ ۱۸۸۹ء کا ذکر ہے
کہ حضرت **امام** نے بیعت کا
اشتہار شائع کیا اور مولوی صاحب
لدھیانہ تشریف لے گئے اور مجھ
بھی ساتھ لے گئے میں صاف
کہوں گا کہ میں اپنی خوشی سے نہیں
گیا بلکہ زور سے ساتھ لے گئے
اُن دنوں میں بیعت کرنے کا اول
فخر مولوی صاحب کو ہوا۔ مگر میں
اُس وقت بھی اڑ گیا اور روح میں
کشایش اور سینہ میں انشراح نہ دیکھ
کر رُکا مولوی صاحب کے اصرار
اور الحاح سے بیعت کر لی۔ یہ سچا
اظہار ہے شاید کسی کو فائدہ پہونچے
اُس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری
دل و روح میں ایک تبدیلی پیدا
ہونی شروع ہوئی میں نے اس دعا
کو جس کا میں ایک عرصہ دراز سے
جویاں تھا قریب یقین کیا۔ میرے
دل میں ایک سکینت اُترتی ہوئی
محسوس ہوتی تھی اور دل میں ایک
طاقت اور لذت آتی معلوم ہونے
لگی۔ یہاں تک کہ ۱۸۹۱ء میں مسیح
موعود کے دعوے کا اعلان ہوا۔
اور اس سال کے آخر میں حضور نے
مجھے خط لکھا کہ میں ازالہ اوہام
تصنیف کر رہا ہوں اور بیمار ہوں
کاپیاں پڑھنی پروف دیکھنی خطوط
لکھنے کی تکلیف کا متحمل نہیں ہوسکتا
جسطرح بن پڑے آ جائیں۔ ادھر
سے مولوی نورالدین صاحب کا
خط آیا کہ حضرت کو تکلیف بہت
ہے لدھیانہ جلدی جاؤ۔ اس وقت
میں مدرسہ میں مدرس تھا وہاں سے
رخصت لے کر لدھیانہ پہونچا۔
اور میں اقرار کرتا ہوں کہ ہنوز
دنیا اور ہوائے دنیا سے میرا دل
سیر اور نوکری سے قطعاً بیزار نہ
ہوا تھا۔ اور جو دس پندرہ روپے
ملتے تھے انہیں غنیمت سمجھتا تھا
اور عزم تھا کہ اختتام پر پھر اس
سلسلہ کو اختیار کروں گا۔
مگر جب میں تین ماہ تک حضرت
اقدس کی صحبت میں رہا اور یہ پہلا موقعہ
اتنی دراز صحبت کا ملا۔ میں نہیں
جانتا کہ وہ خیال اور وہ آرزو
کدھر گئی۔ اس قسم کے خیالات سے
میری روح کو صاف کر دیا گیا اور
میرا سینہ دھو دیا گیا اور اندر سے

آواز آئی کہ تو دنیا کے کام کا نہین- بس پھر کیا تھا - تین ماہ کی رخصت کے پورے ہونے ہونے یہ سب خیالات جاتے رہے اور پھر نہ واپس نہ استعفا خدا تعالی نے دنیا کی دلدل سے مجھے بالکل نکالدیا اس وقت سے لے کر ۱۸۹۳ء تک مجھکو چھ چھ مہینے اور برس تک بھی حضرت اقدس کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا- اور اب تو ایک سکنڈ اور طرفۃ العین کے لئے بھی میری روح جدائی گوارا نہین کرتی - اور ایک خوبصورت امید میرے سینہ مین ہے کہ انشاءاللہ میرا جینا میرا مرنا ان ہی پاؤن مین ہوگا- اور اگر مین اب یہان سے چند روز کے لئے کہین جاتا ہون تو دل کی آرزو کے خلاف مجبوراً پکڑا جاتا ہون -

غرض پھر مجھے آپ کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا- اور اسوقت مجھی معلوم ہوا کہ وہ بڑا ایمان جسکو سید احمد خان کے خیالات سے اقتباس کیا تھا وہ روح کو تقوی و طہارت بخشنے والی اور سچی سکینت دینے والی شے نہ تھی وہ ایک فلسفیانہ اور متردوانہ اور متوہمانہ خواہلئے پریشان کا سرجوش ایمان یا جذبہ تھا ایک ایک وقت مین ان خیالات پر غور کرنے سے میری روح تڑپ تڑپ گئی ہے اور جسم پر لرزہ پڑگیا ہے کہ مین کبھی جس کو صراط مستقیم سمجھتا تھا وہ خدا سے دور ڈالنے والی خطرناک راہ تھی مین راستی سے کہتا ہون اور خدا گواہ ہے کہ ان خیالات کے متعلق حضرت اقدس سے کبھی کوئی مباحثہ نہین ہوا بلکہ صرف اس کے منہ سے پاک باتین سنتا رہا اور صفات الٰہی اور قرآن کریم کی عظمت اور خوبیون کے تذکرے سنتا رہا - پھر آپ کی زندگی اور تعلیم و عمل نے بتایا کہ خدا کا متصرف اور زندہ ہونا اور متکلم خدا ہونا نہ کسی پہلے زمانہ مین تھا بلکہ اب بھی اسی طرح پروہ حي - قیوم - متکلم - اور متصرف خدا ہے - ان باتون کو جب سنا نہین نہین دیکھا تو جیسے ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے مین چراغ کے آجانے سے ہر ایک چیز قرینہ سے رکھی ہوئی اور سجی ہوئی نظر آتی ہے مینے اپنے اندر ایک روشنی دیکھی اور معرفت کا نور اور بصیرت کا چراغ میرے سینہ مین نظر آنے لگا - مین سمجھتا تھا کہ سید احمد خان کے خیالات میرے دل سے نکل سکین گے لیکن آخر خدا تعالی نے محض اپنے فضل سے ان کو ایسا نکالا کہ گویا کبھی تھے ہی نہین والحمد للہ علی ذلک

اور اب مین خدا تعالے کو گواہ رکھکر کہتا ہون کہ محض امام الزمان کی صحبت کے طفیل سے ان خیالات سے مجھے اس سے کہین زیادہ نفرت اور بیزاری ہے جیسے اور مردار کھانے سے اور مین پھر کہتا ہون کہ یہ شہادت اپنی تبدیلی کی محض اسلئے پیش کی ہے کہ تا کسی سوچنے والے دل اور غور کرنے والی طبیعت کو ہدایت اور نور کی طرف رہبری کرسکے - اور یہ بتلایا جاوے کہ کفر اور شرک سی شدید بغض اور نفرت جو ایمانی غیرت کا تقاضا اور نور اور توحید سے محبت یہ اس ایک ہان اسی ایک انسان کے پاک انفاس کا نتیجہ ہے - مین اللہ کے لئے یقین دلاتا ہون کہ کفر اور لوازم کفر سے بغض رکھنا اور اسے دل مین مردار اور سور سمجھنا یہ ہر ایک انسان کا خاصہ اور ہر ایک کا دل گردہ نہین اور جب تک ایک ہادی اور مرشد ایسا نہ ہو کہ اسے قلبًا شرک سی بیزاری ہو اور اس کے انفاس طیبہ مین کفر سے بیزاری بخشنے والی پوری تاثیر نہ ہو جب تک انسان معاصی اور کفر اور فسق کی راہون سے بچ نہین سکتا - خدا کا شکر ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہمارے آقا و مرشد جانشین محمد احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود بھی کفر سے ایسے بیزار ہین اور آپ کی صحبت اور آپ کے کلام سے مستفید ہونے والا بھی کفر سے واقعی بیزار ہو جاتا ہے - اور کوئی گدی اور کوئی سلسلہ ایسا نہین جو گناہ سے سچی نفرت دلا سکے اور جسے کفر و شرک سے لڑائی رہتی ہو اگر کوئی ہے تو از راہ کرم بتاؤ-

میرے دوستو ایک ہی انسان ہے جس کی صحبت مین آج گناہ سے نفرت - خدا سے الفت - رسول سے الفت پیدا ہوسکتی ہے - یہ ہے میرا حال- اور اس کو اس لئے بیان کیا ہے تا کہ میرے دوستون اور بھائیون کو فائدہ اور دوسرون کو سبق ملے - باوجود اس کے کہ مین تا باستطاعت قرآن- فقہ- حدیث اور دین کی ضروری کتابین پڑھتا مگر خود بخود بلا مدد و دستگیر سے اس منزل تک نہ پہونچ سکا جہان مجھے پہونچنا تھا اور جو میری روح کی تسلی اور اطمینان کے لئے ضروری تھی- جب تک کہ مجھے صحبت کا شرف حاصل نہین ہوا - اکثر کہتے ہین کہ قرآن اور حدیث کے ہوتے ہوے کس امام کی ضرورت تھی- وہ احمق ہین اور وہ نہین جانتے کہ باوجودیکہ آنکھون مین نور اور کانون مین شنوائی کے پردے موجود ہین لیکن پھر بھی آفتاب اور ہوا کے بدون وہ سن نہین سکتے اور نہ دیکھ سکتے ہین - لاریب قرآن کریم ایک نعمت اور حضرت

کی شمع روشن ہے لیکن ایک زندہ نمونہ درکار ہے جو قرآن کی طرف لے جا سکے اور قرآن سمجھا سکے - اب بھی اس کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے حضور حامل قرآن علیہ صلوات الرحمٰن کے عمل کی قرآن کے ساتھ ضرورت تھی - کاش لوگ سمجھیں - اسی لئے تو خدا کہتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ - وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ - تقویٰ اللہ اور ایمان کی حقیقت معلوم کرنی چاہئیے بلکہ اپنی زندگی اور روح مین اس کے اثر ون کو محسوس اور اس کی کیفیتون سے محظوظ ہونا چاہئیے ہو تو امام کی صحبت کا شرف حاصل کرو - چونکہ سب کے سب نہین آ سکتے اس لئے ایسا ہونا چاہئیے کہ ہر محلہ اور ہر شہر مین سے ایک یا دو آدمی جو سمجھدار اور فراست اور ملکہ رکھتے ہون اور خدا کی پاک باتون کے سننے کا مذاق رکھتے ہون وہ آئین اور آسمانی علوم سے حصہ لین -

عزیزو! بڑی ضرورت ہے امام کے پاس بیٹھنے کی - اور اس کی باتون کا سننا بڑی بات ہے اگر کوئی اس امر سے بے نیازی ظاہر کرتا ہے تو وہ یاد رکھے کہ خدا تعالےٰ اس سے بے نیاز ہے بے نیاز ہے -

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نیکگرای قوم نشانہای خدا وند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانی است کبیر

دیکھنے والون کیلئے ایک اور نشان

ذیل مین ہم اخبار چودھوین کے حوالہ سے (جو بجواله نیر آصفی رقمطراز ہے) ایک خبر درج کرتے ہین جو حسین کامی آفندی کے تغلب چندہ مظلومان کریٹ اور اس کے معتوب سلطانی ہونے کے متعلق ہے - ہمارے ناظرین کی یاد سے وہ اشتہار ابھی بھولا نہ ہوگا جو حجۃ اللّٰہ فی الارض امام ہمام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حسین کامی کے عنوان سے شائع کیا تھا - جس مین سلطنت روم کے ارکان کی روحانی کمزوری پر اپنی الہامی فراست سے بحث کی ہے - اور ناظرین کو یہ بھی یاد ہوگا کہ حسین کامی کے اشتہار پر حضرت اقدس کی مخالفت نئی روشنی کے مسلمانون مین حد سے بڑھ گئی تھی - چنانچہ چودھوین صدی کے بزرگ نے اسی اشتہار پر یہ

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

والا شعر پڑھا تھا - اور چودھوین صدی نے بھی اپنی طرف سے خوب دھڑلے کے مضامین شائع کئے تھے - اور ایسا ہی لاہور کے اخبار ناظم الہند نے بہت بدگوئی کی تھی - اور خود اس ناکام حسین کامی نے بھی سب وشتم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا -

آخر چودھوین صدی والے بزرگ نے توبہ کی اور وہ زمرۂ خادمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مین شامل ہوا -

اور ناظم صاحب کو بھی اپنے کئے کی سزا بھگتنی پڑی - اور حسین کامی صاحب اب تغلب زر چندہ مظلومان کریٹ کے تغلب مین ماخوذ ہوئے

افسوس ہے کہ اس شخص نے مظلومون پر ظلم کیا اور پھر امانت مین خیانت کی -

اب ہم کو وہ لوگ بتلائین جنھون نے کامی صاحب کو خوب بنایا تھا اور اسکی تعریف اور خیر مقدم مین مضمون کے صفحے سیاہ کئے تھے کہ اگر اس کی حالت اور بعض دوسرے ارکان دولت عثمانیہ کی حالت حضرت اقدس کو کشفی حالت مین بری نظر آئی اور اسپر آپ نے صاف طور سے کہدیا تو کیا برا کیا مگر کیا اب بھی اس مرد خدا کی صداقت اور راستبازی سے انکار کروگے ؟ بہرحال یہ ایک نشان ہے اہل دل لوگون کے لئے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہین -

حضرت اقدس کا یہ الہام عرصہ دراز سے شائع ہو چکا ہے - کہ

اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ

جو تیری اہانت کریگا مین اسکی اہانت کرونگا - پس ممکن نہین کہ حضرت اقدس کی اہانت کے ارادہ سے کوئی اٹھے اور ذلیل ہو کر نہ بیٹھ جاوے -

اب ہم وہ خبر مع ریمارک چودھوین صدی درج کرتے ہین اور وہ یہ ہے

چندۂ مظلومان کریٹ اور ہندوستان

ہمین آج کی ولایتی ڈاک مین اپنے ایک لائق اور معزز نامہ نگار کے پاس سے ایک قسطنطنیہ والی چٹھی ملی ہے جس کو ہم اپنے ناظرین کی اطلاع کے لئے درج ذیل کئے دیتے ہین اور ایسا کرتے ہوئے ہمین کمال افسوس ہوتا ہے : افسوس اس وجہ سے کہ ہمین اپنی ساری امیدون کے برخلاف اس مجرمانہ خیانت کو جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ منتظم و مہذب اسلامی سلطنت کے وائسکونصل کی جانب سے بڑی بیدردی کے ساتھ عمل مین آئی اپنے ان کانون سے

سُننا اور پبلک پر ظاہر کرنا پڑا ہے
جو کیفیت جناب مولوی حافظ عبدالرحمٰن
صاحب الہندی نزیل قسطنطنیہ نے
ہمین معلوم کرائی ہے اُس سے
صاف ثابت ہوتا ہے کہ حسین
بک کامی نے بڑی بے شرمی کے
ساتھ مظلومان کریٹ کے روپیہ
کو بغیر ڈکار لینے کے ہضم کرلیا اور
کارکن کمیٹی چندہ نے بڑی فراست
اور عرق ریزی کے ساتھ اُن سے
روپیہ اگلوالیا مگر دریافت
نہین ہوا کہ وائس قونصل مذکور پر
عدالت عثمانیہ مین کوئی نالش
کی گئی یا نہین - ہماری رائے
مین ایسے خائن کو عدالتانہ کارروائی
کے ذریعہ سے عبرت انگیز سزا
دی جانی چاہیے -

بہرحال ہم اُمید کرتے ہین
کہ یہی ایک کیس غبن کا ہوگا جو اس
چندہ کے متعلق د فوزع مین آیا ہو
اور جو رقوم چندہ جناب ملا عبدالقیوم
صاحب اول تعلقدار لنگسور اور
جناب عبدالعزیز بادشاہ صاحب
ٹرکس قونصل مدراس کی معرفت
حیدرآباد اور مدراس سے روانہ
ہوئین وہ بلا خیانت قسطنطنیہ کو
کمیٹی چندہ کے پاس برابر پہونچ
گئی ہون گی -

قسطنطنیہ کی چٹھی

ہندوستان کے مسلمانون نے جو گزشتہ
دو سالون مین مہاجرین کریٹ اور
مجروحین عساکر حرب یونان کے
واسطے چندہ فراہم کرکے قونصل ہائے
دولۃ علیہ ترکیہ مقیم ہند کو دیا تھا
معلوم ہوتا ہے کہ ہر ذرہ چندہ
تمام و کمال قسطنطنیہ مین نہین پہونچا
اور اس امر کے باور کرنے کی یہ وجہ
ہوئی ہے کہ حسین بک کامی وائس
قونصل مقیم کراچی کو جو ایک ہزار
چھ سو روپیہ کے قریب مولوی محمد انشاء اللہ
صاحب اڈیٹر اخبار وکیل امرت سر
اور مولوی محبوب عالم صاحب اڈیٹر
پیسہ اخبار لاہور نے مختلف مقامات
سے وصول کرکے بھیجا تھا وہ سب
غبن کرگیا - ایک کوڑی تک قسطنطنیہ
مین نہین پہونچائی مگر خدا کا شکر ہے
کہ سلیم پاشا ملحمہ کارکن کمیٹی چندہ کو
جب خبر پہونچی تو اُس نے بڑی
جانفشانی کے ساتھ اس روپیہ کے
اگلوانے کی کوشش کی اور اس
کی اراضی مملوکہ کو نیلام کراکر وصولی
رقم کا انتظام کیا اور باب عالی مین
غبن کی خبر بھجوا کر نوکری سے موقوف
کرایا - اس لئے ہندوستان کے
جملہ اصحاب جرائد کی خدمت مین
التماس ہے کہ وہ اس اعلان کو قومی
خدمت سمجھکر چار مرتبہ متواتر اپنے
اخبارات مین مشتہر فرمائین اور
جس وقت اُن کو معلوم ہو کہ فلان
شخص کی معرفت اس قدر روپیہ چندہ
کا بھیجا گیا تو اُس کو اپنے جریدہ مین
مشتہر کرائین اور نام مع عنوان کے
ایسا مفصل لکھین کہ بشرط ضرورت
اُس سے خط و کتابت ہوسکے اور
ایک پرچہ اس جریدہ کا خاکسار کے
پاس بمقام قاہرہ اس پتہ سے روانہ
فرمائین -

حافظ عبدالرحمن الہندی الامرتسری
سکہ جدیدہ - دکان صالح آفندی
قاہرہ (ملک مصر)

ایک الہامی پیشگوئی کا اشتہار

چونکہ مجھے ان دنون مین چند متواتر الہام
ہوئے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ
خدا تعالےٰ عنقریب آسمان سے کوئی
ایسا نشان ظاہر کرے گا جس سے میرا
صدق ظاہر ہو اس لئے مین اس اشتہار
کے ذریعہ سے حق کے طالبون کو اُمید
دلاتا ہون کہ وہ وقت قریب ہے کہ
جب آسمان سے کوئی شہادت میری تائید
کے لئے نازل ہوگی - یہ ظاہر ہے کہ جس
قدر خدا تعالےٰ کے مامور دنیا مین آئے
ہین گو اُنکی تعلیم نہایت اعلیٰ تھی اور
اُن کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے اور
اُن کی زیرکی اور فراست بھی اعلےٰ
درجہ پر تھی لیکن اُن کا خدا تعالیٰ سے
ہم کلام ہونا لوگون نے قبول نہ کیا
جب تک کہ اُن کی تائید مین آسمان
سے کوئی نشان نازل نہین ہوا -
اسی طرح خدا تعالیٰ اس جگہ بارش
کی طرح اپنے نشان ظاہر کر رہا ہے
تا دیکھنے والے دیکھین اور سوچنے
والے سوچین - اور اب مجھے بتایا گیا ہے
کہ ایک برکت اور رحمت اور اعزاز کا
نشان ظاہر ہوگا جس سے اکثر لوگ تسلی
پائینگے جیسا کہ ۱۴ر ستمبر ۱۸۹۹ء کو
یہ الہام ہوا -

ایک عزت کا خطاب
ایک عزت کا خطاب
لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃِ
ایک بڑا نشان اسکے ساتھ ہوگا

یہ تمام خدائے پاک قدیر کا کلام ہے
جس کو مینے موٹے قلم سے لکھدیا ہے
اگرچہ انسانون کے لئے بادشاہون
اور سلاطین وقت سے بھی خطاب
ملتے ہین مگر وہ صرف لفظی خطاب
ہوتے ہین جو بادشاہون کی مہربانی
اور کرم اور شفقت کی وجہ سے یا
اور اسباب سے کسی کو حاصل ہوتے
ہین اور بادشاہ اُس کے ذمہ دار نہین
ہوتے کہ جو خطاب انھون نے دیا ہے
اس مفہوم کے موافق وہ شخص اپنے
تئین ہمیشہ رکھے جس کو ایسا خطاب
دیا گیا ہے - مثلاً کسی بادشاہ نے کسی کو
شیر بہادر کا خطاب دیا تو وہ بادشاہ

اس بات کا متکفل نہین ہو سکتا کہ ایسا شخص ہمیشہ اپنی بہادری دکھلاتا رہیگا بلکہ ممکن ہے کہ ایسا شخص ضعف قلب کی وجہ سے ایک چوہے کی تیز رفتاری سے بھی کانپ اُٹھتا ہو چہ جائیکہ وہ کسی میدان مین شیر کی طرح بہادر دکھلاوے لیکن وہ شخص جس کو خدا تعالے سے شیر بہادر کا خطاب ملے اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ درحقیقت بہادر ہی ہو کیونکہ خدا انسان نہین ہے کہ جھوٹ بولے یا دھوکا کھاوے یا کسی پولیٹیکل مصلحت سے ایسا خطاب دیدے جس کی نسبت وہ اپنے دل مین جانتا ہے کہ دراصل وہ شخص اس خطاب کے لائق نہین ہے اس لئے یہ بات محقق امر ہے کہ فخر کے لائق وہی خطاب ہے جو خدا تعالے کی طرف سے ملتا ہے اور وہ خطاب دو قسم کا ہے اول وہ جو وحی اور الہام کے ذریعہ سے خدا تعالے کی طرف سے عطا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبیون مین سے کسی کو صفی اللہ کا لقب دیا اور کسی کو کلیم اللہ کا اور کسیکو روح اللہ کا اور کسی کو مصطفیٰ اور حبیب اللہ کا ان تمام نبیون پر خدا تعالیٰ کا سلام اور رحمتین ہون اور دوسری قسم خطاب کی یہ ہے کہ اللہ تعالے بعض نشانون اور تائیدات کے ذریعہ سے بعض اپنے مقبولین کی اس قدر محبت لوگون کے دلون مین یکدفعہ ڈالدیتا ہے کہ یا تو ان کو جھوٹا اور کافر اور مفتری کہا جاتا ہے اور طرح طرح کی نکتہ چینیان کی جاتی ہین اور ہر ایک بد عادت اور عیب ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یا ایسا ظہور مین آتا ہے کہ اُنکی تائید مین کوئی ایسا پاک نشان ظاہر ہو جاتا ہے جس کی نسبت کوئی انسان کوئی بدظنی نہ کر سکے اور ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکے کہ یہ نشان انسانی ہاتھون اور انسانی منصوبون سے پاک ہے اور خاص خدا تعالے کی رحمت اور فضل کے ہاتھ سے نکلا ہے تب ایسا نشان ظاہر ہونے سے ہر ایک سلیم طبیعت بغیر کسی شک و شبہ کے اُس انسان کو قبول کر لیتی ہے اور لوگون کے دلون مین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی یہ بات پڑجاتی ہے کہ یہ شخص درحقیقت سچا ہے تب لوگ اس الہام کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ لوگون کے دلون مین ڈالتا ہے اُس شخص کو صادق کا خطاب دیتے ✠ ہین کیونکہ لوگ اس کو صادق صادق کہنا شروع کر دیتے ہین۔ اور لوگون کا یہ خطاب ایسا ہوتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ نے آسمان سے خطاب دیا کیونکہ خدا تعالیٰ آپ ان کے دلون مین یہ مضمون نازل کرتا ہے کہ لوگ اس کو صادق کہین۔ اب جہانتک مین غور کیا ہے اور فکر کی ہے مین اپنے اجتہاد سے نہ کسی الہامی تشریح سے اُس الہام کے جس کو مینے ابھی ذکر کیا ہے یہی معنے کرتا ہون کیونکہ ان معنون کے لئے اس الہام کا آخری فقرہ ایک بڑا قرینہ ہے کیونکہ

آخری فقرہ یہ ہے کہ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہو گا لہذا مین اپنے اجتہاد ✱ سے اس کے یہ معنی سمجھتا ہون کہ خدا تعالیٰ اس جھگڑے کے فیصلہ

کرنے کے لئے جو کسی حد تک پورا ہو گیا ہے اور حد سے زیادہ تکذیب اور تکفیر ہو چکی ہے کوئی ایسا برکت اور رحمت اور فضل اور صلحکاری کا نشان ظاہر کرے گا کہ وہ انسانی ہاتھون سے برتر اور پاک تر ہو گا۔ تب ایسی کھلی کھلی سچائی کو دیکھکر لوگون کے خیالات مین ایک تبدیلی واقع ہوگی اور نیک طینت آدمیون کے کینے یکدفعہ رفع ہو جائینگے۔ مگر جیسا کہ مین نے ابھی بیان کیا ہے یہ میرا ہی خیال ہے ابھی کوئی الہامی تشریح نہین ہے۔ میرے ساتھ خدا تعالے کی عادت یہ ہے کہ کبھی کسی پیشگوئی مین مجھے اپنی طرف سے کوئی تشریح عنایت کرتا ہے اور کبھی مجھے میرے فہم پر ہی چھوڑ دیتا ہے مگر یہ تشریح جو ابھی مینے کی ہے اسکی ایک خواب بھی مؤید ہے جو ابھی ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مینے دیکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مین نے خواب مین محبی اخویم مفتی محمد صادق کو دیکھا ہے اور قبل اس کے جو مین اس خواب کی تفصیل بیان کرون اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی

✠ نوٹ اس خطاب کی مثال یہ ہے کہ جیسا کہ مصر کے بادشاہ فرعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صدیق کا خطاب دیا کیونکہ بادشاہ نے جب دیکھا کہ اس شخص نے صدق اور پاک باطنی اور پرہیزگاری کے محفوظ رکھنے کے لیے باران برس کا جیلخانہ اپنے لئے منظور کیا مگر بدکاری کی درخواست کو نہ مانا بلکہ ایک لحظہ کے لئے بھی دل پلید نہ ہوا تب بادشاہ نے اس راستباز کو صدیق کا خطاب دیا جیسا کہ قرآن شریف سورہ یوسف مین ہے یوسف ایہا الصدیق معلوم ہوتا ہے کہ انسانی خطابون مین سے پہلا خطاب وہی تھا جو حضرت یوسف کو ملا۔ منہ

✱ نوٹ جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ وحی اور الہام کے ساتھ ہو وہ خوب جانتا ہے کہ ملہمین کو کبھی اجتہادی طور پر اپنے الہام کے معنے کرنے پڑتے ہین۔

بقیہ نوٹ ✱ اس طرح کے الہام بہت ہین جو مجھے کئی دفعہ ہوے ہین اور بعض وقت ایسا الہام ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس کے کیا معنے ہین اور ایک مدت کے بعد اس کے معنے کھلتے ہین مثلاً ۱۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے اپنا کلام مجھپر نازل کیا انا اخرجنالک زروعا یا ابراہیم یعنی اے ابراہیم ہم تیرے لئے ربیع کی کھیتیان اگائین گے زروع زرع کی جمع ہے اور زرع عربی زبان مین ربیع کی کھیتی یعنی گندم گیہون، جو وغیرہ کو کہتے ہین مگر ظاہر ہے کہ نہین ہین کہ یہ الہام اپنے ظاہر معنون کے رو سے پورا ہو کیونکہ ربیع کی تخم ریزی کے ایام گویا گذر گئے لہذا مجھے صرف اجتہاد سے یہ معنے معلوم ہوتے ہین کہ مجھے کیا غم ہے تیری کھیتیان تو بہت نکلین گی یعنی ہم تیری تمام حاجات کے متکفل ہین ایسا ہی ایک

نہیں ہوگا کہ مفتی محمد صادق بھیری جماعت میں سے اور میرے مخلص دوستوں میں سے ہیں جن کا گھر بھیرہ ضلع شاہ پور میں ہے مگران دنوں میں ان کی ملازمت لاہور میں ہے یہ اپنے نام کی طرح ایک محب صادق ہیں مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں سہواً ان کا تذکرہ کرنا بھول گیا وہ ہمیشہ میرے دینی خدمات میں نہایت جوش سے مصروف ہیں خدا ان کو جزائے خیر دے۔

اب خواب کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے مفتی صاحب موصوف کو خواب میں دیکھا کہ نہایت روشن اور چمکتا ہوا چہرہ ہے اور ایک لباس فاخرہ جو سفید ہے پہنے ہوئے ہیں اور ہم دونو ایک بگھی میں سوار ہیں اور وہ لیٹے ہوئے ہیں اور انکی کمر پر میں نے ہاتھ رکھا ہوا ہے۔

یہ خواب ہے اور اس کی تعبیر جو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے یہ ہے کہ صدق جس سے میں محبت رکھتا ہوں ایک چمک کے ساتھ ظاہر ہوگا اور جیسا کہ میں نے صادق کو دیکھا ہے کہ اس کا چہرہ چمکتا ہے اسی طرح وہ وقت قریب ہے کہ میں صادق سمجھا جاؤں گا اور صدق کی چمک لوگوں پر پڑیگی اور ایسا ہی ۲۰ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو خواب میں مجھے یہ دکھایا گیا کہ ایک

بقیہ نوٹ صفحہ ۶۔ اور دوسرا الہام متشابہات میں سے ہے جو ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مجھے ہوا اور وہ یہ ہے قیصر ہند کی طرف سے شکریہ اب یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے کیونکہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئیں مردہ سمجھتا ہوں میرا شکریہ کیسا۔ سو ایسے الہام متشابہات میں سے ہوتے ہیں جب تک خود خدا انکی حقیقت ظاہر نہ کرے منہ

لڑکا ہے جس کا نام عزیز ہے اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا میں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے۔ میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ عزیز عزت پانے والے کو کہتے ہیں اور سلطان جو خواب میں اس لڑکے کا باپ سمجھا گیا ہے۔ یہ لفظ یعنی سلطان عربی زبان میں اس دلیل کو کہتے ہیں کہ جو ایسی بیّن الظہور ہو جو باعث اپنے غایت درجہ کے روشن ہونے کے دلوں پر اپنا تسلط کرلے۔ گویا سلطان کا لفظ تسلّط سے لیا گیا ہے اور سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلوں پر قبضہ کرلے اور طبایع سلیمہ پر اس کا تسلّط تام ہو جائے پس اس لحاظ سے کہ خواب میں عزیز جو سلطان کا لڑکا معلوم ہوا اسکی تعبیر یہ ہوئی کہ ایسا نشان جو لوگوں کے دلوں پر تسلط کرنے والا ہو ظہور میں آئے گا اور اس نشان کے ظہور کا نتیجہ جسکو دوسرے لفظوں میں اس نشان کا بچہ کہہ سکتے ہیں دلوں میں میرا عزیز ہونا ہوگا جسکو خواب میں عزیز کے تمثل سے ظاہر کیا گیا پس خدا نے مجھے یہ دکھلایا ہے کہ قریب ہے جو سلطان ظاہر ہو یعنی دلوں پر تسلط کرنے والا نشان جس سے سلطان کے لفظ کا اشتقاق ہے اور اس کا لازمی نتیجہ جو اس کے فرزند کی طرح ہے عزیز ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس انسان سے وہ نشان ظاہر ہو جسکو سلطان کہتے ہیں جو دلوں پر ایسا تسلط اور قبضہ رکھتا ہے جیسا کہ ظاہری سلطان جسکو بادشاہ کہتے ہیں رعایا پر تسلط رکھتا ہے تو ضرور ہے کہ ایسے نشان کے ظہور سے اسکا اثر بھی ظاہر ہو یعنی دلوں پر تسلط اس نشان کا ہو کر صاحب نشان لوگوں کی نظر میں عزیز سمجھا جائے اور جبکہ عزیز بننے کا موجب اور علت سلطان ہی ہوا یعنی ایسی دلیل روشن جو دلوں پر تسلط کرتی ہے تو اس میں کیا شک ہے کہ عزیز ہونا سلطان کے لئے بطور فرزند کے ہوا کیونکہ عزیز ہونے کا باعث سلطان ہی ہے جس نے دلوں پر تسلط کیا اور تسلط سے پھر یہ عزیز کی کیفیت پیدا ہوئی سو خدا تعالیٰ نے مجھکو دکھلایا کہ ایسا ہی ہوگا اور ایک نشان دلوں کو پکڑنے والا اور دلوں پر قبضہ کرنے والا اور دلوں پر تسلط رکھنے والا ظاہر ہوگا جسکو سلطان کہتے ہیں اور اس سلطان سے پیدا ہونے والا عزیز ہوگا یعنی عزیز ہونا سلطان کا لازمی نتیجہ ہوگا کیونکہ نتیجہ بھی عربی زبان میں بچہ کو کہتے ہیں فقط

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان
۲۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریز ڈاکٹرون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون و ایان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پر وال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے۔

المشتہر - پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے - اس لئے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانکلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پھر وال پڑتے تھے اور وہ کھلی رہتی تہین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تہین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور-

(۳) مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تہین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند-

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیری کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی اسناد مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کو ۱۹ مارچ ۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے-

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۳۰ | قادیان دارالامن الامان ۶ رجب ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۰ر نومبر ۱۸۹۸ عیسوی | جلد ۲

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ

یہ آیت حق اللہ اور حق العباد پر مشتمل ہے اور اس مین کمال بلاغت یہ ہے کہ دونو پہلو پر اللہ تعالے نے اس کو قائم کیا ہے حق اللہ کے پہلو کی روسے اس آیت کے یہ معنی ہین کہ انصاف کی پابندی سے خدا تعالے کی اطاعت کر کیونکہ جس نے تجھے پیدا کیا اور پرورش کی اور ہروقت کر رہا ہے اس کا حق ہے کہ تو بھی اس کی اطاعت کرے اور اگر اس سے زیادہ بصیرت ہو تو نہ صرف رعایت حق سے بلکہ احسان کی پابندی سے اس کی اطاعت کر کیونکہ وہ محسن ہے اور اس کے احسان اس قدر ہین کہ شمار مین نہین ہے اور ظاہر ہے کہ عدل کے درجہ سے بڑھکر وہ درجہ ہے جس مین اطاعت کے وقت احسان بھی ملحوظ رہے اور چونکہ ہروقت مطالعہ اور ملاحظہ احسان کا محسن کی شکل اور شمائل کو ہمیشہ نظر کے سامنے لے آتا ہے اس لئے احسان کی تعریف مین یہ بات داخل ہے کہ ایسی طور سے عبادت کرے کہ گویا خدا تعالے کو دیکھ رہا ہے اور خدا تعالے کی اطاعت کرنے والے درحقیقت تین قسم پر منقسم ہین۔

اوّل وہ لوگ جو بباعث محجوبیت اور رویت اسباب کے احسان الٰہی کا اچھی طرح ملاحظہ نہین کرتے اور نہ وہ جوش ان مین پیدا ہوتا ہے جو احسان کی عظمتون پر نظر ڈالکر پیدا ہوا کرتا ہے اور نہ وہ محبت ان مین حرکت کرتی ہے جو محسن کی عنایات عظیمہ کا تصور کرکے جنبش مین آیا کرتی ہے بلکہ صرف ایک اجمالی نظر سے خدا تعالے کے حقوق خالقیت وغیرہ کو تسلیم کر لیتے ہین اور احسان الٰہی کی ان تفصیلات کو جنپر ایک باریک نظر ڈالنا اس حقیقی محسن کو نظر کے سامنے لے آتا ہے ہرگز مشاہدہ نہین کرتے کیونکہ اسباب پرستی کا گرد وغبار مسبب حقیقی کا پورا چہرہ دیکھنے سے روک دیتا ہے اس لئے انکو وہ صاف نظر میسر نہین آتی جس سے کامل طور پر معطی حقیقی کا جمال مشاہدہ کر سکتے سو انکی ناقص معرفت رعایت اسباب کی کدورت سے ملی ہوئی ہوتی ہے اور بوجہ اس کے جو وہ خدا کے احسانات [illegible] دیکھ نہین سکتے خود بھی اس کی طرف

وہ التفات نہین کرتے جو احسانات
کے مشاہدہ کے وقت کرنی پڑتی ہے
جس سے محسن کی شکل نظر کے سامنے
آجاتی ہے بلکہ ان کی معرفت ایک
دھندلی سی ہوتی ہے وجہ یہ کہ وہ
کچھ تو اپنی مخلوق اور اپنے اسباب
پر بھروسہ رکھتے ہین اور کچھ تکلف
کے طور پر یہ بھی مانتے ہین کہ خدا
کا حق محسنیت اور رازقیت ہمارے
سر پر واجب ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ
انسان کو اس وسعت فہم سے زیادہ
تکلیف نہین دیتا اس لئے ان سے
جب تک کہ وہ اسی حالت مین ہین
یہی چاہتا ہے کہ اس کے حقوق کا شکر
ادا کرین اور آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ
بِالْعَدْلِ مین عدل سے مراد یہی
اطاعت برعایت عدل ہے۔
مگر اس سے بڑھکر ایک اور مرتبہ
انسان کی معرفت کا ہے اور وہ یہ
ہے کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے
ہین انسان کی نظر روئیت اسباب
سے بالکل پاک اور منزہ ہوکر خدا
تعالیٰ کے فضل اور احسان کے
ہاتھ کو دیکھ لیتی ہے اور اس مرتبہ
پر انسان کے اسباب کے حجابون
سے بالکل باہر آجاتا ہے اور یہ
مقولہ کہ مثلاً کہ میری اپنی آب پاشی
سے میری کھیتی ہوئی اور یا میری
اپنی ہی بازو سے یہ کامیابی مجھے
ہوئی یا زید کی مہربانی سے فلان مطلب
میرا پورا ہوا اور بکر کی خبرگیری سے
مین تباہی سے بچ گیا یہ تمام باتین
ہیچ اور باطل معلوم ہوتے ہین اور
ایک ہی ہستی اور ایک ہی
قدرت اور ایک ہی محسن اور
ایک ہی ہاتھ نظر آتا ہے تب
انسان ایک صاف نظر سے جس
کے ساتھ ایک ذرہ شرک فی
الاسباب کی گرد و غبار نہین خدا تعالیٰ
کے احسانون کو دیکھتا ہے اور یہ
روئیت اس قسم کی صاف اور یقینی
ہوتی ہے کہ وہ ایسے محسن کی عبادت
کرنے کے وقت اس کو غائب
نہین سمجھتا بلکہ اس کو یقیناً حاضر
خیال کرکے اس کی عبادت کرتا ہے
اور اس عبادت کا نام قرآن شریف
مین احسان ہے اور صحیح بخاری
اور مسلم مین خود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے احسان کے یہی معنے
سمجھائے ہین۔

اور اس درجہ کے
بعد ایک اور درجہ ہے جس کا نام
ایتاء ذی القربیٰ ہے ✝ اور
تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب انسان
ایک مدت تک احسانات الٰہی کو
بلا شرکت اسباب دیکھتا رہے اور
اس کو حاضر اور بلاواسطہ محسن سمجھکر
اس کی عبادت کرتا رہے تو اس تصور
اور تخیل کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک
ذاتی محبت اس کو جناب الٰہی کی
نسبت پیدا ہو جائے گی کیونکہ
متواتر احسانات کا دائمی ملاحظہ
بالضرورت شخص ممنون کے دل مین
یہ اثر پیدا کرتا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ
اس شخص کی ذاتی محبت سے بھر جاتا
ہے جس کے غیر محدود احسانات
اس پر محیط ہو گئے پس اس صورت
وہ صرف احسانات کی تصور سے
اس کی عبادت نہین کرتا بلکہ اس کی
ذاتی محبت اس کے دل مین بیٹھ
جاتی ہے۔ جیسا کہ بچہ کو ایک ذاتی
محبت اپنی ماں سے ہوتی ہے پس
اس مرتبہ پر وہ عبادت کے وقت
صرف خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہے
نہین بلکہ دیکھکر سچے عشاق کی
طرح لذت بھی اٹھاتا ہے اور تمام
اغراض نفسانی معدوم ہوکر ذاتی
محبت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے
اور یہ وہ مرتبہ ہے جس کو خدا تعالیٰ
نے لفظ ایتاء ذی القربیٰ سے
تعبیر کیا ہے اور اسی کی طرف خدا
تعالیٰ نے اس آیت مین اشارہ کیا ہے
فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ
اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا غرض آیت اِنَّ اللّٰہَ
یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ
ذِی الْقُرْبٰی کی یہ تفسیر ہے اور اس مین
خدا تعالیٰ نے تینون مرتبے انسانی
معرفت کے بیان کر دیئے ہین اور
تیسرے مرتبہ کو محبت ذاتی کا مرتبہ
قرار دیا اور یہ وہ مرتبہ ہے جسمین
تمام اغراض نفسانی جل جاتے
ہین اور دل ایسا محبت سے بھر جاتا
ہے جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا
ہوا ہوتا ہے اسی مرتبہ کی طرف
اشارہ اس آیت شریف مین ہے
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ
ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ
رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔ یعنی بعض مومن
لوگون مین سے وہ بھی ہین کہ اپنی
جانین رضاء الٰہی کے عوض مین
بیچ دیتے ہین اور خدا ایسون ہی پر
مہربان ہے * اور پھر فرمایا
بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْہَہٗ لِلّٰہِ
وَہُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗ اَجْرُہٗ عِنْدَ
رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَ
لَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ یعنی وہ
لوگ نجات یافتہ ہین جو خدا کو
اپنا وجود حوالہ کر دین اور اس کی
نعمتون کے تصور سے اس طور سے
اس کی عبادت کرین کہ گویا اس کو

✝ نوٹ مرتبہ ایتاء ذی القربیٰ متواتر
احسانات کے ملاحظہ سے پیدا ہوتا ہے
اور اس مرتبہ مین کامل طور پر عابد کے
دل مین محبت ذاتی باری تعالیٰ کی پیدا ہو جاتی
ہے اور اغراض نفسانیہ کا رائحہ اور بقیہ
بالکل دور ہو جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ محبت
ذاتی کا اصل اور منبع دو ہی چیزین ہین
اوّل کثرت سے مطالعہ کسی کے حسن کا اور اس کے
نقوش اور خال و خط اور شمائل کو ہر وقت
ذہن مین رکھنا اور بار بار اس کا تصور کرنا۔
دوسرے کثرت سے تصور کسی کے متواتر احسانات
کا کرنا اور اس کے انواع و اقسام کی مروتون
اور احسانون کو ذہن مین لاتے رہنا اور ان
احسانون کی عظمت اپنے دل مین بٹھانا۔ منہ

دیکھ رہے ہین سوایسے لوگ خدا کے پاس سے اجر پاتے ہین اور نہ اُن کو کچھ خوف ہے اور نہ وے کچھ غم کرتے ہین - یعنی اُن کا مدعا خدا اور خدا کی محبت ہے اور خدا کے پاس کی نعمتین اُن کا اجر ہوتا ہے اور پھر ایک جگہ فرمایا یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا - انما یطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا - یعنی مومن وہ ہین جو خدا کی محبت سے مسکینون اور یتیمون اور قیدیون کو روٹی کھلاتے ہین اور کہتے ہین کہ اس روٹی کھلانے سے تم سے کوئی بدلا اور شکر گذاری نہین چاہتے اور نہ ہماری کچھ غرض ہے ان تمام خدمات سے صرف خدا کا چہرہ ہمارا مطلب ہے سواب سوچنا چاہیئے کہ ان تمام آیات سے کس قدر صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف نے اعلے طبقہ عبادت الٰہی اور اعمال صالحہ کا یہی رکھا ہے کہ محبت الٰہی اور رضا الٰہی کی طلب سچے دل سے ظہور مین آوے مگر اس جگہ سوال یہ ہے کہ یہ کیا عمدہ تعلیم جو صفائی سے بیان کی گئی ہے انجیل مین بھی موجود ہے ہم ہر ایک کو یقین دلاتے ہین کہ اس صفائی اور تفصیل سے انجیل نے ہرگز بیان نہین کیا -

خدا تعالی نے تو اس دین کا نام اسلام اس غرض سے رکھا ہے کہ تا انسان خدا تعالے کی عبادت نفسانی اغراض سے نہین بلکہ طبعی جوش سے کرے کیونکہ اسلام تمام اغراض کے چھوڑ دینے کے بعد رضا بقضا کا نام ہے دنیا مین بجز اسلام ایسا کوئی مذہب نہین جس کے یہ مقاصد ہون بے شک خدا تعالے نے اپنی رحمت جتلانے کے لئے مومنون کو انواع اقسام کی نعمتون کے وعدے دئے ہین مگر مومنون کو جو اعلی قسم کے خواہشمند ہین یہی تعلیم دی ہے کہ وہ محبت ذاتی سے خدا تعالے کی عبادت کرین - لیکن انجیل مین تو صاف شہادتین موجود ہین کہ یسوع صاحب کے حواری لالچی اور کم عقل تھے پس جیسا کہ اُن کی عقلین اور ہمتین تھین ایسا ہی اُن کو مذہب بھی ملا اور ایسا ہی یسوع بھی اُن کو ملگیا - جس نے اپنی

خودکشی کا

دھوکا کھا کر سادہ لوحون کو عبادت کرنے سے روکدیا +

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

ستارونکی بارش یا آسمانی آتشبازی
اور
حجۃ اللہ فی الارض کی کامیابیونکا نشان

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ اس مہینہ مین دسوین نومبر سے لیکر سترہ نومبر تک آسمان پر تارونکی بارش ہوگی اور ۱۴- نومبر کو تو بہت کثرت کے ساتھ آسمان پر تارون کی آتش بازی کا تماشا نظر آوے گا - اس نظارہ کو دیکھنے کے لیے دانا سے ایک علمی مجمع علم ہیئت کے ماہرین کا دہلی مین آنے والا ہے - اس سے ضروری اور قرین مصلحت ہے کہ ہم اس پر مختصر سی بحث کرین علاوہ ازین چونکہ مشہور جرمن پروفیسر فلب کے خیال کے موافق ۱۳ر نومبر کو زمین ایک ومدار سیارہ سے ٹکراجائے گی اور دوسری طرف برج عقرب مین سبع سیارہ کا قران ہوگا اس لئے عام لوگون مین یہ بات مشہور ہے کہ ۱۳ر تاریخ نومبر ۱۸۹۹ء کو قیامت آجاویگی

حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارض

کے نام بعض آئے ہوئے تعجب انگیز خطوط اس امر کی ضرورت بتلاتے ہین کہ اس پر بھی مختصر سا ریمارک کردیا جاوے - اس آخری حصہ پر تو ہم صرف اسی قدر کہین گے کہ نجوم کا علمی حصہ تو کسی قدر صحیح ہے مگر عملی حصہ قابل اعتبار نہین - ظنی اور وہمی ہے پروفیسر فلب نے اپنی اس پیشگوئی کے وجوہات تصریحا بیان کئے ہین اور بتلایا ہے کہ "بیکلو" نامی ومدار سیارہ زمین سے ٹکرا جائے گا - مگر افسوس ہے کہ پروفیسر صاحب منتظم حقیقی کے باقاعدہ ضوابط پر ایمان نہین رکھتے ورنہ اُن کو معلوم ہو جاتا کہ مولا کریم نے ان حادثات سے بچنے کے لئے پہلے سے انتظام کر رکھا ہے - بہر حال ۱۳ر نومبر کو لوگ اسی طرح سو رہین گے اور اسی طرح اٹھین گے ان کے اس خیال کی تردید کی ہم کو زیادہ ضرورت نہین معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابھی بہت سی پیشگوئیان جو خدا تعالی نے انعمت علیکم نعمتی کے مصداق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت فرمائی ہین پوری ہوتی باقی ہین - اور اسلام کے بہت سے کام ابھی ہونے والے ہین - ۱۳ر نومبر کو کوئی قیامت نہ آئیگی اور نہ اس کے متعلق ہمارے سید و امام علیہ الصلوۃ والسلام کو خدا تعالی کی طرف سے کوئی ایما ہوا ہے

ایک سے کہا کہ ستارہ والی کی قرار گاہوں کو دیکھو اگر وہ اپنے محل اور موقع سے ٹل گئے ہوں تو آسمانی لوگوں پر تباہی آئی ورنہ یہ نشان جو آسمان پر ظاہر ہوا ابن ابی کبشہ کی وجہ سے ہے (وہ لوگ شرارت کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہا کرتے تھے) غرض یہ بات تاریخوں اور تفسیروں سے بخوبی ثابت ہے اور قرآن کریم اس پر شاہد ناطق ہے کہ یہ آسمانی آتشبازی کسی عظیم الشان انسان کی بعثت یا اس کی کسی بڑی کامیابی یا اس کے ظہور سے چند سال پیشتر بطور ارہاص کے ظہور میں آتے ہیں۔

ابن کثیر یوں بھی کہتا ہے کہ دین کے غلبہ کے وقت بھی ایسا ہوتا ہے۔

بہرحال یہ مسلم اور معقول امر ہے کہ جب کوئی نبی یا وارث نبی زمین پر مامور ہو کر آوے یا آنے پر ہو یا اس کے ارہاصات ظاہر ہونے والے ہوں یا کوئی بڑی فتحیابی قریب الوقوع ہو تو ان تمام صورتوں میں ایسے آثار آسمان پر ظاہر ہوتے ہیں۔

اس قدر اظہار کے بعد اب ہم ایک امر اور کہنا چاہتے ہیں کہ جیسا کہ ہم نے کسی اشو میں "نظام شمسی میں تغیر عظیم" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا تھا اس سے بھی متفق اللفظ ہو کر روحانیات کے اہل مذاق نے دنیا میں کسی مسیحا نفس انسان کی بعثت کا زمانہ نکالا ہے اور استدلال کیا ہے خود اہل یورپ کے مذہبی مذاق رکھنے والے سائنس دانوں نے اس ستارہ کے دوبارہ طلوع کے وقت جو مسیح کے عہد میں نکلا تھا۔ مسیح علیہ السلام کی

نزول پر ان کو متوجہ کر دیا تھا یہاں تک وہ شائع کر چکے تھے کہ ہمارا نجات دہندہ آنے والا ہے۔

اہل اسلام کی صحیح احادیث کے موافق مسیح کے آنے کا زمانہ یہی ہے کیونکہ کثرت فسق و فجور و کثرت غلبہ صلیب جو آج سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا اور اس کی وجہ یہی ہے اور باقی تمام آثار پورے ہو چکے اور سب اہل کشف اس مبارک

چودھویں صدی کے مجدد کو

جو دین کو پھر کامل بنانے والا ہے دیکھ رہے تھے جیسے حضرت گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی حضرت کو ٹھے والہ کی بشارت نواب صدیق حسن مرحوم اور حضرت شاہ ولی اللہ رح کے خیالات اور حضرت سید نعمت اللہ ولی کا کشف وغیرہ وغیرہ مبینوں اور صدہا بزرگوں کے خیالات ہیں۔

ان سب خیالات کے ہوتے ہوئے پھر ہم کرشمۂ قدرت اور دیکھتے ہیں کہ ایک مدعی پیدا ہوتا ہے اور وہ دعوے کرتا ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے برابر زمانہ پاتا ہے اور یوماً فیوماً ترقی کرتا ہے۔ ہم ان تائیدات اور نشانات پر اس وقت بحث نہیں کریں گے جو اس کی تائید اور نصرت میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ پھر کوئی بتلائے کہ کیونکر انکار ہو۔ یہ چوتھا مرتبہ ہے کہ آسمان نے اپنے نشان کے ساتھ اس کی تائید کی ہے پہلا موقع جو اس کی بعثت کا ابتدائی زمانہ ہے اس موقعہ پر بھی آسمان پر کثرت سے شہاب ثاقب گرے اور یہ ۱۸۸۲ء کا واقعہ ہے جس کو ہیئت دانوں نے بالاتفاق غیر معمولی مانا ہے۔

پھر ۲۷ نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو یہ آسمانی آتشبازی کا نظارہ دیکھا گیا اور بالاتفاق عالمان علم ہیئت ایک لاکھ ستارہ ٹوٹا۔ اور یہ براہین احمدیہ کی اشاعت کا زمانہ ہے چنانچہ خود حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام نے اس واقعہ کو بالہام الٰہی اپنے لئے مانا ہے چنانچہ ہم وہ حکایت درج کرتے ہیں جو آپ نے آج سے سات برس پیشتر آئینۂ کمالات اسلام کے صفحہ ۱۰۹ کے حاشیہ میں درج کی ہے اور وہ یہ ہے

حکایت

مجھکو یاد ہے کہ ابتدائے وقت میں جب میں مامور کیا گیا تو مجھے یہ الہام ہوا۔ کہ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے

یا احمد بارک اللہ فیک ✗ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ✗ الرحمن علم القرآن ✗ لتنذر قوما ما انذر اباءھم ولتستبین سبیل المجرمین ✗ قل انی امرت وانا اول المومنین ✗ اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھدی۔ اور جو تو نے چلایا یہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا اس نے تجھے علم قرآن کا دیا تا تو ان کو ڈراوے جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اور تا مجرموں کی راہ کھل جاوے یعنی سعید لوگ الگ ہو جاویں اور شرارت پیشہ اور سرکش آدمی الگ ہو جاویں۔ اور لوگوں کو کہدے کہ میں مامور ہو کر آیا ہوں اور میں اول المومنین ہوں۔ ان الہامات کے بعد کئی طور کے نشان ظاہر ہونے شروع ہوئے چنانچہ منجملہ ان کے ایک یہ کہ ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو یعنے اس رات کو جو ۲۹ نومبر ۱۸۸۵ء کے دن سے پہلے آئی تھی اس قدر شہب کا تماشا آسمان پر تھا

رہے مصائب اور آفات ان کے آنے کی ایک وجہ ہے جو دوسرے وقت ہم بیان کرین گے انشاءاللہ تعالیٰ
اب ستارون کی بارش پر کچھ لکھنا چاہتے ہین - کوئی رات ایسی نہین گذرتی جب کہ آسمان پر ایک آدھ ٹوٹتا ہوا تارہ دکھائی نہ دیتا ہو - ایسے تارون کو **علماء عرب شہاب ثاقب** اور یورپ کے علماء ہیئت **Meteors** میٹیورس کہتے ہین -

شہاب ثاقب کیا ہے؟ اس کے متعلق یورپ کی علمی تحقیقات تو یہ ہے کہ ٹوٹنے والے تارے محض اجسام فلکی ہین جو لوہے اور کاربن سے مرکب ہین جنکا وزن چند سیرون سے لیکر منون تک ہوتا ہے چنانچہ اس وقت پیرس کے عجائب خانہ مین آسمان سے گرا ہوا لوہے کا پتھر ۲۰ من وزنی موجود بتلایا جاتا ہے اور یورپ کے دوسرے عجائب خانون مین بھی ایسے ٹکڑے رکھے ہوئے ہین ملک اودہ کی ریاست بلرام پور مین بھی ایک ٹکڑا بتلایا جاتا ہے -
پھر ان کی تقسیم یون کی ہے کہ تارے جو آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر گرتے اور لوہے سے مرکب ہوتے ہین انکو **Meteorites** کہتے ہین اور جو بعض پتھر کے ہوتے ہین **aerolites** ایروُلایٹ یا ہوائی پتھر کہتے ہین چونکہ یہ مسلم مسئلہ ہے کہ رگڑ سے حرارت پیدا ہوتی ہے اسی طرح پر یہ چھوٹے چھوٹے تارے سورج کے گرد ایسی تیزی سے حرکت کرتے ہین کہ اُن کی رفتار توپ کے گولہ سے دہ چند تیز ہوتی ہے اس لئے ایک حرارت پیدا ہوکر ایک مشتعل آگ پیدا ہو جاتی ہے بعض چھوٹے اجسام تو آسمان ہی پر جلکر فنا ہو جاتے ہین بعض سطح آسمان پر گھسکر قلیل المقدار رہ جاتے ہین اور ان کے شامل ہو جانے سے جسامت مین بڑھجاتے ہین حتی کہ بعض علماء ہیئت کے نزدیک ومدار ستارے ان ہی تارونکا مجموعہ ہین -

تارے کب ٹوٹتے ہین

کہا جاتا ہے کہ جب برج اسد یا میزان مین آفتاب جاتا ہے اُسوقت کثرت سے تارے ٹوٹتے ہین اور ہر سال ماہ اگست کی ۱۰ تاریخ کو کم وبیش تارون کی بارش ہوتی رہتی ہے -

لیکن ۳۳ سال کے بعد ۱۴ - نومبر کو کثرت سے بارش ہوتی ہے چنانچہ ۱۴ - نومبر ۱۸۳۳ء کو جو تارے ٹوٹے اُن کی تعداد ۲ لاکھ ۴۰ ہزار بتلائی جاتی ہے اور ایسا ہی ۱۸۶۶ء مین کثرت سے تارے ٹوٹے اور اب ۱۴ - نومبر ۱۸۹۹ء کو کثرت سے بارش ہوگی -
اس کے علاوہ یہ بھی مانا گیا ہے کہ ۲۷ - نومبر کو بھی تارے ٹوٹتے نظر آتے ہین چنانچہ ۱۸۷۲ء اور ۱۸۸۵ء مین کثرت سے تارے ٹوٹے اور کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ تارا ٹوٹتا تھا -
ان ساری باتون کے علاوہ کبھی کبھی ایسی تاریخون پر بھی تارے ٹوٹے ہین جو باقرار ہیئت دانان کے بالکل غیر متوقع ہوئے ہین چنانچہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ مارچ ۱۸۱۵ء اور جنوری ۱۸۳۵ء اور مئی ۱۸۱۱ء مین بھی کثرت سے تارے ٹوٹے تھے -

بہر حال یہ آسمانی بارش اور شہاب کی آتشبازی اس مین شک نہین کہ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتی ہے
اس قدر بیان کے بعد ہم بتلانا چاہتے ہین کہ ان ستارون کا ٹوٹنا **ایک نشان ہے جو ہمارے امام ہمام حجۃ اللہ فی الارض ادام اللہ فیوضہم کی صداقت مین آسمان پر ظاہر ہوتا ہے اور کسی آنے والی عظیم الشان کامیابی کا مقدمۃ الجیش ہے**

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ پر غور کرنے اور پھر تاریخ کی ورق گردانی سے یہ امر بپایہ ثبوت پہونچ چکا ہے کہ جب کبھی کوئی نبی یا ملہم من اللہ یا مامور یا وارث علوم انبیاء پیدا ہوا ہے اُس وقت کثرت سے شہاب ثاقب گرتے ہین -
چنانچہ اہل عرب کے درمیان یہ بات اچھی طرح سے رائج اور مسلّم تھی کہ جب کثرت سے تارے ٹوٹتے ہین تو کوئی نبی یا وارث علوم نبی دنیا مین آتا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى

سے اُن پر حجت پوری کی اور حضرت رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم** کی بعثت کے زمانہ مین اس کثرت سے تارے ٹوٹے - کہ لوگون کے دلون مین ڈر اور خوف پیدا ہوگیا جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے کہ چھٹی صدی مین یعنی سنہ ۶۱۰ء مین بھی ستارون کی بارش ہوئی تھی -
اور اس امر کو بڑے بڑے مسلمان مفسرون نے اپنی تفسیرون مین لکھا ہے - جیسا کہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ آنحضرت **صلی اللہ علیہ وسلم** کی بعثت کے وقت کثرت سے شہب گرے تو اہل طائف بہت ہی ڈر گئے اور کہنے لگے کہ شاید آسمان کے لوگون مین کوئی ہلچل پڑ گیا ہے تب ان مین سے

جو ہیے اپنی تمام عمر مین اس کی نظیر کبھی نہین دیکھی۔

اور آسمان کی فضا مین اسقدر ہزارہا شعلے ہرطرف چل رہے تھے جو اس رنگ کا دنیا مین کوئی بھی نمونہ نہین تا مین اس کو بیان کرسکون مجکو یاد ہے کہ اس وقت یہ الہام بکثرت ہوا تھا کہ **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی**

سو اس رمی کو بھی شہب سے بہت مناسبت تھی یہ شہب ثاقبہ کا تماشا جو ۲۸ر نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو ایسا وسیع طور پر ہوا جو یورپ اور امریکہ اور ایشیا کے عام اخبارون مین بڑی حیرت کے ساتھ چھپ گیا لوگ خیال کرتے ہون گے کہ یہ بے فائدہ تھا لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس تماشے کے دیکھنے والا اور پھر اس سے حظ اور لذت اٹھانے والا مین ہی تھا میری آنکھین بہت دیر تک اس تماشے کے دیکھنے کی طرف لگی رہین اور وہ سلسلہ رمی شہب کا شام سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ جس کو مین الہامی بشارتون کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا کیونکہ میرے دل مین الہاماً ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہوا ہے۔ تم کلامہ۔

پھر تیسری شہادت

کسوف وخسوف کے ذریعہ آسمان نے دی جو رمضان ۱۳۱۱ھ کو حسب فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معینہ تاریخون مین ظاہر ہوا۔

اس آسمانی شہادت کے بعد آتھم اور لیکھرام کے متعلق وہ زبردست نشان ظاہر ہوے جنکی تفصیل کی یہان ضرورت نہین اور جیسیون نشان ہین

جو کسوف وخسوف کے زمانہ سے لے کر آجتک ہوئے گویا کہ

آسمانی نشان ان زمینی تائیدات کا ایک پیش خیمہ تھا۔

اب یہ چوتھی شہادت ہے جو آسمان ان کامیابیون سے پہلے بطور بشارت دیتا ہے جو عنقریب ہمارے **امام ہمام** کو اپنے دینی مقاصد یعنی عزت وعظمت اسلام کے قائم کرنے مین ہونے والے ہین۔

اور یہ امر کہ کوئی عظیم الشان کامیابی کا نشان ظاہر ہونے والا ہے نرا خوش فہمی کا **لفظ ہی نہین** بلکہ ہمارے یقین مین ایک رسوخ اور پختگی ہوتی ہے جبکہ ہم ان الہامات اور مبشرات پر نظر کرتے ہین جو آج کل ہمارے **سیدنا و مولیٰ امام ہمام** کو خدا کی طرف سے مل رہے ہین چنانچہ ایک نو زبردست **الہام** وہ ہے جو ہم شائع کر چکے ہین۔ یعنی

ایک عزت کا خطاب

ایک عزت کا خطاب

لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃِ

ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا

پھر یہ الہام

قیصرۂ ہند کی طرف سے شکریہ

پھر یہ الہام

آسمان سے دو تخت اترے اور تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا

اور یہ الہام

مبشرون کا زوال نہین ہوتا۔

اور یہ الہام

گورنر جنرل کی پیشگوئیون کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔ +

وغیرہ وغیرہ۔

پھر جب **امام کامل** کی توجہ اور مصروفیت کی طرف دیکھتے ہین کہ وہ کس زور شور سے اور جرأت واستقلال سے اپنے تبلیغ کے کام مین لگا ہوا ہے تو بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔ **اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم** ۔*

اور جب ناظرین حضرت اقدس کے اس اشتہار کو جو اواخر اکتوبر مین شائع ہوا ہے پڑھین گے اور پھر جب تین سال کے اندر

ایک عظیم الشان انسانی ہاتھون اور منصوبون سے بالا تر نشان کے ظاہر ہونے والا

اشتہار دیکھین گے تو ان کو معلوم ہو جاوے گا کہ کس قدر کامیابی ہونے والی ہے۔ اور جب لوگ حضرت اقدس کے اس فقرہ پر غور کرین گے جو آپ نے اپنی فراست ایمانی سے تین سال کے اندر اپنی جماعت کی تعداد ایک لاکھ تک پہونچ جانے کے متعلق لکھا ہے تو پھر یہ ایمانی قوت اور بھی طاقت پکڑے گی

اور جب حضور اقدس کی کتاب **مسیح ہندوستان مین**

جو ایک گھر اکھڑا یا آسمانی حربہ ہے کے مضمون اور اس کے متعلق حضرت اقدس کی مساعی جمیلہ پر نظر پڑے گی تو ان بشارتون کا زمانہ اور بھی قریب ہی نظر آئے گا

اور جب چوتھے موعو مبارک بیٹے کی مبارک ولادت پر خیال کرین گے تو ایک سلیم الفطرۃ انسان پکار اٹھے گا۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

غرض یہ تمام اسباب اور آثار اس امر کی کھلی دلیل ہین کہ

* اور اسطرح کی اللھم انصر من نصر [illegible] علیہ السلام [illegible] واجعلنا منہم [illegible]

+ حدیث شریف کے لفظ حکم کا ترجمہ [illegible]

اظہار صداقت

کا وقت آپہونچا اور آسمان پر ۱۴ نومبر ۱۸۹۹ء کی شب کو جو ستارونکی بارش ہوگی وہ اسی مامور کی کامیابیون کی بشارت کا نمونہ ہے۔

ہم اُمید کرتے ہین کہ ہماری ناظرین اس مضمون پر پوری توجہ سے کام لینگے۔ اور ۱۴ نومبر ۱۸۹۹ء کی شب کے نظارہ نہایت مسرت اور جوش سے دیکھتے ہوئے آنیوالی کامیابیون کے لئے سجدات شکر بجا لا ئینگے تاکہ خدا تعالے ہم کو بھی اُن نشانو کے دیکھنے اور مراتب یقین مین ترقی کا موقع عطا کرے

آمین

صاحبزادہ صاحب کے مکان کا چندہ

جماعت سیالکوٹ کا چندہ معرفت جناب حامد شاہ صاحب سیالکوٹی — ۱۵ء

شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی — ۶

سید فضل شاہ صاحب لاہوری — ۸

شیخ نور احمد صاحب جالندھری — ۲

مستری دین محمد صاحب قادیانی — ۸

دوبارہ جماعت لاہور معرفت مولوی محمد علی صاحب ایم اے — ۱۴ء

اُن صاحبون کے نام جنہون نے حضرت امام سے ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے ۱۲ نومبر ۹۹ء تک بیعت کی۔

(۱) مولوی عبد الصمد صاحب ساکن اوگام ڈاکخانہ بنڈپورہ علاقہ کشمیر
(۲) محمد عالم ولد علم الدین ملک افریقہ شہر ممباسا
(۳) مستری غلام حسین۔ حاجی پورہ سیالکوٹ
(۴) ابراہیم۔ نابھہ دار الریاست
(۵) سلطان علی کمپونڈر راجپوت بھونوال ضلع ہوشیارپور۔
(۶) محمد ڈار کشمیری افسر کارخانہ قالین محمد شاہ۔ امرتسر۔ کٹڑہ حکیمان
(۷) عمر شاہ۔ کوٹ دوابان والہ ڈاکخانہ کڑکن والہ ضلع گوجرانوالہ۔
(۸) محمد یعقوب ولد مولوی محمد سعید قریشی زمیندار ساکن دیپ گران ضلع ہزارہ علاقہ مانسہرہ۔
(۹) شیخ عطا محمد مستری۔ سیالکوٹ
(۱۰) امداد علی " ہزاغبورہ
(۱۱) حافظ الٰہی بخش۔ دبیل پور ضلع گورداسپور
(۱۲) میان محمد مستری۔ صدر پشاور بازار کباڑی سنفنر۔
(۱۳) سد ہتے خان ولد شیر جنگ راجپوت جہیانہ ڈاکخانہ راجپور تحصیل وضلع ہوشیارپور
(۱۴) مولوی عبد الحمید۔ سید والہ ضلع منٹگمری
(۱۵) غلام رسول۔ امرتسر رام گڑھی کا کٹڑہ
(۱۶) عطا محمد پٹواری۔ ویجوان ڈاکخانہ بٹار
(۱۷) کریم بخش دھرم کوٹ ضلع گورداسپور
(۱۸) سندھی ہرسیان ضلع " لن
(۱۹) نور الدین پٹواری۔ اودھوال ڈاکخانہ قادیان
(۲۰) عطاء اللہ ولد حاکم دین۔ مدگا نوالی ضلع سیالکوٹ
(۲۱) رحیم بخش ولد شیر محمد نابھہ ضلع لاہور تحصیل شرقپور
(۲۲) قادر بخش چوکیدار اودھوال مذکور
(۲۳) رحمت اللہ۔ کھاریان ضلع گجرات
(۲۴) محمد دین خلف علی محمد چاہ جانجھ ضلع منٹگمری اوکاڑا
(۲۵) اللہ داد خان نمبردار محلانوالہ ڈاکخانہ تحصیل چنالہ
(۲۶) شیر محمد۔ دنگے ضلع جالندھر
(۲۷) شیخ برکت علی عرائض نویس گڑہ شنکر
(۲۸) شیخ الٰہی بخش تاجر کتب گجرات
(۲۹) محمد ولد ولی داد کھاریان ضلع "
(۳۰) خدابخش پسر محمد حسن عطار لدہیانہ
(۳۱) سردار فضل علی صاحب (سرور سنگھ)
(۳۲) ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب لاہور۔
(۳۳) محمد دین۔ امرتسر (۳۴) شیخ مرغوب احمد
(۳۵) مولوی عبد اللہ صاحب جستروال ضلع امرتسر
(۳۶) شاہدین پٹواری ڈیری والہ ضلع گورداسپور
(۳۷) صوفی دین محمد صاحب۔ امرتسر کٹڑہ کرم سنگھ۔
(۳۸) شیخ گلاب دین۔ گھڑیال ضلع امرتسر
(۳۹) دین محمد اودھوال (۴۰) محمد بخش دہرم کوٹ بگا
(۴۱) نواب الدین دھرم کوٹ بگا (۴۲) محمد حسن اوجلہ۔
(۴۳) محمد رشید ولد حکیم حسام الدین سیالکوٹ
(۴۴) محمد سعید (۴۵) ارشاد علی ولد سید خصیلت علی شاہ جونسقفون
(۴۶) ہوتا ولد عبد اللہ ادہیجو وال ضلع ہوشیارپور
(۴۷) اسد جوایا بھورب والی ضلع گجرات
(۴۸) امام الدین حداد۔ قادیان۔
(۴۹) حافظ کرم الدین ولد حافظ غلام محمد۔ ڈنگہ ضلع گجرات
(۵۰) قاضی فضل حق ولد مولوی عبد اللہ راولپنڈی محلہ منگلیان
(۵۱) جلال الدین مدرس مشن سکول قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ
(۵۲) مولوی محمد ابراہیم سپرنٹنڈنٹ پولیس سنگرور
(۵۳) سید عبد القادر پٹیالوی حال محرر کارخانہ انجن سنگرور
(۵۴) سید انعام الرحمن ساکن لونی ضلع میرٹھہ حال نائب مدار عشر
(۵۵) مرزا سبحان بیگ ولد مرزا اتفق بیگ مدرسہ شاہ سراج الحق صاحب جمالی ساکن بعادر بالمہ۔ سارجنٹ پولیس نائب جنرل لین سنگرور

فائدہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہین اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے۔

۱ قوت باہ (داخلی وخارجی) چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی ۲ قیمت علاج داخلی ۲
۲ ۔بواسیر۔ خونی وبادی کے لئے اکسیر قیمت ۲
۳ دافع جریان ہر قسم للعہ
۴ علاج آتشک ۴
۵ دوائی سوزاک کہنہ وجدید ہر قسم ۲
۶ خضاب سالانہ جو تیل کیطرح لگایا جاتا ہی عہ
۷ دوائی مصفی خون قیمت

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اسقدر دوا سے کوئی نقص باقی رہیگا تو ایک دوا مفت دیجائیگی۔

حکیم محمد امین مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

— خادم امام الزمان علیہ السلام

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۸ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۸ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے

المشتہر — پروپرائٹر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہی مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگل صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲- مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے [تیار] کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳- مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال تھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴- مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے

(مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے طبع ہو کر بصفحہ شائع ہوا)

نمبر ۴۱ قادیان دار الامن و الامان ۱۳ رجب ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۸۹۹ء جلد ۳

بقیہ خطبہ

حضرت مولنا مولوی نور الدین
صاحب سلمہ ربہ

تتمہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء

پھر دوسرے گروہ اِمَّا شَاكِرًا ؕ ذکر فرمایا کہ شکر کرنے والے گروہ کے لئے کیا جزا ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۚ بے شک ابرار لوگ کافوری پیالوں سے پئیں گے۔

ابرار کون ہوتے ہیں جنکے عقاید صحیح ہوں۔ اور ان کے اعمال صواب اور اخلاص کے نیچے ہوں اور جو ہر دکھ اور مصیبت میں اپنے تئیں خدا تعالی کی نارضامندی سے محفوظ رکھ لیں۔

خود جناب الہی ابرار کی تشریح فرماتے ہیں سورۃ البقرہ میں فرمایا لیس البر ان تولوا وجوھکم الی الآیہ ابرار کون ہوتے ہیں؟ اوّل جن کے اعتقاد صحیح ہوں کیونکہ اعمال صالحہ دلی ارادوں پر موقوف ہیں دیکھو ایک اونٹ کے ناک میں نکیل ڈالے ہوئے ایک بچہ بھی اُسے جہاں چاہے جدھر سے چاہے لئے جاتا ہی لیکن اگر کنوئیں میں گرانا چاہیں تو خواہ دس آدمی بھی ملکر اُس کی نکیل کو کھینچیں ممکن نہیں وہ قدم اٹھا جہاز سے۔

ایک حیوان مطلق بھی اپنے دلی ارادہ اور اعتقاد کے خلاف کرنا نہیں چاہتا وہ سمجھتا ہے کہ قدم اٹھایا اور ہلاک ہوا۔

پھر انسان اور سمجھدار انسان کب اعتقاد صحیحہ رکھتا ہوا اعمال بد کی طرف قدم اُٹھا سکتا ہے اس لئے ابرار کے لئے پہلے ضروری چیز یہی ہے کہ اعتقاد صحیحہ ہوں اور وہ پکی طرح پر اُس کے دل میں جاگزین ہوں اگر منافقانہ طور پر مانتا ہے تو کاہل ہوگا حالانکہ مومن ہوشیار اور چالاک ہوتا ہے ان اعتقادات صحیحہ میں سے پہلا اور ضروری عقیدہ خدا تعالی کا ماننا ہی جو تمام نیکیوں کی جڑ اور تمام خوبیوں کا چشمہ ہے۔

دنیا میں ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ جبتک دوسرے سے مناسبت پیدا [illegible] کی طاقتوں اور فضلوں سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔

جبکہ انسان قرب الہی چاہتا ہے اور اس کی دلی تمنا ہوتی ہے [illegible]

خاص فضل اور رحمتوں سے بہرہ ور اور برخوردار ہو سکتے تو اُسکے ضروری ہے کہ ان باتوں کو چھوڑدے جو خدا تعالےٰ سے بعید ہیں یا جو اُس کی پسندیدہ نہیں ہیں۔

جس قدر عظمت الٰہی دل میں ہو گی اُسی قدر فرمان برداری کے خیالات پیدا ہوں گے اور رزائل کو چھوڑکر فضائل کی طرف دوڑے گا - کیا ایک اعلیٰ علوم کا ماہر جاہل سے تعلق رکھ سکتا ہے - یا ایک ظالم طبع انسان کے ساتھ ایک عادل مل کر رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں - پس خدا تعالےٰ کی برکتوں سے برخوردار ہونے کے لئے سب ضروری بات صفات الٰہی کا علم حاصل کرنا اور اُن کے موافق اپنا عمل درآمد کرنا ہے۔

اگر یہ اعتقاد بھی کمزور ہو تو ایک اور دوسرا مسئلہ ہے جس پر اعتقاد کرنے سے انسان خدا تعالےٰ کی فرمان برداری میں ترقی کرسکتا ہے وہ جزا و سزا کا اعتقاد ہے یعنی افعال اور اُن کے نتائج کا علم مثلاً یہ کام کروں گا تو نتیجہ یہ ہوگا - کُرا برے نتائج پر غور کرکے انسان - ہاں سعید الفطرت انسان بُری کاموں سے جو اُن نتائج بد کا موجب ہیں پرہیز کرے گا اور اعمال صالحہ بجا لانے کی کوشش کرے گا تو اعتقاد نیکیوں کا اصل الاصول اور جڑ ہیں یعنی اول خدا تعالےٰ کی صفات اور محامد کا اعتقاد اور علم تاکہ قرب الٰہی سے فائدہ اُٹھاوے اور رذائل کو چھوڑکر فضائل حاصل کرے۔

دوسرا یہ کہ ہر فعل ایک نتیجہ کا موجب ہوتا ہے اگر بد افعال کا مرتکب ہوگا تو نتیجہ بد ہوگا - ہر انسان فطرتاً سُکھ چاہتا ہے اور سُکھ کے وسائل اور اسباب سے بیخبری کی وجہ سے افعال بد کے ارتکاب میں سُکھ تلاش کرتا ہے مگر وہاں سُکھ کہاں؟ اس لئے ضروری ہے کہ افعال اور اُن کے نتائج کا علم پیدا کرے اور یہی وہ اصل ہے جس کو اسلام نے جزا و سزا کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان تجربہ کار اور واقف کار لوگوں کے بتلائے ہوئے مجرب نسخہ آرام و صحت کے لئے چاہتا ہے اگر کوئی ناواقف اور ناتجربہ کار بتلاوے تو تامل کرتا ہے - پس نبوت حقہ نے جو راہ دکھلائی ہے وہ تیرہ سو برس سے تجربہ میں آچکی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راحت کے جو سامان بتلائے ہیں اُنکا امتحان کرنا آسان ہے۔

غور کرو اور بلند نظری سے کام لو!! عرب کو کوئی فخر حاصل نہ تھا کس سے ہوا؟ اسی نسخہ سے! کیا عرب میں تفرقہ نہ تھا پھر کس سے دور ہوا؟ ہاں اسی راہ سے!! کیا عرب نابودگی کی حالت میں نہ تھے پھر یہ حالت کس نے دور کی؟ ماننا پڑے گا کہ اسی نبوت حقہ نے!!! عرب جاہل تھے - وحشی تھے خدا سے دور تھے - محکوم نہ تھے تو حاکم بھی نہ تھے؟ مگر جب انہوں نے قرآن کریم کا شفا بخش نسخہ استعمال کیا تو وہی جاہل دنیا کے اُستاد اور معلم بنے وہی وحشی متمدن دنیا کے پیشرو اور تہذیب و شائستگی کے پتلے کہلائے۔ وہ خدا سے دور کہلانے والے خدا پرست اور خدا بین ہوکر دنیا پر ظاہر ہوئے - وہ جو حکومت کے نام سے بھی ناواقف تھے دنیا بھر کے مظفر و منصور اور فاتح کہلائے - غرض کچھ نہ تھے سب کچھ ہوگئے مگر سوال یہی ہے کیونکر؟ اسی قرآن کریم کی بدولت اسی دستور العمل کی رہبری سے۔ پس تیرہ سو برس کا ایک مجرب نسخہ موجود ہے جو اُس قوم نے استعمال کیا جس میں کوئی خوبی نہ تھی اور خوبیوں کی وارث اور نیکیوں کی بانی بنی غرض یہ مجرب نسخہ ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ کے قرب اور سُکھ کی تلاش چاہو اُسی قدر محامد الٰہیہ اور صفات باری تعالےٰ پر ایمان لاؤ - کیونکہ اسی قدر انسان رذائل سے بچے گا - اور پسندیدہ باتوں کیطرف قدم اُٹھائے گا۔

حاصل کلام ابرار بننے کے لئے مندرجہ بالا اصول کو اپنا دستور العمل بنانا چاہئے میں ذکر یہ شروع کیا تھا کہ شاکر گروہ کا دوسرا نام قرآن کریم نے ابرار رکھا ہے اور اُن کی جزا یہ بتلائی ہے کہ کافوری پیالوں سے پئیں گے چنانچہ فرمایا ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجها كافورا پہلے اُنکو اس قسم کا شربت پینا چاہئے کہ اگر بدی کی خواہش پیدا ہو تو اُس کو دبا لینے والا ہو - کافور کہتے ہی دبا دینے والی چیز کو ہیں - اور کافور کے طبی خواص میں لکھا ہے کہ وہ سمی امراض کے مواد ردیہ اور فاسدہ کو دبا لیتا ہے اور اسی لئے وبائی امراض طاعون اور ہیضہ اور تپ وغیرہ میں اس کا استعمال بہت مفید ہے - تو پہلے انسان یعنی سلیم الفطرة انسان کو کافوری شربت مطلوب ہے -

قرآن کریم نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه الی الآیہ پھر وارث کیا ہم نے اپنی کتاب کا اُن لوگوں کو جو برگزیدہ ہیں پس بعض اُن میں سے ظالموں کا گروہ ہے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں اور جبر و اکراہ سے نفس امارہ کو خدا تعالیٰ کی راہ پر چلاتے ہیں اور نفس سرکش کی مخالفت اختیار کرکے مجاہدات شاقہ میں مشغول ہیں دوسرا گروہ میانہ رو آدمیوں کا ہے جو بعض حسنات خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفس سرکش سے بہ جبر و اکراہ لیتے ہیں اور بعض الٰہی کاموں کی بجا آوری میں نفس اُن کا

بخوشی خاطر تابع ہو جاتا ہے اور ذوق اور شوق اور محبت اور ارادت سے ان کاموں کو بجا لاتا ہے غرض یہ لوگ کچھ تو تکلیف اور مجاہدہ سے خدا تعالے کی راہ پر چلتے ہین اور کچھ طبعی جوش اور دلی شوق سے بغیر کسی تکلف کے اپنے رب جلیل کی فرمان برداری ان سے صادر ہوتی ہے

(۳) تیسرے سابق بالخیرات اور اعلے درجہ کے آدمیون کا گروہ ہے جو نفس امارہ پر بکلی فتحیاب ہو کر نیکیون مین آگے نکل جانے والے ہین۔

غرض سلوک کی راہ مین مومن کو تین درجے طے کرنے پڑتے ہین پہلے درجہ مین جب بدی کی عادت ہو تو اُس کے چھوڑنے مین جان پر ظلم کرے اور اُس قوت کو دباوے شراب کا عادی اگر شراب کو چھوڑے گا تو ابتدا مین اُس کو بہت تکلیف محسوس ہوگی۔

شہوت کے وقت عفت سے کام لے اور قوائے شہوانیہ کو دباوے اسی طرح جھوٹ بولنے والا یست مناقع - راستبازون کے دشمنون کو بربان چھوڑنے کے لئے جان پر ظلم کرنا پڑے گا - تاکہ یہ اُس طاقت پر فاتح ہوجاوین -

بعد اس کے میانہ روی کی حالت آوے گی کبھی کبھی بدی کے چھوڑنے مین گو کسی وقت کچھ خواہش بد پیدا بھی ہو جاوے - ایک لذت اور سرور بھی حاصل ہوجایا کریگا مگر تیسرے درجہ مین ہوکر سابق بالخیرات ہونے کی طاقت آجاویگی اور - پھر خدا تعالی کے فضل وکرم کی بارش ہونے لگے گی اور مکالمہ الہی کا شرف عطا ہوگا - تو سب سے پہلے ابرار کو کافوری شربت پلایا جاوے گا تاکہ بدیون اور رزائل کی قوتون پر متحمد ہوجاوین اور اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ بدیون کو دبانے والے نیکیون مین ترقی کرتا ہی اور پھر وہ ایک خاص چشمہ پر پہونچ جاتا ہے

عیناً یشرب بھا عباد اللہ یفجرونہا تفجیرا وہ ایک چشمہ ہے کہ اللہ کے بندے اس سے پیتے ہین صرف خود ہی فائدہ نہین اُٹھاتے بلکہ دوسرون کو بھی مستفید کرتے ہین اور ان چشمون کو چلاکر دکھاتے ہین۔

فطرۃ انسانی پر غور کرنے سے پتا لگتا ہے کہ تمام قوی پہلے کمزوری سے کام کرتے ہین چلنے مین بولنے مین پکڑنے مین غرض ہر بات مین ابتداءً لڑکپن مین کمزوری ہوتی ہے۔ لیکن جس قدر ان قوی سے کام لیتا ہے اُسی قدر طاقت آجاتی ہے پہلے دوسرے کے سہارے سے چلتا ہے پھر خود اپنے سہارے چلتا ہے۔

اسی طرح پہلے تتلا کر بولتا پھر نہایت صفائی اور عمدگی سے بولتا ہے پکڑتا ہی وغیرہ وغیرہ گویا بتدریج نشو و نما ہوتا ہے - اگر چند طاقتون سے کام لینے کو چھوڑ دے تو وہ طاقتین مردہ یا پژمردہ ضرور ہو جاتی ہین یہی معنی ہین جب انسان بدی کی طرف قدم اُٹھاتا ہے تو طاقت کمزور ہو جاتی ہی اور نیکی کے قوے بالکل لذ کار رفتہ ہوتے ہین یہ کوئی ظلم نہین اگر کسی حاکم کو حکومت دیجاوے اور وہ فرائض منصبی کو ادا نہ کرے تو گورنمنٹ اُس کے وہ اختیارات سلب کر دیگی اور اُسے معزول کرے گی اور اگر اُس حالت کو دیکھتے ہوے بھی کوئی پروا نہ کرے تو یہ امر عاقبت اندیشی اور عقل کے خلاف ہے کہ سست انسان کے پاس رکھی جاوے ایسے ہی وہ انسان ہے جو ایمانی قوی کو خرچ نہین کرتا وہ ابرار کے زمرہ مین رہ نہین سکتا جنکے عقائد حقہ ہین یعنی وہ خدا پر ایمان لاتے ہین - جزا و سزا اور خدا کی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتے ہین پھر ان وسائط کو مانتے ہین جنکا مقصود اتم فرمان برداری ہے پھر عمل کے متعلق کیا چاہئے - سب سے زیادہ عزیز مال ہے - یا پھر روپے کا سپاہی یا پھر تیتہ کے بدلے مین عزیز جان دیدیتے کو طیار ہی ماں باپ اُس روپیہ کے بدلے اُس عزیز چہرہ کو جدا کر دیتے ہین - تو معلوم ہوا کہ مال کی طرف انسان بالطبع جھکتا ہے - لیکن جب خدا سے تعلق ہو تو پھر مال سے بے تعلقی دکھاوے اور واقعی ضرورتون والے کی مدد کرے مسکینون کو دے جو بیدست و پا ہین رشتہ دارون کی خبرلے کوئی کسی ابتلا مین پھنس گیا ہو تو اُس کے نکالنے کی کوشش کرے مگر سب سے مقدم ذوی القربیٰ کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذوی القربیٰ کے ساتھ سلوک کرنا **زیادتی عمر کا موجب ہے** یتیمون کی خبرلے جو بیدست ہین انکی خبرلے - پھر جو علم پڑھتے ہین اور خدا تعا کی رضا کے لئے پڑھتے ہین اور مصیبت مین مبتلا شدہ لوگون کی خبرلے - پس جناب الٰہی کے ساتھ تعلق ہو اور دنیا اور اُس کی چیزون سے بے تعلقی دکھلاوے - پھر جناب الٰہی کی راہ مین جان کو خرچ کرے۔

خدا تعالی کی راہ مین جان خرچ کرنے کی پہلی راہ کیا ہے ۹ نمازون کا ادا کرنا - نماز مومن کا معراج ہے - نماز مین ہر قسم کی نیازمندیان دکھائی گئی ہین۔

غرض کافوری شراب پیتے پیتے انسان اُس چشمہ پر پہونچ جاتا ہے جہان اُسے شفقت علی خلق اللہ کی توفیق دیجاتی ہی

پھر بتلایا کہ جو معاہدہ کسی سے کرین اُس کی رعایت کرتے ہین۔

مسلمان سب سے بڑا معاہدہ خدا سے کرتا ہے کہ مین نیک نمونہ ہون گا - مین فرمان بردار ہون گا - مین اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے کسی کو دُکھ نہ دون گا۔

اور ایسا ہی ہماری جماعت امام کے ہاتھ پر معاہدہ کرتی ہے کہ **دین کو دنیا پر مقدم رکھون گا** - رنج مین راحت مین عسر یسر مین قدم آگے بڑھاؤن گا - بغاوت اور شرارت کی راہون سے بچنے کا اقرار کرتا ہے - غرض ایک عظیم الشان معاہدہ ہوتا ہے

نے ایک مختصر سا مراسلہ بغرض اندراج بھیجدیا - اس لئے ہم اس کو ذیل مین درج کرکے سول ملٹری نیوز کے معزز ایڈیٹر سے امید کرتے ہین کہ وہ اس تحریر کو بھی اپنے اخبار مین درج کرینگے اور وہ مراسلہ یہ ہے

مراسلہ

جناب مکرم ایڈیٹر صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -
۱۵ نومبر ۱۸۹۹ء کی سول ملٹری نیوز لدھیانہ کے ایڈیٹوریل مین مرہم عیسی کے متعلق مرزا صاحب کی مخالفت دو تین ریمارکس دیکھنے مین آئے - جنکی تردید کرنا ضروری ہے - مہربانی کرکے ذیل کی چند سطور کو اپنے اخبار گوہربار مین کسی جگہ درج فرماوین تاکہ عوام پر ایڈیٹر صاحب سول ملٹری نیوز کی رائے کی تغلیط منکشف ہو جاوے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہین وہ چونکہ اکثر امراض مین یہ فائدہ دیتا ہے اس لئے حکماے یونان اس کو مرہم عیسی کہنے لگے " جس طرح بعض کامل فن اطبا کو عیسی دوران کے لقب سے پکارتے ہین اسی طرح بلحاظ اسکی شفابخشی کے مرہم عیسی سے موسوم کرتے ہین "

مین بالوثوق کہہ سکتا ہون کہ ایڈیٹر صاحب کی یہ طبعزاد اور اختراعی وجہ تسمیہ کسی طبی کتاب مین نہین پائی جاتی بلکہ تقریباً تمام کتابون مین اس مرہم کی وجہ تسمیہ وہی پائی جاتی ہے جو حضرت مرزا صاحب نے ظاہر فرمائی ہے یعنی یہ کہ وہ یہ مرہم عیسی حضرت عیسی علیہ السلام کے واسطے ان کے بارہ حواریون نے بنائی تھی "

اب چونکہ حضرت عیسی علیہ السلام کے واقعات زندگی مین سے سوائے واقعہ صلیب کے کوئی ایسا واقعہ نہین جس مین ایسی سریع التاثیر مرہم کی بالخصوص جو حواریون نے تجویز کی ہو ضرورت آ پڑی تھی اس واسطے بلحاظ اس زمانہ کے صلیب اور طریق سزاے صلیب کے درایتاً یہی کہنا پڑتا ہے کہ صلیب پر چڑھائے جانے سے حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھون پر جو کیلون کے زخم پڑ گئے تھے جس کا ذکر انجیل یوحنا باب ۲۴ سے ۳۰ آیت تک ہے - انہین زخمون کے تحلیل اورام اور اندمال اور گوشت رویانیدن کے واسطے حواریون نے یہ مرہم بنائی تھی - اور انہی تعداد کے موافق اس نسخہ مرہم کی بھی بارہ اجزا تجویز کیے تاکہ اُن کی غمخواری اور ہمدردی اور تیمارداری کی یادگار صفحہ روزگار پر ہمیشہ مرقوم اور منقوش رہے -

اسی واسطے اس مرہم کے دوسرے نام مرہم حواریین اور مرہم رسل اور مرہم سلیخا مشہور چلے آتے ہین سلیخا عبرانی لفظ ہے جس کے معنے رسل کے ہین - خدا جانے ایڈیٹر صاحب سول ملٹری نیوز ان مذکورہ بالا نامون کی وجہ تسمیہ کیا نکالین گے

حضرت مرزا صاحب نے سب سے پہلے اس مرہم کا ذکر اپنی کتاب ست بچن کے اخیر مین فرمایا ہے اور وہان اس کے متعلق مفصل بحث فرمائی ہے - اور تقریباً ۲۰ طبی کتابون کے حوالے تحریر فرمائے ہین جنکے مصنف اہل کتاب - مسلمان - مجوسی - اطبا ہین - منجملہ ان کے راقم نے آج ہی بچشم خود حسب بیان مرزا صاحب ذیل کی کتابون مین اس مرہم کا حال دیکھا -

(۱) قانون بو علی سینا جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۲۹۴ھ صفحہ ۳ سطر ۲۵ در بیان مرہم رسل -

(۲) قرابادین قادری فارسی باب ۲ در ادویہ امراض جلد مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۹ھ صفحہ ۹۴ سطر ۶

(۳) قرابادین کبیر فارسی جلد ۲ در بیان نسخ مرہم مطبوعہ عمدۃ المطابع دہلی ۱۲۴۷ھ صفحہ ۹ سطر ۶

(۴) علاج الامراض فارسی مقالہ نوزدہم فصل پانزدہم در مرکبات لامیہ و میمیہ مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۱ھ صفحہ ۳۹ سطر ۱۲ -

بخوف طوالت صرف علاج الامراض کی عبارت ہدیہ ناظرین ہے
مرہم رسل کہ مسمی ست بمرہم سلیخا و مرہم عیسی و اجزاے این نسخہ دوازدہ عدد ست کہ حواریون جہت عیسی علی نبینا و علیہ السلام ترکیب کردہ اند و براے تحلیل اورام ...... سود دارد ہکذا فی قرابادین قادری فارسی - والسلام
راقم خادم حسین بھیروی

ناظرین سے دو دو باتین

سب سے پہلے ہمکو اپنے ناظرین سے اس امر کی معذرت کرنی ہے کہ بوجہ مصروفیت جلسۃ الوداع اخبار وقت پر اشاعت پذیر نہین ہو سکا - علاوہ ازین جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے کہ اخبار الحکم کی اشاعت مین دیر اور توقف کا موجب ایک یہ بھی ہو رہا تھا کہ بوجہ زیادتی اخراجات کچھ عرصہ سے ہم نے اخبار کے طبع کا کام ٹھیکہ پر کر لیا ہوا تھا مگر اس سے اس کے باقاعدہ اشاعت مین ایک نقص پیدا ہو گیا تھا - بنا برین اس نقص کے دور کرنے کے لئے اب پھر ہم نے مستقل انتظام خاص سٹاف پریس کا کر لیا ہے چنانچہ یہ انشو اسی انتظام سے اشاعت پذیر ہوتا ہے - اور امید کی جاتی ہے کہ آیندہ اخبار کے بر وقت اشاعت

پھر دیکھا جاوے کہ نفسانی اغراض اور دنیوی مقاصد کی طرف قدم بڑھاتا ہے یا دین کو مقدم کرتا ہے عامہ مخلوقات کے ساتھ نیکی اور مسلمانوں کے ساتھ خصوصاً نیکی کرتا ہے یا نہیں + ہر امر میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھے مقدمہ ہو تو جھوٹے گواہوں جعلی دستاویزوں سے محترز رہے دوسروں کو فائدہ پہونچانے کے لئے وعظ کہنا بھی مفید امر ہے اس سے انسان اپنے آپ کو بھی درست بنا سکتا ہے جب دوسرے کو نصیحت کرتا ہے تو اپنے دل پر چوٹ لگتی ہے۔

امر بالمعروف بھی ابرار کی ایک صفت ہے اور پھر قسم قسم کی بدیوں سے رُکتا ہے۔ المختصر **یفجرونها تفجیرا** جب خود بھلائی حاصل کرتے ہیں۔ ظالم النفسہٖ ہوتے ہیں تو دوسروں تک بھی پہونچاتے ہیں **یوفون بالنذر** جو معاہدہ جناب الٰہی سے کیا ہو اسکو وفاداری سے پورا کرے اور نیکی یوں حاصل کرے کہ میرے ہی اعمال نتائج پیدا کریں گے۔

ایک فلسفی مسلمان کا قول ہے۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

ویطعمون الطعام علیٰ حبّہ مسکینا ویتیما واسیرا - اور کھانا دینے میں دلیر ہوتے ہیں۔ مسکینوں - یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔ قرآن کریم میں لباس اور مکان دینے کی تاکید نہیں آئی جس قدر کھانا کھلا دینے کی آئی ہے ان لوگوں کو خدا نے کافر کہا ہے جو بھوکوں کو کھانا نہیں دیتے ہیں کہ مسکین کو خدا ہی نہیں دیتا اگر دینا منظور ہوتا قرآن کریم کے دل سورہ یٰسٓ میں ایسا لکھا ہے **وقال الذین کفروا للذین امنوا انطعم من لو یشآء اللہ اطعمہ**

آج کل چونکہ قحط ہو رہا ہے انسان اس نصیحت کو یاد رکھے اور دوسرے بھوکوں کی خبر لینے کو بقدر وسعت طیار رہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے یتیموں - مسکینوں اور پابند بلا کو کھانا دینا رہے - مگر صرف اللہ کے لئے دے - یہ تو جسمانی کھانا ہے۔ روحانی کھانا ایمان کی باتیں - رضاء الٰہی اور قرب کی باتیں یہاں تک کہ مکالمہ الٰہیہ تک پہونچا دینا الٰہی رنگ میں رنگین ہونا ہے یہ بھی طعام ہے۔

وہ جسم کی غذا ہے یہ روح کی غذا منشاء یہ ہو کہ اس لئے کھانا پہونچاتے ہیں کہ **انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا** - کہ ہم اپنے رب سے ایک دن سے جو عبوس اور قمطریر ہے ڈرتے ہیں - عبوس تنگی کو کہتے ہیں قمطریر دراز یعنی قیامت کا دن تنگی کا ہوگا اور لمبا ہوگا۔ بھوکوں کی مدد کرنے سے خدا تعالیٰ قحط کی تنگی اور درازی سے بھی نجات دیدیتا ہے۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے **فوقٰہم اللہ شر ذٰلک الیوم ولقٰہم نضرۃ وسرورا** - خدا تعالیٰ اس دن کے شر سے بچا لیتا ہے اور یہ بچانا بھی سرور اور تازگی سے ہوتا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ یاد رکھو آج کل کے ایام میں مسکینوں اور بھوکوں کی مدد کرنے سے قحط سالی کے ایام کی تنگیوں سے بچ جاؤ گے

خدا تعالیٰ مجھکو اور تم کو توفیق دے کہ جسطرح ظاہری عزتوں کے لئے کوشش کرتے ہیں ابدالآباد کی عزت اور راحت کے بھی کوشش کریں

آمین۔

مرہم عیسیٰ یا مرہم حواریین یا مرہم رسل

مندرجہ بالا نام کی ایک مرہم ہزارہا طبی کتابوں میں درج ہے اور اس کی وجہ تسمیہ عموماً یہ بتلائی گئی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں کی اندمال کے لئے تجویز کی گئی تھی۔

چونکہ طاعون وغیرہ امراض میں بھی یہ مرہم مفید ثابت ہوا ہے اس لئے ہمارے ایک مکرم بھائی **حکیم محمد حسین صاحب** لاہوری نے بھاٹی دروازہ لاہور میں مرہم عیسیٰ کا ایک کارخانہ عوام الناس کے فائدہ کی غرض سے اصول تجارت پر جاری کیا - اور ہزاروں روپیہ کے صرف سے اس کے اشتہارات شائع کئے۔

مگر نہیں معلوم حضرات پادری کو اس سے کیا نقصان پہونچا کہ انھوں نے مل ملا کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کے حضور سے ایسے اشتہارات کی مسدودی کا حکم صادر کرایا - ہم کو اس وقت اس امر پر بحث کرنی مطلوب نہیں کہ صاحب موصوف کا یہ حکم کس قدر دور اندیشی اور انصاف پر مبنی ہے کیونکہ عنقریب یہ مقدمہ چیف کورٹ میں پیش ہونے والا ہے۔

مگر ہم کو حضرات عیسائی صاحبان کے فوری جوش پر تعجب آتا ہے کہ وہ جو ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کے مدعی ہیں کیا وہ ایک امر واقعی کو جھٹلا سکیں گے جب کہ اس مرہم کا ذکر مع وجہ تسمیہ ہزار [illegible] طبیہ میں درج ہے - وہ کیونکر انکار کر سکیں گے کہ یہ مرہم مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں کے لئے نہیں بنایا گیا - کتب شہادت دے رہی ہیں اور پکار پکار کر بتلا رہی ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے زخموں کے لئے اس کا نسخہ طیار ہوا تھا۔

[illegible] سول ملٹری گزٹ نام اخبار نے اس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اور اس میں حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ وجہ تسمیہ کو غلط بتلایا ہے ہم خود اس کے متعلق لکھنے والے تھے کہ ہمارے ایک مکرم بھائی منشی خادم حسین صاحب بھیروی

میں یہ روک تو نہ رہے گی۔

یہ امر ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہے کہ جون ۱۸۹۹ء سے جو نفت اخبار کی صورت میں نمایاں تبدیلی کی گئی ہے اخراجات میں خاص ترقی ہو گئی ہے اسباب موجودہ انتظام نے اخراجات کو اور بھی بڑھا دیا ہے اس لئے ہم مندرجہ ذیل گذارش کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ اس کے قبول کرنے میں ناظرین کو کوئی عذر نہ ہوگا بشرطیکہ وہ اخبار کے دلی معاون ہوں اور ہمارا یقین ہے کہ ہیں اول۔ اخیر دسمبر ۱۸۹۹ء تک جن لوگوں کے نام کچھ بھی بقایا ہے وہ بہت جلدی بھیجدیں۔

دوسرے ہر ایک خریدار اخبار (مفت لینے والے شامل نہیں) دو جدید خریدار مع قیمت پیشگی اخیر دسمبر ۱۸۹۹ء تک پیدا کر دے۔

تیسرے قدیم خریداران میں جو صاحب اہل ہمت و استطاعت ہیں وہ اپنی استطاعت کے موافق امدادی قیمت دیں نہ کہ مقررہ قیمت۔

چہارم عام خریداروں سے آیندہ کے لئے ۱۲ؔ سالانہ قیمت بذریعہ ہنڈی لی جاوے گی اور یہ عمل درآمد شروع جنوری ۱۸۹۹ء سے ہوگا

پنجم ہمارے مطبع کی مطبوعہ کتب کا کم از کم ایک پورا سٹ خرید لیا جاوے جو عہ قیمت کا ہے بشرطیکہ پہلے سے خرید نہ کیا ہو۔ اور جو قیمت اخبار پیشگی روانہ کرنے والے کو عہ پر دیا جاوے گا۔

ششم کل قیمتیں اخیر دسمبر ۱۸۹۹ء تک ۱۹۰۰ء کے لئے آ جانی چاہئیں۔ ورنہ ان کے بعد بصیغہ ویلیو وصول کی جاویں گی۔

جو صاحب اس سے اتفاق رائے نہ کریں وہ ہم کو اطلاع دیں۔ اور جو احباب اس امر کے متعلق کوئی مفید رائے

دیں گے وہ شکریہ کے ساتھ درج کی جاوے گی

اور ایسا ہی خریداران جدید کے اسمائے گرامی سلسلہ وار توسیع اشاعت الحکم کے عنوان سے درج ہوتے رہیں گے۔

جلسۃ الوداع

جلسۃ الوداع جو نصیبین کمیشن کے معزز ممبروں کی روانگی کے لئے دعا کرنے کے واسطے مقرر ہوا تھا۔ ۱۲۔۱۳۔ ۱۴۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو خوب دھوم دھام سے ہوا۔ جلسہ کی مفصل کیفیت اور روئداد رپورٹ جلسۃ الوداع میں درج ہوگی جو علیحدہ شائع ہوگی۔

قبول اسلام

سردار سندر سنگہ صاحب

خلف سردار جیون سنگہ صاحب ساکن دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور نے ایک عرصہ دراز کی تحقیق و تدقیق کے بعد ۱۳ نومبر ۱۸۹۹ء کو جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت اقدس حجۃ اللہ الرحمٰن انسان آسمانی علیہ السلام کے دست مبارک پر **اسلام** قبول کیا۔

سردار صاحب کا نام آنحضرت علیہ السلام نے **سردار شیخ فضل حق** تجویز فرمایا۔ سردار صاحب اس معزز اور مشہور خاندان کے رکن اور تن ہیں جس کا تذکرہ سر لیپل گریفن صاحب نے اپنی مشہور "تاریخ رئیسان پنجاب کے خاندان" نمبرے میں ذکر کیا ہے۔

اس سے بڑھکر سردار صاحب کی نجابت اور شرافت کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے جس حوصلہ اور جرأت کے ساتھ سردار صاحب نے **اسلام قبول** کیا ہے وہ بیشک قابل رشک امر ہے۔

ایک بیش قیمت جائیداد اور معزز و ممتاز رشتہ داروں اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اسلام قبول کرنا قابل تقلید اخلاقی جرأت ہے۔

اور پھر یہ امر اور بھی قابل تعریف ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ سردار صاحب نے کل مذاہب کے اصولوں کو پورے طور پر تحقیقات کر لینے کے بعد اسلام قبول کیا ہے۔

سردار صاحب کے قبول اسلام کے وجوہات رسالہ فضل حق میں جو خود انہوں نے لکھا ہے اور ۱۴ نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک جلسہ عظیم میں پڑھ کر سنایا شائع ہوں گے۔ جو مفت تقسیم ہوگا۔

ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ سردار صاحب کو استقامت عطا فرماوے اور اوروں کے لئے انکو نمونہ بنا دے آمین

غلطی کی اصلاح

پرچہ ۱۰ نومبر ۱۸۹۹ء میں صفحوں کی غلطی ہو گئی ہے ۴ صفحہ ۵ کی جگہ ہو گیا اور ۵ صفحہ ۴ صفحہ کی جگہ ہو گیا ناظرین ۴ صفحہ کو ۵ صفحہ سمجھیں اور ۵ صفحہ کو ۴ صفحہ سمجھیں۔

یاد رہے

کہ اخبار الحکم کا مالی سال اکتوبر ۱۸۹۹ء میں ختم ہو چکا ہے اسلئے جن صاحبوں نے ابھی تک زر چندہ نہیں دیا ہے بھیجکر کارخانہ کی اعانت فرماویں

والسلام

(مینجر)

رسالہ اثبات خلافت شیخین

جس کا دوسرا نام خلافت راشدہ ہے

کچھ عرصہ ہوا کہ مندرجہ عنوان رسالہ کی طبع ثانی کا اشتہار ہم نے دیا تھا اور یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے اس مرتبہ اس رسالہ کے ساتھ ایک ضمیمہ بھی لگا دیا ہے جو نہایت لطیف اور قابل غور ہے اس میں کئی دلچسپ مضامین متعلقہ مسائل اہل تشیع درج ہیں اس اشتہار کے ساتھ ہی یہ رسالہ طبع ہونا شروع ہو گیا ہے لہذا پھر اطلاع دیجاتی ہے کہ جو صاحب خریدنا چاہیں بہت جلد درخواستیں بھیجدیں تاکہ طبع ہوتے ہی انکی خدمت میں بھیجدیا جاوے ورنہ پھر اُن کو تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ چونکہ آجکل اس فرقہ نے اکثر مقامات پر بہت زور پکڑا ہے اسلئے ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو کثرت سے شائع کریں کیونکہ یہ ایک لاجواب رسالہ ہے جس کا جواب آج تک اہل تشیع سے نہیں ہو سکا۔ اہل دل اور اہل دل احباب متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کریں۔

رپورٹ جلسۃ الوداع

جلسۃ الوداع کی مفصل رپورٹ ہم مرتب کر رہے ہیں جس کے مضامین کی صحت اور درستی کا انتظام حسب معمول ہمارے محسن و مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے یہ رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۸ء کی رپورٹ سے بھی بڑھ کر قابل قدر و بے نظیر اور اچھوتے مضامین کا مجموعہ ہے اس رپورٹ کی جسقدر اشاعت ہو تھوڑی ہے اس لئے ہم اپنے قدیم مہربانوں سے امید کرتے ہیں کہ اس رپورٹ کی اشاعت میں دلی امداد سے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ خریدار درخواستیں جلد بھیجدیں تاکہ ہم اُسی انداز پر طبع کا انتظام کریں رپورٹ کی درخواستیں اخیر نومبر تک ہمارے پاس پہونچ جانی چاہیئں۔

فضل حق

یہ اُس مختصر سے پمفلٹ کا نام ہے جو ہمارے

مکرم بھائی شیخ سردار فضل حق صاحب (سابق سردار سندر سنگھ صاحب خلف سردار جیون سنگھ صاحب ساکن دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور) نے اپنے **اسلام** کو لانے کے وجوہات پر ۱۲ نومبر ۱۸۹۹ء **قبول اسلام** کے بعد ایک بڑے جلسہ میں سنایا۔

اس مختصر سے رسالہ میں کل مذاہب پر دلچسپ اور مدلل ریویو کیا ہے اور اسلام کا مقابلہ دوسرے مذاہب سے دکھایا ہے۔ یہ رسالہ مفت تقسیم ہوگا اسکی اشاعت کے لئے جناب **شیخ رحمت اللہ** صاحب پروپرائٹر بمبئی ہوس نے ۱۴۰۰ جلد کے اخراجات کا ذمہ لیا ہے اور **شیخ محمد جان** صاحب وزیر آبادی نے عشہ اور **ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان** صاحب نے ایک روپیہ دیا ہے بالفعل ۲۸۰۰ طبع ہوگا جو صاحب مفت لینا چاہیں حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کے نام درخواست مع ٹکٹ آدھ آنہ بھیجدیں۔ اور جو اس کی اشاعت میں دینا چاہیں وہ بھی حضرت مولانا صاحب موصوف کے نام روانہ کریں۔

صاحبزادہ صاحب کے مکان کا چندہ

سید ناصر شاہ صاحب اوورسیئر	صہ
قاضی یوسف علی صاحب نعمانی سنگرور	عہ
شاہ نبیجان صاحب سنگرور	۸ر

حضرت امام الزمان علیہ السلام سے بیعت کرنے والوں کے نام

۱۔ محمد شفیع ساکن لودھیانہ
۲۔ مرزا محمد نفی بیگ ولد مرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم ساکن سامانہ علاقہ پٹیالہ
۳۔ حافظ عظیم اللہ شاہ آباد ضلع ہردوئی بازار دوشنبہ
۴۔ مولوی محی الدین ,, محلہ بروا بازار
۵۔ عبد الحنان مصور۔ پٹی علاقہ لیشور
۶۔ سید علی حسن پرگنہ جیندس ضلع علی گڈھ
۷۔ غلام مصطفی طالب علم جماعت ششم ولد مولوی عبد اللہ خان صاحب دوم مدرس ہندو کالج پٹیالہ۔ ریاست

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لے لو۔ سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے۔

(۱) دوائی قوت باہ (داخلی و خارجی علاج) چودہ قسم کے ضعف باہ کا کلی علاج قیمت علاج خارجی عہ قیمت علاج داخلی عا
(۲) دوائی بواسیر خونی و بادی کے اکسیر عا
(۳) دافع جریان ہر قسم للعہ
(۴) علاج آتشک ۱۲ر
(۵) دوائی سوزاک کہنہ وجدید ہر قسم عا
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے عہ
(۷) دوائی مصفی خون عہ
(۸) سرمہ نہایت عمدہ عہ

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اس قدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زائد دوا مفت دیجاویگی تمام درخواستیں

حکیم محمد امین کے نام بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور آنی چاہئیں۔ فقط

بقیہ چندہ مکان صاحبزادہ صاحب

مولوی احمد جان صاحب جالندہری	عہ
قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانوی	عاً
شیخ عبد الحق صاحب ,,	عہ
شیخ شہاب الدین صاحب ,,	عہ
محمد حسن صاحب عطار ,,	لہر
مستری عصمت اللہ صاحب ,,	۲ر
کرم الٰہی صاحب کانسٹبل ,,	۳ر

جنہوں نے ابھی تک توجہ نہیں کی جلدی توجہ فرماویں۔

آ گئے اور ذرہ بھی خیال نہ کیا کہ ایک طرف ایک عظیم الشان دعوے کا مدعی اپنی تحریر میں یا مثیل کے حوالہ سے کچھہ لکھتا ہے اور دوسری طرف ایک ملا صاحب اس کی تکذیب کرتے ہیں پس یہیں کم سے کم مناسب ہے کہ نقل کی تصحیح تو کر لیں۔ علم مناظرہ کے ابواب میں آپ صاف پائیں گے کہ نقل کے لئے تصحیح کافی ہے آپ تصحیح نقل کر لیتے تو آپ کو دو سخت کھٹکا کا صدمہ نہ پہونچتا۔

جناب من جس باب سے علوم کی ابتدا ہوئی ہے اس میں صرف یا تا لفظ لفظ فعلا کے ترتیب [illegible] [illegible] آپ نے تو الضرب یضرب والقتال کشتن ہی سیکھا پس سیکھے لئے الف یہ ہے اُنھوں نے یا تک کیا کیا سیکھا ہوگا۔

مجھے یاد ہے کہ مین جب کم عمر تھا ایک میرے پنڈ دادن خانی دوست نے بڑے فخر اور طمطراق میں آ کر اور بقدر عقل خود عمدہ بات خیال کر کے مجھے کہا کہ مینے ایک صرف ہوائی کی یا بہائی کی ایک شرح پیدا کی ہے اس کا نام (مچی) ہے اور مچی پشتو میں بر کو کہتے ہیں جیسے عام پنجابی لوگ بھنوڑی اور مہذب لوگ زنبور کہتے ہیں یہ نہایت عمدہ حاشیہ ہے بات بات پر اعتراض کرتا ہے واہ کیا خوبی ہے۔

جناب من وہ شرح یا اُس کی اور اخوات اُن کی معراج کا پہلا زینہ ہے جس کی سدرۃ المنتہیٰ کا نتیجہ سلیمان کی غایت المرام بھی ہے [illegible] سنا ہے کہ اس کا اور رسالہ بھی شائع ہوا ہے غالبا وہ اُن کا نزول ہوگا۔ والا فلیس للغایۃ نہایۃ

ہاں میری اس تحریر پر وہ اعتراض کر سکتے ہیں مگر جناب فہم والے انشاء اللہ تعالیٰ سمجھہ بھی لین گے کہ ہیچ نیست واعتراض ہیچ نیست

ایام طالب علمی میں بمقام رامپور (روہیلکھنڈ) طلبہ موجودہ سے سوال کیا گیا کہ میرزاہد رسالہ اور میرزاہد امور عامہ بل ملا جلال جو تعلیم میں ہیں کس علم کی کتابیں ہیں تو ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ یہ صرف خیالی باتوں میں جھگڑنے والے کیا کہتے الضرب یضرب پر پہونچانے کی سکت تھی مولانا اُن کی بدقسمتی سے یا ان کے ابتلا کے لئے ان کے مختار اور پسندیدہ اُن کتابوں میں جنکو یہ قرآن کریم کی طرح یاد کرتے ہیں [illegible] دوست نے ذکر کیا کہ ان کے ہم مکتب نے اسی ایک متن کی شرح پر چالیس حواشی کو سبقاً سبقاً پڑھہ کر اناولا غیری کا عہدہ حاصل کیا سبحانک اللھم لا الہ غیرک۔

قرآن کریم کے مخالف لفظ کلمہ کی تعریف کی گو کل ان کی اصطلاح کا عذر اُس کے لئے گھڑا جاویگا مگر اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل اور وہ تعریف قرآن مجید کے مخالف۔ احادیث صحیحہ کے مخالف۔ عامہ اہل اسلام کے مخالف۔

کلمہ کو لفظ مفرد کہا ہے جو صدق کا محتمل نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے تمت کلمۃ ربک صدقا اور رسول رؤف رحیم کا ارشاد ہے اصدق کلمۃ قالہا لبید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل۔ پھر عامہ مومنین کا سچا اور پکا قول ہے جب ان کو کہا جاوے پڑھو کلمہ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے اور پڑھتے بہر حال قرآن مجید کو ترک کر کے کہاں سے کہاں جا پہونچے۔ قرآن کی تفسیر بیضاوی سوا پارہ یا سوا سیپارہ عمل کے لئے نہیں بل اس لئے کہ اس [illegible] علم ادب کے نکات ہیں پڑھ لیتے ہیں۔

جناب من مینے جب سے حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود مرسل یزدانی ملہم ربانی مرزا غلام احمد قادیانی سلمہ اللہ کا دامن پکڑا ہے مجھے ان لوگوں کے مقابلہ پر لکھنے کے لئے میرے دوست اور احباب نے بارہا مجھے ایما اور بالآخر صریحاً کہا کہ تو بھی کوئی کتاب لکھہ بلکہ بعض ہمارے آشناؤں نے سخت الفاظ سے بھی کہا۔

کل کی بات ہے جب آپکا خط مجھے مولانا الامام علیہ السلام نے دیا تو میرے قابل قدر دوست نے بلند آواز سے فرمایا نور الدین کب تک اور کب صاحب خط کو جواب ملے اُس وقت میرے دل پر جو گذرا اُس کا اظہار [illegible] کا کام نہیں وہ میرے مولیٰ کریم کو معلوم ہے۔ کچھہ اپنی ہی کچھہ اپنے ملاؤں پر عزم کر کے خاموش ہو گیا لکل امرء ما نوی۔

میری خاموشی کا باعث کچھہ تو میری کم مایگی کچھہ جوش شدید کا عطا نہ ہونا کہ مجھے مجبول ہو کر کام کرنا پڑے اور بڑا سبب یہ ہے کہ انکا جواب وہی (مچی) کیسی بہت کتابیں لکھوانا ہے یہ لوگ ہمیشہ بہادری میں پھنسنا پسند کرتے ہیں اور اسی میں خوش ہیں۔

غور کر لو۔ گو صرف و نحو ضروری ہیں مگر مبادی۔ پھر نہایت خطرناک غلط منطق ہیں کہ جو کچھہ ہے سو ہے مگر مبادی میں سے۔ اگر مینے کہا بھی تو یہ مبادی کو غایت پر ناپسند کر کے وقت کو تباہ کرینگے۔

مامور من اللہ تو معذور ہے اس کی باتیں نرالی وہ تو اس جماعت کا انسان ہے جو یفعلون ما یؤمرون آخر جناب نے یہی مبادی نے سخت کھٹکا کی دقت اٹھائی۔ آپ سوچتے کہ لو فرضنا بفرض محال او فرض غیر صحیح حوالہ غلط ہے تو اصل بات کیا ہے ایا تاویل الہام میں ملہم کو غلطی ہوتی ہے یا نہیں جس کا پتہ ذھب وھلی

اور سفر حدیبیہ ہو لگ سکتا ہے۔ مولوی صاحب! آج کل تو فتن دجال کے باعث بائبل ہر ضلع میں مل سکتی تھی آپ نے تاریخ کی دوسری کتاب کا اٹھارہ ان باب دیکھ لیا ہوتا تو جناب کو کشف الصحیح معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ سلیمان کا اعتراض مثل سلیمان ہے یا نہیں۔

کیا خوب ہے جو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فوز الکبیر میں یہود کے حالات لکھتے ہوئے ان علماء پر متوجہ ہو کر فرماتے ہیں اگر خواہی کہ نمونہ آں علماء را بہ بینی اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تو انکو اور ان کے علماء کو نصوص و بین لقب سے ملقب فرماتے ہیں۔

جناب نے گو امام الوقت مسیح الزمان لکھ کر السلام علیکم و رحمۃ اللہ لکھا مگر مرزا صاحب کے الفاظ مرسل یزدانی اور ان کے مریدوں کے واقعی نہ بطور استعارہ و مجاز بلکہ حقیقت کے طور پر مرسل یزدانی تو جناب نے خود ہی استعارہ و مجاز کے نیچے لانا پسند فرما کر کہا ہے کہ کیوں ایسے دھوکے کے الفاظ استعمال میں لائیں جاویں۔

جناب من یضل بہ کثیرا تو اس کتاب کی بھی صفت ہے جو اختلاف مٹانے کو نازل ہوئی۔ اور جس کا نام نور۔ ہدایت۔ رحمت۔ فضل۔ شفا ہے۔ پس اگر نافہم ابتلا میں پڑے تو کیا حرج ہے۔ کیا حتی یمیز الخبیث من الطیب ضروری نہیں۔ عبودیت کا اقرار جو ہمارے سید و مولیٰ خاتم النبیین رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ و آلہ الیٰ یوم الدین نے فرمایا وہ واقعی اور سچا اور بجا تھا جیسے ایک مامور من اللہ کا مجدد مرسل یزدانی ہونا سراسر حق اور حقیقت پر مبنی ہے مرسل یزدانی کا کہنا خود توحید کا اقرار ہے۔

اس طعن کے بعد کہ مرسل یزدانی کہنا دھوکا دہی ہے حالانکہ خود حضرت مرزا صاحب اپنے آپکو مرسل من اللہ یقین کرتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ آپ کی تصنیف کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں یہ ہے العجب۔

آپ کی رویا میں اول ظالموا انفسہم ہے جو آپ اب اسی لفظ کو قرآن میں ایک جگہ ملاحظہ فرماوے۔ ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ۔ الآیۃ

رویا اور خواب پورا صاف بھی نہیں کیونکہ اس کا بہت حصہ آپ کے فہم میں نہیں آیا۔ اور اس کے مبائن وہ رویا صالحہ بکثرت اور طیبین کی موجود ہیں جن کو بطور مشتے از خروارے بسبیل ڈاک روانہ کرتا ہوں۔ آپ اپنی رویا کو اس سے مقابلہ دو۔

پھر آپ نے سیاہ رنگ بھیڑیں دیکھیں ہیں جو قادیان کی طرف جاتی ہیں اور وہ عذاب ہی جو قادیان کی طرف چلا جاتا ہے۔

مولانا اول تو بھیڑیں سیاہ گوہ (غذا) کھانے والی اور پھر وہ قادیان میں نہیں۔ قادیان کی طرف انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھ لیں گے کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ مگر مولانا قادیان کی طرف تو راستہ میں بہت سارے اعدار بھی موجود ہیں ہم نے مانا کہ وہ عذاب ہی مگر قادیان میں نہیں بلکہ قادیان کی طرف غالباً لاہور اور بٹالہ راستہ میں ہے وہاں کسی پر گرے۔

اگر جناب پسند فرماویں تو میرا منشا ہے کہ آپ اس رویا کو بذریعہ اشتہار شائع فرما دیں اس اشاعت کا نتیجہ انشاء اللہ بہت عمدہ ہو گا اور غیب تو وہی عمدہ ہوتا ہے جو لکھ کر عام طور پر سامنے کیا جاوے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ام عندھم الغیب فہم یکتبون۔

آپ کی رویا شائع کی جاوے تو آپ کو پتہ لگے کہ پیشگویوں کا پھیلنا کیسا امر ہے۔

اب میں پھر آپ کے سخت کھٹکے کے باعث پر توجہ کرتا ہوں۔ جناب کو شاید بائبل نہ ملے اس لئے باب نقل کر کے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ذرہ غور کرو کہ وہ بعل کے نبی تھے یا خداوند کے اور وہ روح خدا تعالیٰ کی حضور سے پروانگی لے کر ان انبیاء کے پاس آئے تھے یا بعل سے پھر اس پر استبعاد۔ نبی نے بھی پہلے انبیاء کی نام سے ان ملائی تھی یا نہیں۔ پھر اگر آپ کی تسلی نہ ہو تو جناب مجھے براہ راست اطلاع بخشیں تاکہ میں جناب کو اس کی تفسیر معتبر مفسرین کے حوالہ سے مفصل لکھ سکوں والامر سہل

میں پھر جناب کو عرض کرتا ہوں کہ جناب کثرت دعا اور کثرت استغفار کے بعد بہت تدبر اور غور سے کام لیں فاوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون۔ وان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

تاریخ باب ۱۸

اور یہوسفط نے شاہ اسرائیل سے کہا آج کے دن خداوند کا حکم دریافت کیجئے تب شاہ اسرائیل نے چار سو نبیوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کیا ہم رامات جلعاد کو جنگ کے لئے جاویں یا میں باز رہوں وے بولے چڑھ جا اور خدا اسے بادشاہ کے قبضہ میں کر دیگا۔ پھر یہوسفط بولا ان کے سوا خداوند کا اور بھی کوئی نبی ہے کہ ہم اس سے پوچھیں شاہ اسرائیل نے کہا کہ ایک شخص میکایاہ بن املہ ہے اس سے ہم خداوند کی مشورت پوچھ سکتے ہیں لیکن میں اس سے دشمنی رکھتا ہوں کیونکہ وہ میرے لئے نیکی کی نہیں بلکہ ہمیشہ بدی کی پیش خبری کرتا ہے تب یہوسفط بولا بادشاہ ایسا نفرماوے۔ سو شاہ اسرائیل نے

ایک عہدہ دار کو بلاکے حکم کیا کہ املہ کے بیٹے میکایاہ کو جلد حاضر کر اور شاہ اسرائیل اور شاہ یہوداہ یہوسفط سمرون کے پھاٹک کے سامنے اُسمین در آنے کی راہ پر ایک کھلہان مین جاکے اپنے اپنے تخت پر شاہانہ لباس پہنے ہوے بیٹھے تھے اور سارے انبیاء اُن کے حضور نبوت کررہے تھے اور کنعنہ کے بیٹے صدقیاہ نے اپنے لئے لوہے کے سینگ بنائے اور بولا خداوند یون فرماتا ہے کہ تو ان سے ارامیون کو ایسا ڈھکیلیگا کہ اُنھین نابود کر ڈالے گا۔ اور سب نبیون نے یون ہی نبوت کی اور کہا کہ راماتِ جلعاد پر چڑھ جا اور کامیاب ہو کہ خداوند اُسے شاہ کے قبضہ مین کر دے گا۔ اور وہ قاصد جو میکایاہ کے بلانے کو گیا تھا اُس سے کہا دیکھ سب انبیاء ایک زبان ہو کے بادشاہ کو خوشخبری دیتے ہین سو کرم کرکے اپنا کلام اُنھین مین ایک کے مانند کہہ اور تو بھی خوشخبری دے۔ میکایاہ بولا خداوند کی حیات کی قسم جو کچھ میرا خدا مجھے فرماوے گا مین وہی کہون گا۔ سو وہ بادشاہ پاس آیا تب بادشاہ نے اُسے فرمایا میکایاہ ہم لڑنے کو رامات جلعاد پر چڑھین یا مین باز رہون اُس نے جواب مین کہا کہ چڑھ جاؤ اور کامیاب ہو اور وے تمھارے ہاتھ مین گرفتار ہون گے۔ پھر شاہ نے اُسے کہا مین تجھے کتنی بار قسم دے کے جتاؤن کہ تو مجھ سے کچھ نہ کہے مگر خداوند کے نام سے وہی جو سچ ہے۔ تب وہ بولا مین نے سارے بنی اسرائیل کو اُن بھیڑون کی مانند جو بے چوپان ہون پہاڑون پر بھٹکتے ہوے دیکھا اور خداوند فرمایا کہ کوئی اُن کا آقا نہین سو اُن مین سے ہر ایک اپنے اپنے گھر سلامت چلا جاوے۔ تب شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا کیا مین نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ وہ میرے حق مین نیکی کی نہین بلکہ بدی کی پیش خبری کرے گا۔

اُس نے دوبارہ کہا کہ تم خداوند کے سخن کو سنو مین نے خداوند کو اُسکی کرسی پر بیٹھے دیکھا اور آسمانی سارا لشکر اُس کے دہنے بائین ہاتھ کھڑا تھا تب خداوند نے فرمایا کہ شاہ اسرائیل اخی اب کو کون ترغیب دے گا تاکہ وہ چڑھ جاوے اور رامات جلعاد کے سامنے کھیت آوے تب ایک یون بولا اور دوسرا دون بولا اُس وقت ایک روح نکل کے خداوند کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور بولی کہ مین اُسے ترغیب دون گی پھر خداوند نے فرمایا کس طرح سے۔ وہ بولی مین جاؤنگی اور جھوٹھی روح بنکے اُس کے سارے نبیون کے منہ مین پڑونگی خداوند بولا تو اُسے ترغیب دیگی اور غالب بھی ہوگی۔ روانہ ہو اور ایسا کر۔ سو دیکھ خداوند نے تیرے ان سب نبیون کے منہ مین جھوٹھی روح ڈالی ہے اور خداوند ہی نے تیری بابت بری خبر دی ہے تب کنعنہ کا بیٹا صدقیاہ نزدیک آیا اور میکایاہ کے گال پر ایک تھپیڑ مار کے بولا کہ خداوند کی روح کون سی راہ ہو کے مجھ پار سے نکلی اور تجھ سے بولی۔ میکایاہ بولا تو اُس دن جب کہ تو اندر کی کوٹھڑی مین گھسے گا کہ چھپ رہے دیکھے گا۔ اور شاہ اسرائیل نے کہا میکایاہ کو پکڑ لو اور اُسے شہر کے ناظم امون پاس اور یوآس شہزادہ پاس لے جاؤ۔ اور کہو کہ بادشاہ یون فرماتا ہے کہ اس کو قید خانہ مین رکھو اور اُسے تنگ حالی کی روٹی اور تنگ حالی کا پانی دیا کرو جب تک کہ مین سلامت پھر نہ آؤن۔ میکایاہ بولا اگر تو کسی طرح سلامت پھر آوے تو خداوند نے میری معرفت سے کچھ نہین کہا پھر وہ بولا اے لوگو تم سب کے سب سن رکھو۔ بعد اُس کے شاہ

اسرائیل نے یہوسفط رامات جلعاد پر چڑھے۔ اور شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا مین اپنا بھیس بدل کے لڑائی مین چلون گا پر تو اپنا لباس پہنے رہ سو شاہ اسرائیل نے روپ بدلا اور وے لڑائی مین گئے۔ اور شاہ ارام نے رتھون کے سردارون کو جو اُس کے ساتھ تھے فرمایا تھا کہ شاہ اسرائیل کے سوا کسی چھوٹے بڑے سے جنگ نہ کیجیو۔ اور ایسا ہوا کہ رتھون کے سردارون نے یہوسفط کو دیکھ کے یون کہا کہ شاہ اسرائیل تو یہی ہے سو اُنھون نے لڑنے کے لئے اُسے گھیرا تب یہوسفط نے دعا مانگی اور خداوند نے اُس کی مدد کی اور خدا نے اُنھین اُس سے پھرا دیا۔ اور ایسا ہوا کہ جب رتھون کے سردارون نے دیکھا کہ وہ شاہ اسرائیل نہین ہے تو وے اُس کا پیچھا کرنے سے باز آئے اور پھر گئے۔ اور ایک شخص نے بغیر شست باندھے تیر لگایا سو وہ اتفاقاً شاہ اسرائیل کے جوشن کے بندون کے درمیان لگا تب اُس نے اپنے رتھبان کو کہا کہ باگ پھیر اور مجھے لشکر سے نکال لے چل کہ مین زخمی ہوا۔ اور اُس دن جنگ شدید ہوئی اور شاہ اسرائیل ارامیون کے مقابل رتھ پر ٹھیرا رہا اور سورج ڈوبتے ڈوبتے مرگیا۔

پھر اس شخص کو اتنا خیال نہین آیا۔ کہ خود ایک سکھ کا ملازم ہے اور انہ مثل سلیمان کا مصداق بنا ہے تو ایک ملہم کو عیسیٰ بن مریم ماننے مین کیون مشکلات پڑے ہے جناب اخیر پر غور فرماوین کہ کہان نبیان بعل کا ذکر ہے اور سلیمان نے کیسا

دھوکا دیا اور
ٹھوکر کھائی
ہے

اور سفر حدیبیہ ہو رہا سکتا ہے۔
مولوی صاحب! آج کل تو فتن دجال کے باعث بائبل ہر ضلع میں مل سکتی تھی آپ نے تاریخ کی دوسری کتاب کا اٹھارہ ان باب دیکھ لیا ہوتا تو جناب کو کمثل الصبح معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ سلیمان کا اعتراض من سلیمان ہے یا نہیں۔

کیا خوب ہے جو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فوز الکبیر میں یہود کے حالات لکھتے ہوئے ان علماء پر متوجہ ہو کر فرماتے ہیں اگر خواہی کہ بینی او علماء سو کا نمونہ اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تو انکو اور ان کے علماء کو نصوص و بین لعنت سے ملعنت فرماتے ہیں۔

جناب نے گو امام الوقت مسیح الزمان لکھ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ لکھا مگر مرزا صاحب کے الفاظ مرسل یزدانی اور ان کے مریدوں کے واقعی نہ بطور استعارہ ومجاز بل حقیقت کے طور پر مرسل یزدانی تو جناب نے خود ہی استعارہ ومجاز کے نیچے لانا پسند فرما کر کہا ہے کہ کیوں ایسے دھوکے کے الفاظ استعمال میں لائیں جاویں۔

جناب من یضل بہ کثیرا تو اس کتاب کی بھی صفت ہے جو اختلاف مٹانے کو نازل ہوئی۔ اور جس کا نام نور۔ ہدایت رحمت۔ فضل۔ شفا ہے۔ پس اگر نافہم ابتلا میں پڑے تو کیا حرج ہے۔ کیا حتی یمیز الخبیث من الطیب ضروری نہیں۔ عبودیت کا اقرار جو ہمارے سید و مولی خاتم النبیین رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ الی یوم الدین نے فرمایا وہ واقعی اور سچا اور بجا تھا جیسے ایک مامور من اللہ کا مجدد مرسل یزدانی ہونا سراسر حق اور حقیقۃ پر مبنی ہے مرسل یزدانی کا کہنا خود توحید کا اقرار ہے۔

اس طعن کے بعد کہ مرسل یزدانی کہنا دھوکا دہی ہے حالانکہ خود حضرت مرزا صاحب ابتک آپکو مرسل من اللہ یقین کرتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ آپ کی تصنیف کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں یہ ہے العجب۔

آپ کی رویا میں اول ظالموا انفسہم ہے جو آپ اب اسی لفظ کو قرآن میں ایک جگہ ملاحظہ فرمائے۔ ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ۔ الآیہ آپکا رویا اور خواب پورا صاف بھی نہیں کیونکہ اس کا بہت حصہ آپ کے فہم میں نہیں آیا۔ اور اس کی مبین وہ رویا صالحہ بکثرت اور طبعین کی موجود ہیں جن کو بطور مشتے از خروارے بسبیل ڈاک روانہ کرتا ہوں۔ آپ اپنی رویا کو اس سے مقابلہ دو۔

پھر آپ نے سیاہ رنگ بھیڑیں دیکھیں ہیں جو قادیان کی طرف جاتی ہیں اور وہ عذاب ہے جو قادیان کی طرف چلا جاتا ہے۔

مولانا اول تو بھیڑیں سیاہ گوہ (فضلہ) کھانے والی اور پھر وہ قادیان میں نہیں۔ قادیان کی طرف انشاء اللہ تعالے آپ دیکھ لیں گے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ مگر مولانا قادیان کی طرف تو راستہ میں بہت سارے اعداء بھی موجود ہیں ہم نے مانا کہ وہ عذاب ہے مگر قادیان میں نہیں بلکہ قادیان کی طرف غالبا لاہور اور بٹالہ راستہ میں ہے وہاں کسی پر گرے۔

اگر جناب پسند فرما دیں تو میرا منشا ہے کہ آپ اس رویا کو بذریعہ اشتہار شائع فرما دیں اس اشاعت کا نتیجہ انشاء اللہ بہت عمدہ ہوگا اور غیب تو وہی عمدہ ہوتا ہے جو لکھ کر عام طور پر سامنے کیا جاوے اللہ تعالے فرماتا ہے ام عندہم الغیب فہم یکتبون۔

آپ کی رویا شائع کی جاوے تو آپکو پتہ لگے کہ پیشگوئیوں کا پھیلنا کیسا امر ہے۔

اب میں پھر آپ کے سخت کھٹکے کے باعث پر توجہ کرتا ہوں۔ جناب کو شاید بائبل نہ ملے اس لئے باب نقل کرکے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ذرہ غور کرو کہ وہ بعل کے نبی تھے یا خداوند کے اور وہ روح خدا تعالے کی حضور سے پروانگی لے کر ان انبیاء کے پاس آئے تھے یا بعل سے پھر اس بر استبازہ نبی نے بھی پہلے انبیاء کی ہاں سے ہاں ملائی تھی یا نہیں۔ پھر اگر آپ کی تسلی نہ ہو تو جناب مجھے براہ راست اطلاع بخشیں تاکہ میں جناب کو اس کی تفسیر معتبر مفسرین کے حوالہ سے مفصل لکھ سکوں۔ والامر سہل

میں پھر جناب کو عرض کرتا ہوں کہ جناب کثرت دعا اور کثرت استغفار کے بعد بہت تدبر اور غور سے کام لیں فاوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون۔ وان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ نومبر ۱۸۹۹ء

تاریخ باب ۱۸

اور یہوسفط نے شاہ اسرائیل سے کہا آج کے دن خداوند کا حکم دریافت کیجئے تب شاہ اسرائیل نے چارسو نبیوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کیا ہم راماۃ جلعاد کو جنگ کے لئے جائیں یا میں باز رہوں وے بولے چڑھ جا اور خدا اسے بادشاہ کے قبضہ میں کر دیگا۔ پھر یہوسفط بولا ان کے سوا خداوند کا اور بھی کوئی نبی ہے کہ ہم اس سے پوچھیں شاہ اسرائیل نے کہا کہ ایک شخص میکایاہ بن املہ ہے اس سے ہم خداوند کی مشورت پوچھ سکتے ہیں لیکن میں اس سے دشمنی رکھتا ہوں کیونکہ وہ میرے لئے نیکی کی نہیں بلکہ ہمیشہ بدی کی پیش خبری کرتا ہے تب یہوسفط بولا بادشاہ ایسا نہ فرماوے۔ سو شاہ اسرائیل نے

مکتوب بیعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
بحضور جناب مرشدنا برحق - جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دامت فیوضہم و برکاتہم وظلہم علی رؤس الطالبین - الی یوم الدین

ای مسیحا تو ظل سبحانی
مخزن فضل وجود رحمانی
ناصر دین حق بامر اللہ
کاشف سر علم حقانی
ذات پاک تو ہست فیض منلط
باعث رونق مسلمانی

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود - ۹- نومبر ۱۸۹۹ء کو جو میں نے خواب دیکھا ہے وہ ذیل میں گذارش ہے

رویائے صادقہ

ع

بری از خلل خالی از اختلال

مین ایک مسجد کے حجرہ کے اندر کہین باہر سے آکر داخل ہوا ہون اس حجرہ مین پہلے سے گروہ منکرین بیٹھا ہوا ہی مگر خائف و ہراسان - لیکن حضور انور مرشدنا و مولانا کی سواری کی آمد آمد ہو رہی ہے - مین حضور کے راستہ کی طرف دیکھ رہا ہون کہ خاک قدوم میمنت لزوم حضور کو توتیائے بصر کرون - گروہ منکرین سے ایک اُن کا بڑا بولا کہ کیون کھڑے ہو گئے ہو - غلام بولا کہ حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود قادیان دار الامان سے تمہاری خبر لینے کو تشریف لاتے ہین - خبردار - اور یہ شعر بمبالغہ میری زبان سے نکل گیا -

بیت

کجاست صوفی دجال شکل ملحد کیش
بگو بسوز کہ مہدی دین پناہ رسید

میری برابر ایک بزرگ سفید ریش بھی کھڑے ہین اور حضور کا راستہ دیکھتے ہین وہ حضرت بزرگ اس شعر کو سنکر اس زور سے ہنسے اور مبارک مبارک کہکر قہقہہ مارا کہ میری آنکھ کھل گئی - آدھی رات سے کچھ زیادہ گذر گئی تھی - پھر غلام کو نیند نہ آئی - حضور اقدس بلا شک و شبہ

مسیح موعود اور مہدی مسعود

ہین - ہر کہ شک آرد ...... گردد - یہ اپنا اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب ہی

اب مین ایک گذارش قصیدہ عرض کرتا ہون برائے خدا - نہ برای عطا - اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد ومرشدنا احمد والہما واصحابہما اجمعین الی یوم الدین

مطلع اول

(بیان شکایت فلک)

جہان مین سب کی زبان پر ہی یہ مثل مشہور
جو دور ہوتا ہی آنکھ سے ہی وہ دل سے دور
غلط ہی جو کہ یہ کہتے ہین دیکھ دل سے ہی راہ
قبول کرتے نہین اسکو اہل عقل و شعور
رہ محبت و الفت جہان سے ہے معدوم
ہین بخت مدسی فلاکت مین اہل دل مجبور
زمانہ بر سر پرخاش ہی خدا کے لئے
تو بیٹھ گوشہ مین گر صلح تجکو ہی منظور
زبان کو بند کر اب الحذر کا ہی یہ مقام
کہ ہر طرف سے بپا ہو رہا ہی شور و شرور
کہین گلو مین نہ تیری پڑی کمند ہوس
کرے کہین نہ تجھے آسمان چکنا چور
مگر تردد دنیا سے ہی تو ڈالو انڈول
کہ رنگ چہرہ کا تیری جو ہو گیا کافور
نہ رکھ مکدر دل شکر حق بجا لا کر ہر دم
نہ چھوڑ دامن صبر و سکون کہ ہی یہ ضرور
بہانہ اشک الم چشم تر سے ایسا کہ جگر و دل
کہ جائے دم زدنی ...
بہوش باش کہ دنیا کے سب بکھیڑے ہین
سبب اپنا خدا اور وہی غفور و شکور
خدا کو یاد کر او مرد دل کہ عرصۂ دنیا چھوڑ
کہ بہتری ہی اسی مین اگر تو ہی مسعود
نہ چھوڑ راہ ہدایت جو تجھ مین ہی قوت
نہ چھوڑ ذکر خدائے کریم تا مقدور
بذکر ایزد باری پڑھو یہین وہ مطلع
کہ جسکو سن کے خوش ہو جائین ساری اہل سرور

مطلع ثانی

خدای قادر بیچون و پاک رب غفور
قدیر و باسط و خالق ہو الشکور و صبور
وہ ہی خدائے جہان قادر زمین و زمان
وہی ہے مالک مملوک دو جہان کا ضرور
کوئی نہین ہے شریک اسکا ہی وہ سب سے بڑا
کہ ذکر کرتا ہی اسکا ہر ایک وحش و طیور
تمام سنگ و شجر اور ہر ایک برگ و ثمر
اسی کے وصف کا کرتے ہین ہر جگہ مذکور
کہان تلک کرون اس خالق جہان کی ثنا
کہ ہے زبان مری عاجز قلم ہے بے دستور
کرم سے اپنے دیا ہمکو وہ رسول کریم
کہ جسکا نام معظم ہے عرش پر مسطور
محمد عربی مالک زمین و زمان
حبیب قادر بیچون شفیع یوم نشور
ہزار دل سے کرین شکر پھر خدائے جہان
کہ اس کے بعد ہوا فضل اسکا اور وفور
شروع چودھوین اور تیرھوین کے آخیر
ہوا مسیح ہویدا بفضل رب غفور
ہے قادیان مین وہ مرزا غلام احمد نام
کہ جسکی فیض رسانی سے ہی جہان مشکور
امام مرشد برحق مسیح دریا دل
کریم و منبع احسان ہے غیور ابن غیور
ہی دور تیرگی دنیا مین اس کے مقدم سے
کہ مثل نیر اعظم ہے اب شب دیجور
عجب ہے ذات مقدس مین جلوۂ انوار
کہ جسکی تابش رفعت سے آفتاب ہی دور
ہے اس کے صدر پہ مکشوف علم قرآنی
کہ کان علم کا جوہر ہے وہ نگینۂ نور
مطیع دین خدا تابع رسول اللہ
مسیح فخر جہان اور امام فخر دہور
ندا فلک سے یہ آتی ہی سن لو ای لوگو
کہ لاؤ اس پہ تم ایمان خدا کا ہی منظور
نہ مانا جس نے اسکے اپنا پیشوا و امام
گیا وہ دونو جہان سے مرا بکفر کفور*

*- حضرت اقدس کا الہام نص صریح ہے اور نص صریح کا منکر کافر ہوتا ہے منہ

شکوک مولویوں نے دلوں میں ڈالی تھے
مسیح چرخ چہارم پہ ہیں بعیش و سرور
ہی غار سامرہ میں مخفی مہدی دوران
مدینہ میں وہ نکل کر کرینگے اپنا ظہور
نہ ہی فلک پہ مسیح اور نہ مہدی سامرہ میں
یہی ہے [illegible] موعود و قائم امر ضرور
مسیح [illegible] ثابت ہے صداقت قرآن سے
کچھ اس میں شک نہیں ہرگز مگر لو دلیر [illegible]
بتا دیا ہیں حضرت مسیح اقدس نے
[illegible] کلام خدا میں تھا مستور
[illegible] حضرت اقدس کا سن کے [illegible]
زبان پہ [illegible] آیا بجا صری حضور

مطلع ثالث

[illegible] امام [illegible]
[illegible]
[illegible] تری مثال [illegible]
[illegible] مہدی [illegible]
[illegible] کی [illegible] تفصیل
[illegible] اور حدیث میں مذکور
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] عالم ہو خلق اس ہی نفوس
[illegible] مکہ [illegible]
[illegible] وہ ہو جاویں سب مقہور
[illegible] ابھی ذوالفقار قلم
علی [illegible] ہی تیرا نام مصطفی سے ضرور
[illegible] ہی بطال اور سب باطل
تیرا کلام مقدس ہو ہر جگہ مشہور
کرے [illegible] اسے کسطرح کوئی تردید
دلیل ہیں تیرے دعوی کی لوح پر منشور
میں [illegible] تری کریں ہے کہاں یہ قدرت
[illegible] ناچیز ہوں تو عالم نور
مرید ہوں [illegible] دل و جان ہوں آپ کا حضرت
نہیں ہے کچھ بھی مجھے خوف شر دشمن شرور
پھروں میں جنگل و کہسار میں بحال خراب
عزیزوں اور قریبوں سے اپنی ہوں مہجور
وطن سے دور ہوں فکر معاش میں [illegible]
فلک [illegible] ہے [illegible] سے [illegible]
[illegible] اپنی [illegible]

نہ کچھ معاش ہے اور ہے وطن ہوں گھر سے دور
کرو دعا کہ حسن پہونچے اپنے مطلب کو
خراب و خستہ ہے بیجان بخاطر رنجور

امابعد یہ خادم نادم حاشیہ بوساں حضور میں ہے لہذا از راہ ادب عرض کرتا ہے کہ اس کمترین نیاز آگین زمرۂ بیعت کنندگان میں داخل فرمائیں۔ آفتاب جاہ و جلال روشن رہے

الراقم

قاضی علی حسن ولد حاجی سید اسد علی قوم سید بخاری ساکن قصبہ جنید وس ضلع علی گڑھ ملک [illegible] حال [illegible] بند و بست جہلم ۱۳ نومبر ۹۹ء

امام ہمام علیہ السلام سے بیعت کرنیوالوں کے نام

(۱) عنایت علی خان
(۲) احمد حسن ۔ ساکنان لدھیانہ
(۳) فضل ۔ کاسا آباد ضلع ؍؍
(۴) سید احمد الدین کمپونڈر شہر ممباسا ملک افریقہ کلینڈینی ہاسپٹل ریلوی
(۵) منشی علی محمد ساکن بازید پور ضلع جالندھر حال وارد ملک ایسٹ افریقہ یوگنڈہ ریلوی سٹیشن ووی
(۶) محمد الدین ٹھیکیدار ملک افریقہ شہر ممباسہ ڈاک خانہ کلانڈینی مقام ہسپتال ۔
(۷) نظام الدین ۔ جھٹ ضلع لدھیانہ
(۸) نظام الدین ۔ معرم کوٹ بگا ضلع گوردسپور
(۹) قاضی میر محمد ۔ کوٹ کیلان ۔ ؍؍ گوجرانوالہ
(۱۰) محمد حسین ؍؍ ؍؍
(۱۱) شمس الدین
(۱۲) ولی محمد
(۱۳) عبد الرحمن ۔ کوٹھہ فقیر ضلع جہلم
(۱۵) منشی محمد دین عطار ۔ شاہدرہ ۔ لاہور
(۱۶) مولوی فضل حق ۔ لنگیاں والی ضلع گوجرانوالہ ڈاکخانہ گکھڑ ۔

گورنمنٹ کے لئے ایک مشکل اہم مسئلہ

یہ اس مضمون کی سرخی کا ترجمہ ہے جسکو پایونیر الہ آباد نے اپنے ۲۹ ۔ اکتوبر کے پرچہ میں شائع کیا تھا اور جس کو بعد پر مدراس اسٹانڈرڈ نے اپنے دو نومبر کے پرچہ میں نقل کیا۔

پایونیر رقمطراز ہے ۔

لارڈ کرزن کو ہندوستان کی ولیسرائلٹی کا جائزہ لیتے وقت غالباً اس بات کا علم نہ ہوگا کہ اُن سے اس امر کی بھی درخواست کی جاوے گی کہ وہ کوئی ایک معیار اُن حریف مذاہب کی صداقت کو جانچنے کے لئے قائم کریں جو اُن کی سلطنت میں وفادارانہ جوش کے ساتھ رائج ہیں ۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو مسلمانوں کے مجدد ہیں اور جن کے نام سے ہمارے ناظرین واقف ہوں گے اپنے ایک مراسلہ میں جو گورنمنٹ ہند کو انھوں نے پیش کیا ہے اور جس کو ابھی حال میں طبع کیا ہی یہ درخواست کی ہے کہ گورنمنٹ کوئی معیار ایسا قائم کری جس سے صریح اور بین طور پر اور بغیر گنجایش شک اور شبہ کے حریف مذہبوں کی صداقت اور فضیلت کا فیصلہ ساری دنیا کے روبرو ہو جائے ۔ مرزا غلام احمد کا یہ مدعا ہے کہ یہ آزمایش دو طور سے ہونی چاہئے ۔ اولاً ہر مذہب کی علما فضلا اپنی کتاب کے روسی اپنے مذہب کی اعلی تعلیم کا ثبوت دیں جس سے اس مذہب کی اخلاقی حالت اور فضیلت کا موازنہ ہو۔ دوم ہر مذہب کا سرگروہ اپنے مذہب کی صداقت کے ثبوت میں ایک آسمانی نشان دکھلاوے۔

تا یہ بات ثابت ہو کہ کس مذہب میں ہنوز الٰہی طاقت اور ربانی عزت باقی ہے۔ البتہ بڑی ہوشیاری اور انتظام کے ساتھ اس آزمایش کی نگرانی ہونی چاہیئے تا وہ آزمایش انسانی منصوبوں اور دستکاریوں سے محفوظ رہے اور اس وقت گورنمنٹ ایک ایسا فتویٰ جاری کر سکتی ہے جس کے رو سے تمام نیک دل لوگ اُس کے پابند ہو سکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ صلاح اس اُنیسوین صدی کے اخیر مین کچھ انوکھی سی معلوم ہوتی ہے مگر وہ نیک دل اور اخلاص کے ساتھ پیش کی گئی ہے تا اس کے ذریعہ وہ تمام شکوک اور اوہام جو دنیا کو منتشر کر رہے ہیں نابود ہو جاویں۔ مرزا صاحب مخلصانہ طور پر ایسا خیال کرتے ہیں کہ اگر کوئی سرکاری قانون اس بارہ مین نافذ ہو تو وہ صلح اور امن اور مختلف مذاہب کے ایک ہونے پر بالکل مؤید ہوگا جو برٹش گورنمنٹ کے لئے برکات کا موجب ہوگا بشرطیکہ گورنمنٹ بھی ایسی ہی رائے قائم کرنے کی طرف مائل ہو۔ بہرحال وہ اس بات پر راضی ہیں کہ انھیں صلیب پر دیا جاوے اگر وہ ایسی آزمایش میں ناکام نکلیں اور اس سے زیادہ کوئی شخص نہیں کر سکتا ہم شوق کے ساتھ دیکھنے کے لئے منتظر ہیں کہ کلکتہ کے بشپ صاحب ایسی آزمایش کا ذمہ ان شروط کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں۔

پایونیر کی مندرجہ بالا تحریر کے اقتباس کے بعد اس مسئلہ پر کسقدر روشنی ڈالدینا خالی از منفعت نہ ہوگا کہ گورنمنٹ عالیہ کا ایسی مذہبی معاملات مین توجہ کرنا اور ایسی مذہبی مجالس کا قائم کرنا جن مین ہر ایک الہامی مذہب کے پیشوا اپنے اپنے مذہب کی صداقت کو دلائل بینہ اور آسمانی شواہد سے ثابت کرین کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہو سکتی بلکہ قدیم الایام سے دستور چلا آیا ہے کہ ہر مہذب اور شائستہ گورنمنٹ نے مختلف مذہبی مذاکرون کے ذریعہ صداقت کے اصولون کی اشاعت مین مدد دی ہے۔ اکبر اعظم کے زمانہ مین ہفتہ وار ایک مذہبی مجلس ہوا کرتی تھی جس مین ہر مذہب کے سرگروہ جمع ہوا کرتے تھے۔ ایسا ہی کہا جاتا ہے کہ کبراجیت کے عہد مین بھی مذہبی چرچے ہوا کرتے تھے اور قیصر روم کے عہد کہ روما الکبریٰ کی سلطنت زبردست اور مہذب سلطنت سمجھی جاتی تھی ایسی ہی مجالس قائم کی تھی۔ اور ہماری گورنمنٹ عالیہ کے عہد معدلت مہد مین

بھی مذہبی آزادی کی وجہ سے مذہبی مباحثات اور مناظرات کی مجلسین ہوتی رہتی ہین گو گورنمنٹ اُن مین کسی قسم کا پارٹ نہیں لیتی مگر تاہم گورنمنٹ کی طرف سے ممانعت بھی نہیں۔

حضرت اقدس **مسیح موعود** ؑ چونکہ گورنمنٹ عالیہ برطانیہ کے فرمان پذیر اور **وفادار** خاندان کی یادگار ہین اور جنھوں نے اپنے مذہبی اصول کی بنا پر گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری و فرمان پذیری کی تعلیم کو اپنی شرائط بیعت کا ایک جزو قرار دیا ہوا ہے اور عربی فارسی اُردو انگریزی کی بیسیوں کتابون اور رسالجات کے ذریعہ کوتہ اندیش مسلمانون کے دل سے اس خیال بد کو نکالنے کی کوشش کی ہے کہ کوئی ایسا مہدی اور مسیح موعود دنیا مین نہ آئیگا جو آکر اور آتے ہی جنگ و جدل کریگا۔ بلکہ وہ دنیا مین امن اور صلحکاری کو پھیلائیگا۔ گو ایسے مسائل حقہ کی اشاعت میں اُنکو سخت مخالفت ہوئی اور ہو رہی ہے اور گروہ بدنیا عیدہ ان مسائل کی اشاعت مین ہر قسم کی جائز سعی کر رہے ہین۔ گویا جسقدر لوگ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ہوتے جاوین گے اسیقدر ایسے خیالات کو خیرباد کہکر صلح اور سلامتی کے فرزند ہو کر گورنمنٹ کے لئے موجب برکت ثابت ہونگے۔ کیونکہ امن پھیلیگا۔ امن عامہ کے پھیلانے کی حضرت مرزا صاحب نے بہت سی تدابیر وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کے حضور پیش کی ہین منجملہ ایک وہ تدبیر تھی جو ایک میموریل کے ذریعہ پیش کی گئی تھی کہ گورنمنٹ مذہبی مناظرات کو حد اعتدال پر لانے کے لئے یا تو دس سال کے لئے ایسے مناظرات بند کر دے یا یہ قانون پاس کرے کہ کوئی فریق اپنے مخالف فریق پر ایسا اعتراض نہ کرے جو خود اُس پر ہو سکتا ہے یا اُس کی مسلمہ کتب سے خارج ہو غرض یہ ایک ایسی تجویز ہے جس پر اگر دور اندیش گورنمنٹ نے توجہ فرمائی جس کی ہم کو اُمید ہونی چاہیئے تو آئے دن کے مذہبی جھگڑون کا خاتمہ ہو سکتا ہے

اور پھر اُسی سلسلہ مین وہ درخواست ہے جسپر پایونیر کے مندرجہ بالا مضمون کا اقتباس ہم نے کیا ہے۔ چاہے بادی النظر مین کسی کو ایسی تجویز پر کچھ ہی خیال کیون نہ ہو لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے تو اُس کی تہ مین بڑی قیمتی فوائد موجود ہین جو عام صلحکاری کے اصولون پر مبنی ہین۔ اگر لارڈ کرزن نے اپنے عہد کی حیثیت سے نہ سہی عام خیال سے بھی توجہ کی جو ضرور کرنی چاہیئے تو ہم سمجھتے ہین کہ عام امن کو بڑی ترقی ہوگی اور مذہبی ہنگامون کے بازار سرد ہو جاوین گے۔ کیونکہ جو اس میدان مین نہ آوین گے پھر اُن کا کوئی حق نہ ہوگا کہ دوسرے مذہب پر اعتراض کرکے دل آزاری کرین اور جو میدان مین اُتریں گے وہ بھی آسمانی شواہد سے اپنے مذہب کی صداقت پر مہر کرین گے۔

اور یون عام طور پر **حق** کا اظہار ہو جاوے گا۔ اور **لارڈ کرزن** کے عہد کی بے نظیر اور عظیم الشان یادگار رہ جاوے گی

ہم آیندہ گنجایش نکال کر انشاء اللہ تعالےٰ اس پر بہت کچھ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہین

قادیان دار الامان ۳۰ نومبر ۱۸۹۹ء

عفو اور عفو کا محل

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ

یعنی نیک آدمی وہ ہین جو غصہ کھانیکے محل پر اپنا غصہ کھا جاتے ہین اور بخشنے کے محل پر گناہ کو بخش دیتے ہین - بدی کی جزا اُسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو لیکن جو شخص گناہ کو بخش دے اور ایسے موقعہ پر بخشے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو کوئی شر پیدا نہ ہوتی ہو یعنی عین عفو کے محل پر ہو نہ غیر محل پر تو اُس کا وہ بدلہ پاوے گا -

اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآنی تعلیم یہ نہین - کہ خواہ نخواہ اور ہر جگہ شر کا مقابلہ نہ کیا جاوے اور شریرون اور ظالمون کو سزا نہ دی جاوے بلکہ یہ تعلیم ہے کہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ محل اور موقعہ گناہ بخشنے کا ہے یا سزا دینے کا ہے - پس مجرم کے حق مین اور نیز عامہ خلائق کے حق مین جو کچھ فی الواقعہ بہتر ہو وہی صورت اختیار کی جاوے بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے اور بھی دلیر ہو جاتا ہے - پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اندھون کی طرح صرف گناہ بخشنے کی عادت مت ڈالو بلکہ غور سے دیکھ لیا کرو کہ حقیقی نیکی کس بات مین ہے آیا بخشنے مین یا سزا دینے مین -

پس جو امر محل اور موقعہ کے مناسب ہو وہی کرو - افراد انسانی کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ جیسے بعض لوگ کینہ کشی پر بہت حریص ہوتے ہین یہان تک کہ داداون پرداداون کے کینون کو یاد رکھتے ہین ایسا ہی بعض لوگ عفو اور درگذر کی عادت کو انتہا تک پہونچا دیتے ہین اور بسا اوقات اس عادت کے افراط سے دیوثی تک نوبت پہونچ جاتی ہے اور ایسے قابل شرم حلم اور عفو اور درگذر ان سے صادر ہوتے ہین جو سراسر حمیت اور غیرت اور عفت کے برخلاف ہین بلکہ نیک چلنی پر داغ لگاتے ہین اور ایسی عفو اور درگذر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سب لوگ توبہ توبہ کر اُٹھتے ہین انہین خرابیون کے لحاظ سے قرآن شریف مین

ہر ایک خلق کے لئے محل اور موقعہ کی شرط لگادی ہے اور ایسے خلق کو منظور نہین رکھا جو بے محل صادر ہو یاد رہے کہ مجرد عفو کو خلق نہین کہہ سکتے بلکہ وہ ایک طبعی قوۃ ہے جو بچوں مین بھی پائی جاتی ہے بچہ کو جس کے ہاتھ سے چوٹ لگ جائے خواہ شرارت سے ہی لگے تھوڑی دیر کے بعد اس قصہ کو بھلا دیتا ہے اور پھر اس کے پاس محبت سے جاتا ہے اور اگر ایسے شخص نے اس کے قتل کا بھی ارادہ کیا ہو تب بھی صرف میٹھی بات پر خوش ہو جاتا ہے پس ایسا عفو کسی طرح خلق مین داخل نہین ہو گا خلق مین اسی صورت مین داخل ہو گا جب ہم اس کو محل اور موقعہ پر استعمال کرین گے ورنہ صرف ایک طبعی قوت ہو گی - دنیا مین بہت تھوڑے ایسے لوگ ہین جو طبعی قوت اور خلق مین فرق کر سکتے ہون ہم بار بار کہہ چکے ہین کہ حقیقی خلق اور طبعی حالتون مین یہ فرق ہے کہ خلق ہمیشہ محل اور موقعہ کی پابندی اپنے ساتھ رکھتا ہے اور طبعی قوۃ بےمحل بھی ظاہر ہو جاتی ہے یون تو چارپایون مین گائے بھی بے شر ہے اور بکری بھی دل کی غریب ہے مگر ہم انکو اسی سبب سے ان خلقون سے متصف نہین کہہ سکتے کہ ان کو محل اور موقعہ کی عقل نہین دی گئی خدا کی حکمت اور خدا کی سچی اور کامل کتاب نے ہر ایک خلق کے ساتھ محل اور موقعہ کی شرط لگادی ہے۔

دوسرا خلق اخلاق ایصال خیر مین سے عدل ہے اور تیسرا احسان اور چوتھا ایتاء ذی القربیٰ جیساکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یعنی خدا تعالےٰ کا یہ حکم ہے کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کرو اور اگر عدل سے بڑھ کر احسان کا موقعہ اور محل ہو تو وہان احسان کرو اور اگر احسان سے بڑھ کر قریبون کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرنے کا محل ہو تو وہان طبعی ہمدردی سے نیکی کرو - اور اس سے خدا تعالےٰ منع فرماتا ہے کہ تم حدود اعتدال سے آگے گذر جاؤ یا احسان کے بارہ مین منکرانہ حالت تم سے صادر ہو جس سے عقل انکار کرے یعنی یہ کہ تم بےمحل احسان کرو یا محل احسان کرنے سے دریغ کرو یا یہ کہ تم محل پر ایتاء ذی القربیٰ کے خلق مین کچھ کمی اختیار کرو یا حد سے زیادہ رحم کی بارش کرو اس آیت کریمہ مین ایصال خیر کے تین درجون کا بیان ہے اوّل یہ درجہ کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کی جاوے یہ تو کم درجہ ہے اور ادنیٰ درجہ کا بھلا مانس آدمی بھی یہ خلق حاصل کر سکتا ہے کہ اپنے نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرتا رہے دوسرا درجہ اس سے مشکل ہے اور وہ یہ کہ ابتداء آپ ہی نیکی کرنا اور بغیر کسی کے حق کے احسان کے طور پر اس کو فائدہ پہونچانا اور یہ خلق اوسط درجہ کا ہے اکثر لوگ غریبون پر احسان کرتے ہین اور احسان مین یہ ایک عیب مخفی ہے کہ احسان کرنے والا خیال کرتا ہے کہ مینے احسان کیا ہے اور کم سے کم وہ اپنے احسان کے عوض مین شکر یا دعا چاہتا ہے اور اگر کوئی ممنون منت اس کا اس کے مخالف ہوجائے تو اس کا نام احسان فراموش رکھتا ہے بعض وقت اپنے احسان کی وجہ سے اس پر فوق الطاقت بوجھ ڈال دیتا ہے اور اپنا احسان اس کو یاد دلاتا ہے جیساکہ احسان کرنے والون کو خدا تعالیٰ نے متنبہ کرنے کے لئے فرمایا ہے لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی یعنی اے احسان کرنے والو اپنے صدقات کو جنکی صدق پر بنا چاہیے احسان یاد دلانے اور دکھ دینے کے ساتھ برباد مت کرو یعنی صدقہ کا لفظ صدق سے مشتق ہے پس اگر دل مین صدق اور اخلاص نہ رہے تو وہ صدقہ صدقہ نہین رہتا بلکہ ایک ریاکاری کی حرکت ہو جاتی ہے - غرض احسان کرنے والے مین یہ ایک خامی ہوتی ہے کہ کبھی غصہ مین آکر اپنا احسان یاد بھی دلا دیتا ہے - اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے احسان کرنے والون کو ڈرایا - تیسرا درجہ ایصال خیر کا خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ بالکل احسان کا خیال نہ ہو اور شکر گذاری پر نظر نہ ہو بلکہ ایک ایسی ہمدردی کے جوش سے نیکی صادر ہو جیساکہ ایک نہایت قریبی مثلاً والدہ محض ہمدردی

کے جوش سے اپنے بیٹے سے نیکی کرتی ہے یہ وہ آخری درجہ ایصال خیر کا ہے جس سے آگے ترقی کرنا ممکن نہین لیکن خدا تعالی نے ان تمام ایصال خیر کی قسمون کو محل اور موقعہ سے وابستہ کردیا ہے اور آیت موصوفہ مین صاف فرمادیا ہے کہ اگر یہ نیکیان اپنے اپنے محل پر مستعمل نہین ہون گی تو پھر یہ بدیان ہوجائین گی بجائے عدل فحشا بنجائے گا۔ یعنی حد سے اتنا تجاوز کرنا کہ ناپاک صورۃ ہو جائے اور ایساہی بجائے احسان کے منکر کی صورۃ نکل آئے گی یعنی وہ صورت جس سے عقل اور کانشنس انکار کرتا ہے اور بجائے ایتاء ذی القربی کے بغی بن جائے گا یعنی وہ بے محل ہمدردی کا جوش ایک بری صورت پیدا کرے گا اصل مین بغی اُس بارش کو کہتے ہین جو حد سے زیادہ برس جائے اور کھیتون کو تباہ کردے اور یا حق واجب مین کمی رکھنی کو بغی کہتے ہین اور یا حق واجب سے افزونی کرنا بھی بغی ہے غرض ان تینون مین سے جو محل پر صادر نہین ہوگا وہی سیرت خراب ہوجائے گی اسی لئے ان تینون کے ساتھ موقعہ اور محل کی شرط لگا دی ہے اور جگہ یاد رہے کہ مجرد عقل یا احسان یا ہمدردی ذی القربی کو خلق نہین کہہ سکتے بلکہ انسان مین یہ سب طبعی حالتین اور طبعی قوتین ہین کہ جو بچون مین بھی وجود عقل سے پہلے پائی جاتی ہین مگر خلق کے لئے عقل شرط ہے اور نیز یہ شرط ہے کہ ہر ایک طبعی قوت محل اور موقعہ پر استعمال ہو۔

خطبہ

جو حضرت مخدوم مولنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ بروح القدس نے ۲۴۔نومبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ مین پڑھا۔

وَآيَةٌ لَّهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُم مِّن مِّثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ۝ وَإِن نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقَذُونَ ۝ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝

ترجمہ

اور اُن کے لئے بڑا بھاری نشان یہ ہے کہ ہم نے اُن کے آبا و اجداد کو بھری ہوئی کشتی مین سوار کیا اور اُن کے لیے ہم نے اسی جنس کی ایک چیز پیدا کی ہے جس پر سوار ہون گے۔ اگر ہماری مشیت چاہتی تو اُن کو غرق کر دیتے اور پھر کوئی فریاد رس اُن کو بچا نہ سکتا اور نہ کسی طرح پر اپنی قوت بازو سے مخلصی پا سکتے۔ ہان یہ سب کچھ ہمارا فضل اور رحمت ہے اور اس لئے ہے کہ ایک مدت تک گذارہ کرین۔

جب اُن کو کہا جاتا ہے کہ بچاؤ کرلو اُن سزاؤن سے جو نقد موجود ہین یا کچھ مدت بعد آنے والی ہین تا کہ تم پر رحم کیا جاوے تو اس وعید کو ہنسی مین اُڑا دیتے ہین اور یہ کچھ اسی پر موقوف نہین بلکہ ان کافر نعمتون کی عادت ہوگئی ہے کہ جب کوئی نشان نازل ہوتا ہے (یعنی کوئی مامور بشیر نذیر آجاوے تو اُس کی تبشیر اور انذار سے منہ پھیر لیتے ہین)

ان آیات نے خدا تعالی کی مقتدر متصرف بالارادہ ہستی پر ایک زبردست دلیل بیان کی ہے۔ اور نظام نبوت کی زبردست اصل پر صاف روشنی ڈالی ہے اور ان مین مسئلہ حشر کے اسرار مین سے ایک سر کو آشکارا کیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونو کے لئے خواہ وہ مکہ کے لوگ ہون یا مدینہ طیبہ کے رہنے والے یہ سب سے بڑا نشان تھا کہ خدا تعالی نے ایک زمانہ مین عذاب کے پانی مین ایک سرکش قوم کو غرق کردیا اور ایک مخلص اور حسن ظن اور صبر سے کام لینے والی راستباز پاک جماعت کو ایک چوبی کشتی کے ذریعہ نجات دی۔

قرآن شریف کے طرز بیان پر غور کرنے والی طبیعتین اور اسرار کلام الٰہی مین تدبر کرنے والے سلیم دل ایک لذت پاتے ہین جب وہ آیت لہم کے لفظ پر غور کرتے ہین خدا تعالی نے آیۃ لہم کہہ کر ایک عظیم الشان نشان کا پتہ دیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا وجود خدا تعالی کے الغیب وجود پر ایک بین دلیل ہوتا ہے انکی زندگی کا ہر لحظہ اُن کی ہر حرکت و سکون ایک نشان منتبز ہوتا ہے اس سے پتہ لگتا ہے اور ایک

دیکھنے والی آنکھ دیکھ سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکومت ایک ممیز گورنمنٹ ہے کیونکہ وہ دیکھتی ہیں کہ ایک ہی امر اور فعل ایک ہی قانون اولیاء اللہ یعنی خدا تعالیٰ کے مقربین محبوبین کے لئے راحت رساں اور تسلی دہ ہے اور وہی ان کے مخالفین یعنی اعداء اللہ کے لئے ذلت اور ہلاکت کا موجب ہے اگر یہ تمیز نہ ہوتی تو حقیقت میں وجود باری عز اسمہ کا ثبوت نہ ہوتا اور دنیا میں دہریت اور مادہ پرستی کی خطرناک تاریکی پھیل جاتی

یہی ایک بات ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور سوز دل اور چشم گریاں سے دعا مانگنے والوں اور لقاء الٰہی کے پیاسوں کو ایک خوبصورت امید دلاتی ہے اور عاصیوں شریعت حقہ کے نافرمانوں کے لئے خوفناک دھمکی ہے۔

سورج پرست احمق! یا آتش پرست احمق! اس نکتہ معرفت سے کب لذت پا سکتا ہے۔ مثلاً جس نے سورج کی پرستش خواہ اس کی ظاہری خواص کو دیکھ کر خواہ اس کی روشنی اور نورانیت کو دیکھ کر کی ہے اس نے اس حقیقت سے کب سرور پایا ہو کہ آیا سورج میں تدبیر بالارادہ کی قوت اور تصرف تام کی طاقت بھی ہے یا نہیں؟ کیا سورج اپنے پرستار ہی کو فوائد پہنچا سکتا اور مخصوص کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں یا اپنے منکروں کو محروم کر سکتا ہے؟ قطعاً نہیں پھر جب ایک مخلص اور منکر کے درمیان کوئی تمیز اور تخصیص نہیں ہو سکتی تو پھر بتلاؤ کہ وہ کیا چیز ہو سکتی ہے جو ایسے اشیاء کی عبادت اور پرستش کی تحریک کرے گی۔

پس جس چیز نے میرے ایمان میں ایک حلاوت پیدا کی اور جس نے میرے غم و ہم کی گھڑیوں کو مسرت و انبساط کے دراز اور غیر فانی دنوں سے بدل دیا ہے وہ یہی حقیقت ہے جو خدا تعالیٰ کی متمیز گورنمنٹ کو حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے دیکھ لیا ہاں آنکھوں سے دیکھ لیا ہے والحمد للہ علیٰ ذالک

میرے دوستو! یقیناً یاد رکھو کہ خدا ہے اور اس کے سوا نہ زمین پر نہ آسمان پر کوئی اور مدبر بالارادہ ہستی ہے جو اولیاء اور اعداء مطیع اور عاصی میں فرق کرکے قانون ممیز بنا دے

میں ایک بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ حقیقت میں یہ ایک بڑی لذیذ راہ ہے جو سیرۃ الانبیاء کے پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ ہم نے سیرۃ الانبیاء کے پڑھنے سے اس راہ کا نشان پایا اور خدا کے موعود مسیح کے وجود سے اس کے آثار اور وجود کو دیکھا اور پھر اس کے طفیل سے اپنی ذات میں اس کے ثمرات کا مزہ چکھا اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم

الغرض اس مقام پر غور کرو اور سوچو کہ وہ کیا بات تھی کہ اسی ایک طوفان سے کئی کروڑ انسان ہلاک ہوتے ہیں اور چند مخلص جان نثار راستباز کا ساتھ دینے والوں کا گروہ بچ جاتا ہے اسی سے خدا کی ممیز حکومت کا پتہ لگتا ہے خدا تعالیٰ نے جو اپنی اس حکیم و مجید کتاب میں یہ ذکر فرمایا ہے کیا یہ داستان ہے؟

نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ ان قصص کے اندر ہر وقت ایک متنبہ کرنے والی نصیحت اور سبق موجود ہے۔ مثلاً اسی واقعہ میں خدا تعالیٰ کے طرز حکومت امتیازی کو نہ سمجھنے والے ایک شخص کا جو اولیاء اللہ کے ساتھ سلوک الٰہی کے راز کو نہ جانتا تھا اس رنگ میں ذکر کیا ہے اور اس کے جھوٹے علم اور مادی اٹکل اور زمینی کوششوں کے بیکار جانے کا حال بیان فرمایا ہے کہ اس نے کہا میں جبل (پہاڑ) کے ذریعہ بچ جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ نوح کے خدا کا زور وہاں تک بھی پہنچ سکتا ہے اس شخص کے اس پہاڑ کے پناہ کے دعوے نے درحقیقت مادی اور محدود عقل پر نازاں اور اعتماد کرنے والوں کی قوت و وسعت معلومات اور تجربوں کا چہرہ اتار کر دکھا دیا ہے۔ مگر اس کے جواب میں عارف باللہ جو خدا تعالیٰ کے حقیقی قانون قدرت سے واقف ہے فرط رحمت سے کہتا ہے کہ اے میرے پیارے بیٹے ایسے خطرناک وقتوں میں ہماری معیت اختیار کر اور خدا کے اقتدار کے منکروں کا ساتھ مت دے یہ تیرا کہنا کہ الماء (پانی) سے جبل مجھے بچا لے گا درست نہیں۔ یہ معمولی پانی نہیں کہ انسانی تدبیر اس کے راہ میں بند لگا سکے یہ امر اللہ ہے اور امر اللہ سے کوئی انسانی تدبیر کسی طرح بھی بچا نہیں سکتی ایک ہی چیز ہے جو ایسی خوفناک گھڑیوں میں حافظ و عاصم ہوتی ہے وہ اللہ کا رحم ہے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مادی پناہ پر اترانے والا بھنور کی موجوں کا طعمہ بنا اور رحم الٰہی کو طلبگار

و ماوا بنانے والے سلامت رہی عرب کے مشرکین بھی اپنے پرزور اور پرقوت رئیسون کو جبل کہا کرتے تھے اور وہ مخالف رئیس آئمۃ الکفر ضعیف مسلمانون کے مقابل اپنے تئین الجبال کہا کرتے تھے اور یہ محاورہ ان کا درحقیقت پرانا محاورہ ہے اسی بنا پر خداوند تعالے فرماتا ہے

تری الجبال تحسبہا جامدۃ وھی تمر مر السحاب

یعنی ان پابرجا پہاڑون کو ہم راہ سے یون اٹھا دین گے جیسے بادل اڑتے ہین اور صاف قاع بنادین گے کہ اسلام کا مارج اور مانع اس دیار مین کوئی نہ رہیگا اس واقعہ اور ان الفاظ سے عبرت دلائی ہے عرب کو کہ تم بھی عنقریب اپنی مخالفت کی وجہ سے تباہ ہونے والے ہو اور تمھارے جبال کچھ کام نہ آئینگے چنانچہ آخر نتیجہ یہی ہوا کہ **نوح ثانی سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم** کے اعدا اسی طرح ہلاک ہوئے

مین نے **خلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون** مین غور کی میرے دل مین یہ بات لذت اور انکشاف سی پڑی کہ اس مین ویسی ہی دو اور عظیم الشان کشتیون کی طرف اشارہ ہے جو اسی طرح دیگر ہی وقتون مین تیار ہونے والی اور اولیاء اور اعداء مین تفریق کرنے والی ہین

دوسری کشتی تو **نوح ثانی** ہمارے **سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم** نے تیار کی جس کی طرف مین اشارہ کر آیا ہون

تیسری کشتی نوح ثالث مسیح موعود مہدی مسعود علیہ السلام نے تیار کی ہے۔ اسی تیسری کشتی اور اس کے زمانہ کی طرف حضرت **مسیح** اسرائیلی علیہ السلام نے ارشاد کیا ہے جہان اپنے دوبارہ آنے کا نشان بیان فرمایا ہے کہ جیسا **نوح** کے دنون مین ہوا ویسا ہی **ابن آدم** کا آنا بھی ہوگا کیونکہ جس طرح ان دنون مین طوفان کے پہلے کھاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تھے اس دن تک کہ نوح کشتی پر چڑھا اور نہ جانتے تھے جب تک کہ طوفان آیا اور ان سب کو لے گیا یعنی ہرایک نوح کی آمد چاہتی ہے کہ اس سے پہلے زمانہ کی حالت نہایت امن اور راحت اور عیش و عشرت کی ہو اور لوگ فسق اور تن پروری کے لوازم کے استیفا کے سبب سے خدا تعالی سے قطعاً غافل ہوگئے ہون۔

غرض مسیح علیہ السلام تو ان الفاظ مین اسی کشتی کی طرف ایما کرتے اور پیش گوئی فرماتے ہین اور قرآن کریم **خلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون** کہہ کر ایک زمانے کا پتہ دیتا ہے اور غرض جیسے مین بیان کرچکا ہون مسیح علیہ السلام کے وعدہ کے موافق اور قرآن کریم کی پیشگوئی کے بالکل مطابق **نوح ثالث** آگیا ہے اور اس مین ذرا بھی شک نہین کہ یہ کشتی نوح علیہ السلام کے بعد اولاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیار کی کیونکہ اس پیشگوئی کے اول اور اتم مخاطب اور مشارالیہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہی تھے اور پھر آپ مین ہوکر اس نوح ثالث نے جو مسیح کے الفاظ مین **ابن آدم** یا خود مسیح اور ہمارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مین **امامکم** یا **مسیح موعود** اور مہدی مسعود اور خدا تعالی کے الفاظ مین علاوہ ان نامون کے **نوح** ہے طیار کی ہے۔ یہ کشتی بیعت کی کشتی ہے جس کا اعلان مارچ ۱۸۸۹ء مین لودھیانہ سے دیا گیا

غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر ان سب باتون مین ایک راز اور حقیقت نہ ہوتی تو کیون خود مولی کریم نے اس بیعت کی کشتی کے طیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے اس کو ان ہی الفاظ مین مخاطب کیا ہے جن الفاظ سے نوح کو پکارا تھا۔

ہوسکتا تھا کہ اشتہار بیعت معمولی الفاظ مین لکھدیا جاتا کہ مجھے بیعت لینے کا حکم ہوا ہے لیکن وہ سب جنھون نے اس اشتہار کو پڑھا ہے بتلا سکتے ہین کہ اس مین وہی الہام درج ہے جو کئی ہزار برس پیشتر نوح ابن لامک کو ہوا تھا کہ **ان اصنع الفلک** الآیہ اے نوح ہماری وحی کے موافق اور آنکھون کے سامنے ایک کشتی طیار کر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ آدم سے لیکر اب تک یہ کشتی کی وحی تین ہی شخصون کو ہوئی ہے۔ پس کہان ہے وہ آنکھ جو اس مطابقت کو دیکھے اور کہان ہے وہ خدا ترس دل جو ان خدا کی باتون مین غور کرے۔

کیا سالہا سال اس سے پہلے یہ الہام جو **براہین احمدیہ** مین درج ہی

ایک عجیب شہادت نہیں ڈرو
اور زبانوں اور دلوں کو سنبھالو
کہ تم ایک صادق کو مفتری
کہہ جاؤ گے۔
پھر سے دوستو جو اس فلک
میں سوار ہوے ہو اس کی
قدر کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو
اور ڈرتے رہو تم پر خدا
کی حجت سب لوگوں سے زیادہ
پوری ہو گئی۔
تم ہر روز نشان پر نشان
دیکھتے ہو اور پھر ماننے
بھی ہو چاہیے کہ تمہارے
ایمان و اعمال میں بین ترقی
کے آثار نمایاں ہوں لغویات میں
اوقات ضائع نہ کرو مخلصین تو
خدا کے نشانوں کے مطالعہ سے
فرصت نہیں ہونی چاہیے۔
نڈر نہ ہو کہ تم ایسا سوار ہو
اب نوح طوفان کیا ہے فلا
یامن من مکر اللہ الا
القوم الخاسرون
اگر تقوی اللہ نہیں تو ڈر ہے
کہ بیغیرت انہیں بیچ منجدھار میں
کشتی سے باہر نکال پھینکیں۔
و آخر دعوانا ان الحمد
للہ رب العلمین و
الصلوۃ والسلام علی
رسولہ الامین و الہ اجمعین

اسماء مبائعین

(۱) غلام مصطفیٰ طالب العلم جماعت ششم پٹیالہ
انہوں نے جو حضور مسیح علیہ السلام کی
خدمت میں بیعت کا عریضہ لکھا ہے اس کی نقل
اس جگہ کی جاتی ہے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعالی خدمت حضور
علیہ [illegible] السلام [illegible]
غلام مصطفیٰ طالب العلم جماعت ششم [illegible]
[illegible] ہو چکہ میرا دلی مدعا ہے کہ [illegible]
کی جماعت بابرکت میں شمار ہو دیکھ لہذا [illegible]
ذیل اشعار خدمت عالی میں ارسال کر کے
اپنی بیعت اور حضور کے مسیح و مہدی [illegible]
ہونے کا اقرار کرتا ہوں براہ بندہ نوازی
میری طرف سے غائبانہ بیعت قبول فرمائی جاوے

قصیدہ
بجناب حضرت مسیح علیہ السلام

ای امام وقت حاجت تھی تری آنیکی سخت
وقت پر ہی ہوگیا خالق ہی ہم پر مہربان
راہیں تیری دیکھتے تھے اور کتنے سال تھے
کرتے تھے تیری تلاش و جستجو خورد و کلان
جو نظر میں دوسروں کی قوم بس ممتاز تھی
دوسری تھی اب سمجھتی اسکو تیرا ز مدان
قوم کی کشتی پڑی تھی سخت مہلک ورطہ میں
ناکوئی تھا ناخدا اور نہ کوئی پاسبان
غیر قوموں نے کیا تھا دین برحق کو ذلیل
دین بچارہ تھا تڑپتا مثل مرغ نیمجان
الغرض جب قوم کی حالت کا یہ نقشہ ہوا
پہنچی اسکی آہ و زاری از زمین تا آسمان
ہو گئیں اسکی دعائیں ساری مقبول خدا
تب کیا خالق نے تجھکو مہدی آخر زمان
تیرے آنے سے ہوئی ہیں برکتیں نازل بہت
تیرے آنے سے پڑی اسلام میں دوبارہ جان
تیرے آنے سے ہوئی ہے کفر کی ہلکی گھٹا
تیرے آنے سے ہوئیں کم جہل کی طغیانیان
تیرے آنے سے بہت پہنچے ہیں ہم کو فائدے
ہو گئے ہیں راز افشا جو کہ ہوتے تھے نہان
تو نے ثابت کر دیا ہے ناصری کی موت کو
تو نے ہی باطل کیا اس کی خدائی کا گمان
اس کی تربت کا پتہ تو نے دیا کشمیر میں
جسکا واقف تیری برکت سے ہوا ہندوستان
جسنے ہی کشمیر کے منصب کو دگنا کر دیا
اور ہوئی مشہور عالم کوچہ خانیارخان
تو نے نانک کو کیا ہے اہل ایمان میں شریک
تو نے ہی باندھا ہے سب سے اچھا چولہ کا سماں
پر نہ کی کچھ قدر تیری عالمان قوم نے
کرتے ہیں منسوب تجھسے سیکڑوں گمراہیان
آپ کو کہتا مفتری [illegible] [illegible]
کیا یہی ہے مولویت کا بڑا بھاری نشان
گرچہ انکی زشت گوئی کی نہیں ہے انتہا
پر ہے تیری صبر و استقلال کا پلہ گران
کیوں نہ ہو تجھکو کیا خالق نے ہی عدل و حکم
گم رہ کا رہنما و تکیہ گاہ بیکسان
تشنگان دین کو تو کوثر فردوس ہے
دشمنان دین کو خنجر تیری کلک روان
سیکڑوں مردہ دلوں میں جان تو نے ڈالدی
چلتی اس دلبر بہار اب جیسے چلتی تھی خزان
کلک تیری مثل شمشیر الٰہی بن گئی
جس سے کٹ جاتی ہے فوراً ہر مخالف کی زبان
جو مقام قرب حاصل تجکو ہے روشن ضمیر
کیا قدر اس کی کرے یہ تیرہ دل ہندوستان
گرچہ تحسین کا ہے عالم پر مجھے امید ہے
مجکو لائیں گی تری در پر مری بے تابیان
کر جماعت میں تو اپنی مجکو بھی داخل ضرور
میں سمجھتا ہوں تجھی کو اب مہدی زمان
کر دعا میں مجکو بھی شامل کہ میں بیمار ہوں
کیوں مسیح کے ہوتے ہوں مجکو بھلا بیماریاں
مصطفیٰ اب بند کر لے اپنی زبان خام کو
کیونکہ تجکو امتحان کی ہیں بہت تیاریاں
گر خدا نے چاہا وہ بھی وقت آئیگا ضرور
تو ہی ہو گا اور مسیح وقت والی قادیان

---

(۲) قاضی حسام الدین صاحب۔ ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ
(۳) عبد المجید صاحب (۴) عبد الحمید صاحب (۵) عبد العزیز
ابنائے قاضی حسام الدین ساکن ״ ״ ״
(۶) اللہ جوایا ماہی گیر ״ ״ (۷) قاضی محمد عالم صاحب
[illegible] ساکن کوٹ قاضی محمد زاہد ضلع ״
(۸) کریم بخش ساکن [illegible] ضلع گورداسپور حال
چوڑی نمبر ۱۴۲۔ ضلع جھنگ ڈاک خانہ روڑی
(۹) شیر محمد سابق شیر سنگھ ولد فتح سنگھ ساکن چکوال
ضلع جہلم
(۱۰) علی محمد ساکن کلوسوہل ضلع گورداسپور
(۱۱) ابراہیم ״ دھرم کوٹ بگہ ״ ״
(۱۲) عبد العزیز عرف خلیفہ کالو ہ مورموچی [illegible]
(۱۳) محمد اشرف ساکن بلانی ضلع گجرات
(۱۴) حاجی احمد نمبردار ساکن [illegible] ضلع شاہپور
ڈاک خانہ کوٹ مومن۔

چہ بود از عنایتہا و نعمتہای حضرت باری تعالیٰ محروم شدن ترک دنیا و یاد خدا است

ترک دنیا ترک خوراک نیست
ترک دنیا ترک خوش پوشاک نیست
ترک دنیا نیست ترک مال و زر
تارکی سے ترک فرزند و پسر
تارکی سے ترک زن ای با ہنر
این نہ ہرگز سنت خیر البشر
این صفات کبریا ای مہربان
از تو ناید کبریائی بیگمان
بندۂ پس بندگی را چارہ کن
تو نہ با حق ہمسری را چارہ کن
توبہ کن توبہ ازین امر محال
توبہ کن توبہ ازین باطل خیال
بہر خورد و نوش تو صد چیز ہا
کرد پیدا از عنایت کبریا
بہر ہر حاجت ترا ہر چیز داد
شکر حق ہر دم بگو اسے با مراد
این نہ دنیا این نہ دنیا ای عزیز
بلکہ دنیا غافلی اسے با تمیز
لطفہای حق مدان دنیای دون
این کرمہا را مگو دنیا زبون
در حقیقت طعنہ ہا با حق بچی
اینکہ نام لطف دنیا می نہی
توبہ کن توبہ ازین کار قبیح
توبہ کن توبہ ز توہین صریح
بندہ را شایان نہ توہین خدا
باز گویم توبہ کن اسے با صفا
اسے منہ دنیا تو نام فضل ہا
نیست دنیا جود ہای خوش لقا
چیست دنیا از خدا غافل شدن
مولوی روم گفت ای جان من
پس مشو غافل ز یاد کبریا
یاد در ہر کار دار اسے با وفا
یاد داری کار دل اسے یار من
این نہ کار دست ای عمخوار من
باش در کار و خدا را یاد دار
دست را در کار دار و دل بہ یار
ہست بیکاری لباس بے عزتی
در بدر خواری و از حق غافلی

دست و پایت داد مولی بہر کار
تا بدست آری تو رزق ای ہوشیار
رزق صد نوع آفریدہ بہر تو
تا کنی حاصل خوری ای نیک خو
عقل و ادراک رہبر امر و کار
نیز فہم جود ہائیش را شمار
بہر شکر و ذکر ای دلبر زبان
گفتگو و ذائقہ را نیز دان
بین چہ صنعت آشکارا میکند
کے تعلقہای عالم را برد
تاج سر با تخت خواہد ای عزیز
خواہشت صد گنج ہم ای با تمیز
سینہ شد گنجینۂ مہر خدا
پس بیا دش خور ہمہ انعامہا
یاد خواہد زندگی اسے با تمیز
زندگی اسباب خود را ای عزیز
کار حق فہم و باد بر زن قدم
بیہدہ ہرگز مدان این منتظم
بر خلاف قدرت ای دلبر مکن
بر خلاف حق مگو ہرگز سخن
با تعلقہا سے نفس پلید
گر بریدی پیر با شی ـ من مرید
حق نہ بہر تارکی اسباب داد
بلکہ تا ہر دم شوی زو بامراد
آنچہ گوئی آن کسان زنبیان کنند
آنکہ بار گردن خلقت شوند
مال مردم را خورند از مکرہا
جو فروش و در جہان گندم نما
دام تزویر آنکہ قرآن را کنند
نقد ایمان را بہ شیخی ہا دہند
وصل دلبر نیست در لاف و گزاف
ای بلفاظی نہ گردد سینہ صاف
آنچہ گویند آن نہ خود ہرگز کنند
این عجب پیر مغان و رہبر اند
پیش مولی حال شان خواہی تو دید
واقفی از نعرہ ہل من مزید
تو منہ بر گام الیشان گام ہم
من نخواہم دیدنت آنجا بکم
یاد کن تعلیم پاک مصطفیٰ
آنکہ ما را شد امام و پیشوا
آنکہ تاج انبیاء و اولیاء
آنکہ ماہی چرخ عز و جاہ را

آنکہ گشتہ حجت اللہ بر زمین
کرد اتمام حجج بر جاہلین
من چہ گویم وصف آن شاہ ہدا
خود خدا او را شدہ مدحت سرا
کے پسندید این چنین او تا بہ کی
از شہ ملک عرب گو اسے اخی
او نہ ما را امر کرد اسے با تمیز
دربدر ما خوار باشیم ای عزیز

گر ہمین تعلیم داد آن مہربان
صدقہ و خیرات و فطرہ یا زکوٰۃ
نیست در اسلام ہرگز ساہی
امر ترک مال و زر بودی اگر
این نہ ہرگز امر رب العلمین
این نہ طرز انبیاء و صالحین
از عنایتہای رب العلمین
تو زکہ آموختی ای مہربان
ای بہ شیخیہا چرا افتادہ
آنکہ فرعون لعین شد در جہان
یا شدہ شداد نادان خصال
این نمونہ ہا ترا پندی و منہ
تو ز افعال بدان صد پند گیر
نیز قند قند و شہد از نہر دان
در چمن قانون جاری و گل ببین
گونان گون خوش خلق را پیدا نمود
تو خبیثان را بہ خلق شان گذار
بر خلاف شان ہمیشہ کار کن
آنچہ گوئی خوش ہمان بودے اگر
اہل عالم را چرا حق ساختی
ای چرا صد چیز ہا خوش آنچنان
کرد پیدا بہر تو این چیز ہا
اختراع خود مگو از حق بگو
خوش خورو خوش بپوش ای لا مکان
سیرت درویش آرائی با صفا
از برون چون گل نما ای ہوشیار
دست و پا جنبان بخور رزق حلال
ہر یکی نعمت بخور مسکین نما
گر بایجا تارک نعمت شوی
این عضب گر نعمت مولی خوری
نیست دنیا نیست دنیا غافلی

پس چرا احکام شرعی زد بیان
حکم ما را شد چرا ای خوش صفات
این چرا فرمود ما را آن نبی
پس چرا احکام دین ای با ہنر
این نہ ہرگز گفت با شاہدین
این نہ خوی رہبران قوم و دین
کیست کو محروم شد ای نازنین
این نہ ہرگز سنت اسلامیان
ما بدست و ہم ما دل دادہ
با شدہ نمرود بد ای مہربان
یا شدہ قارون بخیل بد مال
این کجا سوئی بد بہا می برند
قول لقمان ہست ای روشن ضمیر
واقف اسرار باش ای مہربان
خوشترین روئیدگی ہم بدترین
قدرت مولی مگر ہوشت ربود
رحمت مولی نہ کار شان برار
رحمت حق را تو زنبیان مکن
پس چرا حق ساختی زیر و زبر
با عنایتہا چرا بغوا حتی
آنکہ خوش خوش میخوری و میخوری
پس مشو محروم از لطف خدا
بہر محرومی کجا شد حکم زد
تخت شاہی بر نشین ای مہربان
گرچہ بیرون صورت باشد چو شاہ
سینہ از مہرش چو لالہ داغدار
شکر نعمتہا بگو اسے با کمال
با فراغت فرض مولی کن ادا
کی بہ بخشش حصہ از رحمت بری
باز از یادش کنی پہلو تہی
یاد ہم آرش کہ انعامش خوری

غفلت از یاد ولی نعمت نہ یار!
غافلی دنیا تو دنیا دور دار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

نمبر ۔ قادیان دارالامان ۱۰ دسمبر ۱۸۹۹ء مطابق ۶ شعبان المعظم ۱۳۱۷ھ جلد ۳

خطبہ

جو یکم دسمبر ۱۸۹۹ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے پڑھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ سورہ ابراہیم رکوع ۵۔

اور جب ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کی حضور یوں دعا مانگی۔ اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنا دے! اور مجھکو اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پرستش سے بچا۔ اے میرے پروردگار انھوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ جو شخص میرے پیچھے ہو لیا وہ مجھ سے ہے اور جسنے میرا کہنا نہ مانا تو غفور رحیم ہی! اے میرے پروردگار مینے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایک وادی میں لبا دیا ہے جس میں کوئی کھیتی باڑی نہیں ہے جو تیرے معزز گھر کے پاس ہے اور یہ اس لئے ہے کہ نماز کو درست رکھیں اور طرح طرح کے پھل ان کو عطا فرما کہ وہ شکر گذار ہوں۔ سو تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکا اور ان کو ثمرات عطا فرما کہ وہ قدر دان ہوں مینے ان چند آیتوں کو آج محض اس غرض سے پڑھا ہے تاکہ اپنے دوستوں اور سننے والوں کو خدا تعالیٰ کی اس عادت مستمرہ کا نشان دکھاؤں جو اس کے مرسل و مامور اور راستباز بندوں کے ساتھ جاری ہے۔

ان آیات پر ایک پر غور نگاہ کرنے سے پتہ لگے گا۔ کہ جب خدا تعالیٰ کے راستباز۔ برگزیدہ مامور کسی سرزمین کی طرف توجہ کرتے ہیں تو اس پر خدا تعالیٰ کی کیسی توجہ ہوتی ہے اور وہ زمین کیا سے کیا ہو جاتی ہے؟

اسلام میں بڑا عظیم الشان نمونہ خدا کے انواع و اقسام فضلوں کا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پاک ذات ہے۔ قرآن کریم میں آپ کا ذکر اس لئے بھی ایک عظمت کے ساتھ ہوا ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے

والد ماجد۔ اور قریش عرب کے مورث اعلیٰ ہیں اور وہ بزرگ شخص ہیں جو تاریخی دنیا میں نبوت کا کامل معیار ہیں اور جنھوں نے خدا تعالےٰ کی راہ میں ہر قسم کے ممکن قربانی دکھائی اور خدا کے وعدے ان سے کئے گئے باتجبیر رستے ہوئے آسمان کے تاروں اور سمندر کے قطروں اور بیابان کی ریت سے ان کی ذریت زیادہ ہوئی۔

ان آیات میں خدا تعالیٰ نے ایک بات یاد دلائی ہے جو ایک عظیم الشان پیشگوئی اپنے اندر رکھتی ہے اور جس کا دامن قیامت تک لمبا ہے ہر زمانہ میں اس کی صداقت کا زندہ ثبوت ملتا ہے۔ سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مولے سمیع علیم سے عرض کرتے ہیں کہ میں اپنی اولاد کو اس وادی میں جہاں نہ کسی قسم کی راحت و آسایش کے سامان ہیں آباد کرتا ہوں کہ وہ بھی تیرے محرم اور مکرم بیت کے جوار کے سبب سے مکرم و محترم ہوں اور اس توحید خیز پاک سرزمین میں ان کی روحیں اقامت صلوٰۃ کی طرف متوجہ ہوں اور حقوق الٰہی کے ادا کرنے میں عالم کے لئے نمونہ ہوں اور ساری دنیا ان ہی سے تیری صلوٰۃ یعنی تیرے حقوق کی بجا آوری کا سبق سیکھے اور اس وادی کے خوشگوار پانی اور اس کی قدرتی زرع سے ساری دنیا نئی زندگی پائے سو تو بھی ناس (یعنی جنھیں یہ مرکز توحید قدامت کے سبب سے فراموش ہو گیا ہے) کے فؤاد (یعنی جو عشق وہوا کا منبع ہے اور جس میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اصلی وطن کے یاد سے اس میں اشتعال پیدا ہو جائے۔) میں وہ قوت ہوا اور عشق کی ڈالدے کہ اطراف عالم سے دیوانہ وار ان کی طرف دوڑتے آئیں۔ اللہ اللہ وہ وقت کیا تھا اور وہ دل کیا تھا اور وہ مقام کیا تھا۔ اس دعا کو دیکھو اور پھر اس دعا کے نتیجہ کی طرف دیکھو۔ وہ وادی غیر ذی زرع جہاں اس وقت مکہ معظمہ واقع ہے اس وقت جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی بے آب وگیاہ ٹیلوں اور کنکریلے میدانوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

اس میں شک نہیں کہ غیر معلوم زمانہ سے خدا کی سب سے پہلی مسجد یہی ہے اور کوئی نہیں بتلا سکتا کہ خدا نے اس کو کب بنایا توریت سے پتہ لگتا ہے کہ جناب آدم علیہ السلام بھی یہاں نماز پڑھنے آتے۔ بہر حال جب ابراھیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اس میں بسایا اس وقت اس کی جو حالت تھی وہ وادی غیر ذی زرع کے الفاظ سے خوب سمجھ میں آ سکتی ہے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا سے اس کی اس وقت کی حالت کا بخوبی پتہ لگ سکتا ہے یہ جگہ بے آب وگیاہ ویران اور سنسان بنجر زمین تھی۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی ایک بھیانک نظارہ سڑے ہوئے پہاڑوں کا نظر آتا تھا جن پر نہ کوئی درخت اور نہ کوئی سبزہ۔ کوئی ایسا چشمۂ صافی رواں نہیں جو اپنے دلکش اور خوشگوار نظارہ سے قافلہ کو ٹھیرا سکے۔

اس کے دور دور ایک قبیلہ آباد تھا جنکو جرہم کہتے تھے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ وہ کون سی بات ہو سکتی تھی جو کسی کو یہاں آکر آباد ہونے کی ترغیب دیتی۔

جیسا میں نے ابھی کہا ہے اس وادی کی کیفیت حضرت ابراہیم کی دعا سے خوب سمجھ میں آتی ہے ظاہری حالت تو یہ ہے کہ وہ بنجر اور ویران ہے۔ لوگوں کا رجوع نہیں کسی قسم کے پھل پھول وہاں میسر نہیں آ سکتے۔ خدا تعالےٰ کے نام کی عظمت و جلال کو زندہ کرنے والا بھی وہاں کوئی نہیں۔

اس وقت دو آدمی ابراھیم اور اسمعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام اس شکستہ مسجد کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ ظاہری حالت تو اس کی جو تھی وہ تھی اب وہ کونسی بات ہے اور وہ کیا خوبصورت امید ہے جس پر یہ دو معمار یا ایک معمار اور ایک مزدور نہایت بشاشت اور مسرت کے ساتھ ان شکستہ دیواروں کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں۔ اور پھر کس قوی دل اور بصیرۃ اور شعور سے کہہ رہے ہیں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ محسن و مولا! جس کے الہام اور القاء سے ہم ان دیواروں کو بلند کر رہے ہیں تو ہماری مزدوری قبول فرما

اللہ اللہ کیا دعا ہے اور کیا الفاظ ہیں انک انت السمیع العلیم۔ یعنی تو جو ان الفاظ کو جو دل کے سے نکلتے اور اخلاص سے نکلتے ہیں سنتا جانتا ہے اور پھر ربنا وابعث فیہم رسولا مولی کریم ان میں ایک رسول پیدا کر جس پر تیری وحی متلو نازل ہو اور ایسی کتاب اس کو ملے جو قیامت تک پڑھی جاوے اور یہ گھر توحید کا گھر ہو اور دنیا بھر کے ثمرات سے انکو متمتع کر۔

اب سے کئی ہزار سال پیچھے نکل جاؤ۔ جب کہ یہ مسجد بن رہی تھی اور باپ بیٹا اس کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے اور پھر آج کل جو اس کی حالت ہے اس پر دھیان کرو۔ دیکھو اسی وادی غیر ذی زرع میں

اب کیا ہے جو نہیں ملتا - کوئی پھل کوئی شئے دنیا کی کسی قطعہ پر پیدا ہو بنگال میں ہو یا برہما میں کشمیر میں ہو یا دکن میں شام میں ہو یا یورپ میں غرض کہ روئے زمین کے کسی قطعہ اور حصہ میں ہو مگر مکہ معظمہ میں وہ ضرور پہونچے گا -

پھر اس بنجر اور ویران زمین کی طرف لوگوں کے رجوع کو دیکھو کہاں کہاں سے وہاں پہونچتے ہیں صد اس کے مقبول بندہ کے الفاظ میں وہ کیا پاک تاثیر اور جذب تھا جس نے روئے زمین کے دلوں کو مقناطیسی اثر سے کھینچ ہی تو لیا -

فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم

تھوی کا لفظ کیا لطیف ہے اپنی ھوی اس گرنے کو کہتے ہیں کہ کوئی چیز عمودی کر کے اُڑے سے پہاڑ کی گرے .... اور کوئی چیز راستہ میں اس کو روک نہیں سکتی ایسا ہی داو نہیں کشش ڈالدے کہ بے اختیار ہو کر کھنچے چلے آویں -

اب دیکھ لو - کہ دنیا کے بلاد مختلفہ سے کیسی کیسی تکالیف و مصائب برداشت کرکے کڑی سردیاں جھیلتے ہوئے اور چل چلاتی دھوپ میں وہاں پہونچتے ہیں راستہ کے مصائب اور مشکلات ان کے شوق اور ارادہ کو پست نہیں کر سکتے - یہ بات کیا ہے کہ وہ بے اختیار ہوئے چلے جاتے ہیں ؟

اصل یہی ہے کہ خدائے خالق کی طرف سے ان دلوں میں ایک جنبش پیدا ہوگئی ہے اور یہ نتیجہ ہے اس ابو الملۃ سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کا -

اس سے معلوم ہوا کہ دعا مقبول الٰہی کیسے سنی جاتی ہے -

بے آب وگیاہ وادی کا صرف ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے موافق آباد ہو جانا یہ ایک نشان نبوت ہے - ورنہ ایک ویران گاؤں جہاں کسی قسم کی دلچسپی اور تجارت اور حرفت کے ذرائع کی وسعت نہ ہو وہاں دنیا بھر کے مشہور اور مرجع خلایق شہروں لندن پیرس قسطنطنیہ مصر امریکہ ہند وغیرہ سے لوگ موت کو پسند کرکے جانا راحت اور تسلی کا ذریعہ سمجھتے ہیں - تو اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ بے آب وگیاہ بستی کا آباد ہو جانا اور لوگوں کا اس طرح رجوع ہونا ایک صادق اور مامور من اللہ کا نشان ہوتا ہے -

اب وہ لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ کیوں کر کسی راستباز کو شناخت کریں ؟ اور وہ کیا معیار ہے کہ گوشت کی زبان کے کلام کو کلام خدا سمجھیں غور کریں اور خدا کے لئے موت کو پیش نظر رکھکر سوچیں ! کہ ابراھیم علیہ السلام بظاہر ایک انسان تھا - آدمیوں کی سی شکل اور شمائل رکھتا تھا مگر ان الفاظ کے اسی طرح پورا ہونے نے قیامت تک جو اس کے منہ سے ایک وقت نکلے یہ ثابت کر دکھایا کہ وہ خدائے جلیل کا کلام تھا -

عزیزو! خدا کے لئے سوچ کر دیکھو کہ کیا نبوت کی شناخت کا یہ سیدھا راستہ نہیں ہے ؟ بے شک بیشک یہی ایک راہ ہے یعنی یہ کہ اس کلام غیب میں مقتدر قوت بھری ہوئی ہو اور اس کا ظہور اعجوبہ نما ہو -

میں حق کے کہنے سے ذرا بھی ہچکچاتا نہیں - میں تم سب کو جو یہاں موجود ہیں اس سچائی کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جس کا لطف مدتوں سوچ سمجھ کر مجھے آیا ہے - اسی قادیان کی طرف دیکھو!

کیا یہ بولنے والا ایسے شہر کا باشندہ نہیں جو اس گاؤں سے ہزار درجہ بہتر اور دلکش نظارے رکھتا ہے ایسا ہی تم دیکھو گے کہ بہت سے آدمی جو اپنے آراموں اور ہزارہا راحتوں کو قربان کرکے یہاں آباد ہو رہے ہیں اور ہزارہا میل کا سفر طے کرکے راستہ کی مشکلات اور تکالیف کو جھیلتے ہوئے آتے ہیں کیا اس بستی کے کسی خوبصورت نظارہ کی وجہ سے ؟ نہیں ہرگز نہیں - بلکہ بات یہی ہے کہ یہ جگہ مکہ کی خادم بنی ہے پس اسی نور کی خدمت کی وجہ سے جو فاران کی چوٹیوں پر چمکا اور مکہ سے نکلا یہ بستی ایک نور کے فرزند دلبند کی وجہ سے مخدوم ہو رہی ہے اس نور کے فرزند کے زیر نظر کیا ہے ؟

وہی جو ابراھیم کی دعا تھی لیقیموا الصلوٰۃ اس سے میرے روح میں سرور کے ساتھ یہ بات آئی ہے کہ کوئی بستی اور کوئی خاندان اور گھر آباد نہیں ہو سکتا جب تک کہ خدا کی عزت و جلال کا نشان اس میں قائم نہ ہو - مکہ کیا چیز تھی ؟ خدا نے جو اس کو روئے زمین کا مرجع بنایا - اس کو دجال کے فتن سے ابد الآباد کے لئے محفوظ رکھا اور جہاں لا الٰہ الا اللہ کی حکومت رہے گی صرف اس لئے معزز و مکرم ہوا کہ وہاں خدا کا جلال ظاہر ہوا بدبخت ہے وہ جگہ جہاں خدا کے نام کی بے عزتی ہو - دیکھو دنیا میں مشہور و معروف شہر بابل

جہاں کئی کروڑ انسان رہتے تھے آخر بدکاری اُسے کھا گئی دیدۂ بصیرت سے نشانات پر غور کرو۔ اور سوچو کہ جہاں خدا کا جلال نہیں وہاں آبادی ہو نہیں سکتی۔ اور جہاں خدا کے نام کی عزت و عظمت ہو وہ جگہ ویران بھی ہو تو آباد ہو کر دنیا میں محترم قرار پائیگی۔

پس خوب یاد رکھو کوئی دُعا، قبولیت کے نشان اپنے اندر نہیں رکھ سکتی جب تک کہ خدا کے جلال کے اظہار کے لئے نہ ہو۔

بیس بائیس سال پیچھے چلو اور دیکھو کہ خدا کے ایک راستباز بندہ کو جو اسی بستی کا نور اور ہادی ہے یہ الہام ہوا تھا وَسِّعْ مَكَانَكَ يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ۔ اپنا مکان وسیع کر خدا کے مہمان دور دراز ملکوں سے آتے ہیں۔

اُس وقت یہ مسکین گمنام کوٹھڑیوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ اُس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ برما مدراس عرب اور کشمیر اور دور دراز قطعات الارض سے مہمان آئیں گے۔ مگر تم آج دیکھ سکتے ہو کہ وہ جو کچھ براہین احمدیہ میں لکھا گیا تھا کیسا سچ ثابت ہوا۔ اور کس قدر دور دراز حصوں سے محض خدا کی رضا جوئی کے لئے خدا کے مہمان چلے آتے ہیں اور آئے دن مکانات کی وسعت کا الہام کیا ثابت ہو رہا ہے۔

اس گاؤں کا وہ مشرقی حصہ جو سنڈاس بنا ہوا تھا اور جہاں ہزاروں من پاخانہ پڑا ہوا تھا آج تم دیکھتے ہو کہ وہاں کیا ہے؟! ایک لمبا سلسلہ مکانوں کا دیکھ کر تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ آواز خدا کی آواز تھی۔ مگر یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ صرف اس لئے کہ غرض یہ تھی لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ خدا کا جلال قائم ہو۔ چونکہ یہ مرد خدا خدا کے لئے اور خدا میں بولا اور بولتا ہے اس لئے خدا نے صلہ کے ظل کے طور پر اس کی بستی کو بھی مومنین کے لئے نشان بنا یا کیونکہ خدا کی نعمتیں اور بخششیں اپنا زندہ ثبوت اس سے دیتی ہیں کہ ان کے نمونے سدا قائم رہتے ہیں

میں روح اور راستی سے شہادت دیتا ہوں اور جس کی فطرت سلیم اور نیک ہے وہ اس کو بدگمانی سے نہ دیکھے گا۔ میں محض اللہ کے لئے گواہی دیتا ہوں جس کا پاک کلام میرے ہاتھ میں ہے اور جس کے حضور مر کر کھڑا ہونا ہے میں جو ۱۸۹۹ء سے یہاں رہتا ہوں خلوت میں جلوت میں ہر حال میں آدھی آدھی رات تک اپنے امام کی گفتگو سنی ہے میں خوب جانتا ہوں کہ میری روح نے دھوکا نہیں کھایا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ امام کی روح میں خدا کی نصرتیں جس کے ساتھ ہوں خدا کی عزت و جلال کے لئے اُسی طرح جوش اور غیرت ہے جس طرح سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی روح میں تڑپ تھی۔

میں خدائے ذوالجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پاک ہادیان عالم کے جوش اور اس کے جوش میں میں نے کوئی فرق نہیں دیکھا تو ممکن ہے کہ خدا ایسے شخص کو ضائع کرے۔ ہا ہرگز نہیں!! اگر وہ کامیاب نہ ہو تو سمجھو کہ پھر کوئی کامیاب نہیں ہوا۔

میں جب اول اول یہاں آیا اس متصل جوہڑ کے ایک بعید کنارے پر ایک جھنڈا گڑا دیکھا۔ میں چونکہ نو وارد تھا اس لئے مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ نشان کیسا ہے۔ مگر بغیر کسی زیادہ سوچ کے زحمت اٹھانے کے ظاہری نظارہ نے مجھے سمجھا دیا کہ مکہ کے پڑوس میں لات منات یا سومنات کا مندر ہونا ضرور ہے اور عادتاً یہ معمولی بدعت اور شرارت اور خبث کا نشان ہوگا جیسی اُس کی برادری کے بت گاؤں میں دیکھے جاتے ہیں۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس گاڑنے والے نے بڑے وثوق سے اسے گاڑا ہے اور چونکہ وہ خدائے عالم الغیب کی قاہرانہ قدرتوں اور اُس کی معجزانہ باتوں پر ایمان نہیں رکھتا وہ سمجھتا ہے کہ اُس کی شرارت کا منصوبہ چل جائے گا اور آب و گل کے ہاتھ کی بنائی ہوئی بودی عمارت یا بیداری پکڑ جائیگی اور وہ خدا کے قدوسیوں اور مقبولوں کی طرح ایک نشان ہو جائے گا۔ اور معاً خدا کی برگزیدہ کی کارروائی کو اپنی مکار و غدار نفس کے حیلے سے ملیا میٹ کر دے گا۔ مگر اس نشان کو غیرت الٰہی نے اوندھا کر دیا اور اُس مقام پر گاؤں کے ہندو اور چوہڑے موت اور پاخانہ کرتے ہیں اور دور دور سے پاخانہ اور پیشاب روک روک کر لوگ وہاں آتے ہیں کہ اُس نشان کو ناپاکی سے شرف اندوز کریں۔

یہ سرسری باتیں نہیں یہ خدا کی باتیں اور عبرت کی باتیں ہیں۔

خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کمینہ بغض اور سفلہ عداوت نے یہ باتیں میرے منہ سے

نہیں ہوا ہیں جیسے تا حق کے بعض
اور شر کا نصیب سے حصہ نہیں
دیا گیا۔ سینئے اب ذرا غور کی ہے
کہ وہ سومنات کا مندر جہاں
ہندوستان کے بڑے بڑے
عزت مند راجوں مہاراجوں
کے چیدہ چیدہ سو ناکتخدا
لڑکیاں پجاریوں اور زائرین کی
وقف خدمت رہا کرتی تھیں
کیوں اُس کی اینٹ سے اینٹ
بج گئی اور ابرہہ اشرم کا
وہ گرجا جو بیت اللہ کی رقابت
پر بنایا گیا تھا دیرپا کے
بجائے ہاتھیوں کے نذر ہوا اور
وہ بڑا بھاری مندر جس کے وسیع
کو سکندر یونانی جیسے فخر سے
تکا تھا بے نام و نشان ہو گیا۔
اس کا سبب بجز اس کے کچھ
نہیں کہ وہ مکان خدا کے جلال
اور عزت کے اظہار کے مکان
نہ تھے ان کی در و دیوار میں
فسق و فجور کا رنگ دیکھ لگا تھا
اس لئے عزت خداوندی نے
اُس کا نام نشان مٹا ڈالا۔
اور بیت اللہ مسجد حرام کی نسبت
دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس کا قیام و
پائیداری اور اعدا کی دست
برد کا ہدف نہ بننا ایک نشان
ہو گا۔ ذلک لتعلموا ان
اللہ یعلم غیب السموات
والارض کہ خدا اسے
عالم الغیب کے ہاتھوں کا بنایا
ہوا ہے جس کو آسمان و زمین
کے انقلاب اور ان کے زیر
و زبر کرنے والی گردشیں
معلوم ہیں اور وہ خوب جانتا ہے
کہ مکہ معظمہ
پر ان کی حوادث کا کوئی اثر نہ
ہو گا۔
اللہ اللہ! اس قدر ظاہرانہ پیشگوئی
اینٹ اور پتھر کے مکان
حین نسبت کوئی مخلوق معارض کر سکتا ہے

مگر بہ نصب خدا کو خصوصاً
اُس مکان کی نسبت ہوا کیوں
اس کا حل ان لفظوں میں ہے
لیقیموا الصلوٰۃ
یعنی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی
عظمت اور توحید کی وہ جگہ ہو
اور ساری دنیا نے اس کی
چھاتیوں سے دودھ پیا ہے
اس قادیان کے
جو قریب مثال بیٹ دیتی ہے
وہ بے اتفاقی کے قابل نہیں
ایک آدمی کی شکل نے کیا کیا
آرزوئیں اور جوش دل میں
رکھکر اور اپنی اٹکل کی پیشگوئی
کی بنا پر اُس نشان کو کھڑا
کیا تھا اور ایک گروہ کو اپنے
گرد جمع بھی کیا تھا۔ مگر اُن کی
ساری امنگیں خاک میں ملگئیں
اور اس کی تمنائیں کوڑے
کرکٹ کی ٹوکریوں کے نیچے
دب گئیں اور دوسرا حقیقی
راستباز اُس وقت اگر گمنام
تھا تو آج ماہ چہاردہم کی
طرح چمکتا ہے اور ہزاروں
راستبازوں کے قلوب اس کی
محبت سے بھر گئے ہیں اور ایک
عالم اس کی طرف کھنچا چلا آتا ہے
اس کی وجہ صاف ہے۔
اے قادیان کے مبارک
نور اور اے پنجاب کے فخر
امام اور ہادی تیری صداقتیں
ابراہیم کی طرح واضح
اور تیرے ثبوت محمد احمد
(اللھم صل علیہ وبارک
وسلم کما بارکت وسلمت
وصلیت علی ابراہیم)
کی طرح نمایاں ہیں جو کچھ خدا
کے قاہر اور مقتدر ہاتھ نے
ان نام برگزیدوں کے لئے
کیا وہ سب تیرے لئے کیا۔
تو ابد کے لئے نور اور ہدایت
آیا ہے۔ زمین تیری تاثیرات

سے بھر جائے گی اور تو برومند
ہو گا۔ اس لئے کہ خدا اور اُس
کے فرشتے اور عباد صالحین
رات دن تجھ پر سلام بھیج رہے
ہیں۔ تیرے حاسد اُسی طرح
انگلیاں کاٹیں گے اور تیری
ترقیاں دیکھ دیکھ کر بریاں
ہوں گے جیسے اُن پہلے راستبازوں
کے ہوئے۔
بڑھ اور پھل اور
پھول کہ تیرا پیڑ اب صرصر کے
جھونکوں کے زد اور پانی اور
باران کے دست برد سے آگے
نکل گیا ہے۔ تو ابراہیم
کا فرزند اور محمد کا سچا
غلام اور نوح کا حقیقی
بھائی ہے علیہم الصلوٰۃ والسلام
ہاں اس اپنے ناکارہ
خادم کے لئے بھی اُن گھڑیوں
میں لب شفاعت کھول جب کہ
تجھ میں اور خدا میں کوئی حائل
نہیں ہوتا۔
برادران! وقت ہے
اس نعمت کی قدر کرو اور اس
نمونہ سے سبق سیکھو۔
خدا ہم سب کو اقامت صلوۃ کی
توفیق دے آمین

گورنمنٹ کیلئے ایک مشکل الحل مسئلہ

ہم نے اخبار پیونیر کے اس عنوان
والے مضمون کا ترجمہ جو دلچسپی
سے بھرا ہوا تھا اپنے چند
ریمارکس کے ساتھ اشاعت مورخہ
۲۲ نومبر میں شائع کیا تھا اور
اُمید کی تھی کہ اُس پر ضرور کوئی

نکتہ چیں نظر ڈالی جاوے گی
حال میں مولوی مرزا صادق علی
بیگ صاحب نے اُس کے
متعلق اپنے خیالات جریدہ روزگار
مورخہ ۹ دسمبر میں ظاہر کر کے
ہماری اُمید پوری کر دی جس کے
دیکھنے سے ہمیں خوشی بھی ہوئی
اور رنج بھی۔ خوشی اس وجہ سے
کہ حیدر آباد کی اسلامی جماعت میں
ایسے اصحاب بھی پیدا ہوتے
چلے ہیں جو اخبارات کی مذہبی تحریرات
پر غور کرنے لگے ہیں۔ اور رنج
اس وجہ سے کہ محرر مضمون نے
وسیع نظر سے کام نہیں لیا ہے
منصفانہ بحث اور غیر متعصبانہ
نکتہ چینی سے ضرور ماخذ فیہا
مسائل پر ایک روشنی پڑتی ہے
مگر ایسی طرز سے احتراز کرنا لازمی
ہے جس سے مسلمہ اصول پر اعتراض
لاحق ہو۔

مضمون زیر بحث میں فضیلت
و اکملیت مذہب کے ثبوت کے لئے
دو صورتیں بیان کی گئی تھیں۔
اوّلاً یہ کہ ہر مذہب کے علماء و
فضلا اپنی اپنی کتاب کے رو
سے اپنے مذہب کی اعلیٰ تعلیم
کا ثبوت دیں جس سے اس مذہب
کی اخلاقی حالت اور فضیلت کا
موازنہ ہو۔ مگر اس کے متعلق
نکتہ چیں محرر نے یہ رقم فرمایا
ہے کہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا
اس لئے کہ ایک مدت دراز سے
اختلاف پڑا ہے اور مباحثے بھی
ہوئے اور ہو رہے ہیں مگر کچھ
فیصلہ نہ ہوا۔ کاتب مضمون کی
اس کچھ سے ہمیں نہایت
تعجب آ رہا ہے کہ کس قدر یقین
کے ساتھ وہ ابھی سے فائدہ
اور فیصلہ نہ ہونے پر فتویٰ لگا
رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ انہوں
نے کس مقام سے بحث مباحثے
کے مضمون کو اخذ کیا ہے! علماء

فضلاء کا اپنی اپنی کتاب سے
اعلیٰ تعلیم کا ثبوت دینا ہرگز
بحث مباحثے کے مفہوم میں داخل
نہیں ہو سکتا۔ جس طرح دو اور دو
۴ روٹی نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسے
جلسوں سے جن میں ہر مذہب والا
اپنے مذہب کی فضیلت کے بیان
کرنے کا مجاز ہوتا ہے قطعاً کوئی
فائدہ متصور نہ ہوتا تو پھر چکاگو
(امریکہ) میں کیوں عظیم الشان
مذہبی جلسہ کیا جاتا! کیا اہل امریکہ
جن کی عقل و دانش کا لوہا سارا
جہان مان رہا ہے ایک بالکل
ہی فضول کام کر بیٹھے؟ کیا اخباری
دنیا کو خبر نہیں کہ اسی جلسہ کی
بدولت ہندو مذہب نے سوامی
دیو اکنڈ اکی وکالت سے اہل
امریکہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا کہ
اس جلسہ میں ہندو مذہب کی
فلاسفی کا بیان تھا جس سے امریکہ
میں ایک کایا پلٹ ہو گئی اور
اس کے اعتقادات کی طرف
میلان ہوتا چلا جاتا ہے۔
چکاگو کا مذہبی جلسہ تو ایک تاریخی
رنگ میں آ گیا ہے۔ اٹالی اور
فرانس کے جلسوں پر بھی غور
کیجئے کیا یہ تمام فضول اور بیہودہ
طور پر کئے جا رہے ہیں؟
جس قدر ایسے جلسوں سے فائدہ
کی اُمید ہے اُس کا ثبوت ہر
زمانہ کے مقدسین کے کارناموں
سے ملتا ہے۔ مذاہب کے
بانی اسی اُمید پر اشاعت کا کام
کرتے رہے اور ایسی ساعتوں
کے ذریعہ سینکڑوں ہزاروں
بندگان خدا کو حق و باطل میں
امتیاز کرنے کا موقع بلا حجج و
براہین کے پیش کرنے کے بغیر
کوئی دعویٰ قابل سماعت نہیں
ہو سکتا اور نہ تشنگان حق کی
پیاس بجھ سکتی ہے لہذا اس
پہلی صورت کی اہمیت سے

انکار نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کو
اپنے سچے مذہب کی اعلیٰ تعلیم
افضلیت اور اکملیت کو جس کا
دنیا کے دور دور مقاموں میں
جہاں کسی اسلامی مشنری کا قدم
تک نہیں پہونچا ہے اس پر آشوب
زمانہ میں بھی برابر کم و بیش اثر
ہوتا رہا ہے۔ دلیل اور برہان
کے ذریعہ احسن میں غیر
قوم اور مذہب کے لوگوں میں
پیش کرنے کا انتظام نہایت
ہی ضرور ہے اور اصلی کی سنت
**وجادلھم بالتی ھی
احسن** ہمارے علیم و خبیر
ہادی مطلق کا ارشاد ہے
غرض زیر بحث پہلی صورت
سے انکار الٰہی ہدایت سے
بدیہی انکار ہے اگر یہ تجویز ٹھہر
جائے گی تو سوائے اسلام کے
کون مذہب ہوگا جو اس میدان
میں قدم جما سکے گا؟ آہ اسکو
جلسوں میں ریپرزنٹ کرنے والا
بھی کوئی ہو۔ جو کوئی اُسے
کامیابی کے ساتھ ریپرزنٹ
کر سکتا ہی کیا وہ قوم کی نگاہ میں
قابل وقعت ہو سکتا ہے۔ یا
لائق ملامت۔

دوسری صورت یہ
بیان کی گئی تھی کہ ہر مذہب کا سرگروہ
اپنے مذہب کی صداقت کی ثبوت
میں ایک آسمانی نشان دکھلائے
تا یہ ثابت ہو کہ اس مذہب میں
ہنوز الٰہی طاقت اور ربانی قوت
باقی ہے۔ مگر صادق علی بیگ
صاحب اس کے دو جواب یہ تحریر
فرماتے ہیں کہ یہ صورت تو ان
مفید ہے جو عقل سلیم رکھتے ہیں
تخصیص عقل سلیم کی اس جہت
سے کی گئی ہے کہ بہت سے نبی
پیدا ہوئے اور انہوں نے
حقیقی نشانات آسمانی دکھائے
لیکن سوائے اُن لوگوں کے

معمولی تعطیل

ہمارے ناظرین اس امر سے خوب آگاہ ہیں کہ ہم ہر سال دسمبر کے آخری ایام میں ایک ہفتہ کی تعطیل کر دیتے ہیں کیونکہ دار الامان میں جلسہ کی وجہ سے اتنی فرصت ہو ہی نہیں سکتی کہ اخبار کا کام ہو سکے علاوہ ازیں سال تمام پر خریداران کا حساب صاف کرنے اور دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے بہر حال یہ نمبر ۱۸۹۹ء کو الوداع کہتا ہے۔

اب پہلا پرچہ ۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو شائع ہوگا انشاء اللہ بحولہ وبقوتہ

اطلاع

ہم نے اس سے پیشتر اطلاع دی تھی کہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء تک مالی سال ختم ہو چکا ہے اس لئے ۱۸۹۹ء کے اکتوبر تک جن لوگوں نے قیمت بھیجدی ہے ان کے ذمہ صرف ۸ر مطبع کے اخیر دسمبر تک واجب ہیں۔ پس حسب اطلاع سابق جنوری سنہ ۱۹۰۰ء میں ہم للعہ ۔ ۲؍ معہ قیمت سنہ ۱۹۰۰ء ایسی ناظرین سے بذریعہ وی پی وصول کر لیں گے اور ایسے طریق پر کل دوستوں سے واجب الطلب قیمت کبلئی اخبار قیمت طلب بھیجا جاویگا جو صاحب اخبار لینا نہ چاہیں یعنی وقت پر قیمت دینے کو طیار نہ ہوں وہ اطلاع دیدیں۔ کیونکہ ایسی مشکلات کی وجہ سے اکثر اوقات اخبار بدیر شائع ہوتا رہا ہے۔ آیندہ اخبار کو باقاعدہ موقت الشیوع بنانے کے لئے ہمارے ناظرین کو اپنے فرائض کی طرف توجہ کی اسی قدر ضرورت ہے جس قدر وہ ہم کو شکایتی خطوط سے متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔

آخر میں ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست و بازو خریدار ترسیل زر چندہ اور خوش معاملہ خریداروں کے پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

رسالہ
فیض احمدی

پنجابی زبان میں منظوم ۔ ریب ملتا ہی طبع ہوا ہے

حضرت امام الزمان علیہ السلام سے بیعت کرنیوالوں کے نام

(۱) خلیل الرحمن صاحب ساکن پنجیڑی ریاست جموں
(۲) نیک عالم صاحب " "
(۳) غریب اللہ صاحب ساکن کلری "
(۴) مہردین ساکن دھرم کوٹ بگا ضلع گورداسپور
(۵) قاضی رحمت اللہ صاحب " "
(۶) نبی بخش صاحب " " "
(۷) اللہ دتا صاحب " "
(۸) ابراہیم صاحب "
(۹) بوڑا صاحب " "
(۱۰) فضل الدین صاحب ساکن جلہ ضلع ملتان
(۱۱) اللہ بخش صاحب ساکن سیالکوٹ
(۱۲) عبد الواحد صاحب ساکن بودھران ضلع ملتان
(۱۳) احمد الدین صاحب " "
(۱۴) محمد الدین صاحب ۔ دھرم کوٹ بگا
(۱۵) پیراں دتا صاحب
(۱۶) سید محمد شاہ صاحب مدرس مدرسہ ماچھی واڑہ ضلع لدہیانہ
(۱۷) رحمت علی صاحب پٹواری رائے پور تحصیل پھلور
(۱۸) عبد العزیز ولد خواجہ عالم امرتسر
(۱۹) ملک غلام احمد ۔ دنگام علاقہ کشمیر
(۲۰) میاں صوبا ۔ بہرام پور بیٹ ضلع انبالہ
(۲۱) خدا بخش صاحب ۔ جموں۔
(۲۲) فراہیم بن یوسف ۔ توشام ضلع حصار
(۲۳) حفیظ اللہ خالدی ۔ جیند۔
(۲۴) عبد الوحید ۔ لونی ضلع مبر بھر جال سنگرور
(۲۵) شادی خاں راجپوت ۔ جیند
(۲۶) غلام نبی ۔ مجن ضلع شاہ پور تحصیل بھیرہ
(۲۷) عبد الرحمن (ٹھاکر داس) گرشہر پور ضلع لدہیانہ
(۲۸) حافظ دل احمد ۔ بی ۔ اے ۔ ادرانا ضلع شاہ پور
(۲۹) فضل کریم ۔ جہلم ۔ ۳۰ ۔ علی احمد ڈیرہ غازیخان

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال ہو فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی امر کافی ہے۔

(۱) قوت باہ (داخلی و خارجی علاج) چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی ۵ر اور قیمت علاج داخلی ۔ عا ر
(۲) بواسیر ۔ خونی و بادی کے لئے اکسیر عا ر
(۳) دافع جریان ہر قسم . . . . . . للعہ ر
(۴) علاج آتشک . . . . . . ۸ ر
(۵) سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم عا ر
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے . . . . . . عہ
(۷) مصفی خون کے لئے معہ ر
(۸) سواد نزول الماء آنکھ کی ہر اک بیماری کیلئے اکسیر نوٹہ . . . . . عا ر

ان ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کیلئے ہے اگر اس قدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زیادہ دوا مفت دیجاویگی ۔ حکیم محمد امین مقام بٹالہ ضلع گورداسپور ۔ پنجاب